

# سُنَنِ ابْنِ مَاجَةَ (مترجم)

جلد سوم

أبواب الزكاة - أبواب الحدود

أحاديث: 1783 - 2614

امام ابو عبد الله محمد بن يزيد ابن ماجة

ترجمہ و فوائد: مولانا عطاء اللہ شاہ

تحقیق و تخریج: حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی

دار السلام

کتاب ۲۶۶  
اسن سن

## بہترین اشاعت برائے دارالسلام منورین



سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الرياض: 11416 سوڈی عرب فن: 4033962-403432 00966 1 فیکس: 4021659  
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com  
Website: www.darussalam.com

- الرياض: الفیہ: 01 4614483 فیکس: 4644945 • المذازن: 01 4735220 فیکس: 4735221 • سلیم فن: 01 2860422
- منسوب الرياض: موبائل: 0503459695-0505196736 • قسم (برید): فن/فیکس: 06 3696124 موبائل: 0503417156
- مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 • مدینہ منورہ: فن: 04 8234446 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155
- جندہ: فن: 02 6879254 فیکس: 6336270 • الخبر: فن: 03 8692900 فیکس: 8691551
- شیعہ بحر فن/فیکس: 04 3908027 موبائل: 0500887341 فیکس: 07 2207055 موبائل: 0500710328

شامچہ: فن: 6 5632623 00971 • امریکہ: • برٹن: فن: 713 7220419 001 • نیویارک: فن: 6255925 001 718  
لندن: فن: 4885 539 208 0044 • آسٹریلیا: فن: 4040 2 9758 0061

پاکستان (ہیڈ آفس و سیکریٹری شوزوم)

• 36- لورنل، سیکریٹریٹ شاپ، لاہور

فن: 7110081-7111023-7232400-7240024 0092 42 فیکس: 7354072  
موبائل: 4212174-0321 8484569-0322 • غزنی شریف: اردو بازار لاہور فن: 7120054 فیکس: 7320703  
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی: طارق روڈ بالقاتل فری پورٹ شاپنگ مال فن: 4393936 0092 21 فیکس: 4393937  
اسلام آباد: F-8 مرکز اسلام آباد فن/فیکس: 51 2281513 0092 موبائل: 5370378 0321

© مکتبہ دارالسلام، ۱۴۲۸ھ

فہرست مکتبہ المملک فہد الوطنیہ أثناء النشر

ابن ماجہ، محمد بن یزید

سنن ابن ماجہ اللغة الأردیة / محمد بن یزید ابن ماجہ - الرياض، ۱۴۲۸ھ

ص: ۲۳۷ مقاس: ۲۱×۱۴ سم

ردمک: ۷-۴-۹۹۶۹-۹۹۶۰-۹۷۸ (مجموعہ)

۴-۱-۹۹۷۷-۹۹۶۰-۹۷۸ (ج ۳)

۱- الحديث - سنن ۲- الحديث - الكتب الستة أ. العنوان

دیوبی ۲۳۵، ۶ ۱۴۲۸/۴۸۹۸

رقم الإيداع: ۱۴۲۸/۴۸۹۸

ردمک: ۷-۴-۹۹۶۹-۹۹۶۰-۹۷۸

۴-۱-۹۹۷۷-۹۹۶۰-۹۷۸ (ج ۳)



جلد سوم  
سُنن ابن ماجه  
(مترجم)

أبواب الزكاة — أبواب الحدود — أحاديث: 1783 — 2614

تأليف

إمامنا أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن عمار القشيري رحمه الله

ترجمه و تالیف

فیضان مولانا عطاء اللہ احمد علیہ السلام

مترجم و تالیف

حافظ ابو طاهر زبیر علی بنی علیہ السلام

مترجم و تالیف

حافظ صلاح الدین یوسف علیہ السلام

مولانا ابو عبد اللہ محمد علی بن عبد الجبار علیہ السلام

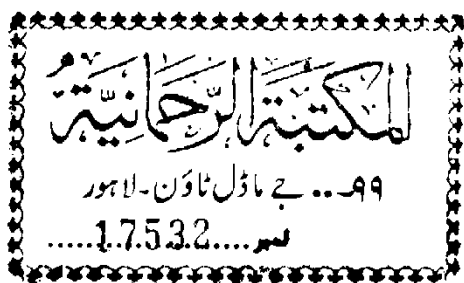
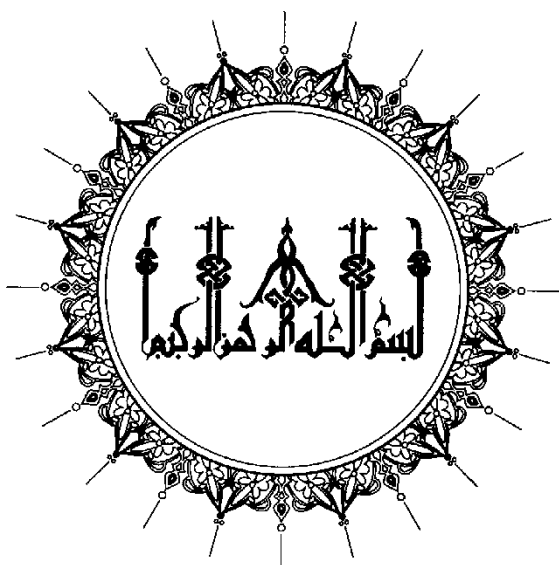
حافظ آصف اقبال علیہ السلام

مولانا ابو محمد محمد اجمل علیہ السلام

حافظ عبد الخالق علیہ السلام

مولانا عثمان بن نبیب علیہ السلام







## فہرست مضامین (جلد سوم)

| 25 | زکاة کے احکام و مسائل                            | ۸- ابواب الزکاة                                                             |
|----|--------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------|
| 29 | باب: زکاة کی فرضیت                               | ۱- بَابُ فَرَضِ الزَّكَاةِ                                                  |
| 30 | باب: زکاة نہ دینے والے کی سزا                    | ۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنَعِ الزَّكَاةِ                                    |
| 33 | باب: جس مال کی زکاة ادا کر دی جائے وہ خزانہ نہیں | ۳- بَابُ مَا أُدِّيَ زَكَاةُهُ لَيْسَ بِكَفَرٍ                              |
| 34 | باب: چاندی اور سونے کی زکاة                      | ۴- بَابُ زَكَاةِ الْوَرِقِ وَالذَّهَبِ                                      |
| 36 | باب: جس شخص کو (سال کے دوران میں) مال ملے        | ۵- بَابُ مَنْ اسْتَفْزَذَ مَالًا                                            |
| 37 | باب: کن مالوں میں زکاة واجب ہے؟                  | ۶- بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ مِنَ الْأَمْوَالِ                      |
| 38 | باب: زکاة کا وقت آنے سے پہلے (بیکلی) ادا کر دینا | ۷- بَابُ تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ قَبْلَ مَجْلَئِهَا                            |
| 38 | باب: جب کوئی زکاة ادا کرے تو اسے کیا کہا جائے؟   | ۸- بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ اخْرَاجِ الزَّكَاةِ                             |
| 39 | باب: اونٹوں کی زکاة                              | ۹- بَابُ صَدَقَةِ الْإِبِلِ                                                 |
| 42 | باب: زیادہ عمر کا جانور وصول کرنا                | ۱۰- بَابُ إِذَا أَخَذَ الْمُصَدِّقُ مِثْلًا دُونَ مِثْلٍ أَوْ فَوْقَ مِثْلٍ |
| 44 | باب: عامل کس قسم کے اونٹ وصول کرے؟               | ۱۱- بَابُ مَا يَأْخُذُ الْمُصَدِّقُ مِنَ الْإِبِلِ                          |
| 46 | باب: گائے (بیلوں) کی زکاة                        | ۱۲- بَابُ صَدَقَةِ الْبَقَرِ                                                |
| 48 | باب: بھیڑ بکریوں کی زکاة                         | ۱۳- بَابُ صَدَقَةِ الْغَنَمِ                                                |
| 51 | باب: زکاة وصول کرنے والے ملازمین کے مسائل        | ۱۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي عُمَّالِ الصَّدَقَةِ                                |
| 54 | باب: گھوڑوں اور غلاموں کی زکاة                   | ۱۵- بَابُ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ                                   |
| 55 | باب: کن مالوں میں زکاة واجب ہے؟                  | ۱۶- بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ مِنَ الْأَمْوَالِ                     |
| 56 | باب: غلے اور پھلوں کی زکاة                       | ۱۷- بَابُ صَدَقَةِ الزُّرُوعِ وَالنَّمَارِ                                  |
| 58 | باب: کھجور اور انگور کی پیداوار کا اندازہ کرنا   | ۱۸- بَابُ حُرُصِ الثَّخْلِ وَالْعَنْبِ                                      |
| 60 | باب: صدقہ میں نکال دینا منع ہے                   | ۱۹- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُخْرِجَ فِي الصَّدَقَةِ شَرٌّ مَالِهِ             |
| 62 | باب: شہید کی زکاة                                | ۲۰- بَابُ زَكَاةِ الْعَسَلِ                                                 |



|    |                                              |                                           |
|----|----------------------------------------------|-------------------------------------------|
| 63 | باب: صدقہ فطر کا بیان                        | ۲۱- بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ              |
| 68 | باب: عشر اور خراج کا بیان                    | ۲۲- بَابُ الْعُشْرِ وَالْخَرَجِ           |
| 68 | باب: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے                 | ۲۳- بَابُ الْوَسْقِ سِتُّونَ صَاعًا       |
| 69 | باب: رشتہ داروں کو صدقہ دینا                 | ۲۴- بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي قَرَابَةٍ |
| 71 | باب: مانگنے کی ممانعت کا بیان                | ۲۵- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ       |
| 72 | باب: مال دار ہوتے ہوئے (بلا ضرورت) سوال کرنا | ۲۶- بَابُ مَنْ سَأَلَ عَنْ ظَهْرِ غَنَى   |
| 74 | باب: کسے زکاۃ لینا جائز ہے؟                  | ۲۷- بَابُ مَنْ تَجَلَّ لَهُ الصَّدَقَةُ   |
| 75 | باب: صدقہ کی فضیلت                           | ۲۸- بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ              |

نکاح سے متعلق احکام و مسائل

۹ أَبْوَابُ النِّكَاحِ

|     |                                                                       |                                                                        |
|-----|-----------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------|
| 83  | باب: نکاح کی فضیلت                                                    | ۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النِّكَاحِ                               |
| 86  | باب: بے نکاح رہنا منع ہے                                              | ۲- بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ                                   |
| 87  | باب: خاوند پر بیوی کے حقوق                                            | ۳- بَابُ حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ                             |
| 90  | باب: بیوی پر خاوند کے حقوق                                            | ۴- بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ                             |
| 93  | باب: بہترین عورت                                                      | ۵- بَابُ أَفْضَلِ النِّسَاءِ                                           |
| 95  | باب: دین والی عورت سے نکاح کرنا                                       | ۶- بَابُ تَزْوِيجِ ذَاتِ الدِّينِ                                      |
| 96  | باب: کنواری لڑکی سے نکاح کرنا                                         | ۷- بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبْكَارِ                                        |
| 98  | باب: آزاد اور زیادہ بچے بننے کی صلاحیت رکھنے والی عورت سے نکاح کرنا   | ۸- بَابُ تَزْوِيجِ الْحَرَائِرِ وَالْمَوْلُودِ                         |
| 99  | باب: جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہوا ہے (ایک نظر) دیکھ لینے کا بیان | ۹- بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا |
| 101 | باب: پیغام نکاح پر پیغام نکاح دینے کی ممانعت                          | ۱۰- بَابُ: لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أُخِيهِ               |
| 103 | باب: کنواری اور شوہر دیدہ سے اجازت لینا                               | ۱۱- بَابُ اسْتِثْمَارِ الْبُكَرِ وَالنَّيِّبِ                          |
| 105 | باب: بیٹی کی ناراضی کے باوجود اس کا نکاح کر دینا                      | ۱۲- بَابُ مَنْ زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ                      |
| 107 | باب: والد چھوٹی بیٹی کا نکاح (اس سے پہلے بغیر) کر سکتا ہے             | ۱۳- بَابُ نِكَاحِ الصَّغَارِ يُزَوِّجُهُنَّ الْآبَاءُ                  |



- ۱۴- بَابُ نِكَاحِ الصَّغَارِ بِرُؤُوسِهِنَّ غَيْرِ الْآبَاءِ باب: باپ کے علاوہ دوسرے سر پرست چھوٹی بچی کا نکاح کر دیں تو؟ 109
- ۱۵- بَابُ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ بَاب: سر پرست کی اجازت کے بغیر (لڑکی کا) نکاح نہیں ہوتا 110
- ۱۶- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشَّغَارِ باب: نکاح شغار کی ممانعت 112
- ۱۷- بَابُ صَدَاقِ النِّسَاءِ باب: عورتوں کا حق مہر 113
- ۱۸- بَابُ الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ وَلَا يَفْرِضُ لَهَا فَيْمُوتُ بَاب: جو آدمی کسی عورت سے حق مہر کا قعین کیے بغیر نکاح کرے اور اسی حال میں فوت ہو جائے علی ذلک 117
- ۱۹- بَابُ حُطْبَةِ النِّكَاحِ باب: نکاح کا خطبہ 118
- ۲۰- بَابُ إِغْلَانِ النِّكَاحِ باب: نکاح کا اعلان کرنا 122
- ۲۱- بَابُ الْغِنَاءِ وَالْذَّفِّ باب: گیت گانا اور دف بجانا 123
- ۲۲- بَابُ: فِي الْمُحْشَيْنِ باب: تمجیدوں کا بیان 127
- ۲۳- بَابُ تَهْنِئَةِ النِّكَاحِ باب: شادی کی مبارک باد 129
- ۲۴- بَابُ الْوَلِيمَةِ باب: ولیمہ کا بیان 130
- ۲۵- بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِي باب: دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا 134
- ۲۶- بَابُ الْإِقَامَةِ عَلَى الْبُكَرِ وَالنَّبِّ باب: کنواری اور شب (بھن) کے پاس ٹھہرنے کا بیان 136
- ۲۷- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ أَهْلُهُ باب: جب بیوی سے (پہلی) ملاقات ہو تو مرد کیا (دعا یہ کلمات) کہے 137
- ۲۸- بَابُ التَّسَرُّعِ عِنْدَ الْجَمَاعِ باب: مباشرت کے موقع پر باپردہ رہنا 139
- ۲۹- بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِثْنَانِ النِّسَاءِ فِي أَذْبَارِهِنَّ باب: عورت کی دہریں جماعت کرنے کی حرمت کا بیان 141
- ۳۰- بَابُ الْعَزْلِ باب: عزل کا بیان 143
- ۳۱- بَابُ: لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَاتِهَا باب: کسی عورت کی چھو بھی یا خالہ نکاح میں ہوتے ہوئے اس عورت سے نکاح جائز نہیں 145
- ۳۲- بَابُ: الرَّجُلُ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجُ فَيُطَلِّقُهَا باب: جس عورت کو مرد تین طلاقیں دے دے پھر وہ



قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا. أَتَوَجَّعُ إِلَى الْأَوَّلِ

۳۳- بَابُ الْمُحْلَلِ وَالْمُحَلَّلِ لَهُ

۳۴- بَابُ: يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

۳۵- بَابُ: لَا تُحْرَمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَضَّةَانِ

۳۶- بَابُ رِضَاعِ الْكَبِيرِ

۳۷- بَابُ: لَا رِضَاعَ بَعْدَ بَصَالٍ

۳۸- بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِي

۳۹- بَابُ الرَّجُلِ يُسَلِّمُ وَعِنْدَهُ أُخْتَانِ

۴۰- بَابُ الرَّجُلِ يُسَلِّمُ وَعِنْدَهُ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ

۴۱- بَابُ الشَّرْطِ فِي النِّكَاحِ

۴۲- بَابُ الرَّجُلِ يُعْتَقُ أَمَتُهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا

۴۳- بَابُ تَزْوِيجِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ

۴۴- بَابُ التَّهْمِي عَنْ نِكَاحِ الْمُتْنَعَةِ

۴۵- بَابُ الْمُحْرَمِ يَتَزَوَّجُ

۴۶- بَابُ الْأَقْفَاءِ

۴۷- بَابُ الْقِسْمَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ

۴۸- بَابُ الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا لِصَاحِبَتِهَا

۴۹- بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي التَّزْوِيجِ

۵۰- بَابُ حُسْنِ مُعَاشَرَةِ النِّسَاءِ

(دوسرے مرد سے) نکاح کرنے اور دوسرا مرد

اس سے خلوت کرنے سے پہلے طلاق دے دے

کیا وہ پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے؟ 146

باب: حلالہ کرنے اور کرانے والے کا بیان 148

باب: دودھ پلانے سے وہ سب رشتے حرام ہو

جاتے ہیں جو بیسی طور پر حرام ہوتے ہیں 150

باب: ایک دوبار چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی 153

باب: بڑی عمر کے بچے یا مرد کو دودھ پلانا 154

باب: دودھ چھڑانے کے بعد رضاعت نہیں ہوتی 156

باب: دودھ کا تعلق مرد سے بھی ہوتا ہے 158

باب: اگر اسلام قبول کرنے والے کے نکاح میں دو

بہنیں ہوں 159

باب: قبول اسلام کے وقت چار سے زیادہ بیویوں کا

نکاح میں ہونا 160

باب: نکاح کے وقت شرطیں طے کرنا 162

باب: اپنی لوطی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لینا 163

باب: غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے 165

باب: نکاح متحہ کی ممانعت 166

باب: احرام کی حالت میں نکاح کرنا 169

باب: ہم مرتبہ خاندان میں رشتہ کرنا 170

باب: بیویوں کے درمیان (وقت اور مال وغیرہ

کی تقسیم 171

باب: عورت اپنی باری دوسری بیوی کو دے سکتی ہے 173

باب: نکاح کے بارے میں سفارش 175

باب: عورتوں سے حسن سلوک 176



- ۵۱- بَابُ ضَرْبِ النِّسَاءِ باب: عورتوں کو مارنا 180
- ۵۲- بَابُ الْوَأَسَلَةِ وَالْوَأْسِمَةِ باب: مصنوعی بال لگانے والی اور بدن گوونے والی 182
- ۵۳- بَابُ مَنْ يُمْسَخُ الْبِنَاءُ بِالنِّسَاءِ باب: رخصتی کب مستحب ہے 185
- ۵۴- بَابُ الرَّجُلِ يَدْخُلُ بِأَهْلِهِ قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا باب: کوئی چیز (حق مہر وغیرہ) دینے سے پہلے بیوی سے خلوت 187
- ۵۵- بَابُ مَا يَكُونُ فِيهِ الْيَمْنُ وَالشُّؤْمُ باب: کون سی چیز مبارک یا منحوس ہوتی ہے؟ 187
- ۵۶- بَابُ الْغَيْرَةِ باب: غیرت کا بیان 189
- ۵۷- بَابُ الْتَّبِي وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلتَّبِيِّ ﷺ باب: اس خاتون کا ذکر جس نے خود کو نبی ﷺ کی خدمت کے لیے پیش کیا 193
- ۵۸- بَابُ الرَّجُلِ يَنْشُكُ فِي وَلَدِهِ باب: اگر آدمی کو اپنی اولاد میں شک ہو 195
- ۵۹- بَابُ: الْوَلَدُ لِلْفِرَاسِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ باب: بچہ خاوند کا مانا جائے گا زانی کے لیے پتھر ہیں 196
- ۶۰- بَابُ الزَّوْجَيْنِ يُمْلِمُ أَحَدُهُمَا قَبْلَ الْآخَرِ باب: اگر خاوند اور بیوی میں سے ایک دوسرے سے پہلے اسلام قبول کر لے تو؟ 199
- ۶۱- بَابُ الْغَيْلِ باب: دودھ پلانے والی عورت سے مباشرت کرنا 201
- ۶۲- بَابُ: فِي الْمَرْأَةِ تُؤْذِي زَوْجَهَا باب: جو عورت اپنے خاوند کو تنگ کرتی ہے 202
- ۶۳- بَابُ: لَا يُحْرَمُ الْحَرَامُ الْحَلَالُ باب: حرام کام سے حلال چیز حرام نہیں ہو جاتی 203
- ۱۰- أَبْوَابُ الطَّلَاقِ طلاق سے متعلق احکام و مسائل 205
- ۱- [بَابُ حَدَّثَنَا سُؤْدَةُ بْنُ سَعِيدٍ] باب: ہمیں سوید بن سعید نے بیان کیا 209
- ۲- بَابُ طَلَاقِ الشُّتَّةِ باب: طلاق دینے کا صحیح طریقہ 210
- ۳- بَابُ الْحَامِلِ كَيْفَ تُطَلَّقُ باب: حاملہ کو طلاق کیسے دی جائے؟ 213
- ۴- بَابُ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ باب: ایک مجلس کی تین طلاقیں 214
- ۵- بَابُ الرَّجْعَةِ باب: رجوع کرنے کا بیان 215
- ۶- بَابُ الْمُطَلَّقَةِ الْحَامِلِ إِذَا وَضَعَتْ ذَا بَطْنِهَا بَأَنَتْ باب: حاملہ مطلقہ جب بچہ جنے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے (اور خاوند رجوع نہیں کر سکتا) 215
- ۷- بَابُ الْحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، إِذَا باب: جس حاملہ عورت کا خاوند فوت ہو جائے بچے کی



- 216 پیدائش ہونے پر اسے نکاح کرنا جائز ہو جاتا ہے
- 219 باب: بیوہ کہاں عدت گزارے؟
- باب: کیا عورت عدت کے دوران میں گھر سے باہر جاسکتی ہے؟
- 220 باب: کیا تین طلاق والی عورت کو رہائش اور خرچ ملے گا؟
- 222 باب: طلاق کے وقت کچھ دے کر رخصت کرنا
- 223 باب: اگر آدمی کہے کہ اس نے طلاق نہیں دی
- باب: ہنسی مذاق میں طلاق دینے، نکاح کرنے اور رجوع کرنے کا بیان
- 225 باب: زبان سے طلاق کے الفاظ بولے بغیر دل میں طلاق دینا
- 226 باب: دیوانے یا نابالغ اور سوئے ہوئے کی طلاق
- 227 باب: زبردستی کی طلاق اور بھول سے طلاق کا بیان
- 228 باب: نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی
- 230 باب: کن الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے
- 231 باب: طلاق پتہ کا بیان
- 232 باب: مرد کا اپنی بیوی کو (نکاح میں رہنے یا الگ ہو جانے کا) اختیار دینا
- 233 باب: عورت کا خلع لینا مکروہ ہے
- 236 باب: خاوند خلع لینے والی سے اپنی دی ہوئی چیزیں واپس لے سکتا ہے
- 237 باب: خلع لینے والی کی عدت
- 238 باب: عورت سے مقاربت نہ کرنے کی قسم کھا لینا
- 239 باب: ظہار (بیوی کو ماں یا بہن کہنے) کا بیان
- 241

- وَضَعَتْ حَلَّتْ لِلزَّوْاجِ
- ۸- بَابُ: أَيْنَ تَعْتَدُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا؟
- ۹- بَابُ: هَلْ تَخْرُجُ الْمَرْأَةُ فِي عِدَّتِهَا
- ۱۰- بَابُ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا هَلْ لَهَا سُكْنَى وَنَفَقَةٌ؟
- ۱۱- بَابُ مُنْعَةِ الطَّلَاقِ
- ۱۲- بَابُ الرَّجُلِ يَجْعُدُ الطَّلَاقَ
- ۱۳- بَابُ مَنْ طَلَّقَ أَوْ نَكَحَ أَوْ رَاجَعَ لَا عَيْتًا
- ۱۴- بَابُ مَنْ طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِهِ
- ۱۵- بَابُ طَلَاقِ الْمُغْتَوَةِ وَالصَّغِيرِ وَالثَّانِمِ
- ۱۶- بَابُ طَلَاقِ الْمُكْرَهَةِ وَالثَّانِي
- ۱۷- بَابُ: لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ
- ۱۸- بَابُ: مَا يَقَعُ بِهِ الطَّلَاقُ [مِنْ الْكَلَامِ]
- ۱۹- بَابُ طَلَاقِ النِّثَةِ
- ۲۰- بَابُ الرَّجُلِ يُخَيِّرُ امْرَأَتَهُ
- ۲۱- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُلْعِ لِلْمَرْأَةِ
- ۲۲- بَابُ الْمُخْتَلِعَةِ يَأْخُذُ مَا أُعْطَاهَا
- ۲۳- بَابُ عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ
- ۲۴- بَابُ الْإِبْلَاءِ
- ۲۵- بَابُ الظَّهَارِ

- باب: اگر ظہار کرنے والا کفارہ ادا کرنے سے پہلے  
مباشرت کر لے (تو کیا حکم ہے؟) 244
- باب: لعان کا بیان 245
- باب: بیوی کو خود پر حرام کر لینے کا بیان 252
- باب: جب لوطی کو آزاد کیا جائے تو اسے (کراج  
قائم رکھنے یا فسخ کرنے کا) اختیار ہے 254
- باب: لوطی کی طلاق اور عدت کا بیان 257
- باب: غلام کی طلاق کا بیان 258
- باب: لوطی کو دو طلاقیں دینے کے بعد خرید لینا 259
- باب: ام ولد کی عدت کا بیان 259
- باب: جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اسے زہب  
وزہبت کرنا منع ہے 260
- باب: کیا عورت خاوند کے علاوہ کسی اور کا سوگ بھی  
کر سکتی ہے؟ 261
- باب: اگر مرد کو اس کا والد بیوی کو طلاق دینے کا حکم  
دے تو؟ 263

۲۶- بَابُ الْمُظَاهَرِ يُجَامِعُ قَبْلَ أَنْ يُكْفَرَ

۲۷- بَابُ اللَّعَانِ

۲۸- بَابُ الْحَرَامِ

۲۹- بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ إِذَا أُعْتِقَتْ

۳۰- بَابُ فِي طَلَاقِ الْأَمَةِ وَعِدَّتِهَا

۳۱- بَابُ طَلَاقِ الْعَبْدِ

۳۲- بَابُ مَنْ طَلَّقَ أَمَةً تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ اشْتَرَاهَا

۳۳- بَابُ عِدَّةِ أُمِّ الْوَلَدِ

۳۴- بَابُ كَرَاهِيَةِ الزَّوْجَةِ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا

۳۵- بَابُ: هَلْ تُحْذَرُ الْمَرْأَةُ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا

۳۶- بَابُ الرَّجُلِ بِأَمْرِهِ أَبُوهُ بِطَلَاقِ امْرَأَتِهِ

### ۱۱- أَبْوَابُ الْكُفَّارَاتِ

### کفارے سے متعلق احکام و مسائل

- باب: رسول اللہ ﷺ کس طرح قسم کھاتے تھے 265
- باب: اللہ کے سوا کسی کی قسم کھانے کی ممانعت کا بیان 267
- باب: اسلام کے علاوہ دوسرے مذہب (میں چلے  
جانے) کی قسم کھانا 269
- باب: جسے اللہ کی قسم کھا کر کچھ بتایا جائے اسے تسلیم  
کر لینا چاہیے 270
- باب: قسم گناہ ہے یا عداوت 272
- باب: قسم کے ساتھ ان شاء اللہ کہنا 273
- ۱- بَابُ يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَلَيْسَ كَانَ يَخْلِفُ بِهَا
- ۲- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَخْلِفَ بِغَيْرِ اللَّهِ
- ۳- بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ
- ۴- بَابُ مَنْ حَلَفَ لَهُ بِاللَّهِ فَلْيَرْضَ
- ۵- بَابُ: أَلْيَمِينُ حَنْثٌ أَوْ نَدَمٌ
- ۶- بَابُ الْإِسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ

- ۷- بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا  
باب: جس نے کوئی قسم کھائی، پھر اسے دوسری  
صورت بہتر معلوم ہوئی  
273
- ۸- بَابُ مَنْ قَالَ كَفَّارَتُهَا تَرْكُهَا  
باب: بڑی بات کا کفارہ یہ ہے کہ اسے چھوڑ دے  
276
- ۹- بَابُ: كَمْ يُطْعَمُ فِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ  
باب: قسم کے کفارے کے طور پر کتنا کھانا دیا جائے؟  
277
- ۱۰- بَابُ: مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ  
باب: مسکینوں کو اپنے معیار کے مطابق اوسط درجے  
کا کھانا دینے کا بیان  
277
- ۱۱- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَسْتَلِجَ الرَّجُلُ فِي يَمِينِهِ وَلَا  
يُكْفَرُ  
باب: اپنی قسم پر اصرار کرتے ہوئے کفارہ نہ دینا  
ممنوع ہے  
278
- ۱۲- بَابُ إِتْرَارِ الْمُقْسِمِ  
باب: قسم دینے والے کی قسم پوری کرنا  
279
- ۱۳- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ  
باب: یوں کہنا منع ہے: ”جو اللہ چاہے اور تو چاہے“  
281
- ۱۴- بَابُ مَنْ وَرَى فِي يَمِينِهِ  
باب: قسم میں تور یہ کرنا  
282
- ۱۵- بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّنْذِرِ  
باب: نذر ماننے کی ممانعت کا بیان  
284
- ۱۶- بَابُ التَّنْذِرِ فِي الْمَعْصِيَةِ  
باب: گناہ کے کام کی نذر  
285
- ۱۷- بَابُ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَلَمْ يُسَمِّهِ  
باب: غیر معین نذر  
286
- ۱۸- بَابُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ  
باب: نذر پوری کرنا  
287
- ۱۹- بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ  
باب: اگر کوئی نذر پوری کیے بغیر فوت ہو جائے تو؟  
289
- ۲۰- بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَحُجَّ مَا شِئْنَا  
باب: پیدل حج کی نذر ماننا  
290
- ۲۱- بَابُ مَنْ خَلَطَ فِي نَذْرِهِ طَاعَةَ بِمَعْصِيَةٍ  
باب: ایسی نذر ماننا جس میں نیکی اور گناہ دونوں  
شامل ہوں  
291

۱۲ أَبْوَابُ التَّجَارَاتِ تجارت سے متعلق احکام و مسائل

- ۱- بَابُ اَلْحَثِّ عَلَى الْمَكَايِبِ  
باب: روزی کسانے کی ترغیب  
296
- ۲- بَابُ الْإِفْتِصَادِ فِي طَلَبِ الْمَعِيشَةِ  
باب: روزی کسانے میں میانہ روی اختیار کرنا  
299
- ۳- بَابُ التَّوَقُّفِ فِي التَّجَارَةِ  
باب: تجارت میں احتیاط  
301
- ۴- بَابُ: إِذَا قُسِمَ لِلرَّجُلِ رِزْقٌ مِنْ وَجْهِ فَلْيُرْمَهُ  
باب: جب انسان کی قسمت میں کسی طرف سے



- رزق (کا ذریعہ) بن جائے تو اس (پیشے) کو  
 303 (بلاوجہ) نہ چھوڑے
- 5- بَابُ الصَّنَاعَاتِ  
 304 باب: صنعتوں اور پیشوں کا بیان
- 6- بَابُ الْحُكْمَةِ وَالْجَلَبِ  
 307 باب: ذخیرہ اندوزی اور بازار میں مال لانا
- 7- بَابُ أَجْرِ الرَّاقِي  
 308 باب: دم کرنے والے کا اجرت لینا
- 8- بَابُ الْأَجْرِ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ  
 310 باب: قرآن پڑھانے کی اجرت وصول کرنا
- 9- بَابُ النَّهْيِ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَخُلُوتِ الْكَاهِنِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ  
 310 باب: کتے کی قیمت، طوائف کی اجرت، کاہن کا نذرانہ اور ساڑ چھوڑنے کا معاوضہ (سب) ممنوع ہیں
- 10- بَابُ كَسْبِ الْحِمَامِ  
 312 باب: سینگی لگانے والے کی کمائی
- 11- بَابُ مَا لَا يَحِلُّ يَبْعُهُ  
 314 باب: جن چیزوں کی فروخت منع ہے
- 12- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُتَابَعَةِ وَالْمَلَامَةِ  
 316 باب: منابذہ اور ملاسمہ کی ممانعت کا بیان
- 13- بَابُ: لَا يَبِيعُ الرُّجُلُ عَلَى أَخِيهِ وَلَا يَسْتَوْمُ عَلَى سَوِيهِ  
 318 باب: آدمی کا اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرنا یا اس کے سودے پر سودا کرنا منع ہے
- 14- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّجَسُّسِ  
 319 باب: بولی بڑھانے کی ممانعت کا بیان
- 15- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِنَادٍ  
 320 باب: شہری دیکھاتی کے لیے بیع نہ کرے
- 16- بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلْقَى الْجَلَبِ  
 321 باب: باہر سے سامان لانے والے تاجروں کو (شہر میں پہنچنے سے پہلے) جا کر ملنے کی ممانعت کا بیان
- 17- بَابُ: أَلْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا  
 322 باب: خریدنے والا اور بیچنے والا جب تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں انھیں (سودا منسوخ کرنے کا) اختیار ہے
- 18- بَابُ يَبِيعُ الْخِيَارِ  
 323 باب: اختیار والی بیع کا بیان
- 19- بَابُ: أَلْبَيْعَانِ يَخْتَلِفَانِ  
 325 باب: بیچنے والے اور خریدنے والے میں اختلاف ہو جائے تو (کیا حکم ہے؟)
- 20- بَابُ النَّهْيِ عَنْ يَبِيعَ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ، وَعَنْ  
 326 باب: جو چیز پاس نہ ہو اسے بیچنا منع ہے اور جس

رَبِيعَ مَا لَمْ يُضْمَنْ

کے نقصان کی ذمہ داری بیچنے والے پر نہیں

328

اس کا نفع لینا درست نہیں

باب: جب دو صاحب اختیار (ایک ہی چیز کی)

۲۱- بَابُ: إِذَا بَاعَ الْمُجِيرَانِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ

329

بیع کریں تو پہلے کی بیع درست ہوگی

330

باب: بیعت کے ساتھ خرید و فروخت

۲۲- بَابُ بَيْعِ الْعُرْتَانِ

332

باب: کنکری والی بیع اور دھوکے کی بیع کی ممانعت

۲۳- بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْعَرَبِ

باب: مادہ جانور کے بیٹ کا بچہ یا اس کے حقوں

۲۴- بَابُ النَّهْيِ عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُونِ الْأَنْعَامِ

میں دودھ خریدنا اور غوطہ لگانے والے کے

وَصُرُوعِهَا وَضَرْبَةِ الْغَائِصِ

غوطے سے حاصل ہونے والی چیز خریدنے کی

333

ممانعت کا بیان

۲۵- بَابُ بَيْعِ الْمُرَايَدَةِ

334

باب: نیلامی والی بیع کا بیان

336

باب: بیچنے ہوئی چیز واپس لے لینا

۲۶- بَابُ الْإِقَالَةِ

337

باب: (سرکاری طور پر) قیمت مقرر کرنا

۲۷- بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُسْعَرَ

338

باب: خرید و فروخت میں نرم رویہ اختیار کرنا

۲۸- بَابُ السَّمَاخَةِ فِي الْبَيْعِ

339

باب: قیمت کے بارے میں بات چیت کرنا

۲۹- بَابُ الشُّومِ

باب: خرید و فروخت کے وقت قسمیں کھانا مکروہ ہے

۳۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْإِيمَانِ فِي الشُّرَاءِ

342

وَالْبَيْعِ

باب: کھجور کے بار آور درخت کی اور مال والے

۳۱- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ بَاعَ تَخْلًا مُؤَبَّرًا أَوْ عَبْدًا لَهُ

345

غلام کی فروخت

مَالٌ

باب: بھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے

۳۲- بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ

347

فروخت کرنے کی ممانعت

صَلَاحُهَا

باب: آئندہ سالوں کی فصل (بیٹگی) فروخت کرنا اور

۳۳- بَابُ بَيْعِ الثَّمَارِ سَنِينَ وَالْجَائِئَةِ

349

فصل پر آفت کا آجانا

351

باب: جھٹکا تولنا چاہیے

۳۴- بَابُ الرُّجْحَانِ فِي الْوُزْنِ

352

باب: ماپ تول میں احتیاط کرنا

۳۵- بَابُ التَّوَقُّي فِي الْكَيْلِ وَالْوُزْنِ



- ۳۶- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغَشْرِ باب: دھوکا دینے کی ممانعت کا بیان 353
- ۳۷- بَابُ النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ مَا لَمْ يُقْبَضْ باب: کھانے کی چیز (غله وغیرہ خرید کر) قبضے میں لینے سے پہلے (دوسروں کو) فروخت کر دینے کی ممانعت کا بیان 354
- ۳۸- بَابُ بَيْعِ الْمُجَازَفَةِ باب: (بغیر ماپے تولے) اندازے سے بیچنا 356
- ۳۹- بَابُ مَا يُرْجَى فِي كَيْلِ الطَّعَامِ مِنَ الْبَرْكََةِ باب: کھانے کی چیز ماپ لینے میں برکت کی امید ہے 357
- ۴۰- بَابُ الْأَسْوَاقِ وَدُخُولِهَا باب: بازاروں میں آنا جانا 357
- ۴۱- بَابُ مَا يُرْجَى مِنَ الْبَرْكََةِ فِي الْكُؤُورِ باب: صبح صبح کام کرنے میں برکت کی امید ہے 359
- ۴۲- بَابُ بَيْعِ الْمَصْرَاةِ باب: جس جانور کا دودھ روکا گیا ہو اس کی فروخت کا بیان 361
- ۴۳- بَابُ الْخَرَاجِ بِالضَّمَانِ باب: فائدہ اسی کو ملے گا جو نقصان برداشت کرنے کا ذمہ دار ہے 363
- ۴۴- بَابُ عَهْدَةِ الرَّقِيقِ باب: غلام (کے عیب) کی ذمے داری 364
- ۴۵- بَابُ مَنْ بَاعَ عَيْتًا فَلْيَبَيْتْهُ باب: جو شخص عیب دار چیز بیچے تو اس کا عیب بیان کرے 365
- ۴۶- بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّفْرِيقِ بَيْنَ السَّبْيِ باب: (ہائیم قرہمی رشتے دار) غلاموں کو ایک دوسرے سے جدا کرنا منع ہے 366
- ۴۷- بَابُ شِرَاءِ الرَّقِيقِ باب: غلاموں کو خریدنا 367
- ۴۸- بَابُ الصَّرْفِ وَمَا لَا يَجُوزُ مُتَفَاعِلًا يَدًا بِيَدٍ باب: بیع صرف کا بیان اور جن چیزوں کے دست بدست تبادلے میں بھی کی بیشی جائز نہیں 369
- ۴۹- بَابُ مَنْ قَالَ لَا رَبًّا إِلَّا فِي السَّبْيَةِ باب: (ان لوگوں کے دلائل) جو کہتے ہیں کہ سود صرف ادھار میں ہوتا ہے 372
- ۵۰- بَابُ صَرْفِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ باب: سونے کا چاندی سے تبادلہ 373
- ۵۱- بَابُ اقْبِضَاءِ الذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ وَالْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ باب: چاندی کے بدلے میں سونا اور سونے کے بدلے میں چاندی وصول کرنا 375

- ۵۲- بَابُ التَّهْمِ عَنْ كَثَرِ الدَّرَاهِمِ وَالذَّنَابِيرِ باب: درہم و دینار توڑنا منع ہے 376
- ۵۳- بَابُ بَيْعِ الرُّطْبِ بِالنَّمْرِ باب: تازہ کھجور کا خشک کھجور سے تبادلہ 377
- ۵۴- بَابُ الْمُزَانَةِ وَالْمَحَاقِلَةِ باب: (تھیج) حزیلہ اور محافلہ کا بیان 378
- ۵۵- بَابُ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرَصِهَا نَمْرًا باب: عریہ کو اس کے اندازے کے مطابق خشک کھجور کے عوض فروخت کرنا 379
- ۵۶- بَابُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً باب: حیوان کی حیوان سے ادھار بیع کرنا 380
- ۵۷- بَابُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ مُتَقَاضِلًا يَدًا بِيَدٍ باب: جانور کا جانور سے نقد ہدیہ کی پیشی کے ساتھ تبادلہ 381
- ۵۸- بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الرُّبَا باب: سود کا گناہ بہت بڑا ہے 382
- ۵۹- بَابُ السَّلَفِ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ باب: بیع سلف مقررہ ماپ اور مقررہ وزن کے ساتھ مقررہ مدت کے لیے ہونی چاہیے 386
- ۶۰- بَابُ مَنْ أَشْلَمَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَضُرُّهُ إِلَى غَيْرِهِ باب: کسی چیز کی بیع سلم کر کے اس کی جگہ دوسری چیز نہ لے 388
- ۶۱- بَابُ: إِذَا أَشْلَمَ فِي نَخْلٍ بِعَيْنَيْهِ لَمْ يُطْلِعْ باب: کھجور کے متعین درختوں کی بیع سلم جن کے ابھی خوشے نہ نکلے ہوں 389
- ۶۲- بَابُ السَّلَمِ فِي الْحَيَوَانِ باب: جانور کی بیع سلم 389
- ۶۳- بَابُ: الشَّرَكَةِ وَالْمُضَارَبَةِ باب: شراکت اور مضاربہ کا بیان 391
- ۶۴- بَابُ: مَا لِلرَّجُلِ مِنْ مَالٍ وَلَدِيهِ باب: آدمی کا اپنی اولاد کے مال سے کیا حصہ ہے؟ 393
- ۶۵- بَابُ: مَا لِلْمَرْأَةِ مِنْ مَالٍ زَوْجِهَا باب: عورت اپنے خاوند کے مال سے کیا لے سکتی ہے؟ 394
- ۶۶- بَابُ: مَا لِلْعَبْدِ أَنْ يُعْطِيَ وَيَتَصَدَّقَ باب: غلام کیا کچھ دے سکتا ہے اور صدقہ کر سکتا ہے؟ 396
- ۶۷- بَابُ مَنْ مَرَّ عَلَى مَائِيَّةٍ [قَوْمٍ] أَوْ حَائِطٍ، هَلْ يُصِيبُ مِنْهُ؟ باب: کیا کسی کے مویثیوں یا باغ کے پاس سے گزرتے ہوئے کچھ لیا جاسکتا ہے؟ 397
- ۶۸- بَابُ التَّهْمِ أَنْ يُصِيبَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ صَاحِبِهَا باب: مالک کی اجازت کے بغیر جانوروں کا دودھ لے لینا منع ہے 401
- ۶۹- بَابُ اتِّخَاذِ الْمَائِيَّةِ باب: مویثی پالنا 402

| 405 | فیصلہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل                 | ۱۳- أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ                                                    |
|-----|---------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------|
| 405 | باب: قاضیوں کا ذکر                                | ۱- بَابُ ذِكْرِ الْقَضَاةِ                                                    |
| 407 | باب: نافرمانی اور رشوت بڑا گناہ ہے                | ۲- بَابُ التَّلْغِیْطِ فِي الْخَيْفِ وَالرُّشْوَةِ                            |
| 408 | باب: حاکم کا اجتہاد کر کے صحیح فیصلہ کرنا         | ۳- بَابُ الْحَاكِمِ يَجْتَهِدُ فَيُصِيبُ الْحَقَّ                             |
|     | باب: فیصلہ کرنے والے کو غصے کی حالت میں فیصلہ     | ۴- بَابُ: لَا يَخْطُمُ الْحَاكِمُ وَهُوَ غَضَبَانُ                            |
| 411 | نہیں دینا چاہیے                                   |                                                                               |
|     | باب: جج کے فیصلہ کو دینے سے حرام چیز حلال اور     | ۵- بَابُ: قَضِيَّةُ الْحَاكِمِ لَا تُحْلَلُ حَرَامًا وَلَا تُحَرَّمُ حَلَالًا |
| 411 | حلال چیز حرام نہیں ہو جاتی                        |                                                                               |
|     | باب: کسی کی چیز کا دعویٰ کرنا اور اس کے بارے      | ۶- بَابُ مَنْ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ وَخَاصَمَ فِيهِ                         |
| 413 | میں جھگڑاتا                                       |                                                                               |
|     | باب: گواہی پیش کرنا مدعی کا فرض ہے اور مدعا علیہ  | ۷- بَابُ: أَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدْعِي وَالْيَمِينُ عَلَى                   |
| 414 | کے ذمے قسم کھانا ہے                               | الْمُدْعَى عَلَيْهِ                                                           |
|     | باب: کوئی مال (نا جائز طور پر) حاصل کرنے کے       | ۸- بَابُ مَنْ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَأَجْرَةٌ لِيَقْطَعَ بِهَا                |
| 416 | لیے جھوٹی قسم کھانا (کبیرہ گناہ ہے)               | مَا لَا                                                                       |
| 418 | باب: حقوق میں اختلاف کے موقع پر قسم کھانا         | ۹- بَابُ الْيَمِينِ عِنْدَ مَقَاتِعِ الْحُقُوقِ                               |
| 419 | باب: اہل کتاب سے کس طرح قسم لی جائے؟              | ۱۰- بَابُ: بِمَا يُسْتَخْلَفُ أَهْلُ الْكِتَابِ                               |
|     | باب: جب دو آدمی کسی چیز (کی ملکیت) کے دعوے دار    | ۱۱- بَابُ: الرَّجُلَانِ يَدْعِيَانِ السَّلْعَةَ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا          |
| 420 | ہوں اور ان میں سے کسی کے پاس گواہی نہ ہو          | بَيِّنَةٌ                                                                     |
|     | باب: اگر کسی کی کوئی چیز چوری ہو جائے پھر وہ اس   | ۱۲- بَابُ مَنْ شَرِقَ لَهُ شَيْءٌ، فَوَجَدَهُ فِي يَدِ                        |
| 421 | شخص کے ہاں ملے جس نے اسے خریدا ہو                 | رَجُلٍ، اشْتَرَاهُ                                                            |
| 421 | باب: جانور جو (کھیتی) خراب کر دیں اس کا فیصلہ     | ۱۳- بَابُ الْحُكْمِ فِيمَا أَفْسَدَتِ الْمَوَاشِي                             |
|     | باب: جو (کسی کی) کوئی چیز توڑ ڈالے اس کا فیصلہ    | ۱۴- بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ كَسَرَ شَيْئًا                                    |
| 423 | کیا ہے؟                                           |                                                                               |
| 424 | باب: ہمسائے کی دیوار پر کلڑی (ہمیتور وغیرہ) رکھنا | ۱۵- بَابُ الرَّجُلِ يَضَعُ خَشَبَةً عَلَى جِدَارِ جَارِهِ                     |
|     | باب: راستے کی مقدار میں اختلاف ہو جائے تو         | ۱۶- بَابُ: إِذَا تَشَاجَرُوا فِي قَدْرِ الطَّرِيقِ                            |



|     |                                                                                     |                                                                          |
|-----|-------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------|
| 426 | (کیا کریں؟)                                                                         | ۱۷- بَابُ مَنْ بُلِيَ فِي حَقِّهِ مَا يَصْرُ بِجَارِهِ                   |
| 427 | باب: اپنی زمین میں ایسی عمارت بنانا جس سے ہمسائے کو تکلیف ہو                        | ۱۸- بَابُ الرُّجُلَانِ يَدْعِيَانِ فِي خُصْمٍ                            |
| 429 | باب: جب دو آدمی ایک جھوٹری پر دھوی رکھتے ہوں تو؟                                    | ۱۹- بَابُ مَنْ اشْتَرَطَ الْخَلَاصَ                                      |
| 430 | باب: قبضہ دلوانے کی شرط لگانا                                                       | ۲۰- بَابُ الْقَضَاءِ بِالْفَرْعَةِ                                       |
| 431 | باب: قرضہ اندازی کے ذریعے سے فیصلہ کرنا                                             | ۲۱- بَابُ الْقَافَةِ                                                     |
| 434 | باب: قیافہ شناسی کا بیان                                                            | ۲۲- بَابُ تَخْيِيرِ الصَّبِيِّ بَيْنَ آبَائِهِ                           |
| 436 | باب: بچے کو باپ میں سے جس کے پاس چاہئے رہنے کا اختیار دینا                          | ۲۳- بَابُ الصُّلْحِ                                                      |
| 437 | باب: صلح کا بیان                                                                    | ۲۴- بَابُ الْحَجْرِ عَلَى مَنْ يُفْسِدُ مَالَهُ                          |
| 438 | باب: نادان پر مالی پابندی لگانا                                                     | ۲۵- بَابُ تَفْلِيسِ الْمُعْدِمِ وَالْبَيْعِ عَلَيْهِ لِعَرْمَانِهِ       |
| 439 | باب: مفلس آدمی کو دیوالیہ قرار دے کر اس کا مال بیچ کر قرض خواہوں کو ادا کی گئی کرنا | ۲۶- بَابُ مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ   |
| 440 | باب: جسے دیوالیہ کے پاس اپنی چیز جوں کی توں مل جائے (اس کا کیا حکم ہے؟)             | ..... أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ                                            |
| 445 | گواہی سے متعلق احکام و مسائل                                                        | ۲۷- بَابُ كَرَاهِيَةِ الشَّهَادَةِ لِمَنْ لَمْ يُمْسَسْهُدْ              |
| 447 | باب: جس سے گواہی طلب نہ کی جائے اس کا گواہ دینا مکروہ ہے                            | ۲۸- بَابُ الرَّجُلِ عِنْدَهُ الشَّهَادَةُ لَا يَتَلَمَّ بِهَا صَاحِبُهَا |
| 449 | باب: اگر آدمی کے پاس ایسی گواہی موجود ہو جس کا متعلقہ فرد کو علم نہ ہو              | ۲۹- بَابُ الْإِشْهَادِ عَلَى الذُّيُونِ                                  |
| 450 | باب: قرض پر گواہ بنانا                                                              | ۳۰- بَابُ مَنْ لَا تَجُوزُ شَهَادَتُهُ                                   |
| 450 | باب: کس کی گواہی قبول نہیں؟                                                         | ۳۱- بَابُ الْقَضَاءِ بِالشَّاهِدِ وَالْبَيْعِ                            |
| 452 | باب: ایک گواہ اور مدعی کی قسم کی بنا پر فیصلہ کرنا                                  | ۳۲- بَابُ شَهَادَةِ الزُّورِ                                             |
| 454 | باب: جھوٹی گواہی کا بیان                                                            |                                                                          |

|                                              |                                                                          |
|----------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------|
| باب: اہل کتاب کی ایک دوسرے کے بارے میں گواہی | ۳۳- بَابُ شَهَادَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ            |
| 455                                          |                                                                          |
| 457                                          | ۱۴- أَبْوَابُ الْهَبَاتِ                                                 |
| 459                                          | ۱- بَابُ الرَّجُلِ يَتَحَلَّى وَلَدَهُ                                   |
| 460                                          | ۲- بَابُ مَنْ أَعْطَى وَلَدَهُ ثُمَّ رَجَعَ فِيهِ                        |
| 461                                          | ۳- بَابُ النَّمْرِ                                                       |
| 462                                          | ۴- بَابُ الرُّقْبَى                                                      |
| 464                                          | ۵- بَابُ الرُّجُوعِ فِي الْهَبَةِ                                        |
| 465                                          | ۶- بَابُ مَنْ وَهَبَ هَبَةً رَجَاءَ زَوَاجِهَا                           |
| 465                                          | ۷- بَابُ عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا                 |
| 469                                          | ۱۵- أَبْوَابُ الصَّدَقَاتِ                                               |
| 469                                          | ۱- بَابُ الرُّجُوعِ فِي الصَّدَقَةِ                                      |
|                                              | ۲- بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَوَجَدَهَا تُبَاعُ هَلْ يَشْتَرِيهَا |
| 470                                          | ۳- بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ وَرَثَهَا                       |
| 471                                          | ۴- بَابُ مَنْ وَقَفَ                                                     |
| 472                                          | ۵- بَابُ الْقَارِيَةِ                                                    |
| 473                                          | ۶- بَابُ الْوَدِيعَةِ                                                    |
| 475                                          | ۷- بَابُ الْأَمِينِ يَتَجَرَّ فِيهِ فَيَرْبِحُ                           |
| 475                                          | ۸- بَابُ الْحَوَالَةِ                                                    |
| 477                                          | ۹- بَابُ الْكُفَاةِ                                                      |
| 478                                          | ۱۰- بَابُ مَنْ آذَانَ دَيْنًا وَهُوَ يَتَوَي قَضَاءَهُ                   |
| 480                                          | ۱۱- بَابُ مَنْ آذَانَ دَيْنًا لَمْ يَتَوَي قَضَاءَهُ                     |
| 481                                          |                                                                          |



- ۱۲- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الدَّيْنِ باب: قرض ادا نہ کرنے پر وعید 483
- ۱۳- بَابُ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَعَلَى اللَّهِ وَعَلَى رَسُولِهِ باب: جو شخص قرض یا چھوڑ جائے تو (ادا نیگی یا نگہداشت) اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہے 485
- ۱۴- بَابُ إِنْظَارِ الْمُعْصِرِ باب: تنگ دست مقروض کو مہلت دینا 486
- ۱۵- بَابُ حُسْنِ الْمُطَالَبَةِ وَأَخْذِ الْحَقِّ فِي عَقَابِ باب: اچھے طریقے سے مطالبہ کرنا اور حق کی وصولی میں گناہ سے احتساب کرنا 489
- ۱۶- بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ باب: قرض اچھے طریقے سے ادا کرنا 490
- ۱۷- بَابُ لِصَاحِبِ الْحَقِّ سُلْطَانٌ باب: قرض خواہ کو (مخت بات کہنے کا) حق ہے 491
- ۱۸- بَابُ الْحُسْبِ فِي الدَّيْنِ وَالْمُلَازَمَةِ باب: قرض (کی عدم ادا نیگی) کی وجہ سے قید کرنا اور ساتھ رہنا 493
- ۱۹- بَابُ الْفَرَضِ باب: قرض دینا 495
- ۲۰- بَابُ آدَاءِ الدَّيْنِ عَنِ النَّمِيَةِ باب: فوت شدہ کی طرف سے قرض کی ادا نیگی 497
- ۲۱- بَابُ ثَلَاثٍ مِمَّنْ آذَانَ فِيهِمْ قَضَى اللَّهُ عَنْهُ باب: تین کاموں کے لیے قرضہ لینے والے کا قرضہ اللہ تعالیٰ ادا فرمائے گا 500
- ۱۶- أَبْوَابُ الرُّهُونِ رهن (گروی رکھی ہوئی چیز) سے متعلق احکام و مسائل 503
- ۱- [بَابُ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ] باب: حدیث ابو بکر بن ابی شیبہ 505
- ۲- بَابُ: الرُّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَخْلُوبٌ باب: رهن کے جانور پر سواری کرنا اور اس کا دودھ پینا 506
- ۳- بَابُ: لَا يَغْلُقُ الرُّهْنُ باب: رهن رکھی ہوئی چیز قرض خواہ کی ملکیت نہیں بن سکتی 507
- ۴- بَابُ أَجْرِ الْأَجْرَاءِ باب: مزدوروں کی مزدوری 507
- ۵- بَابُ إِجَارَةِ الْأَجِيرِ عَلَى طَعَامٍ بَطْنِيُو باب: پیٹ بھر کھانے کے عوض مزدور رکھنا 509
- ۶- بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَقِي كُلَّ ذَلْوٍ يَتَمَرَّةٍ وَيَسْتَرْطُ باب: ایک ڈول کے عوض ایک کھجور معاوضے پر کھیت کو پانی دینا اور کھجور کے عمدہ ہونے کی شرط لگا لینا 510
- ۷- بَابُ الْمُرَازَعَةِ بِالثَّلْثِ وَالرُّبْعِ باب: پیداوار کے تیسرے اور چوتھے حصے کے



- 512 عوض کاشت کرنا
- 514 باب: زمین کرائے (ٹھیکے) پر دینا
- 516 کرائے پر دینا
- 517 باب: ناپسندیدہ حرارت کا بیان
- 519 باب: تہائی اور چوتھائی حصے پر حرارت کی اجازت
- 521 باب: زمین غلے کے عوض کرائے پر دینا
- 521 باب: کسی کی زمین میں بلا اجازت کاشت کرنا
- 521 باب: کھجوروں اور انگوروں کا معاملہ (کھجور اور انگور کے باغ بٹائی پر دینا)
- 522 باب: مادہ کھجور میں کھجور کا پیوند لگانا
- 525 باب: تین چیزوں میں تمام مسلمان شریک ہیں
- 527 باب: ندیاں اور چشمے جاگیر کے طور پر دینا
- 528 باب: پانی فروخت کرنے کی ممانعت
- 529 باب: پانی سے روکنے کی ممانعت
- 530 کیا جائے اور پانی کس قدر روکنا چاہیے؟
- 533 باب: پانی کی تقسیم
- 534 باب: کنویں سے متعلق رقبہ
- 536 باب: درخت کا حرم (درخت سے متعلق رقبہ)
- 536 زمین نہ خریدی
- 541 شفیعہ سے متعلق احکام و مسائل
- 541 باب: زمین بیچے وقت شریک کو اطلاع دینا
- ۸- بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ
- ۹- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ
- بِالدَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
- ۱۰- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُرَارَعَةِ
- ۱۱- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمُرَارَعَةِ بِالثَّلْثِ وَالرُّبْعِ
- ۱۲- بَابُ اسْتِحْكَارِ الْأَرْضِ بِالطَّعَامِ
- ۱۳- بَابُ مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضٍ قَوْمٍ بَغْيَرِ إِذْنِهِمْ
- ۱۴- بَابُ مُعَامَلَةِ الشَّجَرِ وَالْكَرْمِ
- ۱۵- بَابُ تَلْقِيحِ الثَّغْلِ
- ۱۶- بَابُ: الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ
- ۱۷- بَابُ إِنْطَاعِ الْأَنْهَارِ وَالْعُمُومِ
- ۱۸- بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ
- ۱۹- بَابُ النَّهْيِ عَنْ مَنَعِ فَضْلِ الْمَاءِ لِمَنْعٍ بِهِ الْكَفَالُ
- ۲۰- بَابُ الشُّرْبِ مِنَ الْأَوْدِيَةِ وَمَقْدَارِ خَبْسِ الْمَاءِ
- ۲۱- بَابُ قِسْمَةِ الْمَاءِ
- ۲۲- بَابُ حَرَمِ الْبُيُوتِ
- ۲۳- بَابُ حَرَمِ الشَّجَرِ
- ۲۴- بَابُ مَنْ بَاعَ عَقَارًا وَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهُ فِي مِثْلِهِ
- ۱۷- أَبْوَابُ الشَّفِيعَةِ
- ۱- بَابُ مَنْ بَاعَ رِبَاعًا فَلْيُؤْذِنْ شَرِيكَهُ

## سنن ابن ماجہ

فہرست مضامین (جلد دوم)

|     |                                                                              |                                                                               |
|-----|------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------|
| 542 | باب: ہمسائیگی کی وجہ سے شفعے کا حق                                           | ۲- بَابُ الشُّفْعَةِ بِالْجَوَارِ                                             |
| 543 | باب: حد بندی ہو جانے کے بعد شفعہ نہیں ہوتا                                   | ۳- بَابُ: إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فَلَا شُفْعَةَ                            |
| 545 | باب: حق شفعہ کا مطالبہ                                                       | ۴- بَابُ طَلَبِ الشُّفْعَةِ                                                   |
| 547 | گم شدہ چیز ملنے سے متعلق احکام و مسائل                                       | ۱۸- أَبْوَابُ اللَّقْطَةِ                                                     |
| 547 | باب: گم شدہ اونٹ گائے اور بکری کا حکم                                        | ۱- بَابُ صَالَةِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ                            |
| 549 | باب: گری پڑی چیز کا بیان                                                     | ۲- بَابُ اللَّقْطَةِ                                                          |
| 552 | باب: چوہا بیل جو کچھ نکالے اسے اٹھا لینا جائز ہے                             | ۳- بَابُ الْقِطَاطِ مَا أَخْرَجَ الْجُرُودُ                                   |
| 553 | باب: جسے مدون خزانہ ملے (وہ کیا کرے؟)                                        | ۴- بَابُ مَنْ أَصَابَ رَكَازًا                                                |
| 557 | غلام آزاد کرنے سے متعلق احکام و مسائل                                        | ۱۹- أَبْوَابُ الْعِتْقِ                                                       |
| 559 | باب: مدبر غلام کا حکم                                                        | ۱- بَابُ الْمُدَبِّرِ                                                         |
|     | باب: جس لوٹھی سے مالک کی اولاد ہو جائے (اس کا کیا حکم ہے؟)                   | ۲- بَابُ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ                                              |
| 560 |                                                                              |                                                                               |
| 562 | باب: غلام سے آزادی کے معاہدے کا بیان                                         | ۳- بَابُ الْمُكَاتَبِ                                                         |
| 565 | باب: آزاد کرنے کا بیان                                                       | ۴- بَابُ الْعِتْقِ                                                            |
|     | باب: محرم رشتہ رکھنے والا غلام ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جاتا ہے              | ۵- بَابُ مَنْ مَلَكَ ذَا رَجِمٍ مُحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ                         |
| 567 |                                                                              |                                                                               |
| 568 | باب: غلام کو آزاد کرتے ہوئے خدمت کی شرط لگانا                                | ۶- بَابُ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَاشْتَرَطَ خِدْمَتَهُ                         |
| 569 | باب: مشترک غلام میں سے جو اپنا حصہ آزاد کر دے                                | ۷- بَابُ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكَائِهِ فِي عَبْدٍ                                 |
| 570 | باب: مال رکھنے والے غلام کو آزاد کرنا                                        | ۸- بَابُ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ                                   |
| 572 | باب: ناجائز بچے کو آزاد کرنا                                                 | ۹- بَابُ عِتْقِ وَلَدِ الزَّانَا                                              |
|     | باب: جو شخص کسی مرد اور اس کی بیوی کو آزاد کرنا چاہے وہ مرد کو پہلے آزاد کرے | ۱۰- بَابُ مَنْ أَرَادَ عِتْقَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ فَلْيَنْتِزِعْ بِالرَّجُلِ |
| 572 |                                                                              |                                                                               |
| 575 | شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل                                            | ۲۰- أَبْوَابُ الْحُدُودِ                                                      |
|     | باب: مسلمان کو صرف تین جرائم کی وجہ سے سزائے موت دی جاسکتی ہے                | ۱- بَابُ: لَا يَجُزُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ                |
| 576 |                                                                              |                                                                               |

- ۲- بَابُ الْمُرْتَدِّ عَنْ دِينِهِ باب: اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جانے والا 578
- ۳- بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُودِ باب: حدیں جاری کرنا 579
- ۴- بَابُ مَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحُدُّ باب: کس پر حد لگانا واجب نہیں؟ 581
- ۵- بَابُ الشَّرِّ عَلَى الْمُؤْمِنِ وَدَفْعِ الْحُدُودِ بِالشُّبُهَاتِ باب: مؤمن کی غلطی پر پردہ ڈالنا اور شک کا فائدہ دے کر حد سے بری کر دینا 583
- ۶- بَابُ الشَّقَاعَةِ فِي الْحُدُودِ باب: حد سے بچاؤ کے لیے سفارش کرنا 585
- ۷- بَابُ حَذِّ الزُّنَا باب: زنا کی حد 587
- ۸- بَابُ مَنْ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ باب: بیوی کی لونپی سے بدکاری کرنے والے کی سزا 589
- ۹- بَابُ الرَّجْمِ باب: سنگسار کرنا 591
- ۱۰- بَابُ رَجْمِ الْيَهُودِيِّ وَالْيَهُودِيَّةِ باب: یہودی مرد اور یہودی عورت کو سنگسار کرنا 593
- ۱۱- بَابُ مَنْ أَظْهَرَ الْفَاجِشَةَ باب: جو بظاہر بدکار معلوم ہو (لیکن جرم باقاعدہ ثابت نہ ہو) 595
- ۱۲- بَابُ مَنْ عَمِلَ عَمَلٍ لِقَوْمٍ لُوطٍ باب: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم والا جرم کرنے والے کی سزا 596
- ۱۳- بَابُ مَنْ أَتَى ذَاتَ مَخْرَمٍ وَمَنْ أَتَى بَهِيمَةً باب: محرم خاتون سے ناجائز تعلق قائم کرنے اور جانور سے بد فعلی کرنے کی سزا 598
- ۱۴- بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُودِ عَلَى الْإِمَاءِ باب: لونپیوں پر حد لگانا 599
- ۱۵- بَابُ حَذِّ الْقَذْفِ باب: بدکاری کا جھوٹا الزام لگانے کی سزا 601
- ۱۶- بَابُ حَذِّ السَّكَرَانِ باب: شراب پینے والے کی سزا 602
- ۱۷- بَابُ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ مِرَارًا باب: کئی بار شراب پینے کی سزا 604
- ۱۸- بَابُ الْكَبِيرِ وَالْمَرِيضِ يَجِبُ عَلَيْهِ الْحُدُّ باب: اگر عمر رسیدہ یا بیمار آدمی پر حد واجب ہو جائے تو کیا کیا جائے؟ 606
- ۱۹- بَابُ مَنْ شَهَرَ السَّلَاحَ باب: جو کسی پر حملہ کرنے کے لیے ہتھیار نکالے 607
- ۲۰- بَابُ مَنْ حَارَبَ وَشَغِلَ فِي الْأَرْضِ فَنَسَا بَابُ مَنْ خَفِيَ عَنْهُ شَيْءٌ باب: بغاوت اور فساد پھیلانے کی سزا 608
- ۲۱- بَابُ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ باب: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو گیا

- 609 وہ شہید ہے
- 610 باب: چور کی سزا
- 612 باب: (چور کا کٹا ہوا) ہاتھ (اس کے) گلے میں لٹکانا
- 613 باب: اگر چور (اپنے جرم کا) اعتراف کر لے (تو کیا حکم ہے؟)
- 614 باب: جو غلام چوری کرے (اس کی سزا)
- 614 باب: خیانت کرنے والے چھین کر اور اپک کر لے
- 614 جانے والے کی سزا
- باب: پھل یا کھجور کا گودا چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا
- 615 باب: محفوظ جگہ سے چوری کرنا
- 616 باب: چور کو (جرم سے) انکار کرنے کی تلقین کرنا
- 618 باب: جسے (جرم کے ارتکاب پر زبردستی) مجبور کیا گیا ہو؟
- 619 باب: مسجد میں حد لگانے کی ممانعت کا بیان
- 620 باب: تعزیر کا بیان
- 621 باب: حد لگنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے
- 622 باب: جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو (مشغول) دیکھے
- 624 باب: باپ کی وفات کے بعد سوتیلی ماں سے نکاح کرنے والے کی سزا
- باب: اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا یا اپنے آزاد کرنے والے کے علاوہ کسی اور کو مولیٰ (آزاد کرنے والا) قرار دینا
- 625 باب: کسی کو قبیلے سے خارج قرار دینا
- 628 باب: بھجروں کا بیان
- ۲۲- بَابُ حَدِّ السَّارِقِ
- ۲۳- بَابُ تَغْلِيقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ
- ۲۴- بَابُ السَّارِقِ يَعْتَرِفُ
- ۲۵- بَابُ الْعَبْدِ يَسْرِقُ
- ۲۶- بَابُ الْخَائِنِ وَالْمُنْتَهَبِ وَالْمُخْتَلِسِ
- ۲۷- بَابُ: لَا يَفْطَعُ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثِيرٍ
- ۲۸- بَابُ مَنْ سَرَقَ مِنَ الْجُرْزِ
- ۲۹- بَابُ تَلْقِينِ السَّارِقِ
- ۳۰- بَابُ الْمُسْتَكْرَه
- ۳۱- بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِقَامَةِ الْحُدُودِ فِي الْمَسْجِدِ
- ۳۲- بَابُ التَّعْزِيرِ
- ۳۳- بَابُ: الْحَدُّ كَفَّارَةٌ
- ۳۴- بَابُ الرَّجُلِ يَجِدُ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا
- ۳۵- بَابُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ
- ۳۶- بَابُ مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ
- ۳۷- بَابُ مَنْ تَلَمَّى رَجُلًا مِنْ قَبِيلَتِهِ
- ۳۸- بَابُ الْمُخَنَّثِينَ

## زکاة کی فرضیت اور اہمیت و فضیلت

\* لغوی معنی: امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زکاة [الزَّكَاةُ] سے مشتق ہے جس کے معنی اضافہ اور بڑھوتری کے ہیں۔ زکاة کو زکاة اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مال میں اضافے اور برکت کا باعث بنتی ہے اس لیے جب کھیتی میں برکت حاصل ہو تو کہتے ہیں: [زَكَا الزَّرْعُ]

امام ازہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زکاة کو زکاة اس لیے کہتے ہیں کہ یہ [تُزَكِّي الْفُقَرَاءَ] فقراء کی نشوونما کرتی ہے اور انہیں ترقی دیتی ہے۔ اس کے دوسرے معنی پاکیزگی کے ہیں۔ زکاة بقیہ مال کو پاکیزہ کر دیتی ہے یا زکاة دینے والے کو اخلاقِ رزیلہ سے پاک کر دیتی ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ (التوبة: ۱۰۳) ”آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجیے جس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں۔“ یعنی زکاة دینے والوں کو اخلاقِ رزیلہ جیسے بخل اور خود غرضی وغیرہ سے پاک کر دیں۔ دیکھیے: (لسان العرب: ۱۸۳۹/۳) والمصباح المنیر: (۳۴۶/۱)

\* اصطلاحی تعریف: فقہائے کرام نے زکاة کی مختلف تشریفات کی ہیں جن میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے: [حَقٌّ وَاجِبٌ فِي مَالٍ مَّخْصُوصٍ لِطَائِفَةٍ مَّخْصُوصَةٍ فِي وَقْتٍ مَّخْصُوصٍ] ”زکاة ایک واجب حق ہے جو خاص مال میں سے ایک خاص وقت میں مخصوص لوگوں کے لیے وصول کیا جاتا ہے۔“

\* زکاة کی فرضیت: زکاة ۲ ہجری میں شوال کے مہینے میں فرض ہوئی۔ اس کی فرضیت رمضان المبارک کے روزوں اور صدقہ فطر کے بعد ہوئی۔ زکاة کی فرضیت اور وجوب قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾ (البقرة: ۴۳) ”اور نماز قائم کرو اور زکاة ادا کرو۔“

جبکہ فرامین رسول ﷺ میں زکاة کو اسلام کا بنیادی اور اہم رکن شمار کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ] (صحیح البخاری) ’الإيمان‘ باب دعاؤکم ایمانکم..... حدیث: ۸، و صحیح مسلم ’الإيمان‘ باب بیان أركان الإسلام..... حدیث: ۱۶) ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکاة ادا کرنا، حج ادا کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔“

ہر دور میں امت کا اجماع رہا ہے کہ زکاة فرض ہے اور جو شخص اس کے وجوب کا انکار کرے وہ کافر مرتد ہے، اسی لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالتے ہی منکرین زکاة سے جہاد کا اعلان فرمایا تھا حالانکہ اس وقت کے حالات و واقعات کو دیکھتے ہوئے حضرت عمر فاروق جیسے اجل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی انھیں نری کا مشورہ دیا تھا، لیکن بعد میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر متفق ہو گئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا موقف ہی درست اور برحق ہے، لہذا انھوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں منکرین زکاة سے قتال کیا تا آنکہ وہ زکاة ادا کرنے پر رضامند ہو گئے یا تیغ کر دیے گئے۔

\* فرضیت زکاة کی حکمت: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو رزق اور مال و دولت میں باہم متفاوت رکھا ہے جیسا کہ فرمان الہی ہے: ﴿وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ﴾ (النحل: ۶۱) ”اللہ تعالیٰ ہی نے تم میں سے بعض کو بعض پر روزی میں فضیلت عطا کی ہے۔“ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف شاندار محلات کی قطاریں، خوبصورت رزق برق لباس زیب تن کیے، مہنگی گاڑیوں میں گھومتے پھرتے رؤسائے شہر ہیں تو دوسری طرف سڑکوں پر سسکتے ہوئے بچے ہیں جو ایک وقت کی روٹی کے لیے

دست سوال پھیلانے ہوئے ہیں۔ ایک طرف دولت کے انبار ہیں جن کے مالک اس کو استعمال کر کے مزید کمانے کے قابل نہیں جبکہ دوسری طرف صحت مند، توانا اور قوی لوگ مزدوری کے لیے ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو گروہوں کو باہم ملانے، ان میں مودت و محبت کے جذبات قائم رکھنے اور ان کو پر امن معاشرتی فرد رکھنے کے لیے زکاة کا نظام فرض کر دیا تاکہ غریب کو امیر کی دولت سے ایک خاص حق مل جائے جس سے اس کی ضروریات زندگی پوری ہوں اور امیر کے دل میں دولت کی بے جا محبت ختم ہو سکے کیونکہ اس کی محبت انسان میں حرص، لالچ، بخل، خود غرضی اور سنگ دلی جیسے مکروہ جذبات پیدا کرتی ہے جب کہ زکاة کی ادائیگی سے یہ محبت اعتدال میں آ جاتی ہے اور انسان میں ایثار و قربانی، احسان، سخاوت، ہمدردی، غم خواری اور غرباء سے محبت کے خوبصورت جذبات جنم لیتے ہیں۔ اس طرح اسلام نے معاشی ثقافت کو ختم کرنے اور معاشرے کے افراد میں خوبصورت و مضبوط تعلقات کو فروغ دینے کے لیے زکاة کا جامع نظام انسانیت کو دیا۔ اسلام کا نظام زکاة ایک طرف غرباء و فقراء کے لیے باعثِ رحمت ہے تو دوسری طرف امراء کے لیے باعثِ برکت ہے جبکہ ان دو مقاصد کے علاوہ مالی نعمتوں کے حصول پر شکر الہی کا شاندار ذریعہ بھی ہے۔

✽ زکاة کی اہمیت و فضیلت: زکاة دین اسلام کا ایک ایسا رکن ہے جو اس سے پہلے کے مذاہب میں بھی فرض رہا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ﴾ (مریم: ۵۵) ”وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکاة کا حکم دیا کرتے تھے۔“

اسلام نے اس رکن کو مزید اہمیت دیتے ہوئے اسے ایک ایسا منفرد رکن بنا دیا جس کا تعلق حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد سے بھی ہے، لہذا اس پر عمل کرنے کے تاکیدی حکم کو قرآن مجید میں تقریباً بیسی (۸۲) مقامات پر بیان فرمایا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرامین میں زکاة ادا کرنے والوں کو عظیم خوش خبریاں دی ہیں۔ آپ کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: ”مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جسے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے اس کی رہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا“ فرض نماز قائم کر، فرض زکاة ادا کر اور رمضان

المبارک کے روزے رکھ۔“ اس نے یہ ارشاد سن کر کہا: اللہ کی قسم! میں ان اعمال سے کچھ زیادہ نہ کروں گا۔ جب وہ اعرابی واپس ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جسے جتنی آدمی دیکھنا پسند ہو وہ اسے دیکھ لے۔“ (صحیح البخاری، الزکاة، باب وجوب الزکاة، حدیث: ۱۳۹۷) زکاة ادا نہ کرنے والوں کو سخت وعید سناتے ہوئے آپ نے فرمایا: ”جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکاة ادا نہ کی قیامت کے دن اس کا مال منجھ سانپ کی شکل بن کر، جس کی آنکھوں پر دو نقطے ہوں گے اس کے گلے کا طوق بن جائے گا، پھر اس کی دونوں باجھیں پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں.....“ (صحیح البخاری، الزکاة، باب اثم مانع الزکاة، حدیث: ۱۴۰۳) اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اسلام کے اس عظیم رکن کی ادائیگی کی توفیق دے۔ آمین۔

\* جن چیزوں میں زکاة واجب ہے: زکاة مندرجہ ذیل اشیاء میں واجب ہے: ① سونا ② چاندی ③ نقد رقم ④ اموال تجارت ⑤ غلہ اور پھل ⑥ شہد ⑦ معدنیات ⑧ مویشی ان اشیاء کے علاوہ دیگر اشیاء مثلاً: گھریلو استعمال کے برتن، سواری اور سبزیوں میں زکاة نہیں ہے۔

\* زکاة کے مصارف: زکاة کے کل آٹھ مصارف ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے درج ذیل فرمان میں بیان کیا ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَرَمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (التوبة: ۶۰) اس آیت کریمہ کی روشنی میں زکاة کے مصارف حسب ذیل ہیں: ① فقراء ② مساکین ③ عاملین زکاة ④ مؤلفۃ القلوب ⑤ غلام آزاد کرانا ⑥ مقروض ⑦ جہاد فی سبیل اللہ ⑧ مسافر۔





(المعجم ۸) أَبْوَابُ الزَّكَاةِ (التحفة ۶)

## زکاة کے احکام و مسائل

باب ۱- زکاة کی فرضیت

(المعجم ۱) - بَابُ فَرَضِ الزَّكَاةِ (التحفة ۱)

۱۷۸۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:  
حَدَّثَنَا وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ  
إِسْحَاقَ الْمَكِّي، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ  
صَيْفِي، عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ،  
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى  
الْيَمَنِ، فَقَالَ: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ  
كِتَابٍ. فَأَدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ  
فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خُمْسَ  
صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا  
لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ  
صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ، تُوْخَذُ مِنْ أَعْيَانِهِمْ  
تُحْرَقُ فِي فُقَرَائِهِمْ. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ  
فِيْئَاتِكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ. وَأَتَقِي دَعْوَةَ  
الْمُظْلُومِ، فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ  
حِجَابٌ».

۱۷۸۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا: ”تم اہل کتاب لوگوں کے پاس جا رہے ہو تو (سب سے پہلے) انھیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ تمھاری یہ دعوت قبول کر لیں (اور اسلام میں داخل ہو جائیں) تو انھیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ تمھاری یہ بات تسلیم کر لیں تو پھر انھیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے دولت مند افراد سے لیا جائے گا اور واپس انہی کے ناداروں کو دے دیا جائے گا۔ اگر وہ تمھاری یہ بات بھی مان لیں تو ان کے عمدہ مال لینے سے اجتناب کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچ کر رہنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ۱۰ھ میں حجۃ الوداع سے پہلے یمن کا گورنر مقرر کیا گیا۔ یمن کے

ایک حصے کے گورنر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور دوسرے حصے کے گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔

(صحیح البخاری، المغازی، باب بعث اُبی موسیٰ و معاذ اِلیٰ الیمن قبل حجة الوداع، حدیث:

۳۳۳۱ ۳۳۳۲) ② اہل کتاب سے مراد یہودی ہیں۔ اس زمانے میں یمن میں کثیر تعداد میں یہودی آباد تھے۔

③ غیر مسلموں کو تبلیغ کرنے میں سب سے زیادہ اہمیت مسئلہ توحید کو حاصل ہے۔ ④ توحید و رسالت کا اقرار

اسلام میں داخلگی کی بنیادی شرط ہے اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان شمار نہیں کیا جاسکتا۔ ⑤ عبادات میں نماز اور

زکاة سب سے اہم ہیں۔ ⑥ زکاة مسلمانوں سے وصول کی جاتی ہے، غیر مسلموں سے زکاة کا متبادل ٹیکس وصول

کیا جاتا ہے جو ہر شخص کے حالات کے مطابق کم و بیش مقرر کیا جاتا ہے۔ اسے جزیہ کہتے ہیں۔ ⑦ زکاة مسلمان

مستحقین ہی میں تقسیم کی جاتی ہے۔ غیر مسلموں میں سے صرف اس غیر مسلم پر زکاة میں سے کچھ خرچ کیا جاسکتا

ہے جس کے بارے میں یہ توقع ہو کہ اسے مسلمانوں سے قریب ہونے کا موقع ملا تو اسلام کی طرف راغب ہو

جائے گا اور ممکن ہے وہ اسلام بھی قبول کر لے۔ ایسے لوگوں کو مولفۃ القلوب کہا جاتا ہے۔ ⑧ جس علاقے

کے مسلمانوں سے زکاة لی جائے پہلے وہاں کے مستحق افراد میں تقسیم کرنی چاہیے۔ اگر ان کی ضروریات پوری

کرنے کے بعد مال بچ جائے تو پھر دوسرے علاقے کے مسلمانوں میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔ ⑨ زکاة میں اچھے

اچھے جانور چن کر وصول نہ کیے جائیں اور نہ نکلے جانور لیے جائیں بلکہ درمیانے درجے کے جانور لیے

جائیں۔ ⑩ اسلام میں نئے داخل ہونے والے افراد کو آہستہ آہستہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی عادت ڈالی

جائے۔ ایک ہی بار تمام احکام کا بوجھ ڈالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ⑪ تبلیغ و تقسیم کے ذریعے سے کوشش کی

جائے کہ عوام خوش دلی سے اسلام کے احکام پر عمل کریں اور ان کے دل اسلامی تعلیمات کی اہمیت کو محسوس

کرتے ہوئے محبت سے ان پر عمل کریں۔ ⑫ ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے رعایا میں انصاف بے

حد ضروری ہے۔ ہر حاکم اور سرکاری افسر کا سب سے پہلا اور سب سے اہم فرض رعایا کے حقوق عدل و انصاف

سے ادا کرنا ہے۔ ⑬ مظلوم کی بدعا سے بچنے کا مطلب ظلم سے پرہیز اور ظالم سے مظلوم کا حق دلوانا ہے کیونکہ

جب مظلوم کو حاکم سے اپنا حق نہیں ملے گا تو اس کے دل سے بدعا نکلے گی۔ ⑭ مظلوم کی بدعا جلد قبول ہوتی

ہے، اسی طرح جب مظلوم کی داد رسی کر دی جائے اور وہ خوش ہو کر دعا دے تو وہ بھی جلد قبول ہوتی ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنَعِ الزَّكَاةِ

باب ۲۔ زکاة نہ دینے والے کی سزا

(التحفة ۲)

۱۷۸۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ

۱۷۸۴ - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۷۸۴ - [استادہ صحیح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ح: ۳۰۱۲ عن ابن أبي عمر

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کی زکاة ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کے مال کو گھنچے سانپ کی شکل دی جائے گی حتیٰ کہ وہ اس کی گردن میں طوق بن کر لپٹ جائے گا۔“ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید سے اس کی تائید میں یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنَّهُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ.....﴾ (آل عمران ۱۸۰) ”جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دیا ہے، وہ اس میں اپنی کجی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لیے انتہائی برا ہے۔ عنقریب قیامت کے دن انھیں ان کی کجی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔“

الْعَدْنِي: حَدَّثَنَا شَفِيَانُ بْنُ عَسِيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ، وَجَامِعِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ، سَمِعَا شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ أَحَدٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاةَ مَا لَيْهِ إِلَّا مَثَلُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ حَتَّى يُطَوَّقَ عُنُقَهُ». ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمِثْلَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنَّهُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [آل عمران: ۱۸۰] الْآيَةُ.

🌟 فوائد و مسائل: ① مال جب نصاب کو پہنچ جائے تو اس کی زکاة فرض ہے۔ ② مجرموں کو قیامت کے دن جہنم میں داخل کیے جانے سے پہلے بھی سزا ملے گی۔ ③ گھنچے سانپ سے مراد انتہائی زہریلا سانپ ہے جس کا سرفید ہو۔ ④ اگر کسی خلاف شریعت کام میں دنیا کا کچھ فائدہ نظر آئے تو اس کے آخری نقصان کی طرف توجہ کرنی چاہیے تاکہ دنیا کا فائدہ حقیر محسوس ہو اور شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔ ⑤ ارشادات نبوی قرآن مجید کی تشریح ہیں اس لیے بعض اوقات رسول اللہ ﷺ اپنے ارشاد مبارک کے ساتھ قرآن مجید کی آیت بھی تلاوت فرمادیتے تھے۔ ⑥ علمائے کرام کو وعظ و نصیحت کے دوران میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبوی بھی پڑھ کر ان کا ترجمہ سنانا چاہیے۔ اس میں جو برکت ہے وہ بزرگوں کی حکایات پر اکتفا کرنے میں نہیں۔

۱۷۸۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا عَظْمٍ وَلَا بَقَرٍ لَا قِيَامَتِ كَے دن انتہائی بڑے اور موٹے ہو کر آئیں گے

❖ العدني، به، وقال: "حسن صحيح" وقال الحميدي في مسنده ثنا شفيان ثنا جامع بن أبي راشد وعبد الملك بن أعين به، ح: ۹۳، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۵۶. ۱۷۸۵- أخرجه البخاري، الزكاة، باب زكاة البقر، ح: ۱۴۶۰، ۶۶۳۸ من حديث الأعمش به، ومسلم، الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة، ح: ۹۹۰.

يُؤَدِّي زَكَاتَهَا، إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ، تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا. وَتَطْوُهُ بِأَخْفَافِهَا. كُلَّمَا نَفَذَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا. حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ.

وہ اسے سیگوں سے ماریں گے اور پاؤں سے روندیں گے جب آخری جانور گزر چکیں گے تو پہلے گزر جانے والے دوبارہ آ جائیں گے۔ (اسے بھی عذاب ہوتا رہے گا) حتیٰ کہ (سب) لوگوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نہ دنیا بہت بڑا گناہ ہے۔ ② جانوروں میں بھی زکاة فرض ہے جس کی تفصیل اگلے ابواب میں آ رہی ہے۔ ③ کبیرہ گناہوں کے مرکب افراد کو میدانِ حشر میں بھی گناہوں کی سزا ملے گی۔ ④ بعض صورتوں میں ممکن ہے کہ محشر کی یہ سزا اسی اس کے لیے کافی ہو جائے اور جہنم کی سزا نہ پہنچتی پڑے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”(اسے یہ عذاب ہوتا رہے گا) اس دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے حتیٰ کہ لوگوں کا فیصلہ ہو جائے گا پھر اسے جنت یا جہنم کا راستہ دکھا دیا جائے گا۔“ (صحیح مسلم، الزکاة، باب اثم مانع الزکاة، حدیث: ۹۸۷)

۱۷۸۶- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «تَأْتِي الْإِبِلَ النَّبِيُّ لَمْ تُعْطِ الْحَقَّ مِنْهَا، تَطَأُ صَاحِبَهَا بِأَخْفَافِهَا. وَتَأْتِي الْبَقَرُ وَالْغَنَمُ تَطَأُ صَاحِبَهَا بِأُظْلَافِهَا، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا. وَتَأْتِي الْكَنَزُ شُجَاعاً أَقْرَعَ فَيَلْقَى صَاحِبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. فَيَقْرَأُ مِنْهُ صَاحِبُهُ مَرَّتَيْنِ. ثُمَّ يَسْتَقْبِلُهُ فَيَقْرَأُ. فَيَقُولُ: مَا لِي وَلَكَ فَيَقُولُ: أَنَا كُنْتُكَ، أَنَا كُنْتُكَ. فَيَقْبِضُهُ بِيَدِهِ فَيُلْقِمُهَا».

۱۷۸۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اونٹ جن کا حق (زکاة) ادا نہیں کیا گیا (قیامت کے دن) آئیں گے اپنے مالک کو پاؤں سے روندیں گے گاؤں اور بکریاں آئیں گی (وہ بھی) اپنے مالک کو سوسوں سے روندیں گی اور سیگوں سے ماریں گی۔ اور خزانہ گنجا سانپ بن کر آ جائے گا۔ وہ قیامت کو جب اپنے مالک سے ملے گا تو مالک اس سے دودھ بھاگے گا پھر وہ (سانپ) سانسے سے آئے گا تو مالک (پھر) بھاگے گا (اور) کہے گا: تو کیوں میرے پیچھے پڑ گیا ہے؟ وہ کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ وہ اس سے بچنے کے لیے اس کی طرف ہاتھ کرے گا تو وہ اس (ہاتھ) کو اپنے منہ میں لے لے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① خزانے سے مراد سونا چاندی وغیرہ ہے جس کی زکاة ادا نہیں کی گئی۔ ② انسان دنیا میں

روپے پیسے کا لالچ کرتا ہے۔ اس کو حاصل کرنے میں حلال حرام کی پروا نہیں کرتا اور لالچ کی وجہ سے زکاة نہیں دیتا۔ اس قسم کا مال قیامت کو عذاب کا باعث ہوگا کہ انسان اس سے جان چھڑانا چاہے گا لیکن وہ نہیں چھوڑے گا۔ انسان ہاتھ سے مال لیتا ہے لیکن اسی ہاتھ سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا چاہتا اس لیے ہاتھ کو عذاب ہوگا کہ اس کا خزانہ سانپ بن کر اس کا ہاتھ کاٹ کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

(المعجم ۳) - بَابُ مَا أُدِّيَ زَكَاتُهُ لَيْسَ

باب: ۳- جس مال کی زکاة ادا کر دی

يَكُنْزٍ (التحفة ۳)

جائے وہ خزانہ نہیں

۱۷۸۷- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ سَوَّادٍ

۱۷۸۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ

الْمُضَرِّي: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ لَهْيَعَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ أَسْلَمَ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَلَحِقَهُ أَغْرَابِيٌّ. فَقَالَ لَهُ: قَوْلُ اللَّهِ: ﴿وَالَّذِينَ يَكْذِبُونَ اللَّهََبَ وَالْفِصَّةَ وَلَا يُؤْقِنُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟﴾ [التوبة: ۳۴] قَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ كَنَزَهَا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا، فَوَيْلٌ لَهُ. إِنَّمَا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تُنَزَلَ الزَّكَاةُ. فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللَّهُ طَهُورًا لِلْأَمْوَالِ. ثُمَّ التَفَتَ فَقَالَ: مَا أَبَالِي لَوْ كَانَ لِي أَحَدُ ذَهَبًا، أَعْلَمُ عَدَدَهُ وَأَرْغَبِيهِ، وَأَعْمَلُ فِيهِ بِطَاعَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

غلام حضرت خالد بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ باہر گیا۔ انھیں ایک بدو ملا اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَكْذِبُونَ اللَّهََبَ وَالْفِصَّةَ وَلَا يُؤْقِنُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ ”جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے.....“ (اس آیت کا کیا مطلب ہے؟) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا: جس نے اسے جمع کیا اور اس کی زکاة ادا نہ کی اس کے لیے تباہی ہے۔ یہ حکم زکاة کا حکم نازل ہونے سے پہلے تھا جب زکاة کا حکم نازل ہو گیا تو اللہ نے اسے مالوں کی پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا۔ پھر متوجہ ہو کر فرمایا: مجھے پروا نہیں کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو جس کی تعداد (اور مقدار) کا مجھے علم ہو اور اس کی زکاة ادا کروں اور اس سے اللہ کی فرماں برداری والے کام انجام دوں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اللہ کی راہ میں خرچ کرنا دین کے اہم مسائل میں سے ہے یہ حکم زکاة فرض ہونے سے پہلے بھی تھا اب بھی ہے لیکن پہلے اس کی کم از کم مقدار کا تعین نہیں کیا گیا تھا اس کے بعد یہ مقدار بھی متعین کر دی گئی۔ ② فرض زکاة اور دیگر واجب اخراجات کے علاوہ نیکی کی راہ میں خرچ کرنا نفل عبادت ہے۔ ③ زکاة ادا کرنے سے باقی مال پاک ہو جاتا ہے ورنہ سارا مال ناپاک ہوتا ہے۔ ④ جائز طریقے سے دولت مند ہونا اللہ کی طرف سے احسان اور نعمت ہے جس کا شکر ادا کرنے کے لیے ضرورت مند افراد کی مدد کرتے رہنا چاہیے۔

۱۷۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :  
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ : حَدَّثَنَا  
مُوسَى بْنُ أَغْوَيْنَ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ  
الْحَارِثِ ، عَنْ دَرَّاجِ أَبِي السَّمْحِ ، عَنْ ابْنِ  
حُجَبْرَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ : « إِذَا أَدَيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ ، فَقَدْ قَضَيْتَ  
مَا عَلَيْكَ . »

۱۷۸۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا  
يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، عَنْ شَرِيكِ ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ ،  
عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّهَا  
سَمِعَتْهُ ، تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ ، يَقُولُ : « لَيْسَ فِي  
الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكَاةِ . »

(المعجم ۴) - بَابُ زَكَاةِ الْوَرِقِ وَالذَّهَبِ

باب: ۳- چاندی اور سونے کی زکاة

(التحفة ۴)

۱۷۸۸- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ما جاء إذا أدبت الزكاة فقد قضيت ما عليك، ح: ۶۱۸ م  
حديث عمرو به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۴۷۱، وابن حبان (موارد)، ح: ۷۹۷  
والحاكم: ۳۹۰/۱، والذهبي \* دراج صدوق، في حديثه عن أبي الهيثم ضعف (تقريب)، وهو حسن الحديث ع  
غير أبي الهيثم، وزاد ابن حبان وغيره: "ومن جمع مالا حراما ثم تصدق به، لم يكن له فيه أجر، وكان إصره عليه".  
۱۷۸۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ما جاء أن في المال حقا سوى الزكاة، ح: ۶۵۹، ۶۶۰ م  
حديث شريك به، وقال: "هذا حديث إسناده ليس بذلك، وأبو حمزة ميمون الأعر بضعف" \* والأعر هذا ضعفا  
صاحب التقريب وغيره، وفيه علة أخرى.

۱۷۹۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۱۷۹۰- حضرت علیؑ سے روایت ہے رسول اللہ

وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ  
الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ: «إِنِّي قَدْ عَفَوْتُ عَنْكُمْ عَنْ صَدَقَةِ  
الْحَنْبَلِ وَالرَّقِيقِ وَلَكِنْ هَاتُوا رُبْعَ الْعُشْرِ مِنْ  
كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا، دِرْهَمًا».ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں گھوڑوں اور غلاموں کا  
صدقہ معاف کر دیا ہے لیکن (نقدی میں سے)  
چالیسواں حصہ ادا کرو یعنی ہر چالیس درہم میں سے ایک  
درہم۔“

۱۷۹۱- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ وَمُحَمَّدُ

۱۷۹۱- حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہؓ

ابْنُ يَحْيَى. قَالَا: حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ  
مُوسَى: أَنَّ أَبَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَ عَائِشَةَ  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ كُلِّ عَشْرِينَ  
دِينَارًا، فَصَاعِدًا، يَصِفُ دِينَارًا. وَمِنْ  
الْأَرْبَعِينَ دِينَارًا، دِينَارًا.سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہر بیس دینار یا (اس سے  
کچھ) زیادہ میں سے آدھا دینار اور چالیس دینار میں  
سے ایک دینار وصول فرماتے تھے۔

🕌 فوائد و مسائل: ① جو گھوڑے کام کاج کے لیے ہوں اور جو غلام خدمت کے لیے ہوں ان کی زکاة دینا فرض نہیں لیکن اگر کوئی شخص گھوڑوں یا غلاموں کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتا ہو تو اسے دوسرے مال تجارت کی طرح ان کی قیمت کا اندازہ کر کے ان کی زکاة ادا کرنی چاہیے اس کے بارے میں متعدد روایات موجود ہیں لیکن ان کی سندوں میں کلام ہے تاہم کہا جاسکتا ہے کہ یہ احادیث باہم مل کر قابل استدلال ہو سکتی ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے بھی تاجروں سے مال تجارت پر زکاة وصول کرنے کے احکامات جاری فرمائے تھے۔ (موطا امام مالک، باب زکاة العروس: ۲۳۵/۱) اس کی سند حسن ہے۔ امام بیہقیؒ نے مال تجارت پر زکاة کے وجوب کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا ہے: [وَهَذَا قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ] (سنن البیہقی: ۱۳۷/۳) ”اکثر علماء کا یہ قول ہے۔“ ② درہم چاندی کا سکہ تھا جس کا وزن موجودہ حساب سے 2.975 گرام اور بعض کے نزدیک

۱۷۹۱- [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ۹۵ لعلته، وأخرجه أبو داود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ۱۵۷۴ وغيره من حديث أبي إسحاق عن عاصم بن ضمرة عن علي رضي الله عنه نحوه، وصححه البخاري، وابن خزيمة وغيرهما. أبو إسحاق عمن، وتقدم، ح: ۴۶، وللحديث شواهد.

۱۷۹۱- [حسن] وضعفه البوصيري. إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع تقدم حاله، ح: ۱۰۶۹، وله شواهد عند أبي داود، ح: ۱۵۷۳ وغيره.

## ۸۔ ابواب الزکاة

دوران سال میں ملنے والے مال پر زکاة سے متعلق احکام ومسائل

3.06 گرام ہے۔ کم از کم دوسو درہم چاندی ہو تو زکاة واجب ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”پانچ اوقیہ سے کم میں زکاة نہیں۔“ (صحیح البخاری، الزکاة، باب زکاة الورق، حدیث: ۱۳۳۷) اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ (جامع الترمذی، الزکاة، باب ما جاء فی صدقة الزرع والثمار والحبوب، حدیث: ۶۲۷) اکثر علماء نے دوسو درہم کی مقدار ساڑھے باون تولے بیان کی ہے۔ ① سونے کا نصاب بیس دینار ہے جس کی مقدار ساڑھے سات تولے ہوتی ہے۔ جب کہ موجودہ دور کے حساب سے اس کا وزن 85 گرام بنتا ہے۔ ② سونے اور چاندی میں زکاة کی مقدار چالیسواں حصہ ہے مثلاً: اگر کسی کے پاس دس تولے سونا ہو تو اسے چوتھائی تولہ (تین ماشے یعنی 2.916 گرام) سونے کے برابر زکاة ادا کرنا فرض ہوگی۔ ③ نقد رقم کا نصاب سونے کے برابر ہے کیونکہ موجودہ نظام کے مطابق کرنسی نوٹ سونے کے قائم مقام قرار دیے جاتے ہیں اس لیے بین الاقوامی تجارت میں ممالک ایک دوسرے سے سونا وصول اور ادا کرتے ہیں تاہم علماء کی اکثریت نے نقد رقم کی زکاة کے لیے چاندی کے نصاب کو بنیاد بنایا ہے یعنی کم از کم ساڑھے باون تولے چاندی کی رقم کے برابر جس کے پاس رقم فالتو پڑی ہو اور اس پر سال گزر جائے تو وہ اس میں سے ڈھائی فی صد کے حساب سے زکاة ادا کرے۔ اس کی وجہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ اس نصاب میں غریب و مساکین کا زیادہ فائدہ ہے کیونکہ اس طرح اہل نصاب زیادہ ہوں گے اور زیادہ زکاة نکلے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(المعجم ۵) - بَابُ مَنْ اسْتَفَادَ مَالًا

باب: ۵۔ جس شخص کو (سال کے دوران میں) مال ملے (النفحة ۵)

۱۷۹۲ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ  
الْجَهْظِيُّ: حَدَّثَنَا شَجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ:  
حَدَّثَنَا حَارِثَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ  
عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
يَقُولُ: «لَا زَكَاةَ فِي مَالٍ، حَتَّى يَحُولَ  
عَلَيْهِ الْحَوْلُ».

۱۷۹۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”کسی مال میں زکاة نہیں حتیٰ کہ اس پر سال گزر جائے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① سونے چاندی وغیرہ میں نصاب کا مالک ہونے کے ایک سال بعد زکاة واجب ہوتی ہے۔ ② زرعی پیداوار جب باغ یا کھیت سے اٹھائی جائے تو اس پر زکاة واجب ہو جاتی ہے اس میں سال گزرنا شرط نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ (الأنعام: ۱۴۱) ”اس کے کاٹنے کے دن اس کا



حق ادا کرو۔" ⑤ جس کے پاس پہلے کچھ مال موجود ہو لیکن وہ نصاب سے کم ہو پھر اسے کچھ اور مال مل جائے جس کی وجہ سے نصاب مکمل ہو جائے تو سال کی ابتدا نصاب مکمل ہونے سے ہوگی۔ اگر اس کے ایک سال بعد اس کے پاس نصاب موجود ہے تو زکاة ادا کرے گا۔

(المعجم ۶) - **بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ مِنَ الْأَمْوَالِ (التحفة ۶)**

۱۷۹۳- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان سنا: "پانچ وقں کھجوروں سے کم میں زکاة نہیں پانچ اوقیہ (چاندی) سے کم میں زکاة نہیں اور پانچ سے کم اونٹوں میں بھی نہیں۔"

۱۷۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، وَعَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَدَقَةٌ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنَ التَّمْرِ. وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوْاقٍ. وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ مِنَ الْإِبِلِ».

فوائد و مسائل: ① کھجوریں جب خشک کر کے ذخیرہ کرنے کے قابل ہو جائیں اس وقت اگر ان کا وزن پانچ وقں کے برابر ہو تو ان پر زکاة واجب ہوگی۔ ایک وقں ساٹھ صاع کے برابر ہوتا ہے اور صاع ایک پیمانہ ہے جس کا وزن تقریباً ڈھائی کلو بنتا ہے۔ اس حساب سے پانچ وقں کا وزن تقریباً بیس (۲۰) من بنتا ہے جس میں سے ایک من زکاة ادا کی جائے گی۔ ② پانچ اوقیہ دوسو درہم کے برابر ہے یعنی چاندی کا نصاب دوسو درہم تقریباً ساڑھے باون تولے ہے۔ ③ اگر کسی کے پاس پانچ سے کم اونٹ ہوں تو ان میں زکاة فرض نہیں۔ پانچ اونٹ ہوں تو ایک بکری زکاة کے طور پر ادا کی جائے گی۔ اونٹوں کی زکاة کی مزید تفصیل باب ۹ میں آئے گی۔

۱۷۹۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانچ سے کم اونٹوں میں زکاة نہیں پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکاة نہیں پانچ وقں سے کم (غلے) میں زکاة نہیں۔"

۱۷۹۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنَ التَّمْرِ زَكَاةٌ. وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوْاقٍ مِنَ الْغَلِّ زَكَاةٌ.»

۱۷۹۴- [صحیح] أخرجه النسائي: ۳۷/۵، الزكاة، باب زكاة الورق، ح: ۲۴۷۷ من حديث أبي أسامة به، وأخرجه

البخاري، ح: ۱۴۰۵ وغيره، ومسلم، ح: ۹۷۹ وغيرهما من حديث يحيى بن عماره عن أبي سعيد الخدري به.

۱۷۹۴- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۹۶/۳ من حديث محمد بن مسلم به، وحسنه البوصيري.

## ۸- أبواب الزكاة

بیٹگی زکاة ادا کرنے سے متعلق احکام و مسائل

خَمْسٍ ذُوِّ صَدَقَةٍ. وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ  
خَمْسٍ أَوْاقٍ صَدَقَةٍ. وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ  
خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ صَدَقَةٌ.

(المعجم ۷) - بَابُ تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ قَبْلَ

مَجْلِئِهَا (التحفة ۷)

باب: ۷- زکاة کا وقت آنے سے پہلے

(بیٹگی) ادا کر دینا

۱۷۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ  
ابْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ  
الْحَكَمِ، عَنْ حُجَيْبِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ  
ابْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ  
فِي تَعْجِيلِ صَدَقَتِهِ قَبْلَ أَنْ تَحُلَّ. فَرَحَّصَ  
لَهُ فِي ذَلِكَ.

۱۷۹۵- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے واجب ہونے سے پہلے  
جلدی کرتے ہوئے زکاة ادا کرنے کی اجازت مانگی تو  
آپ ﷺ نے انھیں اجازت دے دی۔



🌞 فائدہ: بیٹگی ادا بیٹگی کا مطلب یہ ہے کہ سال پورا ہونے سے پہلے زکاة ادا کر دی جائے۔ وقت آنے پر

حساب کر کے کی بیٹگی پوری کر لی جائے۔ یہ جائز ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک یہ روایت حسن ہے۔

(المعجم ۸) - بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ إِخْرَاجِ

الزَّكَاةِ (التحفة ۸)

باب: ۸- جب کوئی زکاة ادا کرے تو

اسے کیا کہا جائے؟

۱۷۹۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ  
مُرَّةٍ. قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى  
يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا أَنَاهُ  
الرَّجُلُ بِصَدَقَةِ مَالِهِ، صَلَّى عَلَيْهِ. فَأَتَيْتُهُ

۱۷۹۶- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی  
خدمت میں اپنے مال کا صدقہ (زکاة) لے کر حاضر ہوتا  
تو نبی ﷺ اس کو دعا دیتے۔ میں اپنے مال کی زکاة لے  
کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے

۱۷۹۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب في تعجيل الزكاة، ح: ۱۶۲۴ عن سعيد بن منصور به،

وصححه الحاكم، والذهبي \* الحكم بن عتيبة عن عن، وتقدم، ح: ۱۱۹۲، وله شواهد كلها ضعيفة.

۱۷۹۶- أخرجه البخاري، الزكاة، باب صلاة الإمام، ودعائه لصاحب الصدقة... الخ، ح: ۱۴۹۷ وغيره من

حديث شعبة به، ومسلم، الزكاة، باب الدعاء لمن أتى بصدقة، ح: ۱۰۷۸ من حديث وكيع به.

بَصَدَقَةً مَالِي فَقَالَ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فرمایا: ”اے اللہ! ابو اؤفی کے خاندان پر رحمت  
آبی اؤفی“۔  
نازل فرما۔“

🌞 فوائد ومسائل ① سونے چاندی اور نقدی (اموال باطنیہ) کی زکاة صاحب نصاب کو خود حاضر ہو کر ادا کرنی  
چاہیے۔ غلے اور مویشیوں (اموال ظاہرہ) کی زکاة اسلامی حکومت کا مقرر کردہ افسر صاحب نصاب کے پاس پہنچ  
کر وصول کرے۔ ② اسلامی معاشرے میں عوام اور حکومت کے مابین محبت اور احترام کا تعلق ہوتا ہے۔ زکاة  
وصول کرنے والے کو چاہیے کہ زکاة ادا کرنے والے کا شکریہ ادا کرے اور اسے دعا دے۔ ③ ”آل“ کے لفظ  
میں وہ شخص خود بھی داخل ہوتا ہے جس کی آل کا ذکر کیا جاتا ہے اس کے علاوہ اس کی اولاد اور وہ افراد جو اس کے  
زیر دست ہیں اور وہ ان کا سردار سمجھا جاتا ہے وہ بھی ”آل“ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بعض اوقات ”آل“ سے  
قبضین اور پیر و کار بھی مراد لیے جاتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ  
فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ (المومن ۴۰:۳۳) ”اور جس دن قیامت قائم ہوگی (ہم کہیں گے) فرعون کی آل کو  
شدید ترین عذاب میں داخل کر دو“ اس آیت میں آل سے اولاد مراد نہیں کیونکہ فرعون لا ولد تھا۔ اور اس کی  
بیوی (حضرت آسیہ علیہا السلام) مسلمان تھیں۔

۱۷۹۷- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْبَخْتَرِيِّ بْنِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم زکاة دو تو اس کا  
مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ ثواب (حاصل ہونے کی دعا کرنا) فراموش نہ کرو۔ یوں  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أُعْطِيتُمُ الزَّكَاةَ فَلَا کہو: [اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مَغْنَمًا وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْرَمًا]  
تَسْأَلُوا نَوَائِبَهَا، أَنْ تَقُولُوا: اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا ”اے اللہ! اسے فائدے کی چیز بنا اور تاوان نہ بنانا۔“  
مَغْنَمًا وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْرَمًا“۔

(المعجم ۹) - بَابُ صَدَقَةِ الْإِبِلِ (النصفہ ۹)

باب: ۹- اونٹوں کی زکاة

۱۷۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَشَرُ بْنُ امام ابن شہاب زہری نے سالم بن عبد اللہ

۱۷۹۷- [إسناده موضوع] • البخري بن عبيد ضعيف متروك (تقريب)، وقال البوصيري: 'متفق على ضعفه'،  
قال الحاكم، وأبو نعيم وغيرهما: "روى عن أبيه عن أبي هريرة موضوعات"، وجرحه ابن حبان وغيره.  
۱۷۹۸- [حسن] أخرجه البيهقي ۸۹، ۸۸/۴ من حديث ابن مهدي به • سليمان بن كثير لا بأس به في غير الزهري  
(تقريب)، وتابعه سفيان بن الحسين عند أبي داود، ح: ۱۵۶۸ وغيره، وحسنه الترمذي، ح: ۶۲۱، وعلقه البخاري  
في صحيحه، وله شواهد.

خَلْفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ شَيْهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: أَقْرَأَنِي سَالِمٌ كِتَابًا كَتَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّدَقَاتِ قَبْلَ أَنْ يَتَوَفَّاهُ اللَّهُ. فَوَجَدْتُ فِيهِ: «فِي خُمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاةٌ. وَفِي عَشْرِ شَاتَانِ. وَفِي خُمْسٍ عَشْرَةٌ ثَلَاثُ شِيَاوٍ. وَفِي عَشْرِينَ أَرْبَعُ شِيَاوٍ. وَفِي خُمْسٍ وَعَشْرِينَ بَنْتٌ مَخَاضٍ، إِلَى خُمْسٍ وَثَلَاثِينَ. فَإِنْ لَمْ تُوجَدْ بَنْتٌ مَخَاضٍ، فَإِنْ لَبُونٌ ذَكَرٌ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلَى خُمْسٍ وَثَلَاثِينَ، وَاحِدَةٌ، فَفِيهَا بَنْتٌ لَبُونٍ، إِلَى خُمْسَةٍ وَأَرْبَعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلَى خُمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، وَاحِدَةٌ، فَفِيهَا حِقَّةٌ إِلَى سِتِّينَ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلَى سِتِّينَ، وَاحِدَةٌ، فَفِيهَا جَذَعَةٌ، إِلَى خُمْسٍ وَسَبْعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلَى خُمْسٍ وَسَبْعِينَ، وَاحِدَةٌ، فَفِيهَا ابْتَنَّا لَبُونٌ إِلَى تِسْعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلَى تِسْعِينَ، وَاحِدَةٌ، فَفِيهَا جِجْتَانِ، إِلَى عَشْرِينَ وَمِائَةٍ. فَإِذَا كَثُرَتْ، فَفِي كُلِّ خُمْسِينَ، حِقَّةٌ. وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ، بَنْتٌ لَبُونٍ».

اور ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے واسطے سے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: مجھے حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے وہ تحریر پڑھوائی جو رسول اللہ ﷺ نے زکاة کے بارے میں وفات سے پہلے لکھوائی تھی۔ میں نے اس میں یہ باتیں (لکھی ہوئی) پائیں: ”پانچ اونٹوں پر ایک بکری (زکاة) ہے دس اونٹوں پر دو بکریاں پندرہ اونٹوں پر تین بکریاں بیس اونٹوں پر چار بکریاں ہیں پچیس سے پینتیس پر ایک سال کی ایک اونٹی ہے۔ اگر ایک سالہ اونٹی نہ ملے تو دو سالہ مذکر اونٹ ہے۔ اگر پینتیس سے ایک اونٹ بھی زیادہ ہو تو ان پر دو سالہ اونٹی ہے۔ پینتالیس تک (یہی زکاة ہے)۔ اگر پینتالیس سے ایک زیادہ ہو تو (چھیالیس سے) ساٹھ تک تین سالہ اونٹی ہے۔ اگر (گلے کی تعداد) ساٹھ سے ایک زیادہ ہو تو پچھتر تک چار سالہ اونٹی ہے۔ اگر پچھتر سے ایک بھی زائد ہو تو نوے تک ان میں دو سالہ دو اونٹیاں زکاة ہے۔ اگر نوے سے ایک بھی زیادہ ہو تو ایک سو تین تک تین سال کی دو اونٹیاں ہیں۔ اگر (اونٹ) اس سے زیادہ ہوں تو ہر پچاس میں تین سالہ اونٹی اور ہر چالیس میں دو سالہ اونٹی ہے۔“

۱۷۹۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۷۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلٍ بْنُ

۱۷۹۹- [حسن] أخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث عمرو بن يحيى عن أبيه عن أبي سعيد به مختصر جلدًا، الفقرة الأولى، وللباقية شواهد كثيرة.

خُوَيْلِدُ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السَّلْمِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ عمرو بن يحيى بن عمارَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ. وَلَا فِي الْأَرْبَعِ شَيْءٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا فَبِهَا شَاءَ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعًا. فَإِذَا بَلَغَتْ عَشْرًا، فَبِهَا شَاتَانِ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ أَرْبَعِ عَشْرَةَ. فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ عَشْرَةَ، فَبِهَا ثَلَاثُ شِئَاءٍ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعَ عَشْرَةَ. فَإِذَا بَلَغَتْ عَشْرِينَ، فَبِهَا أَرْبَعُ شِئَاءٍ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ أَرْبَعًا وَعَشْرِينَ. فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ، فَبِهَا بَنْتُ مَخَاضٍ، إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ. فَإِذَا لَمْ تَكُنْ بَنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ كَبُونٍ ذَكَرٌ. فَإِنْ زَادَتْ بَعِيرًا، فَبِهَا بَنْتُ كَبُونٍ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ بَعِيرًا، فَبِهَا حَقَّةٌ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ سِتِينَ. فَإِنْ زَادَتْ بَعِيرًا، فَبِهَا جَذَعَةٌ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ خَمْسًا وَسِتِينَ. فَإِنْ زَادَتْ بَعِيرًا، فَبِهَا بَنْتُ كَبُونٍ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ بَعِيرًا، فَبِهَا جِثَّتَانِ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ عَشْرِينَ وَمِائَةً. ثُمَّ فِي كُلِّ خَمْسِينَ حَقَّةٌ. وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بَنْتُ كَبُونٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ سے کم اونٹوں پر زکاة فرض نہیں۔ چار اونٹوں پر بھی کچھ (زکاة) نہیں۔ اگر ان کی تعداد پانچ تک پہنچ جائے تو نو عدد تک ایک بکری (زکاة) ہے۔ اگر وہ دس ہو جائیں تو ان میں چودہ کی تعداد تک دو بکریاں ہیں۔ اگر وہ پندرہ ہو جائیں تو انیس کی تعداد تک تین بکریاں (زکاة) ہیں۔ اگر تیس ہو جائیں تو چوبیس ہونے تک چار بکریاں ہیں۔ اگر وہ پچیس کی تعداد کو پہنچ جائیں تو (پچیس سے) پینتیس تک ایک سال کی ایک اونٹی ہے۔ اگر ایک سال کی اونٹی (ریوڑ میں موجود) نہ ہو تو دو سال کا مذکر اونٹ (ادا کر دے)۔ اگر (پینتیس سے) ایک اونٹ زیادہ ہو تو ان میں پینتالیس کی تعداد ہونے تک دو سالہ ایک اونٹی ہے۔ اگر (پینتالیس سے) ایک اونٹ زیادہ ہو تو ان میں تین سالہ ایک اونٹی (زکاة) ہے ساٹھ تک (یہی حکم ہے)۔ اگر (ساٹھ سے) ایک اونٹ زیادہ ہو تو پچھتر تک چار سالہ اونٹی ہے۔ اگر ایک اونٹ زیادہ ہو تو نوے کی تعداد تک دو دو سال کی دو اونٹیاں (واجب) ہیں۔ ایک سو تیس تک (یہی زکاة ہے)۔ اس کے بعد ہر پچاس میں تین سالہ اونٹی اور ہر چالیس میں دو سالہ اونٹی ہے۔“

ہونا حکمت کا تقاضا ہے۔ لیکن پانچ اونٹوں میں سے ایک اونٹ وصول کرنے میں مالک پر بے جا سختی ہے اس لیے شریعت میں ان دونوں پہلوؤں کا لحاظ رکھتے ہوئے اونٹوں کی کم تعداد پر زکاة میں بکریاں لینے کا قانون ہے۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے مال میں سے زکاة کے طور پر دینی مال وصول کیا جاتا ہے جس کی زکاة دی جا رہی ہے۔ ⑦ اونٹ کی عمر کے لحاظ سے اس کی قیمت میں کافی فرق پڑ جاتا ہے اس لیے اونٹوں کی زکاة میں وصول کیے جانے والے جانور کی عمر بھی متعین کر دی گئی ہے۔ یہ بھی اسلامی شریعت میں عدل و اعتدال کا ایک مظہر ہے۔ ⑧ زکاة میں وصول کیے جانے والے اونٹوں کی عمر ظاہر کرنے کے لیے حدیث میں مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں: (الف) مخاض: اس سے مراد ایک سال کی اونٹنی ہے۔ جب اونٹنی کا بچہ ایک سال کا ہو جائے تو عموماً وہ دوبارہ حاملہ ہو جاتی ہے اس لیے ایک سال کی اونٹنی کو ”بنت مخاض“ یعنی حاملہ کی بچی کہتے ہیں۔ (ب) ”لبون“ دودھ دینے والے مادہ جانور کو کہتے ہیں۔ جب اونٹ کا بچہ دو سال کا ہو جائے تو اس کی ماں عموماً دوبارہ بچہ دے چکی ہوتی ہے جو دودھ پل رہا ہوتا ہے اس لیے دو سال کی اونٹنی کو بنت لبون یعنی ”دودھ دینے والی اونٹنی“ کی بچی“ کہتے ہیں۔ اس عمر کے نر کو ابن لبون یعنی ”دودھ دینے والی اونٹنی کا بچہ“ کہتے ہیں۔ یہ قدر و قیمت میں بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ (ج) حقے کا مطلب ہے کہ یہ اونٹنی اس قابل ہو چکی ہے کہ اس پر بوجھ لاد جائے اور اونٹ اس سے جفتی کرنے اس لیے اسے حقہ یعنی ”بوجھ اٹھانے کی حق دار“ کہا جاتا ہے۔ (د) جذعہ سے مراد چار سالہ اونٹنی ہے اس عمر میں اس کے دانت گرنا شروع ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اسے چارہ کھانے میں مشکل پیش آتی ہے اس لیے اسے جذعہ یعنی ”پریشان ہونے والی“ کہا جاتا ہے۔ ⑨ اونٹوں کی زکاة میں صرف مادہ جانور وصول کیے جاتے ہیں۔ صرف ابن لبون کو بنت مخاض کا متبادل قرار دیا گیا ہے۔ اس میں بھی اصل واجب بنت مخاض ہی ہے۔ اگر ریوڑ میں بنت مخاض موجود نہ ہو تب ابن لبون لیا جاتا ہے۔ ⑩ ایک سو بیس سے زیادہ اونٹ ہونے کی صورت میں ان کے چالیس چالیس یا پچاس پچاس کے گروپ بنائے جائیں گے۔ اس کے مطابق دو سالہ یا تین سالہ اونٹنیاں وصول کی جائیں گی مثلاً ایک سو بیس میں سے اسی پر دو بنت مخاض اور باقی پچاس پر ایک حقہ ( $50 + 40 + 40 = 130$ ) اسی طرح ایک سو چالیس پر ایک بنت مخاض اور دو حقہ ( $50 + 50 + 40 = 140$ ) ایک سو پچاس پر تین حقہ ( $50 + 50 + 50$ ) ایک سو ساٹھ پر چار بنت لبون ( $40 + 40 + 40 + 40$ ) اسی طرح ہر دس کے اضافے پر ایک بنت لبون کی جگہ حقہ آتا جائے گا حتیٰ کہ دو سو پر چار حقہ یا پانچ بنت لبون کی ادائیگی فرض ہوگی۔ ( $5 \times 40 = 4 \times 50 = 200$ )



(المعجم ۱۰) - بَابُ إِذَا أَخَذَ الْمُصَدَّقُ  
باب: ۱۰۔ عامل کا واجب الادا عمر کے جانور  
سے کم یا زیادہ عمر کا جانور وصول کرنا  
مِنْ ثَوْنٍ سِنَّ أَوْ فَوْقَ سِنَّ (التحفة ۱۰)

۱۸۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ ثُمَامَةَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ كَتَبَ لَهُ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَإِنَّ مِنْ أَشْنَانِ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الْغَنَمِ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةُ الْحِذَعَةِ، وَلَيْسَ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ، وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ. وَيَجْعَلُ مَكَانَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتَا. أَوْ عَشْرِينَ ذِرْهَمًا. وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا بَنْتُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بَنْتُ لَبُونٍ، وَيُعْطِي مَعَهَا شَاتَيْنِ أَوْ عَشْرِينَ ذِرْهَمًا. وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بَنْتُ لَبُونٍ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدَّقُ عَشْرِينَ ذِرْهَمًا، أَوْ شَاتَيْنِ. وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بَنْتُ لَبُونٍ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ بَنْتُ مَخَاضٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ ابْنَةُ مَخَاضٍ وَيُعْطِي مَعَهَا عَشْرِينَ ذِرْهَمًا، أَوْ شَاتَيْنِ.

۱۸۰۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے یہ تحریر لکھی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ صدقے کا وہ فریضہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا۔ جانوروں کی زکاة میں اونٹوں کی عمروں کے بارے میں (یہ حکم ہے کہ) جس کے اونٹوں کی تعداد اس حد تک پہنچ جائے کہ اس پر جذعہ (چار سالہ) کی ادائیگی فرض ہو لیکن اس کے پاس (ریوڑ میں) جذعہ موجود نہ ہو البتہ حقہ (تین سالہ) موجود ہو تو اس سے حقہ ہی لے لیا جائے۔ اس کے ساتھ اگر اس کے پاس بکریاں ہوں تو دو بکریاں دے دے یا تین درہم دے دے۔ جس کے پاس اونٹوں کی تعداد حقہ وصول کرنے کی حد کو پہنچتی ہو اور اس کے پاس حقہ (تین سالہ) نہ ہو بلکہ اس کے پاس صرف بنت لبون (دو سالہ) موجود ہو تو اس سے بنت لبون ہی قبول کر لی جائے اور اس کے ساتھ اس سے دو بکریاں یا تین درہم لے لیے جائیں۔ جس کی زکاة بنت لبون (دو سالہ) کی حد کو پہنچتی ہو اور وہ اس کے پاس موجود نہ ہو بلکہ اس کے پاس حقہ (تین سالہ) موجود ہو تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے اور زکاة جمع کرنے والا اسے تین درہم یا دو بکریاں دے دے۔ اور جس کی زکاة بنت لبون (دو سالہ) کی حد کو پہنچتی ہو اور وہ اس کے پاس موجود نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت مخاض (ایک سالہ) ہو تو اس سے بنت مخاض قبول کر لی جائے اور وہ اس کے ساتھ تین

وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتُ مَخَاضٍ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُونٍ، وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عَشْرِينَ دِرْهَمًا، أَوْ شَاتَيْنِ. فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ ابْنَةُ مَخَاضٍ عَلَى وَجْهِهَا، وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرَ، فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ، وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ.

درہم یا دو بکریاں ادا کرے۔ جس کی زکاة بنت مخاض (ایک سالہ مؤنث) کی حد کو پہنچتی ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو البتہ اس کے پاس بنت لبون (دو سالہ مؤنث) موجود ہو تو اس سے بنت لبون وصول کر لی جائے اور زکاة جمع کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں ادا کرے۔ جس کے پاس صحیح ادا نیگی کے لیے بنت مخاض (ایک سالہ مؤنث) نہ ہو لیکن مذکر ابن لبون (دو سالہ

مذکر) موجود ہو تو اس سے وہی وصول کر لیا جائے گا اور اس کے ساتھ کچھ بھی (لینا دینا) نہیں ہوگا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اونٹوں کی زکاة میں جن عمروں کی اونٹیاں وصول کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں: (۱) بنت مخاض

یعنی ایک سالہ اونٹنی۔ (ب) بنت لبون یعنی دو سالہ اونٹنی۔ (ج) حقہ یعنی تین سالہ اونٹنی۔ (د) جذعہ یعنی چار سالہ اونٹنی۔ ② زکاة میں صرف اونٹیاں یعنی مؤنث ہی قبول کی جاتی ہیں۔ صرف ابن لبون (دو سالہ مذکر) بنت

مخاض (ایک سالہ مؤنث) کے متبادل کے طور پر وصول کیا جاسکتا ہے۔ ③ اگر ریوڑ میں مطلوبہ عمر کی مؤنث

موجود نہ ہو تو اس سے بڑی یا چھوٹی عمر کی مؤنث بھی وصول کی جاسکتی ہے۔ عمر کے ایک سال کے فرق کے متبادل

دو بکریاں قرار دی گئی ہیں لہذا زکاة میں اگر مطلوبہ عمر سے کم عمر کی اونٹنی وصول کی گئی ہے تو ساتھ دو بکریاں یا ان کی

قیمت مزید وصول کی جائے گی تاکہ مطلوبہ زکاة اور وصول شدہ کے فرق کا ازالہ ہو جائے۔ اسی طرح اگر مطلوبہ عمر

سے زیادہ عمر کی اونٹنی وصول کی گئی ہے تو یہ فرق دو بکریاں یا ان کی قیمت کی صورت میں واپس کیا جائے گا تاکہ

واجب مقدار سے زیادہ زکاة وصول نہ کی جائے۔ ④ ابن لبون کو چونکہ بنت مخاض کے برابر قرار دیا گیا ہے لہذا

ایک سالہ مؤنث کی جگہ دو سالہ مذکر اونٹ کی ادائیگی کی صورت میں حساب برابر ہو جائے گا نہ زکاة دینے والے

سے مزید کسی چیز کا مطالبہ کیا جائے گا اور نہ زکاة وصول کرنے والا کوئی چیز واپس کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ ⑤ دو

بکریوں کی قیمت بیس درہم مقرر کی گئی ہے یہ اس زور کے مطابق ان کی اوسط قیمت تھی۔ موجودہ دور میں ماحول

کے مطابق بازار میں بکریوں کی جو اوسط قیمت ہو اس کے مطابق ادا اور وصول کرنی چاہیے۔ ⑥ اونٹوں گایوں

اور بکریوں میں سے ہر ایک ریوڑ کی کل تعداد شمار کرتے ہوئے بچے بڑے مذکر مؤنث تمام جانور شمار کیے جائیں

گے لیکن زکاة ادا کرتے وقت صرف مقررہ عمر کے جانور ہی دیے جائیں گے۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ مَا يَأْخُذُ الْمُصَدِّقُ

باب: ۱۱- عامل کس قسم کے اونٹ

وصول کرے؟

مِنْ الْإِبِلِ (التحفة ۱۱)





۱۸۰۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عُثْمَانَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ : جَاءَنَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخَذَتْ يَدَهُ وَقَرَأَتْ فِي عَهْدِهِ : لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ. فَأَتَانَا رَجُلٌ بِثَاقَةِ عَظِيمَةٍ مُلَمَلَمَةٍ فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَهَا. فَأَتَانَا بِأُخْرَى ذُوْنَهَا فَأَخَذَهَا، وَقَالَ : أَيُّ أَرْضٍ تُقْلِنِي، وَأَيُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِي، إِذَا أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ أَخَذْتُ خِيَارَ إِبِلٍ رَجُلٍ مُسْلِمٍ.

۱۸۰۱- حضرت سويد بن غفله رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ہمارے پاس نبی ﷺ کا عامل (زکاۃ وصول کرنے والا) آیا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے حکم نامے میں پڑھا: صدقے کے ڈر سے الگ الگ ریوڑوں کو جمع نہ کیا جائے اور نہ اکٹھے ریوڑ کو الگ الگ کیا جائے۔ ایک آدمی ایک موٹی تازی بڑی سی اونٹنی لے کر حاضر ہوا انھوں نے اسے لینے سے انکار کر دیا تو وہ اس سے کم درجے کی ایک اور اونٹنی لے آیا، انھوں نے وہ لے لی اور فرمایا: مجھے کون سی زمین سہارا دے گی؟ اور کون سا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا اگر میں کسی مسلمان کے بہترین اونٹ وصول کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا؟

❦ فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے صحیح اور بعض نے حسن قرار دیا ہے اور اس کے متابعات اور شواہد ذکر کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد: ۱۳۲/۱۳۳ و صحیح ابی داود (مفصل) رقم: ۱۳۰۹ و سنن ابن ماجہ للذکور بشار عواد، حدیث: ۱۸۰۱) ② حضرت سويد بن غفله رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اسلام قبول کر چکے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی زیارت نہیں کر سکے۔ مدینہ منورہ اس وقت پہنچے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے اس لیے ان کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نہیں ہوتا البتہ کبار تابعین میں شامل ہیں جنھیں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ③ عامل ہمارے پاس آیا، یعنی ہمارے قبیلے کی زکاۃ وصول کرنے کے لیے آیا۔ حضرت سويد بن غفله رضی اللہ عنہ جعفری قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ④ حکم نامے سے مراد وہ تحریر تھی جو رسول اللہ ﷺ نے لکھوا کر عامل کو دی تھی تاکہ اس کے مطابق زکاۃ وصول کریں۔ حضرت سويد رضی اللہ عنہ نے اس صحابی سے ملاقات کی اور نبی ﷺ کی تحریری ہدایات خود پڑھیں۔ ⑤ زکاۃ میں درمیانہ درجے کا مال وصول کرنا چاہیے نہ بہترین جانور لیا جائے جس سے مالک کو نقصان

## ۸- أبواب الزكاة

گائے اور بیلوں کی زکاة سے متعلق احکام و مسائل

ہو اور نہ بالکل نکلا جائے جس سے کسی غریب کو فائدہ ہی نہ ہو۔ ⑤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی عہدے پر فائز ہوتے تھے تو عدل و انصاف کا انتہائی خیال رکھتے تھے۔ ⑥ الگ الگ ریوڑوں کو جمع کرنے اور اکٹھے ریوڑ کو الگ کرنے کی وضاحت کے لیے اگلے باب میں حدیث: ۱۸۰۵ کا فائدہ نمبر: ۸ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۸۰۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ”زكاة وصول کرنے والا  
عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: تمھارے پاس سے خوش ہو کر واپس جائے۔“  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَرْجِعُ الْمُصَدَّقُ إِلَّا عَنْ رِضَا».

☀ فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے خندہ پیشانی سے ملو اس کے فرائض کی ادائیگی میں اس سے تعاون کرو اور خوشی کے ساتھ زکاة ادا کرو۔ اگر تمھاری نظر میں وہ تم سے واجب سے زیادہ طلب کر رہا ہو تو بھی ادا کرو۔ اگر اس کی غلطی ہوگی تو اس کا بوجھ اس کے سر ہوگا، تمھیں ثواب ہی ملے گا۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ صَدَقَةِ الْبَقَرِ  
باب: ۱۲- گائے (بیلوں) کی زکاة  
(الشفعة ۱۲)

۱۸۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى الرَّمْلِيُّ: انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا اور  
حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، مجھے حکم دیا کہ میں گایوں میں ہر چالیس میں سے ایک دو  
عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دانت والی (گائے یا بیل) اور ہر تیس میں سے ایک  
إِلَى الْيَمَنِ. وَأَمَرَنِي أَنْ أَخَذَ مِنَ الْبَقَرِ، مِنْ سَلِّ كَالْإِصْبَعِ مِائَةً. وَمِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً.

۱۸۰۲- [صحیح] أخرجه الطبراني في الكبير ۳۲۷/۲، ح: ۲۳۶۷ من حديث إسرائيل به \* جابر تقدم، ح: ۳۵۶، وتابعه مجالد عند الطبراني، ح: ۲۳۶۲، وتابعهما داود بن أبي هند وغيره نحو المعنى، انظر صحيح مسلم، ح: ۹۸۹ وغيره.

۱۸۰۳- [استادہ ضعیف] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ۱۵۷۸ من حديث الأعمش به، وحسنه الترمذي، ح: ۶۲۳، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

۱۸۰۴- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر تیس گایوں میں ایک سالہ بچہ چھڑایا چھڑی (زکاة) ہے اور چالیس پر دو دانت کا (دو سالہ جانور)۔“

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «فِي ثَلَاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ، تَبِيعُ أَوْ تَبِيعُهُ. وَفِي أَرْبَعِينَ، مُسِنَّةٌ».

🌟 فوائد و مسائل: ① اس باب کی مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین میں سے بعض نے حسن اور بعض نے صحیح قرار دیا ہے اور انھوں نے اس کے شواہد بھی بیان کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہیں۔ مذکورہ دونوں روایتوں کی اسنادی بحث اور ان میں مذکور مسئلہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴/۳۶۲۲، ۳۶۲۳، ۳۶۲۹، ۳۶۳۰، ۳۶۳۱ و إرواء الغلیل: ۳/۲۶۸، ۲۷۱، رقم: ۹۵۷ و مسند ابن ماجہ للذککور بشار عواد، حدیث: ۱۸۰۳، ۱۸۰۴) تیس سے کم گائے بیلوں میں زکاة واجب نہیں۔ ② گائے دو سال کی مُسِنَّہ (دو دانت والی) ہوتی ہے۔ ③ گائے بیلوں کی زکاة کا حساب کرنے کے لیے دیکھنا چاہیے کہ ان کے تیس تیس یا چالیس چالیس کے کتنے گروہ بنتے ہیں پھر اس کے مطابق ایک سال یا دو سال کے چھڑے چھڑیاں لے لی جائیں یعنی تیس (۳۰) پر ایک سال کا ایک جانور اور چالیس (۴۰) پر دو سال کا ایک جانور واجب ہے۔ اس کے بعد ساٹھ (۶۰) پر ایک ایک سال کے دو جانور۔ ستر (۷۰) پر دو سال کا ایک اور ایک سال کا ایک۔ اسی (۸۰) پر دو سال کے دو۔ نوے (۹۰) پر ایک سال کے تین۔ سو (۱۰۰) پر دو سال کا ایک اور ایک ایک سال کے دو چھڑے چھڑیاں بطور زکاة ادا اور وصول کیے جائیں گے۔ ④ بھینس عرب کا جانور نہیں اس لیے حدیث میں اس کا ذکر نہیں آیا لیکن اپنے فوائد اور قدر و قیمت کے لحاظ سے اور شکل و شباهت کے لحاظ سے یہ گائے سے ملتا جلتا جانور ہے اس لیے احتیاطاً کا تقاضا ہے کہ اسے بھی گائے کے حکم میں سمجھا جائے۔ امام ابن المہذب نے اس پر اجماع لکھا ہے کہ بھینس بھی گایوں کے حکم میں ہیں۔ دیکھیے: (فتاویٰ ابن حمیہ: ۲۵/۳۷) اگر گائیں اور بھینسیں مل کر نصاب پورا ہوتا ہو تو زکاة ادا کر دی جائے۔ زکاة کے طور پر وہ جانور دیا جائے جس کی تعداد یوز میں زیادہ ہے مثلاً: اگر تیس گائیں اور دس بھینسیں ہیں تو زکاة کے طور پر ایک سالہ چھڑی دی جائے اور اگر دس گائیں اور تیس بھینسیں ہیں تو ایک سالہ کٹھڑی (بھینس کا نر یا مادہ بچہ) دے دی جائے۔

۱۸۰۴- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب في زكاة البقر، ح: ۶۲۲ من حديث عبد السلام به، وتكلم فيه، وانظر، ح: ۱۶۰۶ و ۱۶۷۸ \* وخصيف ضعيف كما تقدم، ح: ۱۱۷۳، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

۱۸۰۵ - حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، قَالَ : أَقْرَأَنِي سَالِمٌ كِتَابًا كَتَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّدَقَاتِ قَبْلَ أَنْ يَتَوَفَّاهُ اللَّهُ . فَوَجَدْتُ فِيهِ : «فِي أَرْبَعِينَ شَاةً ، شَاةً ، إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ . فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً ، فَفِيهَا شَاتَانِ ، إِلَى مِائَتَيْنِ . فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةً ، فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاءٍ ، إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ . فَإِذَا كَثُرَتْ ، فَفِي كُلِّ مِائَةٍ ، شَاةٌ » . وَوَجَدْتُ فِيهِ : «لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ » . وَوَجَدْتُ فِيهِ : «لَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ تَيْسٌ وَلَا هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ» .



بھیڑ بکریوں کی زکاة سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱۳- بھیر بکریوں کی زکاة

۱۸۰۵- امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نے حضرت سالم اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: مجھے حضرت سالم رحمہ اللہ نے وہ دستاویز پڑھوائی جو رسول اللہ ﷺ نے فوت ہونے سے پہلے زکاة کے بارے میں تحریر فرمائی تھی۔ (امام زہری فرماتے ہیں) مجھے اس دستاویز میں یہ عبارت لکھی ہوئی ملی: ”چالیس سے ایک سو بیس بکریوں تک ایک بکری (زکاة) ہے۔ اگر ایک بھی زیادہ ہو جائے تو (ایک سو اکیس سے لے کر) دو سو تک دو بکریاں (واجب الادا) ہیں۔ اگر ان میں ایک بھی زیادہ ہو تو (دو سو ایک سے لے کر) تین سو تک تین بکریاں ہیں۔ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ہر سو پر ایک بکری ہے۔“ میں نے اس میں یہ (حکم) بھی پایا: ”اگ (ریوڑوں) کو جمع نہ کیا جائے اور اکٹھے (ایک) ریوڑ کو الگ نہ کیا جائے۔“ اور مجھے اس میں یہ (حکم) بھی (لکھا ہوا) ملا: ”زکاة میں ساٹھ وصول کیا جائے نہ ریوڑ ہا جانور اور نہ عیب دار جانور۔“

🌞 نو آمد مسائل: ① گائے یا اونٹنی ایک وقت میں ایک بچہ دیتی ہے لیکن بکریاں زیادہ بچے دیتی ہیں اس لیے بکریوں کے ریوڑ میں بچے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس چیز کے پیش نظر شریعت نے بکریوں میں زکاة کی شرح کم رکھی ہے۔ ② ریوڑ کی بکریوں اور بچوں کی کل تعداد اگر چالیس سے کم ہو تو اس مال پر کوئی زکاة فرض نہیں۔ ③ چالیس سے ایک سو بیس کی تعداد پر زکاة صرف ایک بکری ہے۔ ④ ایک سو اکیس سے دو سو تک کے ریوڑ پر زکاة میں دو بکریاں ادا کرنا واجب ہے۔ ⑤ دو سو ایک سے تین سو تانوے تک زکاة کی مقدار تین بکریاں ہے۔ جب چار سو پوری ہوں گی تو چار بکریاں ادا اور وصول کی جائیں گی۔ ⑥ اس سے زیادہ تعداد میں جتنے پورے سو

ہوں گے اتنی ہی بکریاں زکاة ہوگی۔ پورے بیکڑوں سے زائد بکریوں پر زکاة نہیں۔ ④ الگ الگ ریوڑوں کو جمع کرنے کی صورت یہ ہے مثلاً: دو آدمیوں کے پاس چالیس چالیس بکریاں تھیں جن میں سے ہر ریوڑ پر ایک ایک بکری زکاة ہے۔ انھیں کل دو بکریاں ادا کرنا تھیں۔ انھوں نے اپنی بکریاں ملا کر ایک ریوڑ بنالیا۔ اس طرح اتنی (۸۰) بکریوں پر ایک ہی بکری زکاة دے کر ایک بکری بچالی۔ جب وصول کرنے والا چلا گیا تو دونوں پھر الگ الگ ہو گئے۔ ⑤ ایک ریوڑ کے دو ریوڑ بنا کر زکاة بچالینے کی مثال یہ ہے کہ دو آدمیوں کے مشترکہ ریوڑ میں دو سو بیس بکریاں تھیں لہذا ان پر تین بکریاں زکاة ہے انھوں نے اس کے دو ریوڑ بنا لیے جن میں سے ہر ایک ریوڑ میں ایک سو دس بکریاں ہیں۔ اس طرح ہر ریوڑ پر ایک بکری زکاة واجب ہوئی اور مجموعی طور پر دو بکریاں زکاة دی گئیں اور ایک بکری بچالی گئی یا کسی ریوڑ میں ساٹھ بکریاں تھیں جن پر ایک بکری زکاة ہے۔ انھیں دو حصوں میں تقسیم کر کے تیس تیس کے دو ریوڑ بنا لیے گئے۔ جن پر کوئی زکاة نہیں۔ ⑥ ایک ریوڑ کے دو یا دو ریوڑوں کو ایک بنانے کا عمل زکاة وصول کرنے والے افسر (عامل) کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے تاکہ زیادہ زکاة وصول ہو یہ بھی منع ہے۔ اس کی مثال سو بکریوں کو پچاس پچاس کے دو حصوں میں تقسیم کرنا ہے تاکہ ایک کے بجائے دو بکریاں وصول ہوں یا دو ایسے ریوڑوں کو ایک قرار دینا جن میں سے ہر ایک میں ایک سو پندرہ بکریاں تھیں تاکہ دو بکریوں کے بجائے تین بکریاں وصول کی جائیں۔ ⑦ ساٹھ سے مراد وہ زناور ہے جو ریوڑ میں افزائش نسل کے لیے رکھا جاتا ہے۔ اس کی اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ وہ مالک کے لیے قیمتی ہے جب کہ بوڑھا اور عیب دار زناور جس مستحق کو دیا جائے گا اس کی حق تلفی شمار ہوگی کیونکہ وہ اس سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔ یہ حکم اس لیے دیا گیا کہ نہ زکاة دینے والے کو نقصان ہو نہ زکاة لینے والے کو۔

۱۸۰۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرِ عَبْدُ بْنُ  
الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا  
ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ،  
عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
"تُؤْخَذُ صَدَقَاتُ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مِثْلِهِمْ".

۱۸۰۶- [حسن] ۵ أسامة بن زيد بن أسلم ضعيف من قبل حفظه (تقريب)، ومحمد بن الفضل هو عارم السدوسي أبو النعمان، وأخرج أحمد: ۱۸۴/۲، ۱۸۵ وغيره بإسناد صحيح عن عبدالله بن المبارك عن أسامة بن زيد (الليثي، انظر، ح: ۱۰۷۲) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن عبدالله بن عمرو ونحوه، وإسناده حسن، وأخرج ابن الجارود، ح: ۳۴۶ وغيره من حديث عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ: "تؤخذ صدقات أهل البادية على مِثْلِهِمْ وأنتبهم" وإسناده حسن، وحسنه الهيثمي.

🌞 فوائد ومسائل: ① گزشتہ دور میں ہر شخص اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لیے چشمے پر لے جاتا تھا یا اپنے اپنے کنوئیں پر پانی پلایا جاتا تھا خاص طور پر اونٹوں کے لیے خاص اہتمام کیا جاتا تھا اور ہر شخص اپنے اونٹوں کے لیے حوض تیار کرتا تھا جس کے قریب ہی اونٹوں کا باڑا ہوتا تھا۔ ② حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وصول کرنے والے کو چاہیے کہ جہاں جہاں لوگوں کے ریوڑ چرتے پھرتے ہیں وہاں وہاں جا کر زکاة وصول کی جائے۔ زکاة دینے والوں کو یہ حکم نہ دیا جائے کہ وہ اپنے مویشی لے کر عامل (زکاة وصول کرنے والے افسر) کے پاس آئیں اور وہاں زکاة ادا کریں۔ اس میں جانوروں کے مالکوں کے لیے مشقت ہے جبکہ عامل کے لیے ہر جگہ پہنچنا آسان ہے۔ ③ اسلامی شریعت میں عوام اور رعایا کی سہولت کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔

۱۸۰۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «فِي أَرْبَعِينَ شَاةً، شَاةً، إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةً. فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً، فَفِيهَا شَتَانٍ، إِلَى مِائَتَيْنِ. فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةً، فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاءٍ، إِلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ. فَإِنْ زَادَتْ، فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةً. لَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ. وَكُلُّ خَلِيطَيْنِ يَتَرَا حِمَانًا بِالسَّوِيَّةِ. وَلَيْسَ لِلْمُصَدَّقِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ، إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدَّقُ».

۱۸۰۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”چالیس بکریوں میں ایک بکری (زکاة) ہے، ایک سو میں تک (بہی حکم ہے)۔ اگر ایک زیادہ ہو جائے تو دو بکریاں ہیں، دو سو تک۔ اگر (دو سو سے) ایک بکری زیادہ ہو تو تین سو تک تین بکریاں ہیں۔ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک بکری (زکاة) ہے۔ زکاة کے ڈر سے اکٹھے (ریوڑ) کو الگ الگ نہ کیا جائے اور الگ الگ (ریوڑوں) کو اکٹھا نہ کیا جائے۔ اور ریوڑ میں شریک دو افراد برابری کی بنیاد پر ایک دوسرے سے حساب کتاب کر لیں۔ اور زکاة وصول کرنے والے (عامل) کو بوڑھا یا عیب دار جانور نہ دیا جائے اور نہ سائڈ دیا جائے الا یہ کہ زکاة دینے والا چاہے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① اگر دو شخص اپنی اپنی بکریاں ملا کر ایک ریوڑ بنالیں تو انھیں خلیط کہا جاتا ہے۔ یہ اشتراک اس صورت میں معتبر ہے جب دونوں ریوڑوں کا چرواہا باڑا پانی کا انتظام اور افزائش نسل کے لیے سائڈ

## ۸۔ ابواب الزکاة

صدقات و زکاة وصول کرنے والے ملازمین سے متعلق احکام و مسائل

مشترک ہو۔ (موطأ امام مالک، الزکاة، باب صدقة المخلطاء: ۱/۲۳۲) ① اگر اشتراک اس قسم کا ہو کہ ہر فریق کی اپنی بکریاں ہیں تو اسے خلط (اختلاط) کہتے ہیں۔ اگر ہر بکری مشترک ہو مثلاً دو آدمیوں نے پیسے ملا کر چند بکریاں خرید لیں تو یہ خلط نہیں شرکہ (اشتراک) ہے۔ ② برابری کی بنیاد پر حساب کتاب کرنے کی مثال یہ ہے کہ چالیس چالیس بکریوں والے دو افراد نے اختلاط کر کے اپنا ایک ریوڑ بنالیا۔ زکاة وصول کرنے والے نے جس شخص کی بکریوں میں سے زکاة کی بکری وصول کی دوسرا آدمی اسے آدھی بکری کی قیمت ادا کرے گا۔ اگر بکریوں میں کی بیشی ہو تو اسی نسبت سے حساب کر کے ایک دوسرے کو ادا بھیجی کر دیں گے۔ ③ مُصَدِّق زکاة دینے والا اگر اپنی خوشی سے عمدہ جانور یا سانڈ دینا چاہے تو اس سے وصول کر لیا جائے لیکن زکاة وصول کرنے والا خود طلب نہ کرے۔ اگر اس لفظ کو مُصَدِّق (زکاة وصول کرنے والا) پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر عامل کسی فائدے کے پیش نظر عیب دار یا بوڑھا جانور لینا پسند کرے تو زکاة ادا کرنے والا گناہ گار نہیں مثلاً ممکن ہے کہ ایک جانور لنگڑا ہو لیکن اس میں گوشت زیادہ ہو یا وہ عمدہ نسل کا ہونے کی وجہ سے دوسرے جانوروں سے بہتر سمجھا جاتا ہو اس طرح بیت المال کو یا جس مستحق کے حصے میں وہ آئے اسے زیادہ فائدہ حاصل ہو جائے۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غَمَالٍ

بَابُ ۱۳- زکاة وصول کرنے والے ملازمین کے مسائل

الصَّدَقَةُ (التحفة ۱۴)

۱۸۰۸- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ  
الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ  
ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ  
أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
«الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَا نِعَهَا».

۱۸۰۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زکاة کے معاملے میں

زیادتی کرنے والا زکاة روک لینے والے کی طرح ہے۔“

یٰزید، عن سعد بن سنان، عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ:

«المعتدي في الصدقة كما نعتها».

فوائد و مسائل: ① زکاة کے معاملے میں زیادتی کرنے والے سے مراد زکاة وصول کرنے والا وہ اہل کار

ہے جو شرعی طور پر مقررہ مقدار سے زیادہ زکاة طلب کرتا ہے یا درمیانے درجے کے جانور وصول کرنے کے

بجائے بہترین جانور طلب کرتا ہے۔ ② ایسا اہل کار اسی طرح گناہ گار ہے جس طرح وہ شخص گناہ گار ہے جس

پر زکاة واجب ہو اور وہ ادا بھیجے اس کا روک دے یعنی یہ کبیرہ گناہ ہے۔ ③ اس شخص کو زکاة نہ دینے والے سے

اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ اس کی زیادتی کی وجہ سے لوگوں میں زکاة نہ دینے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور وہ چلے

۱۸۰۸- [استادہ حسن] أخرجه أبو داود، الزکاة، باب في زکاة السائمة، ح: ۱۵۸۵ من حديث الليث به، واستفربه

الترمذي، ح: ۶۶۶، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۳۵.

۸۔ ابواب الزکاة صدقات و زکاة وصول کرنے والے ملازمین سے متعلق احکام و مسائل

بہانوں سے زکاة رک لیتے ہیں۔ ⑤ زکاة کے معاملے میں زیادتی کرنے والے سے مراد وہ شخص بھی ہو سکتا ہے جو زکاة یا صدقات غیر مستحق افراد کو دیتا ہے لیکن وہ شخص اس صورت میں خطا کار سمجھا جائے گا جب اسے معلوم ہو کہ جس شخص کو زکاة دی جا رہی ہے وہ حقیقت میں اس کا مستحق نہیں۔

۱۸۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَ مُحَمَّدٌ بْنُ فَضِيلٍ، وَ يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْمُغَارِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ، حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ».

۱۸۰۹۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ فرما رہے تھے: ”حق کے ساتھ زکاة وصول کرنے والا اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والے کی طرح ہے حتیٰ کہ گھر واپس آ جائے۔“

🌞 نوادہ و مسائل: ① حق کے ساتھ زکاة وصول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اتنی مقدار وصول کرے جتنی شرعاً کسی پر واجب ہے۔ نہ زیادہ طلب کرے زکاة دینے والوں پر ظلم کرے اور نہ کم وصول کرے مستحقین کی حق تلفی کا باعث بنے۔ ② اسلامی سلطنت میں ایمانداری سے سرکاری ملازمت کے فرائض انجام دینا اسلام اور اسلامی سلطنت کی خدمت ہے۔ ③ مجاہد اسلامی سلطنت کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے لگے دو کرتا ہے اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اسی طرح مالی معاملات کے فرائض انجام دینے والا بھی سلطنت کی معاشی سرحدوں کی حفاظت کر کے اسے مضبوط بناتا ہے جس کی وجہ سے دشمن حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا اس لحاظ سے اس کے فرائض بھی کچھ کم اہم نہیں۔ ④ اپنے فرائض دیانت داری سے انجام دینا بڑے ثواب کا کام ہے۔

۱۸۱۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ ۱۸۱۰۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۸۰۹۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الخراج، باب في السعاية على الصدقة، ح: ۲۹۳۶ من حديث ابن إسحاق به، وحسنه الترمذي، ح: ۶۴۵، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

۱۸۱۰۔ [حسن] أخرجه أحمد: ۴۹۸/۳، وأطراف المستند: ۶۸۲/۲ من حديث ابن وهب به، ومن طريق أحمد أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ۲۰۳/۱۵. عبدالله بن عبد الرحمن لم يوثقه غير ابن حبان، موسى بن جبير روى عنه جماعة، ووثقه الذهبي وغيره، وقال ابن يونس: "قدم مصر وأقام بها"، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وللحديث شواهد.



ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے زکاة کے مسئلہ پر ان کی بات چیت ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو زکاة میں خیانت کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرماتے نہیں سنا: ”جو کوئی اس میں سے ایک اونٹ یا ایک بکری کی خیانت کرے گا قیامت کے دن اسے اپنے اوپر لادے ہوئے حاضر ہوگا؟“ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں (سنی ہے)۔

الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ الْخَارِثِ أَنَّ مُوسَى بْنَ جُبَيْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْخُبَابِ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَنَيْسٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ تَذَاكَرَ هُوَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، يَوْمًا، الصَّدَقَةَ. فَقَالَ عُمَرُ: أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ يَذْكُرُ غُلُولَ الصَّدَقَةِ: «أَنَّهُ مَنْ غَلَّ مِنْهَا بَعِيرًا أَوْ شَاةً أَتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَنْحِمِلُهُ؟» قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَنَيْسٍ: بَلَى.

**فوائد و مسائل:** ① اجتماعی معاملات میں خیانت بہت بڑا جرم ہے۔ جن افراد کے ہاتھ میں مسجد مدرسہ یا صوبے اور ملک کے مالی معاملات ہوں انھیں اس ذمے داری کا احساس رکھنا چاہیے۔ ② زکاة کی خیانت سے مراد یہ بھی ممکن ہے کہ صاحب مال اپنا پورا مال ظاہر نہ کرے اسی طرح واجب مقدار سے کم زکاة دے۔ اس طرح بچائی ہوئی ایک بکری یا ایک اونٹ بھی قیامت کے دن سخت عذاب کا باعث ہوگا۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ زکاة وصول کرنے والا پورا مال بیت المال میں جمع نہ کرائے یا اسے جائز مصرف کے علاوہ اپنی کسی ضرورت کے لیے خرچ کرے تو اسے بھی اس جرم کی سخت سزا ملے گی۔

۱۸۱۱- حضرت ابراہیم بن عطاء اپنے والد عطاء بن ابویمونہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو زکاة وصول کرنے پر مقرر کیا گیا۔ جب وہ اپنے فرائض انجام دینے کے بعد واپس (مدینہ) آئے تو انھیں کہا گیا: مال کہاں ہے؟ انھوں نے فرمایا: کیا آپ نے مجھے مال لانے کے لیے بھیجا تھا؟ ہم نے وہیں سے وصول کیا جہاں سے رسول اللہ ﷺ کے

۱۸۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ، عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَطَاءٍ، مَوْلَى عِمْرَانَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ الْحُصَيْنِ اشْتَعَمَ عَلَى الصَّدَقَةِ. فَلَمَّا رَجَعَ قِيلَ لَهُ: أَيْنَ الْمَالُ؟ قَالَ: وَلِلْمَالِ أَرْسَلْتَنِي؟ أَخَذْنَاهُ مِنْ حَيْثُ كُنَّا نَأْخُذُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَوَضَعْنَاهُ حَيْثُ كُنَّا

گھوڑوں اور غلاموں کی زکاة سے متعلق احکام و مسائل

نَصَحَهُ۔ زمانے میں وصول کیا کرتے تھے اور وہیں دے دیا

جہاں (نبی ﷺ کے زمانے میں) دیا کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں جو غزوہ خیبر کے سال اسلام لائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں بصرہ بھیج دیا تھا تاکہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیں۔ ② حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی یہ

بات چیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی وہ انہی کے حکم سے بصرہ گئے تھے۔ ③ زکاة کے زیادہ مستحق اس علاقے کے

غریب لوگ ہیں جہاں سے زکاة وصول کی گئی۔ ④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی حدیث اور سنت پر سختی سے

عمل کرتے تھے۔ ⑤ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ خدمت رسول اللہ کی

حیات مبارکہ میں بھی انجام دی تھی۔ ⑥ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے یہ خدمت زمانہ نبوی سے زمانہ فاروقی تک

مستمر انجام دی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صحیح طور پر فرائض انجام دے رہا ہو تو بلا وجہ اس کا تبادلہ

نہیں کرنا چاہیے البتہ کوئی معقول وجہ موجود ہو تو تبادلہ کرنے میں حرج بھی نہیں۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ صَدَقَةِ النَّخِيلِ باب: ۱۵۔ گھوڑوں اور غلاموں کی زکاة

وَالرَّقِيقِ (التحفة ۱۵)

۱۸۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان پر اس کے غلام میں

دینار، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ اور اس کے گھوڑے میں صدقہ نہیں ہے۔“

ابن مالک، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي

عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ»۔

🌞 فائدہ: یہ مسئلہ حدیث: ۱۷۹۰ میں بھی گزر چکا ہے۔

۱۸۱۳۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، نے فرمایا: ”میں نے تیس گھوڑوں اور غلاموں کی زکاة

۱۸۱۲۔ أخرجه البخاري، الزكاة، باب ليس على المسلم في فرسه صدقة، ح: ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ومسلم، الزكاة، باب لا زكاة على المسلم في عبده وفرسه، ح: ۹۸۲ من حديث ابن دينار به.

۱۸۱۳۔ [حسن] أخرجه الحميدي (ديوبندية: ۵۴) عن سفيان به، وانظر، ح: ۹۵ لعلته، وله طريق آخر، فيه عتمة

أبي إسحاق، وتقدم، ح: ۴۶، وله طرق أخرى، والحديث السابق شاهد له.



عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَعْفٍ كَرْدِي هِيَ۔  
قَالَ: «تَجَوَّزْتُ لَكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ»۔

☀ فائدہ: معافی اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم ۵۳: ۵۴) ”پیغمبر اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے۔ وہ تو وحی ہے جو (ان پر) نازل کی جاتی ہے۔“ رسول اللہ ﷺ یہ حکم بحیثیت حاکم کے جاری فرماتے تھے۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ مَا تَحِبُّ فِيهِ الزَّكَاةُ  
مِنْ الْأَمْوَالِ (التحفة ۱۶)

باب: ۱۶۔ کن مالوں میں زکاة واجب ہے؟

۱۸۱۳۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں (گورنر بنا کر) یمن روانہ کیا اور ان سے فرمایا: ”غلے میں سے غلہ وصول کرنا“ بکریوں سے بکری اونٹوں میں سے اونٹ اور گایوں میں سے گائے۔“

۱۸۱۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي سَلِمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ شَرِيكَ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ، وَقَالَ لَهُ: «خُذِ الْحَبَّ مِنَ الْحَبِّ، وَالشَّاةَ مِنَ الْعَنَمِ، وَالْبَعِيرَ مِنَ الْإِبِلِ، وَالْبَقَرَةَ مِنَ الْبَقَرِ»۔

۱۸۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان پانچ چیزوں کی زکاة کا حکم جاری فرمایا ہے: گندم جو کھجور، مٹی اور کئی۔

۱۸۱۵۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: إِنَّمَا سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الزَّكَاةَ فِي هَذِهِ الْخَمْسَةِ: فِي الْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْتَّمْرِ، وَالزَّرْبِيبِ، وَالذَّرَةِ۔

۱۸۱۶۔ [إسناده ضعيف لا يقطع] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب صدقة الزرع، ح: ۱۵۹۹ من حديث ابن وهب به • عطاء بن يسار لم يلق معاذًا رضي الله عنه كما قال الذهبي وغيره.

۱۸۱۷۔ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ۶۶۴ لعلته، وضعفه البوصيري، وفيه علة أخرى.

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم مسئلہ اسی طرح ہے کہ جو زرعی اجناس خشک کر کے ذخیرہ کی جاسکتی ہوں ان پر زکاة ہے ان کا نصاب پانچ وزن یعنی تیس من ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۷۹۳) ② گندم اور جو جب بھوسا سے الگ کر کے ماپے تو لے جائیں اگر تیس من ہو جائیں تو زکاة واجب ہوگی۔ ③ کھجور اور خشک بھی خشک کر کے ذخیرہ کرنے کے قابل ہو جائے تو ماپنا تو لانا چاہیے۔ ④ ان اشیاء میں زکاة کی مقدار اگلے باب میں مذکور ہے۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ صَدَقَةِ الزَّرْعِ  
وَالثَّمَارِ (التحفة ۱۷)

۱۸۱۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى،  
أَبُو مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ  
عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي  
ذُبَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ بُشَيْرِ  
ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ  
وَالْعُيُونُ، الْعُشْرُ. وَفِيمَا سَقَى النَّضْجُ،  
نِصْفُ الْعُشْرِ».

۱۸۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کھیتیاں بارش اور چشموں  
سے سیراب ہوں ان میں دسواں حصہ ہے اور جسے پانی  
کھینچ کر دیا جائے اس میں بیسواں حصہ (زکاة) ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① بارانی زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار میں زکاة کی مقدار دسواں حصہ ہے۔ اگر تیس  
من غلہ حاصل ہو تو اس میں سے دس من زکاة ادا کی جائے۔ تیس من سے زیادہ ہو تو اسی شرح سے زکاة ادا کی  
جائے گی۔ قدرتی چشموں اور ندی نالوں وغیرہ سے سیراب ہونے والی زمین کی پیداوار کا بھی یہی حکم ہے۔ دریا  
کے قریب اگلے والی فصل کو بھی آب پاشی کی ضرورت نہیں ہوتی اس کی جڑیں زمین سے اپنی ضرورت کا پانی  
لے لیتی ہیں۔ اس میں بھی دسواں حصہ زکاة ہے۔ ② کنوئیں اور ٹیوب ویل سے سیراب ہونے والی فصل میں  
زکاة کی مقدار بیسواں حصہ ہے۔ ہمارے ہاں نہری پانی کی بھی قیمت ادا کی جاتی ہے جسے آیا نہ کہتے ہیں اس  
لیے نہری زمین کی پیداوار میں بھی بیسواں حصہ زکاة ہے یعنی تیس من پر ایک من زکاة ہوگی۔ ③ تیس من کی

## ۸۔ أبواب الزكاة

مقدار تقریباً ساڑھے سات سو لکھ ہے۔ ⑤ زمین کی پیداوار کی زکاة (عشر) کی ادائیگی فصل کی کٹائی کے موقع پر ہوگی۔ اگر سال میں دو فصلیں ہوں گی تو عشر بھی دوسرے ادوار کی ضرورتی ہوگا کیونکہ اس میں سال گزرنے کی شرط نہیں ہے بلکہ فصل کا ہونا شرط ہے وہ جب بھی ہوا اور جو بھی ہو۔

۱۸۱۷۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ  
الْبَصْرِيُّ، أَبُو جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ:  
أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ  
سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
ﷺ يَقُولُ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْأَنْهَارُ  
وَالْعُيُونُ، أَوْ كَانَ بَعْلًا، الْعُشْرُ. وَفِيمَا  
سَقَى السَّوَانِي، نِصْفُ الْعُشْرِ».

فوائد و مسائل: ① بعل نمی سے سیراب ہونے والا یعنی جسے بارش اور آبیاری کی ضرورت نہ ہو جیسے دریا کے قریب کی زمین میں اگنے والی فصل ہوتی ہے۔ اسی طرح کھجور کے درختوں کی جڑیں بھی بہت گہرائی میں چلی جاتی ہیں تو بعض علاقوں میں ان کو آب پاشی کی ضرورت نہیں رہتی۔ ایسی پیداوار میں دسواں حصہ زکاة ہے۔ ② سوانی کا واحد سانیۃ ہے یعنی وہ اونٹنی جس پر لاو کر پانی لایا جائے۔ آج کل بعض مقامات پر ٹینکروں یا پائپ لائنوں کے ذریعے سے پانی پہنچایا جاتا ہے جس پر کافی خرچ آتا ہے یہ بھی اسی حکم میں ہے۔

۱۸۱۸۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ  
عَفَّانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو  
يَكْرَ بْنَ عِيَّاشٍ، عَنْ غَاصِمِ بْنِ أَبِي  
النُّجُودِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ،  
عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ إِلَى الْيَمَنِ. وَأَمَرَنِي أَنْ أَخَذَ مِمَّا

۱۸۱۷۔ أخرجه البخاري، الزكاة، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء والماء الجاري، ح: ۱۴۸۳ من حديث ابن

وهب به.

۱۸۱۸۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۸۵۵ لعلته، وأخرج النسائي (المجتبى) ۵/ ۴۲، ح: ۲۴۹۰، والكبرى،

ح: ۲۲۲۹ من حديث أبي بكر عن عاصم عن أبي وائل عن معاذ بن نوح، وقال (كما في تحفة الأشراف: ۸/ ۴۰۰)

ليس هذا الإسناد بذاك القوي... الخ، انظر الحديث السابق فهو ينفى عنه.

سَقَتِ السَّمَاءُ، وَمَا سَقَيْتِ بَغْلًا، الْعُشْرَ. اس میں سے بیسواں حصہ وصول کروں۔  
وَمَا سَقَيْتِ بِالْذَّوَالِي، نِصْفَ الْعُشْرِ.

قَالَ يَحْيَى بْنُ آدَمَ: الْبُغْلُ وَالْعُثْرِيُّ وَالْعَذْيُ هُوَ الَّذِي يُسْقَى بِمَاءِ السَّمَاءِ. امام یحییٰ بن آدم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بعل 'عثری' عذی 'ان الفاظ کا مطلب "بارش سے سیراب ہونے والی ہے۔" خاص طور پر عثری اس فصل کو کہتے ہیں جو صرف بادل اور بارش سے سیراب ہو اسے بارش کے علاوہ کوئی پانی نہ ملے اور بعل انگور کی ان بیلوں کو کہتے ہیں جن کی جڑیں سطح زمین کے نیچے پائی تک جا پہنچیں انھیں پانی دینے کی ضرورت نہیں ہوتی، انھیں پانچ چھ سال تک بھی پانی نہ دیا جائے تو برداشت کر لیتی ہیں تو یہ چیز بعل کہلاتی ہے۔ سیل (سیلاب) وادی میں بہہ کر آنے والے پانی کو کہتے ہیں۔ اور غیل (ادنیٰ سیلاب) بھی سیلاب ہی ہوتا ہے لیکن وہ سیل سے کم ہوتا ہے۔

### (المعجم ۱۸) - بَابُ خَرْصِ النَّخْلِ

وَالْعَنْبِ (الْحَفْظَةُ ۱۸)

باب: ۱۸- کھجور اور انگور کی پیداوار کا اندازہ کرنا

۱۸۱۹- حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ نبی ﷺ لوگوں کے پاس آدی بھیجتے تھے تو وہ ان کے انگوروں اور پھلوں (کی مقدار) کا اندازہ لگاتا تھا۔

۱۸۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ، وَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ التَّمَارُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَتَابِ بْنِ أَبِييْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ عَلَى النَّاسِ مَنْ يَخْرُصُ عَلَيْهِمْ كُرُومَهُمْ وَبَنَاتِهِمْ.

۱۸۱۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب في خرص العنب، ح: ۱۶۰۴ من حديث ابن نافع به، وقال: "سعيد لم يسمع من عتاب شيئا"، وحسن الترمذي، ح: ۶۴۴، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وقال المنذري: "انقطاع ظاهر... الخ".

۱۸۲۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقْمِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِيوب، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ بُزْقَانَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، جِئَ أَفْتَحَ خَيْرَ، اِشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ أَنَّ لَهُ الْأَرْضَ، وَكُلَّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ. بَعْثَ ابْنِ رَوَاحَةَ. فَقَالَ: كَذَا وَكَذَا. فَقَالُوا: أَكْثَرْتَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ رَوَاحَةَ. فَقَالَ: فَأَنَا أَخْزُرُ النَّخْلَ وَأُعْطِيكُمْ نِصْفَ الَّذِي قُلْتُ. قَالَ، فَقَالُوا: هَذَا الْحَقُّ. وَيَوْمَ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ. فَقَالُوا: قَدْ رَضِينَا أَنْ نَأْخُذَ بِالَّذِي قُلْتَ.

۱۸۲۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے خبر فتح کیا تو ان سے یہ طے کیا کہ زمین اور تمام سونا چاندی نبی ﷺ کا ہوگا۔ خبر والوں نے کہا: ہم لوگ زمین (کی کاشت اور دیکھ بھال) سے زیادہ واقف ہیں تو یہ زمین ہمیں (کاشت کے لیے) اس شرط پر دے دیجیے کہ ہم اس میں (زراعت کا) کام کریں اور پھلوں کا نصف ہمارا ہو نصف تمہارا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے انھیں اس شرط پر وہ زمین دے دی۔ جب کھجوروں کے پھل اتارنے کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا۔ انھوں نے کھجوروں (کے پھل) کا اندازہ لگایا مدینے والے اندازہ لگانے کو خرس کہتے تھے اور فرمایا: اس باغ میں اتنا پھل ہے۔ انھوں نے کہا: ابن رواحہ! آپ نے (صحیح مقدار سے) زیادہ اندازہ لگایا ہے۔ انھوں نے فرمایا: تب میں کھجوروں کا اندازہ لگا کر جو مقدار متعین کرتا ہوں اس کا نصف تمہیں دے دوں گا۔ انھوں (یہودیوں) نے کہا: یہی حق ہے اسی پر آسمان اور زمین قائم ہیں۔ اور کہا: ہم اتنا ہی لینے پر راضی ہیں جتنا آپ کہتے ہیں۔



❦ فوائد و مسائل: ① جو زمین جنگ کر کے کافروں سے چھین لی جائے وہ اسلامی سلطنت کی ملکیت ہوتی ہے اسے خراجی زمین کہتے ہیں۔ اس کی پیداوار خلیفۃ المسلمین کی صواب دید کے مطابق ملک و ملت کے فائدے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ ② مزارعت، یعنی زمین کا مالک خود کاشت کرنے کے بجائے کسی کو کاشت کرنے کے لیے کہے اور پیداوار نصف نصف یا کم و بیش طے شدہ شرح سے باہم تقسیم کر لی جائے، جائز ہے۔ ③ کھجور اور انگور وغیرہ کے باغوں کے بارے میں بھی یہ معاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ ④ ذمیوں اور غیر مسلموں سے تجارتی

## ۸۔ ابواب الزکاة صدقہ میں نکمال دینے کی ممانعت کا بیان

تعلقات قائم کیے جا سکتے ہیں بشرطیکہ کوئی لین دین اسلامی قوانین کے خلاف نہ ہو۔ ⑤ جو پھل خشک ہونے سے پہلے تازہ استعمال کیا جاتا ہے اس کے بارے میں اندازے سے مقدار کا تعین کیا جا سکتا ہے تاکہ خشک ہونے پر طے شدہ مقدار وصول کر لی جائے۔ ⑥ یہود نے غلط اندازے کا الزام اس لیے لگایا تھا کہ انھیں کچھ رشوت دے کر اندازہ کم کروا لیا جائے لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے دیانت داری کا رشتہ ترک کرنے سے انکار کر دیا۔ ④ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے قانون کے مطابق اندازہ لگا کر یہود کو اختیار دیا تھا کہ وہ پھل اتارنے کے وقت اس اندازے کا نصف یعنی مسلمانوں کا حصہ ادا کر دیں اور باقی اپنی سہولت کے مطابق اب بھی اور بعد میں بھی استعمال کرتے رہیں۔ ان کے اعتراض پر فرمایا کہ چلو ہم یہ مقدار تمھیں ادا کر دیتے ہیں اور پھل ہم خود اتار لیں گے تاکہ تمھارے کہنے کے مطابق تمھیں جو نقصان ہوتا ہے وہ ہمیں ہو جائے مثلاً: اگر کسی کے درختوں کی پیداوار کا اندازہ سو من لگایا گیا ہے تو اصول کے مطابق یہود کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کو پچاس من بھجوریں دے دیں لیکن اگر ان کا خیال ہے کہ پیداوار سو من نہیں اسی (۸۰) من ہے تو ہم خود سا پھل اتار کر اس سے پچاس من انھیں دے دیں گے۔ اگر ان کا اعتراض سچ ہے تو اس پیشکش کو قبول کرنے کی صورت میں انھیں دس من کا فائدہ ہو جائے گا لیکن چونکہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کا اندازہ درست تھا اس لیے یہودیوں نے یہ پیشکش قبول نہ کی اور ان سے صحیح اندازے کے مطابق حصہ وصول کیا گیا۔ ⑤ انصاف پر عمل کرنے میں اجتماعی فائدہ ہے جس کی وجہ سے انصاف پر کاربند رہنے والا بھی دنیا و آخرت میں فائدے میں رہتا ہے جب کہ بے انصافی کی صورت میں مجرم بھی اس کے اثرات بد سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ③ زراعت سے تعلق رکھنے والے دیگر مسائل کتاب التجارات اور کتاب الرھون میں ذکر کیے جائیں گے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُخْرَجَ فِي

باب ۱۹۔ صدقہ میں نکمال دینا منع ہے

الصَّدَقَةُ شَرَّ مَالِهِ (النخفة ۱۹)

۱۸۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ أَبِي عَرِيبٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ أَقْنَاءَ أَوْ ۱۸۲۱- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (گھر سے مسجد میں) تشریف لائے (تو دیکھا کہ) کسی آدمی نے (بھجور کے) خوشے یا ایک خوشہ (مسجد میں) لٹکا دیا تھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ اس خوشے کو کھٹ کھٹ چھڑی مارنے لگے۔ اور آپ فرما

۱۸۲۱۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب ما لا يجوز من التمرة في الصدقة، ح: ۱۶۰۸ من حديث

يحيى بن سعيد به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.



فَنُورًا. وَيَبْدُو عَصًا. فَجَعَلَ يَطْعَنُ يَذْقِقُ رَبِّهِ هَذِهِ الصَّدَقَةُ تَصَدَّقْ بِأَطْيَبِ مِنْهَا. إِنَّ رَبَّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ الْحَشَفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

رہے تھے: ”اس صدقے والا چاہتا تو اس سے بہتر صدقہ دے سکتا تھا۔ اس صدقے کا مالک قیامت کے دن لکھی کھجوریں ہی کھائے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مسجد نبوی میں دوستوں کے درمیان ایک رسی بندھی ہوئی تھی لوگ کھجور کے خوشے اس سے لگا دیتے تھے تاکہ جسے ضرورت ہو وہ حسبِ خواہش کھالے جیسے کہ اگلی حدیث میں صراحت ہے۔ ② صدقے کا مال کسی مستحق کے ہاتھ میں دینا ضروری نہیں۔ اگر اس انداز سے کہیں رکھ دیا جائے جس سے معلوم ہو کہ اس کے استعمال کی ہر ایک کو اجازت ہے تو یہ بھی کافی ہے۔ ③ کھانے پینے کی چیز کو نیچے رکھنے کے بجائے اس انداز سے رکھنا بہتر ہے کہ مٹی اور گرد وغیرہ سے ممکن حد تک محفوظ رہے۔ ④ صدقے میں عمدہ مال دینا چاہیے تاکہ بہتر ثواب ملے۔ ⑤ ادنیٰ مال صدقے میں دیا جائے تو صدقہ تو ادا ہو جاتا ہے لیکن ثواب میں کمی آ جاتی ہے۔ ⑥ نبی ﷺ نے ان خوشوں کو چھڑی سے کھکھنایا تاکہ سب لوگ متوجہ ہو جائیں اور توجہ سے بات سُنیں۔ ⑦ جس شخص کے پاس عمدہ چیز نہ ہو وہ ادنیٰ چیز بھی صدقہ کر سکتا ہے۔

۱۸۲۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَقْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَشْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ. عَنْ السُّدِّيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، فِي قَوْلِهِ سُبْحَانَهُ: ﴿وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾ (البقرة: ۲۶۷) قَالَ: نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ. كَانَتْ الْأَنْصَارُ تُخْرِجُ، إِذَا كَانَ جَدَادُ النَّحْلِ، مِنْ جِبَلَانِهَا، أَقْنَاءَ الْبُسْرِ. فَيَعْلَقُونَهُ عَلَى حَبْلِ بَيْنَ أُسْطُوَانَتَيْنِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ

۱۸۲۲- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾ (البقرة: ۲۶۷) ”اور جو چیزیں ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالی ہیں ان میں سے (اللہ کی راہ میں خرچ کرو) اور لکھی چیزیں خرچ کرنے کا قصد نہ کرو“ انھوں نے فرمایا: ”یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ انصار کی عادت تھی کہ جب کھجور کے درختوں کا پھل اتار جاتا تو وہ اپنے باغوں سے کھجوروں کے چند خوشے (صدقے کے طور پر) نکالتے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں دو

﴿يَأْكُلُ مِنْهُ فَقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ. فَيَعْمِدُ  
أَحَدُهُمْ فَيَكْذِبُ قِنَآ فِيهِ الْحَشَفُ. يَنْظُرُ  
أَنَّهُ جَانِزٌ فِي كَثْرَةِ مَا يُوَضَعُ مِنَ الْأَقْتَاءِ.  
فَنَزَلَ فِيْمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ  
مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾ يَقُولُ: لَا تَعْمِدُوا لِلْحَشَفِ  
مِنْهُ تُنْفِقُونَ ﴿وَلَسْتُمْ بِبَازِيذِهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا  
فِيهِ﴾ يَقُولُ: لَوْ أَهْلَيْتُمْ لَكُمْ مَا قَبِلْتُمُوهُ إِلَّا  
عَلَى اسْتِحْيَاءٍ مِنْ صَاحِبِهِ، غَضَظًا أَنَّهُ بَعَثَ  
إِلَيْكُمْ مَا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ فِيهِ حَاجَةٌ. وَاعْلَمُوا  
أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْ صَدَقَاتِكُمْ.



ستونوں کے درمیان ایک ری پر لٹکا دیتے۔ نادار مہاجر  
ان میں سے (حسب ضرورت) کھا لیتے۔ (بعض  
اوقات) کوئی آدمی ان میں کھکی کھجوروں کا خوشہ بھی  
شامل کر دیتا اور یہ خیال کرتا کہ اتنے بہت سے رکھے  
جانے والے خوشوں میں اس کا یہ خوشہ دینے سے بھی  
گزارہ ہو جائے گا۔ جن افراد نے ایسا کیا تھا ان کے  
بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا  
الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾ ”کھکی چیز کا قصد نہ کرو کہ اس  
میں سے تم خرچ کرتے ہو۔“ یعنی کھکی کھجوریں دینے کا  
قصد نہ کرو۔ ﴿وَلَسْتُمْ بِبَازِيذِهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا  
فِيهِ﴾ ”اور تم خود انھیں نہیں لیتے سوائے اس کے کہ چشم  
پوشی کر لو۔“ یعنی اگر وہ کھجوریں تمھیں تجھے کے طور پر  
دی جائیں تو تم انھیں قبول نہیں کرو گے سوائے اس  
کے کہ دینے والے کی شرم سے قبول کر لو۔ تمھیں یہ  
ناراضی محسوس ہوگی کہ اس نے تمھیں (تمھیں) وہ چیز  
بھیجی ہے جو تمھارے کام کی نہیں۔ (اس لیے) تمھیں  
معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے صدقات  
سے بے نیاز ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جب باغ سے پھل اترے تو اس میں سے کچھ نہ کچھ غریبوں کو بھی دینا چاہیے۔  
② صدقے کے طور پر حتی الامکان اچھی چیز دینی چاہیے۔ ③ اللہ تعالیٰ نیتوں سے باخبر ہے اس لیے نیکی کو بہتر  
انداز سے انجام دینا چاہیے۔ ④ صدقات و خیرات کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں یہ تو اس کا احسان ہے کہ ہم  
اپنے دوستوں اور اقارب کو دیتے ہیں اور اللہ اسے اپنے لیے شمار کر کے اس پر بہت زیادہ ثواب دے دیتا ہے۔  
⑤ ثواب حاصل کرنا بندے کی ضرورت ہے لہذا اللہ کو راضی کرنے کے لیے خلوص سے اچھا عمل کرنا چاہیے۔

۱۸۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ أَبِي سَيَّارَةَ الْمُتَعِيِّ. قَالَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي نَخْلًا. قَالَ: «أَذِّ الْعُشْرَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ احْمِهَا لِي. فَحَمَاهَا لِي.

۱۸۲۳- حضرت ابو سیارہ متنعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے پاس شہد کی کھیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دسواں حصہ (زکاۃ) ادا کرو۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انھیں میرے لیے خاص کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے وہ میرے لیے خاص کر دیں۔

🌞 نوآمد و مسائل: ① صحابی کے پاس شہد کی کھیاں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے بعض درختوں پر کھیاں شہد کا ٹھہر لگا یا کرتی ہیں۔ ② خاص کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان بھتوں کو ان کی ملکیت قرار دے دیا تاکہ کوئی شخص ان کی اجازت کے بغیر ان درختوں کے پھتوں سے شہد نہ نکالے۔ ③ جو درخت کسی کی ملکیت نہ ہوں ان پر لگے ہوئے جیسے سے جو شخص چاہے شہد نکال سکتا ہے۔ ④ شہد کی زکاۃ دسواں حصہ ہے۔ اگر دس مکینز سے شہد ہو تو ایک مکینزہ زکاۃ ادا کرے۔

۱۸۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا نَعِيمُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعُشْرَ.

۱۸۲۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شہد کا عشر وصول کیا۔

باب: ۲۱- صدقہ فطر کا بیان

(المعجم ۲۱) - بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

(التحفة ۲۱)

۱۸۲۳- [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ۱۴۱/۳، والطبراني في الكبير: ۳۵۲، ۳۵۱/۲۲ وغيرهم من حديث سعيد به، وسنده ضعيف، وقال البيهقي: ۱۲۶/۴: "هو منقطع"، ونقل الترمذي عن البخاري قال: "مرسل"، وقال أبو حاتم: "لم يلق سليمان بن موسى أبا سيارَةَ والحديث مرسل"، والحديث الآتي: (۱۸۲۴) شاهده.

۱۸۲۴- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب زكاة العسل، ح: ۱۶۰۲ من حديث أسامة به، وصححه ابن خزيمة \* نعيم بن حماد صدوق حسن الحديث، وأخطأ من ضعفه.

۱۸۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ  
الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ  
نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ  
بِرَكَاةِ الْفِطْرِ. صَاعًا مِنْ تَمْرٍ. أَوْ صَاعًا  
مِنْ شَعِيرٍ.

۱۸۲۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کے طور پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو دینے کا حکم دیا۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهُ  
مُدَّيْنِ مِنْ جَنْطَوٍ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر لوگوں نے دو مد گندم کو اس کے برابر قرار دے لیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صاع ایک پیانہ ہے جیسے ہمارے ہاں ٹوپہ ہوتا ہے۔ جو چیز عام خوراک کے طور پر استعمال ہوتی ہو اسے اس پیانے سے ماپ کر صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔ ② اس پیانے کا اندازہ  $5\frac{1}{3}$  رطل یعنی تقریباً ڈھائی کلو ہے اور بعض کے نزدیک 2100 گرام ہے۔ ③ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس اجتہاد سے اتفاق نہیں کیا کہ گندم کا نصف صاع کھجوروں کے ایک صاع کے برابر ہے۔ ④ گندم کا آدھا صاع کافی ہونے کا قول حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے جیسے کہ حدیث ۱۸۲۹ میں آ رہا ہے۔



۱۸۲۶- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو:  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا  
مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ  
قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ  
صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ عَلَى  
كُلِّ حُرٍّ، أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، مِنَ  
الْمُسْلِمِينَ.

۱۸۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ہر آزاد غلام، مرد اور عورت پر (فی کس) ایک صاع جو یا ایک صاع کھجوریں صدقہ فطر مقرر فرمایا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مدینہ منورہ میں لوگوں کی عام خوراک جو اور کھجور تھی اس لیے انہی کا ذکر کیا گیا۔ ② گھر میں جتنے افراد ہوں اتنے صاع صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔ ③ مسلمان غلام کا صدقہ فطر آقا کے ذمے ہے۔

۱۸۲۵- أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر صاعاً من تمر، ح: ۱۵۰۷ من حديث الليث به، ومسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ۹۸۴ عن محمد بن رُمح وغيره.

۱۸۲۶- أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين، ح: ۱۵۰۴، ومسلم، الزكاة، الباب السابق، ح: ۹۸۴ من حديث مالك به.

ای طرح بچوں اور عورتوں کا صدقہ فطر اس شخص کے ذمے ہے جو ان کے دوسرے ضروری اخراجات کا ذمہ دار ہے۔ ⑤ صدقہ فطر میں نقدی ادا کرنے کا موقف بعض علمائے کرام نے اپنایا ہے لیکن فرامین نبوی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسوۂ حسنہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر میں وہ جنس ادا کرنی چاہیے جو اہل خانہ کی عمومی غذا ہو مثلاً: گندم، چاول اور کھجور وغیرہ۔

۱۸۲۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے روزے کو لغو اور نامناسب باتوں (کے گناہ) سے پاک کرنے کے لیے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لیے صدقہ فطر مقرر فرمایا۔ جس نے نماز (عید) سے پہلے یہ ادا کر دیا اس کا یہ قبول شدہ صدقہ ہے اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو وہ تو ایک عام صدقہ ہے (صدقہ فطر نہیں)۔

۱۸۲۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ

يَسِيرٍ بْنِ ذَكْوَانَ، وَ أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ .  
قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو  
بَرْزَيْدٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ سَيَّارِ بْنِ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ الصَّدْفِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ  
عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ  
الْفِطْرِ طَهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ .  
وَلِنِعْمَةٍ لِّلْمَسْكِينِ . فَمَنْ آدَاَهَا قَبْلَ  
الصَّلَاةِ، فَهِيَ زَكَاةٌ مَّقْبُولَةٌ . وَمَنْ آدَاَهَا  
بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ صَدَقَةٌ مِّنَ الصَّدَقَاتِ .

🕌 فوائد و مسائل: ① صدقہ فطر کی مشروعیت میں یہ حکمت ہے کہ غریب اور مسکین بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو جائیں۔ ② مسلمان اپنی خوشی میں دوسرے مسلمانوں کو بھی شریک کرتا ہے۔ ③ صدقہ فطر کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ روزے کے آداب میں ہو جانے والی کمی اور کوتاہی معاف فرما دیتا ہے۔ ④ نماز عید سے پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی کا آخری وقت ہے۔ عید کے دن سے پہلے ادا کر دینا بھی درست ہے۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید سے ایک دو دن پہلے ہی صدقہ فطر ادا کر دیا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، الزکاة، باب صدقة الفطر على الحر والمملوك، حدیث: ۱۵۱۱) ⑤ اگر صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا نہ کیا جاسکے تو بعد میں ادا کر دینا چاہیے اس سے اگر صدقہ فطر کا خاص ثواب تو نہیں ملے گا تاہم عام صدقے کا ثواب مل جائے گا اور اس طرح اس عمرو کی کسی حد تک تلافی ہو جائے گی۔

۱۸۲۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۱۸۲۸- حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رحمہ اللہ سے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَخَيَّمَةَ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ. فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكَاةُ، لَمْ يَأْمُرْنَا، وَلَمْ يَنْهَنَا. وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ.

روایت ہے انھوں نے فرمایا: زکاة کا حکم نازل ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا تھا۔ جب زکاة کے احکام نازل ہو گئے تو آپ ﷺ نے ہمیں صدقہ فطر کا (دوبارہ) حکم نہیں دیا اور منع بھی نہیں فرمایا البتہ ہم لوگ اس کی ادائیگی کرتے ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر کی ادائیگی واجب نہیں، تاہم

رسول اللہ ﷺ کے صدقہ فطر جمع کر کے فقراء میں تقسیم کرنے کے اہتمام سے اندازہ ہوتا ہے کہ زکاة کے احکام نازل ہونے سے صدقہ فطر کا وجوب منسوخ نہیں ہوا۔ ② رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کی ادائیگی سے منع نہیں فرمایا اس سے بھی یہی اشارہ ملتا ہے کہ اس کی مشروعیت منسوخ نہیں ہوئی ورنہ رسول اللہ ﷺ واضح فرما دیتے کہ اب اس کی ادائیگی ضروری نہیں رہی۔

۱۸۲۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۱۸۲۹- حضرت ابوسعید خدری رحمہ اللہ سے روایت ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ الْفَرَّاءِ، عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ.

انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے تو ہم صدقہ فطر کے طور پر ایک صاع غلہ، ایک صاع خشک کھجوریں، ایک صاع جو ایک صاع پیاز یا ایک صاع مٹی ادا کیا کرتے تھے۔ ہم اسی طریق کار پر عمل کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت معاویہ رحمہ اللہ ہم لوگوں کے پاس مدینہ منورہ میں آئے۔ انھوں نے لوگوں سے

۱۸۲۸- [صحیح] أخرجه النسائي: ۵/۴۹، الزكاة، باب فرض صدقة الفطر قبل نزول الزكاة، ح: ۲۵۰۹ من حديث وكيع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۴۱۰، ووافقه الذهبي: ۱/۴۱۰، الثوري: ۱/۴۱۰، وتابعه شعبة في مشكل الآثار للطحاوي: ۳/۸۵، وللحديث طريق آخر صحيح عند النسائي وغيره، وعادة شعبة أن لا يروي عن المدلسين إلا بما صرحوا بالسماع.

۱۸۲۹- أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر صاع من شعير، ح: ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۸، ۱۵۱۰ من حديث عياض به، ومسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ۹۸۵ من حديث داود وغيره به.



فَلَمْ تَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ  
الْمَدِينَةَ. فَكَانَ فِيْمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ أَنْ  
قَالَ: لَا أَرَى مُدْنِيْنَ مِنْ سَمَرَاءِ الشَّامِ إِلَّا  
يَعْدِلُ صَاعًا مِنْ هَذَا. فَأَخَذَ النَّاسُ  
بِذَلِكَ.

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: لَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا  
كُنْتُ أُخْرِجُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،  
أَبَدًا، مَا عِشْتُ. حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو جب تک زندہ  
ہوں ہمیشہ اسی طرح (پورا صاع) ادا کرتا رہوں گا جس  
طرح رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں کیا کرتا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اتفاق نہیں کیا اسی طرح حضرت عبداللہ  
بن عمر رضی اللہ عنہ بھی اس مسئلہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے متفق نہیں تھے جیسے کہ حدیث: ۱۸۲۵ میں بیان ہوا۔  
② گندم کا نصف صاع فی کس صدقہ فطر ادا کرنے کی ایک مرفوع حدیث جامع ترمذی میں مذکور ہے۔ (جامع  
الترمذی الزکاة، باب ما جاء في صدقة الفطر، حدیث: ۶۷۴۳) لیکن وہ ضعیف ہے کیونکہ ابن جریج نے  
عمر بن شعیب سے ”عن“ کے لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابن جریج دلس ہے۔ ایسے راوی کی وہ روایت  
قبول نہیں کی جاتی جو ”عن“ کے ساتھ روایت کرے اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ نصف صاع کا حکم نبی اکرم  
ﷺ کا ارشاد نہیں بلکہ بعض صحابہ کرام کا اجتہاد ہے۔ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ گندم ہو یا کوئی اور چیز اس  
میں سے پورا صاع صدقہ فطر ادا کیا جائے۔

۱۸۳۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ عَمَّارٍ  
الْمُؤَدِّي: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، عَنْ  
عَمَّارِ بْنِ سَعِيدٍ مُؤَدِّي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنْ  
أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِصَدَقَةِ  
الْفِطْرِ. صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ  
شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ سَلْتٍ.

۱۸۳۰- رسول اللہ ﷺ کے مؤذن حضرت سعد  
القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک  
صاع خشک کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع سلت  
(ایک قسم کے جو) صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا۔

☀️ فائدہ: سلت ایک قسم کا جو ہے جس پر عام جو (شعیر) کی طرح چھلکا نہیں ہوتا۔

(المعجم ۲۲) - بَابُ الْعُشْرِ وَالْخَرَاجِ

باب: ۲۲۔ عشر اور خراج کا بیان

(التحفة ۲۲)

۱۸۳۱- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ جُنَيْدٍ

۱۸۳۱- حضرت علاء بن حضری رحمہ اللہ سے روایت

الدَّامَغَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَثَابُ بْنُ زَيْادٍ

ہے، انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بحرین یا

الْمَوْزِيَّ: حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ: سَمِعْتُ

حجر (زکاة وصول کرنے کے لیے) بھیجا۔ (بعض

مُغِيرَةَ الْأَزْدِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ،

اوقات) میں ایک باغ میں پہنچتا جو کئی بھائیوں کی

عَنْ حَيَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ

مشترکہ ملکیت ہوتا جن میں ایک بھائی مسلمان ہوتا تو

الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى

میں مسلمان سے عشر وصول کرتا اور مشرک سے خراج۔

الْبُخَرَيْنِ أَوْ إِلَى هَجَرَ. فَكُنْتُ أَتِي الْحَائِطَ

يَكُونُ بَيْنَ الْإِخْوَةِ. يُسَلِّمُ أَحَدُهُمْ. فَأَخَذُ

مِنَ الْمُسْلِمِ الْعُشْرَ، وَمِنَ الْمُشْرِكِ

الْخَرَاجَ.

(المعجم ۲۳) - بَابُ: أَلَوْسُقُ سِتُونُ

باب: ۲۳۔ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے

صَاعًا (التحفة ۲۳)

۱۸۳۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ

۱۸۳۲- حضرت ابوسعید رحمہ اللہ نے مرفوعاً بیان کیا کہ

الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ

نبی ﷺ نے فرمایا: "وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔"

الطَّنَافِيسِيُّ، عَنْ إِدْرِيسَ الْأَوْدِيِّ، عَنْ

عَمْرٍو بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ أَبِي الْبُخْتَرِيِّ، عَنْ

أَبِي سَعِيدٍ. رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

۱۸۳۱- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵۲/۵، والطبراني في الكبير: ۹۷/۱۸، ح: ۱۷۴ من حديث عتاب به، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف، لأن مغيرة الأزدي، ومحمد بن زيد مجهولان، وحيان الأعرج وإن وثقه ابن معين، وعده ابن حبان في الثقات، فإن روايته عن العلاء مرسلة، قاله العزي في التهذيب".

۱۸۳۲- [إسناده ضعيف لانقطاعه] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة، ح: ۱۵۵۹، وقال: "أبو البخترى لم يسمع من أبي سعيد" وشك ابن خزيمة في صحته، وللحديث زيادة عند أبي داود وغيره، وهي صحيحة، انظر سنن النسائي، والبيهقي، ح: ۲۴۸۵.



۸- أبواب الزكاة - رشتے داروں کو صدقات و زکاۃ دینے سے متعلق احکام و مسائل  
«الْوَشْقُ سِتُونَ صَاعًا».

۱۸۳۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت  
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُسَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَأَبِي  
الرَّزْبِيعِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْوَشْقُ سِتُونَ صَاعًا».

🕌 فائدہ: اہل لغت نے وشق کی یہی مقدار بیان کی ہے۔ اور گزشتہ صحیح روایت میں بھی یہی مقدار بیان کی گئی  
ہے۔ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: ”وشق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔“ صاع اور مد کی مقدار میں اہل حجاز اور اہل  
عراق میں اختلاف ہونے کی وجہ سے اہل حجاز کے ہاں وشق تین سو بیس رطل (ایک سو ساٹھ سیر یا چار من) کے  
برابر ہوتا ہے اور اہل عراق کے ہاں چار سو اسی رطل (دو سو چالیس سیر یا چھ من) کے برابر ہوتا ہے۔ (النهاية:  
۱۸۵/۵ مادہ: وشق) معتبر وزن حجازی ہے جس کی زو سے ایک وشق چار من کے قریب ہوتا ہے۔

(المعجم ۲۴) - بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي  
قَرَابَةٍ (التحفة ۲۴)

۱۸۳۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ  
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَيْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ  
النُّصْلِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي زَيْنَبٍ، أَمْرَأَةً عَبْدَ اللَّهِ، عَنْ زَيْنَبِ أَمْرَأَةَ  
سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيْ جَزْئٍ عَنِّي مِنَ  
الصَّدَقَةِ النَّفَقَةُ عَلَى زَوْجِي وَأَيْتَامِي فِي  
جَنْبِي؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَهَا  
أَمْرَأَتَانِ: أَجْرُ الصَّدَقَةِ، وَأَجْرُ الْقَرَابَةِ».

۱۸۳۴- [إسناده ضعيف جداً] انظر، ح: ۶۶۴ لعلته.  
۱۸۳۵- أخرجه البخاري، الزكاة، باب الزكاة على الزوج والأيتام في الحجر، ح: ۱۶۶۶، ومسلم، الزكاة، باب  
هل النفقة والصدقة على الأقرين والزوج والأولاد والوالدين ولو كانوا مشركين، ح: ۱۰۰۰ من حديث الأعمش

ایک دوسری سند سے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سے اسی طرح مروی ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

۱۸۳۵- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا میرے لیے یہ صدقہ کافی (اور درست) ہو گا کہ میں اپنے خاوند کو صدقہ دے دوں کیونکہ وہ نادار ہیں اور اپنے یتیم بچوں کو دے دوں اور میں ان کا فلاں فلاں خرچ برداشت کرتی ہوں اور ہر حال میں (ان سے مالی تعاون کرتی ہوں)۔ (راوی نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“)

۱۸۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ. فَقَالَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ: أَلَيْحِزْنِي مِنَ الصَّدَقَةِ أَنْ أَصْذَقَ عَلَى زَوْجِي وَهُوَ فَقِيرٌ، وَبَنِي أَخٍ لِي، أَيْتَامُ. وَأَنَا أَنْفَقُ عَلَيْهِمْ هَكَذَا وَهَكَذَا، وَعَلَى كُلِّ حَالٍ؟ قَالَتْ: «نَعَمْ».



قَالَ: وَكَانَتْ صَنَاعَ الْيَدَيْنِ. راوی نے کہا: ”زینب رضی اللہ عنہا ہاتھوں سے کام کرنے والی (ہنرمند خاتون) تھیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① بیوی بچوں کا خرچ مرد کے ذمے ہے، عورت کے ذمے مرد یا بچوں کا خرچ نہیں اُس لیے مرد کا بیوی بچوں پر خرچ کرنا زکاة شمار نہیں ہو سکتا، البتہ بیوی کا خاوند پر خرچ کرنا اور بچوں کا خرچ برداشت کرنا صدقہ ہوگا۔ ② زکاة بھی ایک صدقہ ہی ہے جو فرض ہے اُس لیے بیوی خاوند کو زکاة دے سکتی ہے جب کہ خاوند نادار ہو اور بیوی صاحب نصاب ہو۔ ③ عورت بھی مرد کی طرح ملکیت کا مستقل حق رکھتی ہے۔ وہ تجارت و دستکاری یا ملازمت سے بھی رقم حاصل کر سکتی ہے اور والدین، خاوند یا دیگر رشتے داروں کے ترکے میں حصے کی بھی حق دار ہے تاہم اسے چاہیے کہ ایسی ملازمت یا کاروبار اختیار کرے جسے مردوں سے الگ تھلگ رہ کر جاری

۸۔ ابواب الزکاة - مانگنے اور بلا ضرورت سوال کرنے کی ممانعت کا بیان

رکھنا ممکن ہو اور مرد کی ہوس زدہ نگاہوں سے بھی محفوظ رہے۔ ⑤ اقارب اگر امداد کے مستحق ہوں تو ان کی مالی امداد کا ثواب دوسروں کو صدقہ دینے سے زیادہ ہے۔

(المعجم ۲۵) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ  
(التحفة ۲۵)

۱۸۳۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعُمَرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْدِيُّ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَأْخُذْ أَحَدَكُمْ حَبْلَةُ قِيَاتِي الْجَبَلِ، فَيَجِيءَ بِعِزْمَةٍ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا، فَيَسْتَنْفِي بِشَمَنِهَا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ. أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ».

۱۸۳۶ - حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد حضرت عروہ بن زبیر سے اور وہ ہشام کے دادا (حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا رسی لے کر پہاڑ پر جانا اور وہاں سے (ایندھن کا گٹھا لپٹی پیٹھ پر اٹھا کر) لانا اسے بچ کر اس کی قیمت پر قناعت کرنا اس بات سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگنا پھرے وہ اسے کچھ دیں یا نہ دیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① بھیک مانگنا اسلام کی نظر میں قابل نفرت چیز ہے۔ ② اگر آدمی کوئی ایسا پیشہ اختیار کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو جو معاشرے میں وقار کا حامل سمجھا جاتا ہے تو محنت مزدوری کو عار نہیں سمجھنا چاہیے۔ ③ جو چیز کسی کی ملکیت نہ ہو اس میں سے ہر شخص ضرورت کے مطابق لے سکتا ہے۔ ④ جو پیشہ لوگوں کی نظر میں حقیر ہے اس کے ذریعے سے دیانت داری کے ساتھ کام کرتے ہوئے روزی کمانا بھی عزت کا باعث ہے۔ ⑤ جو شخص معذوری کی وجہ سے روزی نہیں کما سکتا اسلامی حکومت یا مسلمان عوام کا فرض ہے کہ اس کی جائز ضروریات پوری کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ بھیک مانگنے پر مجبور نہ ہو۔

۱۸۳۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۱۸۳۷ - حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کون میری ایک بات (پر پابندی سے عمل کرنے) کا ذمہ اٹھاتا ہے میں

۱۸۳۶ - أخرجه البخاري، البيهقي، باب كسب الرجل وعمله بيده، ح: ۲۰۷۵ من حديث وكيع به مختصراً، وله طريق آخر عن هشام به، ح: ۱۴۷۱، ۲۲۷۳.

۱۸۳۷ - [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ۹۶/۵، الزكاة، فضل من لا يسئل الناس شيئاً، ح: ۲۵۹۱ من حديث ابن أبي ذئب به، وله شاهد عند أبي داود، ح: ۱۶۴۳ وغيره، وإسناده صحيح، وصححه الحاكم، والذهبي، والمنذري.

## ۸- ابواب الزكاة

مانگنے اور بلا ضرورت سوال کرنے کی ممانعت کا بیان

بَرِيدٌ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَمَنْ يَتَقَبَّلُ لِي بِوَاحِدَةٍ أَتَقَبَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟» قُلْتُ: أَنَا. قَالَ: «لَا تَسْأَلِ النَّاسَ شَيْئًا».

اسے جنت کا ذمہ دیتا ہوں؟“ میں نے کہا: میں (یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں سے کچھ نہ مانگنا۔“

قَالَ، فَكَانَ ثَوْبَانٌ يَتَّقِعُ سَوْطُهُ، وَهُوَ رَاكِبٌ، فَلَا يَقُولُ لِأَحَدٍ: نَاوِلْنِيهِ. حَتَّى يَنْزِلَ فَيَأْخُذَهُ.

حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: ثوبان رضی اللہ عنہ سواری پر ہوتے اور کوڑا (ہاتھ سے) گر جاتا تو کسی سے نہ کہتے تھے کہ یہ پکڑانا بلکہ خود اتر کر پکڑ لیتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① استغناء دخول جنت کا باعث ہے۔ ② جو کام انسان خود کر سکتا ہو اس کے لیے کسی کی مدد نہ لینا افضل ہے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ارشاد نبوی پر زیادہ سے زیادہ ممکن حد تک عمل پیرا رہتے تھے۔ ④ اس حدیث سے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی عظمت اور شان کا اظہار ہوتا ہے کہ انھیں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جنت کا وعدہ حاصل ہوا۔



(المعجم ۲۶) - بَابُ مَنْ سَأَلَ عَنْ ظَهْرِ غَنَى (التحفة ۲۶)

باب: ۲۶- مال دار ہوتے ہوئے (بلا ضرورت) سوال کرنا

۱۸۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقُعْفَاءِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ نَكَثُوا، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرَ جَهَنَّمَ. فَلْيَسْتَقِلَّ مِنْهُ أَوْ لِيَكْثُرْ».

۱۸۳۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مال میں اضافہ کرنے کے لیے لوگوں سے ان کی دولت مانگتا ہے وہ تو جہنم کے انگاروں کا سوال کر رہا ہے۔ (۱) اسے اختیار ہے کہ کم طلب کرے یا زیادہ مانگ لے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① بغیر ضرورت کے سوال کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ انسان اس طرح خود کو جہنم کے انگاروں کا مستحق بنا لیتا ہے۔ ② حرام کمائی سے اجتناب فرض ہے۔

۱۸۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ۱۸۳۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 اُنْبَاَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي  
 حَصِينٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ  
 أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا  
 تَجُلُ الصَّدَقَةَ لِغَنِيِّ، وَلَا لِذِي مِرَّةٍ  
 سَوِيٍّ».

🌞 نوادہ و مسائل: ① مال دار سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس اتنا کچھ موجود ہو کہ اس کا گزارہ ہو سکے۔  
 تقیات کے حصول کے لیے اگر گنجائش نہیں تو اسے مفلس یا زکاة کا مستحق قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ ② طاقت ور  
 سے مراد وہ شخص ہے جو طلال طریقے سے محنت مزدوری یا کسی قسم کی ملازمت وغیرہ کے ذریعے سے روزی کما سکتا  
 ہے۔ ایسا شخص اگر بے کار بیٹھا رہے اور کام کرنے کی کوشش نہ کرے تو یہ اس کی غلطی ہے۔ ③ تندرست سے  
 مراد وہ شخص ہے جس کو جسمانی طور پر اس قسم کی معذوری لاحق نہیں کہ وہ روزی کمانے کے قابل نہ رہے۔

۱۸۴۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ  
 الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا  
 سُفْيَانُ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ  
 ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ  
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 ﷺ: «مَنْ سَأَلَ، وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ، جَاءَتْ  
 مَسْأَلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُدُوشًا أَوْ خُمُوشًا أَوْ  
 كُدُوحًا فِي وَجْهِهِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا  
 يُغْنِيهِ؟ قَالَ: «خَمْسُونَ دِرْهَمًا، أَوْ قِيمَتُهَا»

۱۸۴۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت  
 ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس اتنا کچھ  
 تھا کہ اسے (سوال سے) مستغنی کر دے پھر بھی اس نے  
 سوال کیا تو قیامت کے دن اس کا سوال اس کے  
 چہرے میں خراشوں اور زخموں کی صورت میں ظاہر ہو  
 گا۔“ عرض کیا گیا: ”اے اللہ کے رسول! کتنا مال اسے  
 غنی قرار دلوں گا؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پچاس  
 درہم یا اتنی قیمت کا سونا۔“

۱۸۴۰- [صحیح] أخرجه النسائي: ۹۹/۵، الزکاة، إذا لم يكن له دراهم وكان له عدلها، ح: ۲۵۹۷ من حديث  
 أبي بكر بن عياش به، وللحديث شواهد كثيرة جداً، منها ما أخرجه أبو داود، من حديث عبد الله بن عمرو به،  
 ح: ۱۶۳۴، وحسنه الترمذي، ح: ۶۵۲.

۱۸۴۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الزکاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى، ح: ۱۶۲۶ عن الحسن  
 بن علي به، وحسنه الترمذي، ح: ۶۵۰، وقال النسائي: "حکیم ضعیف" \* وللثوري تدليس عجيب لأنه حدث به  
 عن يزيد عن محمد بن عبد الرحمن بن يزيد مقطوعاً أو مرسلأ، والله أعلم.

مِنْ الذَّهَبِ.

فَقَالَ رَجُلٌ لِشَفِيَّانَ: إِنَّ شُعْبَةَ لَا  
يُحَدِّثُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَبْرِ. فَقَالَ  
شَفِيَّانُ: قَدْ حَدَّثَنَا زَيْدٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ  
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ.

ایک آدمی نے سفیان سے کہا کہ شعبہ تو حکیم بن  
جبیر سے بیان نہیں کرتے تو سفیان نے کہا کہ ہمیں یہ  
حدیث زبید نے محمد بن عبد الرحمن بن یزید کے واسطے  
سے بیان کی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سندا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام  
أحمد: ۶/۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰) ② تھوڑی بہت رقم بھی موجود ہو تو سوال کرنے سے اجتناب  
کرنا چاہیے۔ ③ سوال سے اجتناب ضروری ہونے کے لیے صاحب نصاب ہونا شرط نہیں کیونکہ چاندی میں  
زکاة کا نصاب دوسو درہم ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے پچاس درہم چاندی کے مالک کو مانگنے کی اجازت نہیں  
دی۔ ④ حدیث میں چاندی اور سونے کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس وقت درہم و دینار چاندی اور سونے کے  
ہوتے تھے۔ ایک درہم موجودہ وزن کے اعتبار سے 2.975 یا 3.06 گرام چاندی کے مساوی ہوتا ہے۔ اس  
اعتبار سے پچاس درہم تقریباً 13 تولے چاندی کے برابر ہوں گے۔ اس کی موجودہ قیمت ہر وقت معلوم کی  
جاسکتی ہے۔ ⑤ بعض صورتوں میں ایک مال دار آدمی کے لیے بھی سوال کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ ان صورتوں کا  
ذکر اگلے باب میں آ رہا ہے۔



(المعجم ۲۷) - بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ

باب: ۲۷- کسے زکاة لینا جائز ہے؟

(النحفة ۲۷)

۱۸۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَتَيْنَا مَعْمَرًا، عَنْ زَيْدِ  
ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي  
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
«لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِعَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ:  
۱۸۴۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ افراد کے علاوہ کسی امیر  
آدمی کے لیے صدقہ (اور زکاة) کھانا حلال نہیں۔  
① صدقہ وصول کرنے والا (سرکاری ملازم) ② اللہ کی  
راہ میں جنگ کرنے والا (مجاہد) ③ وہ دولت مند جو

۱۸۴۱- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب من يجوز له أخذ الصدقة وهو غني، ح: ۱۶۳۶ من حديث  
عبد الرزاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۷۴، والحاكم: ۱/۴۰۷، ۴۰۸، على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي،  
وأعل بما لا يقدح.



رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی پاک چیز کا صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پاک (حلال اور عمدہ) چیز ہی قبول کرتا ہے تو رحمان اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے اگرچہ ایک کھجور ہی ہو۔ وہ رخص کے ہاتھ میں بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ پہاڑ سے بڑی ہو جاتی ہے۔ وہ اس چیز کو اس (صدقہ دینے والے) کے لیے اس طرح پالتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے پچھیرے کو یا اونٹ یا گائے کے بچے کو پالتا ہے۔“

الْمِصْرِيُّ: أَتَبْنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمَنُ بِمِمينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً. فَتَرَبُّو فِي كَفِّ الرَّحْمَنِ حَتَّى تَكُونَ أَغْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ. وَيُزَيِّبُهَا لَهُ كَمَا يُزَيِّبُ أَحَدُكُمْ فَلَوْهٗ أَوْ فَصِيلَهٗ».

🌞 فوائد و مسائل: ① صدقہ ایک عظیم نیکی ہے۔ ② صدقہ وہی قبول ہوتا ہے جو حلال کی کمائی سے کیا گیا ہو اور وہ اچھی چیز ہو جس سے صدقہ وصول کرنے والا بہتر فائدہ حاصل کر سکے۔ ③ اللہ کی نظر میں مقدار سے زیادہ خلوص کی اہمیت ہے۔ ④ خلوص سے دی گئی تھوڑی سی چیز بھی بہت زیادہ ثواب کا باعث ہو جاتی ہے۔ ⑤ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ قدم اور چہرہ جیسے جو الفاظ وارد ہیں ان پر ایمان رکھنا چاہیے لیکن ان کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینا درست نہیں ان کی کیفیت سے اللہ تعالیٰ ہی باخبر ہے۔



۱۸۴۳- حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا جب کہ بندے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ بندہ سامنے نظر اٹھائے گا تو اسے سامنے آگ نظر آئے گی دائیں طرف دیکھے گا تو اپنے پیچھے ہوئے اعمال ہی نظر آئیں گے بائیں طرف دیکھے گا تو (اوپر بھی) اپنے پیچھے ہوئے اعمال ہی نظر آئیں گے لہذا جو شخص آگ سے بچنے کے لیے آدمی کھجور ہی دے سکتا ہے (زیادہ کی طاقت نہیں)“

۱۸۴۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ خَنِيمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيَكْلُمُهُ رَبُّهُ. لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ. فَيَنْظُرُ أَمَامَهُ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ. وَيَنْظُرُ عَنْ أَيْمَنِ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا شَيْئًا قَدَمَهُ. وَيَنْظُرُ عَنْ أَسْأَمِ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا شَيْئًا قَدَمَهُ. فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقْ



وہ بھی کر لے۔“

تَعْمَرُوْا، فَلْيَفْعَلْ»۔

🌞 فوائد و مسائل: ① قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر شخص سے خود حساب لے گا۔ ② کلام کرنا اللہ کی صفت ہے جس کی اصل حقیقت و کیفیت سے ہم واقف نہیں تاہم اسے مخلوق کی صفت کلام سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ اللہ کی اس قسم کی صفات کی تاویل سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ ہر شخص کو اپنے اچھے برے اعمال کا حساب دینا ہوگا لہذا یہ کہہ کر مطمئن ہو جانا غلط ہے کہ اگر میں فلاں گناہ کرتا ہوں تو اور بہت سے لوگ بھی یہی گناہ کرتے ہیں۔ اگر میں فلاں نیکی کی پروا نہیں کرتا تو اور بھی بہت سے لوگ اس نیکی سے محروم ہیں۔ اس قسم کی باتیں شیطانی وساوس ہیں جن کے ذریعے سے وہ مسلمانوں کو نیکی کے کاموں سے اور توبہ سے محروم رکھتا ہے۔ ④ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو معمولی سمجھ کر چھوڑ نہیں دینا چاہیے معلوم نہیں کسی بڑی نیکی کا موقع ملے گا یا نہیں اور اگر کوئی بڑا کام کر لیا تو اس میں کس قدر نقص ہوگا؟ اللہ جانے وہ قبول ہونے کے قابل بھی ہوگا یا نہیں۔ ⑤ کوئی شخص نیکی کا چھوٹا سا کام کرے تو اس پر تنقید نہیں کرنی چاہیے شاید اس کے لیے وہی نجات کا باعث بن جائے۔

۱۸۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ عُزُونَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سَبْرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ أُمِّ الرَّائِحِ بِنْتِ صُلَيْعٍ. عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْصَّدَقَةُ عَلَى الْمُسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَعَلَى ذِي الْقُرَابَةِ انْتِنَانٌ: صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ»۔

🌞 فوائد و مسائل: ① زکاة اور صدقہ دینے میں اپنے عزیز و اقارب کو زیادہ اہمیت دینی چاہیے۔ ② زکاة و صدقات جس طرح کسی انجمن کو دینے سے ادا ہو جاتے ہیں اسی طرح اپنے عزیز و اقارب کو ادا کرنے سے بھی ادا ہو جاتے ہیں بلکہ زیادہ ثواب کا باعث ہوتے ہیں۔ ③ جن افراد کا نان و نفقہ شرعاً صدقہ دینے والے کے ذمے ہے انہیں دینے سے زکاة و صدقات ادا نہیں ہوتے لہذا ان کے علاوہ دیگر رشتے داروں کو دینا چاہیے۔

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

## نکاح کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور اس کی مشروعیت و فرضیت

\* لغوی معنی: لغت میں نکاح کا مطلب: [الضَّمُّ وَالْجَمْعُ] ”ملانا اور جمع کرنا“ ہے جبکہ نکاح کا اطلاق حقیقتاً وطی (ہم بستری کرنے) پر اور مجازاً عقد نکاح پر ہوتا ہے۔

\* اصطلاحی تعریف: فقہائے کرام نے نکاح کی کئی ایک تعریفات کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے: [هُوَ عَقْدٌ يَتَضَمَّنُ إِبَاحَةَ وَطْءٍ بِلَفْظِ الْإِنْكَاحِ وَالتَّزْوِيجِ وَمَا اشْتَقُّ مِنْهُمَا] یعنی ”نکاح ایسا عقد ہے جس سے وطی جائز قرار پاتی ہے اور یہ لفظ انکاح (میں نے تیرا نکاح کیا) یا تزویج (میں نے تیری شادی کی) یا ان سے مشتق (اور ہم معنی) دوسرے الفاظ سے منعقد ہوتا ہے۔“

\* نکاح کی مشروعیت: نکاح سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کی بھی سنت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ (الرعد ۱۳: ۳۸) ”ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا۔“

اس طرح انبیائے کرام لوگوں کے لیے بہترین نمونہ تھے اور ان کا طرز عمل بہترین اسوۂ حسنہ تھا لہذا انھوں نے خود بھی بکثرت شادیاں کیں اور امت کو بھی اس کی وصیت کی۔ مؤرخین نے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی کا غیر شادی شدہ ہونا ذکر نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شادی نہ کرنے کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت کی عورتیں انتہائی گھڑ چکی تھیں اور ان کے اخلاق برباد ہو چکے تھے لہذا

کسی صالحہ عورت کے نہ ملنے کی وجہ سے آپ نے شادی نہ کی۔ واللہ اعلم۔

شریعت محمدیہ ﷺ میں شادی ایک مقدس رشتہ ہے اور انسان کی جنسی اور فطری خواہشات کی تکمیل و تسکین کا ایک مہذب طریقہ بھی؛ لہذا مرد و زن کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: ﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنً وَثُلَّةً وَرُبْعًا﴾ (النساء: ۳) ”عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو دو دو، تین تین اور چار چار سے۔“

رسول اکرم ﷺ نے اس سلسلے میں بہترین اسوہ امت کے لیے چھوڑا ہے بلکہ امت کے نوجوانوں کو زبردست ترغیب دلائی ہے، ارشاد فرمایا: ﴿يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ﴾ (صحیح مسلم، النکاح، باب استحباب النکاح .....، حدیث: ۱۴۰۰) ”اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھے وہ نکاح کر لے، اس لیے کہ نکاح آنکھوں کو نیچا کرتا ہے اور شرم گاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص خراج کی طاقت نہ رکھے وہ ضرور روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہش نفس کو ختم کر دے گا۔“

اس طرح سے رہبر امت نے نوجوانوں کے جذبات کو شاندار طریقے سے محفوظ بنایا۔ ان کی عفت و عصمت اور شرم و حیا کی حفاظت کے لیے بہترین علاج تجویز فرمایا۔

\* مشروعیت نکاح کی اہمیت: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے بے شمار منافع اور مصالح کے حصول کے لیے نکاح مشروع فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا زمین میں خلیفہ ہے۔ اس بار خلافت کو نبھانے کے لیے مضبوط صالح اور بلند کردار کے حامل لوگوں کی ضرورت تھی جو صرف اور صرف نکاح شرعی سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ نکاح کے بغیر پیدا ہونے والے افراد اس اعلیٰ منصب کے اہل نہیں ہو سکتے؛ لہذا صالح نسل کی بقا کے لیے نکاح بے حد ضروری ٹھہرا۔ یہی صالح نسل خلیفۃ اللہ بنے گی اور اپنے والدین کے لیے زینت اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی۔ والدین کے فوت ہونے پر یہ ان کے لیے بہترین کمائی ثابت ہوں گے جب وہ ان کے لیے دعائے مغفرت کریں گے۔

نکاح انسان کو بدکاری، بے حیائی، جنسی آلودگی اور شیطانی وساوس سے محفوظ کرتا ہے۔ طُرُقِ

میں موڈت و محبت، راحت و سکون اور دین کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ دو خاندانوں میں قربت، محبت اور اتحاد و اتفاق کا ضامن ہے۔ ان سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد کی بدولت امام الانبیاء ﷺ قیامت کے روز دوسری امتوں پر فخر کریں گے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

[تَزَوُّوْا الودودَ الودودَ فَاِنِّي مُكَاثِّرٌ بِكُمْ الْاُمَمَ] (سنن ابی داود، النکاح، باب النہی عن تزویج من لم یلد من النساء، حدیث: ۴۰۵۰ (۱)) ”خوب محبت کرنے والی اور زیادہ بچے بننے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔“

\* نکاح کا حکم: نکاح کے مندرجہ بالا فوائد کی روشنی میں علمائے امت نے مختلف افراد کے لحاظ سے نکاح کا حکم بیان کیا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے:

① فرض: ایسے شخص کے لیے نکاح کرنا فرض ہے جو جسمانی لحاظ سے صحت مند ہو اور شادی کے اخراجات، نیز بیوی کے اخراجات پورے کرنے کی طاقت رکھتا ہو، زنا اور بدکاری میں مبتلا ہونے کا اسے خوف ہو اور روزے رکھنے سے بھی یہ خوف دور نہ ہو۔

② حرام: جو شخص جسمانی طور پر شادی کا اہل نہ ہو یا وہ بیوی کے اخراجات پورے کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا وہ پہلی بیوی پر ظلم کے ارادے سے دوسری شادی کرنا چاہتا ہو تو ایسے شخص کے لیے شادی کرنا حرام ہے۔

③ مکروہ: ایسا شخص جو طبعاً سخت ہو اور ڈرتا ہو کہ وہ شادی کے بعد بیوی پر ظلم کرے گا تو ایسے شخص کے لیے شادی کرنا مکروہ ہے۔

④ مستحب: جو شخص معتدل مزاج ہو اسے زنا اور بدکاری کا بھی ڈر نہ ہو اور وہ نان و نفقہ کی طاقت بھی رکھتا ہو تو اس کا نکاح مستحب ہے۔

\* نکاح کی اقسام: اسلام نے عربوں میں رائج، شادی بیاہ کے متعدد طریقوں کو کالعدم قرار دے دیا اور ان سب کی جگہ مسنون نکاح کو مشروع ٹھہرایا۔ ایسا نکاح جس میں طرفین کی رضا مندی، ولی کی موجودگی، حق مہر کی تعیین اور گواہوں کی موجودگی ہو۔ اس نکاح کے علاوہ موجودہ دور میں کسی نہ کسی شکل میں رائج دیگر طریقوں کو اسلام نے حرام کر دیا ہے جیسے نکاح حلالہ، نکاح متعہ اور وٹہ سٹہ۔ اور ای

طرح دلی کی اجازت کے بغیر تو میرج (محبت کی شادی) سیکرٹ میرج (خفیہ شادی) اور کورٹ میرج (عدالتی شادی) وغیرہ۔

\* نکاح کے لیے محرم رشتے: اسلام نے نیک اور مومن عورتوں سے نکاح کی اجازت دینے کے بعد چند رشتوں کو مستثنیٰ قرار دے دیا تاکہ ان رشتوں کا باہمی تقدس برقرار رہے۔ ان رشتوں کی تفصیل سورہ نساء کی آیت: ۲۲ تا ۲۴ میں مذکور ہے۔ ان کے علاوہ بعض عورتوں سے نکاح عارضی طور پر حرام ہوتا ہے، وہ یہ ہیں:

- بیوی کی بہن سے نکاح جبکہ بیوی ابھی نکاح میں ہو۔
- بیوی کی پھوپھی یا خالہ کو بیوی کے ساتھ جمع کرنا۔
- منکوحہ عورت سے نکاح۔
- عدت کے دوران میں نکاح کرنا۔
- پاکدامن مرد و خواتین کا مشرک مرد و خواتین سے نکاح۔
- ﴿حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (البقرة: ۲۳۰) ”یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے خاوند سے شادی کرے۔“ کی قرآنی قید کو نظر انداز کر کے طلاق بائند کے بعد اپنی مطلقہ عورت سے نکاح کرنا۔

(المعجم ۹) أَبْوَابُ النِّكَاحِ (التحفة ۷)

## نکاح سے متعلق احکام و مسائل

باب ۱- نکاح کی فضیلت

(المعجم ۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ

النِّكَاحِ (التحفة ۱)

۱۸۳۵- حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں منیٰ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انھیں الگ لے گئے میں پاس بیٹھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں ایک کنواری لڑکی سے آپ کی شادی کروادوں جس سے آپ کو گزرے وقت کی کچھ باتیں یاد آجائیں؟ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کے سوا اور کوئی کام نہیں (جس کے لیے وہ انھیں الگ لے گئے تھے) تو مجھے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں حاضر ہوا تو وہ فرما رہے تھے: اگر آپ نے یہ بات کہی ہے تو (اچھی بات ہی کی ہے کیونکہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ شادی کر لے اس کی وجہ سے نظر نیچی رہتی ہے اور جسم (بدکاری سے) محفوظ رہتا ہے۔ اور جسے

۱۸۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ يَمِينِي. فَخَلَا بِهِ عُثْمَانُ. فَجَلَسْتُ قَرِيباً مِنْهُ. فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: هَلْ لَكَ أَنْ أَرْوِجَكَ جَارِيَةً بِكَرٍّ أَتَذْكُرُكَ مِنْ نَفْسِكَ بَعْضُ مَا قَدْ مَضَى؟ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللَّهِ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ مِثْلِي هَذَا، أَشَارَ إِلَيَّ بِيَدِهِ. فَجِئْتُ وَهُوَ يَقُولُ: لَيْسَ قُلْتُ ذَلِكَ، لَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ. فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ. وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ، فَعَلَيْهِ بِالْصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ».

۱۸۴۰- أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم لمن خاف على نفسه العزبة، ح: ۱۹۰۵، ۵۰۶۵، ومسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تأقت نفسه إليه ووجد مؤنة... الخ، ح: ۱۴۰۰ من حديث الأعمش به.

(نکاح کی) طاقت نہ ہو تو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے  
کیونکہ روزہ خواہش کو کچل دیتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① گزرے وقتوں کی یاد سے مراد یہ ہے کہ جس طرح آپ پہلے ازدواجی زندگی گزار رہے تھے اور اطمینان و مسرت کا وقت گزر رہا تھا اب پھر آپ کو شادی کی ضرورت ہے تاکہ آپ کو دوبارہ وہی خوشی اور وہی اطمینان و سکون حاصل ہو جس کا حصول شادی کے بغیر ممکن نہیں۔ ② شادی شدہ زندگی میں میاں بیوی کی عمر میں تفاوت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل نہیں۔ اگر ذہنی ہم آہنگی موجود ہو اور مرد اس قابل ہو کہ اپنی بیوی کی فطری ضروریات خوش اسلوبی سے پوری کر سکے تو ادھیڑ عمر مرد کم عمر عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ ③ تین افراد میں سے دو افراد کا تیسرے کو الگ کر کے بات چیت کرنا منع ہے لیکن اگر تیسرے آدمی کی دل شکنی کا اندیشہ نہ ہو تو بعض حالات میں اس کی گنجائش ہے ویسے بھی مذکورہ بالا واقعہ میں دونوں کے الگ ہو جانے کے باوجود حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اتنے دور نہیں تھے کہ ان کی بات چیت نہ سن سکیں۔ ④ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت نکاح کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اس لیے انھوں نے یہ نہیں فرمایا کہ لڑکی والوں سے رابطہ قائم کیا جائے البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خیر خواہی کا شکریہ ادا کرنے کے لیے فرمادیا کہ نکاح واقعی ایک اہم اور مفید چیز ہے۔ ⑤ نکاح کی طاقت رکھنے کا مطلب جسمانی طور پر نکاح کے قابل ہونا اور مالی طور پر بیوی کے لازمی اخراجات پورے کرنے کے قابل ہونا ہے۔ موجودہ معاشرے میں رائج رسم درواج پر کیے جانے والے بے جا اخراجات کی طاقت مراد نہیں۔ معاشرے سے ان فضول رسوم کو ختم کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ ⑥ نکاح کا سب سے بڑا فائدہ گناہ کی زندگی سے حفاظت اور جنسی خواہشات کی جائز ذریعے سے تکمیل ہے۔ نکاح کرتے وقت یہ مقصد پیش نظر رکھنا چاہیے دوسرے فوائد خود ہی حاصل ہو جائیں گے۔ ⑦ فحاشی سے بچاؤ اسلامی معاشرے کی ایک اہم خوبی ہے اس کے حصول کے لیے ہر جائز ذریعہ اختیار کرنا چاہیے اور فحاشی کا ہر راستہ بند کرنا چاہیے۔ ⑧ اسلامی شریعت کی یہ خوبی ہے کہ یہ انسان کی فطرت کے مطالبات کی نفی نہیں کرتی بلکہ ان کے حصول کے جائز ذرائع مہیا کرتی ہے۔ ⑨ روزہ رکھ کر انسان نامناسب خیالات اور جذبات کو کنٹرول کر سکتا ہے۔ اس وجہ سے فطری خواہش بھی بے لگام نہیں ہوتی اس لیے اگر کسی نوجوان لڑکے یا لڑکی کی شادی میں کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو اسے چاہیے کہ نفلی روزے سے کثرت سے رکھے اور جذبات میں بیجاں پیدا کرنے والے ماحول اس قسم کے لڑچکر کے مطالعے جذبات انگیز نغمات سننے اور فلمیں وغیرہ دیکھنے سے پرہیز کرے تاکہ جوانی کا جوش گناہ میں طوٹ نہ کر سکے۔

۱۸۴۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ : ۱۸۳۶ - ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے



## ۹- أبواب النکاح

نکاح کی فضیلت کا بیان

روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نکاح میرا طریقہ ہے۔ اور جو شخص میرے طریقے پر عمل نہیں کرتا، اس کا مجھ سے تعلق نہیں۔ شادیاں کیا کرو کیونکہ میں تمھاری کثرت کی بنا پر دوسری امتوں پر فخر کروں گا جو (مالی طور پر) استطاعت رکھتا ہو وہ (ضرور) نکاح کرے اور جسے (رشتہ) نہ ملے وہ روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ خواہش کو کچل دیتا ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① نکاح میرا طریقہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل و عیال والی زندگی گزارنا اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں وغیرہ کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے ہاں غیر شادی شدہ زندگی گزارنا اور بزرگ خوش عبادت و ریاضت میں مشغول رہنا افضل اور قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ ② نکاح کا ایک روحانی فائدہ یہ بھی ہے کہ اولاد کی صحیح تربیت کر کے انھیں اسلامی معاشرے کے مفید ارکان بنانا بھی ایک اہم دینی خدمت ہے۔ اور دوسروں کو اچھے کاموں کی ترغیب دلانے سے خود سیدھی راہ پر گامزن رہنا آسان ہو جاتا ہے۔ ③ مسلمانوں کے لیے اولاد کی کثرت شرعاً مطلوب ہے، لہذا اس کے لیے کوشش کرنا، یعنی نکاح کرنا اور ازواجی تعلقات قائم رکھنا بھی شرعاً مستحسن ہے۔ ④ نکاح روحانی ترقی میں قیام رکاوٹ نہیں۔

۱۸۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ  
مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ  
طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: «لَمْ يَرْ لِمُتَحَابِّينِ مِثْلُ النِّكَاحِ».

🌟 فوائد و مسائل: ① دو خاندانوں میں دوستانہ تعلقات ہوں تو انھیں قائم رکھنے اور مضبوط کرنے کے لیے ایک دوسرے سے رشتہ لینا دینا چاہیے۔ ② کسی مرد اور عورت کا ایک دوسرے کی طرف میلان ہو جائے تو ناجائز تعلقات قائم کرنے کے بجائے نکاح کا جائز تعلق قائم کر لینا بہتر ہے تاہم اس میں نکاح کی دیگر شرائط یعنی عورت کے سرپرست کی اجازت، حق مہر، ایجاب و قبول اور گواہوں کی موجودگی وغیرہ کا پایا جانا ضروری ہے۔

صحیح، یعنی لبعض الحديث شواهد من حديث أنس، ومعلق بن يسار، وابن مسعود وغيرهم.

۱۸۴۷- [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۷۸/۷ من حديث محمد بن مسلم الطائفي به، وصححه الحاكم: ۱۶۰/۲ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة.

۹- أبواب النکاح — بے نکاح زندگی گزارنے کی ممانعت کا بیان

(المعجم ۲) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبْتُلِ

باب ۲۰- بے نکاح رہنا منع ہے

(التحفة ۲)

۱۸۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: لَقَدْ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ التَّبْتُلَ. وَلَوْ أَذِنَ لَهُ، لَا خَصَصْنَا.

۱۸۴۸- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بے نکاح رہنے کی اجازت نہیں دی۔ اگر آپ ﷺ انھیں اجازت دے دیے تو ہم لوگ خفی ہو جاتے۔

🌞 نو اندو مسائل: ① حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ عبادت کا بہت شوق رکھتے تھے۔ انھوں نے سوچا کہ نکاح کر کے بیوی بچوں کے معاملات میں مشغول ہونے سے نقلی عبادت، یعنی نقلی نماز روزے کے مواقع کم ہو جاتے ہیں اس لیے بہتر ہے نکاح نہ کیا جائے لیکن رسول اللہ ﷺ نے انھیں بے نکاح رہنے کی اجازت نہ دی۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے کیونکہ ممکن ہے ایک کام بظاہر نیکی کا ہو اور بہت اچھا معلوم ہوتا ہو لیکن شریعت کی رو سے وہ صحیح نہ ہو۔ ③ بدعت بھی بظاہر نیکی ہوتی ہے لیکن اس کے ظاہری نیکی ہونے سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ خلاف سنت کام کتنا ہی اچھا معلوم ہوتا ہو اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ ④ اللہ کا قرب حاصل کرنے کا طریقہ یہ نہیں کہ ہندو جوگیوں یا عیسائی راہبوں کی طرح حلال چیزوں سے بھی پرہیز کیا جائے بلکہ کھانے پینے اور دیگر معاملات میں شرعی ہدایات پر عمل کرنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ ⑤ کسی کو مردانہ قوت سے محروم کرنا یا خود اس قوت سے محروم ہونے کی کوشش کرنا شرعاً منع ہے۔

۱۸۴۹- حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ آدَمَ وَ زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ. قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ

۱۸۴۹- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بے نکاح رہنے سے منع فرمایا۔

۱۸۴۸- أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يكره من التبتل والخصاء، ح: ۵۰۷۳، ومسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن ناقت نفسه إليه ووجد مؤنة... الخ، ح: ۱۴۰۲ من حديث إبراهيم بن سعد به.

۱۸۴۹- [صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ما جاء في النهي عن التبتل، ح: ۱۰۸۲ من حديث زيد بن أحزم به، وقال: "حسن غريب" \* قتادة عن، وأخرج النسائي: ۵۹/۶، ح: ۳۲۱۵ وغيره من حديث الحسن بن سعد بن هشام عن عائشة رضي الله عنها، وصححه الترمذي، ح: ۱۰۸۲، والحديث السابق شاهد له.

سَمَرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ التَّبَثُلِ .

زَادَ زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ: وَقَرَأَ قَتَادَةُ: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ . [الرعد: ۳۸]

زید بن اخزم نے یہ اضافہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے (اس مسئلے کو واضح کرنے کے لیے) یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ ”اور یقیناً ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ان کو بیویوں اور اولاد دوالا بنایا۔“

🌟 **فوائد و مسائل:** ① بے نکاح رہنے کو نیکی سمجھنا غلط ہے خواہ یہ تصوف کے نام پر ہو یا قلندری کے نام پر یا کسی اور نام سے۔ ② نکاح تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ ③ انبیائے کرام کو نوری مخلوق نہیں بلکہ اشرف المخلوقات انسان ہیں اس لیے وہ نکاح بھی کرتے تھے اور ان کی اولاد بھی ہوتی تھی۔

(المعجم ۳) - بَابُ حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ

باب: ۳- خاوند پر بیوی کے حقوق

(التحفة ۳)

۱۸۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي قَزَعَةَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ؟ قَالَ: «أَنْ يُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمَ. وَأَنْ يَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَى. وَلَا يَضْرِبَ الْوَجْهَ. وَلَا يَقْبَحَ. وَلَا يَهْجُرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ».

۱۸۵۰- حضرت حکیم بن معاویہ اپنے والد حضرت معاویہ (ابن حیدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا: خاوند پر عورت کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب کھانا کھائے کھائے تو اسے بھی کھلائے جب کپڑا پہنے تو اسے بھی پہنائے چہرے پر نہ مارے اسے برا بھلا نہ کہے اور گھر ہی میں (اس سے) علیحدگی اختیار کیے رکھے۔“

🌟 **فوائد و مسائل:** ① اسلام نے معاشرے کو صحیح بنیادوں پر قائم کرنے کے لیے ہر فرد کے حقوق و فرائض کا تعین کر دیا ہے۔ ان کو پیش نظر رکھ کر معاشرے میں امن قائم کیا جاسکتا ہے۔ ② جس طرح مردوں کے حقوق ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾

۱۸۵۰- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، النکاح، باب في حق المرأة على زوجها، ح: ۲۱۴۲ من حديث أبي

قزعة به.

(البقرة: ۲۳۸) ”اور دستور کے مطابق عورتوں کے لیے مردوں پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے لیے عورتوں پر ہیں۔“ گھر میں امن و سکون قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ ① عورت کی بنیادی ضروریات یعنی خوراک لباس اور رہائش وغیرہ مہیا کرنا مرد کا فرض ہے۔ ② مرد کو حق حاصل ہے کہ عورت کو غلطی پر مناسب تنبیہ کرے۔ ③ اگر معمولی تنبیہ کا اثر نہ ہو تو معمولی سی جسمانی سزا بھی دی جاسکتی ہے لیکن چہرے پر مارنا منع ہے۔ ④ [لَا يُضْحِكُ] کا ایک مفہوم یہ ہے کہ ڈانٹتے وقت مناسب الفاظ استعمال نہ کرے جیسے عربوں میں رواج تھا کہ وہ کہتے: [قَبَحَ اللَّهُ وَجْهَهُ] ”اللہ تیرے چہرے کو قبیح کر دے۔“ یا [قَبَحَكَ اللَّهُ] ”اللہ تجھے بد صورت کر دے۔“ اس طرح کی گالی اور بدعا سے اجتناب کرنا چاہیے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ چہرے پر نہ مارے زور سے مارنے سے چہرے پر نشان پڑ جائے گا اور چہرہ بد صورت ہو جائے گا اس لیے فرمایا کہ اسے بد صورت نہ بنا دے۔ ⑤ تنبیہ کے لیے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے وقتی طور پر بول چال بند کرنا جائز ہے لیکن بیوی کو گھر سے نکال دینا یا خود گھر سے کئی دن کے لیے باہر چلے جانا مناسب نہیں۔ گھر میں دونوں کی موجودگی سے ناراضی جلد دور ہو جانے کی امید ہوتی ہے۔

۱۸۵۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ شَيْبِ بْنِ غَزَفَةَ الْبَارِقِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْأَخْوَصِ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَذَكَرَ وَوَعَّظَ، ثُمَّ قَالَ: «اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ. لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ. إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ. فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبْرِحٍ. فَإِنْ أَطَعْتَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا. إِنَّ لَكُمْ

۱۸۵۱ - حضرت عمرو بن احوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ (اس دوران میں) نبی ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور وعظ و نصیحت فرمائی۔ (اس میں آپ نے کئی باتیں ارشاد فرمائیں) پھر فرمایا: ”عورتوں کے بارے میں خیر کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں۔ تمہیں ان پر اس کے سوا کوئی اختیار نہیں۔ الا یہ کہ وہ واضح بے شری کا کوئی کام کریں۔ اگر وہ ایسی حرکت کریں تو ان سے بستروں میں الگ ہو جاؤ اور انھیں مارو لیکن سخت پٹائی نہ ہو۔ (اس تنبیہ کے نتیجے میں) اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگ جائیں تو ان پر (خفنی کرنے کی) راہ تلاش نہ کرو یقیناً تمہاری عورتوں پر تمہارا

مِنْ نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا. فَالْمَا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ، فَلَا يُوطِئَنَّ فَرْشَكُمْ مَنْ تَنَزَّهُونَ. وَلَا يَأْذَنُ فِي بَيْتِكُمْ لِمَنْ تَنَزَّهُونَ. أَلَا، وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ.﴾

حق ہے اور تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے۔ تمہاری عورتوں پر تمہارا حق تو یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر اسے نہ بٹھائیں جس (کے گھر میں آنے) کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھر میں اس فرد کو آنے کی اجازت نہ دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ سنو! تم پر عورتوں کا یہ حق ہے کہ ان کے لباس اور خوراک کے بارے میں ان سے اچھا سلوک کرو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① وصیت تاکید فیصحت کو کہتے ہیں جس پر عمل کرنا بہت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ”وصیت قبول کرو“ کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ بہت سے صحابہ کرام جو حجۃ الوداع میں حاضر تھے ان کے لیے ممکن ہے کہ نبی ﷺ سے ان کی وہ آخری ملاقات ہو کیونکہ اس سے تین ماہ بعد رسول اللہ ﷺ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ ان کے لیے یہ خطبہ واقعی آخری فیصحت (وصیت) بن گیا۔ ② خطاب اگرچہ حجۃ الوداع میں حاضر ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا گیا تھا تاہم یہ حکم قیامت تک آنے والے تمام مومنوں کے لیے ہے۔ ③ مرد کو چاہیے کہ بیوی کے اخلاق و کردار کی نگرانی کرے تاہم بلاوجہ شکوک و شبہات میں مبتلا رہنا درست نہیں جب تک کوئی واضح مشکوک صورت سامنے نہ آئے۔ ④ واضح بے حیائی سے مراد ایسی حرکات ہیں جن پر روک ٹوک نہ کرنے سے بدکاری تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔ زنا کا ارتکاب ہو جانے کی صورت میں دوسرے احکام ہیں جو قرآن و حدیث میں اپنے مقام پر مذکور ہیں۔ ⑤ بستروں میں الگ ہونے سے مراد ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے جنسی تعلقات منقطع کر لینا ہے۔ بعض علماء نے اس کی یہ صورت بیان فرمائی ہے کہ ایک ہی بستر پر ہوتے ہوئے عورت کی طرف پیچ کر کے لیٹ جائے تاکہ اس کا جذباتی پہچان اسے معافی مانگنے اور اپنی اصلاح کرنے پر مجبور کر دے۔ ⑥ جب محسوس ہو کہ عورت اپنی غلطی پر پشیمان ہے اور اصلاح پر آمادہ ہے تو اس سے معمول کے تعلقات قائم کر لینے چاہئیں اور بار بار گزشتہ غلطیوں کا طعنہ نہیں دینا چاہیے۔ ⑦ بعض اوقات صورت حال اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ جسمانی سزا ناگزیر ہو جاتی ہے لیکن یہ اصلاح کی کوشش کا آخری درجہ ہے جہاں تک ممکن ہو معاملات کو اس مرحلے پر نہیں پہنچنے دینا چاہیے۔ ⑧ اگر جسمانی سزا ضروری محسوس ہو تو اس میں بھی نرمی کا پہلو مد نظر ہونا چاہیے، یعنی صرف اس حد تک سختی کی جائے یا سزا دی جائے جو تنبیہ کے لیے ضروری ہو اس سے زیادہ نہیں کیونکہ مقصود اصلاح ہے غصہ نہ لانا یا بدلہ لینا نہیں۔ ⑨ مہمانوں کی مکرم ضروری ہے لیکن اگر کوئی ایسا شخص آتا ہے جسے خاوند اچھا نہیں سمجھتا تو عورت کو چاہیے کہ خاوند کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے اسے اجازت دینے سے معذرت کر لے یا کہہ دے کہ مرد گھر میں نہیں پھر آجائے

گا۔ ⑩ ناپسندیدہ شخص کو بستر پر نہ بٹھانے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غیر مردوں سے ناجائز تعلقات استوار کرنے کی راہ ہموار نہ کی جائے۔ ان سے نرم لہجے میں ہنس ہنس کر بات کرنے کے بجائے سنجیدگی سے مختصر بات کر کے فارغ کر دیا جائے۔ امام خطابی فرماتے ہیں: ”اس کا مطلب یہ ہے کہ اجنبی مردوں کو گپ شپ کے لیے اپنے پاس گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں جیسے عرب میں یہ رواج تھا اور اسے عیب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد اس سے منع کر دیا گیا۔“ (حاشیہ سنن ابن ماجہ از محمد فواد عبدالباقی) ہمارے ہاں دیہات میں جہاں پردے کا اہتمام نہیں کیا جاتا اب بھی یہ صورت حال موجود ہے جو شرعی طور پر ممنوع ہے۔ ⑪ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے محرم رشتہ داروں کو بھی خاوند کی اجازت کے بغیر گھر میں نہ آنے دے لیکن زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کو ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ عورت کے محرم مردوں پر پابندی لگائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رضاعی چچا کو گھر میں آنے کی اجازت نہیں دی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تمہارا چچا ہے اسے آنے کی اجازت دو۔“ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۹۳۸) ⑫ لباس اور خوراک کے بارے میں اچھا سلوک یہ ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس اور مناسب خوراک مہیا کرے لیکن ایسے لباس سے منع کرنا چاہیے جو شریعت کی تعلیمات کے مطابق نہ ہو۔

(المعجم ۴) - بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ (التحفة ۴)

۱۸۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۸۵۲ - ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَخِي، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا أَمَرَ امْرَأَتَهُ أَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ أَحْمَرَ إِلَى جَبَلٍ أَسْوَدَ، وَمِنْ جَبَلٍ أَسْوَدَ إِلَى جَبَلٍ أَحْمَرَ، لَكَانَ نَوْلُهَا أَنْ تَفْعَلَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی انسان کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اگر کوئی مرد عورت کو حکم دے کہ سرخ پہاڑ سے (پتھر اٹھا کر) سیاہ پہاڑ پر لے جائے اور سیاہ پہاڑ سے سرخ پہاڑ پر لے جائے تو عورت کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ یہ کام کرے۔“

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اس روایت کے

پہلے جملے ”لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ..... تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا“ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی انسان کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔“ کو دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ مذکورہ جملہ جامع الترمذی (۱۱۵۹) میں بھی مروی ہے۔ وہاں پر ہمارے شیخ موصوف نے اس جملے کو سنداً حسن قرار دیا ہے نیز یہی جملہ اگلی روایت میں بھی مذکور ہے اسے بھی انھوں نے سنداً حسن قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت جو کہ سنداً ضعیف ہے اس میں سے پہلا جملہ قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۳۵/۳۲ و ۱۳۹/۴۱ و ۱۹۰/۴۱ و إرواء الغلیل: ۵۳/۴، ۵۸، حدیث: ۱۹۹۸)

۱۸۵۳- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِنَ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «مَا هَذَا يَا مُعَاذُ؟» قَالَ: أَتَيْتُ الشَّامَ فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِأَسَافِقَتِهِمْ وَبَطَارِقَتِهِمْ. فَوَدِدْتُ فِي نَفْسِي أَنْ تَفْعَلَ ذَلِكَ بِكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَلَا تَفْعَلُوا. فَإِنِّي لَوَكُنْتُ أَمْرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللَّهِ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسُهَا، وَهِيَ عَلَى قَتَبٍ، لَمْ تَمْنَعْهُ».

۱۸۵۳- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب حضرت معاذؓ شام سے آئے تو انھوں نے نبی ﷺ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”معاذ! یہ کیا؟“ انھوں نے کہا: میں شام گیا تو میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ مجھے اپنے دل میں یہ بات اچھی لگی کہ ہم لوگ آپ کے ساتھ (تعلیم اور احترام کا) یہ طریقہ اختیار کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم (یہ کام) نہ کرو۔ اگر میں کسی کو اللہ کے سوا کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! عورت اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی۔ اگر وہ اونٹ کے کجاوے پر بیٹھی ہوئی ہو اور خاوند اس سے خواہش کا اظہار کرے تو اسے انکار نہیں کرنا چاہیے۔“

🌞 نوامد و مسائل: ① عبادت کے طور پر مخلوق میں سے کسی کو سجدہ کرنا کفر ہے۔ احترام کے طور پر سجدہ کرنا

۱۸۵۳- [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۹۲/۷ من حديث حماد بن زيد به، وتابعه إسماعيل ابن علي عند أحمد: ۳۸۱/۴، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۹۰، وله شواهد كثيرة.

سابقہ شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں یہ بھی حرام ہے۔ ① سابقہ شریعت میں کوئی کام جائز ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس میں کوئی حرج نہیں؛ مثلاً: حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں سنگی بہن سے نکاح جائز تھا اب حرام ہے۔ پہلے چار سے زیادہ عورتوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا یا دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کر لینا جائز تھا اب نہیں۔ ② بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں کو سجدہ نہیں کرتے بلکہ ان کے قدم چومتے ہیں یا کسی کو راضی کرنے کے لیے اس کے پاؤں پڑ جاتے ہیں اس کے قدموں میں گر جاتے ہیں یہ بھی سجدہ ہے۔ نام بدل لینے سے حرام کام حلال نہیں ہو جاتا۔ ③ یہود و نصاریٰ کے رسم و رواج اور آداب اختیار کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ان کے ایسے اعمال کا تعلق بالعموم ان کے غلط عقائد سے ہوتا ہے اگرچہ ہمارے لیے وہ تعلق اس قدر واضح نہ ہو۔ دوسری غیر مسلم اقوام؛ مثلاً: ہندو، سکھ، پارسی اور بدھ وغیرہ کے رسم و رواج کا بھی یہی حکم ہے۔ ④ خاوند کا حق بہت زیادہ ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیوی کے حقوق فراموش کر دیے جائیں جیسے والدین کا حق بہت زیادہ ہے لیکن اولاد کے حقوق بھی پیش نظر رہنے چاہئیں۔ ⑤ نکاح کا ایک بڑا مقصد عصمت و عفت کی حفاظت ہے اس لیے عورت کو مرد کی جنسی خواہش پوری کرنے میں پس و پیش نہیں کرنا چاہیے۔ مرد کو بھی چاہیے کہ جب محسوس ہو کہ عورت مقاربت کی خواہش رکھتی ہے تو اس کا یہ حق ادا کرے۔ حدیث میں عورت کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عام طور پر تکلف کا اٹھارہ عورت ہی کی طرف سے ہوتا ہے اس کے برعکس صورت شاذ و نادر ہے۔ ⑥ عورت کو چاہیے کہ مرد کا احترام ملحوظ رکھے۔



۱۸۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۸۵۴- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جو عورت اس حال میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش تھا تو وہ جنت میں جائے گی۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي نَصْرِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُسَاوِرِ الْجُمَيْرِيِّ، عَنْ أُمِّهِ: قَالَتْ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ، وَزَوَّجَهَا عَنْهَا رَاضٍ، دَخَلَتْ الْجَنَّةَ».

۱۸۵۴- [حسن] أخرجه الترمذی، الرضاع، باب ما جاء في حق الزوج على المرأة، ح: ۱۱۶۱ من حديث محمد بن فضيل به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ۱۷۳/۴، والذهبي، وقال في الميزان في ترجمة مساور: "فيه جهالة، والخبر منك"، وجهله صاحب التقریب \* أم مساور وثقها الترمذی، والحاكم وغيرهما، والله أعلم، والحديث ضعفه ابن الجوزي وغيره، ولا أعلم وجه النكارة فيه.



باب: ۵۔ بہترین عورت

(المعجم ۵) - بَابُ أَفْضَلِ النِّسَاءِ

(التحفة ۵)

۱۸۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا (عارضی) فائدے کی چیز ہے اور دنیا کے ساز و سامان میں نیک عورت سے بہتر کوئی چیز نہیں۔“

۱۸۵۵۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ بِنِ أَنْعَمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَلَيْسَ مِنْ مَتَاعِ الدُّنْيَا شَيْءٌ أَفْضَلُ مِنَ الْمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ».

🌟 فوائد و مسائل: ① دنیا کی چیزوں سے حلال طریقے سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔ ترک دنیا جائز نہیں۔ ② دنیا کی چیزیں اس انداز سے استعمال کرنی چاہئیں کہ آخرت میں فائدہ حاصل ہو۔ ③ نیک عورت ایک بڑی نعمت ہے کیونکہ وہ دنیا کے معاملات میں بھی اچھی مشیر ثابت ہوتی ہے اچھی شریک حیات ہوتی ہے اور آخرت کے معاملات میں بھی خاوند سے تعاون کرتی ہے۔ اس طرح دونوں کو بلند درجات حاصل ہو جاتے ہیں۔ ④ نیک مرد بھی عورت کے لیے ایک ایسی ہی نعمت ہے۔

۱۸۵۶۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب سونے چاندی کے بارے میں حکم نازل ہوا تو صحابہ کرام نے (آپس میں) کہا: ہم کون سا مال حاصل کریں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمھیں یہ (مسئلہ) معلوم کر کے بتاتا ہوں۔ انھوں نے اپنے

۱۸۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ ثُوبَانَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ فِي الْفِطْرَةِ وَالذَّهَبِ مَا نَزَلَ، قَالُوا: فَأَيُّ

۱۸۵۵۔ [صحیح] عبدالرحمن بن زیاد ضعیف کما تقدم، ح: ۵۴، وأخرج مسلم، ح: ۱۶۶۹ وغیره من طریق شریح بن شریک عن أبي عبدالرحمن عبدالله بن يزيد الحبلي به بلفظ: "الدنيا متاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة".

۱۸۵۶۔ [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة التوبة، ح: ۳۰۹۴ من طريق منصور عن سالم به، وقال: "حسن"، وقال ما ملخصه: "سألت البخاري سالم سمع من ثوبان؟ فقال: لا"، وكذا قال أحمد وغيره، وله شواهد، منها ما أخرجه أحمد: ۳۶۶/۵، وانظر أطراف المسند: ۲۹۵/۸، ومن طريقه المزني في تهذيب الكمال: ۲۳۱/۱۱، وهو في السنن الكبرى للنسائي، وفيه سلم بن عطية، وثقة ابن حبان، وروى عنه شعبه وهو لا يروى إلا عن ثقة عنده، ولينه أبو حاتم الرازي.

الْمَالِ تَتَّخِذُ؟ قَالَ عُمَرُ: فَأَنَا أَعْلَمُ لَكُمْ ذَلِكَ. فَأَوْضَعَ عَلَى بَعِيرِهِ. فَأَذْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ، وَأَنَا فِي أَثَرِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْمَالِ تَتَّخِذُ؟ فَقَالَ: «لِيَتَّخِذَ أَحَدُكُمْ قَلْبًا شَاكِرًا، وَلِسَانًا ذَاكِرًا، وَزَوْجَةً مُؤْمِنَةً، تُعِينُ أَحَدَكُمْ عَلَى أَمْرِ الْآخِرَةِ».

اونٹ کو تیز چلایا، حتیٰ کہ نبی ﷺ تک پہنچ گئے۔ (ثوبان فرماتے ہیں:) میں بھی ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کون سا مال حاصل (کرنے کی کوشش) کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں چاہیے کہ شکر کرنے والا دل حاصل کرو اور ذکر کرنے والی زبان اور مومن بیوی جو آخرت کے معاملات میں مرد کی مدد کرے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اللہ کا ذکر اور اللہ کا شکر بہت بڑی نعمت ہے جس کو ان کاموں کی توفیق مل گئی اسے بہت بڑی دولت حاصل ہوگی۔ ② سونے چاندی کے بارے میں نازل ہونے والا حکم یہ ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (التوبہ ۳۴: ۹) ”جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری دے دیجیے۔“ ③ مال اچھی چیز ہے لیکن اس سے اہم انسان کی اخلاقی خوبیاں ہیں۔ خاص طور پر صبر اور شکر کی بہت اہمیت ہے۔ ④ جس عورت کے دل میں ایمان ہوگا وہ خود بھی آخرت کو سانسے رکھے گی اور خاندان کو نیکی کی راہ پر چلنے میں مدد دے گی اس لیے ایسی نیک عورت اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ مسلمان مرد کو ایسی عورت کی قدر کرنی چاہیے۔



۱۸۵۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ، بَعْدَ تَقْوَى اللَّهِ، خَيْرًا لَهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ. إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ. وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ. وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبْرَتْهُ. وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا».

۱۸۵۷- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”مومن کو اللہ کے تقوے کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں مل سکتی۔ (ایسی بیوی کہ) جب وہ اسے کوئی حکم دے تو وہ اس کی تعمیل کرے جب اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے تو اسے خوش کر دے اگر اسے کوئی قسم دے تو وہ قسم پوری کر دے اگر وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو (سفر وغیرہ میں چلا جائے) تو اپنی ذات کے بارے میں اور اس کے مال کے بارے میں اس سے مخلص رہے (خیانت نہ کرے۔)“

۱۸۵۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَفَرًا مِمَّنْ سَمِعُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ نَكَحَ نِكَاحًا مِنْ بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ فَهُوَ كَمَنْ نَكَحَ نِكَاحًا مِنْ بَنَاتِ اللَّهِ ﷻ» (کسی سے) اس کے مال کی وجہ سے (کسی سے) اس کے حسب و نسب کی وجہ سے (کسی سے) اس کے حسن و جمال کی وجہ سے (کسی سے) اس کی ونداری (اور نیکی) کی وجہ سے۔ تو دین دار عورت (کے حصول میں) کامیاب ہو جا۔ تیرا بھلا ہو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نکاح کا تعلق زندگی بھر کے لیے ہوتا ہے اس لیے زندگی کا ساتھی تلاش کرنے میں کوشش کی جاتی ہے کہ وہ ایسا فرد ہو جس کے ساتھ زندگی خوش گوار ہو جائے۔ ② اچھی بیوی یا اچھے خاوند کی خواہش ایک جائز خواہش ہے تاہم اس انتخاب کا معیار درست ہونا چاہیے۔ ③ اکثر لوگ ظاہری چیزوں کو افضلیت کا معیار سمجھتے ہیں۔ بہت سے لوگ مال دار خاندان میں شادی کرنا پسند کرتے ہیں تاکہ ان کی دولت میں حصے دار ہو سکیں حالانکہ دولت دھلتی چھاؤں ہے۔ امیر آدمی دیکھتے دیکھتے مفلس ہو جاتا ہے اور غریب آدمی کے دن پھر جاتے ہیں اور اسے دولت حاصل ہو جاتی ہے اس لیے دائمی تعلق قائم کرنے کے لیے یہ معیار قابل اعتماد نہیں۔ ④ بہت سے لوگ معزز خاندان میں رشتہ کرنا پسند کرتے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ دنیا میں معزز سمجھے جانے والے خاندان کا ہر فرد اخلاق و کردار کے لحاظ سے بھی اعلیٰ ہو۔ ⑤ اکثر لوگ ظاہری حسن و جمال پر فریفتہ ہوتے ہیں لیکن یہ معیار انتہائی ناقابل اعتماد ہے کیونکہ عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ حسن میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے۔ ⑥ اصل قابل اعتماد معیار نیکی اور تقویٰ ہے۔ نیک بیوی غریبی میں بھی باوقار رہتی ہے اور امارت میں مغرور ہو کر خاوند کی توہین نہیں کرتی، اونچے خاندان کی عورت میں اکثر نخوت و تکبر کی بد عادت پائی جاتی ہے اور وہ اپنے خاوند پر حکم چلانے کی کوشش کرتی ہے جس کی وجہ سے خاوند اور بیوی میں محبت پیدا نہیں ہو پاتی جو خوش گوار زندگی کے لیے ضروری ہے لیکن نیک بیوی جو خاوند کے حقوق و فرائض سے آگاہ ہے وہ اونچے خاندان کی ہو یا ادنیٰ خاندان کی گھر کو جنت بنا دیتی ہے۔ ⑦ [تَرَبُّتٌ يَدَالِكُ] اس کے لفظی معنی یہ ہیں: ”تیرے ہاتھوں کو مٹی ملے۔“ یعنی تو مفلس ہو جائے تیرے ہاتھ میں خاک کے سوا کچھ نہ رہے لیکن اہل عرب

نکاح کے لیے عورت کے انتخاب سے متعلق احکام و مسائل

یہ محاورہ اس معنی میں نہیں بولتے بلکہ تعریف یا مذمت کے موقع پر یہ جملہ بولتے ہیں۔ یہاں تعریف مراد ہے کہ جسے نیک عورت مل گئی وہ قابل تعریف ہے کہ اس کی زندگی اچھی گزرے گی۔ اور نیکی میں تعاون کرنے والی نیک بیوی کی وجہ سے آخرت بھی اچھی ہو جائے گی اور ہر لحاظ سے اس کا بھلا ہو جائے گا۔

۱۸۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

۱۸۵۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں سے ان کے حسن کی وجہ سے نکاح نہ کرو، ممکن ہے ان کا حسن انھیں (کلیئر میں مبتلا کر کے) تباہ کر دے ان سے ان کے مال کی وجہ سے نکاح نہ کرو، ممکن ہے ان کا مال انھیں سرکش بنا (کر گناہوں میں مبتلا کر) دے البتہ ان کے دین کو پیش نظر رکھتے ہوئے نکاح کیا کرو۔ ایک سیاہ فام ناک کئی دین دار لونڈی (خو بیصورت) بے دین آزاد عورت سے (افضل ہے۔“

عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ وَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ. فَعَسَى حُسْنُهُنَّ أَنْ يُزِدِيَهُنَّ. وَلَا تَزَوَّجُوهُنَّ لِأَمْوَالِهِنَّ. فَعَسَى أَمْوَالُهُنَّ أَنْ تُطْغِيَهُنَّ. وَلَكِنْ تَزَوَّجُوهُنَّ عَلَى الدِّينِ. وَلَا مَاءَ حَرَمَاءَ سَوْدَاءَ ذَاتِ دِينٍ، أَفْضَلُ».



(المعجم ۷) - بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبْكَارِ

(التحفة ۷)

باب: ۷- کنواری لڑکی سے نکاح کرنا

۱۸۶۰- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ:

۱۸۶۰- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں میں نے ایک خاتون سے نکاح کیا۔ (اس کے بعد جب) میری ملاقات اللہ کے رسول ﷺ سے ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”جابر! کیا آپ نے شادی کر لی؟“ میں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ”کنواری سے یا بیوہ سے؟“ میں نے کہا: بیوہ سے۔ فرمایا: ”کنواری سے

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَلَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «أَتَزَوَّجْتُ يَا جَابِرُ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «أَبْكَرًا أَوْ ثَيِّبًا؟» قُلْتُ: ثَيِّبًا. قَالَ: «فَهَلَا بِكَرًا

۱۸۵۹- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۷/ ۸۰ من حديث عبد الرحمن الإفريقي به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۵۴ لعلته.

۱۸۶۰- أخرجه مسلم، الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين، ح: ۷۱۵ من حديث عبد الملك بن أبي سليمان به.

۹۔ ابواب النکاح۔ نکاح کے لیے عورت کے انتخاب سے حلق احکام و مسائل۔  
 ثَلَاغِيهَا؟ قُلْتُ: كُنْ لِي أَخَوَاتٍ. کیوں نہ کی جس سے تم دل بہلاتے؟ میں نے کہا:  
 فَخَشِيتُ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُنَّ. قَالَ: میری کئی بہنیں تھیں۔ مجھے ڈر محسوس ہوا کہ وہ میرے اور  
 ان کے درمیان حائل نہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا:  
 ”فَذَاكَ إِذْنٌ“۔  
 ”جب یہ بات (درست ہے۔“)

فوائد و مسائل: ① نکاح کے وقت تمام دوستوں اور رشتے داروں کا اجتماع ضروری نہیں۔ ② اپنے  
 ساتھیوں اور ماتحتوں کے حالات معلوم کرنا اور ان کی ضرورتیں ممکن حد تک پوری کرنا اچھی عادت ہے۔ ③ بیوہ یا  
 مطلقہ سے نکاح کرنا عیب نہیں۔ حدیث میں [نُسَب] کا لفظ ہے جو بیوہ اور طلاق یافتہ عورت دونوں کے لیے  
 بولا جاتا ہے۔ ④ جوان آدمی کے لیے جوان عورت سے شادی کرنا بہتر ہے کیونکہ اس میں زیادہ ذہنی ہم آہنگی  
 ہونے کی امید ہوتی ہے۔ ⑤ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہنوں کی تربیت کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے بڑی  
 عمر کی خاتون سے نکاح کیا اس لیے دوسروں کے فائدے کو سامنے رکھ کر اپنی پسند سے کم تر چیز پر اکتفا کرنا بہت  
 اچھی خوبی ہے۔ ⑥ کتبے کے سربراہ کو گھر کے افراد کا مفاد مقدم رکھنا چاہیے۔

۱۸۶۱۔ حَدَّثَنَا إِثْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ  
 الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ  
 الشَّيْبِيُّ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَالِمٍ بْنُ  
 عُثْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ  
 أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
 ”وَأَتَقُوا أَزْوَاجَكُمْ بِالْإِسْبَارِ“۔  
 ۱۸۶۱۔ حضرت عتبہ بن عوفیم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ  
 سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کنوار یوں  
 سے نکاح کرو کیونکہ وہ شیریں ذہن زیادہ بچے پیدا کرنے  
 والی اور تھوڑی چیز پر راضی رہنے والی ہوتی ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے محقق رحمہ اللہ نے سداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیعہ البانی رحمہ اللہ نے  
 اسے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحه) رقم: ۲۳۳) بنابر میں بیوہ اور مطلقہ  
 سے بھی نکاح کر لینا چاہیے لیکن اگر بیوہ کا رشتہ بھی مل رہا ہو اور کنواری کا بھی تو کنواری کو ترجیح دینی چاہیے  
 خصوصاً جب کہ مرد نو جوان ہو۔ ② شیریں ذہن کا مطلب یہ ہے کہ ان میں حیا زیادہ ہوتی ہے اس لیے اپنے

۱۸۶۱۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۷/ ۱۴۱، ح: ۳۵۱ من طريق الحميدي عن محمد بن طلحة  
 به، إلا أنه قال: عبد الرحمن بن سالم بن عبد الرحمن بن عوفيم بن ساعدة، وهو الصواب، وقال  
 البيهقي: "عبد الرحمن بن عوفيم ليست له صحبة"، فالحديث مرسل مع جهالة عبد الرحمن، وله شواهد ضعيفة،  
 راجع التلخيص: ۱۴۵/ ۳ وغيره.

خاوند کو خوش رکھنے کی زیادہ کوشش کرتی ہیں اور تلخ لہجے میں بات کرنے سے پرہیز کرتی ہیں۔ بعض علماء نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ان کا لعاب و بہن زیادہ شیریں ہوتا ہے۔ ⑤ جو عورت پہلے ایک خاوند کے ساتھ زندگی گزار چکی ہے اور اس کے بچے ہو چکے ہیں آپ نے شوہر سے اس کے بچے کم ہونے کی توقع ہے جب کہ کنواری لڑکی سے نکاح کے بعد جتنے بچے ہوں گے وہ سب اس خاوند کے ہوں گے۔ ⑥ قناعت ایک اچھا وصف ہے جس عورت میں یہ صفت پائی جائے وہ اچھی بیوی ثابت ہوگی۔

(المعجم ۸) - **بَابُ تَزْوِيجِ الْحَرَائِرِ** باب: ۸- آزاد اور زیادہ بچے جننے کی صلاحیت والی عورت سے نکاح کرنا (النفحة ۸)

۱۸۶۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے: ”جو شخص پاک صاف ہو کر اللہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔“



۱۸۶۳- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ نِ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نکاح کرو میں تمھاری کثرت پر فخر کروں گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نکاح اسلام کے اہم احکام میں سے ہے اس لیے بلاوجہ کنوارا رہنا درست نہیں۔

۱۸۶۲- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه ابن عدي في الكامل من حديث سلام به، ومن طريقه أورده ابن الجوزي في الموضوعات: ۲/ ۲۶۱، وقال: "لا يصح" \* وسلام لهذا ضعيف (تقريب)، وكذا شيخه، بل قال ابن حبان: "يروي عن أنس ما ليس من حديثه ويضع عليه"، والحديث ضعفه البوصيري، والمنذري وغيرهما، وله شاهد عند البخاري في التاريخ الكبير: ۸/ ۴۰۴ بدون سند، والله أعلم بحاله.

۱۸۶۳- [صحیح] انظر، ح: ۸۵۷، لعلته، وأخرج أبو داود، النکاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء، ح: ۲۰۵۰ بإسناد حسن مرفوعاً: "تزوجوا الودود الولود فإني مكاثر بكم الأمم" وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله شواهد كثيرة.

## ۹۔ ابواب النکاح — نکاح کی غرض سے عورت کو دیکھنے سے متعلق احکام و مسائل

① کثرتِ اولاد شرعاً مطلوب ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خوشی کا باعث ہے۔ اس مفہوم کی ایک حدیث حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: ”خوب محبت کرنے والی زیادہ بچے جننے والی سے نکاح کرو میں دوسری امتوں سے تمھاری کثرت پر فخر کروں گا۔“ (مسند ابی داؤد، النکاح، باب النهی عن تزویج من لم یلد من النساء، حدیث: ۴۰۵۰) کسی عورت کی ماں اور بہنوں وغیرہ کے حالات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے اور امید کی جاسکتی ہے کہ اس عورت کی اولاد زیادہ ہوگی۔

(المعجم ۹) - بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ إِذَا ارَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا (التحفة ۹)  
باب: ۹۔ جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اسے (ایک نظر) دیکھ لینے کا بیان

۱۸۶۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۸۶۴ - حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمْرِو سَهْلِ بْنِ أَبِي حَنْمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالَ: خَطَبْتُ امْرَأَةً. فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهَا فِي نَخْلٍ لَهَا. فَقِيلَ لَهُ: أَتَفْعَلُ هَذَا وَأَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا أَلْقَى اللَّهُ فِي قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا».

انھوں نے فرمایا: میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ میں اس (کو دیکھنے) کے لیے چھپ جایا کرتا تھا حتیٰ کہ میں نے اسے اس کے کھجوروں کے باغ میں دیکھ لیا۔ (حاضرین میں سے) کسی نے کہا: آپ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی ہو کر بھی ایسا کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ”جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے دل میں کسی عورت سے نکاح کی خواہش ڈالے تو اسے دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔“

🕌 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ سند ضعیف ہے تاہم آگے آنے والی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ دیکھیے تحقیق و تخریج حدیث ہذا غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحه، رقم: ۹۸) ② جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہوا اسے ایک نظر دیکھ لینا جائز ہے۔ ③ عورت کا مرد کو دیکھنا بھی جائز ہے۔ اس کے بارے میں اگرچہ کوئی حدیث مروی نہیں تاہم اس مسئلے میں مرد پر قیاس کر کے عورت کے لیے بھی مرد کو دیکھنا جائز کہا جاسکتا ہے۔

۱۸۶۴ - [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۲۵/۴ من حديث الحجاج بن أرطاة، وقد تقدم، ح: ۱۱۲۹، ۴۹۶ عن محمد بن سليمان به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۳۵، وسقط ذكر الحجاج من سننه، إما خطأ وإما تدليسا من أبي معاوية محمد بن خازم لأنه مذكور في المندلسين (المرتبة الثانية)، وانظر الحديث الآتي فإنه يغني عنه.

نکاح کی غرض سے عورت کو دیکھنے سے متعلق احکام و مسائل

① ضروری نہیں کہ عورت کو دیکھے جانے کا علم ہو بلکہ اس کی لاعلمی میں بھی موقع پا کر دیکھنا جائز ہے۔ ② خود دیکھنا ممکن نہ ہو تو کسی قابل اعتماد خاتون کو لڑکی کے گھر بھیجا جائے اور وہ مرد کی پسند نہ پسند کو پیش نظر رکھتے ہوئے لڑکی کو دیکھ لے۔

۱۸۶۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، وَ زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا. فَإِنَّهُ أُخْرَى أَنْ يُؤَدَمَ بَيْنَكُمَا» فَفَعَلَ. فَتَزَوَّجَهَا. فَذَكَرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا.

۱۸۶۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”جا کر اسے دیکھ لو امید ہے کہ تم دونوں میں موافقت پیدا ہو جائے گی۔“ انھوں نے ایسے ہی کیا پھر اس سے شادی کر لی۔ اس کے بعد انھوں نے اس سے موافقت کا ذکر فرمایا۔



🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پر عمل کرنے میں بڑی برکت ہے۔ ② نکاح سے پہلے جائز حد میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ لینے سے ایک دوسرے کی طرف میلان ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں نکاح کے بعد باہم ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ③ جواز صرف ایک نظر دیکھ لینے کا ہے۔ تنہائی میں ایک دوسرے سے ملاقات کرنا اور طویل بات چیت یا کٹھنے سیر کو جانا وغیرہ یہ سب کام دین کے صریح خلاف ہیں۔ اس حدیث سے ایسے کاموں کا جواز نہیں نکلا۔

۱۸۶۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ: أَتَيْنَا عَبْدَ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرْتُ لَهُ امْرَأَةً أَخْطَبْتُهَا فَقَالَ: «اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا. فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ

۱۸۶۶- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک خاتون کا ذکر کیا کہ میں اس سے نکاح کے لیے پیغام بھیجے والا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جا کر اسے دیکھ لو امید ہے تمہارے درمیان محبت پیدا ہو جائے گی۔“ چنانچہ میں ایک انصاری خاتون کے ہاں گیا اور

۱۸۶۵- [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي ۸۴/۷ من حديث عبدالرزاق به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۳۶، والحاكم ۱۵۶/۲، والذهبي، والبوصيري.

۱۸۶۶- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ما جاء في النظر إلى المخطوبة، ح: ۱۰۸۷ من حديث بكر به، وقال: 'حسن'، وصححه البوصيري.



يُؤَدِّمُ بَيْنَكُمَا» فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ. وَخَبَّرْتُهُمَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ. فَكَأَنَّهُمَا كَرَّهَا ذَلِكَ. قَالَ: فَسَمِعْتُ ذَلِكَ الْمَرْأَةَ، وَهِيَ فِي خِدْرِهَا، فَقَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَرَكَ أَنْ تَنْتَظِرَ، فَانْتَظِرْ. وَإِلَّا فَانْشُدْكَ. كَأَنَّهَا أَغْضَمَتْ ذَلِكَ. قَالَ فَتَظَرَّرْتُ إِلَيْهَا فَتَرَوُجُهَا. فَذَكَرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا.

اس کے والدین سے اس کا رشتہ طلب کیا اور انھیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بھی سنایا۔ یوں محسوس ہوا کہ اس کے والدین نے اس چیز کو پسند نہیں کیا (کہ یہ مرد اس لڑکی کو دیکھے)۔ لڑکی پر دے میں تھی اس نے یہ بات چیت سن لی چنانچہ اس نے کہا: اگر تجھے اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھنے کا حکم دیا ہے تو دیکھ لے ورنہ میں تجھے قسم دیتی ہوں (کہ جھوٹا بہانہ بنا کر مجھے نہ دیکھنا) اس نے گویا اس بات کو بہت بڑا سمجھا (سننے ہی اعتبار نہ آیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہوگا) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (میں سچ کہہ رہا تھا اس لیے) میں نے اسے دیکھ لیا، پھر میں نے اس سے شادی کر لی۔ پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے ہم آہنگی پیدا ہو جانے کا ذکر فرمایا۔

❦ فوائد و مسائل: ① والدین نے حدیث نبوی کو ناپسند نہیں کیا بلکہ انھیں یہ بات پسند نہ آئی کہ ایک اجنبی مرد ان کی جوان بیٹی پر نگاہ ڈالے۔ ② کنواری جوان بیٹی کو پردے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ③ لڑکے کو چاہیے کہ صرف اسی لڑکی کو دیکھے جس سے وہ واقعی نکاح کرنے کا خواہش مند ہے۔ اس بہانے سے لوگوں کی بیٹیوں کو دیکھتے پھرنا بہت بری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے خیالات سے باخبر ہے اس سے کسی کی خیانت پوشیدہ نہیں۔ ④ صحابہ اور صحابیات کے دل میں حدیث نبوی کا احترام بہت زیادہ تھا چنانچہ لڑکی کو جب نبی ﷺ کا ارشاد بتایا گیا تو وہ فوراً راضی ہو گئی حالانکہ طبعی طور پر یہ چیز اس کے لیے ناپسندیدہ تھی۔ ⑤ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہنوں میں فرمان رسول کی کتنی زیادہ اہمیت تھی۔

باب ۱۰۔ پیغام نکاح پر پیغام

نکاح دینے کی ممانعت

(المعجم ۱۰) - بَابُ لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ

عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ (التحفة ۱۰)

۱۸۶۷ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَ سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا شَفِيَّانُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی اپنے بھائی کے

۱۸۶۷ - أخرجه البخاري، البيهقي، باب لا يبيع على بيع أخيه... الخ، ح: ۲۱۴۰ وغيره، ومسلم، النكاح، باب تعريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ۱۴۱۳ من حديث شفيان به مطولاً.

ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ».

پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔“

۱۸۶۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔“

عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ».

🌞 نوآمد و مسائل: ① [خطبہ] ”خا“ کی زیر سے ”کا مطلب ہے کہ نکاح کے لیے بات چیت شروع کرنا“ یعنی کسی عورت کے سر پرستوں سے یہ درخواست کرنا کہ وہ اس کا رشتہ دے دیں۔ جب کسی عورت کے لیے اس کے گھر والوں سے بات چیت ہو رہی ہو اور رشتہ طے پا جانے کی امید ہو تو دوسرے آدمی کو اس عورت کے لیے بات چیت شروع نہیں کرنی چاہیے۔ ② اگر محسوس ہو کہ ابھی عورت نے اس مرد کو قبول کرنے کا فیصلہ نہیں کیا اور اس کی طرف واضح میلان نہیں تو دوسرا آدمی بھی پیغام بھیج سکتا ہے تاکہ عورت فیصلہ کر سکے کہ اس کے لیے ان دونوں میں سے کون سا مرد زیادہ مناسب ہے اور اس کے سر پرست بھی معاملے پر بہتر انداز سے غور کر سکیں۔ ③ اس ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ مسلمانوں کے باہمی معاملات میں بگاڑ پیدا نہ ہو اور آپس میں ناراضی پیدا نہ ہو۔



۱۸۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تیری عدت ختم ہو جائے تو مجھے بتانا۔“ (عدت ختم ہونے پر) انھوں نے آپ کو اطلاع دی۔ انھیں حضرت معاویہ ابوجہم بن صغیر اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے نکاح کے لیے پیغام بھیجے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے

إِذَا حَلَلَتْ فَأَذِنَنِي فَأَذَنَتْهُ. فَخَطَبَهَا

۱۸۶۸- أخرجه مسلم، النکاح، الباب السابق، ح: ۱۴۱۲ من حدیث یحییٰ به، البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیه... الخ، ح: ۸/۱۴۱۲.

۱۸۶۹- أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ۴۷/۴۸۰ عن ابن أبي شيبه به.

## ۹۔ ابواب النکاح

عورت سے نکاح کی بات اجازت لینے سے متعلق احکام و مسائل

فرمایا: ”معاویہ (رضی اللہ عنہ) تو مفلس آدمی ہیں ان کے پاس مال نہیں، ابوجہم (رضی اللہ عنہ) عورتوں کو بہت مارتے ہیں لیکن اسامہ (رضی اللہ عنہ) بہترین ہیں۔“ حضرت فاطمہ بنت قیس (رضی اللہ عنہا) نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کر کے کہا: اسامہ! اسامہ! اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت تیرے لیے بہتر ہے۔“ حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا: میں نے ان سے نکاح کر لیا، پھر مجھ پر رشک کیا گیا۔

مُعَاوِيَةُ وَأَبُو الْجَهْمِ بَنُ صَخِيرٍ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ تَرَبَّ، لَا مَالَ لَهُ. وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ. وَلَكِنْ أُسَامَةُ». فَقَالَتْ يَبْدِيهَا هَكَذَا: أُسَامَةُ. أُسَامَةُ. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «طَاعَةُ اللَّهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ خَيْرٌ لَّكَ» قَالَتْ: فَتَرَوْجَنَّهُ فَأَعْبَطْتُ بِهِ.

❦ فوائد و مسائل: ① عورت کے کسی مرد کو قبول کرنے کا فیصلہ کر لینے سے پہلے دوسرا آدمی پیغام بھیج سکتا ہے۔ ② اگر کسی کا عیب چھپانے سے کسی مسلمان کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ عیب ظاہر کر دیا جائے۔ یہ صورت ممنوعہ غیبت میں شمار نہیں ہوتی۔ حدیث کے راویوں پر جرح کرنے میں بھی یہی حکمت ہے کہ جو حکم رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں اسے غلطی سے شرعی حکم نہ سمجھ لیا جائے اس لیے یہی بھی جائز ہے۔ ③ جب کوئی غلام آزاد ہو جائے تو اسلامی معاشرے میں اس کا مقام دوسرے آزاد افراد سے کم تر نہیں ہوتا۔ ④ نبی ﷺ کا حکم ماننے میں فائدہ ہے اگرچہ بظاہر وہ ناگوار محسوس ہو۔ ⑤ حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے اشارے کا مطلب عدم رضامندی کا اظہار تھا کیونکہ حضرت اسامہ (رضی اللہ عنہ) کے والد محترم حضرت زید (رضی اللہ عنہ) کچھ عرصہ غلام رہ چکے تھے۔

باب: ۱۱۔ کنواری اور شوہر دیدہ

(المعجم ۱۱) - بَابُ اسْتِئْذَانِ الْبِكْرِ

سے اجازت لینا

وَالثَّيِّبِ (التحفة ۱۱)

۱۸۷۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شوہر دیدہ اپنی ذات پر اپنے والی (سرپرست) سے زیادہ اختیار رکھتی ہے۔ اور کنواری سے اس کی ذات کے بارے میں اجازت لی جائے۔“ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کنواری بات

۱۸۷۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْأَيُّمُ أَوْلَى بِنَفْسِهَا مِنْ

## ۹۔ ابواب النکاح

عورت سے نکاح کی بابت اجازت لینے سے متعلق احکام و مسائل

وَلِيَّتُهَا. وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا» قِيلَ: كَرْتِ هُوَ شَرْمَاتِي هِيَ۔ آپ نے فرمایا: ”اس کی بَارِئُ سَوَّلَ اللَّهُ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي أَنْ تَتَكَلَّمَ. خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔“ قَالَ: «إِذْنُهَا سَكُونُهَا».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہاں [ایم] سے مراد وہ عورت ہے جس کا پہلے نکاح ہوا تھا پھر خاوند سے جدائی ہو گئی خواہ خاوند کی وفات کی وجہ سے ہو یا طلاق کی وجہ سے، یعنی اس لفظ سے بیوہ اور طلاق یافتہ دونوں مراد ہیں۔ دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ ② نکاح میں لڑکی کی رضامندی بھی ملحوظ رکھی جائے اور سرپرست کی اجازت بھی ضروری ہے۔ ③ کنواری لڑکی اگر شرم و حیا کی وجہ سے بول کر رضامندی ظاہر نہ کر سکے تو اس کی خاموشی کو رضامندی تصور کر لیا جائے گا بشرطیکہ دوسرے قرائن سے محسوس نہ ہو کہ یہ خاموشی ناراضی کی وجہ سے ہے۔ ④ بیوہ یا مطلقہ کی اجازت واضح طور پر کلام کے ذریعے سے ہونا ضروری ہے اس کی خاموشی کو رضامندی لینا کافی نہیں۔ ⑤ بیوہ یا طلاق یافتہ عورت کو چاہیے کہ عدت گزرنے کے بعد دوبارہ کسی مناسب جگہ نکاح کر لے۔ اس کے سرپرست کو بھی چاہیے کہ دوسرا نکاح کرنے میں اس سے تعاون کرے۔ بے نکاح بیٹھ رہنا درست نہیں الا یہ کہ عمر اتنی زیادہ ہو گئی ہو کہ دوسرا نکاح کرنا مشکل ہو..... یا کوئی اور رکاوٹ ہو۔



۱۸۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ النَّيِّبُ حَتَّى تَسْتَأْمَرَ. وَلَا الْبِكْرُ حَتَّى تَسْتَأْذَنَ، وَإِذْنُهَا الصُّمُوتُ».

۱۸۷۲- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنَّ أَبَا اللَّيْثِ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حَسِينٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ

۱۸۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”شوہر دیدہ کا نکاح اس سے مشورہ کیے بغیر نہ کیا جائے۔ اور کنواری کا نکاح اس سے اجازت لیے بغیر نہ کیا جائے۔ اور اس کی اجازت خاموش رہنا ہے۔“

۱۸۷۲- حضرت عدی بن عدی کنڈی رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شوہر دیدہ اپنی

۱۸۷۱- أخرجه مسلم، النکاح، الباب السابق، ح: ۶۴/۱۴۱۹ من حديث الأوزاعي وغيره، ورواه البخاري، ح: ۵۱۳۶ من حديث يحيى بن أبي كثير.

۱۸۷۲- [صحيح] أخرجه أحمد: ۱۹۲/۴ من حديث الليث بن سعد، قيل: عدي لم يسمع من أبيه، لكن للحديث شاهد صحيحه عند أحمد وغيره.

## ۹۔ ابواب النکاح

عَدِيّ الْكِنْدِيُّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْتَيْبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا، وَالْيَكْرُ رِضَاهَا صُمْتُهَا»۔  
 فائدة: عورت اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی۔ اس کا نکاح اس کا سرپرست ہی کرے گا تاہم اس کی رائے کو بھی اہمیت دی جائے گی۔ دونوں کے مشورے سے نکاح ہوگا۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ مَنْ زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ (التحفة ۱۲)  
 باب ۱۲۔ بیٹی کی ناراضی کے باوجود اس کا نکاح کر دینا

۱۸۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ، وَمُجَمَّعَ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّينَ أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ يَدْعَى خِذَامًا أَنْكَحَ ابْنَتَهُ لَهُ. فَكَرِهَتْ نِكَاحَ أَبِيهَا. فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. فَذَكَرَتْ لَهُ. فَرَدَّ عَلَيْهَا نِكَاحَ أَبِيهَا. فَكَتَحَتْ أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ. وَذَكَرَ يَحْيَى أَنَّهَا كَانَتْ ثَيِّبًا۔  
 ۱۸۷۳- حضرت عبدالرحمن بن یزید انصاری اور حضرت مجع بن یزید انصاری رحمہما سے روایت ہے کہ ان کے خاندان کے ایک شخص حضرت خذام رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔ اس نے اپنے والد کے کیے ہوئے نکاح کو پسند نہ کیا چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ آپ نے اس کے والد کا کیا ہوا نکاح کا عدم قرار دے دیا۔ تب اس نے حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔

حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ لڑکی ثیب (بیوہ یا طلاق یافتہ) تھی۔

فوائد ومسائل: ① [ثیب] کا نکاح اگر اس کی مرضی کے خلاف کر دیا جائے تب بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے تاہم وہ عدالت کے ذریعے سے یہ نکاح ختم کر سکتی ہے۔ ② اس ناخوش گوار نتیجے سے بچنے کے لیے پہلے ہی افہام و تفہیم سے کسی متفقہ رائے پر پہنچ جانا بہتر ہے یعنی نکاح وہاں کیا جائے جہاں عورت بھی راضی ہو اور سرپرست کو بھی اعتراض نہ ہو۔

۱۸۷۳- أخرجه البخاري، النكاح، باب إذا زوج الرجل ابته وهي كارهة فنكاحه مردود، ح: ۵۱۳۹ من حديث يزيد بن مختصر<sup>۱</sup>۔

۱۸۷۴- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ:

۱۸۷۴- حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد

حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَتْ فَتَاةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَتْ: إِنَّ أَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ أُخِيهِ لِيَرْفَعَ بِي خَمِيسَتَهُ. قَالَ، فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا. فَقَالَتْ: قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِي. وَلَكِنْ أَرَدْتُ أَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ أَنَّ لَيْسَ إِلَى الْآبَاءِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ.

انہوں نے فرمایا: ایک نوجوان لڑکی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے تاکہ میرے ذریعے سے اس کا مقام بلند ہو جائے۔ آپ ﷺ نے لڑکی کو (نکاح) فسخ کرنے کا اختیار دے دیا۔ اس نے کہا: میں اپنے والد کے کیے ہوئے نکاح کو قبول کرتی ہوں لیکن میں چاہتی تھی کہ عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے باپوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”تاکہ میرے ذریعے سے اس کا مقام بلند ہو جائے“ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ میرے والد نادار ہیں اور ان کا بھتیجا خوشال ہے وہ چاہتے ہیں کہ اس رشتے کی وجہ سے انھیں بھی مالی فوائد حاصل ہو جائیں۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ بھتیجا نادار ہے والد صاحب میرا شہرہ دے کر اس کا مقام بلند کرنا چاہتے ہیں تاکہ لوگ یہ سمجھ کر اس کی عزت کریں کہ یہ فلاں صاحب کا داماد ہے۔ ② والدین کو بھی لڑکی کی رضامندی کے بغیر بالجبر ایسی جگہ نکاح کر دینے کی اجازت نہیں ہے جو اسے پسند نہ ہو۔ ③ ایسی صورت میں لڑکی کو نکاح فسخ کرانے کی اجازت ہے۔



۱۸۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو الشَّعْرِ يَحْيَى بْنُ يَزَادَ الْعَسْكَرِيُّ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُرْؤُذِيُّ: حَدَّثَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جَارِيَةَ بَكْرًا أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ. فَذَكَرَتْ لَهُ

۱۸۷۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بتایا کہ اس کے والد نے اس کا نکاح کر دیا ہے جب کہ وہ (اس رشتے سے) ناخوش ہے۔ نبی ﷺ نے اسے (نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار دے دیا۔

۱۸۷۴- [إسناده صحيح] وقال البوصيري: 'إسناده صحيح'، والحديث الآتي شاهد له.

۱۸۷۵- [صحيح] أخرجه أبوداود، النکاح، باب في البكر يزوجه أبوها ولا يستأمرها، ح: ۲۰۹۶ من حديث الحسين بن محمد به ۵ جرير بن حازم ثقة مدلس، رماه بالتدليس الإمام البيهقي وغيره، وقد عمن، وتابعه زيد بن حبان، وخالفهما الجبل حماد بن زيد فرواه مرسلًا وهو الصواب، والحديث السابق شاهد لحديث جرير وزيد، وبه صح الحديث.

## ۹۔ ابواب النکاح

چھوٹی بچی کے نکاح سے متعلق احکام و مسائل

أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ. فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ.

ایک دوسری سند سے بھی یہ روایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح مروی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنَّ أَبَا مُعَمَّرٍ بْنُ سَلِيمَانَ الرَّقِئِيَّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبَانَ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَّانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلُهُ.

باب: ۱۳۔ والد چھوٹی بچی کا نکاح

(المعجم ۱۳) - بَابُ نِكَاحِ الصَّغَارِ

(اس سے پوچھنے (غیر) کر سکتا ہے)

يُزَوِّجُهُنَّ الْأَبَاءُ (التحفة ۱۳)

۱۸۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے میرا نکاح ہوا تو میری عمر چھ سال تھی۔ ہم (ہجرت کر کے) مدینہ آئے تو بنو حارث بن خزرج کے محلے میں ٹھہرے۔ (ایک بار ایسا ہوا کہ) مجھے بخار آیا تو میرے سر کے بال جھڑ گئے حتیٰ کہ کندھوں تک لٹکتے ہوئے تھوڑے سے بال رہ گئے۔ (ایک دن) میں جھولا جھول رہی تھی اور میرے ساتھ چند سہیلیاں بھی تھیں کہ میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے آ کر مجھے آواز دی۔ میں ان کے پاس آ گئی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ ان کا کیا ارادہ ہے؟ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے تک لے آئیں۔ میرا سانس پھولا ہوا تھا۔ (تھوڑی دیر میں) میرا سانس کچھ ٹھیک ہو گیا۔ امی جان نے پانی لے کر میرا سر منہ دھویا پھر مجھے گھر کے اندر لے گئیں دیکھا تو گھر میں چند انصاری خواتین موجود تھیں۔ انھوں نے کہا: اَعْلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى

۱۸۷۶۔ حَدَّثَنَا سُؤْدَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ. فَقَلِمْنَا الْمَدِينَةَ. فَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ. فَوَعُكْتُ. فَتَمَزَّقَ شَعْرِي حَتَّى وَفَى لِي جُمُئِمَةٌ. فَأَتَنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ وَإِنِّي لَنُفِي أَرْجُو حَيَّةَ وَمَعِي صَوَاجِبَاتٌ لِي. فَصَرَخْتُ بِي. فَأَتَيْتُهَا وَمَا أَذْرِي مَا تُرِيدُ. فَأَخَذَتْ بِيَدِي فَأَوْفَقَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ. وَإِنِّي لَأَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِي. ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ عَلَى وَجْهِهِ وَرَأْسِي. ثُمَّ أَذْخَلَتْنِي الدَّارَ. فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتٍ. فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى

۱۸۷۶۔ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ عائشة وقدموها المدينة وبنائه بها، ح: ۳۸۹۴ من حديث علي بن مسهر، ومسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، من حديث هشام بن ح: ۱۶۲۲.

## ۹۔ ابواب النکاح

چھوٹی بچی کے نکاح سے متعلق احکام و مسائل

خَيْرُ طَائِفٍ . فَأَسْلَمْتَنِي إِلَيْهِمْ . فَأَصْلَحَنَ مِنْ شَأْنِي . فَلَمْ يَرْغُبِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ضُحَى . فَأَسْلَمْتَنِي إِلَيْهِ ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ .

خَيْرُ طَائِفٍ ”خیر و برکت کے ساتھ آؤ تمہاری قسمت اچھی ہو۔“ امی جان نے مجھے ان خواتین کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے میری حالت کو درست کیا (نگہبھی پٹی کی اور زیب و زینت کر کے لہن بنا دیا۔) مجھے بھی پتہ چلا جب چاشت کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور خواتین نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ اس وقت میری عمر نو سال تھی۔“

فوائد و مسائل: ① نابالغ بچی کا نکاح درست ہے۔ ② [أَرْجُو حَقَّ] ”جھولا“ ایک بڑی لکڑی ہوتی ہے جو درمیان سے اوپر جھک رہی ہوتی ہے۔ بچے اس پر دونوں طرف بیٹھ جاتے ہیں۔ جب وہ ایک طرف سے نیچے ہوتی ہے تو دوسری طرف سے اوپر اٹھ جاتی ہے۔ اسے انگریزی میں (See Saw) ”سی سا“ کہتے ہیں۔ ③ رخصتی کے وقت لہن کو آراستہ کرنا مسنون ہے۔ ④ رخصتی کے وقت ہمسایہ خواتین کا جمع ہونا اور تیاری میں مدد دینا درست ہے تاہم آج کل جو بے جا تکلفات اور رسم و رواج اختیار کر لیے گئے ہیں یہ خواہ خواہ کی تکلیف ہے جس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ⑤ اسی طرح بیوی پارلوں میں بھیج کر لہن کو آراستہ کروانا فضول خرچی بھی ہے حیاباختہ اور بے پردہ عورتوں کی نقالی بھی اور تغیر خلق اللہ بھی۔ ⑥ اسلام میں برات کا کوئی تصور نہیں۔ یہ ہندو نامہ رسم ہے۔ اسی طرح مروجہ جہیز بھی غیر اسلامی رسم ہے۔ ⑦ نو سال کی بچی بالغ ہو سکتی ہے اور بالغ ہونے پر اس کی رخصتی بھی ہو سکتی ہے۔ اس میں کسی خاص عمر کی شرعا کوئی شرط نہیں اس لیے موجودہ عالمی قوانین میں مخصوص عمر کی جو شرط لگائی گئی ہے شرعا اس کی کوئی حیثیت نہیں۔



۱۸۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَبَّانٍ : حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ . وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ . وَتُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِي عَشْرَةَ سَنَةً .

۱۸۷۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ان کی عمر سات برس تھی اور جب ان کی رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ام المومنین کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

۱۸۷۷- [صحیح] فیہ علتان ، والحديث السابق شاهد له ، وللحديث طرق كثيرة عن عائشة رضي الله عنها ، وأجمع المحدثون على صحته ، وهم عمدة في هذا الشأن .



## ۹۔ ابواب النکاح ————— سرپرست کی اجازت کے بغیر کیے ہوئے نکاح سے متعلق احکام و مسائل

**🌟 فائدہ:** حدیث ۱۸۷۶ میں ذکر ہوا کہ نکاح کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چھ سال کی تھی۔ اور اس حدیث میں ہے کہ اس وقت عمر مبارک سات سال تھی تاہم پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ صحیحین میں بھی چھ سال ہی مذکور ہے۔ (صحیح البخاری، مناقب الأنصار باب تزویج النبی ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا وقدومها المدينة وبنائها بها، حدیث: ۳۸۹۳، وصحیح مسلم، النکاح، باب جواز تزویج الأب البکر الصغیرۃ، حدیث: ۱۳۲۲)

(المعجم ۱۴) - **بَابُ نِكَاحِ الصَّغَارِ** باب ۱۲۰۔ باپ کے علاوہ دوسرے سرپرست چھوٹی بچی کا نکاح کر دیں تو؟  
(یُرْوَجُّهُنَّ غَيْرُ الْأَبَاءِ) (النسفة ۱۴)

۱۸۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِنُغِيُّ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ حِينَ هَلَكَ عُثْمَانُ ابْنُ مَطْعُونٍ تَرَكَ ابْنَةً لَهُ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَمْ فَرَّوْجِيهَا خَالِي قُدَامَةَ، وَهُوَ عَمُّهَا، وَلَمْ يُفَارِوْهَا. وَذَلِكَ بَعْدَمَا هَلَكَ أَبُوهَا. فَكَرِهَتْ نِكَاحَهُ، وَأَحْبَبَتِ الْجَارِيَةَ أَنْ يُرْوَجَّهَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَرَّوَجَّهَا إِتَاءَهُ.

۱۸۷۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ایک بیٹی چھوڑ کر فوت ہو گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کے والد کی وفات کے بعد میرے ماموں حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ نے جو اس لڑکی کے چچا تھے اس سے مشورہ لیے بغیر مجھ سے اس کا نکاح کر دیا۔ اس نے ان کے کیے ہوئے رشتے کو پسند نہ کیا۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ اس کا نکاح حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کرتے چنانچہ حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ نے (پہلا نکاح فسخ کر کے) اس کا نکاح ان (حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ) سے کر دیا۔

**🌟 فوائد و مسائل:** ① مصنف نے باب کا یہ عنوان مقرر کر کے اشارہ کیا ہے کہ جس طرح باپ اپنی نابالغ بچی کا نکاح اس سے مشورہ لیے بغیر کر سکتا ہے۔ دوسرا کوئی سرپرست مثلاً: ماموں یا چچا وغیرہ اس طرح نہیں کر سکتا بلکہ بچی سے مشورہ لینا چاہیے۔ بظاہر اس حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ لڑکی بالغ تھی یا نابالغ۔ ممکن ہے کسی دوسری سند سے اس کی صراحت مروی ہو کہ وہ نابالغ تھی۔ واللہ اعلم۔ ② بالغ ہونے کی صورت میں تو اس کی رضامندی ضروری تھی اور چونکہ پہلا نکاح رضامندی کے بغیر کیا گیا تھا اس لیے اسے فسخ کر دیا گیا۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ موصوفہ بالغ تھی..... رضی اللہ عنہا.....

باب: ۱۵۔ سرپرست کی اجازت

(المعجم ۱۵) - بَابُ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ

کے بغیر (لا کی کا) نکاح نہیں ہوتا

(التحفة ۱۵)

۱۸۷۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۸۷۹ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت کا نکاح سرپرست نے نہیں کیا اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل (کا لحد) ہے۔ اگر مرد اس سے مقاربت کر لے تو اس کی مقاربت کی وجہ سے اس عورت کو حق مہر ادا کیا جائے گا۔ اگر ان (سرپرستوں) میں باہم اختلاف ہو جائے تو جس کا کوئی ولی (سرپرست) نہ ہو یا وہاں اس کا ولی (سرپرست) ہے۔“

حَدَّثَنَا مُعَاذُ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ شَلِيمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ لَمْ يُنْكَحْهَا الْوَلِيُّ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَإِنْ أَصَابَهَا فَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا أَصَابَ مِنْهَا. فَإِنْ اسْتَجَرُوا، فَالْسلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ».



🌞 نوامد و مسائل: ① نکاح میں جس طرح لا کی کی رضامندی ضروری ہے اسی طرح اس کے سرپرست کی اجازت بھی ضروری ہے جیسے کہ حدیث ۱۸۷۹ میں بھی اشارہ ہے۔ ② ولی کی اجازت کے بغیر نکاح شرعاً غیر قانونی ہے لہذا اگر سرپرست اجازت دینے سے انکار کر دے تو میاں بیوی میں جدائی کرادی جائے گی۔ ③ مقاربت کے بعد جدائی ہونے کی صورت میں مرد کے ذمے پورا حق مہر ادا کرنا لازمی ہوگا۔ ④ اسلامی سلطنت میں بادشاہ کو نکاح کے معاملات میں مداخلت کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح بادشاہ کے نائب مقامی حکام بھی یہ حق رکھتے ہیں۔ موجودہ حالات میں اس قسم کے فیصلے عدالتیں کرتی ہیں۔ پنجپیت میں بھی یہ معاملہ حل کیا جاسکتا ہے۔ ⑤ اگر کوئی بچی لا وارث ہو اور اس کا کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہو جو سرپرست کے طور پر اس کے مفادات کا خیال کر سکے تو اس صورت میں بھی اسلامی سلطنت کو سرپرست کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ مسئلہ ولایت نکاح کی مزید تحقیق و تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب ”مفہوم لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں“ از حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ۔

۱۸۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ۱۸۸۰ - المومنین حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ

۱۸۷۹ - [صحیح] أخرجه أبو داود، النکاح، باب في الولي، ح: ۲۰۸۳ من حديث ابن جريج به، وصححه ابن حبان، والحاكم، وله شواهد كثيرة، وحديث: "لا نكاح إلا بولي" متواتر كما قال السيوطي في قطف الأزهار، ح: ۸۷ وغيره، وكذا تواتر عن الصحابة رضي الله عنهم من فتاويهم، راجع السنن الكبرى للبيهقي ۱۱۱/۷ وغيره. ۱۸۸۰ - [صحیح] انظر الحديث السابق.

## ۹۔ ابواب النکاح

سرپرست کی اجازت کے بغیر کیے ہوئے نکاح سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ غَائِثَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَعَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ».

بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سرپرست (کی اجازت) کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔“

وَفِي حَدِيثِ غَائِثَةَ: «وَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَ لَهُ».

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ”جس کا ولی نہ ہو بادشاہ اس کا ولی ہے۔“

۱۸۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَّازِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ».

۱۸۸۱- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ولی (سرپرست) کے بغیر نکاح نہیں۔“

۱۸۸۲- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْقُعَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ. وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةَ نَفْسَهَا. فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا».

۱۸۸۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرے نہ عورت خود اپنا نکاح کرے۔ بدکار عورت ہی اپنا نکاح خود کرتی ہے۔“

۱۸۸۱- [صحیح] أخرجه أبو داود، النکاح، باب في الولي، ح: ۲۰۸۵ من حديث أبي إسحاق به، وتابعه يونس عنه، وانظر، ح: ۱۸۷۹.

۱۸۸۲- [صحیح] أخرجه الدارقطني، والبيهقي: ۱۱۰/۷ من طريق جميل به، وانظر، ح: ۱۶۷۶ لعلته، وفيه علة أخرى، وأخرج البيهقي بإسناد صحيح عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: "لا تزوج المرأة المرأة ولا تزوج المرأة نفسها، فإن الزانية هي التي تزوج نفسها"، وله حكم الرفع.

فوائد ومسائل: ① نکاح میں عورت ولی (سرپرست) نہیں بن سکتی۔ ② بغیر ولی کے عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشَّغَارِ باب: ۱۶- نکاح شغار کی ممانعت (التحفة ۱۶)

۱۸۸۳- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔ اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے: تم مجھ سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دو اس کے عوض میں تم سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دوں گا۔ اور ان دونوں (عورتوں) کا حق مہر کچھ نہ ہو۔

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الشَّغَارِ وَالشَّغَارُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ أَوْ أُخْتَكَ، عَلَى أَنْ أَزَوِّجَكَ ابْنَتِي أَوْ أُخْتِي. وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَقٌ.

فوائد ومسائل: ① نکاح شغار یا متبادل شادیوں سے مراد وہی صورت ہے جو پنجاب میں ”ونہ سڑ“ کے نام سے معروف ہے۔ اس کی تفصیر روایت میں ذکر ہو چکی ہے۔ ② نکاح شغار میں یہ خرابی ہے کہ اگر ایک طرف میاں بیوی میں ناجاتی ہوئی ہے تو دوسری طرف اس کا بدلہ چکانے کی کوشش کی جاتی ہے حتیٰ کہ دونوں میں سے اگر ایک مرد کسی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو دوسرا بھی اپنی بے قصور بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ ③ جاہلیت میں نکاح شغار میں حق مہر کا تعین نہیں کیا جاتا تھا۔ نہ مہر مثل ہی ادا کیا جاتا تھا۔ گویا عورت کا عورت سے تبادلہ ہوتا تھا۔ آج کل اگرچہ حق مہر مقرر کرتے ہیں لیکن پھر بھی وہ خرابی بدستور باقی رہتی ہے کہ ایک مرد کی زیادتی کا بدلہ اس کی بیٹی یا بہن پر زیادتی کر کے اتارنے کی کوشش کی جاتی ہے اس لیے اس صورت سے بھی اجتناب ہی کرنا چاہیے۔

۱۸۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَ أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُثَيْبٍ [عَبِيدِ] اللَّهِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ

۱۸۸۳- أخرجه البخاري، النکاح، باب الشغار، ح: ۵۱۱۲، ومسلم، النکاح، باب تحريم نکاح الشغار وبطلانه، ح: ۱۴۱۵ من حديث مالك به.

۱۸۸۴- أخرجه مسلم، النکاح، الباب السابق، ح: ۱۴۱۶ عن ابن أبي شيبة عن أبي أسامة وغيره به.

## ۹۔ أبواب النکاح

الْأَعْرَجُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الشُّغَارِ.

۱۸۸۵ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ: ۱۸۸۵ - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے أَنَبَانَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنَبَانَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا شُغَارَ فِي الْإِسْلَامِ».

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ غیر مسلموں کا رواج ہے۔ مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ غیر اسلامی رسم ہے۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ صَدَاقِ النِّسَاءِ

باب: ۱۷۔ عورتوں کا حق مہر

(التحفة ۱۷)

۱۸۸۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ۱۸۸۶ - حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے أَنَبَانَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: كَمْ كَانَ صَدَاقُ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ صَدَاقُهُ فِي أَزْوَاجِهِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَوْقِيَةً وَنِشَاءً. هَلْ تَدْرِي مَا النَّشْ؟ مُرْ يُضْفُ أَوْقِيَةً. وَذَلِكَ خَمْسمِائَةٍ يَرْهَمُ.

انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کا حق مہر کتنا تھا؟ انہوں نے فرمایا: آپ کی ازواج مطہرات کا حق مہر بارہ اوقیہ اور نش تھا۔ کیا تجھے معلوم ہے نش کیا ہوتا ہے؟ وہ آدھا اوقیہ ہوتا ہے۔ یہ (کل مقدار) پانچ سو درہم ہے۔

نواہد و مسائل: ① نکاح میں حق مہر ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَحِلُّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ مِمَّا أُنْزِلَ بِأَمْرِ الْكُفْرِ مُحْصِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ﴾ (النساء: ۲۴) اور ان (مذکورہ بالا) عورتوں کے سوا

۱۸۸۵ - [إسناده صحيح] أخرجه أحمد ۱۶۵ / ۳ عن عبد الرزاق به عن معمر عن ثابت وأبان وغير واحد عن أنس

۱۸۸۶ - أخرجه مسلم، النکاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد . . . الخ، ح: ۱۴۲۶ من حديث عبد العزيز بن محمد به .

## ۹- ابواب النکاح

حق مہر سے متعلق احکام و مسائل

دوسری عورتیں تم پر حلال کی گئیں کہ اپنے مال سے (حق مہر دے کر) تم ان سے نکاح کرنا چاہو (تو کرلو) برے کام سے بچنے کے لیے نہ کہ شہوت رانی کرنے کے لیے۔“ ① مذکورہ بالا آیت میں شرعی نکاح کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ طلب کرو ﴿أَنْ تَبْتَغُوا﴾ یعنی دونوں طرف سے ایجاب و قبول ہو۔ دوسری یہ کہ مال دو ﴿بِأَمْوَالِكُمْ﴾ یعنی حق مہر ادا کرو۔ تیسری یہ کہ ان کو شادی کی دائمی قید میں لانا مقصود ہو۔ متعہ یا حلالہ نہ ہو ﴿مُحْصِنِينَ﴾ ”قلعہ (حصن) میں بند کرنے والے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ چھپی دوستی نہ ہو بلکہ گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہو۔ ﴿وَلَا مُتَّخِذَ آبٍ أَخَذَانَ﴾ ”نہ چھپی دوستی کرنے والیاں۔“ (النساء: ۲۵) (مفہوم تفسیر احسن البیان) حافظ صلاح الدین یوسف ② حق مہر بہت زیادہ مقرر نہیں کرنا چاہیے جس کی ادائیگی خاوند کے لیے دشوار ہو اور بہت کم بھی مقرر نہیں کرنا چاہیے جس کی خاوند کی نظر میں کوئی اہمیت نہ ہو۔ ③ اگر خاوند مفلس ہو تو حق مہر بہت کم بھی مقرر کیا جاسکتا ہے خواہ لوہے کا چھلا ہی ہو۔ (صحیح البخاری، النکاح، حدیث: ۵۱۵۰) و صحیح مسلم، النکاح، حدیث: ۱۳۳۵) ④ پانچ سو درہم کی مقدار تقریباً ڈیڑھ (۱½) کلو گرام چاندی کے برابر ہوتی ہے۔



۱۸۸۷- حضرت ابو العصفاء سلمیؓ سے روایت

ہے حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: عورتوں کے حق مہر میں غلو نہ کرو اگر یہ کام (بہت زیادہ حق مہر مقرر کرنا) دنیا میں عزت کا باعث ہوتا یا اللہ کے ہاں تقویٰ (اور نیکی کا کام شمار) ہوتا تو حضرت محمدؐ زیادہ حق رکھتے تھے کہ ایسا کرتے۔ بارہ اوقیہ سے زیادہ نہ نبیؐ نے اپنی کسی زوجہ محترمہ کو حق مہر دیا اور نہ آپ کی کسی بیوی کو ملا۔ آدمی اپنی بیوی کے لیے بہت زیادہ حق مہر مقرر کر لیتا ہے۔ بعد میں اس کے دل میں بیوی سے نفرت کا باعث بن جاتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے: میں نے تیرے لیے مشکیزے کی رسی اٹھائی، یا مشک کا پسینہ برداشت کیا۔

۱۸۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُحَظِّصِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي الْعَصْفَاءِ السَّلْمِيِّ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَا تَغَالُوا صَدَاقَ النِّسَاءِ، فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا، أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللَّهِ، كَانَ أَوْلَاكُمْ وَأَحَقَّكُمْ بِهَا مُحَمَّدٌ ﷺ. مَا أَصْدَقَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أَصْدَقَتْ امْرَأَةً مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنْ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَوْقِيَةً. وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْقُلُ صَدَقَةَ امْرَأَتِهِ حَتَّى يَكُونَ لَهَا عَدَاوَةٌ فِي نَفْسِهِ. وَيَقُولُ: قَدْ كَلِفْتُ إِلَيْكَ

عَلَّقَ الْفَرْيَةَ، أَوْ عَرَقَ الْفَرْيَةَ.

وَكُنْتُ رَجُلًا عَرَبِيًّا مَوْلِدًا، مَا أَذْرِي أَبُو الْعَجْفَاءِ ۖ لَمْ يَفْرَأْ: فرمایا: میں مولد عربی تھا (اس لیے اس محاورے کو سمجھ نہیں سکا۔) معلوم نہیں علق القرية (مشک کی رسی) یا عرق القرية (مشک کا پسینہ) اس کا کیا مطلب ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جائز کاموں میں افراط و تفریط سے پرہیز کرتے ہوئے درمیانہ انداز اختیار کرنا چاہیے۔ ② بہت زیادہ حق مہر مقرر کرنا ثواب کا کام ہے نہ عزت کا۔ ③ طاقت سے بڑھ کر حق مہر مقرر کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔ مرد اس کی ادائیگی کے لیے محنت مشقت کرتا ہے اور ادائیگیں کر پاتا تو دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ دل میں کہتا ہے کہ میں اس عورت کی وجہ سے مصیبت میں پھنس گیا ہوں جبکہ مناسب حق مہر آسانی سے ادا ہو جاتا ہے جس سے میاں بیوی کی باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے جو شرعاً مقصود ہے۔ ④ مشکیزے کی رسی اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس رقم کی ادائیگی کے لیے محنت مزدوری کرنی پڑی حتیٰ کہ میں نے ایسے کام بھی کیے جو حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ ⑤ مشکیزے کا پسینہ بھی یہی مفہوم رکھتا ہے کہ پانی بھرنے کی مزدوری کی اور اس کام میں پسینہ بہایا تب تیرا حق مہر ادا کر سکا۔ جب اس طرح کی طعن و تشنیع تک نوبت پہنچ جائے تو ازدواجی زندگی تلخ ہو جاتی ہے اس سے بچنے کے لیے حق مہر طاقت کے مطابق ہی مقرر کرنا چاہیے۔ ⑥ جب حق مہر کی یہ کیفیت ہے جس کا حکم بھی ہے اور وہ مسنون بھی ہے تو غیر شرعی رسم و رواج پورے کرنے کے لیے جو ناروا اخراجات کا بوجھ اٹھایا جاتا ہے وہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے گھروں میں اکثر بھگڑے ہوتے ہیں اور طلاق تک نوبت پہنچتی ہے۔ ⑦ مولد عربی اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے ماں باپ خالص عرب نہ ہوں اسی طرح غیر عربی اور مخلوط النسل کو بھی مولد کہا جاتا ہے۔

۱۸۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ الصَّرِيرُ وَهَذَا بِنُ السَّرِيِّ. قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ مُثَنَّبَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي فَرَازَةَ تَزَوَّجَ عَلَى نَعْلَيْنِ. فَأَجَازَ

۱۸۸۸- حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو فزارہ کے ایک آدمی نے جو توں کا جوڑا حق مہر مقرر کر کے نکاح کیا۔ نبی ﷺ نے اس کے نکاح کو صحیح قرار دے دیا۔

۱۸۸۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: ۱۸۸۹- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے کون نکاح کرے گا؟“ ایک آدمی نے کہا: میں۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ”اسے (حق مہر) دو، وہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔“ اس نے کہا: میرے پاس (لوہے کی انگوٹھی بھی) نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تجھے جو قرآن یاد ہے میں نے اس کے عوض اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔“

۱۸۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «مَنْ يَتَزَوَّجُهَا؟» فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ» فَقَالَ: لَيْسَ مَعِيَ. قَالَ: «قَدْ زَوَّجْتُكَهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① حق مہر کی کم سے کم کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔ استعمال کی معمولی سے معمولی چیز بھی حق مہر مقرر ہو سکتی ہے بشرطیکہ عورت رضامند ہو۔ ② کوئی غیر مادی فائدہ بھی حق مہر ہو سکتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال اپنے سرسرا ل کی خدمت کی اور ان کی بکریاں چرائیں۔ (القصص ۲۸: ۲۷-۲۹) ③ بعض علماء نے حدیث کے آخری جملے کا ترجمہ یوں کیا ہے: ”تجھے جو قرآن یاد ہے“ میں نے اس کی وجہ سے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔“ مطلب یہ ہے کہ بعد میں جب ممکن ہو اسے مہر مثل ادا کر دینا۔ وہ کہتے ہیں: مہر کے لیے مادی چیز کا ہونا ضروری ہے لیکن ان کا یہ موقف درست نہیں کیونکہ یہ واقعہ صحیح مسلم میں ان الفاظ میں مروی ہے: [انْطَلِقْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا فَعَلَّمَهَا مِنَ الْقُرْآنِ] ”جاؤ میں نے اس سے تمھارا نکاح کر دیا لہذا اسے قرآن سکھا دیا۔“ (صحیح مسلم، النکاح، باب الصداق و جواز کونہ تعلیم القرآن.....؛ حدیث: ۱۳۲۵) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سکھانا ہی اس کا حق مہر تھا۔

۱۸۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرَّقَاشِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ: ۱۸۹۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گھر کا کچھ سامان حق مہر مقرر کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اس سامان کی قیمت پچاس درہم تھی۔

۱۸۹۰- حَدَّثَنَا الْأَعْرُ الرَّقَاشِيُّ، عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۱۸۸۹- أخرجه البخاري، النكاح، باب المهر بالعروض، وخاتم من حديد، ح: ۵۱۵۰ من طريق سفیان به، وأخرجه مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن... الخ، ح: ۱۴۲۵ من طريق آخر عن أبي حازم به. ۱۸۹۰- [مسناه ضعيف] وانظر، ح: ۳۷ لعلته، وفيه علل أخرى، منها جهالة الرقاشي، راجع التقریب وغيره.



يُفْرِضُ لَهَا قِيمُوثٌ عَلَى ذَلِكَ (التحفة ۱۸)  
حَمُوسٌ دِرْهَمًا.

باب: ۱۸۔ جو آدمی کسی عورت سے حق مہر کا تعین کیے بغیر نکاح کرے اور اسی حال میں فوت ہو جائے اس کا کیا حکم ہے؟

(المعجم ۱۸) - بَابُ الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ وَلَا يَفْرِضُ لَهَا قِيمُوثٌ عَلَى ذَلِكَ (التحفة ۱۸)

۱۸۹۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور خلوت سے پہلے فوت ہو گیا اور اس نے حق مہر کا تعین بھی نہیں کیا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو حق مہر بھی ملے گا اور (خاوند کی) میراث بھی ملے گی اور اسے عدت بھی گزارنی ہو گی۔ حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے حضرت برواع بنت واثق رضی اللہ عنہ کے معاملے میں یہی فیصلہ دیا تھا۔

۱۸۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَمَاتَ عَنْهَا، وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا، وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا. قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَهَا الصَّدَاقُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ. فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي بَرِوَعِ بِنْتِ وَاسِثٍ بِمِثْلِ ذَلِكَ.

(امام ابن ماجہ کے استاد) ابو بکر بن ابوشیبہ نے ایک دوسری سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَثَلَهُ.

✽ نوآند و مسائل: ① نکاح ہو جانے سے عورت کو بیوی والے تمام حقوق حاصل ہو جاتے ہیں اگرچہ رخصتی نہ ہوئی ہو۔ ② خاوند اور بیوی کو ایک دوسرے کے ترکے میں سے حصہ ملتا ہے جب کہ نکاح ہو چکا ہو خواہ رخصتی نہ ہوئی ہو۔ ③ عورت کی رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اسے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن عدت گزارنا ضروری ہے البتہ اگر رخصتی سے پہلے طلاق ہو جائے تو عورت کو عدت گزارنے کی ضرورت نہیں۔ (الأحزاب: ۴۹)

⑤ مذکورہ صورت میں حق مہر کی مقدار کا تعین عورت کے خاندان کی دوسری خواتین کے حق مہر کی روشنی میں کیا جائے گا یعنی عورت کے خاندان میں عورتوں کا جتنا حق مہر عموماً مقرر ہوتا ہے اتنا ہی اسے دیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں یہی فیصلہ دیا تھا۔ جامع ترمذی میں ان کے فیصلے کے یہ الفاظ مروی ہیں: [لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا] لَا وَكُسَ وَلَا شَطَطٌ..... [”اے اپنے خاندان کی عورتوں جیسا مہر ملے گا“ نہ زیادہ نہ کم اور اس پر عدت ہے اور اس کے لیے میراث ہے۔“ (جامع الترمذی، النکاح، باب ما جاء في الرجل يتزوج المرأة فيموت عنها قبل أن يفرض لها، حدیث: ۱۱۳۵) تاہم اگر حق مہر مقرر ہو اور غلوت سے پہلے ہی طلاق دے دی جائے تو پھر آدھا حق مہر ادا کیا جائے گا۔ (البقرة: ۲۳۷) ⑥ اگر نکاح کے وقت حق مہر کا تعین نہ ہو تو بھی نکاح صحیح ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ اسی وقت تعین کر لیا جائے۔ حدیث: ۱۸۸۹ میں مذکور واقعہ میں صحیح بخاری کی روایت کے مطابق نبی ﷺ نے اس شخص سے فرمایا تھا: ”کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے جو تو اسے حق مہر کے طور پر ادا کرے؟“ (صحیح البخاری، النکاح، باب السلطان ولي.....، حدیث: ۵۱۳۵)

⑦ جس مسئلہ میں قرآن و حدیث کی واضح ہدایت معلوم نہ ہو اس میں عالم اجتہاد سے مسئلہ بتا سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ اجتہاد کر کے بتایا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے حضرت بروہ بنت واثق رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہی فیصلہ فرمایا تھا تو انھیں بہت خوش ہوئی۔ (سنن أبي داود، النکاح، باب فيمن تزوج ولم يسم لها صداقا حتى مات، حدیث: ۲۱۱۳)



### (المعجم ۱۹) - بَابُ خُطْبَةِ النِّكَاحِ

باب: ۱۹۔ نکاح کا خطبہ

(التحفة ۱۹)

۱۸۹۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو بھلائی کی جامع چیزیں اور اس کی آخری چیزیں عطا ہوئیں۔ یا فرمایا: نیکی کے شروع اور آخر کی چیزیں (یا الفاظ)۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ہمیں نماز کا خطبہ بھی سکھایا اور حاجت کا خطبہ بھی۔ نماز کا خطبہ یہ ہے: [التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ

۱۸۹۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، النکاح، باب في خطبة النکاح، ح: ۲۱۱۸ من حديث أبي إسحاق عن أبي الأحوص به، وحسنه الترمذی، ح: ۱۱۰۵، وانظر، ح: ۴۶ لعلته، وله طريق آخر منقطع، فالخير لم يصح والله أعلم.

لِلَّهِ وَالصَّلَواتِ وَالطَّيِّبَاتِ. السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. وَخُطْبَةُ الْحَاجَةِ: أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا. مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ. وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. ثُمَّ تَقِيلُ خُطْبَتَكَ بِثَلَاثِ آيَاتٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ﴾ [آل عمران: ۱۰۲] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ: ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ﴾ [النساء: ۱] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ: ﴿اتَّقُوا اللَّهَ وَفُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُضِلِّعَ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ [الأحزاب: ۷۰: ۷۱] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

اللَّهُ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ”تمام ربانی عبادتیں بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور خطبہ حاجت یہ ہے: [الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا] مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ”تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اس سے مدد مانگتے ہیں اس سے بخشش مانگتے ہیں ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ رہنے دے اے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ پھر خطبہ میں کتاب اللہ کی یہ تین آیات بھی پڑھیں: ﴿يَا أَيُّهَا

وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿۱﴾ ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔“ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَنَىٰ مِنْهُمَا رَجُلًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ ”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کر کے ان دونوں سے مرد اور عورتیں کثرت سے پھیلا دیے۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس کے نام سے تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ اور رشتے ناتے توڑنے سے بچو بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔“ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَفُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ ”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سیدھی (دو ٹوک اور سچی) بات کہو۔ وہ (اللہ) تمہارے کام سنوار دے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یقیناً اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث کے متن میں یہ آیات مختصر طور پر ذکر کی گئی ہیں۔ ہم نے ترجمہ میں پوری آیات ذکر کر دی ہیں۔ ② جوامع النیر کا مطلب یہ ہے کہ ایسے نیکی کے کام جن میں سے ایک ایک کام زندگی کے مختلف شعبوں پر اثر انداز ہو کر انہیں صحیح رخ پر ڈال دیتا ہے۔ فواتح الخیر (نیکی کے شروع کے کام) سے بھی یہی مراد ہے۔ نیکی کے آخر کی چیزوں یا کلمات سے مراد یہ ہے کہ ایسے عمل یا کلمات جن کی وجہ سے انسان نیکی کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجات پر پہنچ سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ③ خطبہ خطاب کو کہتے ہیں۔ نماز کے خطبہ سے مراد وہ دعائیں ہیں جن کے ذریعے سے بندہ اپنے رب سے مخاطب ہوتا ہے۔ ④ خطبہ حاجت سے مراد وہ کلمات ہیں

## ۹۔ أبواب النکاح

خطبہ نکاح کا بیان

جو رسول اللہ ﷺ ہر اہم موقع پر خطاب فرماتے وقت ابتدا میں ارشاد فرماتے تھے۔ جمعے کے خطبے میں بھی یہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں۔ ⑤ نکاح زندگی کا ایک اہم موڑ ہے، لہذا اس اہم موقع پر یہ الفاظ اور آیات پڑھ کر ایجاب و قبول کرنا چاہیے۔ ⑥ ان آیات میں عائلی زندگی کے بارے میں بنیادی رہنمائی کے بارے میں اشارات موجود ہیں۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ حاضرین کو اس مناسبت سے مختصر و عطا و نصیحت فرمائیں۔ ⑦ اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ پہلے اور ایجاب و قبول بعد میں کروانا چاہیے۔ ⑧ یہ روایت بعض محدثین کے نزدیک صحیح ہے۔

۱۸۹۳۔ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ .

۱۸۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: [الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ .....] ”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں“ ہم اس کی حمد کرتے ہیں اس سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ”أَمَّا بَعْدُ“

أَبُو بَكْرٍ . حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا دَاوُدُ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ : حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : «الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ . أَمَّا بَعْدُ .

فوائد ومسائل: ① اہم بات چیت اللہ تعالیٰ کی تعریف سے شروع کرنا مسنون ہے۔ ② ہر کام میں اللہ سے مدد مانگنا اور اسی سے توفیق طلب کرنا توحید کا حصہ ہے۔ ③ انسان کا دل گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے جس کے نتیجے میں برے کام سرزد ہوتے ہیں۔ بعض اوقات انسان ایک کام کو اپنے لیے بہتر سمجھ کر کرتا ہے لیکن اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ ان برے نتائج سے اللہ کی رحمت کے ساتھ ہی محفوظ رہا جاسکتا ہے لہذا اللہ ہی سے دعا کی جاتی ہے کہ نکاح کا معاملہ ہو یا دوسرے اہم معاملات اللہ اس کا انجام بہتر کرے۔ ④ ہدایت اور گمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہے لہذا اسی سے ہدایت اور رہنمائی طلب کی جاتی ہے۔

۱۸۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرُ بْنُ أَبِي شَبِيَّةٍ ، ۱۸۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۸۹۳۔ أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والجمعة، ح: ۸۶۸ من حديث داود به مطولاً.

۱۸۹۴۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب الهدي في الكلام، ح: ۴۸۴۰ من حديث الأوزاعي به قرة متكلم فيه، وخالفه الجبال الثقات، والزهرى، وعنن و تقدم، ح: ۷۰۷.

## ۹۔ أبواب النکاح

اعلان نکاح سے متعلق احکام و مسائل

وَمُحَمَّدٌ بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ الْعَنْقَلَانِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ قُتَيْبَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُّ أَمْرِ ذِي بَالٍ، لَا يَبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ، أَقْطَعُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہمیت والا ہر وہ کام ہے برکت ہے جسے اللہ کی تعریف سے شروع نہ کیا جائے۔“

## (المعجم ۲۰) - بَابُ إِعْلَانِ النِّكَاحِ

(التحفة ۲۰)

## باب: ۲۰۔ نکاح کا اعلان کرنا

۱۸۹۵- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَالْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو. قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْبَاسِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ، وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالْغِزَالِ».

۱۸۹۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس نکاح کا اعلان کیا کرو اور اس موقع پر ذف بجایا کرو۔“



122

☀️ **فتاویٰ و مسائل:** ① نکاح کا اعلان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب و قبول مسلمانوں کی مجلس میں کیا جائے اور ویسے کی دعوت کی جائے تاکہ عام لوگوں کو اس کا علم ہو جائے کہ فلاں فلاں خاتون سے ہوا ہے۔ اس طرح ناجائز تعلقات کا راستہ بند ہو جائے گا۔ ② اس روایت کا پہلا حصہ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۵۰/۷، رقم: ۱۹۹۳) تاہم ذف بجانے کا ذکر بھی دیگر روایات سے ثابت ہے بشرطیکہ شرعی حدود کے اندر ہو جیسا کہ آگے وضاحت آ رہی ہے۔

۱۸۹۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: ۱۸۹۶- حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بَلْج، عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”حلال اور حرام میں فرق

۱۸۹۵- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه البيهقي: ۷/ ۲۹۰ من حديث عيسى بن يونس به، وانظر، ح: ۷۶۰ لعلته.

۱۸۹۶- [حسن] أخرجه الترمذي، النکاح، باب ما جاء في إعلان النکاح، ح: ۱۰۸۸ من حديث هشيم به، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم: ۲/ ۱۸۴، والذهبي.

ابن حاطب قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "نكاح کے موقع پر ذرف اور بلند آواز کا ہے۔" **فَضَّلَ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، الذَّفْ وَرَفْعُ الصَّوْتِ فِي النِّكَاحِ**.

🌞 فوائد و مسائل: ① ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا شرعی طریقہ نکاح کا ہے۔ اس میں عام لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ فلاں کا فلاں سے نکاح ہوا ہے جب کہ ناجائز تعلقات خفیہ طور پر قائم کیے جاتے ہیں اور کوشش کی جاتی ہے کہ لوگوں کو ان تعلقات کا علم نہ ہونے پائے۔ نکاح میں گواہ مقرر کرنے کا یہی مقصد ہے۔ ② شادی کے موقع پر ذرف بجانے کا بھی یہی مقصد ہے کہ سب لوگوں کو شادی کا علم ہو جائے۔ اس موقع پر گیت وغیرہ بھی گائے جاسکتے ہیں بشرطیکہ ان کے الفاظ شریعت کی تعلیمات کے منافی نہ ہوں۔ اور گانے والیاں نابالغ بچیاں ہوں۔ خوشی کا اسی انداز سے اظہار عید کے ایام میں بھی جائز ہے۔ ③ ذف و صول سے ملتی جلتی ایک چیز ہے۔ جس میں صرف ایک طرف چڑا لگا ہوتا ہے جبکہ ذھول میں دونوں طرف چڑا لگا ہوتا ہے اس لیے ذف کی آواز اتنی زیادہ بلند اور خوش کن نہیں ہوتی۔ ④ بعض لوگ ذف کے جواز سے ہر قسم کے راگ رنگ کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ استدلال درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ذف کی اجازت دینے کے باوجود خود اس میں دلچسپی نہیں لی۔ (صحیح البخاری، العیدین، باب الجرباب وَالسَّرَقِ یوم العید، حدیث: ۹۳۹)

(المعجم ۲۱) - بَابُ الْغِنَاءِ وَالذَّفْ

باب: ۲۱- گیت گانا اور ذف بجانا

(التحفة ۲۱)

۱۸۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۸۹۷- حضرت ابو حنین خالد مدنی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: عاشورا کے دن ہم مدینہ میں تھے۔ لڑکیاں ذف بجا رہی تھیں اور گیت گارہی تھیں۔ ہم حضرت ربیع بنت معوذہ رحمہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھیں یہ بات بتائی۔ انھوں نے فرمایا: میری شادی کی صبح رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں گیت گارہی تھیں اور (شعروں میں) میرے ان بزرگوں کا ذکر کر رہی تھیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ وہ جو شعر پڑھ رہی تھیں ان میں یہ

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْحُسَيْنِ، اسْمُهُ خَالِدُ الْمَدَنِيُّ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ. وَالْجَوَارِي يَضْرِبْنَ بِالذَّفِّ. وَيَتَغَنَّينَ. فَذَكَّرْنَا عَلَى الرَّبِيعِ بِنْتِ مُعَوِذٍ. فَذَكَّرْنَا ذَلِكَ لَهَا. فَقَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَبِيحَةَ عُرْسِي وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ وَتَذَبْنَانِ آبَائِي الَّذِينَ قُتِلُوا يَوْمَ

بَذَرٍ. وَتَقُولَانِ، فِيمَا تَقُولَانِ: وَفِينَا نَبِيٌّ فَقرہ بھی تھا: [وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ] ”ہمارے  
يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ. فَقَالَ: «أَمَّا هَذَا، فَلَا اندر ایک نبی ہے جو جانتا ہے کل کیا ہونے والا ہے۔“  
تَقُولُوهُ. مَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللَّهُ. نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ بات نہ کہو۔ کل کی باتیں اللہ کے  
سوا کوئی نہیں جانتا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① عاشورا اس محرم کو کہتے ہیں۔ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون بنوں کے ظلم و ستم سے نجات ملتی تھی اور کافر سمندر میں ڈوب مرے تھے اس لیے اس دن یہودی خوشی مناتے اور شکرانے کے طور پر روزہ رکھتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۷۳۳) رسول اللہ ﷺ نے بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ممکن ہے خوشی کا اظہار بھی کیا ہو۔ بعد میں عاشورا کے روزے کا وجوب منسوخ ہو گیا اور خوشی کے لیے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن مقرر ہو گئے۔ اب ہمارے لیے یہی حکم ہے کہ عاشورا کا روزہ رکھیں اور اس کے ساتھ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھیں تاکہ یہودیوں سے مشابہت نہ رہے۔ ② حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کی شادی کا واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہوگا اس لیے رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ ورنہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد صحابیات رضی اللہ عنہن رسول اللہ ﷺ سے بھی پردہ کرتی تھیں۔ نبی ﷺ ان سے بیعت بھی پردے کے پیچھے سے زبانی اقرار کے ساتھ لیتے تھے۔ (صحیح البخاری، الشروط، باب ما يجوز من الشروط في الإسلام و الأحكام و المبايعات، حدیث: ۲۷۱۳) ③ شادی کے موقع پر بچھوٹی بچیوں کا گیت گانا اور دف بجانا جائز ہے۔ ④ بزرگوں کو چاہیے کہ خوشی کے موقع پر بچوں اور بچیوں کو جائز حد تک تفریحی مشاغل کی اجازت دیں لیکن جب بچے کوئی نا جائز کام کرنے لگیں تو انھیں توجہ دلا دیں کہ یہ درست نہیں۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کی تعریف اور نعت گوئی ایک مبارک عمل ہے لیکن غلو جائز نہیں۔ بزرگوں کی وہ صفات بیان کرنا جائز ہیں جو ان میں واقعتاً موجود ہوں۔ مبالغے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ⑥ نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔

۱۸۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں  
حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ تومیرے پاس انصار کی دولڑکیاں وہ شعر ترم سے پڑھ  
أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رہی تھیں جو انصاریوں نے جنگ بعثت کے موقع پر  
أَبُو بَكْرٍ، وَعِنْدِي جَارِيتَانِ مِنْ جَوَارِي



الْأَنْصَارُ. تُغْنِيَانِ بِمَا تَقَاوَلْتُمَا بِهِنَّ الْأَنْصَارُ فِي يَوْمٍ مَبْعَاثٍ. قَالَتْ وَلَيْسَنَا بِمُعْنِيَتَيْنِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَيْمَزُومُورُ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ؟ وَذَلِكَ فِي يَوْمٍ عِيدٍ [الْفِطْرِ]. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا. وَهَذَا عِيدُنَا».

ایک دوسرے کے خلاف کہے تھے۔ وہ (پیشور) گانے والیاں نہیں تھیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (یہ حال دیکھ کر) فرمایا: نبی ﷺ کے گھر میں شیطانی راگ کا کیا کام؟ یہ عید الفطر کا دن تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابو بکر! ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جنگ بعاث ایک جنگ کا نام ہے جو اہل مدینہ میں اس وقت ہوئی تھی جب اہل مدینہ کو ابھی قبول اسلام کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا۔ اس مناسبت سے ہر قبیلے کے شعراء نے جو شیعے شعر کہے تھے۔ ② شعر کہنا سننا جائز ہیں بشرطیکہ شرعی حدود کے اندر ہوں۔ ③ گانے کا پیشہ اختیار کرنا اسلامی معاشرے میں ایک مذموم فعل سمجھا جاتا ہے۔ اور ایسے افراد قابل احترام نہیں بلکہ قابل نفرت ہیں۔ ④ غلط کام ہوتا دیکھ کر سختی سے ڈانٹا جاسکتا ہے جبکہ ڈانٹنے والا اس مقام کا حامل ہو کہ غلطی کرنے والا اس کا احترام کرتا ہو اور اس کی ناراضی سے ڈرتا ہو۔ ⑤ عید اور شادی وغیرہ کے موقع پر تفریحی پروگرام جائز ہیں بشرطیکہ ان میں کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہو تاہم اس واقعہ سے راگ رنگ کی مخلوط محفلوں اور بے ہودہ گانوں کا جواز نکالنے کی کوشش کرنا غلط ہے۔

۱۸۹۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِبَعْضِ الْمَدِينَةِ. فَإِذَا هُوَ بِجَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِدِفْهَيْنَ وَيَتَغَنَيْنَ وَيَقُلْنَ:

۱۸۹۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مدینہ کے ایک حصے (ایک محلے یا گلی) سے گزرے تو دیکھا کہ کچھ بچیاں دف بجا بجا کر گاری تھیں اور کہہ رہی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ  
يَا حَبِذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

”ہم قبیلہ بنو نجار کی لڑکیاں ہیں (اور ہمیں خوشی ہے کہ) حضرت محمد ﷺ (ہمارے) کتنے اچھے

ہمسائے ہیں۔“

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي نَبِيٌّ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ جانتا ہے کہ میں تم سے لَا جِبْكُنَّ“۔  
محبت رکھتا ہوں۔“

🌞 نوائد و مسائل: ① چھوٹی بچیاں دف بجائیں تو جائز ہے لیکن دوسرے سازوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔  
② معزز بزرگ چھوٹی بچیوں سے مناسب الفاظ میں محبت کا اظہار کر سکتا ہے بشرطیکہ کوئی غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ ③ ”اللہ جانتا ہے“ کے الفاظ قسم کا مفہوم رکھتے ہیں۔ تاکید کے طور پر قسم کے الفاظ بولنا جائز ہے خواہ ٹک و شبہ کا مقام نہ ہو۔ ④ رسول اللہ ﷺ کو انصار سے محبت تھی کیونکہ انھوں نے اسلام کے لیے بہت قربانیاں دی تھیں۔ مومنوں کے لیے بھی انصار سے محبت ان کے ایمان کا تقاضا ہے۔

۱۹۰۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: ۱۹۰۰۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک رشتہ دار انصاری لڑکی کی شادی کی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”تم لوگوں نے لڑکی کو رخصت کر دیا؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ”کیا تم نے اس کے ساتھ کسی کو بھیجا ہے جو گیت گائے؟“ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا: جی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انصار لوگ گیت وغیرہ پسند کرتے ہیں۔ (بہتر ہوتا) اگر تم اس کے ساتھ (کسی کو) بھیجتے جو کہتا: [أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ، فَحَيَّانَا وَحَيَّانَا وَحَيَّانَا] ”ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔ ہمیں بھی مبارک، تمہیں بھی مبارک۔“

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ روایت سداً ضعیف ہے لیکن اس کی اصل صحیح البخاری میں ہے غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اس کو شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے

۱۹۰۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/۳۹۱ من حديث الأجلع به، وله شاهد ضعيف عند الطبراني في الأوسط، وأصل الحديث في صحيح البخاري، ح: ۵۱۶۲ وغيره، وله شواهد أخرى عند ابن حبان (موارد)، ح: ۲۰۱۶ وغيره، وانظر المشكاة [بتحقيقي]، ح: ۳۱۵۴.



حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا. فَسَمِعَ مُحَنَّنًا وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: إِنَّ يَفْتَحَ اللَّهُ الطَّائِفَ غَدًا، ذَلِكَكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُذِيرُ بِمَئَانٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَخْرِجُوهُ مِنْ بَيْوتِكُمْ».

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو (گھر میں) ایک محنت کو عبد اللہ بن ابوامیہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے سنا: اگر اللہ نے کل طائف کی فتح نصیب فرمائی تو میں تجھے ایک عورت دکھاؤں گا جو (اتنی موٹی ہے کہ) آتی ہے تو چار بل پڑتے (نظر آتے) ہیں، جاتی ہے تو آٹھ بل پڑتے (نظر آتے) ہیں۔ (بہت موٹی اور خوب صورت ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے گھروں سے نکال دو۔“

🌞 نوامد و مسائل: ① محنت دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو پیدائشی طور پر صنفی طاقت سے محروم ہوتے ہیں اور ان میں اس قسم کے جذبات بھی نہیں ہوتے۔ دوسرے جو مردانہ صفات کے حامل ہونے کے باوجود زمانہ وضع قطع اختیار کرتے ہیں۔ پہلی قسم کے افراد اگر صنفی امور سے بالکل غافل ہوں اور ان کی توجہ صرف کھانے پینے کی طرف ہو تو ان سے پردہ کرنے کے حکم میں سختی نہیں البتہ اگر وہ صنفی امور سے واقف ہوں اور اس قسم کی بات چیت میں دلچسپی رکھتے ہوں تو ان سے عام مردوں کی طرح پردہ کرنا چاہیے۔ ② جو شخص پیدائشی طور پر مرد ہو لیکن وہ عورتوں کا لباس پہنے اور ان کی سی وضع قطع اختیار کرے اسے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ مرد ہو کر عورت بننا لعنت کا باعث ہے۔ ③ غیر محرم مرد یا محنت کو بے جھجک عورتوں کے پاس نہیں چلے جانا چاہیے۔ اگر وہ آجائے تو عورتوں کو چاہیے کہ پردہ کر لیں۔



۱۹۰۳۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا. فَسَمِعَ مُحَنَّنًا وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: إِنَّ يَفْتَحَ اللَّهُ الطَّائِفَ غَدًا، ذَلِكَكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُذِيرُ بِمَئَانٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَخْرِجُوهُ مِنْ بَيْوتِكُمْ».

۱۹۰۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورت پر اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مرد پر لعنت فرمائی ہے۔

«حدیث هشام بہ، ومسلم، السلام، باب منع المخت من الدخول على النساء الأجانب، ح: ۲۱۸۰ عن ابن أبي شيبه وغيره، وانظر، ح: ۲۶۱۴. ۱۹۰۳۔ [صحیح] انظر الحديث الآتي.

## ۹۔ ابواب النکاح - شادی کی مبارک باد دینے سے متعلق احکام و مسائل

۱۹۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ  
الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ:  
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ  
ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِينَ  
مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ. وَلَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ  
مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ.

۱۹۰۴ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

🕌 فوائد و مسائل: ① لعنت سے ظاہر ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ ② مشابہت لباس میں بھی ہو سکتی ہے زینت کے انداز میں بھی اور بول چال کے انداز میں بھی۔ جان بوجھ کر ایسی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔ ③ مردوں کا ڈاڑھی منڈانا بھی عورتوں سے مشابہت ہے۔ اور عورتوں کا ٹخنے سر گھومنا یا اونچی شلواریں پہننا مردوں سے مشابہت ہے۔ اس طرح کے سب کام حرام ہیں۔

(المعجم ۲۳) - بَابُ تَهْنِئَةِ النِّكَاحِ

(التحفة ۲۳)

۱۹۰۵ - حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ:  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ،  
عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَأَ قَالَ:  
«بَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ. وَبَارَكَ عَلَيْكُمْ. وَجَمَعَ  
بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ».

۱۹۰۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب شادی کی مبارک باد دیتے تو یوں فرماتے: «بَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ وَبَارَكَ عَلَيْكُمْ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ» "اللہ تمہیں برکت دے اور تم پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں کو خیر میں اکٹھا کرے۔"

۱۹۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے

۱۹۰۴ - [صحیح] أخرجه البخاري، اللباس، باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال، ح: ۵۸۸۵ من طريق شعبة به.

۱۹۰۵ - [صحیح] أخرجه أبو داود، النکاح، باب ما يقال للمتزوج، ح: ۲۱۳۰ من طريق عبد العزيز الدراوردي به، وصححه الترمذي، ح: ۱۰۹۱، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

۱۹۰۶ - [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۷، ۱۹۴، ح: ۵۱۶ من طريق أشعث بن عبد الملك به، وله طرق عن الحسن عند أحمد: ۴۵۱/۳ وغيره \* والحسن عنمن وتقدم، ح: ۷۱ ولحديثه شواهد، منها حديث عبد الله بن محمد بن ۴۴

## ۹۔ أبواب النکاح

ویسے سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي جُشَمٍ. فَقَالُوا: بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِينَ. فَقَالَ: لَا تَقُولُوا هَكَذَا. وَلَكِنْ قُولُوا، كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِمْ».

روایت ہے کہ انھوں نے قبیلہ بنو جشم کی ایک خاتون سے شادی کی، لوگوں نے (مبارک باد کے طور پر) کہا [بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِينَ] ”تمھاری آپس میں موافقت ہو، بیٹے نصیب ہوں۔“ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس طرح نہ کہو بلکہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اس طرح کہو: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِمْ».

”یا اللہ! انھیں برکت دے اور ان پر برکت نازل فرما“

🌞 فوائد و مسائل: ① شادی کے موقع پر دلہا اور دلہن کو مبارک باد دینا اور ان کے حق میں دعائے خیر کرنا مسنون ہے۔ ② مبارک باد اور دعائے خیر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ مبارک الفاظ کہے جائیں جو نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوئے ہیں۔ ③ غیر اسلامی رسمیں اگرچہ بظاہر بے ضرر ہوں اور ان میں کوئی خرابی محسوس نہ ہوتی ہو، پھر بھی انہیں ترک کر کے اسلامی رسمیں اختیار کرنا مناسب ہے تاکہ غیر مسلموں سے امتیاز باقی رہے، اس لیے ایسے رسم و رواج سے اجتناب انتہائی ضروری ہے جو اسلامی آداب معاشرت کے متافی ہیں یا غیر اسلامی عقائد سے تعلق رکھتے ہیں۔

باب ۲۳۔ ولیمہ کا بیان

(المعجم ۲۴) - بَابُ الْوَلِيمَةِ

(التحفة ۲۴)

۱۹۰۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَكْرَ صُفْرَةٍ. فَقَالَ: «مَا هَذَا؟ أَوْ مَهْ؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَرَنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. فَقَالَ: «بَارَكَ اللَّهُ لَكَ. أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ».

۱۹۰۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو لباس (پیر زردی کا نشان دیکھا تو فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک صفر بھروسے (حق مہر) پر ایک خاتون سے نکاح کر لیا ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی ہو۔“

عقیل عند أحمد، وانظر الحديث السابق.

۱۹۰۷۔ أخرجه البخاري، النكاح، باب: كيف يدعى للمتزوج؟، ح: ۶۳۸۶، ۵۱۵۵، ومسلم، النكاح، باب: الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد... الخ، ح: ۱۴۲۷ من حديث حماد به

🌟 فوائد و مسائل: ① ارشاد نبوی ہے: ”مردوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کی مہک ظاہر ہو اور رنگ غیر واضح ہو۔ اور عورتوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور مہک غیر واضح ہو۔ (جامع الترمذی، الأدب، باب ماجاء فی طیب الرجال والنساء، حدیث: ۲۷۸۷) ② رسول اللہ ﷺ نے صحابی کے لباس میں عورتوں کی خوشبو کا نشان دیکھا اس لیے دریافت کیا کہ تم نے عورتوں کی خوشبو کیوں لگا رکھی ہے؟ اس میں ایک لطیف انداز سے تنبیہ بھی ہے کہ اس کا استعمال تمہارے لیے مناسب نہیں۔ اور یہ اشارہ بھی ہے کہ اگر کوئی معقول عذر ہے تو بیان کرو۔ ③ کسی میں غلطی دیکھ کر فوراً سختی کرنا درست نہیں بلکہ غلطی کرنے والے سے اس کی وجہ دریافت کرنی چاہیے تاکہ اسے اتنی ہی تنبیہ کی جائے جتنی ضروری ہے۔ ④ گھٹھلی سے مراد بھجور کی گھٹھلی ہے۔ یہ اس دور کا ایک معروف وزن تھا۔ جس کی مقدار پانچ درہم (تقریباً ڈیڑھ تولہ) ذکر کی گئی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکاۃ النکاح، باب الولیمة، حدیث: ۳۲۱۰) ⑤ ارشاد نبوی ”اگرچہ ایک بکری ہو۔“ میں اشارہ ہے کہ ان میں زیادہ کی استطاعت تھی اس سے معلوم ہوا کہ ویسے میں تکلف نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنی گنجائش کے مطابق جس قدر اہتمام آسانی سے اور زیر بار ہوئے بغیر ہو سکے وہ کافی ہے۔

۱۹۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اُنھوں نے فرمایا: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی زوجہ محترمہ سے نکاح کے موقع پر ایسا (پر) اللہ ﷻ ما أَوْلَمَ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ. فَإِنَّهُ ذَبَحَ شَاةً. (کشف) ولیمہ کیا ہو جیسا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کے موقع پر کیا۔ آپ ﷺ نے (اس موقع پر) ایک بکری ذبح فرمائی۔

🌟 فوائد و مسائل: ① ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ ان کی والدہ حضرت امیرہ بنت عبدالمطلب تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کیا تھا لیکن نباہ نہ ہو سکا اور طلاق ہو گئی۔ عدت گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے خود ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے وحی کے ذریعے سے کر دیا۔ ② صحابی نے ویسے کے موقع پر ایک بکری ذبح کرنے کو پر تکلف اور شان دار ولیمہ قرار دیا ہے، حالانکہ عرب گوشت کھانے کے عادی تھے۔ وہ بیک وقت کئی کئی اونٹ ذبح کر کے کھاتے اور کھلاتے تھے۔ اور اس ماحول میں ایک بکری بہت معمولی چیز تھی لیکن رسول اللہ ﷺ نے

نکاح کو آسان بنانے کے لیے تکلفات سے پرہیز فرمایا اور عام طور پر ولیمہ گوشت کے بغیر ہی کر دیا گیا۔  
 ⑤ ویسے کے لیے قرض لینا اور خواہ مخواہ زیر بار ہونا درست نہیں۔ آسانی سے جس قدر اہتمام ہو سکے کر لیا جائے۔ ⑥ نکاح کے موقع پر لڑکی والوں کے ہاں جمع ہو کر دعوتیں اڑانا کسی حدیث میں مذکور نہیں۔ یہ محض ایک رسم ہے جس کا دین و شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔

۱۹۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ  
 الْعَدَنِيُّ، وَ غِيَاثُ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّحْبِيُّ،  
 قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا  
 وَائِلُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ [ابنہ]، عَنِ الزُّهْرِيِّ،  
 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى  
 صَفِيَّةَ بِسَوِيْقٍ وَتَمْرٍ۔

۱۹۰۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ ستوؤں اور کھجوروں سے کیا۔

فوائد و مسائل: ① ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا یہود کے قبیلہ بنو نضیر کے سردار جی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ اس شخص نے غزوہ خندق کے موقع پر مسلمانوں سے کیے ہوئے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مشرکین کی مدد کی تھی اور یہودیوں کے دوسرے قبیلے بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کو بھی عہد شکنی پر آمادہ کیا تھا۔ جنگ خندق کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کو ان کی عہد شکنی کی سزا دینے کے لیے ان کے قلعوں پر فوج کشی کی تو جی بن اخطب بھی ان کی حمایت میں قلعہ بند ہو گیا جب بنو قریظہ کے قلعے فتح ہوئے تو ان کے بالغ مردوں کو قتل کر دیا گیا اور جی بن اخطب بھی ان کے ساتھ قتل ہوا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خاوند کنانہ بن ابوالہتیق بھی جنگ خیبر میں اپنی بد عہدی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی قیدی عورتوں میں شامل کر لی گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کے مشورے سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لیے منتخب فرمایا۔ آپ نے ان پر اسلام پیش کیا تو انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ بعد میں نبی ﷺ نے انھیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: الریق المختوم از مولانا صفی الرحمن مبارکپوری ص: ۵۱۱)  
 ② ویسے میں پکا ہوا کھانا ہونا ضروری نہیں۔ کوئی بھی چیز جو کسی معاشرے میں کھانے کے طور پر استعمال ہوتی ہو ویسے کی مہمانی میں پیش کی جاسکتی ہے۔ ③ لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا جائے تو اسے آزاد بیوی والے تمام حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔





۱۹۱۰۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَبُو خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: شَهِدْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَلِيْمَةً، مَا فِيهَا لَحْمٌ وَلَا خُبْزٌ. انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے ایک وہیے میں حاضر ہوا۔ اس میں نہ گوشت تھا اور نہ روٹی۔ (صرف ستواور کھجوریں وغیرہ پیش کی گئیں۔)

قَالَ ابْنُ مَاجَه: لَمْ يُحَدَّثْ بِهِ إِلَّا ابْنُ عُيَيْنَةَ. امام ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف ابن عیینہ ہی بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۸/۱۹) و سنن ابن ماجہ بتحقیق الدکتور بشار عواد: حدیث: ۱۹۱۰ و صحیح ابن ماجہ للألبانی: حدیث: (۱۵۶۳)

۱۹۱۱۔ حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا [الْمُفَضَّلُ] بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتَا: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُجَهِّزَ فَاطِمَةَ حَتَّى نُدْخِلَهَا عَلَى عَلِيٍّ. فَقَمَدْنَا إِلَى الْبَيْتِ. فَفَرَّشْنَاهُ ثَرَابًا لَيْنًا مِنْ أَغْرَاضِ الْبُطْحَاءِ. ثُمَّ حَشَوْنَا مِرْفَقَتَيْنِ لِفَا. فَنَشْنَاهُ بِأَيْدِينَا. ثُمَّ أَطْعَمْنَا تَمْرًا قَرِيبًا وَسَقَيْنَا مَاءً عَذْبًا وَعَمَدْنَا إِلَى عُودٍ، فَهَرَضْنَاهُ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ لِيُلْقَى عَلَيْهِ التُّرْبُ وَيُعْلَقَ عَلَيْهِ السَّقَاءُ. فَمَا رَأَيْنَا

۱۹۱۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تیار کریں تاکہ انھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں رخصت کریں۔ ہم نے گھر کی طرف توجہ کی۔ اور اس میں بلحاء کے میدان کی نرم مٹی بچھادی۔ (اس طرح کمرے کے نامہوار فرش میں جو کنکر پھرتے تھے چھپ گئے۔) پھر ہم نے دو تکیوں میں کھجور کے درخت کا چھلکا بھرا جسے ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے دھنا تھا، پھر ہم نے کھانے کو کھجوریں اور کشمش پیش کی اور پینے کو میٹھا پانی پیش کیا۔ اور ہم نے ایک لکڑی لے کر کمرے کے ایک کونے میں لگا دی تاکہ

۱۹۱۰۔ [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ۱۱۶ لعلته، وقال أحمد في مسنده: ۹۹/۳ ثنا هشيم أنا علي بن زيد عن أنس بن مالك، قال سمعته يحدث، قال "شهدت وليمتين من نساء رسول الله ﷺ، قال: فما أطعمنا فيها خبزاً ولا لحماً، قال: قلت: فمه؟ قال: الحيس يعني التمر والأقط باليمن"، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ۲۶۶، ۲۵۵/۳ وغيره.

۱۹۱۱۔ [إسناده ضعيف جداً] \* جابر تقدم حاله، ح: ۳۵۶، والمفضل بن عبد الله ضعيف كما في التريب وغيره.

## ۹۔ ابواب النکاح

دیئے سے متعلق احکام ومسائل

اس پر مکلفیزہ اور کپڑے لٹکائے جاسکیں۔ ہم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے اچھی کوئی شادی نہیں دیکھی۔

عُرْسًا أَحْسَنَ مِنْ عُرْسِ فَاطِمَةَ.

۱۹۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: دَعَا أَبُو أَسْنَدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَى عُرْسِهِ. فَكَانَتْ خَادِمَتُهُمُ الْعُرُوسُ. قَالَتْ: تَذَرِي مَا سَنَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: أَتَقَعْتُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ صَفَيْتُهُنَّ فَأَسْفَيْتُهُنَّ إِيَّاهُ.

۱۹۱۲۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت ابواسید (عبداللہ بن ثابت) ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنی شادی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی۔ لیکن خود ان کی خدمت کر رہی تھی۔ انھوں نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کیا مشروب پیش کیا؟ میں نے رات کو کچھ کھجوریں پانی میں ڈال دیں۔ صبح کو میں نے انھیں صاف کیا اور یہی مشروب آپ ﷺ کی خدمت میں نوش فرمانے کے لیے پیش کر دیا۔



🌞 نوامد ومسائل: ① دیئے کے لیے اپنی طاقت کے مطابق اہتمام کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص معمولی دعوت ہی کر سکتا ہو تو اس کو قرض لے کر پر تکلف دعوت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ② ہر شخص کی دعوت قبول کرنی چاہیے خواہ وہ غریب ہو یا امیر۔ ③ عورت مہمانوں کی خدمت کر سکتی ہے اگرچہ وہ محرم نہ ہوں بشرطیکہ شرعی پردے کا خیال رکھا جائے۔ ④ کھجوروں کو پانی میں بھگو کر جو شربت بنایا جاتا ہے اسے نپید کہتے ہیں۔ اس میں نشہ نہیں ہوتا اس طرح کا شربت مفتی پانی میں رات بھر بھگو کر بھی بنایا جاتا ہے۔ اگر اسے مناسب مدت سے زیادہ رکھا جائے تو اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے اس وقت اس کا پینا حرام ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ شربت پر بھاگ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا ذائقہ پیٹھے کے بجائے کڑوا ہو جاتا ہے۔

باب: ۲۵۔ دعوت دینے

(المعجم ۲۵) - بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِي

والے کی دعوت قبول کرنا

(التحفة ۲۵)

۱۹۱۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۱۹۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۹۱۲۔ أخرجه البخاري، النكاح، باب حق إجابة الوليمة والدعوة ومن أولم سبعة أيام ونحوه، ح: ۵۱۷۶، ۶۶۸۵، ومسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشدد ولم يصر مسكراً، ح: ۲۰۰۶ من حديث عبدالعزيز

۱۹۱۳۔ أخرجه البخاري، النكاح، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله، ح: ۵۱۷۷ من حديث الزهري به، ومسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ۱۴۳۲ من حديث سفیان به.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ. يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ لَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

انہوں نے فرمایا: اس ویسے کا کھانا بدترین کھانا ہے جس میں دولت مندوں کو بلایا جائے اور غریبوں کو نہ بلایا جائے۔ اور جس نے (ولیمہ کی دعوت) قبول نہ کی اس نے اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

۱۹۱۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيمَةٍ عَزَسَ، فَلْيُجِبْ».

۱۹۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کو شادی کے ویسے میں بلایا جائے تو اسے چاہیے کہ (دعوت) قبول کرے۔“

☆ فوائد و مسائل: ① دعوت ولیمہ کا مقصد مسلمانوں کو اپنی خوشی میں شریک کرنا ہے اس لیے تمام احباب کو بلانا چاہیے۔ ② مسلمان کا مسلمان سے تعلق دولت کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایمان کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ ایک غریب نیک مسلمان ایک امیر فاسق سے بہتر ہے۔ ③ نکاح مسلمانوں کی اہم معاشرتی تقریب ہے اس لیے دعوت ولیمہ میں شریک ہونا معاشرتی تعلقات کے قیام کے لیے بہت اہم اور مفید ہے۔ ④ دعوت ولیمہ قبول کرنے سے بلا عذر انکار نہیں کرنا چاہیے۔

۱۹۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حُسَيْنٍ أَبُو مَالِكٍ التَّحَعِّي، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْوَلِيمَةُ أَوَّلُ يَوْمٍ حَقٌّ. وَالثَّانِي مَعْرُوفٌ. وَالثَّالِثُ رِيَاءٌ».

۱۹۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پہلے دن ولیمہ حق (ضروری) ہے، دوسرے دن نیکی ہے تیسرے دن دکھاوا اور شہرت ہے۔“

۱۹۱۴۔ أخرجه مسلم، النکاح، الباب السابق، ح: ۱۴۲۹ من حديث ابن نمير به، وأخرجاه البخاري، ح: ۵۱۷۳، ومسلم، ح: ۱۴۲۹ من حديث مالك عن نافع به نحو المعنى.

۱۹۱۵۔ [إسناده ضعيف جدًا] قال البوصيري: "في إسناده أبو مالك النخعي وهو ممن اتفقوا على ضعفه"، واللعديث شواهد عند أبي داود، ح: ۳۷۴۵ وغيره، وكلها ضعيفة.

(المعجم ۲۶) - بَابُ الْإِقَامَةِ عَلَى الْبُكَرِ

باب: ۲۶- کنواری اور شیبہ (دھن)

وَالثَّيْبِ (التحفة ۲۶)

کے پاس ٹھہرنے کا بیان

۱۹۱۶- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ:

۱۹۱۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

حَدَّثَنَا عَبْدُهُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ لِلثَّيْبِ ثَلَاثًا، وَلِلْبُكَرِ سَبْعًا».

نے فرمایا: ”شیبہ کے لیے تین دن رات کی مدت ہے اور باکرہ کے لیے سات دن رات۔“



فوائد و مسائل: ① پہلی بیوی یا بیویوں کی موجودگی میں جب نئی شادی کی جائے تو نئی دھن کے پاس چند

دن رہ کر پھر باری مقرر کرنی چاہیے۔ ② نئی آنے والی دھن اگر بیوہ یا مطلقہ ہے یعنی یہ اس کا دوسرا نکاح ہے تو خاوند کو چاہیے کہ تین دن اس کے ہاں رہائش رکھے یعنی اس کی رہائش کے لیے جو مکان یا کمرہ مقرر کیا ہے اس میں رہائش رکھے اور اگر نئی بیوی کنواری ہے تو پورا ایک ہفتہ اس کے ساتھ رہے۔ ③ تین دن یا سات دن نئی بیوی کے پاس رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ اس دوران میں پہلی بیویوں کو فراموش ہی کر دے۔ مطلب یہ ہے کہ اسے زیادہ وقت دے اور رات اس کے ساتھ گزارے۔ ④ یہ مدت ختم ہونے کے بعد نئی بیوی کے بھی اتنے ہی حقوق ہوں گے جتنے پہلی بیویوں کے ہیں۔ جس طرح دوسری بیویوں کی باری ہوگی اسی طرح نئی بیوی کی بھی باری ہوگی۔ خاوند اخراجات اور شب باشی میں اس کے ساتھ دوسری بیویوں جیسا سلوک کرے گا۔ اس کے ہاں وہی رات گزارے گا جب اس کی باری ہوگی۔



۱۹۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۹۱۷- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ

رسول اللہ ﷺ نے جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو تین دن ان کے ہاں ٹھہرے پھر فرمایا: ”تیرے خاوند

۱۹۱۶- [حسن] انظر، ح: ۱۲۰۹، لعلته، وأخرج البخاري، ح: ۵۲۱۴، ومسلم، ح: ۱۴۶۱ من حديث أبيه عن أبي قلابه عن أنس قال: "من السنة إذا تزوج الرجل البكر على الثيب أقام عندها سبعا وقسم، وإذا تزوج الثيب على البكر أقام عندها ثلاثا ثم قسم"، والحديث حسن بالشواهد.

۱۹۱۷- أخرجه مسلم، الرضاع، باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من إقامة الزوج عندها عقب الزفاف، ح: ۱۴۶۰ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

الْمَلِكُ يَغْنِي ابْنَ أَبِي بَكْرٍ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا. وَقَالَ: «لَيْسَ بِكَ عَلَى أَهْلِكَ هَوَانٌ. إِنْ شِئْتَ، سَبَعْتُ لَكَ. وَإِنْ سَبَعْتُ لَكَ، سَبَعْتُ لِنِسَائِي».

(ﷺ) کی نظر میں تیرا مقام کم نہیں۔ اگر تو چاہے تو سات دن تیرے پاس ٹھہروں۔ اور اگر میں سات دن تیرے پاس ٹھہرا تو دوسری بیویوں کے پاس بھی سات سات دن ٹھہروں گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ہند بنت ابوامیہ ہے۔ ان کا نکاح حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا وہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ جب ۴ ہجری میں ان کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ ② اگر دلچسپ (بیوہ یا مطلقہ) ہو تب بھی اس کے پاس سات دن رہنا درست ہے لیکن اس صورت میں دوسری بیوی یا بیویوں کے پاس بھی سات سات دن رہ کر باری شروع کرنا ہوگی۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی اس پیشکش کے جواب میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے تین دن کی مدت کا انتخاب فرمایا تھا۔ (صحیح مسلم) الرضاع، باب قدر ما تستحقه البكر واليبي من إقامة الزوج عندها عقب الزفاف؛ حدیث: (۱۳۶۰) اس کی وجہ غائب ہے کہ اس صورت میں باری جلد ملنے کی امید تھی۔ ④ شرعی حدود میں رہتے ہوئے بیویوں کے جذبات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

باب: ۲۷۔ جب بیوی سے (پہلی)

ملاقات ہو تو مرد کیا (دعا یہ کلمات) کہے

(المعجم ۲۷) - بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا

دَخَلَ عَلَيْهِ أَهْلُهُ (التحفة ۲۷)

۱۹۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کو عورت یا لونڈی یا جانور حاصل ہو تو اس کے سر کے اگلے حصے کو پکڑ کر کہے: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جِئْتُ عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جِئْتُ عَلَيْهِ] ”اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس کی پیدائشی

۱۹۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَصَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَحْيَى الْقَطَّانُ. قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَفَادَ

أَحَدُكُمْ أَمْرًا أَوْ خَادِمًا، أَوْ دَابَّةً، فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ.

عادتوں کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس کے شر سے اور اس کی پیدا کنی عادتوں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① بیوی لوندی گائے، بھیئیں اور گھوڑا وغیرہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں لیکن ان میں بعض ایسی عادتیں ہو سکتی ہیں جو مسلسل پریشانی کا باعث بن جائیں اس لیے اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ ان سے خیر ہی حاصل ہو تکلیف نہ پہنچے۔ ② بیوی یا لوندی گستاخ ہو سکتی ہے بد سلیقہ ہو سکتی ہے کم عقلی کی وجہ سے ایسا کام کر سکتی ہے جس سے خاوند یا مالک کا مالی نقصان ہو یا اس کی عزت میں فرق آئے۔ ان کے شر سے اللہ ہی محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح گھوڑا اڑیل ہو سکتا ہے گائے بھیئیں مارنے والی کم دودھ دینے والی ہو سکتی ہے۔ ان مشکلات سے بچنے کے لیے اللہ سے مدد اور توفیق مانگی جاتی ہے۔ اس کے برعکس ان کا اچھی صفات کا حامل ہونا اللہ کا احسان ہے جن کی وجہ سے مالک یا خاوند کو راحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور یہ عورت یا جانور نیکی میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں اسی خیر کے لیے اللہ سے دعا کی جاتی ہے۔ ③ انسان یا حیوان کے جسم میں سر سب سے اہم عضو ہے، سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کرنے کا یہ مقصد ہے کہ اس انسان یا حیوان کو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے مفید بنادے۔ واللہ اعلم۔



١٩١٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: ١٩١٩- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی اپنی عورت کے پاس جاتا ہے اگر اس وقت یہ الفاظ کہہ لے: اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي“ اے اللہ! مجھ سے شیطان کو دور رکھ اور تو مجھے جو اولاد دے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔“ پھر اگر انھیں اولاد مل گئی تو اللہ اس پر شیطان کو مسلط نہیں کرے گا۔“ یا فرمایا: ”اے شیطان نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى امْرَأَتَهُ قَالَ: اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي. ثُمَّ كَانَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ، لَمْ يَسْلُطِ اللَّهُ عَلَيْهِ الشَّيْطَانُ. أَوْ لَمْ يَضُرَّهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① خلوت کا وقت صنفی جذبات کی تسکین کا وقت ہوتا ہے۔ مومن اس وقت بھی اپنے رب کو

## ۹۔ ابواب النکاح — مباشرت سے متعلق احکام و مسائل

فراموش نہیں کرتا۔ ① غاوند بیوی کے تعلقات کا مقصد محض صنفی لذت کا حصول نہیں بلکہ نیک اولاد کا حصول بھی ایک اہم مقصد ہے۔ ② بہتر ہے کہ مذکورہ دعا بے لباس ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے۔ ③ اس دعا کا یہ فائدہ ہے کہ اس کی برکت سے غلطی کے وقت شیطان دور رہتا ہے لہذا اولاد میں شیطان سے متاثر ہونے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے اور بعض خاص بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔

(المعجم ۲۸) — **بَابُ التَّسْتَرِّ عِنْدَ الْجَمَاعِ**  
(التحفة ۲۸)

باب: ۲۸۔ مباشرت کے موقع پر باپردہ رہنا

۱۹۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُو أُسَامَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذُرُ؟ قَالَ: «أَحْفَظْ عَوْرَتَكَ. إِلَّا مِنْ زَوْجِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: «إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا تُرِيَهَا أَحَدًا، فَلَا تُرِيَهَا» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنْ كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: «فَاللَّهِ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ».

۱۹۲۰۔ حضرت بہز بن حکیم اپنے والد حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہما اور وہ (اپنے والد) بہز کے دادا حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! اعضاء مستورہ میں سے ہمیں کس چیز کے ظاہر کرنے کی اجازت ہے اور کس چیز کی ممانعت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیوی اور لونڈی کے سوا سب سے اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھ۔“ میں نے عرض کیا: یہ ارشاد فرمائیے کہ اگر لوگ اکٹھے ہوں (یا اکٹھے رہتے ہوں؟) فرمایا: ”اگر یہ ممکن ہو کہ اسے کوئی نہ دیکھے تو ہرگز کسی کی نظر اس پر نہ پڑنے دے۔“ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر کوئی اکیلا ہو؟ فرمایا: ”جب بھی لوگوں سے زیادہ اللہ کا حق ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① بیوی اور لونڈی کے سوا ہر کسی سے شرم گاہ کو محفوظ رکھنے کا مطلب ناجائز تعلقات اور بدکاری سے اجتناب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۲) ”زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یہ بے حیائی اور بہت برا راستہ ہے۔“ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اعضاء مستورہ پر کسی کی نظر نہ پڑنے دیں۔ ② عام طور پر مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اس معاملہ

۱۹۲۰۔ [استادہ حسن] أخرجه أبو داود، الحام، باب في التبرى، ح: ۴۰۱۷ من حديث بهز به، وحسنه الترمذي، ح: ۲۷۶۹، وعلقه البخاري في صحيحه، الغسل، باب من اغتسل عرباناً وحده في خلوة.

میں احتیاط کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ غلط رویہ ہے۔ بغیر کسی مجبوری کے مرد دوسرے مرد کے اور عورت دوسری عورت کے اعضائے مستورہ کو نہیں دیکھ سکتے۔ ⑤ اس حدیث سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کے اعضائے مستورہ دیکھ لیں تو گناہ نہیں۔ آئندہ روایتوں میں اس کی ممانعت مذکور ہے لیکن وہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔ ⑥ تنہائی میں بھی بلا ضرورت بالکل نیچا ہونے سے اجتناب کرنا چاہیے اگرچہ غسل وغیرہ کے وقت تمام کپڑے اتارنا جائز ہے۔ (صحیح البخاری 'الغسل' باب من اغتسل عربانا وحده فی خلوة' ومن تستر فالستر أفضل' حدیث: ۲۷۸)



۱۹۲۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ وَهَبٍ  
الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ الْقَاسِمِ  
الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَحْوَصُ بْنُ حَكِيمٍ،  
عَنْ أَبِيهِ. وَرَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ، وَعَبْدُ الْأَعْلَى  
ابْنُ عَدِيٍّ، عَنْ عُثْبَةَ بْنِ عَبْدِ السَّلَامِيِّ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ أَهْلُهُ  
فَلْيَسْتَسِرُّوْا وَلَا يَتَجَرَّدَ تَجَرَّدَ الْغَيْرِينَ».

۱۹۲۱۔ حضرت عتبہ بن عبد سلمیؓ سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی اپنی بیوی کے  
پاس جائے تو اسے چاہیے کہ پردہ کرے اور گدھوں کی  
طرح ننگا نہ ہو جائے۔“

۱۹۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:  
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ،  
عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ مَوْلَى  
لِعَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا نَظَرْتُ، أَوْ  
مَا رَأَيْتُ فَرَجَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَطُّ.

۱۹۲۲۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں  
نے فرمایا: ”میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کی شرم گاہ نہیں  
دیکھی۔“

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: عَنْ مَوْلَاةٍ  
لِعَائِشَةَ.

ابوبکر نے کہا: ابو نعیم (حضرت عائشہ کے غلام کی  
بجائے) حضرت عائشہؓ کی لونڈی سے بیان کیا  
کرتے تھے۔

۱۹۲۱۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف \* الأحوص بن حكيم ضعفه أحمد، وأبو حاتم، والنسائي وغيرهم"، وقال صاحب القريب: "ضعيف الحفظ"، وللحديث شواهد ضعيفة.

۱۹۲۲۔ [ضعيف] تقدم، ح: ۶۶۲.



(المعجم ۲۹) - بَابُ التَّهْنِیِّ عَنْ اِثْنَانِ

باب: ۲۹۔ عورت کی دبر میں جماعت

النِّسَاءِ فِي اَذْبَارِهِنَّ (التحفة ۲۹)

کرنے کی حرمت کا بیان

۱۹۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

۱۹۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

ابْنِ أَبِي السَّوَّارِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس مرد کی طرف نظر نہیں

الْمُخْتَارِ، عَنْ شَهْبِيلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ

فرمائے گا جو اپنی بیوی سے دبر میں جماعت کرتا ہے۔“

الْحَارِثِ بْنِ مُخَلَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى رَجُلٍ

جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِي دُبْرِهَا».

🌟 فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هُوَ الَّذِي هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَفِظُونَ ۝ اِلَّا عَلَىٰ اَزْوَاجِهِمْ اَوْ

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿۶۵﴾ (المؤمنون: ۶۵) ”اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے

والے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں یا ان (کنیزوں) کے جن کے مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ تو بلاشبہ (ان کی

بابت) ان پر کوئی ملامت نہیں۔“ اس سے بعض لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ عورتوں سے جس

طرح چاہیں لطف اندوز ہو سکتے ہیں خواہ آگے کی جگہ ہو یا پیچھے کی جگہ لیکن یہ بات صحیح نہیں بلکہ جماع کے لیے

ایک ہی مقام جائز ہے ایام حیض میں وہ بھی جائز نہیں رہتا۔ ② ”اللہ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔“ اس کا

مطلب ہے رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا اور قیامت کے دن اس کا یہ جرم معاف نہیں کرے گا۔ اس سے اس

فعل کی حرمت ظاہر ہوتی ہے۔ دوسری حدیث میں اس فعل کا ارتکاب کرنے والے پر لعنت بھی وارد ہے۔ ارشاد

نبوی ہے: فَمَنْ فُحِشَ بِبُيُوتِ دَبْرِهَا يَمُوتُ (سنن ابی داود، النکاح، باب فی

جامع النکاح، حدیث: ۲۱۲۲)

۱۹۲۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَبَأَنَا

۱۹۲۴۔ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے

عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ

روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا:

أَوْطَاةٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ هَرَمِيٍّ

”بے شک اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔“

۱۹۲۳۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، النکاح، باب فی جامع النکاح، ح: ۲۱۶۲ من حدیث سهل به، وإسناده حسن، وصححه البوصيري، وله شواهد صحيحة، وهو من الأحاديث المتواترة.

۱۹۲۴۔ [صحیح] انظر، ح: ۴۹۶، وحدیث: ۱۱۲۹ لعلته، وضعفه البوصيري وغيره، والحدیث صحیح، وانظر

الحدیث السابق.

## ۹۔ ابواب النکاح۔ مباشرت سے متعلق احکام و مسائل

ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ خُرَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: **پھر فرمایا: ”عورتوں سے ان کی پیٹھوں میں جماعت**  
**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْسِبُ** نہ کرو۔“  
**مِنَ الْحَقِّ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ «لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ**  
**فِي أَدْبَارِهِنَّ».**

**🌞 فوائد و مسائل:** ① جن مسائل کا تعلق اعضائے مستورہ سے ہے اکثر ان کو بیان کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے لیکن انھیں بیان کرنا بھی ضروری ہے البتہ الفاظ کا انتخاب مناسب ہونا چاہیے اور نابالغ بچوں کے سامنے بیان نہ کیے جائیں۔ بہتر یہ ہے کہ درس اور تقریر وغیرہ میں یہ مسائل اشارتاً بیان کیے جائیں اور پرائیویٹ مجلس میں مناسب انداز سے صراحت کر دی جائے۔ ② دُبر نجاست کی جگہ ہے اس لیے مؤمن اس سے اجتناب کرتا ہے۔ ویسے بھی یہ مقام اس مقصد کے لیے نہیں بنایا گیا اور طبی طور پر اس کے بہت سے نقصانات ہیں۔ جن میں ایک نقصان حال ہی میں ”ایڈز“ کی بیماری کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ جائز مقام (قبل) بھی نجاست کے ایام میں ممنوع ہو جاتا ہے تو جو مقام (دُبر) نجاست ہی کے لیے ہے وہ کب جائز ہو سکتا ہے۔ ③ مرد کا مرد سے یا عورت کا عورت سے جنسی تعلق بہت بڑا گناہ ہے۔ جنسی لواطت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی پوری قوم پر پتھر برسا کر اور ان لوگوں کی نیتیاں الٹ کر انھیں تباہ کر دیا تھا۔

۱۹۲۵۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ،  
 وَجَبِيلُ بْنُ الْحَسَنِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ  
 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ  
 عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: كَانَتْ يَهُودٌ يَقُولُ: مَنْ أَتَى  
 امْرَأَةً فِي قُبُلِهَا، مِنْ دُبُرِهَا، كَانَ الْوَلَدُ  
 أَحْوَلَ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ شُبْحَانَهُ: ﴿يَسْأَلُكُمْ حَرْثُ  
 لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَتَى شَيْئَكُمْ﴾ [البقرة: ۲۲۳].  
 ۱۹۲۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: یہودی کہہ کرتے تھے کہ جو کوئی کھجلی طرف سے ہو کر عورت سے آگلی جگہ میں مباشرت کرتا ہے اس کا بیٹا بھیگتا پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿يَسْأَلُكُمْ حَرْثُ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَتَى شَيْئَكُمْ﴾ ”تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ اپنی کھیتوں میں جس طرح چاہو آؤ۔“

**🌞 فوائد و مسائل:** ① مباشرت کے لیے کوئی بھی طریقہ اختیار کرنا جائز ہے خواہ عورت چت لیٹی ہوئی ہو یا پیٹ کے بل یا کروٹ پر تاہم یہ ضروری ہے کہ صرف وہی راستہ اختیار کیا جائے جس کی شرع نے اجازت دی ہے یعنی صرف عورت کی قبل (اگلی شرمگاہ) استعمال کی جائے۔ ② عورت سے صنفی تعلق کا اہم مقصد اولاد کا

حصول ہے اسی لیے عورت کو بھتی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مرد کسان کی طرح اس زمین میں بیج بوتا ہے جس سے اسے اولاد کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورت سے غیر فطری فعل کرنا جائز نہیں کیونکہ کھیت سے باہر جو ہڑ وغیرہ میں بیج پھینک دینا حماقت ہے۔ ﴿اِنَّیْ سِئْتُمْ﴾ کا مطلب ”جہاں سے چاہو“ بھی کیا جائے تو بھی غیر فطری عمل کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ صرف [حرث] ”بھتی کی جگہ“ میں آنے کا حکم دیا گیا ہے، کسی اور جگہ نہیں، خواہ براہ راست آگے سے آئے یا پیچھے سے ہو کر آگے آئے۔ ﴿معاشرے میں موجود توہمات کی تردید کر کے حقیقت واضح کرتے رہنا چاہیے۔

باب: ۳۰۔ عزل کا بیان

(المعجم ۳۰) - بَابُ الْعَزْلِ (التحفة ۳۰)

۱۹۲۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم یہ کام کرتے ہو؟ اگر نہ کرو تو کوئی حرج نہیں، جس روح کو پیدا کرنے کا اللہ نے فیصلہ کر لیا ہے وہ ہو کر رہے گی۔“

۱۹۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ: «أَوْ تَفْعَلُونَ؟ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا. فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ نَسَمَةٍ، فَضَى اللَّهُ لَهَا أَنْ تَكُونَ، إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ».

فوائد و مسائل: ① عزل کا مطلب ہے عورت سے جماع کرتے وقت جب انزال ہونے لگے تو پیچھے ہٹ جائے تاکہ حمل ٹھہرنے کا اندیشہ نہ رہے۔ ② کوٹھڑیوں سے اس لیے عزل کیا جاتا ہے کہ ان کے ہاں اولاد نہ ہو کیونکہ اولاد ہونے کے بعد اگر کوٹھڑی کو بیجا جائے تو اس کا بچہ پہلے مالک کے پاس رہ جائے گا۔ اس طرح ماں بچے میں جدائی ہو جائے گی جو نامناسب ہے۔ ③ ”اگر نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔“ اس میں اشارہ ہے کہ اجتہاد بہتر ہے تاہم سختی سے منع نہیں کیا گیا بلکہ صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے اور قرآن نازل ہو رہا تھا۔ (صحیح البخاری، النکاح، باب العزل، حدیث: ۵۲۰۹، و صحیح مسلم، النکاح، باب حکم العزل، حدیث: ۱۳۳۰) یعنی ہم نبی اکرم ﷺ کے عہد میں بھی ایسا کرتے تھے اور اگر یہ فعل حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی اس سے منع فرمادیتا۔

بنائیں علماے کرام اس کی بابت لکھتے ہیں کہ آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل نہ کیا جائے کیونکہ اسے اولاد پیدا کرنے کا حق ہے لہذا اگر عورت بیماری یا کدوری کی وجہ سے حمل و ولادت کی مشقت برداشت نہ کر سکتی ہو تو عزل کیا جا سکتا ہے، نیز مانع حمل گولیوں کا بھی بالکل یہی حکم ہے۔ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ اس کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ عورتوں کو درج ذیل دو شرطوں کے بغیر مانع حمل گولیاں استعمال نہیں کرنی چاہئیں: عورت کو اس کی واقعی ضرورت ہو مثلاً: وہ بیمار ہو اور ہر سال حمل ہونا اس کے لیے جان لیوا اور نقصان دہ ہو۔ اور کمزور ہو یا کچھ اور ایسے موانع ہوں جن کی وجہ سے ہر سال حمل ہونا اس کے لیے جان لیوا اور نقصان دہ ہو۔ شوہر نے اسے اس کی اجازت دے دی ہو کیونکہ شوہر کا یہ حق ہے کہ بیوی اس کے لیے اولاد پیدا کرے علاوہ ازیں ان گولیوں کے استعمال کے لیے طیب سے یہ مشورہ کرنا بھی ضروری ہے کہ ان کا استعمال نقصان دہ تو نہیں لہذا جب یہ دونوں شرطیں پوری ہو جائیں تو پھر ان گولیوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں لیکن ایسی گولیاں استعمال نہ کی جائیں جو ہمیشہ ہمیش کے لیے مانع حمل ہوں کیونکہ یہ قطع نسل کے مترادف ہوگا جو کہ کبیرہ گناہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ (اردو): ۳/ ۲۱۵/ ۲۱۶ مطبوعہ دارالسلام) ⑤ ”خاندانی منصوبہ بندی“ کا موجودہ تصور یہ ہے کہ زیادہ بچے ہوں گے تو ان کا خرچ برداشت کرنا اور دیکھ بھال کرنا مشکل ہوگا۔ یہ ایک غلط تصور ہے۔ جاہلیت میں جو لوگ اس ڈر سے بچوں کو قتل کر دیتے تھے ان کی غلط فہمی دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِنَّا نَكُفُّهُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۱) ”اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ان کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ یقیناً ان کا قتل کبیرہ گناہ ہے۔“ مغرب کے عیسائی ممالک مسلمانوں کو اس کی ترغیب اس لیے دیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی افرادی قوت میں اضافے سے خوف زدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خود اپنے لوگوں کو زیادہ بچے پیدا کرنے کی ترغیب دینے لگے ہیں۔

۱۹۲۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں  
الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ نَسْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَمْرِو بْنِ  
عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَعُزِّلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ.

فائدہ: نزول وحی کے زمانے میں اس کی صریح ممانعت نازل نہیں ہوئی اس سے اس عمل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۹- أبواب النکاح ..... بیوی کی موجودگی میں اس کی چھو بھی اور خالہ سے نکاح کرنے کی ممانعت کا بیان

۱۹۲۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ  
الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى:  
حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَيْعَةَ،  
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَرَّرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ،  
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: نَهَى  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُعْزَلَ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا  
بِإِذْنِهَا.

(المعجم ۳۱) - بَابُ: لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ  
عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَاتِهَا (التحفة ۳۱)

باب: ۳۱- کسی عورت کی چھو بھی یا  
خالہ نکاح میں ہوتے ہوئے اس  
عورت سے نکاح جائز نہیں

۱۹۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:  
حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ،  
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى  
عَمَّتِهَا، وَلَا عَلَى خَالَاتِهَا».

۱۹۳۰- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا  
عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ،  
عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ  
يَسَّارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ:  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ نِكَاحَيْنِ.  
۱۹۳۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو نکاحوں  
سے منع فرماتے سنا ہے (اس بات سے منع فرمایا) کہ کوئی  
مرد ایک عورت اور اس کی چھو بھی کو (نکاح میں) جمع کرے  
یا عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں جمع کرے۔)

۱۹۲۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۱/۱ عن إسحاق به، وقال البوصيري: "لهذا إسناده ضعيف لضعف ابن  
لهيعة"، وفيه علة أخرى وتقدم، ح: ۷۰۷، وليس له شاهد صحيح.

۱۹۲۹- أخرجه مسلم، النکاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النکاح، ح: ۳۸/۱۴۰۸ عن  
أبي بكر بن أبي شيبة به، وله طرق أخرى عند البخاري، ح: ۵۱۰۹ وغيره.

۱۹۳۰- [صحيح] أخرجه أحمد: ۶۷/۳ من حديث ابن إسحاق به مطولاً، والحدیث السابق شاهد له.

۹۔ ابواب النکاح..... طلاق بتہ کے بعد پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

أَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتَيْهَا،  
وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَيَتِهَا.

۱۹۳۱- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمَغْلَسِ : حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ النُّهْسَلِيُّ : حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت سے اس کی پھوپھی یا  
ابْنُ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے نکاح نہ کیا جائے۔“  
اللَّهُ ﷻ: «لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتَيْهَا وَلَا  
عَلَى خَالَيَتِهَا».

☀ فائدہ: ایک بیوی کی وفات یا طلاق کے بعد اس کی خالہ یا اس کی بھانجی یا اس کی پھوپھی یا اس کی بہتی سے  
نکاح کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح دو بہنیں بیک وقت ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ ایک کی وفات یا طلاق  
کے بعد دوسری سے نکاح کرنا درست ہے۔ (النساء: ۲۳)

(المعجم ۳۲) - بَابُ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ  
ثَلَاثًا فَتَرْوُجُ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا.  
أَتَرْجِعُ إِلَى الْأَوَّلِ (التحفة ۳۲)

باب: ۳۲- جس عورت کو مرد تین طلاقیں  
دے دے پھر وہ (دوسرے مرد سے) نکاح  
کر لے اور دوسرا مرد اس سے خلوت کرنے  
سے پہلے طلاق دے دے کیا وہ پہلے خاوند  
سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے؟

۱۹۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ. حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہا کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی  
أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً رَفَاعَةَ خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہا  
الْقُرَظِيُّ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ کے نکاح میں تھی۔ اس نے مجھے طلاق دے دی اور بتہ  
فَقَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رَفَاعَةَ. فَطَلَّقَنِي طلاق (آخری طلاق) بھی وے ڈالی۔ (اس کے بعد)  
فَبِتَّ طَلَاقِي. فَتَرْوُجْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ میں نے حضرت عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کر لیا۔

۱۹۳۱- [صحیح] انظر، ح: ۷۴۰ لعلته، وح: ۱۹۲۹ شاهد له.

۱۹۳۲- أخرجه البخاري، الشهادات، باب شهادة المختص، ح: ۲۶۳۹، ومسلم، النكاح، لا تحل المطلقة ثلاثا  
لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيره ويطأها ثم يفارقها وتنقضي عدتها، ح: ۱۴۲۳ من حديث سفیان .



۹۔ أبواب النکاح۔ طلاق بتہ کے بعد پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

الرَّابِعُ. وَإِنَّ مَا مَعَهُ مِثْلُ هَذِهِ الثُّوبِ. (لیکن) ان کے پاس تو جو کچھ ہے وہ کپڑے کے سرے  
فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَيَّ رِفَاعَةً؟ لَا. حَتَّى تَذُوقِي عُسْبَلَتَهُ وَتَذُوقِي عُسْبَلَتِكَ». کی طرح ہے۔ نبی ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ”تم دوبارہ  
رِفاعہ (ٹپٹ) سے نکاح کرنا چاہتی ہو؟ نہیں، نہیں“ (یہ  
نہیں ہو سکتا) حتیٰ کہ تو اس (عبدالرحمن) سے لذت  
حاصل کرے اور وہ تجھ سے لذت حاصل کرے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مرد کو حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے لیکن یہ حق طلاق محدود ہے، یعنی پوری  
زندگی میں اسے صرف تین مرتبہ طلاق دینے کا حق ہے۔ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد اسے رجوع کرنے کا حق  
حاصل ہے۔ تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَإِنْ سَاكَ  
بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيْعٍ بِإِحْسَانٍ﴾ (البقرہ: ۲۲۹) ”(رجعی) طلاق دو مرتبہ ہے پھر یا تو اچھائی سے روک لینا  
ہے یا عمدگی سے چھوڑ دینا ہے۔“ ② تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق باقی نہیں رہتا بلکہ عورت عدت گزرنے  
کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے کا حق رکھتی ہے۔ ③ اگر کسی وجہ سے دوسرے مرد سے نباہ نہ ہو سکے اور  
طلاق ہو جائے یا وہ فوت ہو جائے تو پھر عورت اگر چاہے تو پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں  
کہ پہلے خاوند سے نکاح کیا جائے بلکہ کسی تیسرے آدمی سے بھی نکاح کیا جاسکتا ہے۔ ④ پہلے خاوند سے دوبارہ  
نکاح جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ دوسرے خاوند نے مقاربت کے بعد طلاق دی ہو۔ اگر دوسرے نے  
مقاربت سے پہلے طلاق دی ہو تو پہلے خاوند سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ کسی تیسرے آدمی سے جائز ہوگا۔  
⑤ طلاق بتہ اس طلاق کو کہتے ہیں جس کے بعد رجوع کا حق باقی نہیں رہتا۔ اگر عورت سے نکاح کر کے خلوت  
سے پہلے طلاق دے دی جائے تو یہ پہلی ہی بتہ یعنی آخری طلاق ہے۔ اگر آزاد عورت کے بجائے لونڈی سے  
نکاح کیا گیا ہو تو دوسری طلاق آخری ہے۔ باقی حالات میں تیسری طلاق آخری ہوتی ہے۔

۱۹۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: ۱۹۳۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ: کہ نبی ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس

۱۹۳۳۔ [صحیح] أخرجه النسائي: ۱۶۸، ۱۶۹، ح: ۳۴۴۳، التعليقات السلفية: ۳۴۴۳، وأحمد: ۸۵/۲ عن  
محمد بن جعفر من حديث شعبة به، وخالفه سفيان الثوري فرواه عن علقمة عن رزين بن سليمان الأحمرى عن ابن  
عمر به \* رزين أو ابن رزين مجهول كما في التقريب، ولحديثه شواهد كثيرة، منها الحديث السابق، فائدة: وقع في  
المجتبى للنسائي: "سلم بن زهير"، وهو تصحيف كما حققه شيخنا الإمام الحجة الممتن الفقيه المحدث محمد عطاء  
الله حنيف الفوجياني رحمه الله عليه في التعليقات، ثم وجدته على الصواب في السنن الكبرى للنسائي، ح: ۵۶۰۷،  
فلله دره.

## ۹۔ أبواب النکاح

حلالہ کرنے اور کرانے والے کا بیان

عَلَقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ [سَالِمَ بْنَ رَزِينَ] يُحَدِّثُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فِي الرَّجُلِ تَكُونُ لَهُ الْمَرْأَةُ فَيُطَلِّقُهَا. فَيَتَزَوَّجُهَا رَجُلٌ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا. أَتَرْجِعُ إِلَى الْأَوَّلِ؟ قَالَ: «لَا. حَتَّى يَذُوقَ الْعُسَيْلَةَ».

☀ فائدہ: ”لذت“ سے مراد مقاربت، یعنی عمل زوجیت ہے جیسا کہ گزشتہ فوائد میں تفصیل گزری۔

(المعجم ۳۳) - بَابُ الْمُحْلَلِ وَالْمُحَلَّلِ لَهُ  
(التحفة ۳۳)

باب: ۳۳۔ حلالہ کرنے اور کرانے  
والے کا بیان

۱۹۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، عَنْ زُمَعَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ [وَهْرَامٍ]، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُحْلَلُ وَالْمُحَلَّلُ لَهُ.

۱۹۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ [بْنِ] الْبَخْرِيِّ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ وَ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ:

۱۹۳۴- [صحیح] ۵ زعمه تقدم، ح: ۳۲۶، ولحديثه شاهد حسن عند أحمد: ۳۲۳/۲ وغيره من حديث أبي هريرة رضي الله عنه، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۸۴، وحسنه البخاري (التلخيص الحبير: ۱۷۰/۳)، وللحديث شواهد كثيرة، ذكرت بعضها في نيل المصنوع، ح: ۲۰۷۶، وثبت إنكار التحليل المذكور عن عمر وعثمان وابن عمر وغيرهم رضي الله عنهم أجمعين.

۱۹۳۵- [ضعيف] أخرجه أبوداود، النکاح، باب في التحليل، ح: ۲۰۷۶ من حديث الشعبي به ۵ والحاتر تقدم، ح: ۹۵، وحديث أحمد: ۳۲۳/۲، ح: ۸۲۷۰ يفتني عنه.



لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُحْلِلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ.

۱۹۳۶- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں کرائے کے سائڈ کے متعلق نہ بتاؤں (کہ وہ کون ہوتا ہے؟)“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں (بتائیے) اے اللہ کے رسول! فرمایا: ”وہ حلالہ کرنے والا ہے اللہ نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے (دونوں) پر لعنت فرمائی ہے۔“

۱۹۳۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي. قَالَ: سَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: قَالَ لِي أَبُو مُضْعَبٍ وَمُسْرَحُ بْنُ هَاعَانَ، قَالَ عَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِالَّتَيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟» قَالُوا: بَلَى! يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: «هُوَ الْمُحْلِلُ. لَعَنَ اللَّهُ الْمُحْلِلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ».

🌟 **فوائد و مسائل:** ① اگر ایک عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں اور اس کا خاوند اس سے پھر رجوع کرنا چاہے تو یہ اس کے لیے جائز نہیں۔ اس وقت اگر کوئی دوسرا مرد اس عورت سے نکاح کر لے اور اس کا مقصد اس کے ساتھ باقاعدہ ازدواجی زندگی گزارنا نہ ہو بلکہ محض یہ مقصد ہو کہ نکاح اور غلطی کے بعد وہ اسے طلاق دے دے گا تاکہ پہلا خاوند اس سے نئے سرے سے نکاح کر سکے اور جو کام اس کے لیے حرام تھا وہ حلال ہو جائے۔ اس عارضی نکاح کو حلالہ کہتے ہیں جسے اس حدیث میں لعنتی فعل قرار دیا گیا ہے۔ ② شریعت میں نیت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] (صحیح البخاری، بدء الوحي، باب کیف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ.....، حدیث: ۱) ”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“ چونکہ نکاح حلالہ کا مقصد وہ نہیں ہوتا جو شرعی نکاح میں مطلوب ہے اس لیے شرعی طور پر یہ نکاح ہی نہیں ہے بلکہ ایک حیلہ ہے اور یہ حیلہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ③ لعنت سے حلالے کی حرمت ثابت ہوتی ہے کیونکہ جائز کام پر لعنت نہیں ہو سکتی۔ ④ حلالہ کرنے والے کو کرائے کا سائڈ قرار دینے سے اس عمل کی شاعت کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح جانوروں کی نسل کشی کے لیے سائڈ لیا جاتا ہے تاکہ وہ جفتی کر کے مونث جانوروں کو حاملہ کر دے پھر وہ اس کے مالک کو واپس کر دیا جائے۔ اسی طرح حلالہ کرنے والے کو حلالہ کرانے والا وقتی طور پر عورت سے تعلق قائم کرنے کی درخواست کرتا ہے تاکہ وہ غلطی کے بعد اسے طلاق دے کر پہلے خاوند کے لیے حلال کر دے۔ جس طرح سائڈ کرائے پر لینے والے کی ملکیت نہیں بن جاتا اسی طرح حلالہ کرنے والا عورت سے مستقل تعلق قائم

## ۹۔ ابواب النکاح — رضاعت سے متعلق احکام و مسائل

نہیں کرتا بلکہ اپنے خیال میں خاوند کی ضرورت پوری کر کے عورت سے الگ ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ شیعوں کے ہاں رائج تہہ کی طرح ناجائز تعلق کی ایک صورت ہے جس کو ”نکاح“ کا نام دے کر جائز قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(المعجم ۳۴) - بَابُ: يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ باب: ۳۴- دودھ پلانے سے وہ سب  
مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ (التحفة ۳۴) رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ایسی طور

پر حرام ہوتے ہیں

۱۹۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۹۳۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نے فرمایا: ”رضاعت سے بھی وہ  
عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ (رشتہ) حرام ہو جاتا ہے جو نسب سے حرام ہوتا ہے۔“  
عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ».



🌞 فوائد و مسائل: ① رضاعت سے مراد دودھ پلاتا ہے یعنی جب کسی بچے کو ماں کے علاوہ کوئی اور عورت دودھ پلائے تو وہ عورت بھی اسی طرح اس کی ماں شمار ہوتی ہے جس طرح جننے والی ماں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ﴾ (النساء: ۲۳) ”اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا (ان سے بھی نکاح حرام ہے)۔“ ② رضاعت سے حرام ہونے والی عورتوں کی تفصیل یہ ہے: (۱) رضاعی ماں: جس کا دودھ تم نے مدت رضاعت (دو سال کی عمر) کے اندر پیا ہو۔ (ب) رضاعی بہن: جس کو تمہاری حقیقی یا رضاعی ماں نے دودھ پلایا خواہ تمہارے ساتھ یا تم سے پہلے یا بعد میں یا جس عورت کی حقیقی یا رضاعی ماں نے تمہیں دودھ پلایا ہو یعنی رضاعی ماں بننے والی عورت کی تمام نسبی اور رضاعی اولاد دودھ پینے والے بچے کے بہن بھائی بن جائیں گے۔ (ج) رضاعی خالہ: دودھ پلانے والی کی بہنیں دودھ پینے والے کی خالائیں بن جائیں گی۔ (د) رضاعی چچو بھئی: چونکہ دودھ پلانے والی کا خاوند دودھ پینے والے کا باپ بن جائے گا اس لیے اس رضاعی باپ کی بہنیں دودھ پینے والے کی چچو بھیاں ہوں گی۔ اور رضاعی باپ کے بھائی دودھ پینے والے کے چچا یا تان بن جائیں گے۔ ③ ان رضاعی رشتوں سے نکاح کرنا اسی طرح حرام ہے جس طرح نسبی رشتوں

سے لہذا ان میں پردہ اسی طرح فرض نہیں ہوگا جس طرح نسبی رشتوں میں پردہ فرض نہیں ہوتا۔ لڑکے کی رضاعی ماں رضاعی بہن رضاعی خالہ اور رضاعی پھوپھی اس سے پردہ نہیں کریں گی۔ اسی طرح لڑکی اپنے رضاعی باپ رضاعی بھائی رضاعی چچا تایا اور رضاعی ماموں سے پردہ نہیں کرے گی۔ ⑤ دودھ پینے والے کے دوسرے بھائی بہن جنھوں نے اس عورت کا دودھ نہیں پیا ان کا اس عورت سے اور اس کے بچوں وغیرہ سے رضاعت کا تعلق شمار نہیں ہوگا۔

۱۹۳۸۔ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، وَ أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُرِيدَ عَلَى بَنَاتِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. فَقَالَ: «إِنَّهَا ابْنَتُهُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ. وَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ».

۱۹۳۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں درخواست کی گئی (کہ ان سے نکاح فرمائیں۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے اور جو نسب سے حرام ہوتا ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سگے چچا تھے اس لیے ان کی بیٹی سے نکاح جائز ہونا چاہیے تھا۔ یہی سوچ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز پیش فرمادی لیکن رسول اللہ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ نسبی طور پر تو یہ رشتہ ممکن تھا لیکن رضاعی طور پر حرام ہونے کی وجہ سے ایسا ممکن نہیں۔ ⑤ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ اسی نے چند دن رسول اللہ ﷺ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ (لمعات، شرح مشکاۃ، کتاب النکاح، باب المحرمات) اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے رضاعی بھائی بن گئے اور ان کی بیٹی آپ ﷺ کی رضاعی بھتیجی ہوئی۔ ⑥ اس خاتون کا نام حضرت فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا تھا۔ (إنجاح الحاجة حاشیہ سنن ابن ماجہ، از عبدالغنی دہلوی)

۱۹۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ أَبَانَ

۱۹۳۹۔ حضرت زہب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت

۱۹۳۸۔ أخرجه البخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع المستفيض والموت القديم، ح: ۵۱۰۰، ۲۶۴۵، ومسلم، الرضاع، باب تحريم ابنة الأخ من الرضاعة، ح: ۱۴۴۷ من حديث قتادة به.

۱۹۳۹۔ أخرجه البخاري، النكاح، باب "وأمةكم التي أرضعتكم"، ح: ۵۱۰۱ وغيره من حديث الزهري به، ومسلم، الرضاع، باب تحريم الربية وأخت المرأة، ح: ۱۴۴۹ من حديث محمد بن رُمح به، أخرجه البخاري، ح: ۵۱۰۶، ومسلم، ح: ۱۴۴۹ وغيرهما من حديث هشام بن عروة به.

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ انھوں (ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میری ہمیشہ عذہ سے نکاح فرما لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تجھے یہ بات پسند ہے؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں! اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس اکیلی تو نہیں ہوں (کہ سوکن کی موجودگی پسند نہ کروں) اور خیر و برکت میں میری شراکت کا حق سب سے زیادہ میری بہن کو ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو میرے لیے جائز نہیں۔“ انھوں نے کہا: ہم لوگ باتیں کرتے ہیں (سننے میں آیا ہے) کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابوسلمہ کی بیٹی ہے؟“ کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ میرے گھر میں پرورش پانے والی (سوتیلی) بیٹی نہ ہوتی تب بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی۔ وہ تو دودھ کے رشتے سے میری بہتی ہے۔ مجھے اور اس کے والد کو شیبہ نے دودھ پلایا تھا۔ تم میرے لیے اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔“

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: إِنِّكُحْ أُخْتِي عَزَّةَ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَتُحِبُّينَ ذَلِكَ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَسْتُ لَكَ بِمُخْلِیَةٍ. وَأَحَقُّ مِنْ شَرِّكَیْ فِی خَیْرِ أُخْتِی. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَإِنَّ ذَلِكَ لَا یَجُزُّ لِی» قَالَتْ: فَإِنَّا نَتَخَدَّثُ أَنَّكَ تُرِیدُ أَنْ تَنْكِحَ ذُرَّةَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ. فَقَالَ: «بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَإِنَّهَا لَوْ لَمْ تَكُنْ رِیْسَتِی فِی حَجَرِی مَا حَلَّتْ لِی. إِنَّهَا لَا بِنْتُ أُخْتِی مِنَ الرِّضَاعَةِ. أَرْضَعْتَنِی وَأَبَاہَا ثَوْبَتَةُ. فَلَا تَعْرِضْنِ عَلَیَّ أَخَوَاتِکُمْ وَلَا بَنَاتِکُمْ».

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہی روایت ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① دو بہنوں کو یک وقت نکاح میں رکھنا جائز نہیں۔ ② سوتیلی بیٹی سے نکاح جائز نہیں۔

③ رضاعی بہتی بھانجی وغیرہ سے بھی اسی طرح نکاح حرام ہے جس طرح سگی بہتی اور بھانجی سے نکاح حرام ہے۔ ④ رضاعت کے رشتوں کو یاد رکھنا چاہیے تاکہ غلط فہمی سے ایسی عورت سے نکاح نہ ہو جائے جس سے جائز نہیں۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی پیشکش نہ کریں۔“

## ۹۔ أبواب النکاح ..... رضاعت سے متعلق احکام و مسائل

اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی ام المومنین کی بہن سے نبی ﷺ اس لیے نکاح نہیں کر سکتے تھے کہ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا جائز نہیں۔ اور کسی بھی ام المومنین کی بیٹی جو نبی ﷺ کی ربیبہ (سوتیلی بیٹی) تھی اس سے آپ کا نکاح جائز نہیں تھا۔ ① ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ پیشکش غالباً اس لیے کر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے شریعت کے بعض احکام امت سے مختلف تھے مثلاً: آپ کا چار سے زیادہ خواتین کو بیک وقت نکاح میں رکھنا۔ انھوں نے سوچا ہوگا کہ شاید یہ رشتے بھی جو عام مومنوں کے لیے ممنوع ہیں نبی ﷺ کے لیے جائز ہوں گے۔ آپ ﷺ نے واضح فرمادیا کہ ان مسائل میں آپ کے لیے الگ احکام نہیں۔

(المعجم ۳۵) - بَابُ: لَا تُحْرَمُ الْمَصَّةُ  
وَلَا الْمَصْتَانِ (الصفحة ۳۵)  
باب: ۳۵- ایک دو بار چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

۱۹۴۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْحَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُحْرَمُ الرُّضْعَةُ وَلَا الرُّضْعَتَانِ أَوْ الْمَصَّةُ وَالْمَصْتَانِ».

۱۹۴۰- حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک بار دودھ پینا حرام نہیں کرتا نہ دو بار دودھ پینا نہ ایک بار چوسنا نہ دو بار چوسنا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد مبارک ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا۔ صحیح مسلم میں یہ واقعہ تفصیل سے مروی ہے۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے نکاح میں ایک عورت تھی، میں نے اس کی موجودگی میں ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ میری پہلی بیوی کہتی ہے کہ اس نے میری نبی بیوی کو ایک بار یا دو بار دودھ پلایا تھا۔ تب نبی ﷺ نے مذکورہ بالا قانون بیان فرمایا۔ (صحیح مسلم) الرضاع، باب فی المصّة والمصتان، حدیث: ۱۴۵۱) ② اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ تین بار دودھ پینے سے رضاعت کے احکام ثابت ہو جاتے ہیں، یعنی دودھ کے رشتے قائم ہو جاتے ہیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ حرمت پانچ بار دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے، جیسے صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان مروی ہے کہ پہلے قرآن میں دس بار دودھ پینے سے حرمت رضاعت کا حکم نازل ہوا تھا، پھر وہ ممنوع ہو کر پانچ بار دودھ پینے سے حرمت رضاعت کا حکم نازل ہو گیا۔ (صحیح مسلم، الرضاع، باب التحريم بخمس رضعات، حدیث: ۱۴۵۲)

۱۹۴۰- أخرجه مسلم، الرضاع، باب فی المصّة والمصتان، ح: ۱۴۵۱ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

۱۹۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ جِدَاشٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْبٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُحْرَمُ الْمَتْنَةُ وَالْمَصَّتَانِ».

۱۹۴۱- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایک دو بار جو سنا حرام نہیں کرتا۔“

۱۹۴۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ سَقَطَ: لَا يُحْرَمُ إِلَّا عَشْرُ رَضَعَاتٍ أَوْ خَمْسُ مَعْلُومَاتٍ.

۱۹۴۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو کچھ نازل فرمایا، پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی اس میں یہ بھی تھا کہ دس بار دودھ پلانے یا پانچ بار دودھ پلانے ہی سے محرم کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔



🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت میں شک کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ دس بار یا پانچ بار کا حکم نازل ہوا تھا لیکن صحیح مسلم کی مذکور بالا حدیث سے وضاحت ہوگئی کہ پانچ بار کا حکم نازل ہوا تھا۔ ② قرآن مجید کی بعض آیات کی تلاوت منسوخ ہوگئی اور حکم باقی رہا۔ تلاوت منسوخ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انھیں قرآن مجید میں نہ لکھا جائے نماز میں نہ پڑھا جائے اور اس قسم کے مسائل میں اس کا حکم قرآن کا نہیں ہوگا۔ اس کے باوجود اس میں مذکور حکم پر عمل ہوگا جس طرح دوسرے بہت سے ان احکام پر عمل ہوتا ہے جو قرآن میں مذکور نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہیں۔

(المعجم ۳۶) - بَابُ رَضَاعِ الْكَبِيرِ باب: ۳۶- بڑی عمر کے بچے یا مرد کو دودھ پلانا (التحفة ۳۶)

۱۹۴۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۱۹۴۳- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا نے

۱۹۴۱- أخرجه مسلم، الرضاع، الباب السابق، ح: ۱۴۵۰ من حديث إسماعيل ابن علي وغيره به.

۱۹۴۲- [إسناده صحيح]. انفراد به ابن ماجه.

۱۹۴۳- أخرجه مسلم، الرضاع، باب رضاعة الكبير، ح: ۱۴۵۳ من حديث سفيان به.

ابن القاسم، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ سَهْلَةَ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِ أَبِي حَذِيفَةَ الْكَرَاهِيَةِ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَرْضِعِيهِ» قَالَتْ: كَيْفَ أَرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ؟ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ». فَفَعَلْتُ. فَأَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: مَا رَأَيْتُ فِي وَجْهِ أَبِي حَذِيفَةَ شَيْئًا أَكْثَرُهُ بَغْضًا. وَكَانَ شَهِيدًا بَدْرًا.

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب سالم میرے ہاں آتے ہیں تو مجھے (اپنے شوہر) حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناگواری کے آثار نظر آتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے دودھ پلا دو۔“ انھوں نے کہا: میں اسے کس طرح دودھ پلاؤں؟ وہ تو جوان آدمی ہے؟ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ”مجھے معلوم ہے کہ وہ جوان آدمی ہے۔“ سہلہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کیا۔ (بعد میں) وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: اس کے بعد میں نے حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر وہ تاثرات نہیں دیکھے جو مجھے ناگوار ہوں۔ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شریک تھے۔

🌟 فوائد و مسائل: ① اس حدیث کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ موقف تھا کہ دودھ جس عمر میں بھی پیا جائے اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے لیکن دوسری اہمات المؤمنین رضی اللہ عنہم نے اس سے اتفاق نہیں کیا جیسے اگلے باب میں آ رہا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۱۹۳۷) ② حضرت سالم رضی اللہ عنہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے منہ بولے بیٹے تھے جیسے انھوں نے پردہ کرنے میں مشکل محسوس ہوئی کیونکہ ان کی رہائش اس گھر میں تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ سالم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلا دیں تاکہ پردے کی پابندی اٹھ جائے۔ ③ اہمات المؤمنین نے اس حکم کو حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمیت بعض علماء نے اس قسم کے حالات میں اسے جائز رکھا ہے جس قسم کے حالات حضرت سالم اور حضرت سہلہ رضی اللہ عنہ کو درپیش تھے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ اس رضاعت کو بچپن کی رضاعت کا حکم نہ دیا جائے۔ واللہ اعلم۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ (صحیح البخاری، النکاح، باب من قال: لا رضاع بعد الحولین.....) حدیث: ۵۱۰۲) امام ابن تیمیہ اور امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ عموماً حالات میں تو نہیں مگر کہیں خاص اضطراری احوال میں اس پر عمل کی گنجائش ہے۔ (نیل الأوطار: ۱/۳۵۳)

۱۹۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ. وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ نَزَلَتْ آيَةُ الرَّجْمِ، وَرَضَاعُهُ الْكَبِيرِ عَشْرًا. وَلَقَدْ كَانَ فِي صَحِيفَةٍ تَحْتَ سَرِيرِي. فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتَشَاغَلْنَا بِمَوْتِهِ، دَخَلَ دَاجِنٌ فَأَكَلَهَا.

۱۹۴۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رحم کی آیت اور بڑی عمر کے لڑکے کو دس بار دودھ پلانے کے مسئلہ پر مشتمل آیت نازل ہوئی تھی۔ یہ دونوں آیتیں ایک کاغذ پر لکھی ہوئی میرے بستر پر پڑی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، ہم آپ ﷺ کے غسل و کفن وغیرہ میں مشغول ہو گئے۔ ایک مبری آئی اور وہ کاغذ کھا گئی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ آیات ایسی ہیں جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی اور حکم باقی ہے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انھیں مصحف میں نہیں لکھا۔ ② اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۹) ”ہم نے اس نصیحت (قرآن) کو نازل کیا، اور ہم ہی اس کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔“ اس لیے یہ ممکن نہیں کہ ایک آیت کی تلاوت منسوخ نہ ہوئی ہو اور وہ ضائع ہو جائے۔ ویسے ہی قرآن مجید صرف کتابت کے ذریعے سے محفوظ نہیں بلکہ اس کی اصل حفاظت زبانی یاد کرنے سے ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بے شمار افراد حافظ قرآن تھے۔ اس کے بعد بھی ہر دور میں ہر علاقے میں حفاظ کرام موجود رہے ہیں اور رہیں گے۔ ③ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ آخری حکم پانچ بار دودھ پلانے سے حرمت کا رشتہ ثابت ہونے کا ہے اور یہی رائج موقف ہے۔

(المعجم ۳۷) - بَاب: لَا رَضَاعَ بَعْدَ فِضَالٍ  
(التحفة ۳۷)

باب: ۳۷- دودھ چھڑانے کے بعد رضاعت نہیں ہوتی

۱۹۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۹۴۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی

۱۹۴۴- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶/۲۶۹ من حديث ابن إسحاق حدثني عبدالله بن أبي بكر به، طريق عمرة بنت عبد الرحمن فقط، واللفظ لهذا الطريق، أخرجه مالك في الموطأ: ۲/۶۸، ومن طريقه مسلم، ح: ۱۴۵۲ عن عبدالله بن أبي بكر به، لم يذكر قصة الداجن، وهاتان الآيتان كانتا منسوختي القراءة فأكلتهما الداجن لأن لا تكتب في القرآن، والقرآن كامل مكمل كما تركه رسول الله ﷺ لم يزد فيه حرف ولم ينقص منه شيء، والحمد لله.

۱۹۴۵- أخرجه البخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع المستفيض والموت القديم، ح: ۲۶۴۷، ومسلم، الرضاع، باب إنما الرضاعة من المجاعة، ح: ۱۴۵۵ من حديث سفیان به.



## ۹۔ ابواب النکاح۔ رضاعت سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعَثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ. فَقَالَتْ: «مَنْ هَذَا؟» قَالَتْ: هَذَا أَخِي. قَالَ: «انْظُرُوا مَنْ تَدْخِلْنَ عَلَيْكُمْ». فَإِنَّ الرِّضَاعَةَ مِنَ الْمَجَاعَةِ.

ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو ان کے پاس ایک مرد بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کون ہے؟“ انہوں نے کہا: یہ میرا بھائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”غور کر لیا کرو کہ تم کسے اپنے پاس آنے کی اجازت دے رہی ہو کیونکہ رضاعت بھوک سے ہوتی ہے۔“

**فوائد و مسائل:** ① رضاعت سے محرم کا رشتہ تب قائم ہوتا ہے جب بچے کو دوسال کی عمر کے اندر دودھ پلایا گیا ہو۔ اور کم از کم پانچ بار پیٹ بھر کر دودھ پلایا گیا ہو۔ اگر کسی بچے کو دوسال کی عمر ہو جانے کے بعد دودھ پلایا گیا ہو تو یہ دودھ پلانا معتبر نہیں اس سے دودھ کا رشتہ قائم نہیں ہوگا۔ سوائے ناگزیر صورتوں کے جیسا کہ گزشتہ روایات میں بیان ہوا ہے۔ ② رضاعت کے معاملات میں احتیاط ضروری ہے تاکہ غیر محرم کو محرم یا محرم کو غیر محرم نہ سمجھا جائے۔ ③ مرد کو چاہیے کہ بیوی کو غلطی پر تنبیہ کرے۔ ④ اگر کسی سے لاعلمی کی بنا پر غلطی ہو جائے تو اسے سختی سے تنبیہ کرنے کے بجائے نرمی سے مسئلہ بتا دینا چاہیے۔

۱۹۴۶۔ حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: ۱۹۴۶۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت  
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهْيَعَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا رِضَاعَ إِلَّا مَا فَتَحَ الْأَمْعَاءُ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رضاعت وہی (معتبر) ہے جو آنتوں کو پھاڑے۔“

**فوائد و مسائل:** ① ”آنتوں کو پھاڑنے“ کا مطلب دودھ سے بچے کا سیر ہونا ہے۔ ② حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رضاعت وہی معتبر ہے جس عمر میں بچے کی غذا ماں کا دودھ ہو کر رہتی ہے۔ عام حالات میں بڑی عمر کے بچے کو دودھ پلانے سے رضاعت کا رشتہ قائم نہیں ہوگا۔ مزید دیکھیے حدیث: ۱۹۴۳ کے فوائد و مسائل۔

۱۹۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ ۱۹۴۷۔ حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت

۱۹۴۶۔ [صحیح] ۳۳۰ فیما أعلم، ولحديثه شواهد، منها الحديث السابق، وقال البوصيري: "في إسناده ابن لهيعة... والحديث رواه الترمذي، ح: ۱۱۵۲ من حديث أم سلمة، وقال: حسن صحيح"، وبه صح الحديث.

۱۹۴۷۔ أخرجه مسلم، الرضاع، باب رضاعة الكبير، ح: ۱۴۵۴ من حديث عقيل عن ابن شهاب الزهري به.

## ۹۔ ابواب النکاح

رضاعت سے متعلق احکام و مسائل

ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی تمام ازواج مطہرات ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اختلاف کیا انھوں نے حضرت ابوحنیفہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ کی سی رضاعت کی بنا پر کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دی۔ (ایسے افراد سے پردہ کیا) اور فرمایا: کیا معلوم شاید یہ اجازت صرف حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص ہو۔

الْمُضَرِّي: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ لَهْيَعَةَ، عَنْ بَرِيدِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ وَعُقَيْلِ بْنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ رَمْعَةَ، عَنْ أُمِّهِ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَرْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ كُلَّهُمْ خَالَفَنَ عَائِشَةَ وَأَبَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِمْ أَحَدٌ بِمِثْلِ رِضَاعَةِ سَالِمٍ، مَوْلَى أَبِي حُدَيْفَةَ. وَقُلْنَ: وَمَا يُدْرِينَا؟ لَعَلَّ ذَلِكَ كَانَ رُخْصَةً لِسَالِمٍ وَحْدَهُ.

فائدہ: ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا یہی موقف جمہور علماء کا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے جیسے کہ گزشتہ احادیث کے فوائد میں ذکر ہوا تاہم بعض حضرات رضاعت کبیر کے بھی قائل ہیں جس پر ناگزیر قسم کی صورتوں میں عمل کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تفسیر احسن البیان کا نمبر ”رضاعت کے چند ضروری مسائل“)



باب: ۳۸۔ دودھ کا تعلق مرد سے

(المعجم ۳۸) - بَابُ لَبَنِ الْفَخْلِ

بھی ہوتا ہے

(التحفة ۳۸)

۱۹۳۸- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے رضاعی چچا حضرت ابراہیم بن ابوقیس رضی اللہ عنہ نے آ کر مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اس وقت پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ چنانچہ میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا حتیٰ کہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ (میں نے واقعہ عرض کیا) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ تیرے چچا ہیں انھیں اجازت دو۔“ میں نے کہا: مجھے عورت نے دودھ پلایا

۱۹۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَتَانِي عَمِّي مِنَ الرِّضَاعَةِ، أَفْلَحُ بْنُ أَبِي قُعَيْسٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ، بَعْدَ مَا ضَرَبَ الْحِجَابَ. فَأَبَيْتُ أَنْ أَدْنَ لَهُ. حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّهُ عَمَلُكَ، فَأَذْنِي لَهُ» فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَرْضَعْتَنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ؟

قَالَ: «تَرَبَّتْ يَدَاكَ، أَوْ يَمِينُكَ».

ہے مرد نے تو نہیں پلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے ہاتھ کو مٹی لگے۔“ یا ”تیرے دائیں ہاتھ کو مٹی لگے۔“

۱۹۴۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۹۴۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ عَمِّي مِنَ الرِّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ، فَأَيُّتُ أَنْ أَذِّنَ لَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَلْيَلِجْ عَلَيْكَ عَمَّكَ» فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَرْضَعْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ. قَالَ: «إِنَّهُ عَمُّكَ. فَلْيَلِجْ عَلَيْكَ».

نے فرمایا: میرے رضاعی چچا نے آکر مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی میں نے انھیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ (معلوم ہونے پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے چچا کو تیرے پاس (گھر میں) آنا چاہیے۔“ میں نے کہا: مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے دودھ نہیں پلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تیرے چچا ہیں انھیں تیرے پاس آنا چاہیے۔“

**فوائد و مسائل:** ① رضاعی رشتے جس طرح دودھ پلانے والی عورت کی طرف سے قائم ہوتے ہیں (رضاعی ماموں، رضاعی خالہ وغیرہ) اسی طرح اس عورت کا خاوند دودھ پینے والے بچے کا باپ بن جاتا ہے اور اس کی طرف سے دودھ کے رشتے قائم ہوتے ہیں (رضاعی چچا، تایا، رضاعی بھوپھی وغیرہ) ② جو رشتے نسبی طور پر محرم ہیں وہ رضاعی طور پر بھی محرم ہیں لہذا ان رضاعی رشتہ داروں کا آپس میں پردہ نہیں اور ان کا باہم نکاح بھی جائز نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث ۱۹۳۷ کے فوائد) ③ اگر کسی مسئلہ میں شاگرد کو کوئی اشکال یا شبہ ہو تو استاد سے بیان کر دینا چاہیے اور استاد کو چاہیے کہ مناسب انداز سے اشکال دور کر دے۔ ④ ہاتھ کو مٹی لگنے کے محاورہ سے اہل عرب فقر و مسکنت مراد لیتے ہیں تاہم توجہ کے موقع پر یہ جملہ بولنے سے بددعا مراد نہیں ہوتی۔

(المعجم ۳۹) - بَابُ الرَّجُلِ يُسَلِّمُ وَهِنْدُهُ

باب: ۳۹- اگر اسلام قبول کرنے

أُخْتَانِ (التحفة ۳۹)

والے کے نکاح میں دو بہنیں ہوں

۱۹۵۰- حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۹۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر

حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ إِسْحَاقَ

۱۹۴۹- أخرجه مسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح: ۷/۱۴۴۵ عن ابن أبي شيبة وغيره به، وأخرجه البخاري، النكاح، باب ما يحل من الدخول والنظر إلى النساء في الرضاع، ح: ۵۲۳۹ من طريق مالك عن هشام به نحوه موطأ.

۱۹۵۰- [حسن] فيه متروك، وانظر الحديث الآتي، وأخرجه ابن أبي شيبة: ۳۱۷/۴ به.

## ۹۔ أبواب النکاح

مسلمان ہونے کی وجہ سے زوجین سے متعلق احکام و مسائل

ہوا تو میرے نکاح میں دو بہنیں تھیں جن سے میں نے زمانہ جاہلیت میں نکاح کیا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب واپس جاؤ تو ان میں سے ایک کو طلاق دے دینا۔“

ابن عبد اللہ بن ابی قزوۃ، عن ابی وہب الجیشانی، عن ابی خراش الرعینی، عن الذیلمی قال: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَعِنْدِي أُخْتَانِ تَزَوَّجْتُهُمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَقَالَ: «إِذَا رَجَعْتَ فَطَلِّقْ إِحْدَاهُمَا».

۱۹۵۱۔ حضرت فیروز دہلی رحمہ اللہ سے روایت ہے

انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”ان میں سے جس عورت کو چاہو طلاق دے دو۔“

۱۹۵۱۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَبَيْعَةَ، عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجَيْشَانِيِّ: حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ الضَّحَّاكَ بْنَ قَبْرٍ الدَّيْلَمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْلَمْتُ وَتَحْتِي أُخْتَانِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِي: «طَلِّقْ أُتَيْتُهُمَا شَيْتًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① کوئی شخص اسلام لانے سے پہلے اپنے طریقے پر نکاح کرے پھر مایاں بیوی مسلمان ہو جائیں تو ان کا پہلا نکاح درست ہوگا نئے سرے سے نکاح کی ضرورت نہیں۔ ② اگر اسلام لانے سے پہلے کسی ایسی عورت سے نکاح کیا ہے جس کا نکاح کرنا اسلام میں جائز نہیں تو اسلام لانے کے بعد اس سے جدائی اختیار کرنا ضروری ہے۔ ③ اگر اسلام لانے سے پہلے دو ایسی عورتوں سے نکاح کیا ہوا ہو جن کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے تو ایک کو طلاق دے دی جائے دوسری بدستور بیوی رہے گی اور اس کا نکاح صحیح مانا جائے گا۔ ④ اسلام سے پہلے کیے ہوئے اس قسم کے نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد جائز اولاد تسلیم کی جائے گی اور اسے باپ کی وراثت میں سے حصہ ملے گا۔

(المعجم ۴۰) - بَابُ الرَّجُلِ يُنْسِلُمْ وَعِنْدَهُ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ (الشفعة ۴۰) باب: ۴۰۔ قبول اسلام کے وقت چار سے زیادہ بیویوں کا نکاح میں ہونا

۱۹۵۱۔ [حسن] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب في من أسلم وعنده نساء أكثر من أربع أو أختان، ح: ۲۲۴۳ من حديث أبي وهب نحوه، وحسنه الترمذي، ح: ۱۱۳۰، وصححه ابن حبان، وللحديث طرق عند الطبراني في الكبير: ۳۲۹، ۳۲۸/۱۸ وغيره.

۱۹۵۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ حُمَيْصَةَ بِنْتِ الشَّمْرَدَلِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَسَلَّمْتُ وَعِنْدِي ثَمَانُ نِسْوَةٍ. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ ذَلِكَ لَهُ. فَقَالَ: «اخْتَرِ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا».

۱۹۵۳۔ حضرت قیس بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے اسلام قبول کیا تو میرے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں۔ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ”ان میں سے چار عورتیں منتخب کرلو۔“

۱۹۵۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَسَلَّمَ غَيْلَانُ بْنُ سَلَمَةَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «خُذْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا».

۱۹۵۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں۔ نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ”ان میں سے چار رکھ لو۔“

🕌 فوائد و مسائل: ① مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سندا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے انھیں صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۸/۲۲۰-۲۲۳ و ۹/۶۹ و إرواء الغلیل: ۶/۲۹۱-۲۹۲) رقم: ۱۸۸۳، ۱۸۸۵ بتا بریں مذکورہ روایتیں سندا ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہیں۔ ② اگر کوئی شخص قبول اسلام سے پہلے چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کر چکا ہو تو اسلام قبول کرنے کے بعد اسے چار عورتیں نکاح میں رکھنے کا حق ہے۔ باقی عورتوں کو طلاق دینا ضروری ہے۔ ③ چار سے زیادہ عورتیں نکاح میں ہونے کی صورت میں مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جو کسی چار عورتیں پسند کرے انھیں نکاح میں رکھ لے۔ اس میں یہ شرط نہیں کہ جن سے پہلے نکاح ہوا ہو انھیں رکھا جائے یا بعد والیوں کو رکھا جائے۔

۱۹۵۲۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في من أسلم وعنده نساء أكثر من أربع أو أختان، ح: ۲۲۴۱ من حديث هشيم به، وانظر، ح: ۸۵۴ لعلته \* حميصة بن (ووقع في الأصل بنت، وهو وهم قديم) الشمردل مستور لا يعرف.

۱۹۵۳۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ما جاء في الرجل يسلم وعنده عشر نساء، ح: ۱۱۲۸ من حديث معمر به، ونقل عن البخاري قال: "هَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ"، وفيه علة أخرى، وهي عن عنة الزهري، ح: ۷۰۷.

۹- أبواب النکاح۔ نکاح کے وقت شرائط طے کرنے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۴۱) - بَابُ الشَّرْطِ فِي النِّكَاحِ

باب ۴۱- نکاح کے وقت شرطیں

(التحفة ۴۱)

طے کرنا

۱۹۵۴- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: «إِنَّ أَحَقَّ الشَّرْطِ أَنْ يُوفَى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ».

۱۹۵۴- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ شرطیں پوری کی جانے کا حق سب سے زیادہ رکھتی ہیں جن کے ساتھ تم نے عورتوں کی عصمت (اپنے لیے) حلال کی۔“

فوائد و مسائل: ① نکاح مرد اور عورت کے درمیان ایک معاہدہ ہے جس میں کچھ فرائض مردوں پر عائد ہوتے ہیں اور کچھ عورتوں پر لہذا مرد و عورت دونوں کو چاہیے کہ ان فرائض کا خیال رکھیں۔ ② نکاح کے موقع پر حالات کے مطابق مزید شرطیں رکھی جاسکتی ہیں جن کی وجہ سے عورت کو اس مرد سے نکاح کی ترغیب ہو مثلاً: مرد کہتا ہے اگر تم نے مجھ سے نکاح کیا تو میں تمہیں اس قدر جیب خرچ دیا کروں گا یا فلاں مکان تمہارے نام الاٹ کروں گا۔ نکاح کے بعد مرد کا فرض ہے کہ یہ شرطیں پوری کرے۔ ③ مرد کو اس قسم کا وعدہ نہیں کرنا چاہیے جس میں شرعاً قباحت پائی جائے عورت کو بھی اس قسم کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے مثلاً: مرد سے یہ مطالبہ کہ وہ پہلی بیوی کو طلاق دے دے۔ مرد کو بھی چاہیے کہ عورت سے ناجائز مطالبات نہ کرے مثلاً: یہ مطالبہ کہ عورت غیر محرموں سے پردہ نہ کرے۔

۱۹۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا كَانَ مِنْ صَدَاقٍ أَوْ

۱۹۵۵- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نکاح سے قبل جو مہر عطیہ یا ہبہ وغیرہ کی شرط ہو وہ عورت کا حق ہے۔ اور جو نکاح ہو جانے کے بعد ہو وہ اسی کا ہے جس کو دے

۱۹۵۴- أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في المهر عند عقدة النكاح، ح: ۲۷۴۱ من حديث يزيد بن مسلم، النكاح، باب الوفاء بالشروط في النكاح، ح: ۱۴۱۸ من حديث عبد الحميد به.

۱۹۵۵- [مسند حسن] أخرجه أبو داود، النكاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن ينقدها شيئاً، ح: ۲۱۲۹ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع عند النسائي: ۱۲۰/۶، ح: ۳۳۵۵.

جَاءَ أَوْ هِيَ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا .  
وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ  
أَعْطِيَهُ أَوْ حَبِيٍّ . وَأَحَقُّ مَا يُكْرَمُ الرَّجُلُ  
بِهِ ، ابْنَتُهُ أَوْ أُخْتُهُ .

دیا گیا۔ اور آدمی بہت حق رکھتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن  
کی وجہ سے اس کی عزت افزائی کی جائے (اور اسے  
کوئی تحفہ دیا جائے)

(المعجم ۴۲) - بَابُ الرَّجُلِ يُعْتَقُ أَمْتَهُ ثُمَّ

باب: ۴۲- اپنی لونڈی کو آزاد

يَتَزَوَّجُهَا (التحفة ۴۲)

کر کے اس سے نکاح کر لینا

۱۹۵۶- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی کوئی لونڈی ہو  
اور وہ اسے اچھے طریقے سے اب تیز سکھائے اور اچھی  
تعلیم دے پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے  
اس کے لیے دو ثواب ہیں۔ اور اہل کتاب میں سے جو  
شخص اپنے نبی پر ایمان لایا اور حضرت محمد ﷺ پر بھی  
ایمان لایا اس کے لیے دو ثواب ہیں اور وہ غلام انسان  
جو اپنے ذمے اللہ کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے مالکوں  
کا حق بھی ادا کرتا ہے اس کے لیے دو ثواب ہیں۔“

۱۹۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ ،  
أَبُو سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ  
عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحِ بْنِ حَجٍّ ، عَنْ  
الشَّعْبِيِّ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِي مُوسَى  
قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « مَنْ كَانَتْ لَهُ  
جَارِيَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا . وَعَلَّمَهَا  
فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا . ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا ،  
فَلَهُ أَجْرَانِ . وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ  
آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ فَلَهُ أَجْرَانِ . وَأَيُّمَا  
عَبْدٍ مَمْلُوكٍ أَدَّى حَقَّ اللَّهِ عَلَيْهِ وَحَقَّ  
مَوَالِيهِ ، فَلَهُ أَجْرَانِ .

امام شعبی نے (اپنے شاگرد کو یہ حدیث سنا کر) فرمایا:  
میں نے تجھے یہ حدیث مفت ہی دے دی ہے حالانکہ  
اس سے کم تر حدیث کے لیے مدینے کا سفر کیا جاتا تھا۔

قَالَ صَالِحٌ : قَالَ الشَّعْبِيُّ : قَدْ  
أَعْطَيْنَاكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ . إِنْ كَانَ الرَّائِبُ  
لَيُرَكَّبُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ .

🌟 فوائد و مسائل: ① ”دو ثواب“ ہونے کا مطلب وگنا ثواب ہے کیونکہ عمل کرنے والے نے دو طرح کی نیکی  
کی ہے لہذا اس کی نیکی دوسروں کی نیکی سے زیادہ اہمیت و فضیلت رکھتی ہے۔ ② لونڈی غلام خدمت لینے کے  
لیے خریدے جاتے ہیں ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام ان پر ایک عظیم احسان ہے پھر لونڈی کو آزاد کر دینا ایک

اور احسان ہے اس کے بعد اس سے نکاح کر لینے کو اس نظر سے نہیں دیکھا جانا چاہیے کہ یہ گویا آزادی کی نفی ہے بلکہ یہ احسان کی تکمیل ہے کہ لوٹری کو آزاد بیوی والے پورے حقوق حاصل ہو گئے۔ ① اگر ایک یہودی توحید پر قائم رہتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہے یا عیسیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہے تو جب تک اسے حضرت محمد ﷺ کی بعثت کا علم نہیں ہوتا اس کا ایمان صحیح ہے پھر جب اسے نبی ﷺ کی بعثت کا علم ہوتا ہے اور وہ آپ پر ایمان لے آتا ہے اس طرح اس نے دو نیکیاں کی ہیں جیسے حضرت نجاشی علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ ② لوٹری غلام اپنے آقا کی خدمت میں مشغول ہوتے ہیں اس لیے انھیں وہ نیکیاں کرنے کا موقع نہیں ملتا جو آزاد مسلمان کر سکتا ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ نماز روزے کی پابندی کرتے ہیں اور شریعت کے جو احکام ایک لوٹری غلام پر عائد ہوتے ہیں وہ ان کی قبول کرتے ہیں تو ان کی زندگی واقعی ایک امتیازی شان رکھتی ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے زیادہ ثواب کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ ③ امام شعبی علیہ السلام کے قول کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں بغیر مشقت کے علم حاصل ہو رہا ہے۔ استاد کو چاہیے کہ شاگردوں کو علم کی اہمیت کی طرف توجہ دلائے تاکہ وہ شوق سے علم حاصل کریں اور اسے پوری اہمیت دیں۔



۱۹۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَارَتْ صَفِيَّةٌ لِدُخْيَةَ الْكَلْبِيِّ. ثُمَّ صَارَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْدُ. فَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِنْقَهَا صَدَاقَهَا.

۱۹۵۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت دخیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی تھیں بعد میں وہ رسول اللہ ﷺ کو مل گئیں تو آپ نے ان سے نکاح کر لیا اور ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیا۔

قَالَ حَمَادٌ: فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ لثَابِتٍ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَنْتَ سَأَلْتَ أَنَسًا مَا أَمْهَرَهَا؟ قَالَ: أَمْهَرَهَا نَفْسَهَا.

(حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) عبد العزیز نے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دوسرے شاگرد) ثابت سے کہا: ابو محمد! کیا آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا تھا کہ نبی ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو کیا کچھ حق مہر میں دیا؟ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے انھیں مہر کے طور پر خود ان کی ذات (کی آزادی) عطا فرمائی تھی۔

🌞 نو آمد و مسائل: ① حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اس وقت جنگی قیدی بنی تھیں جب مسلمانوں نے خیبر فتح کیا۔ (مزید



## ۹۔ ابواب النکاح

تفصیل کے لیے دیکھیے: حدیث: ۱۹۰۹ کا فائدہ نمبر: (۱) ① آزادی کو حق مہر قرار دیا جاسکتا ہے۔

۱۹۵۸۔ حَدَّثَنَا حُبَيْشُ بْنُ مُبَشَّرٍ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان  
زَيْدٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَغْتَقَى صَفِيَّةَ، وَجَعَلَ  
عَتَقَهَا صَدَاقَهَا، وَتَزَوَّجَهَا.

باب: ۴۳۔ غلام اپنے آقا کی  
اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے

(المعجم ۴۳) - بَابُ تَزْوِيجِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ  
سَيِّدِهِ (التحفة ۴۳)

۱۹۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب غلام اپنے آقا کی  
اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو وہ بدکار ہے۔“

۱۹۵۹۔ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا  
الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ بِغَيْرِ إِذْنِ  
سَيِّدِهِ، كَانَ عَاهِرًا».

۱۹۶۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی غلام اپنے مالکوں کی  
اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ بدکار ہے۔“

۱۹۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَ  
صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ بَنِي يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ.  
قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَسَّانَ، مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مِثْدَلُ بْنُ أَبِي جُرَيْجٍ،  
عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّمَا عَبْدٍ  
تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوْلَاهُ، فَهُوَ زَانٍ».

۱۹۵۸۔ [صحیح] والحديث السابق شاهد له.

۱۹۵۹۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱۹۴/۲ من حديث عبدالوارث به، وصححه، ووافقه الذهبي \* ابن

عقيل ضعيف تقدم، ح: ۳۹۰.

۱۹۶۰۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۱۲۴۷ لعلته.

☀ فائدہ: مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اس مسئلہ کی بابت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت بیان کی ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے اور اس کے شواہد کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۳۵۱/۲، ۳۵۲، رقم: ۱۹۳۳) بنا بریں جس طرح عورت کے لیے والد یا سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا شرعاً منع ہے اسی طرح غلام کے لیے بھی آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا درست نہیں۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ نکاح کے بعد اسے اپنے بیوی بچوں کی طرف توجہ دینی پڑے گی جس سے آقا کی خدمت میں فرق آئے گا اس لیے اگر آقا احسان کرتے ہوئے اپنے حقوق میں کچھ کی کرنے پر آمادہ ہو تو غلام کو چاہیے کہ نکاح کر لے ورنہ صبر کرے۔ اور آقا کو چاہیے کہ غلام کو اجازت دے دے تاکہ غلام اپنی عصمت و عفت کو محفوظ رکھ سکے۔

(المعجم ۴۴) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ الْمُتَمَتِّعَةِ (التحفة ۴۴)

باب: ۴۴- نکاح متعہ کی ممانعت

۱۹۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۱۹۶۱- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے سے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔ عَنْ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَ الْحَسَنِ، ابْنَيْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتَمَتِّعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

☀ فوائد و مسائل: ① ”نکاح متعہ“ ایسے عارضی نکاح کو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت ایک خاص مدت تک میاں بیوی کی حیثیت سے رہنا قبول کرتے ہیں یہ مدت ختم ہوتے ہی نکاح ختم ہونا جاتا ہے۔ اس قسم کا نکاح پہلے جائز تھا پھر منع کر دیا گیا۔ اب یہ حرام ہے۔ ② عصمت فروشی کا کاروبار حرام ہے اگرچہ اسے بظاہر ”نکاح متعہ“ کے نام سے جائز قرار دینے کی کوشش کی جائے۔ ③ شرعی نکاح مرد اور عورت کے درمیان زندگی بھر اکٹھے رہنے کا معاہدہ ہوتا ہے۔ ”نکاح حلالہ“ میں چونکہ ہمیشہ اکٹھے رہنا مقصود نہیں ہوتا اس لیے یہ بھی حرام ہے۔ ④ پالتو گدھا حرام ہے۔ اسی سے ملتا جلتا ایک جانور جنگل میں ہوتا ہے جسے اہل عرب ”عمار وحشی“ (جنگلی گدھا) کہتے ہیں وہ حلال ہے۔ ہمارے یہاں اسے تیل گائے کہا جاتا ہے۔

۱۹۶۱- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ۴۲۱۶، ومسلم، باب نكاح المتعة وبيان أنه أبیح ثم نسخ ثم أبیح ثم نسخ واستقر تحريره إلى يوم القيامة، ح: ۱۴۰۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ۵۴۲/۲.



۱۹۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْعُرْبَةَ قَدْ اسْتَدَثَّتْ عَلَيْنَا. قَالَ: «فَاسْتَمْتِعُوا مِنْ هَذِهِ النِّسَاءِ». فَأَتَيْنَاهُنَّ. فَأَبَيْنَ أَنْ يَنْكِحُنَنَا إِلَّا أَنْ نَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُنَّ أَجَلًا. فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «اجْعَلُوا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُنَّ أَجَلًا». فَخَرَجْتُ أَنَا وَابْنُ عَمِّ لِي. مَعَهُ بُرْدٌ وَمَعِيَ بُرْدٌ. وَبُرْدُهُ أَجْوَدُ مِنْ بُرْدِي وَأَنَا أَشَبُّ مِنْهُ. فَأَتَيْنَا عَلَى امْرَأَةٍ، فَقَالَتْ: بُرْدٌ كَبْرَدٌ. فَتَرَوُجُهَا فَمَكْنُثٌ عِنْدَهَا يَلِكُ اللَّيْلَةُ. ثُمَّ عَدَوْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، وَهُوَ يَقُولُ: «أَيْهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذْنُتُ لَكُمْ فِي الْإِسْتِمْتَاعِ. أَلَا وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَهَا إِلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخْلِ سَبِيلَهَا. وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا».

۱۹۶۲- حضرت ربیع بن سبرہ اپنے والد (حضرت سبرہ بن معبد جعفی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ہم حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے (راتے میں بعض صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے مجرد رہنا دشوار ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”عورتوں سے متہ کرلو۔“ ہم عورتوں کے پاس گئے، انھوں نے مدت کے تعین کے بغیر ہم سے نکاح کرنے سے انکار کیا۔ صحابہ نے نبی ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”ان سے مدت متعین کرلو۔“ چنانچہ میں اور میرا ایک چچا زاد (ہم دونوں) روانہ ہوئے۔ اس کے پاس ایک چادر تھی اور میرے پاس بھی ایک چادر تھی۔ اس کی چادر میری چادر سے اچھی تھی اور میں اس سے جوان تھا۔ ہم ایک عورت کے ہاں پہنچے (اور اس سے بات کی)۔ اس نے کہا: چادر چادر برابر ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے نکاح کر لیا۔ اور اس رات اس کے ہاں ٹھہرا۔ صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے دروازے اور رکن کے درمیان کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں: ”لوگو! میں نے تمھیں متہ کی اجازت دی تھی سنو! اللہ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام فرما دیا ہے لہذا جس کے پاس کوئی ایسی عورت ہے وہ اسے آزاد کر دے۔ اور تم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ بھی (واپس) نہ لو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق رحمہ اللہ اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن اس میں جہہ الوداع کا ذکر درست نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے، جیسے صحیح مسلم میں مروی ہے۔ (صحیح مسلم، النکاح، باب نکاح المتعة.....، حدیث: ۱۴۶۶) ② متد کی اجازت وقتی طور پر خاص حالات کی وجہ سے دی گئی تھی اس کے بعد ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں اس حدیث پر یہ عنوان لکھا ہے: ”نکاح متد کا بیان یہ پہلے جائز تھا پھر (اس کا جواز) منسوخ ہو گیا پھر جائز ہوا پھر منسوخ ہو گیا اور قیامت تک کے لیے اس کی حرمت قائم ہو گئی۔“ (صحیح مسلم، النکاح، باب نکاح المتعة.....، حدیث: ۱۴۶۵) ③ سنن ابن ماجہ کتاب النکاح کے پہلے باب کی احادیث (حدیث: ۱۸۳۶، ۱۸۳۵) بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کی استطاعت نہ رکھنے والے جوانوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اگر نکاح متد جائز ہوتا تو نبی ﷺ روزے کے بجائے نکاح متد کا حکم فرماتے۔



۱۹۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ

۱۹۶۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا: جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے لوگوں سے خطاب فرمایا۔ اس میں انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین دن تک متد کی اجازت دی تھی پھر اسے حرام فرما دیا۔ قسم ہے اللہ کی! مجھے جس شخص کے بارے میں متد کرنے کی اطلاع ملے گی اگر وہ شادی شدہ ہو تو میں اسے پتھروں سے رجم کرادوں گا۔ سوائے اس کے کہ وہ چار گواہ لے کر آئے جو اس بات کی گواہی دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی حرمت کا اعلان کرنے کے بعد اسے حلال قرار دے دیا تھا۔

الْعَسْقَلَانِي: حَدَّثَنَا الْفَرِيَّابِيُّ عَنْ أَبَانَ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أِذَنْ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا. وَاللَّهُ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ. إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةِ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَحْلَاهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا انکار نہیں فرمایا کہ ایک وقت متد جائز رہا ہے بلکہ یہ واضح

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری فیصلہ متد حرام ہونے کا ہے۔ ② اگر عالم کو یقین ہو جائے کہ کسی مسئلہ میں اس کا موقف غلط تھا تو اسے رجوع کر لینا چاہیے۔ ③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے اس بات کی گواہی نہیں دی

۱۹۶۳۔ [إسناده حسن] أخرجه البزار (البحر الزخار)، ح: ۱۸۳ من حديث الفريابي به \* أبو بكر بن حفص بن عمر ابن سعد بن أبي وقاص: اسمه عبدالله، وهو ثقة بالاتفاق من رجال السنة، وتليذه حسن الحديث، وثقه الجمهور، أخطأ في حديث واحد، راجع العيزان: ۱/ ۹۰ وغيره.

## ۹۔ أبواب النکاح

کہ آخری حکم جواز کا ہے۔ گویا صحابہ کا بالاتفاق یہ موقف تھا کہ جمعہ جائز نہیں۔ اس کے بعد کسی ایک صحابی کا قول قابل عمل نہیں رہتا۔ ⑤ جاہلیت میں جو نکاح جائز سمجھے جاتے تھے اور اسلام میں حرام ہو گئے ان کا حوالہ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ اب اگر کوئی شخص اس قسم کا نکاح کرتا ہے تو اسے نکاح نہیں بلکہ بدکاری قرار دیا جائے گا اور اسے مجرم قرار دے کر حد لگائی جائے گی۔

باب: ۳۵- احرام کی حالت

(المعجم ۴۵) - بَابُ الْمُحْرَمِ يَتَزَوَّجُ

میں نکاح کرنا

(التحفة ۴۵)

۱۹۶۴- حضرت یزید بن اسمعیلؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھ سے ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارثؓ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو آپ ﷺ حلال تھے (احرام کی حالت میں نہیں تھے)۔

۱۹۶۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو فَرَّازَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ: حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ.

حضرت یزید بن اسمعیلؓ نے فرمایا: حضرت میمونہؓ میری بھی خالہ تھیں اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی بھی خالہ تھیں۔

قَالَ: وَكَانَتْ خَالَتِي وَخَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ.

۱۹۶۵- حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔

۱۹۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ [زَيْدٍ]، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَكَحَ وَهُوَ مُحْرَمٌ.

❦ فائدہ: علامہ البانیؒ نے اس حدیث کو "شاذ" قرار دیا ہے، یعنی صحیح بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نکاح کے وقت احرام کی حالت میں نہیں تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۳/۳۷۷، ۳۷۸، رقم: ۱۰۳۷) علاوہ ازیں حضرت میمونہؓ خود بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مقام سرف میں نکاح کیا تھا اور ہم دونوں حلال تھے۔ (صحیح مسلم' النکاح' حدیث: ۱۴۱۱ و سنن أبی داود' المناسک' حدیث: ۱۸۳۳)

۱۹۶۶- أخرجه مسلم، النکاح، باب تحریم نکاح المحرم وکراهة خطبته، ح: ۱۴۱۱ عن ابن أبي شيبه به.

۱۹۶۵- أخرجه البخاري، النکاح، باب نکاح المحرم، ح: ۵۱۱۴، ومسلم، النکاح، الباب السابق، ح: ۱۴۱۰.

من حدیث سفیان به.

## ۹- أبواب النکاح

ہم مرتبہ خاندان میں رشتہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۱۹۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ۱۹۶۶- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "احرام والا خود اپنا نکاح کر سکتا ہے نہ کسی دوسرے کا نکاح کر سکتا ہے اور نہ نکاح کا پیغام ہی دے سکتا ہے۔"

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّي، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نَبِيهِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُحْرِمُ لَا يَنْكِحُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① احرام کی حالت میں نکاح کرنا جائز نہیں۔ ② احرام والا آدمی خود شادی کر سکتا ہے نہ کسی کے نکاح میں وکیل بن سکتا ہے۔ اپنی کسی بیٹی بہن وغیرہ کا سرپرست بن کر اس کا نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ ③ احرام کی حالت میں کسی سے نکاح کی بات چیت بھی نہیں چلائی چاہیے۔ اگر کوئی غلطی کرے اور پیغام بھیج دے تو اسے جواب نہ دیا جائے۔ ④ احرام حج کا ہو یا عمرے کا ایک ہی حکم ہے۔ ⑤ احرام والی عورت کا نکاح بھی نہ کیا جائے اور نہ اس کے لیے پیغام بھیجا جائے۔

باب: ۴۶- ہم مرتبہ خاندان

میں رشتہ کرنا

(المعجم ۴۶) - بَابُ الْأَكْفَاءِ

(الصفحة ۴۶)

۱۹۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ [عَبْدُ اللَّهِ بْنُ] ۱۹۶۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تمہارے پاس ایسا آدمی (رشتہ مانگے) آئے جس کا اخلاق اور دین تمہیں پسند ہو تو اسے رشتہ دے دو۔ اگر تم یوں نہیں کرو گے تو زمین میں بہت زیادہ فتنہ و فساد پیدا ہو جائے گا۔"

ابْنُ شَابُورٍ الرَّقِّي: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْصَارِيُّ، أَخُو فُلَيْحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ ابْنِ وَثِيئَةَ الْبَصْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا آتَاكُمْ مَنْ تَرَضَّوْنَ خُلُقَهُ

۱۹۶۶- أخرجه مسلم، النکاح، باب تحريم نکاح المحرم وکراهة خطبته، ح: ۱۴۰۹ من حديث مالك به.

۱۹۶۷- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النکاح، باب ما جاء فيمن ترضون دينه فزوجوه، ح: ۱۰۸۴ من حديث عبد الحميد به، ونقل عن البخاري بأنه لم يعد حديث عبد الحميد محفوظاً \* وقال الحافظ عبد الحميد بن سليمان ضعيف (تقريب)، وخالفه الثقة الليث بن سعد فرواه عن ابن عجلان عن أبي هريرة به منقطعاً، وابن عجلان مدلس (المرتبة الثالثة عند الحافظ في طبقات المدلسين)، وعنن، ومع ذلك صححه الحاكم ۲/ ۱۶۴، ۱۶۵، وتعبه الذهبي، وله شاهد عند الترمذي من حديث أبي حاتم المزني، وحسنه، وفيه ضعيف ومجهولان، ولهما شاهد من حديث ابن عمر، ولا يستشهد به إنما ذكرته لأثبه عليه، وقال النسائي فيه: "هذا كذب"، وأبطله ابن عدي مخرجه.

۹۔ أبواب النکاح ————— بیویوں کے درمیان وقت اور مال وغیرہ کی تقسیم سے متعلق احکام و مسائل

وَدِينُهُ فَرَّجُوهُ. إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِضٌ».

☀️ فوائد و مسائل: ① رشتہ کرتے وقت اخلاق و کردار اور دینی حالت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ہم مرتبہ (کفو) ہونے کا مطلب یہی ہے۔ اس مفہوم کی ایک حدیث باب ۶ میں بھی گزر چکی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۸۵۸) ② اگر دین کے علاوہ خاندان اور مال وغیرہ کو پیش نظر رکھا جائے گا تو کئی نیک لڑکیاں بے نکاح رہ جائیں گی۔ اور یہ چیز ان کے لیے فتنے اور مصیبت کا باعث ہوگی۔ علاوہ ازیں اگر دین پر خاندان مال اور جمال کو ترجیح دی جائے گی تو دین کے لحاظ سے نیک نہ ہونے کی وجہ سے مجھڑے پیدا ہوں گے اور یہی مال و جمال یا اونچا خاندان مصیبت کا باعث بن جائے گا۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۲/۲۶۶-۲۶۸، رقم: ۱۸۶۸، والصحیحة، رقم: ۱۰۲۳)

۱۹۶۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: ۱۹۶۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَمْرٍو النَّجَفِيُّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: "حصولِ اولاد کے لیے (اچھی  
هَشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عورتیں) منتخب کرو، ہم مرتبہ لوگوں سے رشتے لو اور دو۔"  
قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَخَيَّرُوا  
لِنُطْفِئْكُمْ وَانْكِحُوا الْأَكْفَاءَ وَانْكِحُوا  
إِلَيْهِمْ».

☀️ قائدہ: ہم مرتبہ سے مراد وہی لحاظ سے ہم مرتبہ ہے جیسے کہ گزشتہ حدیث سے واضح ہے۔ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (الصحیحة، رقم: ۱۰۶۷)

(المعجم ۴۷) - بَابُ الْقِسْمَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ باب: ۴۷- بیویوں کے درمیان (الحقة ۴۷)

۱۹۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۹۶۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۹۶۸- [إسناده ضعيف جدًا منكر] أخرجه الدارقطني: ۹۹/۳ من حديث عبدالله بن سعيد الأشج به \* الحارث بن عمران ضعيف، رماه ابن حبان بالوضع (تقريب)، وتابعه عكرمة بن إبراهيم وهو ضعيف، منكر الحديث، ليس بشيء، راجع اللسان وغيره، وتابعهما الضعفاء مثل أبي أمية بن يعلى وغيره، وذكر بعض العلماء طريقاً آخر من تاريخ دمشق لابن عساكر، ولم أوقف على سند الكامل، والله أعلم.

۱۹۶۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، النكاح، باب في القسم بين النساء، ح: ۲۱۳۳ من حديث همام به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم \* قتادة عن، وتقدم، ح: ۱۷۵، وله شاهد ضعيف.

## ۹۔ ابواب النکاح

بیویوں کے درمیان وقت اور مال وغیرہ کی تقسیم سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ”جَسَ كِي دَوْعُورَتَيْ هَوْنِ اَوْرُوهُ اِيَكُو دُوَسْرِي پَر تَرْجِ دِنُو دِه قِيَامَتِ كِي دِن اِس حَال مِيں آئِي گَا كِه اِس كَا آدِهَا جَسْم گَرَا هَوَا كَانَتْ لَهٗ اَمْرَاتَانِ، يَوْبِلُ مَعَ اِخْذَا هُمَا عَلٰى الْاٰخَرٰى، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَآخِذٌ شَقِيهٖ سَاقِطٌ“.

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۳/۳۲۰، ۳۲۱) ومن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد؛ حديث: (۱۹۶۹) بنا۔ میں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② اگر کسی کی دوا یا زیادہ بیویاں ہوں تو ممکن ہے قلبی میلان ایک کی طرف زیادہ ہو لیکن یہ محبت نا انصافی کا باعث نہیں بننی چاہیے۔ ③ مباشرت کرنے میں میلان اور خواہش کے مطابق کسی بیشی ہو سکتی ہے لیکن یہ جائز نہیں کہ ایک کی صنفی ضرورت سے چشم پوشی کر لی جائے۔ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ فَتَدْرُوا هَآ كَا لَمُعَلَّقَةٍ﴾ (النساء: ۱۲۹) ”ایک کی طرف پوری طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو (درمیان میں) لٹکی ہوئی کی طرح چھوڑ دو۔“ ④ دنیا کے اعمال کا نتیجہ قیامت میں بھی ظاہر ہوگا اور انہی اعمال کے مطابق جنت اور جہنم کے درجات میں بھی فرق ہوگا۔ انہی کے مطابق جنت کی نعمتیں اور جہنم کی سزائیں ہوں گی۔



۱۹۷۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۹۷۰۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ أَفْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ.

**فوائد و مسائل:** ① بیویوں سے معاملات میں زیادہ سے زیادہ ممکن حد تک مساوات کا سلوک کرنا اور انصاف قائم رکھنا چاہیے۔ ② جب ایک چیز کے مستحق ایک سے زیادہ افراد ہوں اور وہ چیز قابل تقسیم نہ ہو تو

۱۹۷۰۔ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب هبة المرأة لغير زوجها وعقها إذا كان لها زوج... الخ، ح: ۲۵۹۳ وغيره، ومسلم، التوبة، باب في حديث الإفك وقبول توبة القاذف، ح: ۲۷۷۰ من طرق عن الزهري به مطولاً، مختصراً جداً.



۹- ابواب النکاح — بیویوں کے درمیان وقت اور مال وغیرہ کی تقسیم سے متعلق احکام و مسائل  
قرع اندازی سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ ① قرع اندازی شرعاً جائز ہے بشرطیکہ معاملہ قمار (جوائے) سے تعلق نہ رکھتا ہو۔

۱۹۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،  
وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ  
هَارُونَ: أَنَّ أَبَانَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ  
أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَيُعْدِلُ، ثُمَّ يَقُولُ:  
«اللَّهُمَّ هَذَا فِغْلِي فِيمَا أَمْلِكُ. فَلَا تَلْمِني  
فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ».

۱۹۷۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں  
نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں باری مقرر  
کرتے تھے اور (اس معاملے میں) انصاف سے کام  
لیتے تھے پھر فرماتے تھے: ”اے اللہ! جو کچھ میرے بس  
میں ہے اس میں میں یہ کام کرتا ہوں۔ میرا اس معاملے  
میں مواخذہ نہ فرماتا جو میرے بس میں ہے میرے بس  
میں نہیں یعنی دلی محبت۔“

باب: ۳۸- عورت اپنی باری  
دوسری بیوی کو دے سکتی ہے

(المجم ۴۸) - بَابُ الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا  
لِصَاحِبَتِهَا (النسفة ۴۸)

۱۹۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:  
حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ  
ابْنُ الصَّبَّاحِ: أَنَّ أَبَانَا عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ مُحَمَّدٍ،  
جَمِيعاً عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ  
عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا كَثُرَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ  
وَهَبْتُ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ. فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَ سَوْدَةَ.

۱۹۷۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں  
نے فرمایا: جب حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا عمر رسیدہ ہو  
گئیں تو انھوں نے اپنا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا  
چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی باری کا دن  
بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری میں شمار کرتے تھے۔

🌟 فوائد و مسائل: ① خاندان کا باری کے مطابق اپنی بیوی کے ہاں رات گزارنا عورت کا حق ہے اس لیے وہ  
اپنے حق سے دست بردار بھی ہو سکتی ہے اور اپنا حق کسی اور کو بھی دے سکتی ہے۔ ② باری چھوڑ دینے کا مطلب

۱۹۷۱- [سنادہ صحیح] أخرجه أبوداود، النکاح، باب في القسم بين النساء، ح: ۲۱۳۴ من حديث حماد به،  
وصححه الحاكم، والذهبي، وأرسله حماد بن زيد، وابن علية عن أيوب عن أبي قلابه به، ولهذا لا يضر، والطريقان  
م محفوظان، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۰۵، وابن كثير.  
۱۹۷۲- أخرجه مسلم، الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لغيرتها، ح: ۱۴۶۳ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

یہ نہیں کہ عورت کے تمام حقوق ساقط ہو گئے۔ مذکورہ صورت میں مرد کو چاہیے کہ دیگر حقوق کی ادائیگی کا خاص خیال رکھے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ پر باری کے مطابق بیویوں کے پاس رہنا فرض نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿تُرْجَىٰ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتُؤْوَىٰ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ (الأحزاب: ۵۱) ”ان میں سے جسے تو چاہے اور جسے چاہے اپنے پاس رکھ لے۔ اور اگر تو ان میں سے کسی کو اپنے پاس بلا لے جنہیں تو نے الگ کر رکھا تھا تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔“ اس کے باوجود نبی ﷺ باری کا اہتمام فرماتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا کمال حسن خلق ہے۔

۱۹۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ شَمِيَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَجَدَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ فِي شَيْءٍ. فَقَالَتْ صَفِيَّةُ: يَا عَائِشَةُ هَلْ لَكَ أَنْ تُرْضِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِّي، وَلَكَ يَوْمِي؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَأَخَذَتْ خِمَاراً لَهَا مَضْبُوعاً بِزَعْفَرَانٍ. فَرَشَتْهُ بِالْمَاءِ لِيَتَوَخَّ رِيحُهُ. قَالَ: فَقَعَدْتُ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَائِشَةُ إِنَّكَ عَنِّي. إِنَّهُ لَيْسَ يَوْمُكَ» فَقَالَتْ: «ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ» فَأَخْبَرْتَهُ بِالْأَمْرِ، فَرَضِيَ عَنْهَا.

۱۹۷۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: ۱۹۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت صفیہ بنت حمی رضی اللہ عنہا کی کوئی بات ناگوار گزری۔ (چنانچہ نبی ﷺ نے بے رنجی کا اظہار فرمایا۔) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے عائشہ! کیا تم رسول اللہ ﷺ کو مجھ سے راضی کر سکتی ہو؟ اور میرا (ایک) دن تمھارا ہوا۔ انھوں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زعفران سے رنگی ہوئی اپنی ایک اور قمیٹی۔ اس پر پانی چھڑکا تاکہ خوشبو بہک اٹھے پھر رسول اللہ ﷺ کے قریب آئیں انھیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! پرے رہو آج تمھاری باری کا دن نہیں۔“ انھوں نے کہا: ﴿ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ...﴾ ”یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔“ اور پوری بات بتائی۔ چنانچہ نبی ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہو گئے۔

۱۹۷۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: ۱۹۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے

۱۹۷۳۔ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: (۱۴۵/۶) وغيره عن عفان وغيره به، وأخرجه مرة أخرى: ۱۳۲، ۱۳۱/۶ عن عفان به، وقال: "شمسة" وفيه: "قالت: فبينما أنا يومًا بنصف النهار إذا أنا بظلمة رسول الله ﷺ مقبل \* سمية (شمسة) ونفقا ابن معين (انظر الجرح والتعديل) وروى عنها شعبة، وهو لا يروي إلا عن ثقة عنده.

۱۹۷۴۔ [صحيح] \* عمر بن علي المقدمي ثقة وكان بدلس شديدًا (تقريب) وعنن، ولحديثه شواهد، منها حديث رافع بن خديج، وأخرجه الحاكم: ۳۰۹، ۳۰۸/۲، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وانظر تفسير ابن

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ فِي رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ قَدْ طَالَتْ صُحْبَتُهَا. وَوَلَدَتْ مِنْهُ أَوْلَادًا. فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَبْدِلَ بِهَا. فَرَأَتْهُ عَلَى أَنْ يُقِيمَ عِنْدَهَا وَلَا يُقْسِمَ لَهَا.

نے فرمایا: یہ آیت مبارکہ ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ ”اور صلح بہتر ہے۔“ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کے نکاح میں ایک عورت تھی جو طویل عرصہ اس کے ساتھ رہی اور اس سے اس مرد کی اولاد بھی ہوئی پھر (جب وہ بوڑھی ہو گئی تو) مرد نے چاہا کہ اس کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے نکاح کر لے۔ عورت نے اسے اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اسی کے نکاح میں رہے گی وہ اسے باری نہ دے (اس نے کہا: میں اپنی باری چھوڑتی ہوں طلاق نہ دیں۔)

🌞 فائدہ: اس حدیث سے ان مسائل کی تائید ہوتی ہے جو حدیث ۱۹۷۲ کے فائدہ نمبر ۱ اور ۲ میں بیان ہوئے۔

(المعجم ۴۹) - بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي التَّرْوِيجِ

باب: ۴۹- نکاح کے بارے

میں سفارش

(النقطة ۴۹)

۱۹۷۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْحَبَرِ، عَنْ أَبِي رُحْمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِنْ أَفْضَلِ الشَّفَاعَةِ أَنْ يُشْفَعَ بَيْنَ الْإِثْنَيْنِ فِي النِّكَاحِ».

۱۹۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ، عَنْ الْبُهَيْ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: عَثَرَ أَسَامَةُ بِعَتَبَةَ

۱۹۷۵- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: ”سب سے افضل سفارش یہ ہے کہ دو افراد کے مابین نکاح کے لیے سفارش کی جائے۔“

۱۹۷۶- حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: انھوں نے فرمایا: حضرت اسامہ (رضی اللہ عنہ) کو گھر کی چوکھٹ سے ٹھوکر لگی ان کے چہرے پر رزم آ گیا تو رسول اللہ ﷺ

کثیر: ۱/ ۵۳۲، ۵۳۳ وغیرہ ان شت.

۱۹۷۵- [مسندہ ضعیف] انظر، ح: ۸۴۲ لعلته، وفيه علة أخرى.

۱۹۷۶- [مسندہ ضعیف] أخرجه أحمد: ۱۳۹/۶، ۲۲۲ من حديث شريك به \* شريك عنن، وتقدم، ح: ۱۴۹،

وتابعه مجالد وهو ضعيف وتقدم، ح: ۱۱، وفي سماع البهي عن عائشة كلام.

## ۹- أبواب النکاح

عورتوں سے حسن سلوک سے متعلق احکام و مسائل

الْبَابِ فَشَجَّ فِي وَجْهِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمِيطِي عَنْهُ الْأَذَى» فَتَقَدَّرَتْهُ. فَجَعَلَ يَمْسُ عَنْهُ الدَّمَ وَيَمْجُهُ عَنْ وَجْهِهِ. ثُمَّ قَالَ: «لَوْ كَانَ أَسَامَةُ جَارِيَةً لَحَلَّيْتُهُ وَكَسَوْتُهُ حَتَّى أَنْفَقَهُ».

نے فرمایا: ”اس کا خون صاف کر دو“ مجھے اس سے کراہت محسوس ہوئی۔ نبی ﷺ خود ان کے چہرے سے خون پونچھنے اور صاف کرنے لگے پھر فرمایا: ”اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے زیور پہناتا اور کپڑے پہناتا پھر اس کی شادی کر دیتا۔“



فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سند ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثية مسند الإمام أحمد: ۸/۳۳ و ۸/۱۰۹ و سنن ابن ماجہ بتحقیق الدککور بشار عواد: حدیث: ۱۹۷۶) بنابرین مذکورہ روایت سند ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② بچوں سے پیار محبت کا سلوک کرنا چاہیے۔ ③ اگر بچوں کو کوئی تکلیف ہو یا چوٹ لگ جائے تو انھیں ڈانٹنے کے بجائے تسلی دینا اور بہلانا چاہیے۔ ④ بچوں کو زیور اور عمدہ کپڑے پہنانا جائز ہے لیکن اس کی بہت زیادہ عادت نہیں ڈالنی چاہیے تاکہ سادگی کی طرف میلان رہے البتہ شادی بیاہ یا عید وغیرہ کے موقع پر بہتر لباس پہننے اور مناسب حد تک زیب و زینت میں کوئی حرج نہیں۔



(المعجم ۵۰) - بَابُ حُسْنِ مُعَاشَرَةِ النِّسَاءِ (التحفة ۵۰)

۱۹۷۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ زُوْبَانَ، عَنْ عَمِّهِ عُمَارَةَ بْنِ زُوْبَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ. وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي».

۱۹۷۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور تم سب کی نسبت میں اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔“

۱۹۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ۱۹۷۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

۱۹۷۷- [حسن] أخرجه البزار من حديث أبي عاصم به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۱۵، والحاكم: ۱۷۳/۳، والذهبي، وضعفه البوصيري، وللحديث شواهد عند الترمذي، وابن حبان، ح: ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، وغيرهما. ۱۹۷۸- [صحيح] وصححه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

## ۹۔ ابواب النکاح

أَبُو خَالِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِيِّ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ  
مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ  
لَيْسَائِهِمْ».

🌟 **فوائد و مسائل:** ① خاوند بیوی اور بچے مل کر معاشرے کی بنیادی اکائی تشکیل دیتے ہیں۔ زندگی گزارنے کے لیے گھر کے ان افراد کو باہمی تعاون کی ضرورت دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ہوتی ہے اس لیے ان کے تعلقات کی اصلاح معاشرے کی اصلاح کی بنیاد ہے۔ ② خاوند اور بیوی کے باہمی تعلقات محبت، ہمدردی، ایثار اور اخلاص پر مبنی ہونے چاہئیں۔ بیوی سے حسن سلوک کا فائدہ سب سے پہلے خود خاوند کو حاصل ہوتا ہے اسی طرح خاوند سے محبت اور احترام کا رویہ سب سے پہلے خود عورت کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ ③ خاوند بیوی کے بہتر تعلقات کے نتیجے میں بچے بھی اچھے اخلاق اور اچھی عادات سیکھتے ہیں اور بڑے ہو کر معاشرے کے لیے بھی اور خود اپنے والدین کے لیے بھی رحمت ثابت ہوتے ہیں لیکن اگر میاں بیوی کے تعلقات خوش گوار نہیں تو بچوں پر اس کا برا اثر ہوتا ہے اور وہ بری عادات سیکھ کر والدین کے لیے بھی مصیبت کا باعث ہوتے ہیں اور معاشرے میں بھی فتنے فساد کا باعث بنتے ہیں۔ ④ کسی غلط کام سے روکنے کے لیے مناسب حد تک سختی کرنا حسن سلوک کے منافی نہیں۔

۱۹۷۹۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۱۹۷۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے دوڑ لگائی تو میں آپ عَزَّوَالَهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَابَقَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَسَبَقْتُهُ.

🌟 **فوائد و مسائل:** ① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا وہ کم سن تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کی کم سنائی کا خیال کرتے ہوئے ان کو دل لگی کے مواقع فراہم کرتے تھے۔ ② بچوں اور بیویوں کو جائز تفریح کے مناسب مواقع مہیا کرنے چاہئیں۔ ③ گھر میں ہر وقت تنجید کی طماری کیے رکھنا درست نہیں۔ بیوی بچوں سے مناسب مزاح اور ان کا دل خوش کرنے کی کوشش کسی کی بزرگی کے منافی نہیں۔ ④ یہ سفر کا واقعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”تم لوگ آگے نکل جاؤ۔“ بعد میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی۔ اس وقت وہ آگے نکل گئیں۔ کئی سال بعد پھر ایک سفر میں ایسا ہی ہوا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا پیچھے رہ

۱۹۷۹۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۹/۶ عن سفيان به مطولاً، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۱۰، وللحديث طرق كثيرة عند أبي داود، ح: ۲۵۷۸ وغيره.

گئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ چلی دوڑ کا بدلہ اتر گیا۔“ دیکھیے: (سنن ابی داؤد، الجہاد، باب فی السبق

علی الرجل، حدیث: ۲۵۷۸)

۱۹۸۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرِ عَبَّادُ بْنُ  
الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا  
مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ  
أُمِّ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، وَهُوَ غَرُوسٌ  
بِصَفِيَّةَ بِنْتُ حَبِيبٍ، جِئْنَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ  
فَأَخْبَرْنَ عَنْهَا. قَالَتْ، فَتَنَكَّرْتُ وَتَنَقَّبْتُ  
فَلَهَبْتُ. فَتَطَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى عَيْنِي  
فَعَرَفَنِي. قَالَتْ: فَالْتَمَعْتُ فَاسْرَعْتُ  
الْمَسِيَّ. فَأَدْرَكَنِي فَاخْتَصَمَنِي. فَقَالَ:  
«كَيْفَ رَأَيْتِ؟» قَالَتْ، قُلْتُ: أَرْسِلْ،  
يَهُودِيَّةً وَسَطَ يَهُودِيَّاتٍ.

۱۹۸۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں  
نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ (جنگ خیبر سے واپس)  
مدینہ تشریف لائے تو آپ حضرت صفیہ بنت حبیبہ  
کے دولہا بنے۔ انصاری عورتیں آئیں، انھوں نے مجھے  
صفیہ رضی اللہ عنہا کے حسن و جمال کے بارے میں بتایا۔ میں  
بھیس بدل کر نقاب پہن کر (دھن کو دیکھنے) چلی گئی۔  
رسول اللہ ﷺ کو میری آنکھ نظر آئی تو آپ نے مجھے  
پہچان لیا۔ اور میری طرف متوجہ ہوئے۔ میں تیزی سے  
چلی (گھر سے باہر نکلے گئی) نبی ﷺ نے مجھے آ لیا اور  
مجھے آنکھوں میں لے لیا۔ اور فرمایا: ”تم نے (دھن کو)  
کیسا پایا؟“ میں نے کہا: چھوڑیے! یہودی عورتوں میں  
سے ایک عورت ہے۔

۱۹۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:  
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ  
خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ الْبُخَيْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ  
الرُّبَيْعِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا عَلِمْتُ حَتَّى  
دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بَغِيرِ إِذْنٍ، وَهِيَ  
غَضَبِي. ثُمَّ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْسَبُكَ  
إِذَا قَلَبْتَ لَكَ بَيْتَهُ أَبِي بَكْرٍ ذُرِّيَّتَيْهَا. ثُمَّ

۱۹۸۱- حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے پتہ بھی نہ چلا حتی  
کہ زینب رضی اللہ عنہا بغیر اجازت ہی میرے حجرے میں  
آ گئیں وہ (اس وقت) بہت غصے میں تھیں۔ انھوں نے  
کہا: اے اللہ کے رسول! جب ابو بکر کی بیٹی آپ کے  
سامنے غصے غصے بازو ہلاتی ہے تو کیا آپ کو یہی بات کافی  
ہوتی ہے؟ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئیں (اور غصے کا

۱۹۸۰- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۱۱۶ لعلته، وفيه علان آخريان.

۱۹۸۱- [حسن] أخرجه أحمد: ۹۳/۱ عن ابن أبي شيبة به، وصححه البوصيري على شرط مسلم، وهو في السنن  
الكبرى، ح: ۸۹۱۴-۸۹۱۶ من حديث زكريا به، وهو مدلس (المرتبة الثانية)، ولم أجد تصريح سماعه، وله شاهد  
عند مسلم، ح: ۲۴۴۲.

## ۹۔ ابواب النکاح۔ عورتوں سے حسن سلوک سے متعلق احکام و مسائل

أَقْبَلْتُ عَلَيَّ. فَأَعْرَضْتُ عَنْهَا. حَتَّى قَالَ النَّبِيُّ: «ذُوْنُكَ، فَأَنْتَ صِرِي» فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهَا، حَتَّى رَأَيْتُهَا وَقَدْ يَسَّرَ رِيْقُهَا فِي رِيْقِهَا، مَا تَرَدُّدٌ عَلَيَّ شَيْئًا. فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَهَلَّلُ وَجْهَهُ.

اظہار کرنے لگیں) میں نے منہ پھیر لیا۔ (اور ان کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا کہ کہیں نبی ﷺ کو ناگوار نہ گزرے۔) حتیٰ کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم بھی بدلہ لے لو۔“ میں ان کی طرف ہلٹی (اور خوب جواب دیا) حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ ان کے منہ میں لعاب خشک ہو گیا ہے اور وہ میری باتوں کا کوئی جواب نہیں دے رہی ہیں میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا۔

**نوائد و مسائل:** ① ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی پھوپھی زاد تھیں۔ ان کی والدہ کا نام امیہ بنت عبدالمطلب تھا۔ (تہذیب التہذیب از حافظ ابن حجر، ترجمۃ زینب بنت جحش) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے حضرت زینب بنت جحش کا نکاح وحی کے ذریعے سے کر دیا تھا۔ دنیا میں ایجاب و قبول کی ضرورت نہیں پڑی۔ (دیکھیے سورۃ احزاب آیت: ۴۷) ② حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے غصے کا اظہار ان فطری جذبات کی بنا پر تھا جو ایک سوکن کو دوسری سے ہو سکتے ہیں اسی لیے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ”بَنِيَّةُ“ (چھوٹی سی بیٹی۔ بیٹی) کہا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جواب دینے کی اجازت دینا انصاف کی بنا پر تھا اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو خاموش کر دیا تو نبی ﷺ کو خوشی ہوئی۔ ④ عورتوں کی معمولی باتوں اور چھوٹے موٹے جھگڑوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے یا مناسب انداز سے مطمئن کر دینا چاہیے۔

۱۹۸۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: ۱۹۸۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اس وقت بھی گزریوں سے کھیل کرتی تھی جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ میری سہیلیوں کو میرے پاس بھیج دیتے تھے اور وہ میرے ساتھ کھلتیں۔

۱۹۸۲- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ الْقَاضِي. قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ وَأَنَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَكَأَنَّ يُسْرَبُ إِلَيَّ صَوَاحِبَاتِي يُلَا عَيْنِي.

**نوائد و مسائل:** ① لڑکیوں کا گزریوں کے ساتھ کھیلنا جائز ہے۔ ② بچوں کو جائز کھیل کھیلنے کا موقع دینا چاہیے۔

۱۹۸۲- أخرجه البخاري، الأدب، باب الانبساط إلى الناس، ح: ۶۱۳۰، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ۲۴۴۰ من حديث هشام بن عمار عن عائشة رضي الله عنها.

## (المعجم ۵۱) - بَابُ ضَرْبِ النِّسَاءِ

باب: ۵۱۔ عورتوں کو مارنا

(التحفة ۵۱)

۱۹۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عبداللہ بن زمرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے: اُنھوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ (مختلف مسائل بیان فرمائے) پھر عورتوں کا ذکر فرمایا تو ان کے بارے میں لوگوں کو صیحت کی پھر فرمایا: ”آدی کب تک اپنی عورت کو لونڈی کی طرح پیٹتا رہے گا؟ شاید دن کے آخر میں وہ اس کے ساتھ لیٹے۔“

بُضًا جَعَلَهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ“۔

🌞 فوائد و مسائل: ① عورتوں کو غلطی پر تنبیہ کرنا ضروری ہے لیکن یہ صرف زبانی ہونی چاہیے۔ اگر کوئی عورت زیادہ ہی بے پروا اور گستاخ ہو تو اس سے ناراض ہو جائے یہ سزا کافی ہے۔ جسمانی سزا صرف اس وقت جائز ہے جب اس کے سوا چارہ نہ رہے۔ ② ”لونڈی کی طرح پیٹنے“ کا یہ مطلب نہیں کہ لونڈی کو بے تحاشا مارنا جائز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح لوگ لونڈیوں کو مارتے ہیں آپ کو اپنی بیویوں سے ایسا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔ ③ مرد اور عورت ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ ان کا ساتھ زندگی بھر کا ساتھ ہے۔ اس چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے عورتوں پر ناجائز سختی نہیں کرنی چاہیے۔



۱۹۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: اُنھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اپنے کسی لونڈی غلام کو مارا نہ کبھی کسی بیوی کو مارا۔ (بلکہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو نہیں مارا۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خَادِمًا لَّهُ، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا ضَرْبَ رَسُولُ أَبِي شَيْبَةَ.

۱۹۸۳- أخرجه البخاري، التفسير، سورة "والشمس وضحاها"، ح: ۴۹۴۲، ۵۲۰۴ وغيرهما من حديث هشام به، ومسلم، الجنة وصفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء، ح: ۲۸۵۵ عن ابن أبي شيبة به.

۱۹۸۴- أخرجه مسلم، الفضائل، باب مباحته صلی اللہ علیہ وسلم للآثام واختياره من المباح أسهل... الخ، ح: ۲۳۲۸ عن ابن أبي شيبة به مختصراً.



🌞 **فوائد و مسائل:** ① رحمت و شفقت قابل تعریف صفت ہے۔ ② جہاں تک ممکن ہو بیوی بچوں اور نوکروں کو جسمانی سزا دینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ غصے میں آکر جانوروں کو مار پیٹ کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

۱۹۸۵۔ حضرت ایاس بن عبد اللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہما:

سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی بندیوں کو ہرگز نہ مارو۔“ (چند دن بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! عورتیں اپنے خاوندوں کے سامنے جرأت دکھانے لگی ہیں (اور گستاخ ہو گئی ہیں)۔ نبی ﷺ نے انھیں مارنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ انھیں مار پڑی۔ تب بہت سی عورتوں نے آل محمد رضی اللہ عنہم (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) کے ہاں پکڑ لگائے (اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے اپنے خاوندوں کی شکایتیں کیں)۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آج رات آل محمد رضی اللہ عنہم کے ہاں ستر عورتیں آئیں۔ ہر عورت اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھی۔ تم دیکھو! ایسے لوگ اچھے نہیں ہیں۔“

۱۹۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:

أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ [عُبَيْدِ] اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ إِيَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُضْرِبَنَّ إِنَّمَا اللَّهُ» فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ ذُخِرَ النِّسَاءُ عَلَى أَرْوَاجِهِنَّ. فَأَمُرُ بِضَرْبِهِنَّ. فَضْرِبْنَ. فَطَافَ بِأَلِ مُحَمَّدٍ ﷺ طَائِفٌ نِسَاءً كَثِيرٌ. فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: «لَقَدْ طَافَ اللَّيْلَةَ بِأَلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُونَ امْرَأَةً. كُلُّ امْرَأَةٍ تَشْتَكِي زَوْجَهَا. فَلَا تَجِدُونَ أَوْلِيَّكَ خَيْرًا لَكُمْ».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مار پیٹ میں اعتدال ضروری ہے۔ صرف اس حد تک سختی ہونی چاہیے کہ مرد کا رعب

عورت پر قائم رہے۔ ② مظلوم ظالم کی شکایت ایسے شخص سے کر سکتا ہے جو ظالم کو ظلم سے روکنے کی طاقت رکھتا ہے۔ ③ عورت کسی معمولی کام کی غرض سے تھوڑے وقت کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر دوسرے کے گھر جا سکتی ہے۔

۱۹۸۶۔ حضرت اصف بن قیس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے، انھوں نے فرمایا: میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

۱۹۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى،

وَالْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ الطَّحَّانُ. قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۹۸۵۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، النکاح، باب في ضرب النساء، ح: ۲۱۴۶ من حديث سفيان به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، والعسقلاني.

۱۹۸۶۔ [حسن] أخرجه أبو داود، النکاح، باب في ضرب النساء، ح: ۲۱۴۷ من حديث أبي عوانة به \* وصححه الحاكم، ۱۷۵/۴، ووافقه الذهبي.

۹۔ ابواب النکاح۔ مصنوعی بالوں اور جسم میں رنگ وغیرہ بھرنے سے متعلق احکام و مسائل

يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ  
دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
[الْمُسْلِيِّ]، عَنْ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ:  
ضِفْتُ عُمَرَ لَيْلَةً. فَلَمَّا كَانَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ  
قَامَ إِلَى امْرَأَتِهِ يَضْرِبُهَا. فَحَجَزْتُ بَيْنَهُمَا.  
فَلَمَّا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ لِي: يَا أَشْعَثُ  
اخْطَفْ عَنِّي شَيْئًا سَمِعْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ:  
«لَا يُسْأَلُ الرَّجُلُ يَمَّ يَضْرِبُ امْرَأَتَهُ. وَلَا  
تَنَمَّ إِلَّا عَلَى وَثْرٍ» وَنَسِيتُ الثَّلَاثَةَ.

ہاں مہمان رہا۔ آدھی رات ہوئی تو وہ اٹھ کر اپنی عورت کو  
مارنے لگے میں نے بچ بچا کر ادا کیا۔ جب وہ اپنے بستر  
پر گئے تو مجھ سے فرمایا: اے اشعث! میری ایک بات یاد  
رکھنا۔ میں نے وہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔  
(آپ نے فرمایا:) ”مرد سے نہیں پوچھنا چاہیے کہ اس  
نے اپنی عورت کو کیوں مارا۔ اور وتر پڑھے بغیر مت سویا  
کر۔“ اور تیسری بات مجھے یاد نہیں رہی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ خِدَاشٍ:  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا  
أَبُو عَوَانَةَ بِإِسْنَادِهِ، نَحْوَهُ.

حضرت ابو عوانہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے بھی  
مذکورہ بالا روایت کی مانند بیان کیا۔

(المعجم ۵۲) - بَابُ الْوَاصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ  
(التحفة ۵۲)

باب: ۵۲۔ مصنوعی بال لگانے  
والی اور بدن گودنے والی

۱۹۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:  
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ  
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ  
عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ  
وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۱۹۸۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ  
سے روایت بیان کی کہ آپ ﷺ نے بالوں میں  
دوسرے بال ملانے والی اور بال طوانے والی اور گودنے  
والی اور گودانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① عورت کے لیے متحسن ہے کہ اپنے خاوند کی خوشی کے لیے زیب و زینت کرے لیکن جائز  
اور ناجائز کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ② عورت کے بال کم ہوں تو یہ جائز نہیں کہ بال زیادہ ظاہر کرنے کے

۱۹۸۷- أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة... الخ،  
ح: ۲۱۲۴ من حديث ابن نمير وغيره به، أخرجه البخاري، ح: ۵۹۴۷، ومسلم وغيرهما من طريق يحيى القطان عن  
عبيد الله به.

## ۹۔ أبواب النکاح ..... مصنوعی بالوں اور جسم میں رنگ وغیرہ بھرنے سے متعلق احکام و مسائل

لیے اپنے بالوں میں دوسرے بال ملائے۔ مردوں کو بھی سر کا تنج چھپانے کے لیے وگ لگانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے سر پر ٹوپی یا گھڑی وغیرہ استعمال کرنی چاہیے۔ ⑤ جس طرح عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بالوں میں دوسرے بال ملائے اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ کسی دوسری عورت کا عیب چھپانے کے لیے اس کے بالوں میں دوسرے بال ملائے۔ ⑥ آرائش کا پیشہ اختیار کرنے والے مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ ایسے کاموں سے پرہیز کریں جو شرعاً ممنوع ہیں مثلاً: مرد کسی کی ڈاؤمی نہ موٹھے۔ عورت دوسری عورت کا میک اپ کرنے میں ممنوع کاموں سے اجتناب کرتے ہوئے صرف جائز کاموں پر اکتفا کرے۔ ⑦ گودے کا مطلب سوئی سے جسم پر کوئی نشان بنا کر اس میں کوئی رنگ دار چیز بھرنے ہے۔ جس کی وجہ سے جسم پر وہ نشان پختہ ہو جاتا ہے اور مٹا نہیں۔ عرب میں عورتوں میں یہ رواج تھا۔ یہ کام کرنا اور کروانا بھی شرعاً ممنوع ہے۔

۱۹۸۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: میری بیٹی دلہن ہے۔ (اس کی شادی قریب ہے۔) اسے چپک نکل آئی ہے اور بال جھڑ گئے ہیں تو کیا میں اس کے بالوں میں دوسرے بال ملا دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے لعنت کی ہے بال ملانے والی اور ملوانے والی پر۔“

۱۹۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: جَاءَتْ امْرَأَةً إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ ابْنَتِي عُرْسٌ. وَقَدْ أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ. فَتَمَزَّقَ شَعْرُهَا. فَأَصِلُ لَهَا فِيهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ».

🌟 فوائد و مسائل: ① ”میری بیٹی دلہن ہے۔“ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دلہن بننے والی ہے اور عقرب اس کی شادی ہونے والی ہے۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ابھی ابھی شادی ہوئی ہے اور خطرہ ہے کہ خاوند کا دل اس سے بیزار ہو جائے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اسے اس عذر کے باوجود بال ملانے کی اجازت نہ دی حالانکہ خاوند کو خوش کرنے کے لیے زیب و زینت شرعاً مطلوب ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ممانعت کراہت کی نہیں بلکہ یہ عمل حرام ہے۔ لعنت سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے کیونکہ صرف مکروہ کام پر لعنت نہیں کی جاتی۔

۱۹۸۹- حَدَّثَنَا أَبُو عَمَرَ حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمَرَ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْوَائِثِمَاتِ وَالْمُسْتَوِشِمَاتِ وَالْمُتَمَصِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيْرَاتِ لِخَلْقِ اللَّهِ. فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ، يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ. فَجَاءَتْ إِلَيْهِ. فَقَالَتْ: بَلَّغْنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ. قَالَ: وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ قَالَتْ: إِنِّي لَا أَقْرَأُ مَا بَيْنَ لَوْحَيْهِ فَمَا وَجَدْتُهُ. قَالَ: إِنْ كُنْتَ قَرَأْتِهِ فَقَدْ وَجَدْتِهِ. أَمَا قَرَأْتَ: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ [العنبر: ۷] قَالَتْ: بَلَى. قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَى عَنْهُ. قَالَتْ: فَإِنِّي لَا أَطْنُ أَهْلَكَ يَفْعَلُونَ. قَالَ: اذْهَبِي فَأَنْظُرِي. فَذَهَبَتْ فَتَنْظَرَتْ فَلَمْ تَرِ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا. قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولِينَ مَا جِئْتَنَا.

۱۹۸۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے گودنے والیوں پر گدوانے والیوں پر ہال نوپنے والیوں پر حسن کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والیوں پر اور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ قبیلہ بنو اسد کی ایک خاتون جن کا نام ام یعقوب تھا کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے یہ بات فرمائی ہے۔ انھوں نے کہا: میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور یہ بات اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اس نے کہا: میں نے تو شروع سے آخر تک سارا قرآن پڑھا ہوا ہے۔ مجھے تو (اس میں) یہ مسئلہ نہیں ملا۔ انھوں نے فرمایا: اگر تو نے (قرآن) پڑھا ہوتا تو تجھے (یہ مسئلہ) مل جاتا۔ کیا تو نے یہ نہیں پڑھا: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ ”رسول تمہیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔“ اس نے کہا: جی ہاں۔ (یہ تو پڑھا ہے۔) فرمایا: تو رسول اللہ ﷺ نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے۔ اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ کے گھر والے یہ کام کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: جاؤ کر دیکھو۔ اس نے جا کر دیکھا تو اسے کوئی ایسی بات نظر نہ آئی جو وہ دیکھنا چاہتی تھی۔ اس نے (واپس آ کر)

کہا: مجھے تو کوئی بات نظر نہیں آئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ بات اسی طرح ہوتی جس طرح تو کہتی تھی تو وہ (بیوی) ہمارے ساتھ نہ رہتی۔

🌟 فوائد و مسائل: ① بال نوپنے سے مراد چہرے وغیرہ کے بال ہیں جو عورتوں کے جسم پر اچھے نہیں لگتے۔

انھیں اکھاڑنا اور تھریڈنگ وغیرہ شرعاً منع ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ان کا رنگ اس طرح کا کر لیا جائے کہ نمایاں محسوس نہ ہوں۔ ② بعض افراد کے ابرو درمیان سے ملے ہوئے ہوتے ہیں وہ انھیں درمیان سے مونڈ کر فاصلہ پیدا کر لیتے ہیں یا عورتیں ابرو باریک کرنے کے لیے انھیں (اوپر یا نیچے سے) مونڈ دیتی ہیں۔ یہ سب منع ہے اور اسی ممنوع کام میں شامل ہے۔ ③ عربوں میں یہ بات بھی حسن میں شمار ہوتی تھی کہ سامنے کے دانت باہم ملے ہوئے نہ ہوں۔ اس مقصد کے لیے عورتیں دانتوں کو درمیان سے رگڑ کر فاصلہ پیدا کر لیتی تھیں، یہ عمل جائز نہیں۔ ④ مردوں کا ڈاڑھی کا خط بنوانا یعنی رخساروں پر سے مونڈ دینا بھی اسی قسم کا عمل ہے کیونکہ پوری ڈاڑھی رکھنا شرعاً مطلوب ہے۔ اور رخساروں کے بالوں کو ڈاڑھی سے خارج کرنے کی کوئی قابل اعتماد دلیل موجود نہیں۔ ⑤ عالم آدمی کو اپنے گھر والوں کے اعمال کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کیونکہ اس کی غلطی دوسروں کے لیے جواز بن جاتی ہے۔ ⑥ حدیث کے مسائل قرآن مجید کے برابر اہمیت رکھتے ہیں۔ جو حدیث محدثین کے اصول کے مطابق صحیح ہو اس پر عمل کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح قرآن مجید پر عمل ضروری ہے۔ ⑦ اگر عالم کے بارے میں کوئی غلط فہمی پیدا ہو جائے تو اسے چاہیے فوراً اس کا ازالہ کر دے۔ ⑧ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں احکام شریعت کی اس قدر اہمیت تھی کہ ان کی خلاف ورزی پر وہ بیوی کو طلاق بھی دے سکتے تھے۔ ⑨ جو عورت نیکی کی راہ میں رکاوٹ بنے اور سمجھانے پر بھی باز نہ آئے اس کی بات ماننے کی بجائے اس سے الگ ہو جانا بہتر ہے۔

باب: ۵۳- رخصتی کب مستحب ہے

(المعجم ۵۳) - بَابُ مَنْتَى يُسْتَحَبُّ الْبِنَاءُ

بِالنِّسَاءِ (التحفة ۵۳)

۱۹۹۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں

۱۹۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سوال میں نکاح فرمایا

حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ. ح: وَحَدَّثَنَا

اور سوال ہی میں مجھے (رخصتی کرا کے) اپنے گھر لائے

أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

## ۹۔ ابواب النکاح

رخصتی سے متعلق احکام و مسائل

سَعِيدٌ، جَمِيعاً عَنْ شُعْبَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُزُوَةَ، عَنْ عُزُوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي سُؤَالٍ. وَبَنَى بِي فِي سُؤَالٍ. فَأَيُّ نِسَائِهِ كَانَ أَخْطَى عِنْدَهُ مِنِّي، وَكَأَنَّهُ عَائِشَةُ تَسْتَحِبُّ أَنْ تُذْخَلَ نِسَاءَهَا فِي سُؤَالٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① جاہلیت میں سُوال کا مہینہ نامبارک سمجھا جاتا تھا اس لیے لوگ اس میں شادی بیاہ سے اجتناب کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی مثال دے کر اس غلط خیال کی تردید فرمائی۔ ② کسی خاص دن میں بے عدد کو منحوس سمجھنا جاہلیت کا طریقہ ہے۔ بعض لوگ ماہ محرم کو یا صفر کے پہلے تیرہ دنوں کو یا تیرہ کے عدد کو نامبارک سمجھ کر اس میں کوئی نیا کام شروع کرنا پسند نہیں کرتے۔ ایسے توہمات کی تردید ضروری ہے قول سے ہو یا عمل سے۔

۱۹۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۹۹۱- حضرت عبدالملک بن حارث بن ہشام اپنے والد (ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سُوال میں نکاح کیا اور سُوال میں انھیں (رخصتی کرا کے) گھرائے۔

حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ فِي سُؤَالٍ. وَجَمَعَهَا إِلَيْهِ فِي سُؤَالٍ.

🌞 فائدہ: اس حدیث کی سند آخری حصہ یوں ذکر ہوا ہے: [عن عبدالملک بن الحارث بن ہشام عن أبيه عن النبي ﷺ] ..... [”انھوں نے عبدالملک بن حارث بن ہشام سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے.....“ اس پر علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف سنن ابن ماجہ میں نوٹ دیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: [وَأَبُو عَبْدِ الْمَلِكِ هُوَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ الْمُعْزُومِيُّ]

۹۔ أبواب النکاح۔ حق مہر کی ادائیگی سے قبل بیوی سے خلوت کرنے نیز مبارک اور منحوس چیزوں کا بیان

”عبدالملک کے والد ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام مخزومی ہیں۔“ زہیر شاولیش (کتاب کے ناشر) نے حاشیہ میں لکھا ہے: [ولکن أشکل علی ما کتبه أستاذنا ناصر الدین رحمہ اللہ من أن عبدالرحمن ابن الحارث له کنیتان: أبو عبدالملک و أبو بکر] ”علامہ ناصر الدین کی تحریر کردہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ عبدالرحمن بن حارث کی دو کنیتیں ہیں: ابوعبدالملک اور ابوبکر۔“ پھر شاولیش صاحب نے تفصیل سے بحث کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے: ”شاید یہاں سبقت قلم ہو گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

میرے خیال میں یہاں زہیر شاولیش کو علامہ ناصر الدین البانی کا کلام سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ البانی رحمہ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ عبدالرحمن کی دو کنیتیں ہیں جن میں سے ایک ابوعبدالملک ہے۔ بلکہ یہ واضح فرمایا ہے کہ سند میں ”عبدالملک بن الحارث بن ہشام عن ابیہ“ کے الفاظ ہیں ان سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ عبدالملک کے والد حضرت حارث بن ہشام ہیں جن سے وہ روایت کر رہے ہیں بلکہ عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام ہے۔ اور وہ اپنے والد ”ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام“ سے روایت کرتے ہیں نہ کہ حضرت حارث بن ہشام رحمہ اللہ سے اور یہ ابوبکر بن عبدالرحمن صحابی نہیں بلکہ تابعی ہیں جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر موجود نہیں ہو سکتے اس لیے یہ حدیث مرسل ہے۔ واللہ اعلم۔

باب: ۵۴۔ کوئی چیز (حق مہر وغیرہ)

دینے سے پہلے بیوی سے خلوت

(المعجم ۵۴) - بَابُ الرَّجُلِ يَدْخُلُ بِأَهْلِهِ

قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا (التحفة ۵۴)

۱۹۹۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ خاوند کے پاس اس کی بیوی کو بھیج دیں حالانکہ اس نے ابھی اسے کوئی چیز نہیں دی تھی۔

۱۹۹۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مَنْصُورٍ أَظْنَهُ عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تُدْخِلَ عَلَى رَجُلٍ امْرَأَتَهُ قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا.

باب: ۵۵۔ کون سی چیز مبارک یا

منحوس ہوتی ہے؟

(المعجم ۵۵) - بَابُ مَا يَكُونُ فِيهِ الْيَمْنُ

وَالشُّؤْمُ (التحفة ۵۵)

۱۹۹۳۔ حضرت عمر بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۹۹۳ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۱۹۹۲۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، النکاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن يتقدها شيئاً، ح: ۲۱۲۸ من حديث شريك به \* شريك عن عن، وتقديم، ح: ۱۴۹، وخيشمة لم يسمع من عائشة رضي الله عنها.

۱۹۹۳۔ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۰/۳۳۶، ۳۳۷، ح: ۷۹۶ من حديث هشام به (وسقط يحيى بن جابر ۴۴

## ۹۔ ابواب النکاح

مبارک اور منحوس چیزوں کا بیان

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ [الْكِنَانِيُّ]، عَنْ يَحْيَى ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَمِّهِ مِخْمَرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا شَوْمَ. وَقَدْ يَكُونُ الْيَمْنُ فِي ثَلَاثَةِ: فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْذَّارِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① نحوست کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کے بارے میں یہ تصور کر لیا جائے کہ اس سے فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا، نقصان ہی نقصان کا خطرہ ہے۔ یہ ایک غلط تصور ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں: جب سے اس عورت سے شادی کی ہے کاروبار میں نقصان ہی ہو رہا ہے یا جب سے اس گھر میں رہائش اختیار کی ہے کوئی نہ کوئی بیمار ہی رہتا ہے۔ بعض دفعہ ایسی چیز یا شخص کو نقصان یا تکلیف کا سبب سمجھ لیا جاتا ہے جس کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہ تو ہمارے اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ ② اللہ تعالیٰ کسی شخص یا چیز میں انسان کے لیے فوائد رکھ دے تو یہ برکت اور اللہ کی رحمت ہے۔ ③ نحوست یا برکت سے مراد کسی چیز یا شخص سے حاصل ہونے والی تکلیف یا راحت بھی ہو سکتی ہے مثلاً: عورت اگر نیک سیرت، اطاعت گزار اور تمیز دہ ہو تو یہ رحمت اور برکت ہے۔ اگر بد زبان، نافرمان اور بد سلوک ہو تو نحوست ہے۔ اسی طرح گھوڑا اگر تندرست، تیز رفتار اور مالک کا حکم ماننے والا ہو تو یہ بابرکت ہے۔ اگر اڑیل اور ضدی ہو تو مصیبت ہے۔ گھر کشادہ ہو، ہمسائے اچھے ہوں تو بابرکت ہے ورنہ تکلیف کا باعث ہے۔ اس انداز سے راحت یا مشکل کسی بھی چیز میں ہو سکتی ہے لیکن ان تین چیزوں سے چونکہ زیادہ کام پڑتا ہے لہذا ان کی خوبی اور خرابی انسان کی راحت اور پریشانی کا زیادہ سبب بنتی ہے۔

۱۹۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامُ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنْ

۴۴ من سندہ) إلا أنه قال: "مخمر بن حيلة"، وللحديث شواهد كثيرة.

۱۹۹۴۔ أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يتقي من شؤم المرأة... الخ، ح: ۵۰۹۵، ومسلم، السلام، باب الطيرة والغال وما يكون فيه الشؤم، ح: ۲۲۲۶ من حديث مالك به.



كَانَ، فَبَيَّ الْقَرْسِ وَالْمَرْأَةَ وَالْمَسْكَنَ .  
يَعْنِي الشُّؤْمَ .

۱۹۹۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ ،  
أَبُو سَلَمَةَ : حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ، عَنْ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ،  
عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ : «الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ : فِي الْقَرْسِ  
وَالْمَرْأَةِ وَالْأَدَارِ» .

قَالَ الزُّهْرِيُّ : فَحَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنُ رَمْعَةَ أَنَّ أُمَّهُ ، رَزَبَتْ حَدَّثَتْهُ  
عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَعُدُّ هَؤُلَاءِ  
الثَّلَاثَةَ . وَتَزِيدُ مَعَهُنَّ ، السَّيْفَ .

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کا آخری حصہ جس میں تلوار کا ذکر ہے کی صحت اور ضعف کی بابت علمائے محققین میں  
اختلاف ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اسے شاذ قرار دیتے ہیں اور مزید لکھتے ہیں کہ اس کلمے کے علاوہ روایت محفوظ  
ہے جبکہ امام یوسفی رحمہ اللہ نے سیف، یعنی تلوار کے اضافے کو زوائد ابن ماجہ میں ذکر کیا ہے اور اس کی بابت لکھا  
ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور امام مسلم کی شرائط پر ہے نیز انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ اضافہ صرف سنن ابن ماجہ  
ہی میں ہے اور اس کی اصل صحیحین میں ہے جن میں یہ اضافہ نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:  
(الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۳۶/۸ و ضعيف سنن ابن ماجه' رقم: ۳۳۳ و سنن ابن

ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۱۹۹۵)

(المعجم ۵۶) - بَابُ الْغَيْرَةِ (التحفة ۵۶)

۱۹۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ :  
۱۹۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۹۹۵۔ أخرجه البخاري، الطب، باب الطيرة، ح: ۵۷۵۳، ومسلم، السلام، الباب السابق، ح: ۲۲۲۵ وغيرهما  
من طريق الزهري نحوه، إلا أن البخاري قال: 'والدابة' دون 'الفرس'، وهذا الحديث مختصر، والحديث السابق  
قاض عليه، لأن فيه زيادة، والله أعلم.

۱۹۹۶۔ [صحیح] \* أبوشهم، قال الحافظ في التقریب: "كذا وقع عنده أي عند ابن ماجه" ۴۴۰

## ۹۔ ابواب النکاح

غیرت کا بیان

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَيْبَانَ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنْ  
يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِنْ  
الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللَّهُ. وَمِنْهَا مَا يَكْرَهُ اللَّهُ.  
فَأَمَّا مَا يُحِبُّ اللَّهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّبَّةِ. وَأَمَّا  
مَا يَكْرَهُهُ، فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِبَّةٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک غیرت اللہ کو پسند ہے اور ایک غیرت اللہ کو ناپسند ہے۔ جو غیرت اللہ کو پسند ہے وہ خرابی کے آثار معلوم ہونے پر غیرت ہے اور جو غیرت اللہ کو ناپسند ہے وہ خرابی کے آثار کے بغیر (خواہ مخواہ) غیرت کرنا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مومن جس طرح خود پاک ہوتا ہے اسی طرح اس کی قدرتی طور پر یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بیوی بھی پاک دامن ہو اس لیے اپنے گھر کے حالات پر نظر رکھنا مستحسن ہے کہ کسی بد فطرت کو موقع نہ ملے کہ وہ بیوی یا بیٹی یا بہن کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے۔ ② اگر عورت کا چال چلن مٹھوک محسوس ہو تو اسے مناسب تنبیہ کرنی چاہیے تاکہ وہ اس راستے پر مزید قدم بڑھانے سے رک جائے۔ ③ بدکردار افراد کی غیر ذمہ دارانہ باتیں سن کر اپنی پاک دامن بیوی پر رشک نہیں کرنا چاہیے۔ ممکن ہے وہ کسی حسد اور دشمنی کی وجہ سے آدمی کا گھر اجاڑنا چاہتے ہوں البتہ اگر سچے اور نیک لوگ ایسی بات بتائیں کہ عورت کسی انجمنی مرد کے ساتھ نامناسب حد تک بے تکلفی کا رویہ رکھتی ہے تو اپنے گھر اور عزت کی حفاظت کے لیے مناسب احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے۔

۱۹۹۷۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: ۱۹۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے کسی عورت پر اس طرح رشک محسوس نہیں ہوا جس قدر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رشک محسوس ہوا کیونکہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ انھیں کثرت سے یاد کرتے تھے۔ نبی ﷺ کو رب نے حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں موتی کے محل کی خوش خبری دیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ قَطُّ، مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ. وَمِمَّا رَأَيْتُ مِنْ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَهَا. وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ.

❖ والصواب: ”أبوسلمة وهو ابن عبد الرحمن“، وأبوسلمة ثقة مشهور، ولحديثه شاهد عند أبي داود، ح: ۲۶۵۹ وغيره، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۱۳، والمافظ في الإصابة.

۱۹۹۷۔ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها رضي الله عنها، ح: ۳۸۱۶، ۲۸۱۷، ۵۲۲۹، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل خديجة (أم المؤمنين) رضي الله تعالى عنها، ح: ۲۴۳۵ من حديث هشام به، وصححه البوصيري.

يَغْنِي مِنْ ذَهَبٍ. قَالَهُ ابْنُ مَاجَه. امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے مراد سونے کا محل ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں ”غیرت“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد رشک ہے جو ایک عورت کو اپنی سوکنوں سے ہوتا ہے۔ عورتوں میں یہ جذبہ فطری ہے اور خاوند سے ان کی محبت کو ظاہر کرتا ہے اس لیے اسے برداشت کرنا چاہیے جب تک کہ اس کی وجہ سے کوئی غلط کام سرزد نہ ہو۔ ② اس حدیث میں حضرت خدیجہ رحمہا کی افضلیت اور بلند مقام کا اظہار ہے۔ ③ اللہ کے نبی ﷺ نے عشرہ مبشرہ صحابہ رحمہم کے علاوہ بھی بعض حضرات کو جنت کی خوش خبری دی تھی۔ صحابہ کرام رحمہم میں ان حضرات کا مقام بھی بہت بلند ہے۔ ④ قصب ایسی لمبی چیز کو کہتے ہیں جو اندر سے کھوکھلی ہو جیسے بالٹن وغیرہ اس سے مراد موتی کا محل بھی ہو سکتا ہے جیسے کہ بعض مومنوں کو ایک ایک موتی سے بنے ہوئے بڑے بڑے محل ملیں گے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں کھوکھلے موتی کا ایک خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس کے ہر کونے میں مومن کے گھر والے ہوں گے (حوریں اور بیویاں) جو دوسروں کو نہیں دیکھیں گے۔ (ایک طرف کی حوریں دوسری طرف کی حوروں سے اوچھل ہوں گی۔)“ (صحیح البخاری، التفسیر، سورة الرحمان، باب ﴿حور مقصورات فی الخیام﴾، حدیث: ۳۸۷۹) ⑤ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ وہ کھوکھلا موتی سونے کا بنا ہوگا جو اندر سے ایک وسیع محل کی شان کا حامل ہوگا اور وہ حضرت خدیجہ رحمہا کے لیے مخصوص ہوگا۔

۱۹۹۸۔ حضرت مسور بن مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے: ”ہشام بن مغیرہ کے بیٹوں نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کر دیں۔ میں انھیں اجازت نہیں دیتا“ پھر (کہتا ہوں کہ) میں انھیں اجازت نہیں دیتا“ پھر (کہتا ہوں کہ) میں انھیں اجازت نہیں دیتا“ ہاں اگر علی (رضی اللہ عنہ) بن ابی

۱۹۹۸۔ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنَّ أَبَا اللَّيْثِ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: «إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُخَبِرَةِ اسْتَأْذَنُونِي أَنْ يُنْكَحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ. فَلَا أَدْنُ لَهُمْ، ثُمَّ لَا أَدْنُ لَهُمْ، ثُمَّ لَا أَدْنُ لَهُمْ. إِلَّا أَنْ يُرِيدَ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي

طَالِبٌ أَنْ يَطْلُقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ. فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي. يَرِيئِي مَا رَأَيْتُهَا، وَيُوْذِنِي مَا آذَاهَا.

طالب یہ پسند کریں کہ میری بیٹی (فاطمہ ؑ) کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے شادی کر لیں (تو ان کی مرضی ہے)۔ (فاطمہ ؑ) تو میرا ٹکڑا (میرے جسم و جان کا ایک حصہ) ہے۔ جس بات سے اسے پریشانی ہوتی ہے اس سے مجھے بھی پریشانی ہوتی ہے۔ جس بات سے اسے دکھ پہنچتا ہے اس سے مجھے بھی دکھ پہنچتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کو کسی بھی انداز سے پریشان کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ کام اصل میں جائز ہی ہو لیکن رسول اللہ ﷺ کو کسی خاص وجہ سے ناگوار محسوس ہو رہا ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؑ کو ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے سے اس لیے منع کیا کہ اس سے حضرت فاطمہ ؑ کو تکلیف ہوگی اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا بھی دل دکھے گا۔ اور حضرت علی ؑ کو نبی ﷺ کو پریشان کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی حاصل ہوگی۔ گویا اس ممانعت میں بھی حضرت علی ؑ پر شفقت ہے۔ ③ منع کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہ ؑ غیرت محسوس کریں گی جس کی وجہ سے شاید اپنے خاوند ؑ کے بارے میں محبت کے وہ جذبات قائم نہ رکھ سکیں جو مطلوب ہیں۔ اس طرح یہ رشتہ حضرت فاطمہ ؑ کے لیے ایک امتحان بن جائے گا۔ اور یہ کیفیت نظر انداز نہیں کی جاسکتی۔ ④ اپنی اولاد کی تکلیف محسوس کرنا محبت اور شفقت کا ثبوت ہے۔ اس تکلیف کو دور کرنے کے لیے جائز حدود میں کوشش کرنا جائز ہے۔



۱۹۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۱۹۹۹- حضرت مسور بن مخرمہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ؑ نے ابو جہل کی بیٹی کا رشتہ طلب کیا جب کہ نبی ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ ان کے نکاح میں تھیں۔ جب حضرت فاطمہ ؑ نے یہ بات سنی تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: لوگ باتیں کرتے ہیں کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کے متعلق کسی بات پر غصہ نہیں آتا۔ یہ (دیکھیے) علی (ؑ) ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَنْبَأَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ. أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ أَنَّ الْمُسَوَّرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ حَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ. وَهَذَا

۹۔ ابواب النکاح۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لیے اپنا آپ پیش کرنے والی خواتین کا بیان علیؑ ناکحاً ابنتہ اُبی جہل۔

قَالَ الْمِسْوَرُ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ. فَسَمِعْتُهُ جِيْنَ تَشْهَدُ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ. فَإِنِّي قَدْ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي. وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ بَضَعَتْ مِنِّي. وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَقْتُلُوهَا. وَإِنَّهَا، وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ، عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَدًا».

حضرت مسور رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کھڑے ہوئے میں نے سنا کہ آپ نے تشہد پڑھا (خطبہ کے افتتاحی کلمات ارشاد فرمائے) پھر فرمایا: ”اما بعد میں نے ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کو رشتہ دیا۔ انھوں نے مجھ سے (جو بھی) بات کی، سچی بات کی۔ اور بے شک محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرا کھڑا (اور میری لخت جگر) ہے۔ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ تم اسے آزمائش میں ڈالو۔ قسم ہے اللہ کی! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی بھی ایک آدمی کے پاس (اس کے نکاح میں) جمع نہیں ہوں گی۔“

قَالَ: فَتَزَلَّ عَلَيَّ عَنِ الْخِطْبَةِ. راوی نے بیان کیا: چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس رشتے سے دست بردار ہو گئے۔

🌟 فوائد و مسائل: ① حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے جو ان کے خالہ زاد تھے۔ ان کی والدہ کا نام ہالہ بنت خویلد ہے۔ (سیر أعلام النبلاء: ۴۳۱/۱) ② ہر اہم موقع پر عوام سے خطاب کرتے وقت کلام کو اللہ کی حمد و ثناء اور درود و شریف سے شروع کرنا مسنون ہے۔

(المعجم ۵۷) - بَابُ الَّتِي وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ (الصفحة ۵۷)

باب: ۵۷۔ اس خاتون کا ذکر جس نے خود کو نبی ﷺ کی خدمت کے لیے پیش کیا

۲۰۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: أَمَا تَسْتَحْيِي الْمَرْأَةَ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا

۲۰۰۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہا کرتی تھیں: کیا عورتوں کو شرم نہیں آتی کہ وہ اپنا آپ نبی ﷺ کو ہبہ کرتی ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿تُرْجَىٰ مِنْ نَفْسِهِمْ وَتُؤْتَىٰ إِلَيْكَ

۲۰۰۰۔ أخرجه البخاري، النكاح، باب: هل للمرأة أن تهب نفسها لأحد؟، ح: ۵۱۱۳ من حديث هشام به، ومسلم، الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لغيرها، ح: ۱۴۶۴ عن ابن أبي شيبة به من حديث هشام به، وعلقه البخاري من طريق عبدة.

## ۹۔ ابواب النکاح

رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لیے اپنا آپ پیش کرنے والی خواتین کا بیان  
لِلنَّبِيِّ ﷺ؟ حَتَّىٰ أُنْزَلَ اللَّهُ: ﴿تَوَجَّيْ مَنْ تَشَاءُ﴾ ”ان میں سے جسے آپ چاہیں (اس سے)  
مِنَهُنَّ وَتَوَجَّيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ﴾ [الأحزاب: ۵۱] ملاقات کو مؤخر کر دیں اور جسے چاہیں اپنے قریب کر  
قَالَتْ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَبَّكَ لَيْسَارٌ فِيهِ (اللہ کے رسول) آپ کا رب آپ کی خواہش فوراً پوری  
هَوَاكَ۔

فرمادیتا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اسلامی معاشرے میں یہ چیز اچھی نہیں سمجھی جاتی کہ عورت اپنے نکاح کے لیے خود کی مرد  
سے درخواست کرے بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ یہ درخواست عورت کے سرپرست کے ذریعے سے کی جائے۔  
رسول اللہ ﷺ کی امتیازی شان اس لحاظ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عجیب محسوس ہوئی کہ عورتیں خود ہی آکر کہہ  
دیتی ہیں کہ اللہ کے رسول ہم سے نکاح کر لیں۔ ② نبی اکرم ﷺ امت کے تمام افراد کے سرپرست تھے بلکہ  
نبی ﷺ کا حق سرپرستوں سے بھی زیادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ  
أَنفُسِهِمْ﴾ (الأحزاب: ۶) ”نبی مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں۔“ ③ رسول اللہ ﷺ  
کے لیے اللہ کی طرف سے یہ خصوصی رعایت تھی کہ آپ پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان باری کی پابندی کرنا  
فرض نہیں تھا۔ اس کے باوجود نبی ﷺ نے پیو میں انصاف کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش فرمایا حتیٰ کہ زندگی کے  
آخری ایام میں جب مرض کی شدت اس قدر تھی کہ ایک ام المومنین کے گھر سے دوسری کے گھر میں چل کر جانا  
مشکل تھا تب بھی آپ باری باری ان کے ہاں تشریف لے جاتے رہے حتیٰ کہ امہات المومنین نے خود ہی عرض  
کیا کہ آپ جس گھر میں پسند فرمائیں آرام کریں۔ تب نبی ﷺ دو مردوں کے سہارے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے  
ہاں تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔ اور انہی کے حجرہ مبارک میں دفن ہوئے۔ (صحیح البخاری؛  
المغازی؛ باب مَرَضِ النَّبِيِّ ﷺ وَوَفَاتِهِ؛ حدیث: ۴۳۴۲)

۲۰۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَنُ خَلْفٍ ۲۰۰۱۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں  
وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ نے کہا: ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے  
ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ: كُنَّا تھے۔ ان کی ایک بیٹی بھی موجود تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ  
جُلُوسًا مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعِنْدَهُ ابْنَةُ نے فرمایا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی  
لَهُ. فَقَالَ أَنَسٌ: جَاءَتْ امْرَأَةً إِلَى النَّبِيِّ اور اس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ (سے نکاح) کے  
ﷺ. فَمَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَيْهِ. فَقَالَتْ: يَا لیے پیش کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو میری

۲۰۰۱۔ أخرجه البخاري، النكاح، باب عرض المرأة نفسها على الرجل الصالح، ح: ۵۱۲۰ من حديث  
مرحوم به۔

۹- أبواب النکاح۔۔۔۔۔ اولاد کی شکل و صورت اور رنگ مختلف ہونے کی صورت میں اپنی بیوی پر شک کرنے کی ممانعت کا بیان  
رَسُولُ اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي حَاجَتِهِ؟ فَقَالَتْ: خَوَّاهُشْ هَيَّ؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا: وہ کتنی  
اَبْنَتْهُ: مَا أَقَلَّ حَيَاءَهَا. فَقَالَ: هِيَ خَيْرٌ بِيَّ شَرْمَتِي! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تجھ سے افضل  
مِنْكَ. رَغِبْتُ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، تھی۔ اس نے اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کی وجہ سے  
فَعَرَضْتُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ. اپنی ذات کو نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے مجلس میں موجود ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بے حجاب  
مردوں کے ساتھ بیٹھتی تھیں بلکہ پردے کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے اور اپنے والد کی موجودگی میں اس مجلس  
میں موجود تھیں۔ غیر محرموں کے ساتھ تنہائی کی بے تکلفانہ ملاقات کی اسلامی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔  
② علمی مجلس میں عورتیں مردوں کے ساتھ شریک ہو سکتی ہیں لیکن عورتوں کی جگہ الگ ہونی چاہیے اختلاط  
جائز نہیں۔

(المعجم ۵۸) - بَابُ الرَّجُلِ يَشْكُ فِي وَلَدِهِ (التحفة ۵۸)  
باب: ۵۸- اگر آدمی کو اپنی اولاد  
میں شک ہو

195

۲۰۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
انہوں نے فرمایا: قبیلہ بنو فزارہ کے ایک آدمی نے  
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے  
اللہ کے رسول! میری عورت نے سانولالڑکا جتا ہے۔  
(اور میں تو گورا ہوں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا  
تیرے پاس اونٹ ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا:  
”وہ کس رنگ کے ہیں؟“ اس نے کہا: سرخ ہیں۔  
فرمایا: ”کیا ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟“ اس  
نے کہا: (جی ہاں) ان میں خاکی رنگ کے بھی ہیں۔  
فرمایا: ”ان میں یہ رنگ کہاں سے آ گیا۔“ اس نے کہا:  
شاید کسی رگ نے زور کیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:  
”شاید اس (لڑکے) میں بھی کسی رگ نے زور کیا ہو۔“

۲۰۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ  
مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَ: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ  
ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ  
الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ  
مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ:  
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا  
أَسْوَدَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ لَكَ مِنْ  
إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا؟»  
[قَالَ: حُمْرًا]. قَالَ: «هَلْ فِيهَا مِنْ  
أَوْزَقٍ؟» قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوْزَقًا. قَالَ: «فَأَنَّى  
أَتَاهَا ذَلِكَ؟» قَالَ: عَسَى عِرْقٌ نَزَعَهَا.  
قَالَ: «وَهَذَا، لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهُ».

۲۰۰۲- أخرجه مسلم، اللعان، ح: ۱۵۰۰ عن ابن أبي شيبة وغيره به، أخرجه البخاري، الطلاق، باب إذا عرض  
بغني الولد، ح: ۵۳۰۵، ۶۸۴۷، ومسلم وغيرهما من طرق عن الزهري به.

وَاللَّفْظُ لِابْنِ الصَّبَّاحِ .  
یہ الفاظ (راوی حدیث) ابن صباح کے ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① باپ اور بیٹے کے رنگ میں فرق اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ بیٹا اپنے باپ کی جائز اولاد نہیں۔ ② رگ کے زور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دودھیال یا نضیال کے کسی بزرگ مثلاً: دادی، دادا، نانی، نانایا ان کے بزرگوں میں سے کسی کی مشابہت بچے میں آگئی ہے یعنی ان کے خون کا اثر ہے۔ ③ اپنی بیوی پر اس طرح اشارے کئے سے شک کا اظہار بیوی پر اس الزام میں شمار نہیں ہوتا جس کے نتیجے میں لعان کی ضرورت پڑتی ہے۔ لعان اس وقت ہوتا ہے جب مرد صاف طور پر اپنی بیوی پر بدکاری کا الزام عائد کرے یا یقین کے ساتھ یہ دعویٰ کرے کہ یہ بچہ میرا نہیں۔



۲۰۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا [عَبَّاسُ] ابْنُ كُثَيْبٍ اللَّيْثِيُّ، أَبُو عَسَّانَ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنِ أَنْسَمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَمْرًا بِي وَلَدْتُ عَلَى فِرَاشِي غُلَامًا أَسْوَدَ. وَإِنَّا، أَهْلُ بَيْتٍ، لَمْ يَكُنْ فِينَا أَسْوَدُ قَطُّ. فَقَالَ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَمَا أَلْوَنُهَا؟» قَالَ: حُمْرٌ. قَالَ: «هَلْ فِيهَا أَسْوَدُ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فِيهَا أَوْزُقُ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَأَتْنِي تَمَانٌ ذَلِكَ؟» قَالَ: عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزَعُهُ عِرْقٌ. قَالَ: «فَلَعَلَّ ابْنَكَ هَذَا نَزَعُهُ عِرْقٌ».

۲۰۰۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خانہ بدوش نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری عورت کے ہاں میرے نکاح میں رہتے ہوئے سیاہ فام لڑکا پیدا ہوا ہے اور ہمارے خاندان میں کبھی کوئی سیاہ فام نہیں تھا۔ (ہمارے نضیال و دودھیال سب سفید فام ہیں۔) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”وہ کس رنگ کے ہیں؟“ کہا: سرخ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا ان میں کوئی سیاہ بھی ہے؟“ اس نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ”کیا ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”وہ کیسے ہو گیا؟“ اس نے کہا: شاید کسی (دادا پر دادا یا نانا وغیرہ) کا خون غالب آیا ہے؟ فرمایا: ”شاید تمہارے اس بیٹے پر بھی کسی کا خون غالب آ گیا ہے۔“

باب ۵۹۔ بچہ خاوند کا مانا جائے گا؟

زانی کے لیے پتھر ہیں

(المعجم ۵۹) - بَابُ: أَلَوْلَدُ لِلْفِرَاشِ

وَاللِّغَاهِ الْحَجَرُ (التحفة ۵۹)



۲۰۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ ابْنُ زَمْعَةَ وَسَعْدًا اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي ابْنِ أُمِّ زَمْعَةَ. فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصَانِي أَخِي، إِذَا قَدِمْتُ مَكَّةَ، أَنْ أَنْظُرَ إِلَى ابْنِ أُمِّ زَمْعَةَ فَأَقْبِضَهُ. وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وَابْنُ أُمِّ أَبِي. وَوَلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي. فَرَأَى النَّبِيُّ ﷺ شَبَهَهُ بِعُتْبَةَ. فَقَالَ: «هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ. الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ. وَاحْتَجَّيْ عَنْهُ يَا سَوْدَةُ».

۲۰۰۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زمرہ کی لونڈی سے پیدا ہونے والے ایک لڑکے کے بارے میں حضرت عبد بن زمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنا جھگڑا لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! جب میں مکہ گیا تھا تو میرے بھائی نے مجھے صیحت کی تھی کہ میں زمرہ کی لونڈی کے بچے کو دیکھ کر اپنی کفالت میں لے لوں۔ حضرت عبد بن زمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ میرا بھائی ہے میرے والد کی کنیز کا بیٹا ہے۔ میرے والد کے گھر میں پیدا ہوا ہے۔ نبی ﷺ نے دیکھا کہ وہ (لڑکا) عتبہ سے مشابہت رکھتا ہے تو فرمایا: ”اے عبد بن زمرہ! وہ تمہارا بھائی ہے۔ بچہ بستر والے کا ہوتا ہے۔ اور اے سودہ! تم اس سے پردہ کیا کرو۔“

فوائد و مسائل: ① دور جاہلیت میں کسی کی لونڈی سے ناجائز تعلق قائم کرنا برا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسلام میں صرف اپنی بیوی اور اپنی مملوکہ سے صنفی تعلق قائم کیا جاسکتا ہے۔ باقی ہر قسم کا صنفی تعلق قابل سزا جرم ہے۔ (دیکھیے: سورہ مومن: آیت ۶۵) جس طرح بیوی سے پیدا ہونے والا لڑکا مرد کا بیٹا ہوتا ہے اسی طرح اپنی مملوک لونڈی سے پیدا ہونے والا لڑکا بھی مرد کا آزاد بیٹا ہوتا ہے غلام نہیں۔ ② جاہلیت میں ناجائز تعلقات کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ اسی شخص کا بیٹا سمجھا جاتا تھا جس کے تعلقات کے نتیجے میں وہ پیدا ہوا۔ جاہلیت کے اسی رواج کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ زمرہ کی لونڈی سے پیدا ہونے والے بچے کو اپنے بھائی کا بچہ قرار دیتے ہوئے اسے اپنی کفالت میں رکھنا چاہتے تھے۔ ③ حضرت عبد بن زمرہ رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ وہ بچہ قانونی طور پر ان کا بھائی ہے کیونکہ ان کے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے، قطع نظر اس کے کہ اس کا حقیقی باپ کوئی بھی ہو۔ ④ بچے کی ظاہری شکل و شبہت سے یہی ثابت ہو رہا تھا کہ وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بھائی سے پیدا ہوا ہے لیکن قانونی طور پر وہ حضرت عبد بن زمرہ رضی اللہ عنہ کا بھائی قرار پایا۔ ⑤ چونکہ واضح ہو رہا تھا کہ وہ لڑکا حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا قانونی بھائی ہونے کے باوجود اصل میں بھائی نہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔ ⑥ بعض اوقات ایک مسئلے کے دو پہلو ہوتے ہیں جس کی وجہ سے

اس کے دو مختلف حکم مرتب ہوتے ہیں۔ ایک معاملے میں ایک پہلو کو ترجیح دی جاتی ہے اور دوسرے معاملے میں دوسرے پہلو کو جیسے اس لڑکے کو زمرہ کا بیٹا قرار دینے جانے کے باوجود اس کی بہن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

۲۰۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۰۰۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ.

🌞 فائدہ: بستر والے سے مراد عورت کا شوہر یا لونڈی کا مالک ہے۔ بیٹا اسی کا شمار کیا جائے گا اور وراثت وغیرہ کا تعلق بھی اسی سے ہوگا نہ کہ اس مرد سے جس کے ناجائز تعلق کے نتیجے میں وہ پیدا ہوا۔

۲۰۰۶۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۲۰۰۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”لڑکا بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔“

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ. وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

🌞 فائدہ: الْحَجَرُ، جیم کی جزم کے ساتھ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس بچے کے قانونی فوائد (وراثت وغیرہ) سے محروم ہے اور جیم کے فتح کے ساتھ مطلب یہ ہے کہ وہ مزا کا مستحق ہے اسے رحم کیا جانا چاہیے۔

۲۰۰۷۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۲۰۰۷۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ: حَدَّثَنَا انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ شَرَحَ حَبِيبُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ فرما رہے تھے: ”لڑکا بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے

۲۰۰۵۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۵، وأطراف المسند: ۵/ ۸۸، ومسند الفاروق: ۱/ ۴۲۵، ۴۲۶ عن سفیان به، وقال الحميدي (دوبندیہ: ۲۴) ثنا سفیان بن عبيد الله بن أبي يزيد أخبرني أبي به مطولاً، وإسناده حسن، وصححه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

۲۰۰۶۔ أخرجه مسلم، الرضاع، باب الولد للفراش وللعاشر الحجر، ح: ۱۴۵۸ من حديث سفیان به، وذكر اختلاف الرواة فيه.

۲۰۰۷۔ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۶۷ من حديث إسماعيل به مطولاً، وصححه البوصيري.

## ۹۔ أبواب النکاح

مسلمان ہونے کی وجہ سے زوجین سے متعلق احکام و مسائل

الْبَاهِلِيُّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

باب: ۶۰۔ اگر خاوند اور بیوی میں سے ایک دوسرے سے پہلے اسلام قبول کر لے تو؟

(المعجم ۶۰) - بَابُ الزَّوْجَيْنِ يُسْلِمُ أَحَدُهُمَا قَبْلَ الْآخَرِ (النحفة ۶۰)

۲۰۰۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئی۔ اس سے ایک مرد نے نکاح کر لیا۔ راوی کہتے ہیں: بعد ازاں اس کا پہلا خاوند آ گیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کے ساتھ ہی مسلمان ہوا تھا اور اسے میرے مسلمان ہونے کا علم تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو دوسرے خاوند سے جدا کر کے پہلے خاوند کے پاس واپس بھیج دیا۔

۲۰۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ جُمَيْعٍ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْلَمَتْ. فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ. قَالَ، فَجَاءَ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَسْلَمْتُ مَعَهَا، وَعَلِمْتُ بِإِسْلَامِهَا. قَالَ، فَانْتَزَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ زَوْجِهَا الْآخَرِ، وَرَدَّهَا إِلَى زَوْجِهَا الْأَوَّلِ.

۲۰۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کو دو سال کے بعد پہلے نکاح کی بنا پر ہی حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس واپس بھیج دیا۔

۲۰۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ ابْنِ الْحَصَنِ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَدَّ ابْنَتَهُ عَلَى أَبِي الْعَاصِ

۲۰۰۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب إذا أسلم أحد الزوجين، ح: ۲۲۳۸، ۲۲۳۹ من حديث سناك به، وصححه الترمذي، ح: ۱۱۴۴، والحاكم، والذهبي، وانظر، ح: ۱۷۱ لعلته.

۲۰۰۹۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب: إلى متى ترد عليه امرأته إذا أسلم بعدها، ح: ۲۲۴۰ من حديث يزيد به، أخرجه الترمذي، ح: ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، وذكر كلامًا، وصححه الحاكم وغيره، وما روى داود عن محكمة فنكر كما قال ابن المديني وغيره (تهذيب)، وقال في التقريب في داود بن الحصين: 'ثقة إلا في عكرمة، روى برأي الخوارج'.

ابْنِ الرَّيْبِ بَعْدَ سَتِّينَ، يَنْكَاحُهَا الْأَوَّلَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے

صحیح قرار دیا ہے۔ بنا بریں اگر عورت اپنے خاوند سے پہلے اسلام قبول کر لے تو اس کا اپنے خاوند سے ازدواجی تعلق قائم رکھنا جائز نہیں رہتا۔ ایک دفعہ ماہواری آنے کے بعد عورت کے لیے جائز ہوتا ہے کہ کسی اور مرد سے

نکاح کر لے۔ (صحیح البخاری 'الطلاق' باب نکاح من أسلم من المشرکات وعدتھن' حدیث:

۵۲۸۶) ② اگر عورت دوسری جگہ نکاح نہ کرے بلکہ خاوند کے مسلمان ہونے کا انتظار کرے تو جائز ہے۔ اگر

خاوند طویل عرصے کے بعد بھی اسلام قبول کرے تب بھی سابقہ نکاح کے ساتھ وہ ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں

البتہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بعض صحابہ و تابعین کے فتوے ذکر کیے ہیں کہ اگر عورت پہلے مسلمان ہو جائے پھر خاوند

مسلمان ہو خواہ عدت نہ گزری ہو تب بھی نیا نکاح کرنا ضروری ہے۔ (صحیح البخاری 'الطلاق' باب إذا

أسلمت المشرکة أو النصرانیة تحت الذمی أو الحربی' حدیث: ۵۲۸۸) جبکہ امام ابن قیم رحمہ اللہ اس کی

بابت یوں لکھتے ہیں کہ ہمیں کسی شخص کے متعلق معلوم نہیں کہ قبول اسلام کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اس کے نکاح

کی تجدید کی ہو۔ اس قسم کی صورت میں دو کیفیتیں ہوتی تھیں۔ یا تو افتراق ہو جاتا تھا اور عورت کسی اور سے نکاح

کر لیتی تھی یا سابقہ نکاح قائم رہتا حتیٰ کہ شوہر مسلمان ہو جاتا۔ محض اسلام قبول کر لینے سے کامل تفریق ہونا یا

عدت کا اعتبار کرنا کرنا کسی کے متعلق معلوم نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے کیا ہو حالانکہ آپ کے زمانے میں

ایک کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ دیکھیے: (زاد المعاد' جلد چہارم' حکمہ ۴۸۵) فی الزوجین

یسلم أحدهما قبل الآخر علاوہ ازیں حضرت زینب اور ان کے خاوند کے بارے میں ذیل کی حدیث میں

نکاح جدید سے لوٹانے کا ذکر آیا ہے تو اس کی بابت بعض علماء پہلی حدیث کو اور بعض نے دوسری حدیث کو صحیح

قرار دیا ہے اور بعض نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری 'الطلاق' باب

إذا أسلمت المشرکة.....' وإرواء الغلیل: ۳۳۹/۶، ۳۳۲، رقم: ۱۹۲۱، ۱۹۲۲' وصحیح سنن أبي داود

(مفصل: ۱۱/۴، رقم: ۱۹۳۸)

۲۰۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو حُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عُمَرُو بْنِ

شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

ﷺ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ

۲۰۱۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی بیٹی) زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت

ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس نیا نکاح کر کے واپس

بھیجا۔

۲۰۱۱- حضرت جد امہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا سے

روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میں نے چاہا تھا کہ تمہیں غیلہ (دودھ پلانے والی عورت سے ہم بستر ہونے) سے منع کر دوں۔ میں نے دیکھا کہ اہل فارس اور اہل روم غیلہ کرتے ہیں تو ان کے بچے نہیں مرتے (ان کے بچوں کو نقصان نہیں ہوتا۔)“ اور میں نے نبی ﷺ سے سنا جب کہ آپ سے عزل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ زندہ درگور کرنے کی پوشیدہ صورت ہے۔“

۲۰۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ جَدَامَةِ بِنْتِ وَهَبِ الْأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْهِيَ عَنِ الْغَيْلِ، فَإِذَا فَارِسُ وَالرُّومُ يُغِيلُونَ فَلَا يَقْتُلُونَ أَوْلَادَهُمْ» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ، وَسَيْلَ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: «هُوَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ».

فوائد و مسائل: ① دودھ پلانے کے ایام میں ہم بستر کرنے سے حمل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ماں کا دودھ کم ہو جاتا ہے اور دودھ پیتا بچہ پورا دودھ نہ ملنے کی وجہ سے کمزور رہ جاتا ہے۔ غیلہ کی صورت میں یہ اندیشہ موجود تو ہے تاہم یقینی نہیں۔ دودھ کی کمی کا تذکرک بھینس گائے اور بکری وغیرہ کے دودھ سے ممکن ہے۔ ایسے حالات میں وقت سے پہلے دودھ چھڑانا نقصان دہ نہیں ہوگا اس لیے اس سے احتیاب کرنا جائز تو ہے ضروری نہیں۔ ② عزل کے بارے میں دیکھیے فوائد حدیث: ۱۹۲۶۔

۲۰۱۲- حضرت اسماء بنت یزید بن سکین رضی اللہ عنہا سے

روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی اولاد کو خفیہ طور پر قتل نہ کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! غیلہ تو گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے ہوئے

۲۰۱۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُهَاجِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ الْمُهَاجِرَ بْنَ أَبِي مُسْلِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ

۲۰۱۱- أخرجه مسلم، النکاح، باب جواز الغيلة، ح: ۱۴۴۲ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن نوفل به.

۲۰۱۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطب، باب في الغيل، ح: ۳۸۸۱ من حديث المهاجر به، وصححه ابن حبان • مهاجر الأنصاري وقفه ابن حبان وحده فيما أعلم.

السَّكَنِ. وَكَانَتْ مَوْلَانَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا. فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الْغَيْلَ لَيُذْكَرُ الْقَارِسَ عَلَى ظَهْرِ قَرَسِهِ حَتَّى يَصْرَعَهُ».

🌞 فائدہ: گھوڑے سے گرانے کا مطلب یہ ہے کہ غیلہ کی وجہ سے حاصل ہونے والی کمزوری کا اثر زندگی بھر قائم رہتا ہے حتیٰ کہ جب ایسا بچہ جوان ہو کر شہسوار بن جاتا ہے تب بھی وہ اس سوار کا مقابلہ نہیں کر سکتا جسے بچپن میں یہ صورت حال پیش نہیں آئی تاہم یہ حدیث ضعیف ہے لہذا اس قدر احتیاط ضروری نہیں۔

(المعجم ۶۲) - بَابُ: فِي الْمَرْأَةِ تُؤْذِي زَوْجَهَا (التحفة ۶۲)

باب ۶۲: جو عورت اپنے خاندان کو تنگ کرتی ہے

۲۰۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ امْرَأَةً مَعَهَا صَبِيَّانِ لَهَا. قَدْ حَمَلَتْ أَحَدَهُمَا وَهِيَ تَقُودُ الْآخَرَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حَامِلَاتٌ، وَالِدَاتٌ، رَحِيمَاتٌ. لَوْلَا مَا بَأْتَيْنَ إِلَى أَرْوَاجِهِنَّ، دَخَلَ مُصَلِّتَانَهُنَّ الْجَنَّةَ».

۲۰۱۳- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے۔ اس نے ایک کو (گود میں) اٹھایا ہوا تھا اور ایک کو ہاتھ سے پکڑ کر لیے آ رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے (یہ دیکھ کر) فرمایا: ”(یہ عورتیں بچوں کو) اٹھانے والی، چھنے والی اور رحم کرنے والی ہوتی ہیں اگر ان کا اپنے خاندانوں سے نامناسب سلوک نہ ہو تو ان میں سے جو نماز کی پابند ہیں وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔“

۲۰۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ إِسْمَاعِيلَ بِهِ، وَصَحَّحَهُ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخِ، وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ \* الْأَعْمَشُ تَابِعَهُ مَنْصُورٌ عِنْدَ أَحْمَدَ: ۲۶۹، ۲۵۷/۵ وَغَيْرِهِ، وَأَخْرَجَهُ أَحْمَدُ: ۲۵۲/۵ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: ذَكَرَ لِي عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بِهِ، فَالْسُّنَدُ مُقَطَّعٌ، وَالْوِاسِطَةُ بَيْنَهُمَا مَجْهُولَةٌ.

۲۰۱۴- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب الوعيد للمرأة على إيذاء المرأة زوجها، ح: ۱۱۷۴ من حديث إسماعيل به، وقال: "حسن غريب" \* إسماعيل بن عياش صرح بالسماع عند أبي نعيم في الحلية: ۲۲۰/۵، وباقي السند صحيح.

الصَّحَّاحُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ بَجِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُؤْذِي امْرَأَةً زَوْجَهَا إِلَّا قَالَتْ زَوَّجْتُهُ مِنَ الْخُورِ الْعَيْنِ: لَا تُؤْذِيهِ. فَأَتْلَكَ اللَّهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكَ دَخِيلٌ أَوْ شَكَّ أَنْ يُقَارِقَكَ إِنَّمَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذا دیتی ہے تو (جنت کی) حوروں میں سے اس مرد کی بیوی (حور) کہتی ہے: اللہ تجھے تباہ کرے! اس شخص کو تکلیف نہ دے یہ تو تیرے پاس مہمان ہے غمغریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① خاوند کے جائز احکام نہ ماننا کبیرہ گناہ ہے۔ ② اگر کوئی عورت اپنے خاوند کو ناجائز تنگ کرتی ہے تو اس سے جنت کی حوروں کو پریشانی ہوتی ہے۔ ③ ”الحور العین“ کے لفظی معنی ”گورے رنگ کی اور خوب صورت آنکھوں والی عورتیں ہیں۔ اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جنتی مردوں کے لیے جنت میں اپنی خاص قدرت سے پیدا فرمایا ہے۔ مسلمان نیک عورتیں جو دنیا میں اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارتی ہیں جنت میں ان کا مقام ان حوروں سے بڑھ کر ہوگا۔ ④ عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے جذبات اور ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے اچھے طریقے سے دنیا کی زندگی کا وقت گزارنا چاہیے۔ معلوم نہیں کب جدائی ہو جائے۔

باب: ۶۳۔ حرام کام سے حلال چیز  
حرام نہیں ہو جاتی

(المعجم ۶۳) - بَابُ: لَا يُحَرِّمُ الْحَرَامُ  
الْحَلَالَ (التحفة ۶۳)

۲۰۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
نبی ﷺ نے فرمایا: ”حرام کام حلال کو حرام نہیں کرتا۔“

۲۰۱۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعْلَى بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرْظِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ».

🌞 فائدہ: یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے تاہم دیگر دلائل اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک صحیح السند اثر کی زو

۹۔ ابواب النکاح۔ حرام کام کے مرتکب ہونے کی وجہ سے حلال چیز کے حرام نہ ہونے کا بیان

سے، جس میں آتا ہے کہ [أَنَّ وَطْءَ الْحَرَامِ لَا يُحَرِّمُ] (إرواء الغلیل ۶/۲۸۷) ”زنا کاری، کسی حلال کو حرام نہیں کرے گی۔“ اکثر اہل علم کی رائے ہے کہ اگر کوئی مرد کسی عورت سے بدکاری کا ارتکاب کرے تو اس کی وجہ سے اس عورت سے نکاح کرنا حرام نہیں ہو جائے گا، نہ اس ناجائز حرکت کی وجہ سے اس عورت کی ماں اس مرد پر ساس کی طرح حرام ہو جائے گی، نہ اس عورت کی بیٹی سوتیلی بیٹی کی طرح حرام ہو جائے گی۔ اسی طرح مرد اگر اپنی ساس یا سوتیلی بیٹی سے منہ کالا کرتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی کیونکہ یہ تعلق شرعاً ”میاں بیوی“ کا تعلق نہیں اور مذکورہ بالا احکام کا تعلق ”بیوی“ سے ہے۔ بدکاری کا گناہ اور اس پر سزا کا مستحق ہونا دوسری چیز ہے اور حرام ہونا دوسری چیز ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: تفسیر احسن البیان، از حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ، سورۃ نساء: آیت: ۲۳)





## طلاق کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، نیز مشروعیت طلاق کی اہمیت

\* لغوی تعریف: طلاق [طَلَّقَ يُطَلِّقُ] سے اسم مصدر ہے جس کے لغوی معنی [حَلَّ الْعَقْدِ] ”گرہ کھولنا“ ہیں۔ طلاق کے لغوی معنوں میں سے ایک معنی ”چھوڑ دینا اور فارغ کر دینا“ بھی ہیں۔

عرب جب اونٹنی کو بغیر چراہے کے چھوڑ دیتے ہیں تو کہتے ہیں: [نَاقَةُ طَالِقٍ]

\* اصطلاحی تعریف: طلاق کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی گئی ہے: [هُوَ حَلُّ عَقْدِ النِّكَاحِ بِلَفْظِ الطَّلَاقِ وَغَيْرِهِ] ”نکاح کی گرہ کو لفظ ”طلاق“ وغیرہ کہہ کر کھول دینا طلاق ہے۔“

\* مشروعیت طلاق کی حکمت: اسلام ایک معتدل اور متوازن مذہب ہے جو اپنے پیروکاروں کو مضبوط، قابل عمل اور منضبط نظام حیات عطا کرتا ہے۔ اسلام انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بدظمی، انتشار، تفریق اور ترک تعلق کو قابل مذمت جبکہ اتفاق و اتحاد، محبت و مودت اور نظم و ضبط کو انتہائی مستحسن گردانتا ہے۔ نکاح ایک عظیم نعمت ہے جس کی وجہ سے دو افراد اور ان کے خاندانوں میں باہمی الفت، قربت اور اتفاق و اتحاد جیسے خوبصورت جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ صالح اولاد کا حصول اور نسل انسانی کی بقا کے ساتھ ساتھ ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔

اس رشتے کو مضبوط بنانے، قائم رکھنے اور اس میں محبت و مودت کو رواج دینے کے لیے اسلام نے میاں بیوی کے حقوق کی تعیین فرمائی ہے اور دونوں پر پابندی عائد کی ہے کہ وہ نہ تو اپنے حقوق سے تجاوز کریں نہ دوسرے کے حقوق سلب کریں۔ میاں بیوی کے حقوق کو واضح کرتے ہوئے شہر کو فوقیت

دی کیونکہ اس رشتے میں اس کا کردار زیادہ مضبوط اور جاندار ہے۔ بیوی بچوں کی کفالت اور ان کے معاشی و معاشرتی مسائل کا حل اسی کے ذمے ہے۔ ان ذمہ داریوں کے باعث پیغمبر اسلام ﷺ نے عورتوں کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا: ”شوہر بیوی کے لیے جنت یا جہنم کی حیثیت رکھتا ہے۔“ (مسند أحمد: ۳۱/۴) و سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، حدیث: ۲۶۱۲) جبکہ خاوند کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”جب خود کھاؤ تو اس (بیوی) کو بھی کھلاؤ اور جب خود کپڑے پہنو تو اسے بھی پہناؤ۔ چہرے پر نہ مارو اور نہ گالی دو۔ اور (اگر کبھی الگ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو) گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ الگ نہ کرو۔“ (مسند أبی داود، النکاح، باب فی حق المرأة علی زوجها، حدیث: ۱۲۱۲) نیز فرمایا: ”بیوی سے نفرت نہ کرو اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہے تو بعض دوسری پسندیدہ بھی ہوں گی۔“ (صحیح مسلم، الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، حدیث: ۱۴۶۷)

یہ اور ایسی ہی بہت سی مبارک تعلیمات اس مقدس رشتے کو مستحکم بنانے، مضبوط کرنے اور قائم و دائم رکھنے کے لیے دی گئی ہیں تاہم انسانی مزاج، طبیعت کا اختلاف، عادات و اطوار کا فرق اور بعض اوقات غلط انتخاب از دوامی زندگی کی رواں دواں گاڑی کو جاری رکھنے میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر ابلیس اور اس کا لشکر ہر منکوحہ رشتے کو توڑنے پر کمر بستہ رہتا ہے جیسے کہ رسول مقبول ﷺ نے خبر دی ہے کہ شیطان کے چیلے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہیں تو شیطان اس شاگرد کو گلے لگاتا ہے جو میاں بیوی کی لڑائی کروا کر طلاق دلو کر آتا ہے۔ شیطان اسے خوب شاباش دیتا ہے۔ (صحیح مسلم، صفات المنافقین، باب تحریش الشیطان، و بعثہ..... حدیث: ۲۸۱۳)

ایسے حالات میں جب انسانی عقل مسائل کو سلجھانے سے عاجز آجائے اعتماد بد اعتمادی میں خلوص بے وفا کی میں اور محبت و مودت نفرت میں بدل جائے تو بھی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو صبر برداشت اور بہتر رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاعِشُوا فِيهِ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (النساء: ۱۹) ”تم ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت زیادہ بھلائی ڈال دے۔“

لیکن اگر معاملہ اس سے زیادہ بگڑ جائے تو پھر دوسرا حل بتا دیا: ﴿وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا﴾ (النساء: ۳۴) ”اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔“ کسی بھی نیک فطرت خاتون کے لیے مندرجہ بالا علاج انتہائی کارگر ہے جو اس کی وقتی سرکشی کے لیے کافی ہے لیکن اگر معاملہ اس پر بھی نہ سدھرے تو رب العالمین نے ایک اور حل بیان فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ حِفْظُهُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا﴾ (النساء: ۳۵) ”اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی آن بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ دونوں (میاں بیوی) میں موافقت پیدا کر دے گا۔“

یہ ہے اسلام کے بابرکت ازدواجی نظام حیات کا پہلو۔ اسلام اس رشتے کو تاحیات نبھانے اور اسے مضبوطی سے قائم رکھنے کی تعلیمات دیتا ہے لیکن اگر تمام طریق علاج ناکافی ہو جائیں اور مرض حد سے بڑھ جائے تو پھر دونوں خاندانوں پر یہ رحمت الہی ہے کہ وہ انہیں اچھے طریقے سے جدا جدا ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيْعٌ بِاِحْسَانٍ﴾ (البقرة: ۲۲۹) ”یہ طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے پھر یا تو اچھائی سے روکنا ہے یا عہدگی سے چھوڑ دینا ہے۔“ نیز فرمایا: ﴿وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (البقرة: ۲۲۷) ”اور اگر انھوں نے طلاق ہی کا قصد کر لیا ہے تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔“

\* طلاق کی اقسام: طلاق کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں:

① مسنون طلاق: ایسی طلاق جو بیوی کو ایسے طہر میں دی جائے جس میں خاوند نے اس سے ہم بستر کی نہ کی ہو اور ایک ہی طلاق دے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں یا تجھے طلاق ہے۔ اس کے بعد بیوی کا نان و نفقہ دیتا رہے اور عدت (تین حیض یا تین مہینے) تک اپنے گھر میں رکھے عدت کے بعد جدا

ہوں۔ یہ طلاق کا سب سے بہتر طریقہ ہے۔ اس طرح دی گئی طلاق میں بالاتفاق عدت کے اندر رجوع کرنا اور عدت گزرنے کے بعد یہ نکاح جدید دوبارہ صلح کرنا جائز ہے۔

② غیر مسنون طلاق: ایسی طلاق جو عورت کو ایام حیض میں دی جائے یا اس طہر میں دی جائے جس میں مرد نے عورت سے ہم بستری کی ہو یا ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں۔

③ باطل طلاق: ایسی طلاق باطل ہوگی جسے مجبوری کی حالت میں دیا جائے یا نکاح سے پہلے ہی طلاق دے دے۔ نابالغ بچے، مجنون اور مدہوش کی طلاق بھی باطل ہوگی۔

④ ایک ہی مجلس میں بیک وقت تین طلاقیں دینا: یہ بالاتفاق ناپسندیدہ اور ناجائز ہے۔ نبی ﷺ نے بھی اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا اور اسے کتاب اللہ کے ساتھ کھیلنا قرار دیا ہے، تاہم اگر کوئی شخص اس طرح بیک وقت تین طلاقیں (زبانی یا تحریری) دے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی لیکن احناف وغیرہ کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اہل حدیث کے نزدیک یہ ایک ہی طلاق رجعی ہوگی۔ احناف کے نزدیک اس کے بعد رجوع اور صلح کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن اہل حدیث کے نزدیک عدت کے اندر رجوع کرنا اور عدت گزرنے کے بعد ان کا باہم نکاح کرنا جائز ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ”ایک مجلس میں تین طلاقیں“ از حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ)۔

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۰) أَبْوَابُ الطَّلَاقِ (التحفة ۸)

### طلاق سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - [بَابُ حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ] (التحفة ۱)

باب ۱- ہمیں سوید بن سعید نے بیان کیا

۲۰۱۶- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ، وَمَسْرُوقُ ابْنُ الْمَرْزَبَانِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكْرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحِ ابْنِ حَيٍّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا.

۲۰۱۶- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی پھر رجوع فرمایا۔

🌞 نوآمد مسائل: ① امام انصر شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں مذکورہ بالا حدیث کے ضمن میں ایک روایت بیان کی ہے جس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا تھا کہ رجوع فرمائیں اور کہا تھا کہ وہ روزہ رکھنے والی اور عبادت کرنے والی خاتون ہیں اور جنت میں آپ کی بیوی ہیں۔ دیکھیے: (الارواء: ۱۵۸/۷، ۱۵۹، تحت حدیث: ۲۰۷۷) اس میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو انھیں زوجیت میں رکھنے کا حکم دیا۔ ② طلاق دینا جائز ہے لیکن بلاوجہ طلاق دینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ③ طلاق کے بعد رجوع کر لینے سے بیوی کو وہ تمام حقوق حاصل ہو جاتے ہیں جو طلاق سے پہلے حاصل تھے۔

۲۰۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَلْعَبُونَ بِحُدُودِ اللَّهِ. يَقُولُ أَحَدُهُمْ: قَدْ طَلَّقْتُكَ. قَدْ رَاجَعْتُكَ. قَدْ طَلَّقْتُكَ».

۲۰۱۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی حدود (اور اس کے قوانین) کو کھیل بنا لیتے ہیں۔ آدمی (اپنی بیوی سے) کہتا ہے: میں نے تجھے طلاق دی میں نے تجھ سے رجوع کیا میں نے تجھے طلاق دی۔“

۲۰۱۸۔ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْجُمَيْصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْوَلِيدِ الْوَصَافِيِّ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَبْغَضُ الْحَلَائِلِ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ».

۲۰۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حلال کاموں میں سے اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند کام طلاق ہے۔“



(المعجم ۲) - بَابُ طَلَاقِ السَّنَةِ (التحفة ۲) باب: ۲۔ طلاق دیئے کا صحیح طریقہ

۲۰۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: طَلَّقْتُ

۲۰۱۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے اپنی عورت کو طلاق دی جب کہ وہ ایام حیض میں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات

۲۰۱۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۲۲/۷ من حديث مؤمل بن إسماعيل به، وتابعه أبو حذيفة موسى بن سعدنا سفیان الثوري به \* أبو إسحاق تقدم، ح: ۴۶، والثوري تقدم، ح: ۱۶۲، وهما مدلسان وعنعنا، ومع ذلك حسنه البوصيري.

۲۰۱۸۔ [صحیح] أخرجه ابن عدي من حديث محمد بن خالد به، وقال: "الوصافي ضعيف جدا" قلت: تابعه الثقة معترف بن واصل عند أبي داود، ح: ۲۱۷۸ وغيره، وبه صح الحديث، وصححه الحاكم، والذهبي، ولم أر لمضعفيه حجة.

۲۰۱۹۔ أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها، وأنه لو خالف وقع الطلاق ويؤمر برجعته، ح: ۱۴۷۱/۲ عن ابن أبي شيبة وغيره به، وأخرجه البخاري، ح: ۵۲۵۱، ومسلم وغيرهما من طريق مالك عن نافع به.

أَمْرَاتِي وَهِيَ حَائِضٌ. فَذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَوَيْتَانِي تَوَاقَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: «مَرْءٌ فَلْيَرِجْهَا حَتَّى تَطْهَرُ، ثُمَّ تَحِيضَ، ثُمَّ تَطْهَرُ. ثُمَّ إِنْ شَاءَ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا. وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا. فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ».

حکم دو کہ اس سے رجوع کر لے (اور اسے طلاق نہ دے) حتیٰ کہ وہ (حیض سے) پاک ہو جائے پھر اسے حیض آئے پھر وہ پاک ہو پھر اگر چاہے تو اس سے ہم بستری ہونے سے پہلے طلاق دے اور چاہے تو اسے (نکاح میں) روک لے۔ یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① اللہ تعالیٰ نے نکاح کا تعلق دائمی بنایا ہے، یعنی نکاح اس لیے کیا جاتا ہے کہ پوری زندگی اکٹھے گزارنی ہے۔ اس تعلق کو پائیدار بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام و آداب نازل کیے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں: (۱) نکاح کرتے وقت نیک دین دار بیوی تلاش کرنے کا حکم دیا گیا۔ (دیکھیے حدیث: ۱۸۵۸) (۲) نکاح کا تعلق انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی بنا دیا گیا ہے، یعنی ایک مرد کا ایک عورت سے تعلق نہیں بلکہ ایک خاندان کا دوسرے خاندان سے تعلق قائم کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے عورت کے سر پرستوں کی اجازت، گواہوں کی موجودگی اور دعوت و لیمہ جیسے احکام جاری کیے گئے ہیں۔ (ح) عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور مرد کو عورت کی غلطیاں اور کوتاہیاں برداشت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳ وغیرہ) (۳) عورت کی اصلاح کے لیے فوراً سختی کرنے کی بجائے اصلاح کا تدریجی طریق کار جو بڑھ چکا ہے، یعنی زبانی وعظ و نصیحت، اظہار ناراضی اور بستر میں علیحدگی اور آخر میں معمولی جسمانی سزا۔ (النساء: ۳۴) (۴) اگر معاملات میں بگاڑ اس حد تک پہنچ جائے کہ دوسروں کی مداخلت ضروری ہو جائے تو ثالثی یعنی پنچایت کے طریق پر مرد اور عورت دونوں کی شکایتیں سن کر جس کی غلطی ہو اسے سمجھایا جائے اور صلح کرادی جائے۔ (النساء: ۳۵) (۵) اگر طلاق دینا ضروری ہو جائے تو ایک ہی یا تعلق ختم کر دینے کے بجائے ایک رجعی طلاق دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس کے بعد دوبارہ تعلق بحال کرنے کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ (ن ایام حیض میں اور جس طہر میں مقاربت کی گئی ہو اس طہر میں طلاق دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اگر وقتی غصہ ہو تو ختم ہو جائے اور اگر جدائی کا فیصلہ ہو تو غور و فکر کرنے کی مہلت مل جائے اور اس طرح تعلقات بحال رکھنے کے امکانات بڑھ جائیں۔ (ح) دوسری طلاق کے بعد بھی رجوع کی اجازت دی گئی ہے۔ (ط) تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق نہیں رکھا گیا تاکہ مرد اچھی طرح سوچ سمجھ کر یہ طلاق دے اور اسے معلوم ہو کہ اس کے بعد تعلقات بحال کرنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ ② اگر ایام حیض میں یا اس طہر میں جس میں مقاربت کی گئی ہو طلاق دی جائے تو یہ طلاق کا غلط طریقہ ہے جسے علماء کی اصطلاح میں ”بدعی طلاق“ یا

”طلاق بدعت“ کہتے ہیں۔ ایسی طلاق کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ واقع ہو جائے گی یا نہیں، بہت سے علماء اس کے واقع ہو جانے کے قائل ہیں لیکن اس طرح طلاق دینے والے کو گناہ گار قرار دیتے ہیں۔ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ یہ طلاق واقع ہی نہیں ہوگی کیونکہ سنت کے مطابق نہیں دی گئی۔ امام ابن حزم اور امام ابن تیمیہ رحمہم اللہ وغیرہ اسی کے قائل ہیں۔ (حاشیہ سنن ابن ماجہ از نواب وحید الزمان خان)

۲۰۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت  
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ  
أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: طَلَّاقُ الشَّئِءِ أَنْ يُطْلَقَهَا  
طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جَمَاعٍ.

۲۰۲۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت  
حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ  
أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ، فِي طَلَّاقِ الشَّئِءِ: يُطْلَقُهَا عِنْدَ  
كُلِّ طَهْرٍ تَطْلِيْقَةٍ. فَإِذَا طَهَّرْتَ الثَّالِثَةَ طَلَّقَهَا.  
وَعَلَيْهَا بَعْدَ ذَلِكَ حَيْضَةٌ.

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ اس صورت میں ہے جب وہ اس سے بالکل جدا ہونا چاہتا ہو تو اس طرح تیسری طلاق بائن ہو جائے گی جس کے بعد رجوع ممکن نہیں ہوگا لیکن بہتر یہ ہے کہ ایک طلاق کے بعد عدت گزر جانے دے تاکہ بعد میں اگر صلح کرنے کی خواہش پیدا ہو جائے تو نئے سرے سے نکاح کر کے اکٹھے رہ سکیں۔ ② اگر ایک طلاق کے بعد رجوع ہو جائے پھر کبھی دوسری طلاق دے دی جائے تو اس دوسری طلاق کے بعد بھی تین حیض عدت ہے جس میں نیا نکاح کیے بغیر رجوع ہو سکتا ہے۔

۲۰۲۰۔ [حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب طلاق السنة، ح: ۳۴۲۴ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن حزم في المحلى: ۱۰/ ۱۷۲ مسئله: ۱۹۴۹، وانظر، ح: ۴۶ لعلته، وللحديث شواهد عند ابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، باب: ۱ وغيره.

۲۰۲۱۔ [حسن] انظر الحديث السابق.



۲۰۲۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ  
الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا  
هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ،  
أَبِي غَلَابٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ  
رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ. فَقَالَ:  
تَعْرِفُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ؟ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ  
حَائِضٌ. فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ. فَأَمَرَهُ أَنْ  
يُرَاجِعَهَا. قُلْتُ: أَيْعَنْدُ بَيْتِكَ؟ قَالَ:  
أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحَمَقَ؟

۲۰۲۲- حضرت ابو غلاب یونس بن جبیر باہلی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اگر مرد اپنی عورت کو ایام حیض میں طلاق دے دے (تو کیا حکم ہے؟) انھوں نے کہا: آپ عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ کو جانتے ہیں؟ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی جب کہ وہ ایام میں تھی (میں تمہیں اپنا واقعہ سناتا ہوں۔) پھر حضرت عمر رحمہ اللہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر معاملہ عرض کیا تو نبی ﷺ نے رجوع کر لینے کا حکم دیا۔ میں نے کہا: وہ طلاق شمار ہو گی؟ انھوں نے فرمایا: اگر وہ عاجز ہو یا حماقت کرے تو؟

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ نے رجوع کر لینے کا حکم دیا۔ اس لفظ سے دلیل لی گئی ہے کہ وہ طلاق واقع ہوگئی تھی کیونکہ رجوع طلاق کے بعد ہی ہوتا ہے۔ جو حضرات اس طلاق کے واقع ہونے کے قائل نہیں وہ اس کا یہ مطلب لینے ہیں کہ اس سے ازدواجی تعلقات قائم کر لیے جائیں جیسے پہلے قائم تھے۔ ② ”اگر وہ عاجز ہو“ کا مطلب یہ ہے کہ اگر اسے صحیح طریقے سے طلاق دینا نہیں آیا اور اس نے امتحانہ حرکت کی ہے تو اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے؟ اس کا یہ مطلب بھی لیا گیا ہے کہ طلاق تو طلاق ہی ہے وہ تو ہوئی گئی یا یہ مطلب ہے کہ جب وہ صحیح طریقے سے طلاق نہیں دے سکا تو وہ دینا نہ دینا برابر ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ طلاق واقع ہوگئی۔ (صحیح البخاری، الطلاق، باب إِذَا طَلَّقَ الْحَائِضُ تَعْتَدُ بِذَلِكَ الطَّلَاقُ، حدیث: ۵۵۵۵) یہی مطلب زیادہ صحیح ہے۔

(المعجم ۳) - بَابُ الْحَامِلِ كَيْفَ تَطْلُقُ

باب ۳- حاملہ کو طلاق کیسے

(التحفة ۳)

دی جائے؟

۲۰۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ  
عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ  
۲۰۲۳- حضرت عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو ایام حیض میں طلاق دے

۲۰۲۲- أخرجه البخاري، الطلاق، باب مراجعة الحائض، ح: ۵۳۳۳، ومسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها، وأنه لو خالف وقع الطلاق ويؤمر برجعتها، ح: ۱۴۷۱/۹ من حديث محمد بن سيرين به.  
۲۰۲۳- أخرجه مسلم، الطلاق، الباب السابق، ح: ۱۴۷۱/۵ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

سُقْبَانَ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، دى۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی ﷺ کو بتائی تو آپ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ ﷺ نے فرمایا: ”اسے حکم دو کہ رجوع کر لے“ پھر اسے اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ. فَذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرَةٌ أَوْ حَامِلٌ»۔

☀️ فائدہ: جب حمل واضح ہو جائے تو طلاق دی جاسکتی ہے۔ وضع حمل تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس صورت میں نسب میں شک واقع نہیں ہوتا۔ اس صورت میں عورت کی عدت وضع حمل تک ہے جس کے دوران میں مرد رجوع کر سکتا ہے۔

باب ۴۔ ایک مجلس کی تین طلاقیں

(المعجم ۴) - بَابُ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا فِي

مَجْلِسٍ وَاحِدٍ (التحفة ۴)

۲۰۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: حَدِّثْنِي عَنْ طَلَاقِكِ. قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا، وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ. فَأَجَازَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔

۲۰۲۳ - حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہا: مجھے اپنی طلاق کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دے دیں جب کہ وہ یمن گئے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے نافذ قرار دے دیا۔

☀️ نوادہ و مسائل: ① صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے خاوند حضرت

ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ مخزومی رضی اللہ عنہ نے دو طلاقیں پہلے دی ہوئی تھیں۔ اور تیسری طلاق یمن سے حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے بھیجی۔ تین طلاقیں اکٹھی نہیں دی تھیں۔ (صحیح مسلم 'الطلاق' باب المطلقة البائن لا نفقة لها' حدیث: ۱۳۸۰) اسی تفصیل کی رو سے کئی محققین نے اس روایت کو بھی صحیح کہا ہے کیونکہ اس روایت کا ابہام صحیح مسلم کی روایت سے دور ہو گیا۔ بہر حال صحیح مسلم یہی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوں گی۔ (اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: کتاب 'ایک مجلس میں تین طلاقیں' تالیف: حافظ

## ۱۰۔ ابواب الطلاق

صالح الدین یوسف (رحمۃ اللہ علیہ) ① طلاق جس طرح عورت کو براہ راست مخاطب کر کے دی جاسکتی ہے ایسے ہی کسی قابل اعتماد شخص کے ذریعے سے طلاق کا پیغام بھی بھیجا جاسکتا ہے اور لکھ کر بھی طلاق بھیجی جاسکتی ہے۔ ہر صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔

(المعجم ۵) - بَابُ الرَّجْعَةِ (التحفة ۵)

باب ۵: رجوع کرنے کا بیان

۲۰۲۵- حضرت مطرف بن عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پھر اس سے مباشرت کرتا ہے مگر طلاق دینے یا اس سے رجوع کرنے پر گواہ نہیں بناتا۔ (اس کا حکم کیا ہے؟) حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے سنت کے خلاف طلاق دی اور سنت کے خلاف ہی رجوع کیا۔ اس کی طلاق پر بھی گواہ مقرر کر اور رجوع پر بھی۔

۲۰۲۵- حَدَّثَنَا يَسْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَيْعِيُّ، عَنْ يَزِيدِ الرُّثَلِيِّ، عَنْ مُطَرِّفِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ الْحُصَيْنِ سَأَلَ عَنْ رَجُلٍ يَطْلُقُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ يَقَعُ بِهَا وَلَمْ يُشْهَدْ عَلَى طَلَاقِهَا وَلَا عَلَى رَجْعَتِهَا، فَقَالَ عِمْرَانُ: طَلَّقْتَ بِغَيْرِ شَيْءٍ، وَرَاجَعْتَ بِغَيْرِ شَيْءٍ، أَشْهَدْ عَلَى طَلَاقِهَا [وَعَلَى رَجْعَتِهَا].

فائدہ: جس طرح نکاح کے موقع پر گواہوں کا تقرر ہوتا ہے اسی طرح طلاق اور رجوع بھی گواہوں کی موجودگی میں ہونا چاہیے۔

(المعجم ۶) - بَابُ الْمُطَلَّقةِ الْحَامِلِ إِذَا وَضَعَتْ ذَا بَطْنِهَا بَأَنَّهُ (التحفة ۶)

باب ۶: حاملہ مطلقہ جب بچہ جنے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے (اور خاوند رجوع نہیں کر سکتا)

۲۰۲۶- حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھیں۔

۲۰۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَبَّاجٍ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۲۰۲۵۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب الرجل يراجع ولا يشهد، ح: ۲۱۸۶ عن بشر بن هلال

۲۰۲۶۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'هذا إسناده رجاله ثقات، إلا أنه منقطع \* ميمون هو ابن مهران أبو أيوب، روايته عن الزبير مرسلة، قاله العزي في الأطراف'، وأخرج البيهقي ۷/ ۴۲۱ من طريق إبراهيم بن أبي الليث (وهو ضعيف) عن الأشجعي عن سفيان عن عمرو بن ميمون عن أبيه عن أم كلثوم بنت عقبه به، وضعفه ظاهر، وفيه علة أخرى.

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْعَوَّامِ أَنَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ أُمُّ كَلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ. فَقَالَتْ لَهُ، وَهِيَ حَامِلٌ: طَيْبٌ نَفْسِي بِتَطْلِيقِهِ. فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً. ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَرَجَعَ وَقَدْ وَضَعَتْ. فَقَالَ: مَا لَهَا؟ خَدَعَنِي، خَدَعَهَا اللَّهُ. ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «سَبَقَ الْكِتَابَ أَجَلُهُ. اخْطُبْهَا إِلَى نَفْسِهَا».

ایام حمل میں انھوں نے اس (زہیر) سے کہا: ایک طلاق دے کر میرا دل خوش کر دیجیے۔ انھوں نے ایک طلاق دے دی۔ اس کے بعد وہ نماز کے لیے چلے گئے واپس آئے تو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادت ہو چکی تھی۔ انھوں نے کہا: اس نے یہ کیوں کیا؟ اس نے مجھ سے دھوکا کیا ہے۔ اللہ اسے دھوکے کی سزا دے پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور واقعہ بیان کیا) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے قانون کے مطابق مقرر وقت گزر چکا۔ (اب) اسے (دوبارہ) نکاح کا پیغام دے دو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں بیان کردہ مسئلہ صحیح ہے اسی لیے بعض حضرات کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ ② حضرت زہیر رضی اللہ عنہ نے اسے طلاق دے دی تھی کہ ایک طلاق تو رجعی ہوتی ہے، پھر رجوع کر لوں گا۔ انھیں معلوم نہیں تھا کہ ولادت کا وقت اس قدر قریب ہے۔ ③ رجعی طلاق کے بعد جب عدت گزر جائے تو زہانی رجوع کافی نہیں ہوگا بلکہ نئے سرے سے نکاح کرنا پڑے گا۔ ④ دوبارہ پیغام دینے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ پسند کرے گی تو دوبارہ نکاح کرے گی ورنہ زبردستی تو نہیں ہو سکتی۔ ⑤ بچے کی پیدائش سے طلاق کی عدت بھی ختم ہو جاتی ہے اور خاوند کی وفات کی عدت بھی۔

(المعجم ۷) - بَابُ الْحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، إِذَا وَضَعَتْ حَلَّتْ لِلزَّوْجِ (النفقة ۷)

باب: ۷۔ جس حاملہ عورت کا خاوند فوت ہو جائے بچے کی پیدائش ہونے پر اسے نکاح کرنا جائز ہو جاتا ہے

۲۰۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي السَّنَابِلِ قَالَ: وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بِنْتُ

۲۰۲۷- حضرت ابو سنابل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت سبیعہ بنت حارث اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ان کے خاوند کی وفات سے تیس دن سے چند دن بعد ولادت ہو گئی۔ جب وہ نفاس سے فارغ ہوئیں

۲۰۲۷- [حسن] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ما جاء في الحامل المتوفى عنها زوجها تضع، ح: ۱۱۹۳ من حديث منصور به، وقال: "لا نعرف للأسود شيئاً عن أبي السنايل"، وللحديث شواهد عند النسائي، ح: ۳۵۰۹ وغيره.

الْحَارِثِ حَمَلَهَا بَعْدَ وَقَاةٍ زَوْجِهَا يَبْضَعُ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً. فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَشَوَّفَتْ. فَعِيبَ ذَلِكَ عَلَيْهَا. وَذَكَرَ أَمْرُهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «إِنْ تَفْعَلْ فَقَدْ مَضَى أَجَلُهَا».

تو انھوں نے نکاح کا ارادہ ظاہر کیا اس پر لوگوں نے تنقید کی۔ اور نبی ﷺ کے سامنے بھی ان کے اس کام کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”اگر وہ ایسا کرتی ہے تو (جائز ہے کیونکہ) اس کی عدت گزر چکی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ یہ مسئلہ قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق: ۳۰: ۳۵) ”اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے۔“ ② حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے طرز عمل کو صحیح نہ سمجھنے والے خود حضرت ابوسائل رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ اگر چار ماہ دس دن کی مدت گزرنے سے پہلے ولادت ہو جائے تو عدت چار ماہ دس دن تک گزارنی چاہیے۔ عدت وضع حمل تک صرف اس صورت میں ہوگی جب وضع حمل کی مدت چار ماہ دس دن سے زائد ہو جیسے کہ اگلی حدیث میں بیان ہے۔ ③ پہلے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی محسوس کیا تھا کہ حضرت ابوسائل رضی اللہ عنہ کی رائے صحیح ہے لیکن نبی اکرم ﷺ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی عدت ختم ہو چکی ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۰۲۸)

۲۰۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُسْرُوقٍ، وَعَمْرٍو ابْنِ عُثْبَةَ أَنَّهُمَا كَتَبَا إِلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ يَسْأَلَانِهَا عَنْ أَمْرِهَا. فَكَتَبَتْ إِلَيْهِمَا: إِنَّهَا وَضَعَتْ بَعْدَ وَقَاةٍ زَوْجِهَا بِخَمْسَةِ وَعِشْرِينَ. فَتَهَيَّأَتْ تَطْلُبُ الْخَيْرَ. فَمَرَّ بِهَا أَبُو السَّائِلِ بْنُ بَعَكَكٍ. فَقَالَ: قَدْ أَسْرَعْتَ. اغْتَدِي آخِرَ الْأَجَلَيْنِ، أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. فَأَثْبَتَ النَّبِيُّ ﷺ. فَقُلْتُ:

۲۰۲۸۔ حضرت مسروق اور حضرت عمرو بن عتبہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان دونوں نے حضرت سیدہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو خط لکھ کر ان کا واقعہ دریافت کیا تو انھوں نے (جواب میں) ان حضرات کو لکھا کہ ان کے ہاں ان کے خاوند کی وفات سے پچیس دن بعد ولادت ہو گئی چنانچہ انھوں نے اچھے کام (نکاح) کے ارادے سے تیاری کی۔ حضرت ابوسائل بن بعلک رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا: تم نے جلدی کی بعد والی مدت، یعنی چار ماہ دس دن مکمل ہونے تک عدت گزارو۔ (وہ فرماتی ہیں:) میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض



ہوا۔ اور سورہ بقرہ کی وہ آیت اس سے پہلے نازل ہوئی تھی جس میں یہ حکم ہے کہ بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے (البقرہ ۲: ۲۳۳) لہذا حاملہ عورت کا خاندان اگر فوت ہو جائے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن نہیں بلکہ وضع حمل ہے خواہ حمل کی مدت کم ہو یا زیادہ۔ اور یہی مسئلہ صحیح ہے۔ ① جو عورت حمل سے نہ ہو اور اس کا خاندان فوت ہو جائے اس کے لیے یہ حکم باقی ہے کہ وہ چار ماہ دس دن عدت گزارے خواہ اس کی رخصتی ہوئی ہو یا صرف نکاح ہو اور رخصتی نہ ہوئی ہو۔

(المعجم ۸) - بَابُ: أَيُّنَ تَعْتَدُ الْمُتَوَفَّى

عَنْهَا زَوْجُهَا؟ (التحفة ۸)

باب: ۸۔ بیوہ کہاں عدت گزارے؟

۲۰۳۱۔ حضرت زینب بنت کعب بن جرحہ رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ حضرت فریہ بنت مالک رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں انھوں نے فرمایا: میرے شوہر اپنے ”قدم“ (بھاگے ہوئے) غلاموں کی تلاش میں نکلے۔ (آخر) ”قدم“ جگہ کے قریب انھیں چالیا۔ غلاموں نے انھیں شہید کر دیا۔ جب مجھے میرے خاوند کی وفات کی خبر ملی تو میں اپنے خاندان کے محلے سے دور انصار کے ایک مکان میں رہائش پذیر تھی۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے خاوند کی وفات کی خبر اس حال میں ملی ہے کہ میں ایک ایسے مکان میں رہ رہی ہوں جو میرے خاندان کے محلے سے بھی دور ہے اور میرے بھائیوں کے گھروں سے بھی دور ہے۔ اور اس نے کوئی مال چھوڑا جس سے میرا خرچ چلتا رہے نہ کوئی مال چھوڑا ہے جو مجھے ترکے میں ملے نہ ان کی ملکیت میں کوئی گھر تھا۔ اگر آپ مناسب

۲۰۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، سَلِيمَانُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ وَكَانَتْ تَحْتَ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أُخْتَهُ الْفَرِيعَةَ بِنْتَ مَالِكٍ، قَالَتْ: خَرَجَ زَوْجِي فِي طَلَبِ أَعْلَاجٍ لَهُ. فَأَذْرَكَهُمْ بِطَرْفِ الْقُدُومِ. فَتَقَلَّبُوا. فَجَاءَ نَعْمَى زَوْجِي وَأَنَا فِي دَارٍ مِنْ دُورِ الْأَنْصَارِ. شَابِعَةَ عَنْ دَارِ أَهْلِي. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ جَاءَ نَعْمَى زَوْجِي وَأَنَا فِي دَارٍ شَابِعَةَ عَنْ دَارِ أَهْلِي وَدَارِ إِخْوَتِي. وَلَمْ يَدَعْ مَالًا يُتَّقَى عَلَيَّ، وَلَا مَالًا وَرَثَتُهُ. وَلَا دَارًا يَمْلِكُهَا. فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَأْذَنَ لِي فَأَلْحَقَ بِدَارِ أَهْلِي وَدَارِ إِخْوَتِي فَإِنَّهُ أَحَبُّ إِلَيَّ، وَأَجْمَعُ لِي فِي بَعْضِ أَمْرِي. قَالَ:

سمجھیں تو مجھے اجازت دے دیں کہ میں اپنے اقارب اور اپنے بھائیوں کے گھر چلی جاؤں۔ مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے اور اس سے میرے (روزمرہ کے) کام بہتر طور پر چلتے رہیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم چاہو تو یوں ہی کرلو“ وہ فرماتی ہیں: میں باہر نکلی تو مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان سے میرے حق میں فیصلہ فرمایا۔ میں ابھی مسجد ہی میں تھی یا گھر کے محکمے ہی میں تھی کہ آپ ﷺ نے مجھے (دوبارہ) طلب فرمایا پھر فرمایا: ”تم نے کیسے بیان کیا؟“ میں نے دوبارہ صورت حال پیش کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تک اللہ کی مقرر کردہ مدت (موت کی عدت) پوری نہیں ہو جاتی اسی گھر میں رہائش رکھو جہاں تمہیں اپنے خاوند کی وفات کی خبر پہنچی۔“ چنانچہ میں نے چار ماہ دس دن تک وہیں عدت گزاری۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① عورت کو عدت اسی مکان میں گزارنی چاہیے جہاں وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہائش پذیر تھی۔ ② خاوند کی وفات پر عدت چار مہینے دس دن ہے۔ اور اگر عورت حاملہ ہو تو عدت وضع حمل (بچے کی پیدائش) ہے اگرچہ خاوند کی وفات کے چند لمحے بعد ہی ولادت ہو جائے۔

(المعجم ۹) - **بَابُ: هَلْ تَخْرُجُ الْمَرْأَةُ فِي**

باب: ۹۔ کیا عورت عدت کے دوران

میں گھر سے باہر جاسکتی ہے؟

عِدَّتِهَا (التحفة ۹)

۲۰۳۲۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: میں مروان کے پاس گیا اور ان سے کہا: آپ کے خاندان کی ایک عورت کو طلاق ہو گئی ہے۔ میرا گزر اس کے ہاں سے ہوا تو دیکھا کہ وہ (کسی

۲۰۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ فَقُلْتُ لَهُ: امْرَأَةٌ



اور گھر میں منتقل ہو رہی ہے۔ وہ کہتی ہے: ہمیں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے منتقل ہونے کو کہا ہے اور بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں (فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو) رہائش تبدیل کر لینے کا حکم دیا تھا۔ مروان نے کہا: انھوں (فاطمہ) نے ہی انہیں ایسا کرنے کو کہا ہے۔ عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: قسم ہے اللہ کی! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر تنقید کی تھی اور کہا تھا کہ فاطمہ ایک دیران گھر میں تھیں اور انھیں خطرہ تھا (کہ اکیلی پاکر کوئی بدخواہ نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے) اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی تھی۔

مِنْ أَهْلِكَ طَلَّقْتُ. فَمَرَرْتُ عَلَيْهَا وَهِيَ تَنْتَقِلُ. فَقَالَتْ: أَمَرْتُنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ، وَأَخْبَرْتُنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ. فَقَالَ مَرْوَانُ: هِيَ أَمَرْنَهُمْ بِذَلِكَ. قَالَ عُرْوَةُ، فَقُلْتُ: أَمَّا وَاللَّهِ لَقَدْ عَابَتْ ذَلِكَ عَائِشَةُ، وَقَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَسْكَنٍ وَخَشٍ. فَخِيفَ عَلَيْهَا. فَلِذَلِكَ أَرَخَصَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

🌟 نوادہ و مسائل: ① طلاق کے بعد بھی عدت کاوند کے گھر ہی گزارنی چاہیے۔ ② اگر کوئی شدید عذر موجود ہو تو رہائش تبدیل کی جاسکتی ہے۔ ③ ویران گھر کا مطلب یہ ہے کہ اس کے قریب آبادی بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر تھی۔ ④ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے عذر کی وجہ سے رہائش تبدیل کر لینے کی اجازت دی تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے عام حکم سمجھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس موقف سے اتفاق نہیں کیا اور واضح کیا کہ ہر عورت کو اس طرح اجازت نہیں اور یہی موقف درست ہے۔

۲۰۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۰۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ڈر لگتا ہے کہ کوئی میرے گھر میں نہ گھس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں منتقل ہو جانے کا حکم دے دیا۔

۲۰۳۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۰۳۴۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

۲۰۳۳۔ أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ۱۶۸۲، والنسائي، ح: ۳۵۷۷، كلاهما عن محمد بن المنثري عن حفص بن غياث حدثنا هشام عن أبيه عن فاطمة بنت قيس به، وهو الصواب، وقوله: "عن عائشة قالت"، وهم.

۲۰۳۴۔ أخرجه مسلم، الطلاق، باب جواز خروج المعتدة البائن والمتوفى عنها زوجها في النهار لحاجتها، ۴۱

## ۱۰۔ ابواب الطلاق

مطلقہ ملاش کی رہائش اور دیگر اخراجات سے متعلق احکام و مسائل

ہے انھوں نے فرمایا: میری خالہ کو طلاق ہو گئی۔ انھوں نے اپنے کھجوروں کے درختوں کا پھل اتارنا چاہا۔ ایک آدمی نے انھیں گھر سے نکل کر (باغ میں) جانے سے منع کیا تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں (اور مسئلہ پوچھا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! اپنی کھجوروں کا پھل اتار لو شاید تم صدقہ کرو یا کوئی نیکی کا کام کرو۔“

حَدَّثَنَا رَوْحٌ؛ ح. وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنصُورٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، جَمِيعًا عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزَّيْتَرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ. قَالَ: طَلَّقْتُ خَالَتِي. فَأَرَادَتْ أَنْ تَجِدَ نَخْلَهَا. فَوَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ. فَأَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «بَلَى. فَجِدِّي نَخْلَكَ. فَإِنَّكَ عَسَى أَنْ تَصْدَقِي أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آ جائے جس کے لیے عورت کا گھر سے نکلنا ضروری ہو تو عدت میں بھی گھر سے نکل سکتی ہے۔ ② حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خالہ اگر باغ کا پھل نہ اترواتیں تو پھل ضائع ہو جاتا لہذا فصل ضائع ہونے سے بچانے کے لیے انھیں گھر سے نکلنا پڑا۔ ③ نیکی کے کام سے بعض علماء نے فرض زکاة کی ادائیگی مراد لی ہے، یعنی اگر پھل گھر آئے گا تو تم زکاة دو گے اور صدقہ کرو گے تو اس سے تمہیں ثواب ہوگا اور غریبوں کو فائدہ ہوگا نیز باقی کھجوریں سال بھر تمہارے کام آئیں گی؟ اس لیے گھر سے نکلنے کے لیے یہ معقول وجہ ہے۔ ④ چھوٹے موٹے کام کے لیے گھر سے باہر نکلنا عدت کے اندر مناسب نہیں۔ اسی طرح کسی رشتے دار سے ملنے کے لیے یا شادی غی میں شرکت کے لیے نہیں جانا چاہیے کیونکہ یہ کام ایسے نہیں جو اس کے لیے انتہائی ضروری ہوں۔

باب ۱۰۔ کیا تین طلاق والی عورت

کو رہائش اور خرچ ملے گا؟

(المعجم ۱۰) - بَابُ الْمُطَلَّاقَةِ ثَلَاثًا هَلْ لَهَا

سُكْنَى وَنَفَقَةٌ؟ (التحفة ۱۰)

۲۰۳۵۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے خاوند نے انھیں تین طلاقیں دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں رہائش اور خرچ نہ دلایا۔

۲۰۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ ابْنِ صُخَيْرٍ الْعَدَوِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ: إِنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا.

۴۴ ح: ۱۴۸۳ من حديث حجاج وغيره به.

۲۰۳۵۔ [صحيح] تقدم، ح: ۱۸۶۹.

فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً.

🌞 نوآمد و مسائل: ① طلاق بائن کے بعد عدت میں عورت کو خرچ دینا مرد کے ذمے نہیں۔ ② بعض علماء نے طلاق بائن کے بعد بھی عدت میں عورت کا خرچ اور رہائش وغیرہ کا انتظام مرد کے ذمے قرار دیا ہے۔ ان کی دلیل سورہ طلاق کی پہلی آیت ہے: ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِمَا حُشِيَٰهُنَّ﴾ ”انہیں ان کے گھروں سے مت نکالو نہ وہ خود نکلیں سوائے اس کے کہ وہ کھلی برائی کا ارتکاب کریں۔“ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ آیت رجعی طلاق والی عورت کے بارے میں ہے کیونکہ اس کے بعد یہ فرمان ہے: ﴿لَا تَذَرْنِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثَ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾ ”تم نہیں جانتے“ شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات پیدا کر دے۔“ اس آیت میں نئی بات سے مراد یہ ہے کہ ایک گھر میں رہنے سے امید ہے کہ میاں بیوی کے درمیان محبت کے جذبات پیدا ہو کر رجوع ہونے کا امکان ہوگا۔ بائن طلاق کے بعد یہ امکان نہیں کیونکہ رجوع کا حق باقی نہیں رہتا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الأوطار، باب ما جاء في نفقة المبتوتة و سكنها، و باب النفقة و السكنى للمعتدة الرجعية) ③ اگر عورت حمل سے ہو تو عدت کے دوران میں اس کا خرچ مرد کے ذمے ہے خواہ طلاق بائن ہی کیوں نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ إِنْ كُنْ أُولَاتٍ حَمْلٌ فَأَنْفَقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق: ۶۵) ”اگر وہ حمل سے ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک انہیں خرچ دیتے رہو۔“

۲۰۳۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَبْرِ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ: طَلَّقَنِي زَوْجِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا سُكْنَى لَكَ وَلَا نَفَقَةٌ».

۲۰۳۶۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے خاوند نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تین طلاقیں دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے لیے نہ رہائش ہے نہ خرچ۔“

باب ۱۱۔ طلاق کے وقت

کچھ دے کر رخصت کرنا

((المعجم ۱۱) - بَابُ مُنْعَةِ الطَّلَاقِ

(التحفة ۱۱)

۲۰۳۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ أَبُو الْأَشْعَثِ الْعَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُروَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَمْرَةَ بِنْتَ الْجَوْنِ تَعَوَّذَتْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ حَلَّتْ عَلَيْهِ. فَقَالَ: «لَقَدْ عَذَبَ بِمَعَاذٍ فَطَلَّقَهَا. وَأَمَرَ أَسَامَةَ أَوْ أَنَسًا، فَمَتَّعَهَا بِثَلَاثَةِ أَنْوَافٍ رَازِقِيَّةٍ.

۲۰۳۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عمرہ بنت جون رضی اللہ عنہا کو جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا (جب ان کی رخصتی ہوئی) تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگی (یہ کہا: آپ سے اللہ بچائے۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو نے اس کی پناہ لی ہے جس کی پناہ لی جاتی ہے۔“ چنانچہ آپ نے اسے طلاق دے دی۔ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ یا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اسے تین سفید سوتی کپڑے دے دیے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کی اصل صحیح بخاری میں ہے۔ علاوہ ازیں علامہ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں: اس میں حضرت اسامہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کا ذکر منکر ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح الفاظ صحیح بخاری میں ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے ابواسید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ (اسے اس کے والدین کے ہاں بھیجنے کے لیے) تیار کریں اور اسے پہننے کے لیے دو سوتی کپڑے دے دیں۔“ لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر صحیح ہے جیسا کہ محققین نے کہا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۵/۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶،

(المعجم ۱۲) - بَابُ الرَّجُلِ يَجْعَدُ

الطَّلَاقَ (التحفة ۱۲)

۲۰۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَبُو حَفْصٍ التَّيْسِيُّ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَدْعَتِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ زَوْجِهَا، فَجَاءَتْ عَلَى ذَلِكَ بِشَاهِدٍ عَدْلٍ، اسْتَحْلِفَ زَوْجُهَا. فَإِنْ خَلَفَ بَطَلْتَ شَهَادَةُ الشَّاهِدِ. وَإِنْ نَكَلَ فَتَكْوَلُهُ بِمَنْزِلَةِ شَاهِدٍ آخَرَ. وَجَارَ طَلَاقُهُ».

(المعجم ۱۳) - بَابُ مَنْ طَلَّقَ أَوْ نَكَحَ أَوْ رَاجَعَ لَا عِبَا (التحفة ۱۳)

۲۰۳۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ [حَبِيبِ بْنِ أَرْدَكٍ]: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهَكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثُ جِدْمٍ جِدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ».

طلاق سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱۲- اگر آدمی کہے کہ

اس نے طلاق نہیں دی

۲۰۳۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب عورت خاوند سے طلاق مل جانے کا دعویٰ کرے اور ایک قابل اعتماد گواہ پیش کر دے تو اس کے خاوند سے قسم اٹھانے کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر اس نے قسم کھالی (کہ میں نے طلاق نہیں دی) تو گواہ کی گواہی کا عہد ہو جائے گی۔ اور اگر اس نے قسم سے انکار کیا تو اس کا انکار دوسرے گواہ کے قائم مقام ہو جائے گا اور اس کی طلاق نافذ کر دی جائے گی۔“

باب: ۱۳- انہی مذاق میں طلاق دیئے نکاح کرنے اور رجوع کرنے کا بیان

۲۰۳۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین چیزیں قصد و ارادے سے کی جائیں تو بھی حقیقی (شمار ہوتی) ہیں اور انہی مذاق میں کی جائیں تو بھی حقیقی (شمار ہوتی) ہیں: نکاح، طلاق اور رجوع۔“

۲۰۳۸- [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱۶۶، ۶۴/۴ من حديث محمد بن يحيى به، وقال أبو حاتم الرازي: "حديث منكر" (علل الحديث: ۱/ ۴۳۲)، وحسنه البوصيري وانظر، ح: ۹۱۹ لعلته، وفيه علة أخرى، وانظر، ح: ۷۲۸.

۲۰۳۹- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب في الطلاق على الهزل، ح: ۲۱۹۴ من حديث عبد الرحمن به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۱۸۴، وصححه الحاكم وغيره.

🕌 نوآمد مسائل: ① نکاح کا تعلق بہت اہم تعلق ہے جس کی وجہ سے ایک مرد اور عورت ایک دوسرے کے لیے حلال ہو جاتے ہیں اور ذمہ داریاں قبول کرتے ہیں۔ اسی تعلق کی بنا پر ان کی اولاد جائز قرار پاتی ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر بہت سے ایسے احکام نازل ہوئے ہیں جن سے اس کا تقدس قائم رہے۔ ② نکاح کا تعلق قائم رکھنے یا منقطع کرنے کا تعلق زبان کے الفاظ سے ہے اس لیے اس اہم تعلق کو مذاق کا نشانہ نہیں بننا چاہیے۔ ③ نکاح طلاق اور رجوع میں مذاق کا دعویٰ تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ کوئی شخص مذاق کا دعویٰ کر کے اپنی ذمہ داریوں سے فرار حاصل نہ کرے۔ عین ممکن ہے کہ ایک مرد کسی عورت سے نکاح کرے بعد میں کہہ دے کہ میں نے مذاق میں نکاح کیا تھا جب کہ عورت نے سچے دل سے اسے زندگی کا ساتھی تسلیم کیا ہے۔ اس صورت میں اس واقعہ کو مذاق تسلیم کر لینا عورت پر ظلم اور مرد کو شتر پہ بہار بنا دینے کے مترادف ہے۔ اسی طرح اگر طلاق میں مذاق کا دعویٰ تسلیم کر لیا جائے تو طلاق کا پورا نظام ہی کا لعمدہ ہو جائے گا۔ ④ ایک شرعی ذمہ داری قبول کرتے وقت یا اس سے دست بردار ہوتے وقت انسان کو اچھی طرح سوچ سمجھ کر اس کے نتائج پر غور کر لینا چاہیے تاکہ بعد میں ندامت اور پریشانی نہ ہو۔



(المعجم ۱۴) - بَابُ مَنْ طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ  
وَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِهِ (التحفة ۱۴)

باب: ۱۴۔ زبان سے طلاق کے  
الفاظ بولے بغیر دل میں طلاق دینا

۲۰۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے میری امت کے  
لوگوں سے وہ سب کچھ معاف کر دیا ہے جو وہ اپنے  
دلوں سے بات کریں جب تک اس (خیال) کو عمل میں  
نہ لائیں یا (زبان سے) کلام نہ کریں۔“  
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ؛ ح: وَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ:  
حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، جَمِيعاً عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ  
زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا  
حَدَّثْتُ بِهِ أَنْفُسَهَا. مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ، أَوْ  
تَكَلَّمْ بِهِ».

۲۰۴۰۔ أخرجه البخاري، العنق، باب الخطأ والنسيان في العتاقة والطلاق ونحوه... الخ، ح: ۲۵۲۸،  
۶۶۶۴، ۵۲۶۹، ومسلم، الإيمان، باب تجاوز الله عن حديث النفس والخواطر بالقلب إذا لم تستقر، ح: ۱۲۷،  
من طرق عن قتادة به.

🌟 فوائد و مسائل: ① انسان کے دل میں مختلف خیالات آتے رہتے ہیں جن میں اچھے خیالات بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ یہ جب تک خیالات کی حد تک رہیں ان پر مواخذہ نہیں ہے۔ ② جب خیال عزم کے درجے پر پہنچ جائے تو نیک عزم کا ثواب ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص برے کام کا پروگرام بناتا ہے لیکن کسی وجہ سے وہ پروگرام ناکام ہو جاتا ہے تو اس نے جس حد تک کوشش کی ہے اس کا گناہ ہوگا مثلاً: ایک شخص پر قاتلانہ حملہ کیا لیکن وہ بچ گیا تو حملہ آور کو گناہ بہر حال ہوگا اگرچہ وہ قتل نہیں کر سکا۔ ارشاد نبوی ہے: ”جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل آجائیں تو قاتل اور مقتول (دونوں) جہنم میں جائیں گے۔“ عرض کیا گیا: یہ تو قاتل ہے (اس لیے مجرم ہے) مقتول (کو سزا ملنے) کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: ”وہ بھی اپنے ساتھی کے قتل کی شدید خواہش رکھتا تھا۔“ (صحیح البخاری، الفتن، باب إذا التقى المسلمان بسيفيهما) حدیث (۷۰۸۳) بعض اعمال کا تعلق صرف دل سے ہے مثلاً: محبت، نفرت، خوف وغیرہ ان میں سے جو چیز دل میں بیٹھ جاتی ہے اور دوسرے اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے اس پر ثواب و عذاب ملتا ہے مثلاً: اللہ سے محبت، رسول اللہ ﷺ سے محبت قرآن کا احترام یا کسی نیک کام سے نفرت یا کسی نیک آدمی سے بغض وغیرہ۔ ایمان، کفر، اخلاص اور فساد کا تعلق اسی قسم سے ہے۔

### (المعجم ۱۵) - بَابُ طَلَاقي الْمَعْنُو

#### وَالصَّغِيرِ وَالتَّائِمِ (التحفة ۱۵)

### باب: ۱۵۔ دیوانے نابالغ اور

#### سوئے ہوئے کی طلاق

۲۰۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین افراد سے قلم اٹھالیا گیا ہے: سوئے ہوئے سے حتیٰ کہ وہ جاگ پڑے بچے سے حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے اور دیوانے سے حتیٰ کہ اس کی عقل واپس آجائے یا اسے (وقتی طور پر) افاقہ ہو جائے۔“

۲۰۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ خِدَاشٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَمَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ التَّائِمِ حَتَّى يَسْتَقِظَ. وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتَّى يَكْبُرَ. وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى

۲۰۴۱۔ [حسن] أخرجه أبو داود، والحدود، باب في المجنون يسرق أو يصبى حداً، ح: ۴۳۹۸ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، الراوي عن إبراهيم النخعي، هو حماد بن أبي سليمان.

يَعْقِلَ، أَوْ يُفِيْقَ»۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ: «وَعَنِ» ایک روایت میں ہے: ”(فہمی) بیماری والے سے اَلْمُبْتَلَىٰ حَتَّىٰ يَبْرَأَ»۔  
حتیٰ کہ وہ تندرست ہو جائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قلم اٹھائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اعمال نہیں لکھے جاتے۔ ② حدیث میں مذکور افراد کے کسی عمل کی کوئی قانونی حیثیت نہیں، وہ اعمال کا لعدم ہیں۔ ③ اگر کوئی شخص نیند میں اپنی زبان سے ”طلاق“ کے الفاظ نکالے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ نہ اس کا ارادہ طلاق دینے کا تھا نہ اسے معلوم تھا کہ اس نے طلاق دی ہے۔ ④ نابالغ بچے کے نکاح طلاق وغیرہ کے معاملات اس کے سرپرست کے ہاتھ میں ہیں لہذا طلاق بھی بچے کے دینے سے نہیں بلکہ سرپرست کی مرضی سے ہوگی۔ جب بالغ ہو جائے پھر اس کی طلاق معتبر ہوگی۔ اس میں سرپرست کی منظوری یا ناراضی کا اثر نہیں ہوگا۔ ⑤ مجنون کی بیماری اگر اس قسم کی ہو کہ وہ کبھی ہوش میں ہوتا ہے کبھی نہیں تو جب وہ ہوش و حواس میں ہو اور اسی حالت میں طلاق دے تب اس کی طلاق معتبر ہوگی ورنہ نہیں۔ اگر اسے کبھی ہوش نہیں آتا تو اس کے منہ سے نکلی ہوئی طلاق کا لعدم ہے۔ اگر عورت اس سے الگ ہونے کی ضرورت محسوس کرتی ہے تو عدالت کے ذریعے سے نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔



۲۰۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بچے سے پاگل سے اور سوئے ہوئے سے قلم اٹھایا جاتا ہے۔“  
أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يُرْفَعُ الْقَلَمُ عَنِ الصَّغِيرِ وَعَنِ الْمَجْنُونِ وَعَنِ النَّائِمِ»۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ طَلَاكِ الْمَكْرُوهِ

وَالنَّائِمِ (التحفة ۱۶)

باب: ۱۶۔ زبردستی کی طلاق اور بھول

سے طلاق کا بیان

۲۰۴۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۰۴۲۔ [حسن] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، القاسم بن يزيد هذا مجهول، وأيضاً لم يدرك علي بن أبي طالب"، والحديث السابق شاهد له.

۲۰۴۳۔ [صحيح] انظر، ح: ۹۲۱، لعلته، والحديث صحيح بشواهد، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لا نفاقهم على ضعف أبي بكر الهذلي"، والحديث الآتي شاهد له.



يُوسُفُ الْفُزْيَايِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے میری خاطر میری امت کو غلطی، بھول اور وہ کام معاف کر دیے ہیں جن پر انھیں مجبور کیا گیا ہو۔“  
حَوْشِب، عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أَمْنِي الْخَطَأَ وَالنَّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ».

🌟 فوائد و مسائل: ① غلطی سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ایک کام کرنا چاہتا تھا بلا ارادہ وہ کام غلط ہو گیا، اسے گناہ نہیں ہوگا تاہم کیے ہوئے کام کو دوبارہ صحیح انداز سے انجام دینا یا اس کی مناسب طریقے سے تلافی کرنا ضروری ہے۔ ② بھول کا مطلب ہے کہ کام کرنے والے کو یاد نہ رہے مثلاً: نماز کا وقت ہو جانے پر وہ کسی کام میں مشغول تھا جس کی وجہ سے دیر ہو گئی۔ جب فارغ ہوا تو اسے یاد نہ رہا کہ نماز نہیں پڑھی یا روزہ رکھ کر کھانی لیا کیونکہ اسے یاد نہیں رہا تھا کہ وہ روزے سے ہے یا کسی سے کوئی وعدہ کیا تھا جب وعدہ پورا کرنے کا وقت آیا تو یاد نہ رہا اس لیے وقت پر وعدہ پورا نہ ہو سکا تو اس تاخیر وغیرہ کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ ③ جب کسی کو جان سے مار دینے کی دھمکی دے کر کوئی ناجائز کام کروایا جائے یا کسی ناقابل برداشت نقصان پہنچانے کی دھمکی دے کر ایسا کام کرنے پر مجبور کر دیا جائے جو وہ کرنا نہیں چاہتا تو وہ کام کرنے والا گناہ گار نہیں ہوگا مجبور کرنے والے پر اس غلط کام کا گناہ بھی ہوگا اور زبردستی کرنے کا گناہ بھی ہوگا۔ ④ اگر کسی کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے وہ اپنی جان بچانے کے لیے طلاق کے الفاظ بول دے یا لکھ دے تو طلاق واقع نہیں ہوگی جیسے کہ حدیث ۲۰۳۶ میں صراحت ہے۔

۲۰۴۴ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِأَمْنِي عَمَّا تَوَسَّسْتُ بِهِ ضُدُّورَهَا. مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَتَكَلَّمْ بِهِ. وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ».

۲۰۴۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ان کے دلوں میں آنے والے وسوسے معاف کر دیے ہیں جب تک ان پر عمل نہ کریں یا انھیں زبان سے ادا نہ کریں اور (وہ گناہ بھی معاف کر دیے ہیں) جن پر انھیں زبردستی مجبور کیا جائے۔“

🌟 فائدہ: دیکھیے حدیث ۲۰۳۰ کے فوائد۔

۲۰۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میری امت سے غلطی بھول اور وہ گناہ معاف کر دیے ہیں جن پر انہیں زبردستی مجبور کیا گیا ہو۔“

۲۰۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْجَمْعِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنَّسْيَانَ وَمَا اسْتَكْرَهُوا عَلَيْهِ».

www.KitaboSunnat.com

۲۰۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زبردستی میں نہ طلاق ہوتی ہے نہ غلام آزاد ہوتا ہے۔“

۲۰۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُيَيْدٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ صَفِيَّةِ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ: حَدَّثَنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا طَلَّاقَ، وَلَا عَتَاقَ فِي إِغْلَاقٍ».

باب ۱۷۔ نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی

(المعجم ۱۷) - بَابُ: لَا طَلَّاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ (النسفة ۱۷)

۲۰۴۷۔ حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے

۲۰۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

۲۰۴۵۔ [صحیح] أخرجه البيهقي: ۳۵۷، ۳۵۶/۷ من حديث محمد بن المصنف به، وأخرج الدارقطني: ۱۷۰، ۱۷۱، والبيهقي: ۳۵۶/۷، وغيرهما من طريق بشرنا الأوزاعي عن عطاء عن عبيد بن عمير عن ابن عباس به نحو المعنى، وقال البيهقي: "جود إسناده بشر بن بكر وهو من الثقات"، فالسند صحيح، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۴۹۸، والحاكم: ۱۹۸/۲، والذهبي وغيره، وله شواهد كثيرة.

۲۰۴۶۔ [حسن] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب في الطلاق على غلط، ح: ۲۱۹۳، وأحمد: ۲۷۶/۶ من حديث ابن إسحاق حدثني ثور بن يزيد الكلاعي عن محمد بن عبيد بن أبي صالح المكي به، وهو الصواب، وصححه الحاكم، ورواه الذهبي، وله شواهد، منها طريق الحاكم عن عائشة رضي الله عنها، وإسناده حسن.

۲۰۴۷۔ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ما جاء لا طلاق قبل النكاح، ح: ۱۱۸۱ من طريق هشيم، وأبو داود، الطلاق، باب في الطلاق قبل النكاح، ح: ۲۱۹۲، ۲۱۹۱ من حديث عبد الرحمن بن الحارث، كلاهما عن عمرو بن شعيب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ولفظ الحاكم: ۲۰۵/۲ "لا طلاق قبل النكاح"، وصححه الذهبي، ولفظ أبي داود: "ولا عتق إلا فيما تملك".

## ۱۰۔ أبواب الطلاق

طلاق سے متعلق احکام و مسائل

اور انھوں نے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس (عورت) کو طلاق نہیں (دی جا سکتی) جو طلاق دینے والے کی ملکیت (منکوحہ) نہ ہو۔“

فُتَيْمٌ: أَنْبَأَنَا عَامِرُ الْأَخْوَلُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ، جَمِيعاً عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا طَلَّاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ».

۲۰۴۸۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”نکاح سے پہلے طلاق نہیں مالک بننے سے پہلے غلام کا آزاد کرنا (درست) نہیں۔“

۲۰۴۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ زَائِدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا طَلَّاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ. وَلَا عِنْتُ قَبْلَ مِلْكٍ».

۲۰۴۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”نکاح سے پہلے طلاق نہیں۔“

۲۰۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ جُوَيْرٍ، عَنِ الصَّحَّاحِ، عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا طَلَّاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ».

🌟 فائدہ: اگر کوئی شخص یہ کہے: ”اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق۔“ تو یہ ایک لغو کلام ہوگا جس کا کوئی اثر نہیں ہوگا اسی طرح اگر کہے: ”میں جس عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے۔“ اس کے بعد نکاح کرے تو طلاق نہیں پڑے گی کیونکہ جب طلاق دی تھی اس وقت وہ اس کی بیوی ہی نہیں تھی کہ طلاق پڑتی اور نکاح کے بعد دوبارہ طلاق دی نہیں۔

باب: ۱۸۔ کن الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

(المعجم ۱۸) - بَابُ مَا يَقَعُ بِهِ الطَّلَاقُ [مِنْ الْكَلَامِ] (التحفة ۱۸)

۲۰۴۸۔ [حسن] وحسنه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

۲۰۴۹۔ [حسن] وضعفه البوصيري، والحديث حسن \* جویر ضعیف جداً (تقریب)، والحديث السابق شاهد له.

۲۰۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ  
إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ  
مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ. قَالَ: سَأَلْتُ  
الرَّهْرِيَّ: أَيُّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اسْتَعَاذَتْ  
مِنْهُ؟ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ  
ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ  
ﷺ، فَدَنَا مِنْهَا، قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ.  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَذَبٌ عَظِيمٌ؛  
الْحَقِيقِي بِأَهْلِكَ».

۲۰۵۰۔ امام (عبدالرحمن بن عمرو) اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے امام (محمد بن مسلم شہاب) زہری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ نبی ﷺ کی کس زوجہ محترمہ نے نبی ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگی تھی؟ انھوں نے کہا: مجھے حضرت عروہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ بنت جون (جہنہ) جب نبی ﷺ کے پاس (خلوت میں) پہنچیں تو رسول اللہ ﷺ ان کے قریب گئے انھوں نے کہا: میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے عظیم ہستی کی پناہ لے لی اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① طلاق کے لیے بعض الفاظ صریح ہیں مثلاً: ”تجھے طلاق ہے۔“ ”میں نے تجھے طلاق دی۔“ ان سے بالاتفاق طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ② بعض الفاظ ایسے ہیں کہ ان سے طلاق بھی مراد ہو سکتی ہے اور کوئی دوسرا مفہوم بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔ انھیں ”کنایہ“ کے الفاظ کہتے ہیں۔ ان میں کہنے والے کی نیت کو دخل ہے۔ اگر اس نے طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں مثلاً: اس حدیث میں ”اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا“ سے مراد طلاق ہے لیکن حضرت کعب بن مالک رحمہ اللہ کی توبہ کے مشہور واقعے میں جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ بیوی سے مقاربت نہ کریں تو انھوں نے بیوی سے یہی الفاظ کہے: [الْحَقِيقِي بِأَهْلِكَ] ”اپنے گھر والوں کے ہاں چلی جا۔“ اور وہ طلاق شمار نہیں ہوئی کیونکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ تم اس گھر میں رہائش نہ رکھو جہاں میں موجود ہوں ایسا نہ ہو کہ نبی ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہو جائے اور میں مقاربت کریں۔ (صحیح البخاری، المغازی، باب حدیث کعب بن مالک، حدیث: ۴۴۱۸) ③ اس واقعہ سے متعلق چند فوائد حدیث: ۲۰۳۷ کے تحت بیان ہو چکے ہیں۔

باب: ۱۹۔ طلاق بتہ کا بیان

(المعجم ۱۹) - بَابُ طَلَاكِ النِّبَةِ

(التحفة ۱۹)

۲۰۵۱۔ حضرت یزید بن رکابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دی پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس (لفظ) سے تیری نیت کیا تھی؟“ انھوں نے کہا: ایک طلاق کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے ہو کہ تمھاری نیت ایک ہی طلاق کی تھی؟“ انھوں نے کہا: قسم ہے اللہ کی! میری نیت صرف ایک طلاق کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون کو دوبارہ ان کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ (اور صحابی کو رجوع کرنے کی اجازت دے دی۔)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ابو الحسن علی بن محمد طنافسی کو فرماتے ہوئے سنا: یہ حدیث کتنی اچھی ہے! (کیونکہ اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ طلاق بتہ میں مرد کی نیت پر فیصلہ ہوگا۔ اگر مرد نے ایک طلاق کی نیت کی ہوگی تو ایک واقع ہوگی اگر تین کی نیت ہوگی تو تین واقع ہو جائیں گی۔)

(نیز) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ابو عبیدہ کو ناجیہ نے متروک قرار دیا اور امام احمد نے اس سے روایت کرنے کی جرأت نہیں کی۔

باب: ۲۰۔ مرد کا اپنی بیوی کو (نکاح میں

رہنے یا الگ ہو جانے کا) اختیار دینا

۲۰۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَّانَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَيْتَةَ. فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ. فَقَالَ: «مَا أَرَدْتَ بِهَا؟» قَالَ: «وَاحِدَةً». قَالَ: «اللَّهُ مَا أَرَدْتَ بِهَا إِلَّا وَاحِدَةً؟» قَالَ: «اللَّهُ مَا أَرَدْتُ بِهَا إِلَّا وَاحِدَةً». قَالَ، فَرَدَّهَا عَلَيْهِ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَاجَهٍ: سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيَّ يَقُولُ: مَا أَشْرَفَ هَذَا الْحَدِيثَ.

قَالَ ابْنُ مَاجَهٍ: أَبُو [عُبَيْدٍ] تَرَكَهُ نَاجِيَةً، وَأَحْمَدُ جَبْنٌ عَنْهُ.

(المعجم ۲۰) - بَابُ الرَّجُلِ يُخَيِّرُ امْرَأَتَهُ

(التحفة ۲۰)

۲۰۵۱۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في البتة، ح: ۲۲۰۸ من حديث جرير به، وأخرجه الترمذي، ح: ۱۱۷۷، وذكر كلاماً \* الزبير بن سعيد لين الحديث (تقريب)، ويغني عنه طريق أبي داود، ح: ۲۲۰۶، ۲۲۰۷ وغيره نحو المعنى، وصححه أبوداود، والحاكم، والقرطبي، ولم أر لمضعفيه حجة.

۲۰۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا۔ ہم نے مُسْلِم، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: آپ ﷺ (کی زوجیت میں رہنے) کو منتخب کر لیا۔ تو خَيْرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَخْتَرْنَاهُ. فَلَمْ يَرَهُ شَيْئًا.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ جب فتوحات کے نتیجے میں مسلمانوں کی مالی حالت بہتر ہو گئی تو انصار و مہاجرین کی عورتوں کی بہتر حالت کو دیکھ کر امہات المؤمنین نے نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے نان و نفقے میں اضافہ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے پریشان ہوئے اور ایک مہینہ امہات المؤمنین سے الگ تھلک ایک بالا خانے میں تشریف فرما رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب کے چوتھے رکوع کی آیات نازل فرمائیں جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے: اگر تمہیں دنیا کی دولت مطلوب ہے تو وہ تمہیں مل جائے گی لیکن اس کے لیے مجھ سے علیحدگی اختیار کرنی ہوگی۔ اور اگر میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو پھر اسی طرح قناعت کی زندگی گزارنی پڑے گی جس طرح اب تک صبر و شکر کے ساتھ رہتی رہی ہو۔“ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صبر و قناعت سے رہنے کے حق میں فیصلہ دیا چنانچہ وہ سب نبی ﷺ کے نکاح میں رہیں۔ (صحیح البخاری، الطلاق، باب من خیر أزواجه.....، حدیث: ۵۲۶۲) و صحیح مسلم، الطلاق، باب فی الإیلاء و اعتزال النساء و تخیرهن.....، حدیث: ۱۴۶۹) ② مرد کی طرف سے عورت کو اختیار دینا طلاق نہیں البتہ اگر عورت اس اختیار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے الگ ہونے کا فیصلہ کر لے تو ایک رجعی طلاق واقع ہو جائے گی۔

۲۰۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب سورہ احزاب کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ...﴾ ”اگر تم اللہ کی اس کے رسول کی اور آخرت کے گھر کی طالب ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے اجر و رسولکم“ [احزاب: ۲۹] دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ

۲۰۵۲۔ أخرجه البخاري، الطلاق، باب من خیر أزواجه... الخ، ح: ۵۲۶۲، ومسلم، الطلاق، باب بيان أن تخيير امرأته لا يكون طلاقاً إلا بالنية، ح: ۲۸/۱۴۷۷ من حديث الأعمش به.

۲۰۵۳۔ أخرجه البخاري، باب قوله: ”وإن كنتم تريدون الله ورسوله... الخ“، ح: ۴۷۸۶، تعليقا، ومسلم، الطلاق، الباب السابق، ح: ۱۴۷۵ من حديث الزهري به.

اللہ ﷻ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا. فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعَجَلِي فِيهِ حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكَ فَإِنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ، وَاللَّهُ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ. قَالَتْ: فَقَرَأَ عَلَيَّ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَ تَدْعُونَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا﴾ [الاحزاب: ۲۸] الْآيَاتِ. فَقُلْتُ: فِي هَذَا اسْتَأْمَرُ أَبَوَيَّ قَدْ اخْتَرْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

عظیم تیار کر رکھا ہے۔“ تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”عائشہ! میں تجھے ایک بات کہہ رہا ہوں بہتر ہے کہ تو اس (کا فیصلہ کرنے) میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔“ ام المؤمنین نے کہا: اللہ کی قسم! (آپ نے مشورہ لینے کو اس لیے فرمایا تھا کہ) آپ کو یقین تھا کہ میرے والدین مجھے کبھی آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دیں گے۔ ام المؤمنین ﷺ فرماتی ہیں: (یہ فرمانے کے بعد) آپ نے مجھے وہ آیات پڑھ کر سنائیں: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَ تَدْعُونَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا﴾ ”اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادیجیے کہ اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور دنیا کی زیب و زینت مطلوب ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دے کر اچھے طریقے سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ کی اس کے رسول کی اور آخرت کے گھر کی طالب ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے ابر عظیم تیار کر رکھا ہے۔“ میں نے کہا: (اے اللہ کے رسول!) کیا میں اس معاملے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں نے (دنیا کی دولت کے مقابلے میں) اللہ اور اس کے رسول (کی رضا اور محبت) کا انتخاب کر لیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے ان تک اللہ کا یہ پیغام پہنچایا۔ ② اس میں اہمات المؤمنین رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا بیان ہے۔ ③ اہمات المؤمنین کے عظیم ایمان اور آخرت کے اجر و ثواب کی طلب کا ذکر ہے جس کی وجہ سے انھوں نے دنیا کی عیش و عشرت کی بجائے آخرت کے ثواب کے حصول کا فیصلہ فرمایا۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی یہ خواہش کہ والدین سے مشورہ کر کے جواب دیں، اس لیے تھی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کم عمری کی وجہ سے کوئی غلط جذباتی فیصلہ نہ کر بیٹھیں۔ ⑤ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والدین کے ایمان کی پختگی اور ایمانی فراست پر نبی ﷺ کا

اعتماد۔

(المعجم ۲۱) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُلْعِ لِلْمَرْأَةِ

(التحفة ۲۱)

باب: ۲۱۔ عورت کا خلع لینا مکروہ ہے

۲۰۵۴۔ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ،

۲۰۵۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

أَبُو بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت بغیر کسی واقعی سبب

يَحْيَى بْنِ ثُوْبَانَ، عَنْ عَمِّهِ عُمَارَةَ بْنِ

کے اپنے خاوند سے طلاق مانگے گی اسے جنت کی خوشبو

ثُوْبَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

نہیں آئے گی حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کے

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا

فاصلے سے محسوس ہوتی ہے۔“

الطَّلَاقَ فِي غَيْرِ كُنْهٍ فَتَجِدَ رِيحَ الْجَنَّةِ.

وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ

عَامًا».

۲۰۵۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ:

۲۰۵۵۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاضِلِ، عَنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت نے بغیر سخت

عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ،

مجبوری کے اپنے خاوند سے طلاق مانگی اس پر جنت کی

عَنْ ثُوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّمَا

خوشبو حرام ہے۔“

امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِي غَيْرِ مَا

بَأْسٍ، فَحَرَّمَ عَلَيْهَا رَائِحَةَ الْجَنَّةِ».

☀️ نواد و مسائل: ① خلع کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنا سارا یا کچھ حق مہر خاوند کو دے کر اس سے طلاق لے

لے۔ خاوند کے لیے جائز نہیں کہ جتنا مال اسے دے چکا ہے یا جتنا حق مہر مقرر ہوا ہے اس سے زیادہ کا مطالبہ

کرے۔ ② خلع اس صورت میں جائز ہے جب عورت اس مرد کے نکاح میں نہ رہنا چاہتی ہو اور مرد اسے صحیح

طریقے سے بسانے کا خواہش مند ہو۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر بیوی کو تنگ کرتا ہے تاکہ وہ مجبور ہو کر خلع پر

۲۰۵۴۔ [حسن] وضعفه البوصيري، والحديث الآتي شاهد لبعضه \* جعفر وعمارة جهلها بعض العلماء،

ووقفها ابن حبان، والحاكم، والذهبي، انظر، ح: ۱۹۷۷، والله أعلم.

۲۰۵۵۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب في الخلع، ح: ۲۲۲۶ من حديث حماد بن زيد به،

وحسنه الترمذي، ح: ۱۱۸۷، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي.



## ۱۰۔ ابواب الطلاق - خلع سے متعلق احکام و مسائل

راضی ہو جائے تو یہ مرد کا عورت پر ظلم ہے۔ ⑤ عورت کے لیے جائز نہیں کہ کسی معقول وجہ کے بغیر خاوند سے طلاق لینے کی کوشش کرے۔ ⑥ اگر عورت واقعی یہ محسوس کرتی ہو کہ اس کا اس مرد کے ساتھ نباہ مشکل ہے تو خلع لینا جائز ہے تاہم جس طرح مرد کو حتی الوسع طلاق سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اسی طرح عورت کو چاہیے کہ جہاں تک خلع سے بچ کر گھر بسانا ممکن ہو اس کی کوشش کرے۔

(المعجم ۲۲) - **بَابُ الْمُخْتَلَعَةِ يَأْخُذُ مَا**  
أَعْطَاهَا (التحفة ۲۲)

باب: ۲۲۔ خاوند خلع لینے والی سے اپنی دی ہوئی چیزیں واپس لے سکتا ہے

۲۰۵۶ - حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جَمِيلَةَ بِنْتُ سُلَيْلٍ أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ : وَاللَّهِ مَا أَعْتَبْتُ عَلَى ثَابِتٍ فِي دِينٍ وَلَا خُلُوعٍ . وَلَكِنِّي أَخْشَرُهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ . لَا أُطِيقُهُ بَغْضًا . فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ : «أَتَرَدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ؟» قَالَتْ : نَعَمْ . فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهَا حَدِيثَهُ وَلَا يَزْدَادَ .

۲۰۵۶ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جمیلہ بنت سلول رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اللہ کی قسم! میں ثابت (بن قیس بن شماس) رضی اللہ عنہ کے دین اور اخلاق (کی کسی خرابی) کی وجہ سے ناراض نہیں لیکن مجھے مسلمان ہوتے ہوئے (خاوند کی) ناشکری کرنا اچھا نہیں لگتا۔ مجھے وہ اتنے برے لگتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ”کیا تم اسے اس کا باغ واپس دے دو گی؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان سے باغ واپس لے لیں اور زائد کچھ نہ لیں۔

🌟 **فوائد و مسائل:** ① جب عورت محسوس کرے کہ وہ خاوند کے ساتھ نہیں رہ سکتی اور اس کے لیے اس کے حقوق کی ادائیگی مشکل ہے تو طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ ② اس صورت میں اگر خاوند بغیر کچھ لیے طلاق دے دے تو وہ بھی صحیح ہے لیکن اسے طلاق کہا جائے گا، خلع نہیں۔ ③ جب عورت پورا حق مہر یا حق مہر کا کچھ حصہ دے کر طلاق لیتی ہے تو اسے خلع کہتے ہیں۔ اور یہ جائز ہے۔ ④ خلع کی صورت میں خاوند کو صرف وہی کچھ لینا چاہیے جو اس نے دیا ہے اس سے زیادہ نہیں لینا چاہیے۔ ⑤ خلع کا فیصلہ ہو جانے کی صورت میں عورت سے طے شدہ

۲۰۵۶ - [صحیح] أخرجه البيهقي ۳۱۳/۷ من حديث عبد الأعلى به ، وقال : «كذا رواه عبد الأعلى بن عبد الأعلى عن سعيد بن أبي عروبة موصولاً وأرسله غيره عنه » ، أخرجه البخاري ، ح : ۵۲۷۳ وغيره من حديث خالد عن عكرمة عن ابن عباس به نحو المعنى .

مال لے کر ایک طلاق دے دینا کافی ہے جس کے بعد عدت گزار کر عورت دوسرا نکاح کر لے گی۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”باغ لے لو اور اسے ایک طلاق دے دو۔“ (صحیح البخاری، الطلاق، باب الخلع و کیف الطلاق فیہ.....، حدیث: ۵۲۴۳)

۲۰۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَتْ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ. وَكَانَ رَجُلًا ذَمِيمًا. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ، لَوْلَا مَخَافَةُ اللَّهِ، إِذَا دَخَلَ عَلَيَّ، لَبَسْتُ فِي وَجْهِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَتُرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. [قَالَ]، فَرَدَّتْ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ. قَالَ، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۰۵۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور وہ خوش شکل آدمی نہ تھے۔ حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اتم ہے اللہ کی! اگر اللہ کا ورنہ ہوتا تو جب وہ میرے پاس آئے تھے میں ان کے چہرے پر تھوک دیتی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اس کا باغ واپس کرتی ہو؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ (راوی حدیث نے کہا: چنانچہ انھوں نے ان کا باغ واپس کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان جدائی کروادی۔)

(المعجم ۲۳) - بَابُ عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ

(النحفة ۲۳)

۲۰۵۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ التَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ: أَخْبَرَنِي عَبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنُ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَ، قُلْتُ لَهَا: حَدِّثِي حَدِيثَكَ. قَالَتْ:

۲۰۵۸۔ حضرت عبادہ بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے انھیں کہا: مجھے اپنا واقعہ سنائیے۔ انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے خاوند سے خلع لے لیا پھر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا: مجھ پر کتنی عدت ہے؟ انھوں نے فرمایا: تم پر کوئی عدت

۲۰۵۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/۴ من حديث الحجاج به، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لنديس الحجاج، وهو ابن أرقطة"، وانظر، ح: ۱۱۲۹، ۴۹۶. ۲۰۵۸۔ [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، عدة المختلعة، ح: ۳۵۲۸ من حديث يعقوب به.

اِخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِي. ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ. فَسَأَلْتُ: مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ؟ فَقَالَ: لَا عِدَّةَ عَلَيْكَ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِكَ، فَتَمْكُثِينَ عِنْدَهُ حَتَّى تَحْيِضِينَ حَيْضَةً. قَالَتْ: وَإِنَّمَا تَبِعَ فِي ذَلِكَ قَضَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَرِيَمَ الْمَعَالِيَةِ. وَكَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ.

نہیں سوائے اس صورت کے کہ اس نے تجھ سے تھوڑا عرصہ پہلے مقاربت کی ہو تب تم اس کے پاس ٹھہری رہو حتیٰ کہ ایک حیض آجائے۔ حضرت ربیعؓ نے فرمایا: عثمانؓ نے اس مقدمے میں رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلے کی پیروی کی تھی جو آپ ﷺ نے حضرت مریم مغالیہؓ کے بارے میں دیا تھا۔ وہ حضرت ثابت بن قیسؓ کے نکاح میں تھیں پھر انھوں نے طلع لے لیا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① طلع کی ظاہری صورت اگرچہ طلاق کے مشابہ ہے، یعنی عورت کے مطالبے پر مرد اس طلاق دیتا ہے تاہم یہ حقیقت میں فسخ نکاح ہے اس لیے اس کی عدت تین حیض نہیں بلکہ ایک حیض ہے۔ ② طلع کے بعد ایک حیض کا انتظار استبرائے رحم کے لیے ہے، یعنی اس کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ عورت امید سے تو نہیں۔ ایک بار حیض آنے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔ اگر حیض نہ آئے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ حمل سے ہے لہذا بچے کی ولادت تک دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔

## باب (المعجم ۲۴) - بَابُ الْإِلَاءِ

(التحفة ۲۴)

## باب ۲۴- عورت سے مقاربت

نہ کرنے کی قسم کھالینا

۲۰۵۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الرَّجَالِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَقْسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَيَّ نِسَائِهِ شَهْرًا. فَمَكَثَتْ تِسْعَةَ وَعِشْرِينَ يَوْمًا. حَتَّى إِذَا كَانَ مَسَاءَ ثَلَاثِينَ، دَخَلَ عَلَيَّ. قُلْتُ: إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا. فَقَالَ: «الشَّهْرُ كَذَا» يُرْسِلُ أَصَابِعُهُ

۲۰۵۹- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قسم کھالی کہ آپ ایک مہینہ ازواج مطہراتؓ کے پاس تشریف نہیں لے جائیں گے چنانچہ آپ اٹیس دن ٹھہرے رہے۔ جب تیسویں دن کی شام ہوئی تو آپ میرے پاس تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کی: آپ نے قسم کھائی تھی کہ مہینہ بھر آپ ہمارے پاس تشریف نہیں لائیں گے۔ (اور ابھی اٹیس دن پورے ہوئے ہیں صبح تیسواں دن)

۲۰۵۹- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۰۵/۶ من حديث عبد الرحمن (ابن محمد بن عبد الرحمن) بن أبي الرجال، وقال البوصيري: "إسناده حسن" \* عبد الرحمن بن أبي الرجال ثقة وثقه الجمهور، ولم يظعن أحد فيه بحجة، والنقل عن أبي داود لا يثبت من أجل جهالة الأجرى - الراوي عنه -.

## ۱۰۔ أبواب الطلاق

ایلاء سے متعلق احکام و مسائل

فِيهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ «وَالشَّهْرُ كَذَا» وَأُرْسِلَ  
أَصَابِعُهُ كُلُّهَا، وَأَمْسَكَ إِصْبَعًا وَاحِدًا فِي  
الثَّلَاثَةِ.

ہوگا۔) تو آپ نے تین بار انگلیوں کا اشارہ کرتے  
ہوئے فرمایا: ”مہینہ اتنا ہوتا ہے (تیس دن کا۔) اور  
(دوسری بار) ساری انگلیوں سے (دو بار) اشارہ فرما کر  
تیسری بار ایک انگلی بند کی اور فرمایا: ”اور مہینہ اتنا بھی  
ہوتا ہے (تیس دن کا۔)“

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر خاوند کسی معقول وجہ سے ناراض ہو کر بیوی کے پاس کچھ مدت تک نہ جانے کی قسم کھا  
لے تو یہ جائز ہے اسے ایلاء کہا جاتا ہے۔ ② ایلاء کی زیادہ سے زیادہ مدت چار مہینے ہے۔ اگر غیر معینہ مدت کی  
قسم کھالی ہو تو چار مہینے گزرنے کے بعد عورت اس کے خلاف دعویٰ دائر کر سکتی ہے۔ اور عدالت اسے حکم دے گی  
کہ بیوی سے تعلقات قائم کرے یا طلاق دے۔ (مفہوم سورہ بقرہ آیت ۲۲۶: ۲۲۷) ③ اگر خاوند نے چار ماہ یا اس  
سے کم مدت کے لیے قسم کھائی ہو اور مقررہ مدت ختم ہونے سے پہلے وہ تعلقات قائم کرے تو اسے قسم کا کفارہ دینا  
پڑے گا۔ اور اگر مقررہ مدت تک اپنی قسم پر قائم رہے تو کفارہ نہیں ہوگا نہ طلاق پڑے گی۔ ④ قسم کے کفارے  
کے لیے دیکھیے: فوائد حدیث: ۲۱۰۷- ⑤ ایلاء طلاق کے حکم میں نہیں اس سے نہ ایک طلاق پڑتی ہے نہ زیادہ۔

۲۰۶۰۔ حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں  
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكْرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ  
حَارِثَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا آلَى، لِأَنَّ زَيْنَبَ  
رَدَّتْ عَلَيْهِ هَدِيَّتَهُ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَقَدْ  
أَقْمَأْتَأَكَ. فَغَضِبَ ﷺ. فَأَلَى مِنْهُنَّ.

۲۰۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں  
نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس لیے ایلاء کیا تھا کہ  
ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے آپ کا بھیجا ہوا ہدیہ واپس کر  
دیا تھا۔ (اس پر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: زینب رضی  
اللہ عنہا نے آپ کی عظمت و شان کا خیال نہیں کیا۔ آپ ﷺ  
کو غصہ آ گیا اور آپ نے ان (سب) سے ایلاء کر لیا۔

۲۰۶۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ  
جُرَيْجٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ

۲۰۶۱۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض ازواج مطہرات  
نہا لگائے سے ایک مہینے کے لیے ایلاء کیا۔ جب اُتیس دن

۲۰۶۰۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۵۶ لعلته.

۲۰۶۱۔ أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ "إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا"،  
ح: ۱۹۱۰، ۵۲۰۲، ومسلم، الصيام، باب الشهر يكون تسعاً وعشرين، ح: ۱۰۸۵ من حديث أبي عاصم  
الضحاك بن مخلد به.

ابن صَبِيحٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ طَهَّرَ نِسَاءَهُ بِعَشْرِينَ رَاحَ أَوْ غَدَا، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا مَضَى تِسْعٌ وَعَشْرُونَ. فَقَالَ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعَشْرُونَ».

ہو گئے تو (تیسویں دن) رسول اللہ ﷺ صبح یا شام کے وقت (امہات المؤمنین کے پاس) تشریف لے گئے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! ابھی آنتیس دن گزرے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ آنتیس دن کا ہے۔“

🌞 **فائدہ:** ”مہینہ آنتیس دن کا ہے۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مہینہ آنتیس دن کا ہے۔ اگر تیس دن کا ہوتا تو میں ایک دن مزید رک جاتا۔

(المعجم ۲۵) - **بَابُ الظَّهَارِ**

(النفحة ۲۵)

باب: ۲۵۔ ظہار (بیوی کو ماں بہن کہنے)

کا بیان

۲۰۶۲۔ حضرت سلمہ بن صححر بیان فرماتے ہیں کہ روایت ہے انھوں نے کہا: مجھے عورتوں سے بہت رغبت تھی۔ میرے خیال میں کوئی مرد اتنی کثرت سے صحبت نہیں کرتا ہو گا جس کثرت سے میں کرتا تھا۔ جب رمضان شروع ہوا تو میں نے رمضان ختم ہونے تک بیوی سے ظہار کر لیا۔ ایک رات وہ مجھ سے باتیں کر رہی تھی کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ کھل گیا۔ میں بے قابو ہو کر اس سے ہم بستر ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اپنی قوم (کے کچھ افراد) کے پاس جا کر اپنا واقعہ سنایا اور انھیں کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ سے (مسئلہ) پوچھ دیں (کہ اس کا کفارہ کیا ہے) انھوں نے کہا: ہم لوگ تو نہیں پوچھیں گے۔ (اگر ہم نے پوچھا تو) اللہ تعالیٰ ہمارے

۲۰۶۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بَسَارٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ النَّبَاطِيِّ قَالَ: كُنْتُ امْرَأً اسْتَكْبَرُ مِنَ النِّسَاءِ. لَا أَرَى رَجُلًا كَانَ يُصِيبُ مِنْ ذَلِكَ مَا أُصِيبُ. فَلَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ ظَاهَرْتُ مِنْ امْرَأَتِي حَتَّى يَسْتَلِخَ رَمَضَانُ. فَبَيْنَمَا هِيَ تُحَدِّثُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ انْكَشَفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ. فَوَثِّبْتُ عَلَيْهَا فَوَاقَعْتُهَا. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى قَوْمِي. فَأَخْبَرْتُهُمْ خَبْرِي. وَقُلْتُ لَهُمْ: سَلُوا لِي رَسُولَ اللَّهِ

۲۰۶۲۔ [سناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب في الظهار، ح: ۲۲۱۳ وغيره من حديث ابن إسحاق به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۲۰۰، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲/۲۰۳، ووافقه الذهبي، وقال البخاري: سليمان لم يسمع عندي من سلمة \* وابن إسحاق عنعن وتقدم، ح: ۱۲۰۹، وله شاهد متقطع عند الترمذي وغيره.

فَقَالُوا: مَا كُنَّا نَفْعَلُ. إِذَا يُنْزِلَ اللَّهُ فِينَا كِتَابًا، أَوْ يَكُونُ فِينَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ قَوْلٌ، فَيَقْبَلُ عَلَيْنَا عَارَهُ، وَلَكِنْ سَوْفَ نُسَلِّمُكَ بِجَرِيرَتِكَ. اذْهَبْ أَنْتَ فَادْخُرْ شَأْنَكَ لِرَسُولِ اللَّهِ. قَالَ، فَخَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُه، فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَنْتَ بِذَاكَ؟» قُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ. وَهَذَا أَنَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ صَابِرٌ لِحُكْمِ اللَّهِ عَلَيَّ. قَالَ: «فَأَعْتِنِي رَقَبَةً» قَالَ، قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَصْبَحْتُ أَمْلِكُ إِلَّا رَقَبَتِي هَذِهِ. قَالَ: «فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ» قَالَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ دَخَلَ عَلَيَّ مَا دَخَلَ مِنَ الْبَلَاءِ إِلَّا بِالصَّوْمِ؟ قَالَ: «تَصَدَّقْ [أَوْ أَطْعِمْ سِتِّينَ مَسْكِينًا]» قَالَ، قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بَنَيْنَا لَيْلَتَنَا هَذِهِ، مَا لَنَا عِشَاءً. قَالَ: «فَاذْهَبْ إِلَى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَقُلْ لَهُ، فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ. وَأَطْعِمْ سِتِّينَ مَسْكِينًا. وَانْتَفِعْ بِبَقِيَّتِهَا».

تھمارے متعلق احکام و مسائل

بارے میں قرآن مجید (کی آیات) نازل فرما دے گا یا رسول اللہ ﷺ کچھ (ناراضی والے) الفاظ ارشاد فرما دیں گے جو ہمارے لیے عار کا باعث بنے رہیں گے اس لیے ہم تیرے گناہ کے بدلے تجھی کو بھیجتے ہیں۔ تو خود ہی جا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا معاملہ عرض کر۔ (حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں روانہ ہوا حتی کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور اپنا واقعہ عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے یہ کام کیا ہے؟“ میں نے کہا: میں نے یہ کام کیا ہے اور اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ اللہ کا میرے بارے میں جو حکم ہوگا اس پر صبر (اور اسے دل سے قبول) کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایک گردن (غلام یا لونڈی) آزاد کر دو۔“ میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! میں تو صرف اپنی اس گردن کا مالک ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تب مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ لو۔“ میں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! مجھ پر جو آزمائش آئی ہے یہ بھی روزوں ہی کی وجہ سے آئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تب صدقہ کر۔“ یا فرمایا: ”ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔“ میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! ہم نے تو یہ رات اسی طرح گزاری ہے کہ ہمارے پاس شام کا کھانا بھی نہیں تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قبیلہ بنو زریق کی زکوٰۃ جمع کرنے والے عامل کے پاس جا اے کہہ کہ وہ (اپنے قبیلہ کی) زکوٰۃ تجھے دے دے۔ (اس میں سے) ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور باقی سے خود فائدہ اٹھالینا۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی وجہ سے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۲۷/۲۲۔ ۳۵۰ و إرواء الغلیل: ۱۷۹-۱۷۶ رقم: ۲۰۹۱) لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف اور معنا صحیح ہے۔ ② ”ظہار“ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے: ”تو میرے لیے ایسی ہے جیسے میری ماں کی بیٹہ“ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھ پر اسی طرح حرام ہے جس طرح ماں حرام ہوتی ہے۔ ③ ظہار کرنا گناہ ہے لیکن اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ صرف اس وقت تک مختار بت منع ہو جاتی ہے جب تک کفارہ ادا نہ کر لیا جائے۔ ④ اس گناہ کا کفارہ یہ ہے کہ دوبارہ ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے پہلے ایک غلام آزاد کیا جائے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو دو ماہ تک مسلسل روزے رکھے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو ایک وقت کھانا کھلا دے۔ ⑤ جس شخص پر کسی وجہ سے کفارہ واجب ہو جائے اور وہ اتنا غریب ہو کہ ادا نہ کر سکتا ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ صدقات و زکاۃ سے اس کی مدد کریں تاکہ وہ کفارہ ادا کر سکے۔ ⑥ اگر مقررہ مدت کے لیے ظہار کیا جائے پھر اس مدت میں مختار بت سے پرہیز کیا جائے تو کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ ⑦ اگر ظہار میں مدت کا ذکر نہ ہو تو جب بھی بیوی سے ملاپ کرنا چاہے گا ضروری ہوگا کہ اس سے پہلے کفارہ ادا کرے۔

۲۰۶۳۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ بڑی برکتوں والا ہے جو سب کچھ سنتا ہے۔ جب حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے اپنے خاوند (حضرت اوس بن حصامت رضی اللہ عنہ) کی شکایت کر رہی تھیں تو میں بھی ان کی باتیں سن رہی تھی لیکن کچھ باتیں (قریب ہونے کے باوجود) میری سمجھ میں نہ آتی تھیں۔ وہ کہہ رہی تھیں: ”اے اللہ کے رسول! (میرا خاوند) میری جوانی کھا گیا“ میں نے اس کے لیے (بچے جن جن کر) پیٹ خالی کر دیا۔ اب جب کہ میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور مجھے اولاد ہونا بند ہو گئی ہے تو اس نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔ یا اللہ! میں تجھی سے شکایت کرتی ہوں۔ وہ ابھی

۲۰۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ تَوْيَمِ بْنِ مَسْلَمَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: تَبَارَكَ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ كُلَّ شَيْءٍ. إِنِّي لَأَسْمَعُ كَلَامَ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ، وَيَخْفَى عَلَيَّ بَعْضُهُ، وَهِيَ تَشْتَكِي زَوْجَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وَهِيَ تَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَلَّ شَبَابِي. وَتَنَثَّرُ لَهُ بَطْنِي. حَتَّى إِذَا كَبُرَتْ سِنِّي، وَانْقَطَعَ وَلَدِي، طَافَ مِنِّي. اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْكُو إِلَيْكَ. فَمَا بَرَحْتُ حَتَّى نَزَلَ جِبْرَائِيلُ بِهَؤُلَاءِ الْآيَاتِ: ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ

الَّتِي تَحْدِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ ﴿۱﴾ وہیں تھیں کہ جبرائیل علیہ السلام یہ آیات لے کر نازل ہو گئے: ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُحَادِّثُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ.....﴾ ”یقیناً اللہ نے اس عورت

[المجادلة: ۱]۔

کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی.....“

🌞 فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ سننے کی صفت سے متصف ہے اور اس کی سماعت بندوں کی طرح محدود نہیں بلکہ لامحدود ہے۔ ② حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بڑھاپے کا ذکر اس لیے کیا کہ اگر وہ جوان ہوتیں تو ان کے لیے دوسرا نکاح کر لینا آسان ہوتا کوئی نہ کوئی ان کی جوانی کے پیش نظر یا اولاد کی امید میں ان سے نکاح کر لیتا اس طرح ان کے لیے بچوں کی دیکھ بھال آسان ہو جاتی۔ ③ مصیبت میں اللہ ہی سے دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تمام مشکلات حل کرنے والا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ اپنی مرضی سے کوئی شرعی حکم جاری نہیں کر سکتے تھے بلکہ اللہ کی طرف سے جو حکم نازل ہوتا تھا اسی پر عمل کرتے اور کرواتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تَلِفَاتٍ أَنْفُسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابٌ يَوْمَ عَظِيمٍ﴾ (یونس: ۱۵۱) ”کہہ دیجیے مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس (قرآن) میں ترمیم کروں میں تو اسی کی پیروی کروں گا جو کچھ میرے پاس وحی کے ذریعے سے پہنچا ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بھی ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔“



(المعجم ۲۶) - بَابُ الْمَظَاهِرِ يُجَامِعُ قَبْلَ أَنْ يُكْفَرَ (التحفة ۲۶)

باب ۲۶۔ اگر ظہار کرنے والا کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کر لے (تو کیا حکم ہے؟)

۲۰۶۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: رَوَيْتُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فِي الْمَظَاهِرِ

۲۰۶۳ - حضرت سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ظہار کرنے والا جو مرد کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کر لے اس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: ”(اس کے ذمے) ایک ہی کفارہ ہے۔“



يُؤَافِقُ قَبْلَ أَنْ يُكْفَرَ. قَالَ: «كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ».

۲۰۶۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے ہم بستر ہو گیا پھر اس نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے ایسا کیوں کیا؟“ اس نے کہا: اللہ کے رسول! چاندنی میں میری نظر اس کی پازبیوں پر پڑی پھر مجھے اپنے آپ پر قابو نہ رہا اور میں اس سے مباشرت کر بیٹھا۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور اسے حکم دیا کہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس کے قریب نہ جائے۔

۲۰۶۵۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ يَزِيدَ. قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنْ أَمْرَاتِهِ. فَعَشِيهَا قَبْلَ أَنْ يُكْفَرَ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ. فَقَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ؟» فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ بَيَاضَ جَنْبِهَا فِي الْقَمَرِ، فَلَمْ أَمْلِكْ نَفْسِي أَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهَا. فَصَحَّحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَلَّا يَقْرَبَهَا حَتَّى يُكْفَرَ.

نوائد و مسائل: ① ظہار کرنے والے کو کفارہ ادا کرنے تک بیوی سے الگ رہنا چاہیے۔ ② اگر وہ غلطی سے کفارہ ادا کرنے سے پہلے مقاربت کر لے تو اسے دو کفارے ادا نہیں کرنے پڑیں گے۔ ایک ہی کفارہ ادا کرے۔ اور اللہ سے معافی مانگے اور استغفار کرے۔

### باب ۲۷۔ لعان کا بیان

(المعجم ۲۷) - بَابُ اللَّعَانِ (التحفة ۲۷)

۲۰۶۶۔ حضرت سہل بن سعد ساعی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عویمیر رضی اللہ عنہ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات پوچھ کر بتائیے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی (غیر) مرد کو (گناہ میں ملوث) دیکھے اور (غصے

۲۰۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: جَاءَ عُوَيْمِرٌ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ، فَقَالَ: سَلْ لِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ:

۲۰۶۵۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب في الظهار، ح: ۲۲۲۵، من حديث معمر به، وصححه الترمذي، ح: ۱۱۹۹.

۲۰۶۶۔ أخرجه البخاري، الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث لقول الله تعالى: "الطلاق مرتان... الخ"، ح: ۵۲۵۹ وغيره، ومسلم، اللعان، ح: ۱۴۹۲ من حديث ابن شهاب الزهري به.

أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ، أَيْقَتَلَ بِهِ؟ أَمْ كَيْفَ يَضْنَعُ؟ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَابَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسَائِلَ. ثُمَّ لَفِيَهُ عُوَيْمِرٌ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ [فَقَالَ: صَنَعْتُ] أَنَّكَ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ. سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَابَ الْمَسَائِلَ. فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللَّهِ لَا تَبَيَّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَا سَأَلْتُهُ. فَأَتَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَهُ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ فِيهِمَا. فَلَا عَنَ بَيْنَهُمَا. فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللَّهِ لَئِنْ انْطَلَقْتُ بِهَا يَارَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا. قَالَ، فَقَارَ قَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَصَارَتْ سُئَةً فِي الْمُتَلَاعِنِينَ. ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «انْظُرُوهَا. فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ، أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ، عَظِيمَ الْأَلْبَتَيْنِ، فَلَا أَرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَّقَ عَلَيْهَا. وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْيَمَ كَأَنَّهُ وَحَرَّةٌ، فَلَا أَرَاهُ إِلَّا كَاذِبًا» قَالَ، فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعَبِ الْمَكْرُوءِ.

میں آ کر) اسے قتل کر دے تو کیا اسے (قصاص میں) قتل کیا جائے گا؟ ورنہ وہ کیا کرے؟ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ (مسئلہ) دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے (اس قسم کے) سوالات کو ناپسند فرمایا۔ بعد میں حضرت عویمیر رضی اللہ عنہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان سے دریافت کیا اور کہا: تم نے کیا کیا؟ انھوں نے کہا: ہوا یہ ہے کہ تجھ سے مجھے بھلائی نہیں پہنچی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (مسئلہ) دریافت کیا تو آپ نے سوالات کو ناپسند فرمایا۔ عویمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات پوچھوں گا چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ پر ان کے بارے میں وحی نازل ہو چکی ہے۔ آپ نے ان دونوں (میاں بیوی) میں لعان کرا دیا۔ عویمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! اگر اب میں اس عورت کو (گھر) لے جاؤں تو (اس کا مطلب ہے کہ) میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی اس عورت کو طلاق دے دی پھر لعان کرنے والوں میں یہی طریقہ جاری ہو گیا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا: ”دیکھو! اگر اس عورت کے ہاں سیاہ فام سیاہ آنکھوں والے بڑے سریوں والا بچہ پیدا ہوا تو میرے خیال میں اس (عویمیر رضی اللہ عنہ) نے یقیناً سچ کہا ہے۔ اور اگر اس کے ہاں بیر بھوئی جیسا سرخ بچہ پیدا ہوا تو میرے خیال میں اس (عویمیر) نے ضرور جھوٹ بولا ہے۔“ راوی بیان

کرتے ہیں: پھر اس عورت کے ہاں بری صورت والا بچہ پیدا ہوا۔

**فوائد و مسائل:** ① مرد میں غیرت اچھی صفت ہے لیکن اس کی وجہ سے کسی کو قتل کر دینا جائز نہیں۔ اگر کسی کو اپنی بیوی کے کردار پر قوی شک ہے تو اسے طلاق دے دے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اس سوال کو ناپسند کیا کیونکہ نبی ﷺ کے خیال میں اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ اور محض شک کی بنیاد پر کسی کو سزا دینا ممکن نہیں۔ ③ اگر مرد بیوی پر بدکاری کا الزام لگائے تو عورت سے پوچھا جائے اگر وہ اقرار کر لے تو اسے رجم کر دیا جائے اس صورت میں مرد کو کوئی سزا نہیں ملے گی۔ اسی طرح اگر چار گواہ پیش کر دیے جائیں تو یہ عورت اور اس کا مجرم ساتھی سزا کے مستحق ہوں گے۔ ④ اگر عورت الزام کو تسلیم نہ کرے تو مرد سے کہا جائے کہ الزام لگانا جرم ہے تو یہ کرو۔ اگر وہ تسلیم کر لے کہ اس نے غلط طور پر الزام لگایا تھا تو اسے الزام تراشی کی سزا (حد قذف) کے طور پر اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور عورت کو کوئی سزا نہیں ملے گی۔ ⑤ اگر مرد اس الزام کے سچا ہونے پر اصرار کرے اور عورت تسلیم نہ کرتی ہو تب لعان کرایا جائے گا۔ لعان کا طریقہ اگلی حدیث میں مذکور ہے۔ ⑥ بری صورت والے بچے سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسی شکل و شبہت والا تھا جس سے عورت کا جرم ثابت ہوتا تھا لیکن اس کے باوجود اسے رجم نہیں کیا گیا کیونکہ لعان کے بعد نہ مرد کو قذف کی حد لگائی جاتی ہے نہ عورت پر بدکاری کی حد جاری کی جاتی ہے۔

۲۰۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی پر شریک بن سماء (رضی اللہ عنہا) سے ملوث ہونے کا الزام لگایا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر (قذف کی) حد لگے گی۔“ حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں بالکل سچا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں ضرور (وجہ) نازل فرما دے گا جس سے میری پیٹھ (حد لگنے

۲۰۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ. قَالَ: أَتَيْنَا هِشَامَ ابْنَ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةٍ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْبَيِّنَةُ أَوْ حُدٌّ فِي ظَهْرِكَ» فَقَالَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةٍ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ. وَلَيُزِيلَنَّ اللَّهُ فِي أَمْرِي مَا يُبَيِّرُ ظَهْرِي. قَالَ: فَتَزَلَّتْ: ﴿وَالَّذِينَ يَكْمُنُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَكُنُ

لَمْ شَهِدَا إِلَّا أَنْفُسُهُمْ ۖ حَتَّىٰ بَلَغَ ۖ ﴿وَالْحَمِصَةُ﴾  
 أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۖ ﴿النور: ۶-۹﴾ فَأَنْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ. فَأَرْسَلَ  
 إِلَيْهِمَا فَجَاءَا. فَقَامَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ فَشَهِدَ،  
 وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ  
 أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ. فَهَلْ مِنْ تَائِبٍ؟» ثُمَّ  
 قَامَتْ فَشَهِدَتْ. فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْخَامِصَةِ:  
 ﴿أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾  
 قَالُوا لَهَا: إِنَّهَا لَمُوجِبَةٌ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:  
 فَتَلَكَّأَتْ وَتَنَكَّصَتْ. حَتَّىٰ ظَنَنَّا أَنَّهَا  
 سَتَرَجُعُ. فَقَالَتْ: وَاللَّهِ لَا أَفْضَحُ قَوْلِي  
 سَائِرَ الْيَوْمِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «انْظُرُوهَا.  
 فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْمَلُ الْعَيْنَيْنِ، سَابَغَ  
 الْأَلْيَتَيْنِ، حَدَّلَجَ السَّاقَيْنِ، فَهُوَ لِشَرِّكَ  
 ابْنِ سَحْمَاءَ». فَجَاءَتْ بِهِ كَذْلِكَ. فَقَالَ  
 النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْلَا مَا مَضَىٰ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ  
 لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ».

(سے) نکل جائے گی۔ تو راوی فرماتے ہیں کہ تب یہ آیات  
 نازل ہوئیں: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ  
 لَهُمْ شُحْدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ ..... وَالْحَامِصَةُ أَنَّ  
 غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾  
 ”اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان  
 کے پاس اپنے سوا کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک  
 کی شہادت اس طرح ہوگی کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر  
 کہے کہ بے شک وہ بچوں میں سے ہے ○ اور پانچویں بار  
 یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو تو اس پر اللہ کی لعنت  
 ہو ○ اور عورت سے تب سزا ملتی ہے کہ وہ چار بار اللہ کی  
 قسم کھا کر کہے کہ بلاشبہ وہ (اس کا خاندن) جھوٹوں میں  
 سے ہے ○ اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ (اس کا  
 خاندن) بچوں میں سے ہو تو اس (عورت) پر اللہ کا  
 غضب ہو۔“ نبی ﷺ لوٹے تو ان دونوں کو بلا بھیجا وہ  
 آگئے تو ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر گواہی دی  
 اور نبی ﷺ فرما رہے تھے: ”اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم  
 میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا دونوں میں سے کوئی ایک  
 توبہ کرتا ہے؟“ پھر خاتون کھڑی ہوئی اور اس نے گواہی  
 دی (اور قسمیں کھائیں) جب وہ پانچویں (گواہی) کے  
 وقت یہ کہنے لگی کہ اگر وہ جھوٹی ہو تو اس پر اللہ کا غضب  
 نازل ہو۔ تو حاضرین نے اسے کہا: یہ قسم (اللہ کے  
 غضب کو) واجب کر دینے والی ہے۔ حضرت عبداللہ بن  
 عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: (یہ سن کر) اس نے توقف کیا  
 اور پیچھے ہٹی حتیٰ کہ ہمیں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ (بے گناہ  
 ہونے کے دعوے سے) رجوع کر لے گی پھر اس نے کہا:

قسم ہے اللہ کی! میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے بدنام نہیں کروں گی۔ (اور پانچویں قسم بھی کھالی۔) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس (کے ہاں ولادت ہونے) کا انتظار کرو۔ اگر اس نے سرگیں آنکھوں والا بڑے سرینوں والا موٹی پنڈلیوں والا بچہ جتنا تو وہ شریک بن حماء کا ہو گا۔“ (وقت آنے پر) اس کے ہاں ایسا ہی بچہ پیدا ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر اللہ کی کتاب کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو میرا اس عورت سے (دوسرا) معاملہ ہوتا۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اللہ پر توکل کیا اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا تو اللہ نے ان کو بری کر دیا۔ اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان اور اللہ کی ذات پر اعتماد ظاہر ہوتا ہے۔ ② پانچویں گواہی کے الفاظ پہلی چار گواہیوں سے مختلف ہیں۔ اس کا مقصد ضمیر کو بیدار کرنا ہے تاکہ فریقین میں سے جو غلطی پر ہے وہ اپنی غلطی کا اقرار کر لے اور دنیا کی مزا قبول کر کے آخرت کے عذاب سے بچ جائے۔ ③ پانچویں قسم واجب کرنے والی ہے یعنی واقعی اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کی موجب ہے لہذا یہ سمجھ کر قسم کھائیں کہ جھوٹے پر واقعی اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کا نزول ہو جائے گا۔ ④ قوم کی محبت و عصیت انسان کو بڑے گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے لہذا ضروری ہے کہ اس محبت کو شریعت کی حدود کے اندر رکھا جائے۔ ⑤ بعض اوقات انسان کسی دنیوی مفاد کے لیے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے جب کہ اس مفاد کا حصول یقینی نہیں۔ اس عورت نے خاندان کو بدنامی سے بچانے کے لیے جھوٹی قسم کھائی لیکن رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ علامت کے مطابق بچہ پیدا ہونے سے وہ غلطی ظاہر ہو گئی جس کو چھپانے کے لیے اس نے اللہ کے غضب کو قبول کیا تھا۔ ⑥ اس قسم کی صورت حال میں بچے کی شکل و شبہات جرم کو ثابت کرتی ہے لیکن اگر قانونی پوزیشن ایسی ہو کہ مزاحمت مل سکتی ہو تو جج قانون کی حد سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ ⑦ ارشاد نبوی: ”میرا اس عورت سے معاملہ (دوسرا) ہوتا۔“ یعنی اس عورت کا جرم دار ہونا تو یقینی ہے لیکن چونکہ لعان کے بعد مزاحمت دی جاسکتی اس لیے اسے چھوڑ دیا ہے ورنہ اسے ضرور جرم کروادیا جاتا۔

۲۰۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ ۲۰۶۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت  
الْبَاهِلِيُّ. وَاسْتَحَافُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ. ہے، انھوں نے فرمایا: مجمع کی رات ہم لوگ مسجد میں تھے

کہ ایک آدمی نے کہا: اگر کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ کسی (غیر) مرد کو (گناہ کی حالت میں) دیکھ کر قتل کر دے تو تم لوگ اسے (قصاص کے طور پر) قتل کر دو گے۔ اگر وہ (اپنی بیوی کے مجرم ہونے کی) بات کرے تو تم اسے (الزام تراشی کی سزا کے طور پر) کوڑے لگاؤ گے۔ قسم ہے اللہ کی! میں یہ بات ضرور نبی ﷺ سے عرض کروں گا۔ آخر کار اس نے نبی ﷺ سے ذکر کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے لعان کی آیات نازل فرمادیں۔ اس کے بعد اس آدمی نے آکر اپنی بیوی پر الزام لگایا تو نبی ﷺ نے ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان لعان کر دیا۔ اور فرمایا: ”شاید اس عورت کے ہاں سیاہ فام بچہ پیدا ہو۔“ چنانچہ سیاہ فام اور گھٹنکریالے بالوں والا بچہ ہی پیدا ہوا۔

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا فِي الْمَسْجِدِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ. فَقَالَ رَجُلٌ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ قَتَلْتُمُوهُ. وَإِنْ تَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوهُ. وَاللَّهِ لَا ذِكْرَ لَكُمْ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَاتَ اللَّعَانِ. ثُمَّ جَاءَ الرَّجُلُ بَعْدَ ذَلِكَ بِقِذْفِ امْرَأَتِهِ. فَلَا عَنَ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ: «عَلَى أَنْ تَجِيءَ بِهِ أَسْوَدٌ» فَجَاءَتْ بِهِ أَسْوَدٌ، جَعْدًا.



🌞 **فوائد و مسائل:** ① یہ واقعہ غالباً وہی ہے جو زشتہ حدیث میں بیان ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کو اپنی بیوی پر شک تھا لیکن اسے اپنی آنکھوں سے طوط نہیں دیکھا تھا۔ جب اس نے آنکھوں سے دیکھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمادیں۔ ② لعان کا حکم صرف مرد اور عورت سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیوی کے علاوہ کسی اور عورت پر الزام لگاتا ہے تو ضروری ہے کہ چار گواہ پیش کیے جائیں؛ اگر عدالت کی نظر میں ان کی گواہی قابل قبول ہوگی تو یہ مرد اور عورت بدکاری کی سزا کے مستحق ہوں گے ورنہ یہ مدعی اور اس کے گواہ بھی (جو چار سے کم ہوں) قذف کی حد کے سزاوار ہوں گے۔

۲۰۶۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَبَّانٍ: - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے لعان کیا اور اس کے بیٹے کو اپنا ماننے سے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی اور بچے کو عورت کے

فَفَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُمَا . وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ سَاتِحًا كَرِيًّا .  
بِالْمَرْأَةِ .

🌞 نوآند و مسائل: ① لعان سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اس کے بعد یہ مرد اس عورت سے کبھی نکاح نہیں کر سکتا۔  
② لعان کی صورت میں عورت کا خاوند بچے کا باپ نہیں کہلائے گا۔ بچہ اس مرد کا وارث بھی نہیں ہوگا البتہ عورت کے ماں ہونے میں کوئی شک نہیں اس لیے وہ اپنی ماں اور نہیلی رشتے داروں کا وارث ہوگا اور وہ اس کے وارث ہوں گے۔

۲۰۷۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ ایک انصاری آدمی نے قبیلہ بنو عجلان کی ایک عورت سے نکاح کیا چنانچہ اس نے اس سے صحبت کی اور رات بھر اس کے پاس رہا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے کہا: میں نے اسے باکرہ (کنواری) نہیں پایا۔ اس کا مقدمہ نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے لڑکی کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے کہا: میں تو باکرہ تھی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں میں لعان کروایا اور لڑکی کو حق مہر دلایا۔

۲۰۷۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ  
النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ  
ابْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ .  
قَالَ: ذَكَرَ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ  
جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَزَوَّجَ رَجُلٌ  
مِنَ الْأَنْصَارِ امْرَأَةً مِنْ بَلْعِجْلَانَ . فَدَخَلَ  
بِهَا . فَبَاتَ عِنْدَهَا . فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ:  
مَا وَجَدْتُهَا عَذْرَاءَ . فَرَفَعَ شَأْنَهَا إِلَى النَّبِيِّ  
ﷺ . فَدَعَا الْجَارِيَةَ فَسَأَلَهَا . فَقَالَتْ:  
بَلَى . قَدْ كُنْتُ عَذْرَاءَ . فَأَمَرَ بِهِمَا  
فَتَلَا عَنَّا . وَأَعْطَاهَا الْمَهْرَ .

۲۰۷۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے

روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”چار عورتوں سے لعان نہیں کیا جاتا: مسلمان مرد کی عیسائی بیوی، مسلمان مرد کی

۲۰۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:  
حَدَّثَنَا حَيَوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ النُّضْرَمِيُّ، عَنْ  
ضَمْرَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ عَطَاءٍ، عَنْ

۲۰۷۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۶۱ عن يعقوب بن إبراهيم به، وقال البوصيري: "في إسناده ضعف لتدليس محمد بن إسحاق"، وانظر، ح: ۱۲۰۹ .

۲۰۷۱۔ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الدارقطني: ۳/ ۱۶۳، ۱۶۴ من حديث ضمرة به، وقال: "وهذا عثمان بن عطاء الخراساني وهو ضعيف الحديث جدًا"، وتابعه يزيد بن بزيع (ويقال: زريع) الرملي وهو من الدجاجة كما قال الدارقطني رحمه الله، وروى موفقًا بإسناد ضعيف، والله أعلم .

## ۱۰۔ أبواب الطلاق

بیوی کو خود پر حرام کر لینے کا بیان

یہودی بیوی غلام خاوند کی آزاد بیوی اور آزاد خاوند کی وہ بیوی جو (کسی اور کی) لونڈی ہو۔“

أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعٌ مِنَ النِّسَاءِ لَا مَلَاعَةَ بَيْنَهُنَّ: النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ، وَالْيَهُودِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ، وَالْحُرَّةُ تَحْتَ الْمَمْلُوكِ، وَالْمَمْلُوكَةُ تَحْتَ الْحُرِّ».

باب: ۲۸۔ (بیوی کو خود پر) حرام

(المعجم ۲۸) - بَابُ الْحَرَامِ

کر لینے کا بیان

(التحفة ۲۸)

۲۰۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایلاء کیا اور (ان کو اپنے اوپر) حرام کر لیا، حلال چیز کو حرام کیا اور قسم کا کفارہ ادا کیا۔

۲۰۷۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَشْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ. وَحَرَّمَ فَجَعَلَ الْحَلَالَ حَرَامًا. وَجَعَلَ فِي الْيَوْمِ كَفَّارَةً.

🌞 فوائد ومسائل: ① یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے تاہم اس میں بیان کردہ دونوں ہی باتیں دوسری روایات سے ثابت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ”ایلاء“ بھی کیا اور ۲۹ دن تک آپ بیویوں سے علیحدہ رہے۔ اسی طرح ایک اور موقع پر آپ نے شہداء اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ یہ الگ الگ واقعے ہیں راوی نے ان کو ایک جگہ جمع کر دیا جو غلط ہے۔ ② ”ایلاء“ کے مسائل کے لیے دیکھیے: (حدیث: ۲۰۵۹۔ ۲۰۶۱، کتاب الطلاق، باب: ۲۳) ③ شہد کے واقعہ کی طرف سورہ تحریم کی پہلی آیت میں اشارہ ہے۔ صحیحین میں مذکور ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس معمول سے زیادہ ٹھہریں اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں کم ٹھہریں اس لیے اپنی باری پر دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے دکن مبارک سے مغایر کے درخت (کے پھول یا گوند) کی بو محسوس ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایسی کوئی چیز تو نہیں کھائی شہد پیا تھا ممکن ہے شہد کی کھینوں نے مغایر کے پھولوں سے رس چوسا ہو۔ اور قسم کھائی کہ آئندہ وہ شہد نہیں پیئیں گے۔ اس

۲۰۷۲۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ما جاء في الإيلاء، ح: ۱۲۰۱ عن الحسن بن قزعة به \* مسلمة صدوق عند الجمهور لكنه روى عن داود بن أبي هند أحاديث منكير، وخالفه علي بن مسهر وهو ثقة وغيره، فرووه عن داود عن الشعبي به مرسلًا، وهو المحفوظ.



پر سورہ تحریم کی آیات نازل ہوئیں۔ (صحیح البخاری، التفسیر، سورۃ التحریم، باب: ۱، حدیث: ۳۹۱۳)  
 ④ قسم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ﴾ (المائدہ: ۸۹)  
 ”اس کا کفارہ دس غریب آدمیوں کو کھانا کھلانا ہے اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انھیں کپڑے پہنانا ہے یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔“ ⑤ سورہ تحریم کی پہلی آیت میں حلال کو حرام قرار دینے کی ممانعت ہے اور اس کے فوراً بعد دوسری آیت میں ارشاد ہے: ﴿قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْدِيكُمْ﴾ ”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے قسموں کو کھول ڈالنا مقرر کر دیا ہے۔“ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینا بھی ایک طرح کی قسم ہے اس لیے اس صورت میں بھی کفارہ ادا کرنا چاہیے البتہ امام شوکانی رحمہ اللہ کے نزدیک صرف عورت کو حرام کر لینے کی صورت میں کفارہ ادا کرنا ضروری ہے کسی اور چیز کو حرام کر لینے کی صورت میں کفارہ واجب نہیں۔ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے بھی تفسیر احسن البیان میں امام شوکانی رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔  
 دیکھیے: (تفسیر احسن البیان، سورہ بکدہ، آیت: ۸۷)

۲۰۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حلال چیز کو حرام کر لینے کے بارے میں فرمایا: یہ قسم ہے۔  
 ۲۰۷۴۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِي الْحَرَامِ يَمِينٌ.

وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ”تمہارے لیے اللہ کے رسول میں اچھا نمونہ ہے۔“

🌟 فائدہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ صحیح بخاری میں یہی حدیث ان الفاظ میں مروی ہے: سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حرام کرنے کے بارے میں فرمایا: ”کفارہ ادا کرے۔“ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: ﴿لَقَدْ كَانَ

لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (صحیح البخاری، التفسیر، سورۃ التحریم، باب: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾، حدیث: ۴۹۱۱)

(المعجم ۲۹) - بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ إِذَا أُعْتِقَتْ (النحفة ۲۹)

باب: ۲۹- جب لونڈی کو آزاد کیا جائے تو اسے (نکاح قائم رکھنے یا فسخ کرنے کا) اختیار ہے

۲۰۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۰۷۴- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، ہے کہ انھوں نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا تو  
عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے انھیں اختیار دے دیا اور ان کا  
أَنَّهَا أَعْتَقَتْ بَرِيرَةَ. فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خاوند آزاد تھا۔  
وَكَانَ لَهَا زَوْجٌ حُرٌّ.

فائدہ: علامہ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ بات درست نہیں کہ اس کا خاوند آزاد تھا۔ غالباً اسی لیے ہمارے فاضل محقق نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دوسرے متقیین حضرات نے اس کو گروے کے علاوہ باقی حصے کو صحیح کہا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ غلام تھا جیسے کہ اگلی دو حدیثوں (۲۰۷۵-۲۰۷۶) میں آ رہا ہے۔



۲۰۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ۲۰۷۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
وَمُحَمَّدُ بْنُ خَلَادٍ الْبَاهِلِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا ہے انھوں نے فرمایا: حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر غلام  
عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءِ تھے۔ انھیں مغیث (رضی اللہ عنہ) کہتے تھے۔ (مجھے وہ منظر یاد  
عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ ہے) گویا میں ان (مغیث) کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بریرہ  
زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ. كَأَنِّي دیکھنے کے پیچھے روتے پھر رہے ہیں اور ان کے رخساروں

۲۰۷۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب من قال كان حراً، ح: ۲۲۳۵، والترمذي، والنسائي، وابن ماجه من حديث إبراهيم به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" قلت: إبراهيم النخعي يلدس كما قال الحاكم وغيره، ولم أجد تصريح سماعة، وذكر ابن حبان هذا الحديث في صحيحه (الإحسان)، ح: ۴۲۵۷، وقال: "وإن الأسود واهم في قوله: كان حراً"، ولو ثبت هذا الحديث عن الأسود لكان ضعيفاً لمخالفة جمع كثير من الرواة والعدد الكثير أولى بالحفظ من الواحد، وقوله "وكان لها زوج حر" من قول الأسود رحمه الله كما في رواية أبي عوانة عن منصور عند البخاري وغيره.

۲۰۷۵- أخرجه البخاري، الطلاق، باب شفاعة النبي ﷺ في زوج بريرة، ح: ۵۲۸۳ من حديث عبد الوهاب الثقفي به.

أَنْظُرْ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا وَيَبْكِي. وَذَمُّوهُ تَسِيلَ عَلَى خَدِّهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: «يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعَجَّبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثِ بَرِيرَةَ، وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا؟» فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ رَأَيْتَنِي، فَإِنَّهُ أَبُو وَلَدِكَ» قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: «إِنَّمَا أَشْفَعُ» قَالَتْ: لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ.

پر آنسو بہہ رہے ہیں تو نبی ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے عباس! کیا آپ کو تعجب نہیں ہوتا کہ مغیث بریرہ سے (شدید) محبت کرتا ہے اور بریرہ (رضی اللہ عنہا) مغیث (رضی اللہ عنہ) سے (شدید) نفرت کرتی ہے؟“ (ایک بار) نبی ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”کاش! تم ان سے رجوع کر لو! آخر وہ تمہارے بچوں کے باپ ہیں۔“ انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ مجھے حکم فرما رہے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں تو سفارش کرتا ہوں۔“ تو انھوں نے کہا: مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر خاوند اور بیوی دونوں غلام ہوں، پھر عورت آزاد ہو جائے تو اسے اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ چاہے اس خاوند کے ساتھ رہے چاہے تو الگ ہو جائے۔ ② الگ ہونے کا فیصلہ کر لینے سے پہلا نکاح ختم ہو جاتا ہے لیکن نئے نکاح کے ساتھ وہ دوبارہ اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو رجوع کرنے کا جو مشورہ دیا اس کا یہی مطلب ہے کہ دوبارہ نکاح کر لو۔ ③ اگر پہلے خاوند آزاد ہو جائے تو بیوی کو یہ اختیار نہیں ہوتا۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے مشورے اور حکم میں شرعی طور پر فرق ہے۔ حکم ماننا فرض ہے اور مشورہ تسلیم کرنا فرض نہیں، مومن اپنے حالات کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو رجوع کا حکم نہیں دیا کیونکہ شریعت نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو جو حق دیا تھا رسول اللہ ﷺ انھیں اس سے محروم نہیں کر سکتے تھے۔ ⑥ محبت اور نفرت فطری چیزیں ہیں۔ عام معاملات میں کسی کو کسی چیز سے محبت یا نفرت پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، البتہ ارادے سے کی جانے والی محبت کا تعلق ایمان سے ہے جس میں اللہ عز و جل کی محبت رسول اللہ ﷺ کی محبت اور نیک لوگوں سے محبت شامل ہے۔

۲۰۷۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۲۰۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے تین سنین قائم ہوئیں (اور تین شرعی مسائل معلوم ہوئے): (ایک یہ کہ) جب وہ آزاد ہوئیں تو انھیں اختیار دیا گیا۔ اور ان کا

## ۱۰۔ أبواب الطلاق

غلام اور لونڈی کے نکاح سے متعلق احکام و مسائل

أُغْتِقَتْ. وَكَانَ زَوْجُهَا مَمْلُوكًا. وَكَانُوا يَصَّدَّقُونَ عَلَيْهَا فَتَهْدِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَقُولُ: «هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ، وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ» وَقَالَ: «أَلَوْلَاءَ لِمَنْ أُغْتِقَ».

خاندان غلام تھا۔ (دوسری یہ کہ) لوگ انہیں صدقہ دیتے تھے وہ (اس سے کچھ) نبی ﷺ کو ہدیہ دے دیتی تھیں۔ نبی ﷺ فرماتے تھے: ”یہ اس پر صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔“ (تیسری یہ کہ) نبی ﷺ نے فرمایا: ”ولاء اسی کا ہے جو آزاد کرے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ملکیت بدلنے سے چیز کا حکم بدل جاتا ہے۔ کسی غریب آدمی کو صدقے میں کوئی چیز ملے اور وہ کسی دولت مند کو تحفے کے طور پر پیش کر دے یا دولت مند اس سے وہ چیز خرید لے تو دولت مند کے لیے وہ چیز صدقے کے حکم میں نہیں ہوگی۔ ② ”ولاء“ سے مراد وہ تعلق ہے جو آزاد کرنے والے اور آزاد ہونے والے کے درمیان آزاد کرنے کی وجہ سے قائم ہوتا ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے آزاد ہونے والا اسی خاندان کا فرد سمجھا جاتا ہے جس سے آزاد کرنے والے کا تعلق ہے۔ آزاد ہونے والے کا اگر کوئی اور وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوتا ہے۔ اس کو حق ولاء کہا جاتا ہے۔

۲۰۷۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُمِرْتُ بِرَبْرَةٍ أَنْ تَعْتَدَ ثَلَاثَ حِيَصٍ.

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو تین حیض عدت گزارنے کا حکم دیا گیا۔

🌞 فائدہ: لونڈی کو آزاد ہونے سے نکاح فسخ کرنے کا جو اختیار حاصل ہوتا ہے اگر وہ اس اختیار کو استعمال کر کے الگ ہو جائے تو طلاق کی طرح تین حیض عدت گزارنی پڑے گی۔

۲۰۷۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ نَوْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَدْنَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَيَّرَ بَرِيرَةَ.

رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو اختیار دیا۔

۲۰۷۷۔ [حسن] وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله موثقون" \* سفیان الثوري عنن، وتقدم، ح: ۱۶۲، وفيه علة أخرى، وأخرج أبو داود، ح: ۲۲۳۲ من حديث ابن عباس: "وأمرها (النبي ﷺ يعني بريرة) أن تعتد"، وهو في صحيح البخاري، ح: ۵۲۸۰ مختصراً جداً، وروى أحمد عن عفان عن همام - حديث ابن عباس مطولاً - وفيه: أنها تعتد عدة الحرة، ولم أجد ما يخالفه.

۲۰۷۸۔ [إسناده حسن] وله شواهد عند البخاري، الطلاق، باب (۱۷)، ح: ۵۲۸۴ وغيره، فالحديث صحيح.

۱۰۔ ابواب الطلاق ..... لونڈی کی طلاق اور عدت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۳۰) - بَابُ: فِي طَلَاكِ الْأَمَةِ

وَعِدَّتُهَا (التحفة ۳۰)

باب: ۳۰۔ لونڈی کی طلاق اور

عدت کا بیان

۲۰۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ،  
وَلِإِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ. قَالَ حَدَّثَنَا  
عُمَرُ بْنُ شَيْبٍ الْمُسْلِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
عَمِيٍّ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «طَلَاقُ الْأَمَةِ اثْنَتَانِ،  
وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ».

۲۰۷۹۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لونڈی کی طلاقات دو ہیں  
اور اس کی عدت دو حیض ہے۔“

۲۰۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:  
حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ  
مُطَاهِرِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ  
عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «طَلَاقُ الْأَمَةِ  
تَطْلِيقَتَانِ. وَفَرْؤُهَا حَيْضَتَانِ».

۲۰۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی  
ﷺ نے فرمایا: ”لونڈی کی طلاقات دو ہیں اور اس (کی  
عدت) کے حیض بھی دو ہیں۔“

قَالَ أَبُو عَاصِمٍ: فَذَكَرْتُه لِمُطَاهِرٍ. فَقُلْتُ:  
حَدَّثَنِي كَمَا حَدَّثْتَ ابْنَ جُرَيْجٍ. فَأَخْبَرَنِي  
عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ  
قَالَ: «طَلَاقُ الْأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ. وَفَرْؤُهَا  
حَيْضَتَانِ».

ابو عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس حدیث کا مظاہر  
سے ذکر کیا اور کہا: آپ مجھ سے اسی طرح حدیث بیان  
کریں جس طرح ابن جریج سے بیان کی ہے چنانچہ  
انہوں نے قاسم کے واسطے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”لونڈی کی دو  
طلاقات ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہے۔“

۲۰۷۹۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۳۸/۴ وغيره من حديث عمر بن شبيب به، وقال: "نفرد به عمر بن  
شبيب مرفوعاً وكان ضعيفاً، والصحيح عن ابن عمر ما رواه سالم ونافع عنه من قوله"، وفيه علة أخرى، وانظر،  
ح: ۳۷.

۲۰۸۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب في سنة طلاق العبد، ح: ۲۱۸۹، والترمذي، ح: ۱۱۸۲  
من حديث أبي عاصم به، وقال أبو داود: "هو حديث مجهول"، وقال الترمذي: "غريب" \* "مظاہر" ضعيف كما  
في التقریب وغيره.

فائدہ: امام مالک نے موطا میں حضرت عثمانؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے فتوے ذکر کیے ہیں کہ غلام دو طلاقیں دے سکتا ہے اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے، یعنی طلاق میں خاوند کی آزادی اور غلامی کا اعتبار ہوگا اور عدت میں عورت کا یعنی آزاد عورت کی عدت تین حیض اور لونڈی کی عدت دو حیض ہوں گے۔ (موطا امام مالک، الطلاق، باب ما جاء في طلاق العبد: ۱۱۸/۲) بہر حال مذکورہ دونوں احادیث ضعیف ہیں تاہم آج ہمارے صحابہ سے یہی بات ثابت ہے کہ غلام اگر اپنی بیوی کو طلاق دے گا چاہے وہ بیوی آزاد ہو یا لونڈی تو اس کے لیے دو طلاقیں ہی تین طلاقیں کے قائم مقام ہوں گی۔ اور مختلف اوقات میں دو طلاقیں دینے کے بعد وہ رجوع نہیں کر سکتا تا آنکہ وہ مطلقہ کسی دوسری جگہ یا قاعدہ نکاح نہ کرے۔

## باب طَلَقِ الْعَبْدِ

باب: ۳۱۔ غلام کی طلاق کا بیان

(النفحة ۳۱)

۲۰۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

۲۰۸۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَيُّوبَ الْعَافِقِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ [إِنَّا] سَيِّدِي زَوَّجَنِي أَمَتَهُ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، قَالَ، فَصَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَنْبَرَ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يَزُوجُ عَبْدَهُ أَمَتَهُ ثُمَّ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا؟ إِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ أَخَذَ بِالسَّاقِ».

ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے آقا نے اپنی لونڈی سے میرا نکاح کر دیا تھا۔ اب وہ اسے مجھ سے جدا کرنا چاہتا ہے۔ راوی حدیث ابن عباسؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ”لوگو! کیا وجہ ہے کہ کوئی شخص اپنے غلام سے اپنی لونڈی کا نکاح کر دیتا ہے پھر ان دونوں میں جدائی ڈالنا چاہتا ہے؟ طلاق دینا تو اسی کا حق ہے جس نے پنڈلی کو پکڑا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سند ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

اسے شواہد کی وجہ سے حسن قرار دیا ہے نیز ہمارے شیخ نے بھی اس کے شواہد کا تذکرہ کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر حسن بن جاتی ہے جو علمائے محققین کے نزدیک قابل عمل اور قابل

۲۰۸۱۔ [إسناده ضعيف] قال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة"، وانظر، ح: ۳۳۰، وللحديث شواهد عند الدارقطني وغيره، وانظر نصب الرأية: ۱۶۵/۴، والطبراني: ۱۱/۳۰۱، ح: ۱۱۸۰۰ وغيرهما، ولم يصح منها شيء، وفي القرآن غنية عن هذا الحديث وغيره، راجع التعليق المغني على سنن الدارقطني: ۳۷/۴، وله شواهد مرفوعة، ومرفوعة، والقرآن يعضده.

حجت ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۸/۱۱۰۱۰۹۱۰۸) ① غلام کو نکاح کرنے کے لیے آقا کی اجازت کی ضرورت ہے لیکن جب نکاح ہو جائے تو آقا اس کا نکاح منع نہیں کر سکتا۔ ② طلاق دینا خاوند کا حق ہے چاہے خاوند آزاد ہو یا غلام۔ کسی اور کو حق نہیں کہ اسے بیوی سے علیحدگی پر مجبور کرے۔ ③ ”پنڈلی پکڑنا“ ان بے تکلفانہ تعلقات کی طرف اشارہ ہے جو خاوند اور بیوی میں ہوتے ہیں۔ آقا جب اپنی لونڈی کا نکاح کسی سے کر دے تو اسے یہ حق حاصل نہیں رہتا کہ لونڈی کے اعضائے مستورہ کو دیکھے یا چھوئے۔ یہ حق خاوند کا ہوتا ہے۔ اسی طرح طلاق بھی خاوند ہی کا حق ہے۔

(المعجم ۳۲) - بَابُ مَنْ طَلَّقَ أَمَةً

تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ اشْتَرَاهَا (التحفة ۳۲)

باب: ۳۲۔ لونڈی کو دو طلاقیں

دینے کے بعد خرید لینا

۲۰۸۲۔ حضرت ابو الحسن مولیٰ بنونوفل رحمہ اللہ سے

روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ اگر غلام اپنی بیوی کو (جو کسی کی لونڈی ہو) دو طلاقیں دے دے پھر وہ دونوں آزاد ہو جائیں تو کیا وہ اس سے (دوبارہ) نکاح کر سکتا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ ان سے کہا گیا: (آپ یہ مسئلہ) کس سے (روایت کرتے ہیں؟) انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ دیا تھا۔

۲۰۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

ابْنِ زَنْجَوَيْهِ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُعْتَبٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ، مَوْلَى بَنِي نُوْفَلٍ. قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ طَلْقِ امْرَأَتِهِ تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ [أَعْتَقَهَا]. يَتَزَوَّجُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقِيلَ لَهُ: عَمَّنْ؟ قَالَ: قَضَى بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: ابو الحسن

نے اپنی گردن پر بہت بڑی چٹان اٹھالی ہے۔

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

الْمُبَارَكِ: لَقَدْ تَحَمَّلْتُ أَبُو الْحَسَنِ هَذَا صَخْرَةً عَظِيمَةً عَلَى عُنُقِهِ.

فائدہ: چٹان اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے یہ روایت کر کے اپنے سر پر بہت بڑی ذمہ داری کا بوجھ اٹھالیا ہے۔ یہ روایت ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔

باب: ۳۳۔ ام ولد کی عدت کا بیان

(المعجم ۳۳) - بَابُ عِدَّةِ أُمِّ الْوَلَدِ

(التحفة ۳۳)

۲۰۸۲۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في سنة طلاق العبد، ح: ۲۱۸۷ من حديث يحيى بن عمر بن معتب ضعيف كما في التقريب وغيره، ويدل السند على أن يحيى بن أبي كثير كان يروي عن الضعفاء أيضًا.

۲۰۸۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت  
 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ مَطْرِ الْوَرَّاقِ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيَّوَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: لَا تُفْسِدُوا عَلَيْنَا سُنَّةَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ. عِدَّةُ أُمِّ الْوَلَدِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

ہے انھوں نے فرمایا: ہم پر ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی سنت خلطہ ملط نہ کرو۔ ام ولد کی عدت چار مہینے دس دن ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ام ولد سے مراد وہ لونڈی ہے جس سے اس کے مالک کی اولاد پیدا ہو۔ ② ام ولد کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ”جو لونڈی اپنے آقا سے اولاد جنے تو وہ اسے نہ بیچے نہ ہیہ کرے نہ اسے وراثت میں کسی کے حوالے کرے وہ (زندگی میں) اس سے فائدہ اٹھاتا رہے جب مر جائے تو وہ عورت آزاد ہے۔“ (موطأ امام مالک، العتق والولاء، باب عتق أمهات الأولاد: ۲۹۱/۲) ③ چونکہ ام ولد اپنے مالک کی وفات کی وجہ سے آزاد ہو جاتی ہے اس لیے اس کی عدت آزاد عورت والی عدت ہے۔ ام ولد کی عدت کی بابت اختلاف ہے دیکھیے: (المغنی لابن قدامة: ۲۶۲/۱-۲۶۳) ④ یہ روایت بعض کے نزدیک صحیح ہے۔

(المعجم ۳۴) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الزَّيْنَةِ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا (التحفة ۳۴)  
 باب: ۳۴۔ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اسے زیب و زینت کرنا منع ہے

۲۰۸۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ام المومنین حضرت ام سلمہ اور ام المومنین  
 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنبَأَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْنَبَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ تَحَدَّثُ أَنَّهَا سَمِعَتْ أُمَّ سَلَمَةَ وَأُمَّ حَبِيبَةَ تَذْكُرَانِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کی ایک بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھیں خراب ہو گئی ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ (آنکھوں کے علاج کے لیے) اس

۲۰۸۳۔ [استادہ ضعیف] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب في عدة أم الولد، ح: ۲۳۰۸ من حديث سعيد به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۳۳، والحاكم على شرط الشيخين: ۲/۲۰۹، ووافقه الذهبي، وقال أحمد: "لهذا حديث منكر"، وقال الدارقطني: "هو مرسل"، لأن قبصة لم يسمع من عمرو" ۳۱/۴، وتبعه البيهقي، فالسند معلل.

۲۰۸۴۔ أخرجه البخاري، الطلاق، باب تحد المتوفى عنها أربعة أشهر وعشراً، ح: ۵۳۳۶ من حديث حميد بن نافع به، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة... الخ، ح: ۱۴۸۸، ۱۴۸۶/۶۱ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره.



فَقَالَتْ: إِنَّ ابْنَةَ لَهَا تُؤَفِّي عَنْهَا زَوْجَهَا. فَاشْتَكَتْ عَيْنَهَا. فَهِيَ تُرِيدُ أَنْ تَكْثَلَهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَزْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ. وَإِنَّمَا هِيَ: أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

کی آنکھوں میں سرمہ لگائے (تو کیا یہ جائز ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(جاہلیت میں تو) عورت سال پورا گزرنے پر یتگی پھینکا کرتی تھی۔ (اسلامی شریعت میں تو) یہ عدت صرف چار مہینے دس دن ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① وفات کی عدت کے دوران میں زیور وغیرہ پہننے اور زینت کی اشیاء کے استعمال سے اجتناب ضروری ہے۔ لباس بھی سادہ پہننا چاہیے۔ ② عدت کے دوران میں علاج کے طور پر بھی ایسی چیز کا استعمال جائز نہیں جو زینت کے لیے استعمال ہوتی ہو مثلاً: آنکھوں میں سرمہ لگانا یا ہاتھوں پر مہندی لگانا۔ اس دوران میں علاج کے لیے دوسری اشیاء استعمال کریں۔ ③ وفات کی عدت چار ماہ دس دن ہے البتہ اگر عورت امید سے ہو تو اس کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے خواہ پیدائش چار ماہ دس دن کی مدت گزرنے سے پہلے ہو جائے یا اس مدت کے بعد ہو۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۰۲۷۷-۲۰۳۰) ④ اسلام کے احکام غیر اسلامی رسم و رواج سے بہتر بھی ہیں اور آسان بھی اس لیے ان میں اگر کوئی مشکل محسوس ہو تو اسے برداشت کرتے ہوئے شرعی احکام ہی پر عمل کرنا چاہیے۔ ⑤ یتگی پھینکنے سے جاہلیت کے دور کی ایک رسم کی طرف اشارہ ہے۔ اس زمانے میں جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تھا تو وہ جھونپڑی میں رہائش پذیر ہو جاتی پرانے کپڑے پہن لیتی، کوئی خوشبو وغیرہ استعمال نہ کرتی۔ پورا سال اس طرح گزارنے کے بعد جب وہ باہر آتی تو اونٹ کی ایک یتگی لے کر پھینک دیتی۔ یہ گویا اس بات کا اظہار ہوتا کہ فوت شدہ خاوند کی محبت میں ایک سال کا سوگ میرے لیے ایسے ہی معمولی ہے جیسے ایک یتگی اٹھا کر پھینک دینا۔ اسلام نے اس رسم بد کا خاتمہ کر دیا۔ (صحیح البخاری، الطلاق، باب تحد المتوفی عنها أربعة أشهر وعشرا)

(المعجم ۳۵) - بَابُ: هَلْ تُحَدُّ الْمَرْأَةُ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا (التحفة ۳۵)

باب: ۳۵۔ کیا عورت خاوند کے علاوہ کسی اور کا سوگ بھی کر سکتی ہے؟

۲۰۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۰۸۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”عورت کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کے سوگ کی فوت ہونے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔“

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ أَنْ تُحَدَّ عَلَى مَيِّتٍ»

فَوْقَ ثَلَاثٍ. إِلَّا عَلَى زَوْجٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① خاوند کے علاوہ دوسرے قریبی رشتے داروں کی وفات پر بھی افسوس کے اظہار کے لیے زیب و زینت نہ کرنا درست ہے۔ ② اظہار افسوس کے لیے تین دن تک زینت ترک کرنی چاہیے۔ ③ خاوند کی وفات پر پوری عدت کے دوران میں زیب و زینت سے پرہیز کیا جائے۔

۲۰۸۶۔ حَدَّثَنَا هَذَا بْنُ السَّرِيِّ: نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ كِي زَوْجِهِ مُحْتَرَمَةً فَحَفْصَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةِ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَحْدُثَ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ. إِلَّا عَلَى زَوْجٍ».

۲۰۸۶۔ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کے سوا کسی فوت ہونے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔“

۲۰۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُحْدُثُ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا امْرَأَةٌ تُحْدُثُ عَلَى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَضْبُوعًا، إِلَّا ثَوْبَ عَصَبٍ. وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَطْلُبُ إِلَّا عِنْدَ أَذْنَى طَهْرٍهَا، يَنْبَذُهُ مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَطْفَارٍ».

۲۰۸۷۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کسی فوت ہونے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرنے مگر بیوی اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ (اس دوران میں) وہ رنگین کپڑا نہ پہنے مگر کچھ سفید کچھ رنگین کپڑا پہن سکتی ہے اور سرمہ نہ لگائے اور خوشبو نہ لگائے مگر (ماہواری سے فارغ ہو کر) غسل کے موقع پر تھوڑی سی عود ہندی یا الطافار خوشبو استعمال کر لے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① [ثَوْبَ عَصَبٍ] سے مراد خاص قسم کا کپڑا ہے جو یمن میں بنتا تھا۔ کاتے ہوئے سوت

۲۰۸۶۔ أخرجه مسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذلك إلا ثلاثة أيام، ح: ۱۴۹۰/۶۴ من حديث يحيى بن سعيد به.

۲۰۸۷۔ أخرجه البخاري، الطلاق، باب تلبس الحادة ثياب العصب، ح: ۵۳۴۲، ۵۳۴۳، ومسلم، الطلاق، الباب السابق، ح: ۹۳۸ بعد، ح: ۱۴۹۱ من حديث هشام به.

## ۱۰۔ ابواب الطلاق

والدین کے حکم پر بیوی کو طلاق دینے سے متعلق احکام و مسائل

کو گرہ دے کر رنگا جاتا تھا۔ گرہ کے اندر رنگ اثر نہ کرتا جب کھولتے تو کچھ دھاگا سفید ہوتا، کچھ رنگ دار۔ اس دھاگے سے جو کپڑا بنا جاتا تھا اس میں بھی سفیدی اور رنگ بے ترتیب انداز سے موجود ہوتے۔ اسے [نُوبُ عَصَبٍ] کہتے تھے جس کا ترجمہ: ”کچھ سفید، کچھ رنگین کپڑا“ کیا گیا ہے۔ ⑤ عدت کے دوران میں اس قسم کا کپڑا پہننا جائز ہے کیونکہ اس میں سفید رنگ کافی مقدار میں موجود ہونے کی وجہ سے کپڑا شوخ رنگ کا نہیں رہتا۔ ⑥ عدت کے دوران میں خوشبو کا استعمال درست نہیں۔ ⑦ ماہواری کے غسل کے بعد خوشبو کا پھویا مقام مخصوص میں رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جسم کی ناگوار بو ختم ہو جائے۔

(المعجم ۳۶) - بَابُ الرَّجُلِ بِأَمْرِهِ أَبُوهُ

باب: ۳۶۔ اگر مرد کو اس کا والد

بِطَّلَاقِ أَمْرَائِهِ (النتحة ۳۶)

بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے تو؟

۲۰۸۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

انھوں نے فرمایا: میرے نکاح میں ایک عورت تھی مجھے

وہ پسند تھی لیکن ابا جان اسے پسند نہیں کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ ﷺ

نے مجھے حکم دیا کہ اسے طلاق دے دوں چنانچہ میں نے

اسے طلاق دے دی۔

۲۰۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، وَعُثْمَانُ

ابْنُ عُمَرَ. قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُبَيْبٍ،

عَنْ خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ

حُمَيْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ تَخْبِي أَمْرَاءَهُ. وَكُنْتُ

أُحِبُّهَا. وَكَانَ أَبِي يُبْغِضُهَا. فَذَكَرَ ذَلِكَ

عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَأَمَرَنِي أَنْ أَطْلُقَهَا.

فَطَلَقْتُهَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① عام طور پر والدین کو اولاد کی خوشی محبوب ہوتی ہے اور بعض اوقات وہ اولاد کی خوشی کے

لیے ناگوار باتیں بھی برداشت کر لیتے ہیں۔ اس صورت میں اگر والدین اپنی بہو سے جگ ہیں تو عموماً کوئی

معتول وجہ ہوتی ہے۔ خاص طور پر والد بلا وجہ بیٹے کو یہ حکم نہیں دے سکتا کہ بیوی کو طلاق دے دے۔

② والدین کی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھنا والدین سے حسن سلوک میں شامل ہے۔ ③ اگر والدین اپنے بیٹے کو

ناجائز طور پر یہ حکم دیتے ہیں کہ بیوی کو طلاق دے دو تو بہتر ہے ادب و احترام سے والدین کو اپنی بات سمجھانے کی

کوشش کی جائے۔ اگر وہ پھر بھی اپنی رائے پر اصرار کریں تو ان کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ والدین کو غلط حکم دینے کا

۲۰۸۸۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الأدب، باب في بر الوالدين، ح: ۵۱۳۸ من حديث يحيى القطان به،

وقال الترمذي، ح: ۱۱۸۹، حسن صحيح.

گناہ ہوگا جب کہ بیٹے کو والدین کے حکم کی تعمیل کا ثواب ہوگا۔

۲۰۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۲۰۸۹- حضرت ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ  
عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
أَنَّ رَجُلًا أَمَرَهُ أَبُوهُ أَوْ أُمُّهُ - شَكَّ شُعْبَةُ -  
أَنْ يُطَلِّقَ امْرَأَتَهُ. فَجَعَلَ عَلَيْهِ مِائَةَ مُحَرَّرٍ.  
فَأَتَى أَبَا الدَّرْدَاءِ. فَإِذَا هُوَ يُصَلِّي الصُّحَى  
وَيُطِيلُهَا. وَصَلَّى مَا بَيْنَ الطُّغْرِ وَالْعَصْرِ.  
فَسَأَلَهُ. فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: أَوْفِ بِنَذْرِكَ،  
وَبَرِّ وَالذِّنْكَ.

کہ ایک آدمی کو اس کے والد یا والدہ نے حکم دیا کہ اپنی  
بیوی کو طلاق دے دے تو اس نے سو غلام آزاد کرنے  
کی نذر مان لی۔ (اگر وہ بیوی کو طلاق دے تو سو غلام  
آزاد کرے گا۔) وہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو  
دیکھا کہ وہ صبح کی نماز پڑھ رہے ہیں اور  
اسے طویل کرتے جاتے ہیں۔ (ظہر کی نماز کے بعد  
بھی) انھوں نے ظہر سے عصر تک (نفل) نماز ادا کی۔  
(آخر جب موقع ملا تو) اس نے ان سے مسئلہ پوچھا۔  
حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر اور  
والدین کی فرمانبرداری کر۔



وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ

ﷺ يَقُولُ: «الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ،  
فَحَافِظُ عَلَى وَالِذِّنْكَ، أَوْ ائْتُرْكَ».

ﷺ سے (یہ فرمان) سنا ہے: ”باپ جنت کا درمیان والا  
دروازہ ہے۔ اب (تمھاری مرضی ہے) اپنے والدین کا  
خیال رکھو یا نہ رکھو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① والدین کی خدمت و اطاعت جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے۔ ② والدین کو خوش رکھنا

جنت میں جانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ③ مومن کو جنت کی بہت خواہش ہوتی ہے اس لیے والدین کی اطاعت  
کا بہت خیال رکھنا چاہیے تاکہ جنت مل سکے۔ ④ والدین اگر کسی ایسے کام کا حکم دیں جو شرعاً جائز ہے تو اس کی  
تعمیل کرنی چاہیے خواہ وہ دل کو ناگوار ہی ہو لیکن والدین کو بھی چاہیے کہ اولاد کے جائز جذبات کا لحاظ رکھیں۔  
⑤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نفل عبادات کا بہت شوق رکھتے تھے اس لیے برداشت کے مطابق نفل عبادات کا زیادہ سے  
زیادہ اہتمام کرنا چاہیے بشرطیکہ اس سے حقوق العباد میں خلل نہ پڑے۔

۲۰۸۹- [مسندہ حسن] أخرجه الترمذي، البر الوصلة، باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدین، ح: ۱۹۰۰ من  
حديث عطاء به، وقال: "لهذا حديث صحيح، وأبو عبد الرحمن السلمي اسمه عبد الله بن حبيب"، وصححه ابن حبان  
(موارد)، ح: ۲۰۲۳، والحاكم ۱۹۷/۲، ۱۵۲/۴، ووافقه الذهبي.

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۱) أَبْوَابُ الْكَفَّارَاتِ (التحفة ۹)

کفارے سے متعلق احکام و مسائل

باب ۱- رسول اللہ ﷺ کس

طرح قسم کھاتے تھے

(المعجم ۱) - بَابُ يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

الَّتِي كَانَ يَخْلِفُ بِهَا (التحفة ۱)

۲۰۹۰- حضرت رفاعہ بن عرابہ جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب قسم کھاتے تو یوں فرماتے: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔“

۲۰۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَلَفَ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ».

۲۰۹۱- حضرت رفاعہ بن عرابہ جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اللہ کے سامنے گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ جو قسم کھاتے تھے وہ یوں ہوتی تھی: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔“

۲۰۹۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ عَرَابَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، الَّتِي يَخْلِفُ بِهَا، أَشْهَدُ عِنْدَ اللَّهِ «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ».

۲۰۹۰- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۶/۴ بإسناد صحيح عن الأوزاعي به \* ويحيى صرح بالسماع عنده، تقدم طرفة، ح: ۱۳۶۷، وانظر الحديث الآتي، ح: ۴۲۸۵.

۲۰۹۱- [صحیح] أخرجه ابن أبي عاصم في الأحاد والمثنائي: ۲۴/۵، ح: ۲۵۶۰ عن هشام بن عمار به، وانظر الحديث السابق.

**🌞 فوائد و مسائل:** ① ضرورت کے وقت مخاطب کو اپنی بات کا یقین دلانے کے لیے یا تاکید کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔ ② قسم کے لیے جس طرح اللہ کا نام لیا جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے۔ ③ قسم کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ اس بات پر گواہ ہے کہ فلاں معاملہ یوں ہے۔ اب اگر یہ بیان جھوٹ ہے تو اس موقع پر اللہ کا نام لینا بہت بڑی گستاخی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جھوٹ پر گواہ نہیں بن سکتا۔

۲۰۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ ۲۰۹۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اکثر ان الفاظ کے  
ابْنُ رَجَاءِ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَبْدِ بْنِ إِسْحَاقَ، ساتھ قسم کھاتے تھے: "دلوں کو پھرنے والے کی قسم!  
عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيہ (بات اس طرح) نہیں۔"  
قَالَ: كَانَتْ أَكْثَرُ أَيْمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ:  
«لَا. وَمُصْرَفِ الْقُلُوبِ».

**🌞 فائدہ:** مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے نیز صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے «لَا وَمُصْرَفِ الْقُلُوبِ» کی بجائے «لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ» کے الفاظ مروی ہیں۔ بتائیں ان الفاظ کے ساتھ قسم کھانا جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة رقم: ۲۰۹۰، وسنن ابن ماجہ بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ۲۰۹۲)

۲۰۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۰۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ: ح. وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ کی قسم ہوتی تھی:  
ابْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ «لَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ» "نہیں! اور میں اللہ سے مغفرت  
عِيسَى، جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ اور بخشش کا طالب ہوں۔"  
أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «لَا. وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ».

۲۰۹۲- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، الحلف بمصرف القلوب، ح: ۳۷۹۳ من حديث عبد الله بن رجاء به، وفيه غلط، منها تعة الزهري، وأخرج البخاري، ح: ۶۶۱۷ وغيره عن عبد الله بن عمر قال: "كثيراً ما كان النبي ﷺ يحلف لا ومقلب القلوب" وهو الصواب.

۲۰۹۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الأيمان والنذور، باب ماجاء في يمين النبي ﷺ ما كانت، ح: ۳۷۶۵ من حديث محمد بن هلال به، قلت: هلال مستور لم يوثقه غير ابن حبان، والله أعلم.

🌟 فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اور یہ جملہ قسم نہیں بلکہ قسم سے مشابہ ہے۔ اس کی اصل یہ ہو سکتی ہے:

[لَا وَاللَّهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ] (بذل المحمود)

(المعجم ۲) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُخْلِفَ

باب: ۲- اللہ کے سوا کسی کی قسم

بِغَيْرِ اللَّهِ (التحفة ۲)

کھانے کی ممانعت کا بیان

۲۰۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ  
الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ  
الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ،  
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
سَمِعَهُ يَخْلِفُ بِأَبِيهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
«إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تُخْلِفُوا بِآبَائِكُمْ» قَالَ:  
عُمَرُ: فَمَا حَلَفْتُ بِهَا ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

۲۰۹۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنے باپ کی قسم کھاتے سنا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہیں باپوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں نے (کبھی) باپ دادا کی قسم نہیں کھائی نہ اپنی طرف سے نہ کسی کی بات نقل کرتے ہوئے۔

🌟 فوائد و مسائل: ① اہل عرب کی عادت تھی کہ باپ کی قسم کھا لیا کرتے تھے اس لیے نبی ﷺ نے منع فرما دیا۔ ② اللہ کے سوا کسی کی قسم کھانا جائز نہیں خواہ باپ کی ہو یا دادا کی یا استاد کی یا پیر کی یا بزرگ کی یا کسی ولی کی یا نبی کی جیسے بعض لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یا ”چچن پاک“ کی قسم کھا لیتے ہیں۔ یہ سب حرام ہے۔ ③ نقل کا مطلب یہ ہے کہ مثال کے طور پر کسی کی بات کرتے ہوئے کہا جائے کہ ”فلاں نے کہا: قسم ہے پیر و پیکر کی! میں سچ کہہ رہا ہوں۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم کی اس حد تک تعمیل کی کہ کسی کی بات بیان کرتے ہوئے بھی یہ نہیں کہا: ”فلاں کہہ رہا تھا: قسم ہے لات و عزری کی!“ ④ نامناسب الفاظ کو زبان سے نکالنے سے پرہیز کرنا چاہیے کسی کی بات سنانے کی ضرورت پڑ جائے تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ اس نے لات و عزری کی قسم کھا کر یوں کہا جیسے ہم کسی کی گالی نقل کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں: فلاں نے ماں کی گالی دی گالی کے الفاظ نہیں دہراتے۔

۲۰۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۰۹۴- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب لا تحلفوا بآبائكم، ح: ۶۶۴۷ من حديث الزهري به، ومسلم، الأيمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى، ح: ۱۶۴۶ من حديث ابن عينة وغيره.

۲۰۹۵- أخرجه مسلم، الأيمان، باب من حلف باللات والعزرى فليقل: «لا إله إلا الله»، ح: ۱۶۴۸ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ  
الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ: قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي،  
وَلَا بِأَبَائِكُمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① [طواغی] کا واحد [طاغیہ] ہے، یعنی سرکش۔ بت کو طاغیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ بندوں کے شرک اور سرکشی کا باعث بنتا ہے۔ ② بت کی قسم اصل میں اس شخص کی اہمیت اور تعظیم کی وجہ سے کھائی جاتی ہے جس کی صورت پر وہ بت بنایا گیا ہے اس طرح یہ بھی اصل میں بزرگوں اور پیروں کی قسم ہے۔ اور غیر اللہ کی قسم حرام ہے۔

۲۰۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْرَائِيلَ  
الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ  
الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ  
حَلَفَ، فَقَالَ فِي يَمِينِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى،  
فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ».

🌞 فائدہ: ایک نو مسلم جو کفر کی حالت میں غیر اللہ کی قسم کھانے کا عادی تھا، ہو سکتا ہے اسلام لانے کے بعد اس کے منہ سے پرانی عادت کے مطابق بلا ارادہ یہ شریک الفاظ نکل جائیں اور بعد میں اسے غلطی کا احساس ہو تو ایسے موقع پر اسے چاہیے کہ دوبارہ توحید کا اقرار کرتے ہوئے لا الہ الا اللہ کہہ لے تاکہ یہ نکلے اس کے شریک الفاظ کا کفارہ بن جائے تاہم اس طرح کی غلطی سے آدمی مرتد نہیں ہوتا۔

۲۰۹۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنُ  
ابْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ. قَالََا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ  
آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «كَبُرَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ».

۲۰۹۶۔ أخرجه البخاري، الأدب، باب من لم ير إكفار من قال ذلك متأولا أو جاهلا، ح: ۶۱۰۷، ومسلم، الإيمان، الباب السابق، ح: ۱۶۴۷ (ب) من حديث الأوزاعي به، وللحديث طرق أخرى عن الزهري به.  
۲۰۹۷۔ [صحيح] أخرجه النسائي، الإيمان والنذور، الحلف باللات والعزى، ح: ۳۸۰۸ من حديث أبي إسحاق به، وهو صرح بالسماع عند النسائي في رواية، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۷۸.



وَحَدَّثَنَا لَا شَرِيكَ لَهُ [۱] ”اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں۔“ پھر بائیں طرف تین بار تھوک دواور (شیطان سے) اللہ کی پناہ مانگو اور دوبارہ یہ غلطی نہ کرنا۔“

مُضَعَبُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدِ قَالَ: حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. ثُمَّ انْفِثْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثًا. وَتَعَوَّذْ. وَلَا تَعُدْ».

باب: ۳۔ اسلام کے علاوہ دوسرے

(المعجم ۳) - بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ

مذہب (میں چلے جانے) کی قسم کھانا

الْإِسْلَامِ (التحفة ۳)

۲۰۹۸۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۰۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اسلام کے علاوہ دوسرے مذہب (میں چلے جانے) کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو وہ ویسے ہی ہے جیسے اس نے کہا۔“

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الصَّحَّاحِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا، فَهُوَ كَمَا قَالَ».

فوائد و مسائل: ① دوسرے مذہب کی قسم کا مطلب یہ ہے کہ اس نے کہا: ”اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو میں یہودی ہوں“ یا کہا: ”اگر میں جھوٹ کہوں تو کافر ہو جاؤں۔“ اس انداز کی قسم سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ② حافظ صلاح الدین یوسف رضی اللہ عنہ اس کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ اگر قسم کھاتے وقت اس کا ارادہ بھی یہی تھا کہ اگر اس نے یہ کام کیا تو وہ کفر کا راستہ اختیار کر لے گا تو وہ فی الفور کافر ہو جائے گا اور اگر اس کا مقصد دین اسلام پر استقامت کا اظہار تھا اور اس کا عزم تھا کہ وہ کبھی کفر کا راستہ اختیار نہیں کرے گا تو وہ کافر تو نہیں ہوگا لیکن اس کے لیے اس نے جو طریقہ اختیار کیا وہ غلط تھا اس لیے اسے توبہ و استغفار کا اہتمام کرنا چاہیے بلکہ بہتر ہے کہ دوبارہ کلمہ شہادت پڑھ کر تجدید اسلام کر لے۔ دیکھیے: (ریاض الصالحین (اردو) جلد: دوم حدیث: ۱۰۷۱ کے فوائد مطبوعہ دار السلام)

۲۰۹۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں

۲۰۹۹۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۲۰۹۸۔ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما جاء في قاتل النفس، ح: ۱۳۶۳ من حديث خالد، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلط تحریم قتل الإنسان نفسه وأن من قتل نفسه بشيء... الخ، ح: ۱۱۰ من حديث أبي قلابة به.

۲۰۹۹۔ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لتدليس بقية بن الوليد" • ابن محرز متروك (تقريب).

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَرَّرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يَقُولُ: أَنَا، إِذَا، لَيْهُودِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَوْجَبَتْ».

نے فرمایا: نبی ﷺ نے سنا کہ ایک آدمی کہہ رہا تھا: (اگر) یوں ہوا تو (یقیناً) میں اس وقت یہودی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(یہودیت یا دوزخ) واجب ہو گئی۔“

۲۱۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ وَعَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْبَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ الْحُسَيْنِ ابْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ الْإِسْلَامِ، فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ. وَإِنْ كَانَ صَادِقًا لَمْ يَعُدْ إِلَيَّ الْإِسْلَامَ سَالِمًا».

۲۱۰۰- حضرت بریدہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کہے: (اگر فلاں بات یوں ہوئی تو) میرا اسلام سے کوئی تعلق نہیں! پس اگر اس نے جھوٹ کہا تو وہ ویسے ہی ہو گیا جیسے اس نے کہا تھا (کافر ہو گیا)۔ اور اگر سچا ہوا تو بھی اسے پورا اسلام نصیب نہیں ہوگا۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① اس طرح کی قسم کھانا سخت منع ہے۔ ② اس انداز کی بات میں اسلام کی بے قدری پائی جاتی ہے جبکہ سچے مسلمان کی نظر میں اسلام سے قیمتی کوئی چیز نہیں اس کے لیے وہ جان بھی قربان کر سکتا ہے۔ پھر جس کی نظر میں اسلام کی یہ قدر ہو کہ معمولی باتوں پر اسلام سے خارج ہونے کے الفاظ بولنے لگے اس شخص کا اسلام کس قدر ادنیٰ اور کمزور ہوگا۔ ③ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی قسم کا کفارہ نہیں ہے اس کا عتاب اس کے دین کا نقصان قرار دیا گیا ہے۔

(المعجم ۴) - بَابُ مَنْ خَلَفَ لَهُ بِاللَّهِ  
فَلْيَرْضَ (التحفة ۴)

باب ۳- جسے اللہ کی قسم کھا کر کچھ بتایا جائے اسے تسلیم کر لینا چاہیے

۲۱۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا أَشْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ

۲۱۰۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک آدمی کو اپنے باپ کی

۲۱۰۰- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الأيمان والنذور، باب ما جاء في الحلف بالبراءة وبسلة غير الإسلام، ح: ۳۲۵۸ من حديث حسين بن واقد، وصححه المحاكم على شرط الشيخين: ۲۹۸/۴، ووافقه الذهبي.

۲۱۰۱- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۸۱/۱۰ من حديث أشباط بن محمد، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ۱۹۶۷ لعلته، قلت وحديث: "لا تحلفوا بأبائكم" صحيح متفق عليه من حديث عبد الله بن دينار عن ابن عمر به.

مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يَخْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ: «لَا تَخْلِفُوا بِآبَائِكُمْ. مَنْ خَلَفَ بِاللَّهِ فَلْيَصْدُقْ. وَمَنْ خَلَفَ لَهُ بِاللَّهِ فَلْيَرِضْ. وَمَنْ لَمْ يَرِضْ بِاللَّهِ، فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ».

قسم کھاتے سنا تو فرمایا: ”اپنے باپوں کی قسمیں نہ کھایا کرو۔ اور جو شخص اللہ کی قسم کھائے اسے چاہیے کہ سچ بولے۔ اور جس کے لیے (اس کے مطالبے پر) اللہ کی قسم کھائی جائے اسے چاہیے کہ (اس قسم پر) راضی ہو جائے۔ اور جو اللہ سے راضی نہیں ہوتا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سندا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۳۱۲/۸، رقم: ۳۶۹۸ و سنن ابن ماجہ بتحقیق الدكتور بشار عواد؛ حدیث: ۲۱۰۱) علاوہ ازیں مذکورہ روایت کے ایک ٹکڑے [لَا تَخْلِفُوا بِآبَائِكُمْ] کی تائید صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأیمان والنذور؛ حدیث: ۶۶۳۸) ② قسم دلانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر تو نے قسم کھائی تو میں اعتبار کر لوں گا۔ اب دوسرا شخص قسم کھاتا ہے اور قسم دلانے والا پھر بھی اعتبار نہیں کرتا تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی نظر میں قسم کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اگر یہ بات سچی تو پھر قسم دلانا ہی غلط تھا ورنہ تسلیم کرے۔ ③ قسم کھا کر جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ④ قسم صرف اللہ کی کھائی اور دینی چاہیے۔

۲۱۰۲۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ يَحْيَى بْنِ النَّصْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ. فَقَالَ: أَسْرَقْتَ؟ قَالَ: لَا. وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ. فَقَالَ عِيسَى: آمَنْتُ بِاللَّهِ، وَكَذَّبْتَ بِصُرِّي».

۲۱۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو فرمایا: کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! (میں نے چوری) نہیں (کی)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی آنکھ کو جھوٹی کہتا ہوں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ مومن کی قسم پر اعتبار کرنے کی مثال ہے کہ اس کی قسم پر اپنی آنکھوں دیکھی چیز کو رد کر دیا۔ ② ممکن ہے وہ چیز اسی شخص کی ہو جو اسے لے رہا تھا لیکن کسی خاص وجہ سے اس نے چھپ کر اٹھائی ہو۔

۱۲- أبواب الکفرات ..... قسم سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۵) - باب: الیَمِینُ جَنَّتْ

باب: ۵- قسم گناہ ہے یا نہ امت

أَوْ نَدَمَ (التحفة ۵)

۲۱۰۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ بَشَّارِ بْنِ كِدَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْحَلْفُ جَنَّتْ أَوْ نَدَمَ».

۲۱۰۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم توڑنا پڑتی ہے یا اس پر شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔“

☀️ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح روایت یہ ہے کہ غلط قسم توڑ کر کفارہ ادا کر دیا جائے اور جو کام صحیح ہو اسے کر لیا جائے۔ یہ اصرار نہ کیا جائے کہ میں نے فلاں کار فیہ نہیں کرنا کیونکہ میں نے قسم کھائی ہے۔

(المعجم ۶) - بابُ الْإِسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ

باب: ۶- قسم کے ساتھ ان شاء اللہ کہنا

(التحفة ۶)

۲۱۰۴- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَهُ ثَنِيَاءٌ».

۲۱۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے قسم کھائی اور ان شاء اللہ کہا تو اس کو اس شرط کا فائدہ ہوگا۔“

☀️ فائدہ: ان شاء اللہ کہنے سے قسم ختم ہو جاتی ہے پھر اگر وہ کام نہ کیا جائے جس کا ذکر کیا گیا تھا تو قسم توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا اور کفارہ نہیں دینا پڑے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قسم تا کیدی عزم ظاہر کرنے کے لیے ہوتی ہے اور ان شاء اللہ کا مطلب ہے اگر اللہ نے چاہا تو میں ایسا کروں گا۔ اور مستقبل کے کاموں میں بندے کو اللہ کی مرضی معلوم نہیں ہوتی تو اس میں گویا اس عزم کی نفی ہے اور یہ احتمال آگیا کہ ممکن ہے میں یہ کام کر سکوں یا نہ کر سکوں۔

۲۱۰۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى، ح: ۵۵۸۷ عن حديث أبي معاوية، حدثنا بشار بن كدام به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۷۵ • بشار ضعيف، ضعفه أبو زرعة وغيره، وروى الحاكم: ۳۰۳/۴، ۳۰۴ عن ابن عمر قال: "إنما اليمين مأمومة أو مندومة، وصححه، وفيه أحمد بن سهل البخاري شيخ الحاكم، لم أجده ل ترجمه.

۲۱۰۴- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الثوري والأيمن، باب ماجاء في الاستثناء في اليمين، ح: ۱۵۳۲ من حديث عبد الرزاق به، وذكر كلاماً، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۱۶۱۱۸، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۸۵، وله شاهد.



۲۱۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيَْادٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ وَاسْتَشَى، إِنْ شَاءَ رَجَعَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ، غَيْرَ حَائِثٍ».

۲۱۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قسم کھائی اور ان شاء اللہ کہا تو چاہے وہ (اپنے ارادے سے) رجوع کر لے چاہے (ارادہ قائم) رہنے دے (اور وہ کام کر لے جس کی قسم کھائی ہے) وہ قسم توڑنے والا (شار) نہیں ہوگا۔“

۲۱۰۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَوَايَةً قَالَ: «مَنْ حَلَفَ وَاسْتَشَى، فَلَنْ يَحْتَثَّ».

۲۱۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قسم کھائی اور ان شاء اللہ کہا اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ﴾ (الکہف: ۲۳/۱۸) ”کسی کام کے بارے میں اس طرح ہرگز نہ کہیں کہ میں اسے کل کروں گا (بلکہ ساتھ یہ بھی کہیں) مگر یہ کہ اللہ چاہے۔“ اس لیے ان شاء اللہ کہنے کو استباحہ بھی کہتے ہیں۔ اس سے اللہ پر اعتماد کا اظہار ہے کہ جو کچھ ہوگا اس کی توفیق سے ہوگا۔ ② قسم کے ساتھ ان شاء اللہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرا اپکا ارادہ تو یہی ہے کہ فلاں کام کروں گا لیکن اگر اللہ کا فیصلہ کچھ اور ہوا اور مجھے کوئی عذر پیش آ گیا تو پھر یہ کام نہیں ہو سکے گا۔

(المعجم ۷) - **بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ**  
فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا (النحفة ۷)

باب: ۷۔ جس نے کوئی قسم کھائی، پھر اسے دوسری صورت بہتر معلوم ہوئی

۲۱۰۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَرْبٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَوَايَةً قَالَ: «مَنْ حَلَفَ وَاسْتَشَى، فَلَنْ يَحْتَثَّ».

۲۱۰۷- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں قبیلہ بنو اشعر کے چند افراد

۲۱۰۵- [استادہ صحیح] أخرجه أبو داود، الأيمان والنذور، باب الاستثناء في اليمين، ح: ۳۲۶۲ من حديث عبد الوارث به \* أيوب ثقة حجة، وتابعه كثير بن فرقد عند النسائي وغيره، وصححه الحاكم: ۳۰۳/۴، والذهبي.

۲۱۰۶- [صحیح] انظر الحديث السابق.

۲۱۰۷- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب قول الله تعالى: "لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم"، ح: ۶۶۲۳، ۶۷۱۸، ومسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها ... الخ، ح: ۱۶۴۹ من حديث حماد به.

کے ساتھ سواریاں طلب کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں تمہیں سواریاں مہیا نہیں کروں گا۔ اور میرے پاس سواری کے جانور نہیں ہیں۔“ حضرت ابوموسیٰ نے کہا: ہم لوگ جب تک اللہ نے چاہا (مدینہ میں) ٹھہرے پھر آپ کے پاس کچھ اونٹ آگئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں سفید کوبانوں والی (موٹی تازی) تین اونٹیاں دلوا دیں۔ جب ہم روانہ ہوئے تو ہم نے ایک دوسرے سے کہا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سواریاں طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئے تھے تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ ہمیں سواریاں مہیا نہیں کریں گے پھر ہمیں سواریاں مہیا فرما دیں۔ چلو واپس چلیں (اور دریافت کریں کہ نبی ﷺ نے ہمیں بھول کر سواریاں مہیا نہ فرمادی ہوں۔) چنانچہ ہم حاضر خدمت ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں سواریاں طلب کرنے آئے تھے تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ آپ ہمیں سواریاں مہیا نہیں فرمائیں گے پھر آپ نے ہمیں سواریاں مہیا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں نے تمہیں سواریاں نہیں دیں بلکہ اللہ نے تمہیں سواریاں دی ہیں۔ قسم ہے اللہ کی! میں تو ان شاء اللہ جو بھی قسم کھاؤں گا پھر مجھے دوسری صورت (قسم پوری کرنے سے) بہتر معلوم ہوگی تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور بہتر کام کر لوں گا۔“ یا فرمایا: ”میں بہتر کام کر لوں گا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔“

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَاللَّهِ مَا أَحْمِلُكُمْ. وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ» قَالَ، فَلَيْشْنَا مَا شَاءَ اللَّهُ. ثُمَّ أَتَيْتُ بَابِلَ. فَأَمَرْنَا بِثَلَاثَةِ إِبِلٍ ذَوْدُ غُرِّ الدَّرَى. فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَلَّا يَحْمِلَنَا. ثُمَّ حَمَلَنَا. إِرْجِعُوا بَنَّا. فَأَتَيْنَاهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا. ثُمَّ حَمَلْتَنَا. فَقَالَ: «وَاللَّهِ مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ. بَلِ اللَّهُ حَمَلَكُمْ. إِنِّي، وَاللَّهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى [غَيْرَهَا] خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ أَوْ قَالَ: «أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَرْتُ عَنْ يَمِينِي».

🌞 فوائد و مسائل: ① قسم کی تین قسمیں ہیں: (ا) لغو: جس میں قسم کا لفظ بولا جائے لیکن قسم کا ارادہ نہ ہو جیسے بعض لوگ عادت کے طور پر بلا ارادہ قسم کے لفظ بول دیتے ہیں۔ اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں تاہم اس سے اجتناب بہتر ہے۔ (ب) غموس: یعنی جھوٹی قسم جو کسی کو دھوکا دینے کے لیے کھائی جائے۔ یہ کبیرہ گناہ ہے اس پر توبہ استغفار کرنا چاہیے اور اسے سب سے بڑی پوری کوشش کرنی چاہیے تاہم اس پر کفارہ واجب نہیں۔ (ج) معقہ: جو مستقبل میں کسی کام کرنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے کلام میں تاکید اور چٹکی کے لیے ارادہ و نیت سے کھائے۔ اس قسم کو توڑنے پر کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ (دیکھیے: تفسیر احسن البیان از حافظ صلاح الدین یوسف سورۃ المائدہ: ۵: ۸۹) ① قسم کا کفارہ دس غریب آدمیوں کو کھانا کھلانا یا انھیں لباس مہیا کرنا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ (سورۃ مائدہ: ۸۹) ② ایک آدمی کو خوراک کے طور پر ایک مد غلہ (تقریباً چھ سو گرام) کافی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں روزے کی حالت میں ہم بستری کر لینے والے کو ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کرنے کے لیے پندرہ صاع کھجوریں دی تھیں۔ اور ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک خوراک اور لباس میں عرف کا اعتبار ہے یعنی جسے عام لوگ کہیں کہ اس نے کھانا کھلادیا ہے قرآن مجید سے بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ﴾ (المائدہ: ۸۹) ”اوسط درجے کا جو تم اپنے گھروالوں کو کھلاتے ہو“ یعنی اس کی مقدار مقرر نہیں اپنی استطاعت کے مطابق سادہ یا عمدہ کھانا یا لباس دینا چاہیے۔ ③ نیکی کا کام نہ کرنے یا گناہ کرنے کی قسم کھانا بھی ناجائز ہے۔ اس پر بھی کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (البقرہ: ۲۲۳) ”اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا (اس طرح) نشانہ نہ بناؤ کہ بھلائی اور پرہیزگاری اور لوگوں کے درمیان صلح کرانا چھوڑ بیٹھو“ ④ جو کام نہ کرنے کی قسم کھائی ہو کفارہ اسے انجام دینے سے پہلے بھی دیا جاسکتا ہے بعد میں بھی۔

۲۱۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنِ زُرَّارَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْيَكْفُرْ عَنْ يَمِينِهِ».

۲۱۰۸۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کوئی قسم کھائے پھر دوسری چیز اس سے بہتر معلوم ہو تو اسے چاہیے کہ بہتر کام کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔“

۲۱۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ  
الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا  
أَبُو الزَّعْرَاءِ عَمْرُو بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَمِّهِ  
أَبِي الْأَخْوَصِ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْجُشَمِيِّ،  
عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا تَيْبِي ابْنُ  
عَمِّي فَأَخْلِفْ لِي أَنْ لَا أُعْطِيَهُ وَلَا أُصِلَّهُ. قَالَ:  
«كَفَّرَ عَنْ يَمِينِكَ».

۲۱۰۹- حضرت عوف بن مالک جُشَمِيؓ نے اپنے والد (حضرت مالک بن نضله جُشَمِيؓ) سے روایت کی، انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس میرا چچا زاد بھائی آتا ہے (کسی بات پر ناراض ہو کر) میں قسم کھالیتا ہوں کہ اسے کچھ نہیں دوں گا نہ اس سے صلہ رحمی کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ”اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔“

باب: ۸- بری بات کا کفارہ

(المعجم ۸) - بَابُ مَنْ قَالَ كَفَّارَتَهَا تَرَكَّهَا

(التحفة ۸)

۲۱۱۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرَّجَالِ،  
عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فِي قِطْعَةٍ رَحِمَ،  
أَوْ فِيمَا لَا يَصْلُحُ، فَبِرَّهْ أَنْ لَا يَتِمَّ عَلَى ذَلِكَ».

۲۱۱۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قطع جڑی کی قسم کھائی، یا کسی ناجائز کام کی قسم کھائی تو اس قسم کا پورا کرنا یہی ہے کہ اسے چھوڑ دے۔“

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحه رقم: ۲۳۳۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ کفارہ نہ دے سکے تو کم از کم اس گناہ سے پرہیز تو کرے جس کے کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ گناہ سے بچنا بھی سیکلی ہے۔

۲۱۱۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ۲۱۱۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے

۲۱۰۹- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، الكفارة بعد الحنث، ح: ۳۸۱۹ من حديث سفیان به، وهو مخرج في مسند الحميدي، ح: ۸۸۵ بتحقيقي.

۲۱۱۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ۴۸۵/۵، ح: ۴۸۱۸ من حديث حارثة به، وانظر، ح: ۵۶ لعلته، وأخرج الطحاوي في المشكل: ۲۸۷/۱ بإسناد حسن عن ابن عباس رفعه قال: من حلف بيمين على قطعة رحم أو مصيبة فحنث، فذلك كفارة له.

۲۱۱۱- [حسن] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب اليمين في قطعة الرحم، ح: ۳۲۷۴ من طريق آخر عن عمرو بن شعيب به مطولاً.





ادارے بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی قسم کھائی پھر دوسری بات اس سے بہتر معلوم ہوئی تو اس (قسم والے غلط کام) کو چھوڑ دے۔ اسے چھوڑنا ہی اس کا کفارہ ہے۔“

الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَزْونُ بْنُ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَتْرُكْهَا. فَإِنَّ تَرْكَهَا كَفَّارُهَا».

باب: ۹- قسم کے کفارے کے طور پر کتنا کھانا دیا جائے؟

(المعجم ۹) - بَابُ كَمْ يُطْعَمُ فِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ (التحفة ۹)

۲۱۱۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے کفارے کے طور پر ایک صاع (شک) کھجوریں دیں اور لوگوں کو بھی یہی حکم دیا۔ جس کے پاس (کھجوریں) نہ ہوں وہ نصف صاع گندم دے دے۔

۲۱۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو عَبَّاسٍ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَكَّائِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَعْلَى الثَّقَفِيُّ عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَفَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ. وَأَمَرَ النَّاسَ بِذَلِكَ. فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَيُضْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

باب: ۱۰- مسکینوں کو اپنے معیار کے مطابق اوسط درجے کا کھانا دینے کا بیان

(المعجم ۱۰) - بَابُ: مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ (التحفة ۱۰)

۲۱۱۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: کوئی آدمی اپنے گھر والوں کو

۲۱۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا شَفِيَانُ

۲۱۱۲- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل: ۱۶۹۲/۵ من حديث زياد به، وقال ابن كثير في تفسيره: ۹۳/۲ "لا يصح هذا الحديث لحال عمر بن عبد الله فإنه مجمع على ضعفه وذكروا أنه كان يشرب الخمر، وقال الدارقطني: متروك".

۲۱۱۳- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن جرير الطبري: ۱۵/۷، وابن أبي حاتم: ۱۱۹۳/۴، ح: ۶۷۲۲ في تفسيريهما من حديث شفيان بن عيينة به، وصححه البوصيري \* شفيان مدلس، ولم أجد تصريح سماعه ولا ينفعه كونه لا يدل على أنه ثقة كما حققته في تخريج النهاية في الفتن والملاحم، ح: ۱۰۳۰.

## ۱۲۔ ابواب الکفارات

قسم سے متعلق احکام و مسائل

ابْنُ عِيْنَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي الْمُعِيزَةِ، عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ  
الرَّجُلُ يَقُوتُ أَهْلَهُ قُوْتًا فِيهِ سَعَةٌ. وَكَانَ  
الرَّجُلُ يَقُوتُ أَهْلَهُ قُوْتًا فِيهِ شِدَّةٌ. فَنَزَلَتْ:  
﴿مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ﴾ [المائدة: ۸۹].

وسعت کے ساتھ کھانا دینا تھا اور کوئی تنگی کے ساتھ  
دینا تھا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿مِنْ أَوْسَطِ  
مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ﴾ ”اوسط درجے کا کھانا جو تم  
اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔“

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح الاسناد  
قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ بتحقیق الدكتور بشار عواد؛ حدیث: ۲۱۱۳) و صحیح سنن ابن  
ماجہ؛ رقم: ۱۷۳۰ و سنن ابن ماجہ بتحقیق محمود حسن نصار؛ رقم: ۲۱۱۳) بہر حال کھانے کی کوئی خاص  
مقدار یا معیار مقرر نہیں بلکہ گھر میں عام طور پر جیسا کھانا تیار ہوتا ہے اسی معیار اور مقدار کے مطابق دس غریب  
آدمیوں کو کھانا کھلایا جائے۔ جب مہمان آئیں تو بہتر کھانا تیار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بعض اوقات  
معمول سے کم درجے کا کھانا بھی کھالیا جاتا ہے۔ کفارے میں نہ تو مہمانوں والا پر تکلف کھانا دینا مطلوب ہے نہ  
بالکل ادنیٰ درجے کا جیسے گھر میں بعض اوقات اچا ریا چٹنی سے بھی گڑا رہ کر لیا جاتا ہے۔ بلکہ ہر شخص کے اکثر اشیاء  
کے معمول کا لحاظ رکھتے ہوئے کھانا کھلایا جائے۔ واللہ اعلم۔



(المعجم ۱۱) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَسْتَلِجَ  
الرَّجُلُ فِي يَمِينِهِ وَلَا يَكْفُرَ (الشفعة ۱۱)

باب: ۱۱- اپنی قسم پر اصرار کرتے  
ہوئے کفارہ نہ دینا ممنوع ہے

۲۱۱۴- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ:  
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَعْمَرِيُّ، عَنْ  
مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ  
يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ؓ: «إِذَا اسْتَلَجَ  
أَحَدُكُمْ فِي الْيَمِينِ فَإِنَّهُ أَتَمُّ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ مِنَ  
الْكُفَّارَةِ الَّتِي أَمَرَ بِهَا».

۲۱۱۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں  
نے فرمایا: سیدنا ابو القاسم ؓ نے فرمایا: ”جب کوئی  
شخص اپنی قسم پر اصرار کرتا ہے تو اللہ کے ہاں وہ اس  
کفارے سے زیادہ گناہ کا مرتکب ہے جس کا اسے حکم دیا  
گیا ہے۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى

۲۱۱۴- [صحیح] أخرجه عبد الرزاق، ح: ۱۶۰۳۶ عن معمر به نحوه، أخرجه البخاري، ح: ۶۶۲۵، ومسلم  
ح: ۱۶۵۵ من حديث عبد الرزاق به نحو المعنى، وهو في صحيفة همام، ح: ۹۶.  
۲۱۱۴ (م) - أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب قول الله تعالى: "لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم" ۴۰.

ابن صالح الوُحَاظِي: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① قسم پر اصرار کرنے کا مطلب ایسی قسم پوری کرنے کا عزم ہے جو کسی گناہ یا مکروہ کام پر مشتمل ہو۔ ایسی قسم کو توڑ کر کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ ② بری بات پر قسم کھا کر اس پر قائم رہنا بھی گناہ ہے اس لیے بہتر ہے قسم توڑنے کا گناہ کر لیا جائے کیونکہ وہ کفارہ ادا کرنے سے معاف ہو جائے گا جبکہ غلطی پر قائم رہنے سے گناہ بڑھتا چلا جائے گا۔

۱۲- قسم دینے والے کی قسم

(المعجم ۱۲) - بَابُ إِبْرَارِ الْمُقْسِمِ

(التحفة ۱۲)

پوری کرنا

۲۱۱۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قسم دینے والے کی قسم پوری کرنے کا حکم دیا۔“

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ بْنِ مِقْرَنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ.

فوائد و مسائل: ① مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ جائز کام میں اس کی مدد کرے، خصوصاً جب اس سے مدد مانگی بھی گئی ہو۔ قسم دینا بھی ایک قسم کی درخواست ہے لیکن اس میں تاکید ہوتی ہے اور اللہ کا نام لے کر سوال کیا گیا ہوتا ہے اس لیے اسے ضرور پورا کرنا چاہیے۔ ② اگر کسی ناجائز کام کے لیے قسم دی جائے تو اسے پورا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ ۵: ۳) ”نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔“ اسی طرح اگر کسی ایسے کام کا مطالبہ قسم دے کر کیا گیا ہے جو اس کے لیے کرنا مشکل ہے تب بھی وہ پورا نہ کرنے میں معذور ہے۔ ③ روزمرہ کے چھوٹے موٹے معاملات میں

قسم کا پورا کرنا حسن اخلاق میں شامل ہے مثلاً: اگر کوئی کہے: میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اس کھانے میں سے ضرور کھاؤ تو تھوڑا بہت کھا لینا چاہیے تاکہ مسلمان کو رنج نہ پہنچے۔

۲۱۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۱۱۶۔ حضرت عبدالرحمن بن صفوان یا حضرت

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضْلٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ،

صفوان بن عبدالرحمن قرشی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں

عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَفْوَانَ،

نے فرمایا: جس دن مکہ فتح ہوا وہ اپنے والد کو لے کر

أَوْ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيِّ

حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ جَاءَ بِأَبِيهِ.

ہجرت میں میرے والد کو بھی شریک کر لیجیے (انھیں

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اجْعَلْ لِأَبِي نَصِيبًا مِنَ

مہاجرین میں شریک کر لیجیے) آپ ﷺ نے فرمایا: ”(اب

الْهِجْرَةِ. فَقَالَ: «إِنَّهُ لَا هِجْرَةَ» فَأَنْطَلَقَ

کوئی ہجرت نہیں۔“ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس چلے

فَدَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ فَقَالَ: فَقَدْ عَرَفْتَنِي؟

گئے اور کہا: آپ نے مجھے پہچانا؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَقَالَ: أَجَلٌ. فَخَرَجَ الْعَبَّاسُ فِي قَمِيصٍ

ہاں (تب انھوں نے اپنا واقعہ بیان کیا) تو حضرت عباس

لَيْسَ عَلَيْهِ رِثَاءٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَرَفْتُ

ﷺ صرف قمیص پہنے ہوئے (ان کے ساتھ) چل دیئے

فُلَانًا وَالَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ. وَجَاءَ بِأَبِيهِ لِيَتَابِعَهُ

چادر بھی نہ اوڑھی۔ اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ

عَلَى الْهِجْرَةِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لَا

تعلقات ہیں (وہ بھی آپ کو معلوم ہیں) وہ اپنے والد کو

هِجْرَةَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ: أَفَسَمِعْتَ عَلَيْنِكَ. فَمَدَّ

لے کر حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ان سے ہجرت کی

النَّبِيُّ ﷺ يَدُهُ، فَمَسَّ يَدَهُ. فَقَالَ: «أَبْرَزْتُ

بیعت لیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”(اب کوئی ہجرت

عَمِّي. وَلَا هِجْرَةَ“.

نہیں۔“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو قسم دیتا

ہوں۔ (اس پر) نبی ﷺ نے ہاتھ بڑھا کر ان صاحب

کا ہاتھ چھو لیا اور فرمایا: ”میں نے اپنے چچا کی قسم پوری

کی ہے اور ہجرت کوئی نہیں۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ

یہ روایت یزید بن ابی زیاد کی سند سے بھی اسی

ابْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ، عَنْ

طرح مردی ہے۔

يَزِيدُ بْنُ أَبِي زَيَْادٍ، بِإِسْنَادِهِ، نَحْوُهُ.

قَالَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زَيَْادٍ: يَغْنِي لَا هَجْرَةَ مِنْ  
فَارٍ قَدْ أَسْلَمَ أَهْلُهَا.

باب: ۱۳۔ یوں کہنا منع ہے:  
”جو اللہ چاہے اور تو چاہے“

(المعجم ۱۳) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُقَالَ مَا  
شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتُ (التحفة ۱۳)

۲۱۱۷۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی قسم کھائے تو  
یوں نہ کہے: جو اللہ اور تو چاہے بلکہ یوں کہے: جو اللہ  
چاہے اس کے بعد جو تو چاہے۔“

۲۱۱۷۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا  
عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَجْلَحُ الْكِنْدِيُّ،  
عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ فَلَا  
يَقُلْ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتُ. وَلَكِنْ لِيَقُلْ: مَا  
شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شِئْتُ».

فائدہ: مسلمان جب یہ لفظ کہتا ہے: ”جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے“ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ معاملات  
اللہ کے اختیار میں ہیں لیکن ظاہری طور پر معاملہ فلاں کے اختیار میں ہے اس کے فیصلے پر عمل ہوگا۔ یہ بات صحیح  
ہے لیکن الفاظ اس قسم کے ہیں گویا اللہ تعالیٰ اور انسان مل کر کوئی فیصلہ کرتے ہیں اس لیے ایسے الفاظ سے  
اجتناب کرنا چاہیے جن کا ظاہری مطلب نامناسب ہو اگرچہ کہنے والے کا مقصد وہ نامناسب بات نہ ہو۔

۲۱۱۸۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت  
ہے کہ ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ اہل کتاب  
کے ایک آدمی (کسی یہودی یا عیسائی) سے اس کی  
ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا: تم (مسلمان) اچھے لوگ ہو

۲۱۱۸۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ  
ابْنِ عَمْرِو، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ، عَنْ  
حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ

۲۱۱۷۔ [حسن] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۹۸۸ من حديث عيسى به مطولاً، وقال الهيثمي في  
مجمع الزوائد: ۱/ ۱۸۹ \* اختلف في الأجلح الكندي والأكثر على توثيقه \*.

۲۱۱۸۔ [ضعيف] انظر الحديث الآتي وأخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۴/ ۳۶۶ من حديث سفیان به.

رَأَى فِي النَّوْمِ أَنَّهُ لَفِي رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ: نَعَمْ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنْتُمْ تُشْرِكُونَ. تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ. وَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَمَّا وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَا أَعْرِفُهَا لَكُمْ. قُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ».

اگر شرک نہ کرو۔ تم کہتے ہو: جو اللہ اور محمد (ﷺ) چاہیں۔ اس آدمی نے نبی ﷺ کو یہ خواب سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اللہ کی! میں بھی تمہاری یہ بات محسوس کر رہا تھا۔ تم یوں کہا کرو: ”جو اللہ چاہے پھر جو محمد (ﷺ) چاہیں۔“

حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ] بْنُ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ، أَخِي عَائِشَةَ لِأُمِّهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

(۴) مذکورہ بالا روایت ایک دوسری سند سے حضرت طفیل بن خمرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”جو اللہ تعالیٰ پھر حضرت محمد ﷺ چاہیں۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ چاہے گا صرف وہی ہوگا دوسرے شخص کی مشیت اللہ کے تابع ہے۔ ہر ایک وقت دونوں (خالق و مخلوق) کی مشیت کو ایک قرار دینا واقعی شرک ہے۔ لیکن نبی ﷺ کی اصلاح کے بعد شرک کا شائبہ ختم ہو گیا، اسی لیے یہ روایت بعض کے نزدیک حسن اور بعض کے نزدیک صحیح ہے۔ ② ایسے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے جن کا نامناسب مفہوم بن سکتا ہو۔ ③ شرعی مسائل خواب سے ثابت نہیں ہوتے لیکن اگر خواب میں کوئی ایسا اشارہ ملے جو قرآن و حدیث کی تعلیمات کے منافی نہ ہو تو اس پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے خواب نبی اکرم ﷺ کو سناتے تھے تاکہ اس کی تعبیر مل جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ خواب کی یہ بات ماننے کے قابل ہے یا نہیں۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ مَنْ وَرَى فِي يَمِينِهِ

(التحفة ۱۴)

۲۱۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۱۱۹- حضرت سويد بن حنظله رضی اللہ عنہ سے روایت  
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ. ہے، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے

۲۱۱۸- م [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۷۲/۵ وغيره من حديث عبد الملك بن عمير به \* وعبد الملك مشهور بالتدليس، ولم أجد تصريح سماعه.

۲۱۱۹- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الأيمان والنذور، باب المعارض في الأيمان، ح: ۳۲۵۶ من حديث إسرائيل به، وصححه الحاكم: ۴/۲۹۹، ۳۰۰، والذهبي.

ملاقات کے لیے روانہ ہوئے۔ ہمارے ساتھ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت وائل رضی اللہ عنہ کو ان کے ایک دشمن نے پکڑ لیا تو لوگوں نے قسم کھانے میں حرج محسوس کیا۔ میں نے قسم کھالی کہ وہ میرے بھائی ہیں (یہ ظاہر کیا کہ یہ وائل بن حجر نہیں)۔ اس نے انھیں چھوڑ دیا پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے نبی ﷺ سے (واقعہ) عرض کیا کہ دوسرے افراد نے قسم کھانے میں حرج محسوس کیا اور میں نے قسم کھالی کہ وہ میرے بھائی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ”تم نے سچ کہا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔“

ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِيهِ سُوَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ: خَرَجْنَا نُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَعَنَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ. فَأَخَذَهُ عَدُوٌّ لَهُ. فَتَحَرَّجَ النَّاسُ أَنْ يَخْلِفُوا. فَخَلَفْتُ أَنَا أَنَّهُ أَخِي. فَخَلَّى سَبِيلَهُ. فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ تَحَرَّجُوا أَنْ يَخْلِفُوا. وَخَلَفْتُ أَنَا أَنَّهُ أَخِي. فَقَالَ: «صَدَقْتَ. الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ».

🌟 فوائد و مسائل: ① توریہ کا مطلب ہے ایسی بات کرنا جس کے دو مطلب ہوں مخاطب اس کا کچھ اور مطلب سمجھے اور بات کرنے والا دوسرا مطلب مراد لے رہا ہوتا کہ جھوٹ بھی نہ ہو اور جان بھی بچ جائے۔ ② جب جان مال یا آبرو کو خطرہ ہو تو دشمن سے بچنے کے لیے توریہ کرنا جائز ہے۔ ③ دوسرے مسلمان کی جان بچانے کے لیے بھی توریہ کرنا جائز ہے۔ ④ حضرت سuid رضی اللہ عنہ نے یہ قسم نہیں کھالی کہ یہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ بھائی ہونے کی قسم کھالی۔ دشمن نے انھیں سوید کا سگا بھائی سمجھا اس لیے چھوڑ دیا جبکہ حضرت سuid رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ یہ میرا بی بی بھائی ہے۔

۲۱۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم قسم دلانے والے کی نیت پر ہوتی ہے۔“

۲۱۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنبَأَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عَبْدِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْيَمِينُ عَلَى نِيَةِ الْمُسْتَخْلِفِ».

🌟 فوائد و مسائل: ① اس کا مطلب یہ ہے کہ قسم میں توریہ درست نہیں بلکہ توریہ کے ساتھ قسم کھانا بھی جھوٹ ہی سمجھا جائے گا۔ ② گزشتہ حدیث سے بظاہر اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے لیکن وہ حدیث اس صورت میں ہے

جب کسی مسلمان کی جان مال یا آبرو خطرے میں ہو۔ اور یہ حدیث روزمرہ معاملات کے بارے میں ہے۔

۲۱۲۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا

۲۱۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

هَشِيمٌ : أَنَّبَانَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «يَمِينُكَ عَلَى مَا يُصَدِّقُكَ بِهِ صَاحِبُكَ» .

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیری قسم اسی مفہوم پر واقع ہوگی جس پر تیرا ساتھی (قسم دلانے والا) تجھے سچا سمجھے۔“

🌞 فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم کما کر ذومعنی بات کہی اور ایسا معنی مراد لیا جو سچ تھا لیکن مخاطب اس سے وہ معنی نہیں سمجھا اور جو معنی مخاطب نے سمجھا اس کے لحاظ سے بات غلط تھی تو یہ جو معنی تم ہوگی۔ تم کا وہی مفہوم معتبر ہوگا جو تم دلانے والا سمجھتا ہے۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ النَّذْرِ

باب: ۱۵- نذر ماننے کی ممانعت

(التحفة ۱۵)

کا بیان

۲۱۲۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ :

۲۱۲۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ مَنصُورٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا اور فرمایا: ”اس کے ذریعے سے کنبوں (کے ہاتھ)

قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ النَّذْرِ .

سے (مال) نکلوا یا جاتا ہے۔“

وَقَالَ : «إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ اللَّثِيمِ» .

۲۱۲۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ :

۲۱۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نذر آدم کے بیٹے کو اس کے

عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّ النَّذْرَ لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ

سوا کچھ نہیں دلا سکتی جو اس کے لیے مقدر کر دیا گیا ہے۔

تقدیر نذر پر غالب آ جاتی ہے جو اس کی قسمت میں

۲۱۲۱- أخرجه مسلم ، الأيمان ، الباب السابق ، ح : ۱۶۵۳ من حديث هشيم به .

۲۱۲۲- أخرجه البخاري ، القدر ، باب إلقاء العبد النذر إلى القدر ، ح : ۶۶۰۸ ، ۶۶۹۳ ، ومسلم ، النذر ، باب النهي

عن النذر ، وأنه لا يرد شيئاً ، ح : ۴ / ۱۶۳۹ من حديث سفیان به .

۲۱۲۳- أخرجه البخاري ، الأيمان والنذور ، باب الوفاء بالنذر وقول الله تعالى : «يوفون بالنذر» ، ح : ۶۶۹۴ من

حديث أبي الزناد به .



بِسْمِ اللَّهِ إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ. وَلَكِنْ يَغْلِبُهُ الْقَدَرُ، مَا قُدِّرَ لَهُ. فَيُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ فَيُسَرُّ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُسَرُّ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ ذَلِكَ. وَقَدْ قَالَ اللَّهُ: أَنْفِقْ أَنْفِقْ عَلَيْكَ. ہے وہ ہو جائے گا۔ لیکن نذر کے ذریعے سے بخیل سے (کچھ نہ کچھ) نکلوا لیا جاتا ہے۔ اس طرح اس پر وہ کام (غریب کی مدد کرنا) آسان ہو جاتا ہے جو پہلے آسان نہیں تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا (تجھے دنیا میں بھی دوں گا۔“)

🌟 فوائد و مسائل: ① حتی آدمی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہتا ہے۔ اسے نذر ماننے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ② مشروط نذر ماننا بخیلوں کا کام ہے۔ نذر ماننے والا کہتا ہے: اگر میرا فلاں کام ہو گیا یا فلاں مصیبت نکل گئی تو اتنی رقم صدقہ کروں گا، گویا وہ کہہ رہا ہے کہ اگر میرا کام نہ ہوا تو یہ صدقہ نہیں کروں گا۔ اس لحاظ سے نذر مکروہ ہے۔ ③ غیر مشروط نذر یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ سے وعدہ کرے کہ فلاں نیکی کا کام کروں گا۔ یہ ثواب کا کام ہے۔ ④ نذر ایک عبادت ہے اس لیے نذر خواہ مشروط ہو یا غیر مشروط صرف اللہ ہی کے لیے ماننی چاہیے۔ کسی دلیٰ حزار یا بت وغیرہ کے لیے نذر ماننا اس کی عبادت ہے جو شرک ہے۔ ⑤ اللہ کی رضا کے لیے مال خرچ کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے اور مشکلات دور ہوتی ہیں۔ ⑥ ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے لیکن دعا، نذر اور دیگر عبادتوں کے ذریعے سے ہم اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اسی سے امید وابستہ کرتے ہیں کہ اپنی رحمت سے ہماری حاجتیں پوری کرے اور مشکلات دور فرمائے۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ النَّذْرِ فِي الْمَعْصِيَةِ

(التحفة ۱۶)

۲۱۲۴- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْأَحْصَنِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا نَذَرَ فِي مَعْصِيَةٍ. وَلَا نَذَرَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».

۲۱۲۳- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گناہ کے کام کی کوئی نذر نہیں اور جس چیز کا انسان مالک نہیں اس کی کوئی نذر نہیں۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① نذر اللہ کو راضی کرنے کے لیے مانی جاتی ہے اس لیے اگر کوئی شخص ایسی نذر مان لے جو

۲۱۲۴- أخرجه مسلم، التذمر، باب لا وفاء لنذر في معصية الله ولا فيما لا يملك العبد، ح: ۱۶۴۱ من حديث أيوب به مطولاً.

گناہ کا کام ہے تو وہ نذر کا لہدم ہے، اسے پورا کرنا جائز نہیں؛ مثلاً: کوئی نذر مانے کہ میں اپنے فلاں بیٹے کو دوسرے بیٹوں سے زیادہ دوں گا یا ایسے کام کی نذر مان لے جو شرعی طور پر ثواب کا کام نہیں؛ مثلاً: یہ نذر کہ میں دھوپ میں کھڑا رہوں گا تو اسے چاہیے کہ وہ نذر پوری نہ کرے اس کے بدلے میں کفارہ دے دے۔ ① جس چیز کا مالک نہیں؛ مثلاً: کسی دوسرے شخص کا جانور ذبح کرنے کی نذر مان لے تو یہ درست نہیں۔ ہاں اگر یہ خیال ہو کہ میں یہ جانور خرید لوں گا اور امید ہو کہ وہ بچا دے گا تو خرید کر ذبح کر دے۔

۲۱۲۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنُ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ أَبُو طَاهِرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَنَّكَ يُوسُفَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا نَذَرَ فِي مَعْصِيَةٍ. وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

🌞 فائدہ: کفارے کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۲۱۰۷۔

۲۱۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ، عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِيعْهُ. وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يُعْصِيَ اللَّهَ فَلَا يُعْصِهِ».

۲۱۲۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر مانے، اسے چاہیے کہ اللہ کی اطاعت کرے۔ اور جو شخص اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے، اسے چاہیے کہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔“

باب ۱۷۔ غیر معین نذر

(المعجم ۱۷) - بَابُ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَلَمْ يُسَمِّهِ (التحفة ۱۷)

۲۱۲۵۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الأيمان والنذور، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية، ح: ۳۲۹۱ من حديث ابن وهب به، أخرجه الترمذي، ح: ۱۵۲۴، وقال: "هذا لا يصح"، لأن الزهري لم يسمع هذا الحديث من أبي سلمة \* والزهري صرح بالسماع من أبي سلمة عند النسائي، ح: ۳۸۶۹.

۲۱۲۶۔ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة \* وما أنفقتم من نفقة أو نذرتم من نذر، ح: ۶۶۶۶ من حديث طلحة به.

۲۱۲۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عُقْمَةَ بْنِ غَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَلَمْ يُسْمِهِ، فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

۲۱۲۷- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نذر مانی اور اس کا نام نہ لیا اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔“

🌞 فائدہ: تعین نہ کرنا اور نام نہ لینا اس طرح ہے کہ کہے: میرے ذمے اللہ کے لیے نذر ہے۔

۲۱۲۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَسْحَجِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَلَمْ يُسْمِهِ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ. وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُطِيقْهُ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ. وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا أَطَاقَهُ فَلْيَقِبْ بِهِ».

۲۱۲۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نذر مانی اور اس کا نام نہ لیا (تعین نہ کیا) اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ اور جس نے نذر مانی جسے وہ پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کا کفارہ بھی قسم کا کفارہ ہے۔ اور جس نے ایسی نذر مانی جسے پورا کرنے کی وہ طاقت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ نذر پوری کرے۔“

باب: ۱۸- نذر پوری کرنا

(المعجم ۱۸) - بَابُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ

(النحفة ۱۸)

۲۱۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: نَذَرْتُ نَذْرًا فِي

۲۱۲۹- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے جاہلیت میں ایک نذر مانی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے مجھے نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔

۲۱۲۷- [حسن] \* [إسماعيل بن رافع تقدم، ح: ۱۳۳۷، ولحديثه شاهد حسن، انظر الحديث الآتي.]

۲۱۲۸- [حسن] أخرجه أبو داود، الأيمان والنذور، باب من نذر نذرا لا يطيقه، ح: ۳۳۲۲ من طريق آخر عن بكر بن وه، وإسناده حسن.

۲۱۲۹- [صحيح تقدم، ح: ۱۷۷۲.]

الْجَاهِلِيَّةِ. فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ مَا  
أَسْلَمْتُ. فَأَمَرَنِي أَنْ أُؤْفِيَ بِنَذْرِي.

🌞 فوائد و مسائل: ① نذر چونکہ اللہ کی عبادت ہے اور نیکی ہے اس لیے اسلام قبول کرنے سے پہلے جو نیکی کرنے کا ارادہ کیا تھا نبی اکرم ﷺ نے وہ نیکی کرنے کا حکم دیا۔ ② حالت کفر میں اگر ایسا کام کرنے کی نذر مانی جائے جو اسلام میں بھی نیکی ہے تو اسلام قبول کرنے کے بعد نذر پوری کرنا ضروری ہے۔

۲۱۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ: أَنَّ أَبَا الْمَسْعُودِيَّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ بُيُوتَانَا. فَقَالَ: «فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ».

۲۱۳۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تیرے دل میں جاہلیت والی کوئی بات تو نہیں؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پہنی نذر پوری کر لے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① دل میں جاہلیت کی بات ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تو نے اس مقام کو اس لیے تو متعین نہیں کیا کہ دور جاہلیت میں اس مقام کو کسی قسم کے تقدس کا حامل سمجھا جاتا ہو اور اسی مزمومہ تقدس کے پیش نظر تو نے وہاں ذبح کرنے کی نذر مان لی۔ ② بوانہ ساحل سمندر کے قریب ایک ٹیلہ ہے جو بیع کے پیچھے واقع ہے۔

۲۱۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: رَوَيْتَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ بُيُوتَانَا. فَقَالَ: «فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ».

۲۱۳۱۔ حضرت میمونہ بنت گروم یسارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد (رضی اللہ عنہ) نبی ﷺ سے ملے

۲۱۳۰۔ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۲/۲۲، ۲۳، ح: ۱۲۳۵۶ من حديث عبد الله بن رجاء به • المسعودي اختلط، تقدم، ح: ۹۰۶، وحبيب عنين، تقدم، ح: ۳۸۳، وله شواهد عند أبي داود، ح: ۳۳۱۳ وغيره.

۲۱۳۱۔ [حسن] أخرجه أحمد: ۶/۳۶۶ من حديث الطائفي به، الرواية الثانية، وقال البوصيري: "أنه منقطع، يزيد بن مقسم لم يسمع من ميمونة بنت كردم"، وفي الرواية الأولى تدليس، انظر الحديث السابق، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ۳۳۱۴.

جب کہ وہ (اوٹ پر اپنے والد کے) پیچھے سوار تھیں۔ انھوں نے کہا: میں نے بوانہ کے مقام پر اوٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا وہاں کوئی وثن ہے؟“ انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اپنی نذر پوری کر لے۔“

عَبْدُ الرَّحْمَنِ الطَّائِفِيُّ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ كَزْدَمَ النَّسَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا لَعِمَى النَّبِيَّ ﷺ وَهِيَ رَوِيْقَةٌ لَهُ. فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ بِبُؤَانَةٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ بِهَا وَثَنٌ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ».

یہ روایت ایک دوسری سند سے بھی حضرت ميمونہ بنت کرم ؓ سے اسی طرح مروی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ كَزْدَمَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

**فوائد و مسائل:** ① عرب کے مشرکین کچھ بزرگوں کے مجسمے بنا کر پوجتے تھے انھیں صنم (بت) کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بزرگوں سے منسوب کچھ درختوں چٹانوں قبروں اور پتھروں وغیرہ کو مقدس سمجھ کر ان کی زیارت کی جاتی تھی اور ان سے اپنے خیال میں برکت حاصل کی جاتی تھی۔ ایسی چیزوں کو وثن (حبرک اشیاء) کہا جاتا ہے۔ ان کی زیارت کے خود ساختہ آداب اور اعمال اصل میں ان وثنوں کی عبادت ہے ان دونوں سے اجتناب تو حید کا تقاضا ہے۔ ② جہاں غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہو وہاں مومن کو اللہ کی عبادت سے بھی پرہیز کرنا چاہیے تاکہ مشرکین سے مشابہت نہ ہو۔ ③ اگر کسی مقام پر کوئی وثن تھا پھر وہ ختم ہو گیا تو وہاں بھی عبادت اور ذبیحہ وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ دوبارہ اس وثن کی عبادت شروع نہ ہو جائے۔ ④ غیر اللہ کے نام کا جانور قربان کرنا حرام ہے۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

باب: ۱۹- اگر کوئی نذر پوری

کیے بغیر فوت ہو جائے تو؟

۲۱۳۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ ان کی والدہ کے ذمے نذر تھی وہ نذر پوری کیے بغیر فوت ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۲۱۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ أَبَا

الْلَيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عَبَّادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي

۲۱۳۲- أخرجه البخاري، الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجأة أن يتصدقوا عنه، وقضاء الذنور عن الميت، ح: ۲۷۶۱، وح: ۶۶۹۸ من حديث ابن شهاب الزهري به، ومسلم، النذر، باب الأمر بقضاء الذنور، ح: ۱۶۳۸.

## ۱۲۔ ابواب الکفارات

نذر سے متعلق احکام و مسائل

نَذْرٌ كَانَ عَلَىٰ أَمْرٍ. تُؤَقِّتُ وَلَمْ تَقْضِهِ. "اس کی طرف سے تم پوری کرو۔"  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَقْضِهِ عَنْهَا».

🌞 فوائد و مسائل: ① نذر پوری کرنا واجب ہے۔ ② اگر کوئی فوت ہو جائے اور نذر پوری نہ کی ہو تو مالی نذر اس کے مال سے پوری کر لی جائے جس طرح قرض ادا کیا جاتا ہے پھر ترک تقسیم کیا جائے۔ ③ بدنی نذر اس کے قریبی وارث کو پوری کرنی چاہیے۔ ④ اولاد کا حق زیادہ ہے کہ وہ والدین کی نذر پوری کریں۔

۲۱۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: اللہ کے رسول! میری والدہ فوت ہو گئی ہیں اور ان کے ذمے نذر کے روزے تھے۔ وہ نذر پوری کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کی طرف سے ولی روزے رکھے۔"  
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْنَرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي تُؤَقِّتُ. وَعَلَيْهَا نَذْرٌ صِيَامٍ. فَتَوَقَّيْتُ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِيَصُمْ عَنْهَا الْوَلِيُّ».

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس سے بخاری (۱۹۵۴) و مسلم (۱۱۳۷) کی روایت کفایت کرتی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح سنن أبي داود (مفصل) رقم: ۳۰۷۷ و سنن ابن ماجہ بتحقیق الدكتور بشار عواد، حدیث: ۲۱۳۳) لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی وجہ سے قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُحْجَّ باب: ۲۰- پیدل حج کی نذر ماننا

مَا شَيْئًا (التحفة ۲۰)

۲۱۳۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کی بہن نے ننگے پاؤں اور ننگے سر پیدل سفر (کر

۲۱۳۳- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۳۳۰ لعلته، وحديث من مات وعليه صيام صام عنه وليه، يعني عنه.

۲۱۳۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الأيمان والنذور، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية، ح: ۳۲۹۳ من حديث يحيى بن \* عبد الله بن زحر وضعفه الجمهور، وقال ابن معين كل حديثه عندي ضعيف، وله متابعة ضعيفة عند أحمد: ۱۴۷/۴ من أجل ابن لهيعة تقدم، ح: ۳۳۰.

کے حج کرنے کی نذر مان لی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ”اسے حکم دو کہ سواری پر بیٹھے (سر پر) دوپٹہ لے اور تین روزے رکھ لے۔“

سَعِيدٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زُحْرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الرَّعِنِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ غَامِرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُخْتَهُ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ حَافِيَةً، غَيْرَ مُحْتَمِرَةٍ وَأَنَّهُ ذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: «مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ وَلْتَحْتَمِرْ وَلْتَضُمَّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ».

۲۱۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بوڑھے کو اپنے دو بیٹوں کے درمیان (ان کا سہارا لے کر) چلتے دیکھا تو فرمایا: ”اس کا کیا معاملہ ہے؟“ اس کے بیٹوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس نے نذر مان رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”بڑے میاں! سوار ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ تم سے اور تمھاری نذر سے مستغنی ہے۔“

۲۱۳۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ شَيْخًا يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ. فَقَالَ: «مَا شَأْنُ هَذَا؟» قَالَ ابْنَاهُ: نَذَرْتُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «ارْكَبْ أَيُّهَا الشَّيْخُ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيَ عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ایسی نذر مانا درست نہیں جسے پورا کرنے میں انتہائی مشقت ہو۔ ② جب انسان محسوس کرے کہ نذر پوری کرنا بس بے باہر ہوتا جا رہا ہے تو نذر توڑ کر کفارہ دے دے۔ ③ اپنے آپ پر اتنی مشقت ڈالنا مناسب نہیں جس کو نبھانا دشوار ہو۔ اللہ کی رضا ان اعمال کی خلوص کے ساتھ ادائیگی کے ساتھ بھی حاصل ہو سکتی ہے جسے آدمی آسانی سے ادا کر سکے تاہم نقلی عبادات کا مناسب حد تک اہتمام کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ۲۱) - بَابُ مَنْ خَلَطَ فِي نَذْرِهِ طَاعَةً بِمَعْصِيَةٍ (التحفة ۲۱)

۲۱۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَوِيُّ: حَدَّثَنَا

۲۱۳۶۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک شخص کے

۲۱۳۵۔ أخرجه مسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ۱۶۴۳ من حديث عبد العزيز به.

۲۱۳۶۔ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، ح: ۶۷۰۴ من حديث وهيب به، الرواية الثانية، وبها صح السند الأول.

پاس سے ہوا جو دھوپ میں کھڑا تھا تو آپ نے فرمایا: ”یہ کیا معاملہ ہے؟“ لوگوں نے عرض کیا: اس نے نذر مانی ہے کہ روزہ رکھے گا رات تک سائے میں نہیں آئے گا کلام نہیں کرے گا اور کھڑا رہے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے چاہیے کہ کلام کرے سائے میں آئے بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے۔“

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الشَّمْسِ. فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» قَالُوا: نَذَرُ أَنْ يَصُومَ وَلَا يَسْتَظِلَّ إِلَى اللَّيْلِ. وَلَا يَتَكَلَّمَ. وَلَا يَزَالَ قَائِمًا. قَالَ: «لِيَتَكَلَّمَ وَلِيَسْتَظِلَّ وَلِيَجْلِسَ وَلِيَتِمَّ صَوْمُهُ».

امام ابن ماجہ نے مذکورہ روایت حسین بن محمد بن شنبہ واسطی کے واسطے سے بھی نبی ﷺ سے گذشتہ حدیث کی مثل بیان کی۔

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ شَنَبَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ وَهْبٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① جب نذر اس قسم کی ہو کہ اس میں بعض کام جائز ہوں اور بعض ناجائز تو اسے چاہیے کہ ناجائز کام چھوڑ دے اور جائز کام کی نذر پوری کرے۔ بات کرنے بیٹھنے اور سائے میں آنے سے پرہیز درست نہیں تھا اس لیے ان کاموں سے روک دیا گیا۔ روزہ شرعی عبادت تھی لہذا اسے پورا کرنے کا حکم دیا گیا۔ ② رہبانیت کا طریقہ اختیار کرنا شریعت اسلامی کے مزاج کے خلاف ہے خواہ اسے تصوف وغیرہ کا خوش نما نام ہی دے دیا جائے۔ ③ نذر ماننے والے اس صحابی کا نام حضرت ابواسرائیل رضی اللہ عنہ ہے۔ (صحیح البخاری، الأیمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك، وفي معصية، حدیث: ۶۷۰۳)





## تجارت کی لغوی، اصطلاحی تعریف، مشروعیت اور اس کی ممنوع اقسام

\* لغوی معنی: لغت میں بیع سے مراد [مُقَابَلَةُ الشَّيْءِ بِالشَّيْءِ] ”ایک چیز کے مقابلے میں دوسری چیز لینا“ ہے۔

\* اصطلاحی تعریف: بیع کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے: [هُوَ مُبَادَلَةُ الْمَالِ بِالْتَرَاضِي] ”بخوشی مال کے بدلے مال لینا بیع کہلاتا ہے۔“

\* تجارت کی مشروعیت: تجارت کی مشروعیت قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاحِلَ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ (البقرة ۲۷۵:۲) ”اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔“ رسول اکرم ﷺ کے فرامین مبارکہ اور اسوۂ حسنہ سے اس کی مشروعیت ثابت ہے، مثلاً: آپ نے فرمایا: [لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ] (صحيح البخاري، الشروط، باب ما يجوز من الشروط في النكاح، حدیث: ۲۷۲۳) ”شہری و بیہاتی کے لیے بیع نہ کرے۔“

نیز فرمایا: [التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ] (جامع الترمذی،

البیوع، باب ماجاء فی التجار و تسمیة النبی ﷺ إیاهم، حدیث: (۱۲۰۹) ”امانت وارسچا تاجر انبیائے کرام صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔“

\* تجارت کی حکمت: تجارت کی مشروعیت میں بنی نوع انسان کی ضروریات زندگی کو مد نظر رکھا گیا ہے کہ وہ بلا نقصان پہنچائے مہیا ہوتی رہیں۔

\* تجارت کے ارکان: بیع و تجارت کے مندرجہ ذیل چار ارکان ہیں:

- ① بائع: بیچنے والا اس کے لیے لازم ہے کہ چیز اس کی ملکیت ہو نیز وہ معاملہ فہم اور عقلمند ہو۔
- ② مشتری: خریدنے والا خریدار کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ عقد و تصرف کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔
- ③ مبیع: بیچ جانے والی چیز جو چیز بیچی جا رہی ہے وہ حلال ہو اور اس کی قیمت بھی حلال ہو۔
- ④ الفاظ عقد: ایجاب و قبول مثلاً: ایک شخص کہے کہ میں یہ چیز اتنی رقم کے عوض بیچتا ہوں اور دوسرا کہے کہ میں خریدتا ہوں۔

\* تجارت کی بعض ممنوع اقسام:

- ① ایک مسلمان کی بیع پر بیع کرنا، اس کے سودے پر سودا کرنا حرام ہے۔
- ② بیع نجش: گاہک کو دھوکا دینے کے لیے بڑھ چڑھ کر بولی لگانا۔
- ③ حرام اور ناپاک چیزوں کی تجارت مثلاً: شراب اور سود وغیرہ۔
- ④ دھوکے کی تجارت، جیسے تالاب میں موجود مچھلیوں کی تجارت۔
- ⑤ غیر موجود چیزوں کی تجارت۔
- ⑥ قرض کے ساتھ قرض کی تجارت۔
- ⑦ بیع العینہ: ایک آدمی ایک چیز مقرر قیمت پر ایک مقرر وقت تک کے لیے فروخت کرے، پھر جب میعاد مقرر مکمل ہو جائے اور وہ رقم ادا نہ کر سکے تو خریدار سے وہی چیز نقد کم قیمت پر خرید لے اور خریدنے والے کو خواہ مخواہ نقصان اٹھانا پڑے۔
- ⑧ شہری کا دیہاتی کے لیے فروخت کرنا۔
- ⑨ تجارتی قافلوں کو منڈی میں آنے سے پہلے جا ملنا اور سامان خرید لینا۔

۱۲۔ أبواب التجارات ..... تجارت کی لغوی اصطلاحی تعریف، مشروعیت اور اس کی ممنوع اقسام

⑩ دودھ روکے ہوئے جانور کی تجارت۔

⑪ بیج الخاضره: پھلوں اور اناج کو پکنے سے پہلے ہی کھیت میں فروخت کرنا۔

⑫ ان کے علاوہ آج کل کاروبار کی اور بہت سی قسمیں ہیں جو ناجائز ہیں۔ علمائے کرام ان کی وضاحت کرتے رہتے ہیں۔



(المعجم ۱۲) أَبْوَابُ التَّجَارَاتِ (التحفة ۱۰)

## تجارت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْمَكَاسِبِ

باب ۱- روزی کمانے کی ترغیب

(التحفة ۱)

۲۱۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَاسْحَاقُ بْنُ إِسْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِسْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ. وَإِنَّ وَلَدَهُ

۲۱۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَاسْحَاقُ بْنُ إِسْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِسْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ. وَإِنَّ وَلَدَهُ

فَوَافِدُ مَسَائِلِ: ① اسلام رہبانیت کا دین نہیں اور نہ وہ ترک دنیا کی دعوت دیتا ہے بلکہ دنیا میں اس طریقے سے رہنا سکھاتا ہے جس میں ایثار، خیر خواہی اور تعاون کو پیش نظر رکھا جائے۔ دنیا میں امن و امان اسی طرح پیدا ہو سکتا ہے۔ ② محنت سے حاصل ہونے والی کمائی حلال کمائی ہے بشرطیکہ اس میں شرعی احکام کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔ یہ محنت جسمانی بھی ہو سکتی ہے کوئی فنی مہارت یا دستکاری بھی ہو سکتی ہے ذہنی اور دماغی بھی ہو سکتی ہے۔ ③ انسان اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے اور ان پر خرچ کرتا ہے لہذا اولاد کا فرض ہے کہ والدین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرے۔ ④ والدین اپنی اولاد سے حسب ضرورت مال لے سکتے ہیں تاہم انھیں چاہیے کہ اولاد کی جائز ضروریات کو نظر انداز نہ کریں۔

۲۱۳۷- [صحیح] أخرجه النسائي: ۲۴۱/۷، البيوع، باب الحث على المكاسب، ح: ۴۴۵۶، ۴۴۵۷ من حديث

الأعمش به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، وله شواهد كثيرة، انظر، ح: ۲۲۹۰-۲۲۹۲.

۲۱۳۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حضرت مقدم بن معدی کرب زبیدی رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ پاکیزہ (اور عمدہ) روزی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور آدمی اپنی ذات پر اپنے بیوی بچوں پر اور اپنے خدام پر جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے۔“

۲۱۳۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ بَجِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمُقْدَامِ ابْنِ مَعْدِيكَرَبَ [الزُّبَيْدِيِّ]، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا كَسَبَ الرَّجُلُ كَسْبًا أَطْيَبَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ. وَمَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَخَادِمِهِ، فَهُوَ صَدَقَةٌ.»

🌞 فوائد و مسائل: ① اپنی محنت سے حاصل ہونے والی کمائی بہترین ہے۔ مستحق ہونے کی صورت میں اسے ملنے والی مدد بھی اس کے لیے حلال ہے لیکن یہ کوئی عمدہ روزی نہیں اس لیے اس سے ممکن حد تک بچتے ہوئے محنت مزدوری سے حاصل ہونے والی تھوڑی آمدنی پر قناعت کرنا بہتر ہے۔ ② اپنے آپ پر اور بیوی بچوں پر خرچ نہ کرنا بخل اور کنجوسی ہے جو مذموم ہے لیکن اپنی اور گھر والوں کی جائز اور ناجائز فرمائشیں پوری کرتے چلے جانا بھی اسراف اور تہذیب ہے جو بہت بری بات ہے۔ جائز ضروریات پوری کرنے کے بعد باقی مال سے زیادہ سے زیادہ یہ کوشش ہونی چاہیے کہ دوسروں کی ضروریات پوری کی جائیں ③ خادم خواہ زر خرید غلام ہوں یا تنخواہ دار ملازم ان سے حسن سلوک ان کا احترام اور ان کی جائز ضروریات کی تکمیل اخلاقی فرض ہے۔

۲۱۳۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ‘ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا كُلْثُومُ بْنُ جَوْشَنِ الْقُسَيْرِيِّ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْتَّاجِرُ الْأَمِينُ الصَّدُوقُ الْمُسْلِمُ، مَعَ الشَّهَادَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.»

۲۱۳۸- [حسن] أخرجه أحمد: ۱۳۲/۴ من حديث إسماعيل بن نحو المعنى، وتابعه بقية ثنا بجير به (المسند للإمام أحمد، أيضا)، وحسنه البوصيري، وأصله في صحيح البخاري، ح: ۲۰۷۲، وغيره، وله شاهد.

۲۱۳۹- [ضعيف] أخرجه الحاكم: ۶/۲ من حديث كثير به، وقال البوصيري: 'هذا إسناد فيه كلثوم بن جوشن وهو ضعيف'، وله شاهد ضعيف عند الترمذي، ح: ۱۲۰۹، وغيره، وحسنه الترمذي، وفيه علل، منها عن عنة الحسن وغيره.



(حضرت عبید اللہؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ہم لوگ ایک مجلس میں موجود تھے کہ نبی ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ کے سر مبارک پر پانی کا اثر تھا ( غسل فرما کر تشریف لائے تھے۔) بعض لوگوں نے عرض کیا: آج ہم آپ کو خوش دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں! اللہ کا شکر ہے۔“ پھر لوگوں نے خوشحالی (اور دولت مندی) کا ذکر چھیڑ دیا تو آپ نے فرمایا: ”موتی آدمی کے لیے دولت مند ہونے میں حرج نہیں۔ اور موتی کے لیے صحت دولت سے بہتر ہے۔ اور طبعیت کا خوش ہونا بھی (اللہ کی) نعمت ہے۔“

مُتْلِمَانِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: كُنَّا فِي مَجْلِسٍ. فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَى رَأْسِهِ أَثَرُ مَاءٍ. فَقَالَ لَهُ بَعْضُنَا: تَرَاكَ الْيَوْمَ طَيِّبَ النَّفْسِ. فَقَالَ: «أَجَلٌ. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ» ثُمَّ أَفَاضَ الْقَوْمُ فِي ذِكْرِ الْغِنَى. فَقَالَ: «لَا بَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنْ اتَّقَى. وَالصَّحَّةُ لِمَنْ اتَّقَى خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى. وَطَيِّبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيمِ».

❦ فوائد و مسائل: ① دولت بذات خود کوئی بری چیز نہیں اس کے حصول کا طریقہ اور اس کو جائز یا ناجائز مقام پر خرچ کرنا اسے برابنا ہے۔ ② اللہ سے ڈرنے والا نیک آدمی روزی حلال طریقے سے کما تا ہے اور نیکی کے کاموں میں اور جائز ضروریات پوری کرنے میں خرچ کرتا ہے۔ اس طرح اسے کمانے میں بھی ثواب ملتا ہے اور خرچ کرنے میں بھی۔ ایسے آدمی کے لیے دولت واقعی ایک عظیم نعمت ہے۔ ③ فاسق آدمی روزی کمانے میں حلال حرام کی تمیز نہیں کرتا۔ اور خرچ کرتے وقت فخر و ریا یا غیر ضروری عیش و عشرت میں خرچ کرتا ہے۔ اس طرح اس کے لیے اس دولت کا حصول بھی گناہ کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اس کا خرچ بھی گناہ میں اضافے کا باعث بن جاتا ہے۔ ایسے آدمی کے لیے دولت ایک آزمائش بلکہ ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین۔ ④ صحت دولت سے بڑی نعمت ہے۔ صحت کی حالت میں دولت کم ہونے کے باوجود نیکی کے بہت سے کام کیے جاسکتے ہیں۔ ⑤ اللہ کی نعمت پر خوش ہونا اور اس کا شکر ادا کرنا تقویٰ اور زہد کے منافی نہیں۔ ⑥ مومن کو خوش و خرم رہنا چاہیے۔ مسلمان بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا بھی معمولی نیکی نہیں۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، البر والصلة، باب استحباب طلاقه الوجه عند اللقاء، حدیث: ۲۶۲۶) ⑦ نعمتیں ہمیں حاصل نہیں ان کے نہ ہونے پر افسوس کرنے کے بجائے ان نعمتوں پر توجہ کرنی چاہیے جو حاصل ہیں تاکہ دل میں شکر کا جذبہ پیدا ہو اور ناشکری جیسے برے عمل سے محفوظ رہ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (الضحیٰ: ۹۳) ”اور آپ اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرتے رہیں۔“

باب ۲- روزی کمانے میں میانہ روی

(المعجم ۲) - بَابُ الْإِقْتِصَادِ فِي طَلَبِ

اختیار کرتا

الْمَعِيشَةِ (التحفة ۲)

۲۱۴۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَجْمِلُوا فِي طَلَبِ الدُّنْيَا فَإِنَّ كُلًّا مُبْسَرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ».

۲۱۴۲- حضرت ابو حمید (منذر بن سعد) ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا کے حصول کے لیے اچھا طریقہ اختیار کرو۔ ہر انسان کے لیے وہ کام آسان ہو جاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① دنیا کمانے کے لیے اچھا طریقہ اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حلال کمانے کی کوشش کرو اور اس میں ہمت نہ مشغول نہ ہو جاؤ کہ آخرت کی طرف توجہ نہ رہے، یعنی اعتدال کا راستہ اختیار کرو۔ ② جو روزی قسمت میں لکھی ہوئی ہے وہ حلال راستہ اختیار کرنے سے بھی مل ہی جائے گی پھر ناجائز اور حرام راستے سے تلاش کرنے کا کیا فائدہ؟

۲۱۴۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَهْرَامٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عُثْمَانَ، زَوْجُ بَنِي الشَّغْبِيِّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَعْظَمُ النَّاسِ هَمًّا، الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَهُمُّ بِأَمْرِ دُنْيَاهُ وَأَمْرِ آخِرَتِهِ».

۲۱۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے زیادہ پریشانی اس مومن کو ہوتی ہے جو اپنی دنیا کے معاملات کی بھی فکر کرتا ہے اور اپنی آخرت کے معاملات کی بھی۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. تَفَرَّدَ بِهِ إِسْمَاعِيلُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اسے صرف اسماعیل (بن ہرمام) نے روایت کیا ہے۔



۲۱۴۲- [صحیح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٤١٨ عن هشام بن عمار به، وأخرجه البيهقي وغيره من حديث سليمان بن بلال عن ربيعه به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/٢، ووافقه الذهبي، وهو على شرط مسلم فقط، والله أعلم.

۲۱۴۳- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي الدنيا في "الهم والحزن" من حديث إسماعيل به، وانظر، ح: ١٠٨٠ لعلته، وفيه علل أخرى.



۱۲- أبواب التجارات - دلال اور کمیشن ایجنٹ سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے تاہم یہ بات صحیح ہے کہ مومن کو سب سے زیادہ فکر آخرت کے معاملات کی ہوتی ہے اور اسی کو وہ سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ اگر اس کے پاس دنیا کے وسائل کی کمی بھی ہو تو وہ اس کی فکر نہیں کرتا، لیکن کافر کو صرف دنیا کا خیال ہوتا ہے کیونکہ اسے آخرت پر یقین نہیں ہوتا جب کہ کفر و ایمان والا مومن دنیا کے معاملات میں بھی پریشان رہتا ہے اور اسے آخرت میں سزا ملنے یا نیکیوں میں پیچھے رہ جانے کا خوف بھی ہوتا ہے۔ اس طرح وہ دو قسم کی پریشانیاں لیے پھرتا ہے۔

۲۱۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْجَنْصِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ. فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَسْتَوِيَّ رِزْقَهَا، وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ. خُذُوا مَا حَلَّ، وَدَعُوا مَا حَرَّمَ».

۲۱۴۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے (اعتدال کے ساتھ) روزی طلب کرو کیونکہ کوئی انسان اپنا رزق پورا کیے بغیر نہیں مرے گا اگرچہ اس (رزق کے حصول) میں دیر ہو جائے۔ چنانچہ اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو۔ جو حلال ہے وہ لے لو اور جو حرام ہے وہ چھوڑ دو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حلال روزی کا اہتمام کرنے والا روزی سے محروم نہیں رہتا۔ ② اللہ پر توکل کرتے ہوئے حرام روزی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ جس طرح دنیوی زندگی کی مدت مقرر ہے اس میں کمی بیشی نہیں ہوگی اسی طرح رزق بھی متعین ہے لیکن انسان کو اس کی صحیح یا غلط کوشش کی وجہ سے ثواب یا گناہ حاصل ہو جاتا ہے۔

(المعجم ۳) - بَابُ التَّوَقُّي فِي التَّجَارَةِ باب: ۳- تجارت میں احتیاط (التحفة ۳)

۲۱۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ،

۲۱۴۵- حضرت قیس بن ابوغرزة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے

۲۱۴۴- [صحیح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۴۲۰ من حديث الوليد به، وتابعه محمد بن بكر (المستدرک: ۴/۲) وغيره، وله شاهد حسن عند ابن حبان (موارد)، ح: ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، وغيره، وصححه الحاكم، والذهبي.

۲۱۴۵- [صحیح] أخرجه أبو دارود، البيهق، باب في التجارة بخالطها الحلف واللغو، ح: ۳۳۲۶ من حديث أبي معاوية به، وصححه الترمذي، ح: ۱۲۰۸، وابن الجارود، ح: ۵۵۷، والحاكم، ۵/۲، والذهبي \* الأعمش صرح بالسماع (مشكل الآثار للطحاوي ۳/۱۳، ۱۴)، وتابعه جماعة.

عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي عَزْرَةَ قَالَ: زَمَانُهُ مَبَارَكٌ فِي دَلَالٍ كَهَلَاتِهِ تَحْتَهُ۔ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَامَرَهُ بِاسْمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، السَّمَاوِيَّةِ۔ فَمَرَّ بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَمَانَا بِاسْمِهِ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ۔ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التَّجَارِ إِنَّ الْبَيْعَ بِحَضْرَةِ الْحَلِيفِ وَاللَّعْوِ فَشَوْبُهُ بِالصَّدَقَةِ»۔

فوائد ومسائل: ① [سَمَاسِرَة] کا واحد [سَمَسَار] ہے۔ محمد فواد عبدالمہدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس لفظ کی تشریح کیوں

حسن رضی اللہ عنہ دلال کی اجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یوں کہنے میں کوئی حرج نہیں: یہ کپڑا فروخت کر ڈالتی رقم سے جتنی رقم زیادہ ملے گی وہ تمہاری ہے۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ چیز اسنے کی بیچ دو جو نفع ہوگا وہ تمہارا ہے یا سیرے اور تمہارے درمیان تقسیم ہوگا، اس میں کوئی حرج نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔“ دیکھیے: (صحیح البخاری، الإجارة، باب: ۱۳)

۲۱۴۶- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ حُثَيْمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رِفَاعَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ بُكْرَةً. فَتَادَاهُمْ: «يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! فَلَمَّا رَفَعُوا أَبْصَارَهُمْ، وَمَدُّوا أَعْيُنَهُمْ. قَالَ: «إِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا. إِلَّا مَنْ اتَّقَى اللَّهَ وَبَرَّ وَصَدَّقَ».

۲۱۴۶- حضرت اسماعیل بن عبید اپنے والد (حضرت عبید بن رفاعہ) رضی اللہ عنہما سے اور وہ ان کے دادا (اپنے والد) حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر گئے۔ لوگ صبح کے وقت خرید و فروخت میں مشغول تھے۔ آپ نے انھیں آواز دی: ”اے تاجروں کی جماعت!“ جب ان لوگوں نے اپنی نظریں اٹھائیں اور گردنیں لمبی کیں (اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو گئے) تو آپ نے فرمایا: ”تاجر لوگ قیامت کے دن فاجر (اور گناہ گار) بن کر اٹھیں گے، سوائے اس کے جو اللہ سے ڈرتا رہا اور اس نے نیکی کی اور سچ بولا۔ (یعنی جھوٹ اور دھوکے سے پرہیز کیا)۔“

(المعجم ۴) - باب: إِذَا قُسِمَ لِلرَّجُلِ رِزْقٌ مِنْ وَجْهِ فَلْيَلْزِمَهُ (التحفة ۴) باب: ۳- جب انسان کی قسمت میں کسی طرف سے رزق (کا ذریعہ) بن جائے تو اس (پیشے) کو (بلا وجہ) نہ چھوڑے

۲۱۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ۲۱۴۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۱۴۶- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ماجاء في التجار وتسمية النبي ﷺ إياهم، ح: ۱۲۱۰ من حديث ابن خثيم به، وقال: "هذا حديث حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۰۹۵، والحاكم: ۶/۲، والذهبي.

۲۱۴۷- [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۸/۲۰۶ من حديث محمد بن عبد الله الأنصاري به، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف" \* هلال مستور، وشك ابن حبان في سماعه من أنس (تقريب)، وفيه علة ۴۴

## ۱۲- أبواب التجارات

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا فَرَوَةُ أَبُو يُوسُفَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَصَابَ مِنْ شَيْءٍ، فَلْيَلْزَمْهُ».

۲۱۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كُنْتُ أُجَهِّزُ إِلَى الشَّامِ وَإِلَى مِصْرَ. فَجَهَّزْتُ إِلَى الْعِرَاقِ. فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كُنْتُ أُجَهِّزُ إِلَى الشَّامِ. فَجَهَّزْتُ إِلَى الْعِرَاقِ. فَقَالَتْ: لَا تَفْعَلْ. مَا لَكَ وَلِمَتَجَرَكِ؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَبَّ اللَّهُ لِأَحَدِكُمْ رِزْقًا مِنْ وَجْهِهِ، فَلَا يَدْعُهُ حَتَّى يَتَغَيَّرَ لَهُ، أَوْ يَتَنَكَّرَ لَهُ».

## صنعتوں اور پیشوں کا بیان

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جیسے کسی جانب سے (کسی پیشے، علاقے، ملازمت وغیرہ سے) کچھ (رزق) ملے تو اسے چاہیے کہ اس (پیشے وغیرہ) کو اختیار کیے رکھے۔“

۲۱۳۸- حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں شام اور مصر کی طرف سامان تجارت بھیجا کرتا تھا (ایک بار) میں نے عراق کی طرف سامان بھیج دیا پھر میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ام المؤمنین! میں شام کی طرف سامان بھیجا کرتا تھا۔ اب میں نے عراق کی طرف سامان بھیجا ہے۔ انھوں نے فرمایا: ایسا نہ کرو تمھارے (سابقہ) مقام تجارت کو کیا ہو گیا؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ”جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کے لیے ایک طرف سے رزق کا سبب پیدا کرے تو وہ اسے اس وقت تک ترک نہ کرے جب تک اس میں تغیر یا خرابی پیدا نہ ہو جائے۔“

## باب: ۵- صنعتوں اور پیشوں کا بیان

۲۱۳۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا مبعوث نہیں فرمایا جو بکریاں چرانے والا نہ ہو۔“ صحابہ کرام نے کہا: اللہ کے رسول! آپ بھی (گھد بانی کرتے رہے ہیں؟) آپ نے فرمایا: ”میں بھی (بکریاں

## (المعجم ۵) - بَابُ الصَّنَاعَاتِ (التحفة ۵)

۲۱۴۹- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقُرَشِيُّ، عَنْ جَدِّهِ، سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَحْيَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَاعِي غَنَمٍ» قَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ

﴿آخری﴾.

۲۱۴۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/۲۴۶ عن أبي عاصم به ببعض الاختلاف \* والزيبر بن عبيد مجهول كما في التقريب وغيره.

۲۱۴۹- أخرجه البخاري، الإجازة، باب رعي الغنم على قرايط، ح: ۲۲۶۲ من حديث عمرو بن يحيى به.

يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «وَأَنَا كُنْتُ أَرْعَاهَا لِأَهْلِ مَكَّةَ بِالْقَرَارِيطِ»۔  
چراتار ہا ہوں۔) میں قیراطوں کے بدلے میں مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔“

قَالَ سُوَيْدٌ: يَعْنِي كُلَّ شَاةٍ بِقِيرَاطٍ۔ (امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد) حضرت سويد بن سعيد رحمہ اللہ نے فرمایا: یعنی ہر بکری (کی دیکھ بھال) کی اجرت ایک قیراط ہوتی تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جسمانی محنت اور مزدوری حلال پیشہ ہے بشرطیکہ مزدور دیانت داری سے اپنا کام کرے اور اس کے ذمے کوئی ایسا کام نہ لگایا جائے جو شرعی طور پر ممنوع ہو۔ ② مزدوری کی اجرت مقرر کر کے کام کرنا چاہیے۔ ③ بکریاں چرانا پیغمبروں کا پیشہ ہے جو بہت مشقت والا کام ہے۔ بھیڑیں عام طور پر ایک جگہ جمع ہو کر چرتی چلتی ہیں اور اکٹھی چلتی ہیں اس لیے انھیں سنبھالنا آسان ہے جب کہ بکریاں بکھر کر چرتی ہیں اور تیزی سے بھاگتی ہیں اس لیے انھیں کسی کے کھیت میں جانے سے روکنے کے لیے بہت ہوشیاری اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ جسمانی طور پر کمزور مخلوق ہے اس لیے انھیں بھینسوں یا گدھوں کی طرح مار پیٹ کر غصہ نہیں نکالا جاسکتا بلکہ چرواہے کو رحم دلی اور برداشت سے کام لینا پڑتا ہے۔ نبی کو بھی اپنی قوم کے نامناسب رویے کے جواب میں صبر و تحمل کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے انبیاء کی تربیت بکریوں کے ذریعے سے کی جاتی رہی ہے۔ ④ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے بکریاں چرانے کا سخت کام نہیں کر سکتے ایسی حرکت وہی شخص کر سکتا ہے جو لوگوں کے جذبہ عقیدت کا استحصال کرتے ہوئے بغیر محنت کے دنیا کا مال جمع کرنا چاہتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے بکریاں نہیں چرائیں۔ ⑤ قیراط ایک سکے کا نام ہے جو دینار کا بیسواں یا چوبیسواں حصہ ہوتا تھا۔ دیکھیے: (النهاية لابن اثير، ماده قرط)

۲۱۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُرَاعِيُّ، وَالْحَجَّاجُ، وَالثَّيْمِيُّ بْنُ جَمِيلٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كَانَ زَكْرِيَّا نَجَّارًا»۔

۲۱۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت زکریا علیہ السلام بڑھی تھے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① کلوی کا کام ایک اچھا پیشہ ہے جس کے ذریعے سے مومن اپنے ہاتھ کی محنت سے حلال روزی کما سکتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اللہ کے حکم سے کلوی کی کشتی بنائی تھی۔ (سورہ ہود: ۱۱۰-۱۱۱)

① کسی بھی جائز پیشے کو حرام نہیں جانا چاہیے۔ حشرات اور ذلت کا کام یہ ہے کہ انسان روزی کمانے کے لیے ناجائز طریقے اختیار کرے یا ایسا پیشہ اپنائے جو شریعت کی رو سے ممنوع ہے۔

۲۱۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: حَدَّثَنَا  
اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ  
مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:  
«إِنَّ أَصْحَابَ الصُّورِ يَعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.  
يُقَالُ لَهُمْ: أَخْيَا مَا خَلَقْتُمْ».

۲۱۵۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا۔ انھیں کہا جائے گا جو کچھ تم نے (اپنے خیال کے مطابق) پیدا کیا تھا اسے زندہ بھی کرو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جاندار چیزوں کی تصویر بنانا حرام ہے خواہ وہ تصویر کاغذ دیوار یا کپڑے وغیرہ پر بنائی جائے یا مجسم شکل میں مٹی، پتھر، چینی یا پلاسٹک وغیرہ سے بنائی جائے۔ ② بعض لوگ کہتے ہیں کہ تصویر کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ان کی پوجا کی جاتی تھی۔ یہ درست نہیں کیونکہ پوجا تو درختوں ستاروں سورج چاند اور آگ کی بھی کی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود ان چیزوں کا استعمال اور ان سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں۔ ③ یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ سابقہ شریعتوں میں تصویر سازی اور مجسمہ سازی کی اجازت تھی اگر یہ دعویٰ درست بھی ہو تو بھی کسی چیز کے سابقہ شریعت میں جائز ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ہمارے لیے بھی جائز ہے جب تک ہمارے پاس یہ واضح دلیل موجود نہ ہو کہ وہ ہماری شریعت میں بھی جائز ہے۔ ④ موجودہ دور میں تصویر کے بعض فوائد بیان کیے جاتے ہیں۔ مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ ان مقاصد کے حصول کے لیے دوسرے جائز متبادل ذرائع تلاش کریں خاص طور پر جب کہ تصویروں (فلم ٹی وی سی آر وغیرہ) کی وجہ سے معاشرے میں فحاشی کا فرائض تہذیب کے فروغ اور کثرت جرائم کے جو خوفناک اور گھناؤنے نتائج سامنے آ رہے ہیں ان کے مقابل ان فوائد کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ⑤ تصویر بنانے والوں کو جان ڈالنے کا حکم انھیں شرمندہ کرنے اور ان کے جرم کی شاعت واضح کرنے کے لیے دیا جائے گا اس طرح یہ حکم بھی اصل میں ایک عذاب ہی ہوگا۔ ⑥ منع کے اس حکم میں ہاتھ سے بنی ہوئی، کیمرے سے بنی ہوئی یا پریس میں چھپی ہوئی سب تصویریں شامل ہیں۔

۲۱۵۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا  
عُمَرُو بْنُ هَارُونَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے زیادہ جھوٹ

۲۱۵۱۔ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: "والله خلقكم وما تعملون... الخ"، ح: ۷۵۵۷ من حديث الليث بن سعد به.

۲۱۵۲۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود الطيالسي، ح: ۲۵۷۴ عن همام به، وانظر، ح: ۱۷۸۱ لعلته.

۱۲۔ ابواب التجارات۔ ذخیرہ اندوزی سے متعلق احکام و مسائل

قُرَيْدُ السَّبْحِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
الشَّخِيرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: «أَكْذَبُ النَّاسِ الصَّبَاغُونَ  
وَالصَّوَاغُونَ».

(المعجم ۶) - بَابُ الْحُكْرَةِ وَالْجَلْبِ  
(التحفة ۶)

باب: ۶۔ ذخیرہ اندوزی اور بازار  
میں مال لانا

۲۱۵۳۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ  
الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا  
إِسْرَائِيلُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَالِمٍ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ  
عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ  
الْمُسَيَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْجَالِبُ مَرْزُوقٌ  
وَالْمُخْتَكِرُ مَلْعُونٌ».

۲۱۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:  
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ  
إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
ابْنِ نَضْلَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا  
يُعْتَكِرُ إِلَّا خَاطِيٌّ».

۲۱۵۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بازار میں مال لانے  
والے کو رزق ملتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا  
ملعون ہے۔“

۲۱۵۴۔ حضرت معمر بن عبد اللہ بن نضلة رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گناہ گار ہی  
ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔“

🌟 نوآمد و مسائل: ① ذخیرہ اندوزی کا مطلب یہ ہے کہ جب عوام کو کسی چیز کی زیادہ ضرورت ہو تا جاس  
وقت اپنا مال روک لے تاکہ قیمت اور بڑھ جائے۔ اس میں لالچ اور خود غرضی پائی جاتی ہے۔ ایسے شخص کے دل

۲۱۵۳۔ [مسندہ ضعیف] أخرجه الدارمي: ۲/ ۲۴۹، ح: ۲۵۴۷ من حديث إسرائيل به، وضعفه البوصيري،  
والمسلافي في التلخيص الحبير: ۱۳/ ۳، وانظر، ح: ۱۱۶ لعلته وعلني بن سالم ضعيف (تقريب).

۲۱۵۴۔ [صحیح] أخرجه الترمذي: البيوع، باب ما جاء في الاحتكار، ح: ۱۲۶۷ من حديث يزيد بن هارون به،  
وقال: "حسن صحيح"، أخرجه مسلم، ح: ۱۶۰۵ من طرق عن سعيد بن المسيب به.

۱۲- أبواب التجارات ..... دم کرنے والے کی اجرت سے متعلق احکام و مسائل

میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ عوام مصیبت میں مبتلا ہوں تاکہ وہ دولت جمع کر سکے۔ اس قسم کی خواہشات ایک مسلمان کی شان کے لائق نہیں۔ ⑤ ذخیرہ اندوزی شرعاً ممنوع ہے اور ممنوع کام کے ارتکاب سے روزی میں حرام شامل ہو جاتا ہے۔ ⑥ گناہ گار کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ ایسا غلط کام وہی کر سکتا ہے جو گناہوں کا عادی ہو چکا ہو۔ جس سے کبھی بکھار کوئی گناہ کا کام ہو جاتا ہے وہ اتنے بڑے جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ ⑦ اپنی ذاتی ضروریات کے لیے مناسب مقدار میں چیز خرید کر رکھ لینا ذخیرہ اندوزی میں شامل نہیں مثلاً: اگر کوئی شخص اپنے گھر میں استعمال کے لیے سال بھر کی ضروریات کے مطابق فصل کے موسم میں غلہ خرید لیتا ہے تو وہ مجرم نہیں۔

۲۱۵۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَقَفِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے  
رَافِعٍ: حَدَّثَنِي أَبُو يَحْيَى الْمَكْنِيُّ، عَنْ سنا: ”جو مسلمانوں سے کھانے پینے کی چیزوں کی ذخیرہ  
فَرْوُحَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ اندوزی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جدام اور افلاس میں  
الْحَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بتلا کرے گا۔“  
يَقُولُ: «مَنْ اخْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَامًا ضَرَبَهُ اللَّهُ بِالْجُدَامِ وَالْإِفْلَاسِ».

(المعجم ۷) - بَابُ أَجْرِ الرَّاقِي (النحفة ۷) باب: ۷- دم کرنے والے کی اجرت لینا

۲۱۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو معاوية: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِبْنَسٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثِينَ رَاكِبًا فِي سَرِيَّةٍ. فَتَرَلْنَا بِقَوْمٍ. فَسَأَلْنَاهُمْ أَنْ يَمُرُّوَنَا. فَأَبَوْا. فَلَدَغَ سَيْدُهُمْ

۲۱۵۵- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۱/۱ من حديث الهيثم به مطولاً، وصححه البوصيري، وقال المنذري في الترغيب والترهيب: ۵۸۳/۲ "هذا إسناده جيد متصل ورواته ثقات"، وقال الحافظ في الفتح: ۳۴۸/۴ "وإسناده حسن".

۲۱۵۶- الف [صحیح] أخرجه الترمذي، الطب، باب ما جاء في أخذ الأجر على التعويد، ح: ۲۰۶۳ من حديث أبي معاوية به، وقال: "هذا حديث حسن"، وانظر الحديث الآتي.



فَاتَوْنَا فَقَالُوا: أَفِيكُمْ أَحَدٌ يَزِفِي مِنِ الْعُقُوبِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. أَنَا. وَلَكِنْ لَا أَزِفِيهِ حَتَّى تُعْطُونَا غَنَمًا. قَالُوا: فَإِنَّا نُعْطِيكُمْ ثَلَاثِينَ شَاةً. فَقَبِلْنَاَهَا. فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْحَمْدَ [الْفَاتِحَةَ] سَبْعَ مَرَّاتٍ. فَبَرِئْتُ وَقَبِضْتُ الْغَنَمَ. فَعَرَضَ فِي أَنْفُسِنَا مِنْهَا شَيْءٌ. فَقُلْنَا: لَا تَعْمَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ. فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي صَنَعْتُ. فَقَالَ: «أَوْ مَا عَلِمْتَ أَنَّهَا رُفِيَةٌ؟ افْتَسِمُوهَا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا».

چنانچہ وہ لوگ ہمارے پاس آئے اور کہا: کیا تم میں سے کوئی شخص بھوکا لے کا دم کر سکتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں میں (کر سکتا ہوں) لیکن جب تک تم ہمیں بکریاں نہیں دو گے میں اسے دم نہیں کروں گا۔ انھوں نے کہا: ہم تمہیں تین بکریاں دیں گے (تم دم کرو)۔ ہم نے ان کی یہ پیش کش قبول کر لی۔ میں نے سات بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس (مریض) پر دم کیا تو وہ صحت یاب ہو گیا اور ہم نے بکریاں وصول کر لیں پھر ہمارے دل میں شک پیدا ہوا۔ (معلوم نہیں یہ بکریاں لینا جائز تھا یا نہیں) ہم نے کہا: جلدی نہ کرو حتیٰ کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ جب ہم لوگ حاضر خدمت ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ یہ (سورت) دم ہے؟ بکریاں تقسیم کر لو اور میرا بھی حصہ رکھو۔“

(۴) دوسری دو سندوں سے بھی یہ روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ. ح. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنِ ابْنِ الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَالصَّوَابُ هُوَ

امام ابو عبد اللہ (ابن ماجہ رحمہ اللہ) نے (اوپر مذکور دو

۲۱۵۶- (۲) أخرجه البخاري، الإجارة، باب ما يعطي في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، ح: ۲۲۷۶ من حديث أبي بشر به، وهو الأرجح من السند السابق، ومسلم، السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار، ح: ۲۲۰۱ من حديث هشيم به.

۱۲- أبواب التجارات قرآن کی تعلیم دینے کی اجرت سے متعلق احکام و مسائل

أَبُو الْمُتَوَكِّلِ . سندوں میں ابو سعید خدری سے بیان کرنے والے کے

بارے میں رائے دیتے ہوئے) کہا: صحیح یہ ہے کہ وہ

(ابن متوکل نہیں بلکہ) ابو متوکل ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رقیہ کا مطلب کوئی چیز پڑھ کر مریض پر پھونک مارنا ہے تاکہ اس کی برکت سے شفا

ہو جائے۔ اردو میں اسے دم جھاڑ کہتے ہیں۔ ② وہ دم جائز ہے جس میں قرآن کی آیات، مسنون دعائیں یا

ایسے الفاظ پڑھے جائیں جن کا مطلب خلاف شریعت نہ ہو۔ جس دم کے الفاظ خلاف شریعت ہوں وہ جائز نہیں

جیسے [يٰۤاَيُّهَا خَمْسَةُ اَطْفٰى بِهَا حَرَّالْوَبَاۗءِ الْحَاطِمَةِ۔ اَلْمُصْطَفٰى وَالْمُرْتَضٰى وَابْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَةُ]

”میں پانچ حضرات کے واسطے سے تباہ کن وبا کی حرارت بجھاتا ہوں، مصطفیٰ ﷺ، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما، ان کے دو

بیٹے (حسن و حسین) اور فاطمہ رضی اللہ عنہا“ اسی طرح کسی عجیب زبان کے وہ الفاظ جن کا مطلب معلوم نہ ہو ان سے

بھی پرہیز کرنا چاہیے ممکن ہے اس عبارت میں شرکیہ مفہوم موجود ہو جیسے اٰهِنَا اِشْرَ اٰهِنَا وغیرہ۔ ③ اسلامی

حکومت جب کسی کو دور دراز علاقے میں کسی فرض کی ادائیگی کے لیے بھیجے اور اسے راستے میں کسی سے مدد لینے

کی ضرورت پیش آ جائے تو عوام کا فرض ہے کہ اسے کھانا وغیرہ مہیا کریں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں (کسی کام سے) بھیجتے ہیں راستے میں

ہم کسی (بستی یا قبیلے والوں) کے ہاں ٹھہرتے ہیں، وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے تو آپ (اس صورت میں) کیا حکم

فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”جب تم لوگ کسی قوم کے ہاں ٹھہرو اور وہ تمہارے لیے وہ کچھ مہیا

کریں جو مہمان کے لیے (مہیا کیا جانا) مناسب ہے تو قبول کرلو۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے (تم خود ہی)

مہمانی کا وہ حق وصول کرلو جو انھیں ادا کرنا چاہیے تھا۔“ (صحیح البخاری، الأدب، باب إكرام الضيف

وخدمته.....؛ حدیث: ۲۱۳۷) ④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مذکورہ بالا قانون کے مطابق کھانا طلب کیا تھا، ان

لوگوں نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے دوسرے طریقے سے ان سے حق دلوا دیا۔ ⑤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشکوک روزی

سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ یہ تقویٰ کا تقاضا ہے۔ ⑥ جس مسئلے میں شک پڑ جائے اس کے بارے میں کسی شیخ

سنت عالم دین سے دریافت کر لینا چاہیے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ نے اپنا حصہ اس لیے رکھوایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

بالکل مطمئن ہو جائیں اور ان کا تہذیب دور ہو جائے۔ ⑧ بعض اوقات ہدیہ مانگ کر لے لینا بھی جائز ہوتا ہے

جب اس میں کوئی مصلحت ہو تاکہ ہم دم جھاڑ کو کاروبار بنانا مناسب نہیں۔

(المعجم ۸) - بَابُ الْأَجْرِ عَلَى تَعْلِيمِ

باب: ۸- قرآن پڑھانے کی اجرت

الْقُرْآنِ (التحفة ۸)

وصول کرنا

۲۱۵۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ زَيْدٍ الْمُؤَصِّلِيُّ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ نُسَيْبٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْقُرْآنَ وَالْكِتَابَةَ. فَأَهْدَى إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْسًا. فَقُلْتُ: لَيْسَتْ بِمَالٍ. وَأَرْمِي [عَنْهَا] فِي سَبِيلِ اللَّهِ. فَمَسَّأْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْهَا. فَقَالَ: «إِنْ سَرَّكَ أَنْ تُطَوِّقَ بِهَا طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا».

قرآن کی تعلیم دینے کی اجرت سے متعلق احکام و مسائل

۲۱۵۷- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے اصحاب صفہ (رضی اللہ عنہم) میں سے چند افراد کو قرآن کی اور لکھنے کی تعلیم دی۔ ان میں سے ایک آدمی نے مجھے کے طور پر مجھے ایک کمان دے دی۔ میں نے یہ سوچ کر لی کہ یہ کوئی مال تو ہے نہیں اور میں اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) اس سے تیر چلاؤں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تجھے یہ بات پسند ہے کہ اس کے بدلے تجھے (جہنم کی) آگ کا طوق پہنایا جائے تو قبول کر لے۔“

۲۱۵۸- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ ثَوْرٍ بْنِ يَزِيدٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطِيَّةِ الْكَلَاعِيِّ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: عَلَّمْتُ رَجُلًا الْقُرْآنَ. فَأَهْدَى إِلَيَّ قَوْسًا. فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: «إِنْ أَخَذْتُهَا أَخَذْتُ قَوْسًا مِنْ نَارٍ» فَرَدَدْتُهَا.

۲۱۵۸- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے ایک آدمی کو قرآن پڑھایا۔ اس نے مجھے تجھے کے طور پر ایک کمان دی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ”اگر تو نے یہ لے لی تو آگ کی کمان لی۔“ چنانچہ میں نے وہ واپس کر دی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سند ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۳۱۶/۵، رقم: ۱۳۹۳، ومن ابن ماجہ بتحقیق

الدکتور بشار عواد، حدیث: ۲۱۵۸) اکثر علمائے کرام نے تعلیم قرآن کی تنخواہ لینا جائز قرار دیا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کا ناک تعلیم قرآن حق مہر قرار دے کر کر دیا تھا جس کے پاس مہر کی

۲۱۵۷- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في كسب المعلم، ح: ۳۴۱۶ من حديث وكيع به، وصححه الحاكم: ۴۲، ۴۱/۲، ورجاله موثقون عند الجمهور.

۲۱۵۸- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۲۵، ۱۲۶ من حديث يحيى بن سعيد به، وعلله بالانقطاع \* عطية عن أبي مرسل كما في جامع التحصيل وغيره، وفيه علة أخرى.

## ۱۲۔ أبواب التجارات

حرام اشیاء کی خرید و فروخت سے متعلق احکام و مسائل

ادائیگی کے لیے مال نہیں تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاری، النکاح، باب النظر إلى المرأة قبل التزويج، حدیث: ۵۱۲۶) حالانکہ حق مہر بنیادی طور پر مال ہونا چاہیے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ لَا تَجِدُونَ مَالَ الْكَافَّةِ فَلَا تَعْزِمُوا عَلَى الْكَافَّةِ الْكَافَّةِ وَلَكِنْ عَلَى الْكَافَةِ الْكَافَةُ﴾ (النساء: ۲۳۴) ”تم اپنے مالوں کے ساتھ (نکاح) طلب کرو۔“ اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن کو مال کا متبادل قرار دیا جاسکتا ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ تعلیم دیتے وقت ان کا ارادہ احسان اور حصول ثواب کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں توجہ دلائی کہ کمان وصول کر کے اپنا ثواب ضائع نہ کریں، خاص طور پر جب کہ یہ کمان اہل صفہ سے لی جارہی تھی جو اس بات کے مستحق تھے کہ انھیں صدقہ دیا جائے نہ کہ ان سے کچھ وصول کیا جائے اس لیے ان سے وصول کرنا خلاف مروت اور مکروہ تھا۔ دیکھیے: (مسبل السلام، شرح بلوغ المرام، البیوع، باب المساقاة والإجارة، حدیث: ۷۰۷) ① حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب کاموں سے زیادہ اجرت لینے کے لائق اللہ کی کتاب ہے۔“ (صحیح البخاری، الإجارة، باب ما يعطى في الرقبة على أحياء العرب بفتحة الكتاب، حدیث: ۲۴۷۲) امام بخاری رحمہ اللہ اس طرح باب کا عنوان مقرر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ واضح کر رہے ہیں کہ جب دم کر کے اجرت لینا جائز ہے تو تعلیم قرآن میں تو محنت زیادہ ہوتی ہے اس لیے ان کے نزدیک اس پر تنخواہ لینا بالاولیٰ جائز ہوگا۔

(المعجم ۹) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ ثَمَنِ الْكَلْبِ  
وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ  
وَعَسَبِ الْفَحْلِ (التحفة ۹)

باب: ۹۔ کتے کی قیمت، طوائف کی اجرت،  
کاہن کا نذرانہ اور ساند چھوڑنے کا معاوضہ  
(سب) ممنوع ہیں

۲۱۵۹ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ،  
وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ  
عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ  
نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ  
الْكَاهِنِ.

۲۱۵۹ - حضرت ابو مسعود (عتیقہ بن عمرو انصاری)  
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کتے کی قیمت، طوائف  
کی اجرت اور کاہن کا نذرانہ لینے سے منع فرمایا۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① حرام اشیاء کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ ② کاہن اسے کہتے ہیں جو مستقبل کے

۲۱۵۹ - أخرجه البخاري، الطلاق، باب مهر البغي والنكاح الفاسد، ح: ۵۳۴۶، ومسلم، المساقاة، باب تحریم  
ثمن الكلب، وحلوان الكاهن، ومهر البغي - والنهي عن بيع السور، ح: ۱۵۶۷ من حديث سفیان به.



۱۲- أبواب التجارات ..... سیٹگی لگانے والے کی کمائی سے متعلق احکام و مسائل  
الْوَلِيدُ [بْنُ مَسْلَمَةَ]: أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ، عَنْ  
أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
عَنْ ثَمَنِ السُّنُورِ.

🌞 فائدہ: بلخی میں وہ فوائد نہیں جو کہتے ہیں اس لیے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں۔ اور جن علماء کے نزدیک  
کتے کی خرید و فروخت منع ہے ان کے نزدیک بلخی کی خرید و فروخت بالاولیٰ منع ہوگی

(المعجم ۱۰) - بَابُ غَسْبِ الْحَجَامِ  
باب: ۱۰- سیٹگی لگانے والے کی کمائی  
(التحفة ۱۰)

۲۱۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ  
الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ  
طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ اخْتَجَمَ وَأَعْطَاهُ أَجْرَهُ.

۲۱۶۲- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
ہے کہ نبی ﷺ نے سیٹگی لگوائی اور اسے (سیٹگی لگانے  
والے کو) اس کی اجرت عطا فرمائی۔  
امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: اس روایت کو صرف ابن  
ابی عمری نے بیان کیا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① سیٹگی لگانے والے یہ صحابی حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ تھے۔ (صحیح البخاری، البيوع، باب  
ذكر الحجامة، حديث: ۲۱۰۲) ان کا نام حضرت نافع رضی اللہ عنہ تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإكمال في أسماء  
الرجال لصاحب مشكاة المصابيح) قبیلہ بنو بياضہ کے غلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں معروف  
اجرت عطا کرنے کے علاوہ مزید احسان بھی فرمایا کہ ان کے مالکوں سے کہہ کر ان کا خراج کم کروادیا۔ (صحیح بخاری  
حوالہ مذکور بالا) خراج سے مراد وہ مقررہ رقم ہے جو وہ روزانہ اپنے مالکوں کو کم کر دینے کے پابند تھے۔ ② سیٹگی  
لگانا اور لگوانا جائز ہے اس لیے اس کی اجرت حلال ہے۔

۲۱۶۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ  
۲۱۶۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے

❖ والبيهقي: ۶/۶ من طريقين عن حماد بن سلمة عن أبي الزبير به مطولاً، وعلله النسائي، وانظر، ح: ۳۹۵ لعلته  
المدمرة ولكن أخرج مسلم، ح: ۱۵۶۹ من طريق آخر عن أبي الزبير قال: سألت جابرًا عن ثمن الكلب والسنور؟  
فقال: زجر النبي ﷺ عن ذلك، وبه صح الحديث.

۲۱۶۲- أخرجه البخاري، الإجارة، باب خراج الحجامة، ح: ۲۲۷۸ وغيره، ومسلم، السلام، باب لكل داء دواء  
واستحباب التداوي، ح: ۱۲۰۲ بعد حديث: ۲۲۰۸ من حديث ابن طاووس به.

۲۱۶۳- [صحیح] أخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۱/۱۳۴ عن عمرو بن علي به، وهو في مسند أبي داود ❖

۱۲۔ ابواب التجارات۔ سبکی لگانے والے کی کمائی سے متعلق احکام و مسائل

أَبُو حَفْصٍ الصَّرِيفِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ. ح: فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سبکی لگوائی اور مجھے حکم دیا تو میں نے سبکی لگانے والے کو اس کی اجرت ادا کی۔  
وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ. قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: اخْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَمَرَنِي فَأَعْطَيْتُ الْحَجَّامَ أَجْرَهُ.

۲۱۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ بَيَّانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اخْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ.

۲۱۶۵۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْرَةَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ.

۲۱۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت حرام بن محبہ رضی اللہ عنہ اپنے والد

الطیالسی، ح: ۱۵۳، وانظر، ح: ۱۵۵۴ لعلته، وفيه علة أخرى، وضعفه البوصيري، وله طريق آخر عند ابن أبي شيبة: ۲۶۷/۶ عن أبي جميلة به، والحديث الآتي شاهد له.

۲۱۶۴۔ [إسناده صحيح] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۴/ ۱۳۰ من حديث خالد به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، رجاله ثقات على شرط البخاري"، وللحديث طرق عن أنس عند البخاري ومسلم وغيرهما.

۲۱۶۵۔ [صحيح] وللحديث شواهد عند النسائي: ۷/ ۳۱۰، ۳۱۱، البيهقي، بيع ضراب الجمل، ح: ۴۶۷۷ وغيره، وأخرج مسلم، ح: ۱۵۶۸ وغيره عن رافع بن خديج، رفعه: "كسب الحجام خبيث".

۲۱۶۶۔ [صحيح] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في كسب الحجام، ح: ۳۴۲۲ من حديث الزهري به، وصححه الترمذي، ح: ۱۲۷۷، وله شاهد عند الحميدي، ح: ۱۲۹۳ وغيره.

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ [بْنُ سَوَّارٍ، عَنْ [ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، (حضرت سعد بن محيصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ سے سبکی لگانے والے کی کمائی کے متعلق دریافت کیا تو نبی ﷺ نے انھیں اس سے منع فرمایا۔ انھوں نے اپنے حاجت مند (اور مفلس) ہونے کا ذکر کیا تو آپ نے نَوَاضِحَكَ» .

فرمایا: ”اس کا اپنے اونٹوں کو چارہ کھلا دو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① سبکی لگانا ایک طریق علاج ہے جس میں خاص طریقے سے جسم سے خون نکالا جاتا ہے۔

اسے پیچھے لگانا بھی کہتے ہیں۔ ② سبکی لگانے کی اجرت حرام نہیں ورنہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ کو سبکی لگانے کی اجرت نہ دیتے، البتہ نبی ﷺ کے منع فرمانے کی وجہ سے اسے ضرورت کے بغیر لینا جائز نہیں، تاہم ضرورت کی بنا پر اس کی اجرت دی اور لی جاسکتی ہے۔ اونٹوں کو کھلانے کا حکم دینے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجرت حرام نہیں بلکہ ضرورت کے بغیر لینا مکروہ ہے۔ ③ حضرت حرام بن محيصہ رضی اللہ عنہ کا پورا نام حرام بن سعد بن محيصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان کی بابت بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات انھیں اپنے دادا کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے، یعنی حرام بن سعد بن محيصہ کے بجائے حرام بن محيصہ کہہ دیا جاتا ہے جبکہ ان کے والد محيصہ نہیں بلکہ سعد ہیں۔ دیکھیے: (تقريب التهذيب، ترجمة حرام بن سعد: ۱۱۷۳)

(المعجم ۱۱) - بَابُ مَا لَا يَجِلُّ بَيْعُهُ باب: ۱۱- جن چیزوں کی فروخت منع ہے

(التحفة ۱۱)

۲۱۶۷- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنَّ ابْنَ اللَّيْثِ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: «إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْمَةِ وَالْخَزِيرِ وَالْأَصْنَامِ» فَقِيلَ لَهُ، عِنْدَ

۲۱۶۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال مکہ میں فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی فروخت حرام کر دی ہے۔“ اس وقت آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! مردہ (جانوروں) کی چربی کے بارے میں فرمائیے اس سے کشتیوں کو بچنا کیا جاتا ہے؟ چمڑوں کو لگایا جاتا ہے؟ (اور

۲۱۶۷- أخرجه البخاري، المغازي، باب: (۵۲)، ح: ۴۲۹۶، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ح: ۱۵۸۱ من حديث الليث به.



ذَلِكَ: يَارَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ، اس طرح انھیں قابل استعمال بنایا جاتا ہے۔ (اور لوگ  
فَإِنَّهُ يَذْهَبُ بِهَا السُّفْنُ، وَيَذْهَبُ بِهَا الْجُلُودُ، (اسے چراغوں میں جلا کر) اس سے روشنی حاصل کرتے  
وَسَتَضِيحُ بِهَا النَّاسُ؟ قَالَ: «لَا. هُنَّ حَرَامٌ». ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَاتَّخَذَ اللَّهُ  
النَّهْيُودَ. إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ كَرِهَ! اللَّهُ نَے ان پر چربی حرام کی تو انھوں نے اسے  
فَأَجْمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ». گھٹا کر بیچ ڈالا اور اس کی قیمت کھا گئے۔“

🌟 نوادہ و مسائل: ① شراب مردار اور خنزیران کو جس طرح کھانا حرام ہے اسی طرح ان کے دوسرے استعمال  
بھی حرام ہیں۔ ② مردہ جانور کی چربی کھانے یا جلانے میں استعمال کرنا حرام ہے۔ اسی طرح اس کے دوسرے  
صنعتی استعمال بھی جائز نہیں۔ ③ غیر مسلم ممالک میں حلال جانور (مرغی، بکری، گائے وغیرہ) بھی ذبح نہیں کیے  
جاتے بلکہ اللہ کا نام لیے بغیر مشینوں سے کاٹ دیے جاتے ہیں۔ ان ممالک سے آنے والی چربی یا چربی سے  
تیار شدہ اشیاء استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور مسلمانوں کو ان ممالک میں جا کر ان کا ذبیحہ کھانے  
سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ حرام اشیاء کو بیچنا بھی منع ہے۔ اس طرح حاصل ہونے والی کمائی حرام ہے۔  
⑤ غیر مسلموں کی بری عادات اور ان کے رسم و رواج سے اجتناب ضروری ہے۔ ⑥ حلیہ کرنے سے حرام چیز  
حلال نہیں ہو جاتی بلکہ گناہ زیادہ شفع اور برا ہو جاتا ہے۔

۲۱۶۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمُغْنِيَّاتِ وَعَنْ فِرَائِهِنَّ وَعَنْ كَسْبِهِنَّ وَعَنْ أَكْلِ أَلْمَانِهِنَّ۔

۲۱۶۸- حضرت ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف  
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ  
نے گانے والی لونڈیاں بیچنے اور خریدنے سے ان کی  
کمائی سے اور ان کی قیمت کھانے سے منع فرمایا۔

🌟 نوادہ و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

۲۱۶۸- [إسناده ضعيف معضل] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ما جاء في كراهية بيع المغنيات، ح: ۱۲۸۲ بإسناد صحيح عن عبد الله بن زحر الإفريقي عن علي بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة به بلفظ آخر، وهو المحفوظ، وانظر، ح: ۲۲۸ لعلته، وله شواهد ضعيفة عند الطبراني وغيره.

اسے حسن قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر دلائل سے بھی ان اشیاء کی خرید و فروخت اور ان کی کمائی کے حرام ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحادیث الصحيحة للألبانی، رقم: ۴۹۲۲) بنا بریں اہل عرب دور جاہلیت میں بھی گانا بجانا معیوب سمجھتے تھے اس لیے معزز خاندان کی عورتیں اس سے پرہیز کرتی تھیں البتہ لونڈیاں اپنے آقاؤں اور ان کے دوستوں کا دل بہلانے کے لیے گانا گانا کر انعام حاصل کرنے کے لیے گانے بجاتی تھیں ⑤ دور جاہلیت کے عرب اپنی لونڈیوں سے کہتے تھے کہ کما کر لاؤ۔ وہ ساز اور گانے کے ذریعے سے یا عصمت فروشی کے ذریعے سے پیسے کما کر مالکوں کو دیتی تھیں۔ اسلام نے یہ کمائی حرام قرار دے دی ہے۔ نہ لونڈیوں کو اس طرح کمانا جائز ہے اور نہ مالکوں کو یہ کمائی کھانا جائز ہے۔ ⑥ آج کل ساز و نغمہ کو فن کا نام دے کر کمائی کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے یہ جائز نہیں۔ فلموں میں غیر شریفانہ کردار ادا کرنا اور مازولنگ کا پیشہ اختیار کرنا بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتا ہے۔ ⑦ گانے والی لونڈیاں اگر گانا سننے سنانے کے لیے نہ خریدی جائیں بلکہ گھر کے کام کاج اور دوسری جائز خدمت کے لیے خریدی جائیں تو منع نہیں اس طرح اگر بیچتے وقت انھیں فنکار ظاہر کر کے زیادہ قیمت طلب نہ کی جائے بلکہ عام لونڈی کی حیثیت سے بیچا جائے تو حرام نہیں ہوگا۔



باب: ۱۲- منابذہ اور ملاسمہ کی ممانعت کا بیان

(المعجم ۱۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمَلَاْسَمَةِ (التحفة ۱۲)

۲۱۶۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کی بیچ سے منع فرمایا ہے: منابذہ سے اور ملاسمہ سے۔

۲۱۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ: عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمَلَاْسَمَةِ.

۲۱۷۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ملاسمہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے۔

۲۱۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ

الْبَيْعِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

زَادَ سَهْلٌ: قَالَ سُفْيَانُ: الْمَلَامَسَةُ أَنْ يَلْمَسَ الرَّجُلُ بِيَدِهِ الشَّيْءَ وَلَا يَرَاهُ. وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَقُولَ: أَلْقِي إِلَيَّ مَا مَعَكَ، وَأَلْقِي إِلَيْكَ مَا مَعِيَ.

خرید و فروخت کی بعض جائز اور ناجائز صورتوں کا بیان

(راوی حدیث) سہل نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت سفیان (بن عیینہ) فرمایا: ملاسمہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی چیز کو (ہاتھ سے) چھوئے اور اسے (آنکھوں سے) نہ دیکھے۔ اور منابذہ کا مطلب یہ ہے کہ یوں کہے: تم اپنی چیز میری طرف پھینک دو اور میں اپنی چیز تمہاری طرف پھینک دیتا ہوں۔

نوٹ و مسائل: ① چیز خریدتے وقت خریدار کو حق حاصل ہے کہ پہلے چیز کو اچھی طرح دیکھ بھال لے اور چیک کر لے تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ چیز اچھی ہے یا بری، نیز اس میں کوئی عیب وغیرہ تو نہیں، اور اگر ہے تو کس حد تک، تاکہ اس کے مطابق وہ فیصلہ کرے کہ اسے فلاں قیمت تک خرید لینا مناسب ہے۔ ② جس بیع میں خریدار کا یہ حق سلب کر لیا جائے وہ بیع ناجائز اور غیر قانونی ہے۔ ③ لاشری اور اس قسم کی انعامی سیکمیں جن میں یقین نہ ہو کہ کیا ملے گا، سب غیر شرعی ہیں۔

(المعجم ۱۳) - باب: لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَسُومُ عَلَى سَوِيهِ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳۔ آدمی کا اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرنا یا اس کے سودے پر سودا کرنا منع ہے

۲۱۷۱- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ».

۲۱۷۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رُوَيْلِ بْنِ مَرْثَدَةَ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ».

۲۱۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے۔“

۲۱۷۱- أخرجه البخاري، البيوع، باب لا يبيع على بيع أخيه ولا يسوم على سوم أخيه حتى يأذن له أو ينكر، ح: ۲۱۳۹، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه... الخ، ح: ۱۴۱۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۸۳/۲.

۲۱۷۲- [صحيح] تقدم، ح: ۱۸۶۷ بعهه.

## ۱۲- أبواب التجارات

خرید و فروخت کی بعض جائز اور ناجائز صورتوں کا بیان

حَدَّثَنَا شُعْبَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَشْتَرِي عَلَى شَرِّهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”بیع پر بیع“ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص خریدنے والے سے کہے: تو نے جو چیز خریدی ہے وہ اس کو دے میں تجھے ایسی ہی چیز اس سے کم قیمت پر دے دوں گا۔ یا بیچنے والے سے کہے: جو چیز بیچی ہے وہ اس لے لاؤ میں تمہیں اس سے زیادہ قیمت دے دوں گا۔ یہ دونوں باتیں منع ہیں کیونکہ ایسی باتوں سے جھگڑا اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ ② سودے پر سودا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی کوئی چیز خرید رہا ہے وہ کہتا ہے: میں اتنی قیمت دوں گا۔ دوسرا آدمی اس سے زیادہ قیمت پیش کرنے لگے تاکہ پہلا آدمی دھوکا کھا کر زیادہ قیمت پر خرید لے۔ ③ جب خریدار اور فروخت کار ایک قیمت پر متفق ہو جائیں تو تیسرے آدمی کو دخل دینا جائز نہیں البتہ ان کا سودا طے نہ پاسکے اور بات ختم ہو جائے تو پھر تیسرا آدمی خریدار سے یا بیچنے والے سے بات کر سکتا ہے۔ ④ ایسی حرکات سے اجتناب ضروری ہے جن سے مسلمانوں میں جھگڑے پیدا ہوں اور کسی کی حق تلفی ہو۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجْشِ (التحفة ۱۴)

۲۱۷۳- قَرَأْتُ عَلَى مُصْعَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الزُّبَيْرِيِّ، عَنْ مَالِكٍ، ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَذَافَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ النَّجْشِ.

۲۱۷۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بڑھا کر بولی دینے سے منع فرمایا ہے۔

۲۱۷۴- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ

۲۱۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”بولی نہ بڑھاؤ۔“

۲۱۷۳- أخرجه البخاري، البيوع، باب النجش، ومن قال لا يجوز ذلك البيع، ح: ۲۱۴۲، ومسلم، البيوع، بتحريم بيع الرجل على بيع أخيه، وسومه على سومه، وتحريم النجش، وتحريم التصرية، ح: ۱۵۱۶ من حديث مالك، به، وهو في موطأه (يحيى) ۲/ ۶۸۴.

۲۱۷۴- [صحيح] انظر، ح: ۲۱۷۲.

۱۲- أبواب التجارات ..... خرید و فروخت کی بعض جائز اور ناجائز صورتوں کا بیان

النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «لَا تَنَاجَشُوا».

🌞 فوائد و مسائل: ① بولی بوحانے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مال خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتا وہ بولی میں حصہ لے اور جتنی قیمت پہلے پیش کی جا چکی ہے اس سے زیادہ پیش کرے تاکہ ضرورت مند خریدار اس سے زیادہ قیمت دینے پر آمادہ ہو جائے۔ ② یہ عمل اس لیے منع ہے کہ اس میں دھوکا ہے اور خریدار کا نقصان ہے۔ ③ بولی دے کر چیز بیچنا جائز ہے۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِيَاذِ (التحفة ۱۵)  
باب: ۱۵- شہری دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے

۲۱۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِيَاذِ»  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شہری دیہاتی کی طرف سے بیع نہ کرے۔“

۲۱۷۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِيَاذِ. دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُوا اللَّهَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ»  
نبی ﷺ نے فرمایا: ”شہری باہر والے کی طرف سے فروخت نہ کرے“ لوگوں کو چھوڑ دو کہ اللہ انھیں ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق عطا فرمائے۔“

۲۱۷۷- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے  
الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ  
ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ شہر والا دیہات والے کی طرف سے

۲۱۷۵- انظر الحديث السابق، وأخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ۱۵۲۰ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

۲۱۷۶- [صحیح] أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ۱۵۲۲ من حديث سفيان به.

۲۱۷۷- أخرجه البخاري، البيوع، باب هل يبيع حاضر لباد بغير أجر؟، ح: ۲۱۵۸ وغيره من حديث عبدالرزاق به، ومسلم، البيوع، الباب السابق، ح: ۱۵۲۱ من حديث معمر به.

عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ فَرَوْخَتَ كَرَى.

حَاضِرٌ لِبَادٍ.

قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس ارشاد کا کیا مطلب

ہے کہ شہر والا دیہات والے کی طرف سے فروخت نہ کرے؟ انھوں نے فرمایا: یعنی اس کا دلال نہ بنے۔

🌟 فائدہ: اس مسئلے کی تفصیل کے لیے حدیث: ۲۱۳۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیے۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلْقَى الْجَلْبِ (النحلة ۱۶)

باب: ۱۶- باہر سے سامان لانے والے تاجروں کو (شہر میں پہنچنے سے پہلے) جا کر

ملنے کی ممانعت کا بیان

۲۱۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَلْقُوا الْأَجْلَابَ. فَمَنْ تَلَقَى مِنْهُ شَيْئًا فَاشْتَرَى، فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ، إِذَا أَتَى الشُّوقَ».

۲۱۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ”سامان لانے والے تاجروں کو (آگے جا کر) نہ ملو۔ جو شخص کسی (تاجر) سے جا کر ملا اور اس سے (سامان) خرید لیا تو مالک (بیچنے والا) جب بازار میں پہنچے گا تو اسے اختیار ہوگا (کہ سودا قائم رکھے یا منسوخ کر دے۔“)

🌟 فوائد و مسائل: ① باہر سے آنے والے کو منڈی کی صورت حال کا علم نہیں ہوتا۔ بہت سی والوں میں سے کوئی باہر جا کر ملتا ہے اور سامان کے مالک سے اس کا سامان سستے داموں خرید لیتا ہے یہ منع ہے۔ ② اس کے منع ہونے میں یہ حکمت ہے کہ مالک اور عوام کو نقصان نہ ہو کیونکہ جب مالک شہر میں پہنچتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ مال زیادہ قیمت پر فروخت ہو سکتا تھا اس نقصان پر اسے افسوس ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ باہر والے کو واپس جانا ہوتا ہے اس لیے وہ بعض اوقات چڑستی بیچ دیتا ہے۔ اس سے شہر کے عوام کو فائدہ ہوتا ہے۔ جب شہر والے نے خرید لیا تو وہ ذخیرہ اندوزی کر سکتا ہے اور مہنگا کر کے آہستہ آہستہ بیچ سکتا ہے۔ اس میں عوام کو نقصان ہے۔

۲۱۷۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ تَلْقَى الْجَلَبِ.

۲۱۷۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سامان لانے والوں کو آگے جا کر ملنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۱۸۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَحَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ التَّهْدِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ تَلْقَى الْبُيُوعِ.

۲۱۸۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دیہات سے لاکر چیزیں) بیچنے والوں کو (منڈی میں پہنچنے سے پہلے) آگے جا کر ملنے سے منع فرمایا۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ: الْبَيْتَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- خریدنے والا اور بیچنے والا جب تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں انھیں (سودا منسوخ کرنے کا) اختیار ہے

۲۱۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَتَيْنَا اللَّيْثُ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فِكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا

۲۱۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو آدمی بیع کریں تو ان میں سے ہر ایک کو (اس وقت تک) اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں اور اکٹھے ہوں یا ان

۲۱۷۹- أخرجه مسلم، البيوع، الباب السابق، ح: ۱۵۱۷ من حديث عبيد الله به مطولاً بألفاظ مختلفة، والمعنى واحد.

۲۱۸۰- أخرجه البخاري، البيوع، باب النهي للبايع أن لا يحفل بالإبل والبقر... الخ، ح: ۲۱۴۹ من حديث معتمر وغيره، ومسلم، البيوع، باب تحريم تلقى الجلب، ح: ۱۵۱۸ من حديث سليمان التميمي به.

۲۱۸۱- أخرجه البخاري، البيوع، باب إذا خير أحدهما صاحبه بعد البيع فقد وجب البيع، ح: ۲۱۱۲، ومسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمبتاعين، ح: ۱۵۳۱ من حديث الليث به.

بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَنْفَرَقَا وَكَانَا جَمِيعًا. أَوْ يُخَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ. فَإِنْ خَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَبَيَعَا عَلَى ذَلِكَ، فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ. وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا، وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ، فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ.

میں سے ایک شخص دوسرے کو اختیار نہ دے دے۔ اگر ایک نے دوسرے کو اختیار دے دیا اور انھوں نے اس شرط پر بیع کی تو بیع واجب ہوگئی۔ اور اگر بیع کے بعد وہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور دونوں میں سے کسی نے بیع ترک نہ کی تب بھی بیع واجب ہوگئی۔“

**🌞 نوادہ و مسائل:** ① سودا طے پا جانے کے بعد جب قیمت ادا کر کے چیز وصول کر لی جائے تو بیع مکمل ہو جاتی ہے لیکن ممکن ہے خریدنے والا محسوس کرے کہ یہ سودا اس قیمت پر نہیں ہونا چاہیے تھا اور وہ چیز واپس کرنا چاہے یا بیچنے والا محسوس کرے کہ مجھے یہ چیز نہیں بیچنی چاہیے تھی اور وہ واپس لینا چاہے تو اس صورت میں سودا ختم کر کے مال اور رقم کا دوبارہ تبادلہ کر لینا چاہیے۔ ② بیچے ہوئے مال کو واپس کر لینا بہت ثواب ہے۔ دیکھیے: (مسند ابن ماجہ، حدیث: ۲۱۹۹) بیع واپس کرنے کا اختیار اس وقت تک رہتا ہے جب تک دونوں ایک مجلس میں موجود رہیں۔ ③ اگر ان کے درمیان کوئی مدت طے پا جائے تو واپس لینے دینے کا حق اس مدت تک ہوگا مثلاً: خریدنے والا کہے: اگر مجھے یہ چیز پسند نہ آئی تو میں تین دن تک واپس کر دوں گا۔ یا بیچنے والا کہے: اگر میں کل شام تک واپس نہ لوں تو بعد میں تم سے واپس کا کوئی مطالبہ نہیں ہوگا۔ اس صورت میں مجلس سے الگ ہو جانے کے بعد بھی مذکورہ مدت تک اختیار باقی رہے گا۔ ④ اگر انھوں نے مجلس میں بیع واپس نہ کی اور نہ بعد میں واپس کرنے کے لیے کوئی مدت متعین ہوئی تو مجلس برخواست ہوتے ہی دونوں کا اختیار ختم ہو جائے گا۔



۲۱۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ۲۱۸۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
وَأَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ. قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ  
ابن زید عن جميل بن مروة، عن أبي الوضيء،  
عن أبي بزة الأسلمي قال: قال رسول الله  
ﷺ: «الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَنْفَرَقَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خریدنے والے اور بیچنے والے کو اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔“

۲۱۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ۲۱۸۳- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

۲۱۸۲- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في خيار المتبايعين، ح: ۳۴۵۷ من حديث حماد بن وصححه ابن الجارود، ح: ۶۱۹.

۲۱۸۳- [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ۲۵۱/۷، ح: ۴۴۸۶، ۴۴۸۷ من حديث قتادة به \* الحسن عن سمره كتاب قاله النسائي (عون المعبود: ۱۹/۲ وغيره) وبهذين أسد ويحيى القطان وغيرهم، وذلك لا يقتضي الانقطاع



ﷺ نے فرمایا: ”خریدنے والے اور بیچنے والے کو اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔“

وَأَشْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سُمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا».

(المعجم ۱۸) - بَابُ بَيْعِ الْخِيَارِ

(التحفة ۱۸)

باب: ۱۸- اختیار والی بیع کا بیان

۲۱۸۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی سے درختوں کے پتوں کی ایک گٹھری خریدی۔ جب بیع ہو چکی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے اختیار ہے (بیع کو قائم رکھے یا فسخ کر دے)۔“ اعرابی نے کہا: اللہ آپ جیسے سودا کرنے والے کو لمبی عمر دے۔

۲۱۸۴- حَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمُسَرِّيَّانِ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: اشْتَرَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَعْرَابِ جُمْلَ خَبْطٍ. فَلَمَّا وَجِبَ الْبَيْعُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اخْتَرْ» فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: عَمَرَكَ اللَّهُ يَبِيعًا.

🕌 نوائد و مسائل: ① جمل (گٹھری یا گٹھر) سے مراد کسی چیز کی وہ مقدار ہے جو آدمی ایک بار سر پر یا کرپر اٹھا سکے۔ ② خبط سے مراد درختوں کے وہ پتے ہیں جو ڈنڈے وغیرہ سے جھاڑے جاتے ہیں۔ یہ جانوروں کے چارے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ ③ کسی چیز کے ڈھیر یا گٹھری کو ماپے تو لے بغیر خریدنا اور بیچنا جائز ہے کیونکہ وزن یا مقدار کا اندازہ دیکھ کر ہو جاتا ہے۔ ④ خیال مجلس کا حق جس طرح خریدنے والے کو حاصل ہوتا ہے اسی طرح بیچنے والے کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ ⑤ کسی کو اس کے فائدے کی صورت کا مشورہ دینا مسلمان کی خیر خواہی میں شامل ہے خاص طور پر جب کہ اسے مسئلہ معلوم نہ ہو۔ ⑥ احسان کرنے والے کے حق

﴿تهذيب التهذيب: ۲/۲۳۴، جامع التحصيل، ص: ۱۶۵﴾ لأن الرواية من كتاب إما إجازة وإما مناولة وكلاهما صحيح، وللتفصيل انظر "نيل المفسر في التعليق على سنن أبي داود"، ح: ۳۵۴، يسر الله لنا طبعه.

۲۱۸۴- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ما جاء في خيار المتبايعين، ح: ۱۲۴۹ من حديث عبد الله بن وهب به، وقال: "هذا حديث حسن غريب"، وصححه الحاكم: ۴۹/۲ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وقال الدارقطني: ۳/۲۱ "كلهم ثقات" \* ابن جريج صرح بالسماع، وانظر، ح: ۳۹۵ لعلته، وللحديث شواهد مرسلة عند البيهقي وغيره.

## ۱۲- أبواب التجارات

خرید و فروخت کی بعض جائز اور ناجائز صورتوں کا بیان

میں دعائے خیر کرنا اخلاقی فرض ہے۔ ⑥ یہ روایت بعض محققین کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن

ابن ماجہ للآلبانی؛ رقم: ۱۷۹۱؛ و سنن ابن ماجہ بتحقیق محمود محمد محمود حسن نصاریٰ؛ رقم: ۲۱۸۳)

۲۱۸۵- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ  
الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ  
الْمَدَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ  
الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا  
الْبَيْعُ عَنْ تَرَاضٍ».

۲۱۸۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیع باہمی رضامندی سے ہوتی ہے۔“

🌞 فائدہ: خرید و فروخت میں خریدنے والے یا بیچنے والے میں سے کسی کو مجبور کیا گیا ہو جب کہ وہ دل سے اس بیع پر راضی نہ ہو تو یہ بیع کالعدم ہے۔

(المعجم ۱۹) - باب: الْبَيْعَانِ يَخْتَلِفَانِ (التحفة ۱۹)

باب: ۱۹- بیچنے والے اور خریدنے والے میں اختلاف ہو جائے تو (کیا حکم ہے؟)

۲۱۸۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ  
وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ:  
أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ  
مَسْعُودٍ بَاعَ مِنَ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ رَقِيقًا مِنْ  
رَقِيقِ الْإِمَارَةِ. فَاخْتَلَفَا فِي الثَّمَنِ. فَقَالَ  
ابْنُ مَسْعُودٍ: بِعْتُكَ بِعِشْرِينَ أَلْفًا. وَقَالَ  
الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ: إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ

۲۱۸۶- حضرت قاسم بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سرکاری غلاموں میں سے ایک غلام حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کیا۔ بعد میں ان کا آپس میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ کو (وہ غلام) بیس ہزار کا فروخت کیا تھا۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے

۲۱۸۵- [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱۷/۶ من حديث عبد العزيز الدراوردي به مطولاً، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۰۶، والبوصيري.

۲۱۸۶- [حسن] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب إذا اختلف البيعان والمبيع قائم، ح: ۳۵۱۲ من حديث هشيم به \* محمد بن أبي ليلى لم ينفرد به، تقدم، ح: ۸۵۴، وتابعه عمر بن قيس الماصر (قط: ۲۲۰/۳ وغيره)، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۲۴ وغيره.

بِعَشْرَةِ آلَافٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّ شَيْئًا حَدَّثْتُكَ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: هَاتِيهِ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ، وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ، وَالْبَيْعُ قَائِمٌ بَعَيْنِهِ، فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ. أَوْ يَتَرَادَّانِ الْبَيْعُ» قَالَ: فَإِنِّي أَرَى أَنْ أُرَدَّ الْبَيْعَ. فَرَدَّهُ.

آپ سے دس ہزار کا خرید تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ایک حدیث سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ انھوں نے کہا: سنا دیجیے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جب بیچنے والے اور خریدنے والے میں اختلاف ہو جائے اور ان میں سے کسی کے پاس گواہ نہ ہو، اور بیع شدہ چیز بعینہ موجود ہو تو بیچنے والے کا قول تسلیم کیا جائے گا (اور بیع قائم رہے گی) یا وہ دونوں بیع کو فسخ کر دیں گے۔“ اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں یہ سوا فسخ کر دوں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیع فسخ کر کے غلام واپس لے لیا۔

🌟 نوآمد مسائل: ① ادھار خرید و فروخت جائز ہے۔ اس قسم کا اختلاف اسی وقت ہوتا ہے جب چیز وصول کر لی گئی ہو اور قیمت ادا نہ کی گئی ہو۔ ② اس قسم کی غلط فہمی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب قرض یا ادھار کا معاملہ زبانی طے کیا گیا ہو اور اسے لکھا نہ گیا ہو اس لیے بہتر ہے کہ ایسے موقع پر تحریر لکھ لی جائے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَسْمُومُوا أَنْ تُكْتَبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ذَلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا﴾ (البقرة: ۲۸۲) اور قرض کو جس کی مدت مقرر ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو لکھنے میں کاہلی نہ کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بہت انصاف والی ہے۔ اور گواہی کو درست رکھنے والی اور شک و شبہ سے بھی زیادہ بچانے والی ہے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں حدیث کا مقام اس قدر بلند تھا کہ جب حدیث سامنے آ جاتی تو فریقین اسے تسلیم کر کے جھگڑا ختم کر دیتے تھے۔ مسلمان کا عمل اسی طرح ہونا چاہیے۔ ④ اختلاف کی صورت میں اگر گواہی موجود ہو تو گواہی پر فیصلہ کرنا چاہیے۔ ⑤ اگر گواہ موجود نہ ہو اور خریدی ہوئی چیز کو واپس کرنا ممکن نہ ہو تو بیچنے والے کے دعویٰ کو تسلیم کر لیا جائے یا سوا ختم کر کے چیز واپس کر دی جائے۔ دونوں طرح جائز ہے۔ ⑥ اختلاف کی صورت میں باہمی احترام کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ گالی گلوچ اور الزام تراشی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ۲۰) - بِأَبِ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ مَا  
لَيْسَ عِنْدَكَ، وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ  
(النحفة ۲۰)

باب: ۲۰- جو چیز پاس نہ ہو اسے بیچنا منع ہے  
اور جس کے نقصان کی ذمہ داری بیچنے والے  
پر نہیں اس کا نفع لینا درست نہیں

۲۱۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ. قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ مَاهَكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي الْبَيْعَ وَلَيْسَ عِنْدِي أَفَأَبِيعُهُ؟ قَالَ: «لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

۲۱۸۷- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایک شخص مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے جبکہ وہ چیز میرے پاس موجود نہیں کیا میں اسے وہ چیز بیچ دوں؟ آپ نے فرمایا: ”جو چیز تیرے پاس نہیں وہ فروخت نہ کر۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① منوع صورت کی وضاحت یہ ہے کہ بیچنے والے کے پاس ایک چیز موجود نہیں مگر وہ اس کی قیمت متعین کر کے وصول کر لیتا ہے اور کہتا ہے: جب میرے پاس وہ چیز آئے گی تب تمہیں دے دوں گا۔ معلوم نہیں وہ چیز آئے یا نہ آئے تو خریدار کو پسند آئے یا نہ آئے یا وہ چیز دی ہوئی قیمت سے ہلکی ہو۔ اس سے دونوں میں اختلاف اور جھگڑا پیدا ہونے کا خطرہ ہے اس لیے یہ صورت منع ہے۔ ② غیر متعین چیز کی بیع بھی اس میں شامل ہے مثلاً: دریا میں جال ڈالنے سے پہلے یہ کہا جائے کہ جال میں جتنی مچھلیاں آئیں گی وہ میں اتنے کی تمہیں بیچتا ہوں جب کہ یہ معلوم نہیں کہ جال میں کم مچھلیاں آئیں گی یا زیادہ چھوٹی مچھلیاں آئیں گی یا بڑی یا آئیں گی ہی نہیں اس لیے جب مچھلیاں باہر آجائیں پھر ان کی بیع ہو سکتی ہے۔ پہلی صورت بیع غرر میں شامل ہے جو منع ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۱۹۳، ۲۱۹۵) ③ اگر چیز کی قسم مقدار اور صفات کا تعین کر لیا جائے نیز ادائیگی کا وقت مقرر ہو جائے تو اس کی قیمت پیشگی دے کر بعد میں مقررہ وقت پر چیز وصول کر لینا جائز ہے۔ اسے بیع سلم یا سلم کہتے ہیں۔ (دیکھیے حدیث: ۲۲۸۰، ۲۲۸۲)

۲۱۸۸- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ. حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالِدُ

۲۱۸۷- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده، ح: ۳۵۰۳ من حديث أبي بشر به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۲۳۲، وصححه ابن حزم، وله طرق كثيرة عند ابن الجارود، ح: ۶۰۲، وغيره، فالحديث صحيح.

۲۱۸۸- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، البيهقي، الباب السابق، ح: ۳۵۰۴ من حديث أبيوب به، وصححه الترمذي، ح: ۱۲۳۴، وابن الجارود، والحاكم، والذهبي.

شعیب بن محمد رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو چیز تیرے پاس نہیں اسے بیچنا جائز نہیں اور جس کی ذمہ داری قبول نہیں کی گئی اس پر نفع لینا بھی جائز نہیں۔“

قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ يَبِيعَ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ، وَلَا رَبِيعَ مَا لَمْ يُضْمَنْ».

🌟 فوائد و مسائل: ① جب خریدار اپنی چیز بیچنے والے سے وصول کر کے اپنے قبضے میں لے لیتا ہے تو اس چیز کو بیچنے والے نقصان کی ذمہ داری بھی خریدار پر ہوجاتی ہے۔ اس سے پہلے ہونے والا نقصان بیچنے والے کا ہوتا ہے اس لیے جس کی ذمہ داری قبول نہیں کی گئی کا مطلب ہے جو چیز وصول نہیں کی گئی اور خریدار نے ابھی قبضے میں نہیں لی۔ ② خریدار اپنے خریدے ہوئے سامان کو قبضے میں لے کر ہی کسی اور کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے اس سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں۔ ③ ہر چیز کا قبضہ اس کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے عام منقول چیز کا قبضہ چیز وصول کر لینا ہے مثلاً: گندم کو بیچنے والے کے پاس سے اٹھا لینا اور غیر منقولہ چیز مثلاً: مکان سے بیچنے والے کا اپنی چیزیں نکال لینا اور خریدار کو اس میں داخل ہونے اور رہائش اختیار کرنے کی اجازت دینا وغیرہ۔

۲۱۸۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَبِي سَيْدٍ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى مَكَّةَ، نَهَاهُ عَنْ شَيْءٍ مَا لَمْ يُضْمَنْ.

۲۱۸۹- حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں مکہ (گورنر بنا کر) بھیجا تو انھیں اس چیز کا نفع لینے سے منع فرمایا جس کی ذمہ داری قبول نہ کی گئی ہو۔

باب: ۲۱- جب دو صاحب اختیار (ایک ہی چیز کی) بیع کریں تو پہلے کی بیع درست ہوگی

(المعجم ۲۱) - بَاب: إِذَا بَاعَ الْمُجْبِرَانِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ (التحفة ۲۱)

۲۱۹۰- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا عَقِبَةُ بْنُ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ یا حضرت سرہ بن

۲۱۸۹ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وقال: "وعطاء هو ابن أبي رباح لم يدرك عتاباً"، انظر، ح: ۲۰۸، لعله الأخرى.

۲۱۹۰ [حسن] أخرجه أبو داود، النكاح، ح: ۲۰۸۸ من حديث قتادة به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۱۱۰، وصححه ابن الجارود، وله شواهد، راجع سنن النسائي، ح: ۴۶۸۶ وغيره.

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَوْ سُمْرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا بَاعَ رَجُلٌ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا».

جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دو آدمیوں سے بیچ کرے تو وہ ان دونوں میں سے پہلے آدمی کی ہوگی۔“

۲۱۹۱- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ الْعَسْقَلَانِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ بْنُ يَسِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سُمْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا بَاعَ الْمُجِيرَانِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ».

۲۱۹۱- حضرت سرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو صاحب اختیار بیچ کریں تو وہ پہلے کی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① صاحب اختیار سے مراد یتیم یا نابالغ کا سرپرست ہے جسے اس کی طرف سے خرید و فروخت کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ (النهاية) اس سے مراد وہ عام شخص بھی ہے جس کی خرید و فروخت قانوناً اور شرعاً جائز ہے۔ ② دو افراد کے بیچ کرنے کی مثال یہ ہے کہ ایک چیز دو افراد کی مشترک تھی۔ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو بتائے بغیر الگ الگ بیچ کی یا مثلاً: وکیل نے بیچ کی اور موکل (مالک) نے بھی اس کو اطلاع دیے بغیر وہی چیز کسی اور کو بیچ دی تو جس نے پہلے بیچ کی ہے اس کی بیچ صحیح قرار دی جائے گی دوسرے کی بیچ کالعدم ہو جائے گی۔ واللہ اعلم۔



(المعجم ۲۲) - بَابُ بَيْعِ الْمُرَبَّانِ باب: ۲۲- بیعانہ کے ساتھ خرید و فروخت

(التحفة ۲۲)

۲۱۹۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ. قَالَ: بَلَغَنِي عَنْ عُمَرُو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ

۲۱۹۲- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بیچ عربان (بیعانہ کے ساتھ لین دین کرنے) سے منع فرمایا ہے۔

۲۱۹۱- [حسن] انظر الحديث السابق.

۲۱۹۲- [حسن] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في العربان، ح: ۳۵۰۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ۶۰۹/۲، رواه مالك عن الثقة عنده (وهو ابن لهيعة كما في رواية ابن وهب) \* وابن لهيعة صرح بالسماع، وتابعه الحارث بن عبد الرحمن بن أبي ذباب عند البيهقي وغيره، وإسناده حسن.

۱۲- أبواب التجارات ..... خرید و فروخت کی بعض جائز اور ناجائز صورتوں کا بیان  
النَّبِيِّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعُرَبَانِ.

۲۱۹۳- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ  
الرُّخَامِيُّ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ،  
أَبُو مُحَمَّدٍ، كَاتِبُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ: حَدَّثَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ غَامِرٍ الْأَسْلَمِيُّ، عَنْ عُمَرُو بْنِ  
شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ  
نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعُرَبَانِ.

ابو عبد اللہ (امام ابن ماجہ رحمہ اللہ) نے فرمایا: بیع  
عربان اسے کہتے ہیں کہ ایک آدمی کوئی جانور سودینا  
خریدے اور اسے (بیچنے والے کو) دودینا بیعنا دے  
دے اور کہے: اگر میں نے یہ جانور نہ خریدا تو یہ دودینا  
تیرے ہوں گے۔

وَقِيلَ: يَعْني، وَاللهُ أَعْلَمُ: أَنْ يَشْتَرِيَ  
الرَّجُلُ دَابَّةً بِمَائَةِ دِينَارٍ، فَيُعْطِيَهُ دِينَارَيْنِ  
عَرَبُونًا. فَيَقُولُ: إِنْ لَمْ أَشْتَرِ الدَّابَّةَ،  
فَالدِّينَارَانِ لَكَ.  
وَقِيلَ: يَعْني، وَاللهُ أَعْلَمُ: أَنْ يَشْتَرِيَ  
الرَّجُلُ الشَّيْءَ. فَيَدْفَعُ إِلَى الْبَائِعِ دَرَاهِمًا  
أَوْ أَقْلَ أَوْ أَكْثَرَ. وَيَقُولُ: إِنْ أَخَذْتُهُ،  
وَأِلَّا فَالدَّرَاهِمُ لَكَ.

فائدہ: امیر صفحی رحمہ اللہ سبیل السلام شرح بلوغ المرام میں اس بیع کی بابت یوں لکھتے ہیں: ”اس بیع کے  
جو از میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ نے منع کی حدیث کی وجہ سے اسے باطل قرار دیا  
ہے، اور اس وجہ سے بھی (باطل قرار دیا ہے) کہ اس میں ناجائز شرط اور دھوکا ہے۔ اور یہ کسی کا مال ناجائز طریقے  
سے کھانے میں شامل ہے۔“ یہ رائے صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ بیع فسخ ہونے کی صورت میں بیچنے والا جو رقم  
وصول کرتا ہے اس کے عوض وہ خریدار کو کوئی مال یا فائدہ مہیا نہیں کرتا۔ اور بغیر معاوضے کے کسی کا مال لے لینا  
جائز نہیں علاوہ ازیں بیع واپس کر لینا ثواب ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۱۹۹) اور بیعنا کی یہ شرط اس لیے لگائی جاتی

ہے کہ خریدار خریدی ہوئی چیز واپس نہ کر دے یہ نیکی سے پہلو تہی ہے جسے مستحسن قرار نہیں دیا جاسکتا۔

(المعجم ۲۳) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ  
الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ (الصفحة ۲۳)  
باب: ۲۳۔ کنکری والی بیع اور دھوکے  
کی بیع کی ممانعت

۲۱۹۴۔ حَدَّثَنَا مُخَرَّرُ بْنُ سَلَمَةَ  
الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ  
عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ  
الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ.

۲۱۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
انھوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع  
اور کنکری کی بیع سے منع فرمایا۔

۲۱۹۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَالْعَبَّاسُ  
ابْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا  
الْأَسْوَدُ بْنُ غَامِرٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ عُثْبَةَ،  
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ  
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ  
بَيْعِ الْغَرَرِ.

۲۱۹۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع  
سے منع فرمایا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① دھوکے کی بیع میں وہ سب صورتیں شامل ہیں جن میں خریدی اور بیچی جانے والی چیز کی  
مقدار کا اندازہ نہ کیا جاسکتا ہو مثلاً: دریا میں مچھلیوں کی فروخت یا مادہ جانور کے پیٹ کے بچے کی خرید و  
فروخت۔ اسی طرح اس میں وہ اشیاء بھی شامل ہیں جنہیں خریدار کے حوالے کرنا ممکن نہ ہو مثلاً: گم شدہ جانور کی  
فروخت۔ ② اگر جائز چیز کے ساتھ ضمانت ایسی چیز بھی فروخت ہو رہی ہو جس کی حقیقت معلوم نہ ہو تو وہ جائز ہے  
مثلاً: حاملہ جانور فروخت کیا جائے تو اس کے ساتھ اس کے پیٹ کا بچہ بھی فروخت ہوتا ہے جسے الگ سے  
فروخت کرنا جائز نہیں لیکن ماں کے ساتھ اس کی بیع درست ہے۔ اسی طرح مکان فروخت کرتے وقت اس کی  
بنیادیں بھی ساتھ ہی فروخت ہو جاتی ہیں حالانکہ ان کے بارے میں یہ اطمینان کرنا مشکل ہے کہ وہ کتنی گہری

۲۱۹۴۔ أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع الحصة والبيع الذي فيه غرر، ح: ۱۵۱۳ من حديث عبيد الله بن عمره.

۲۱۹۵۔ [صحیح] أخرجه الدارقطني: ۱۵/۳ من حديث الأسود بن عامر شاذان به، وضعفه البوصيري لضعف  
أيوب بن عتبة، والحديث السابق شاهدا له.



اور کتنی موٹی ہیں۔ ⑤ نکتری کی بیع سے مراد لائری کی وہ صورتیں ہیں جو اس دور میں رائج تھیں مثلاً: دکاندار گاہک سے کہتا کہ تم نکتری پھینکو جس چیز کو وہ نکتری لگے گی میں وہ چیز تمہیں سو روپے کی دے دوں گا جب کہ وہ چیزیں مقدار معیار اور قدر و قیمت کے لحاظ سے مختلف ہوتیں۔ آج کے دور میں لائری کی بہت سی صورتیں رائج ہیں جیسے بعض کمپیاں اپنی مصنوعات کی فروخت میں اضافہ کرنے کے لیے انعامی سکیمیں شروع کر دیتی ہیں۔ یہ سب ”نکتری کی بیع“ کے حکم میں ہیں۔ ⑥ جالبیت میں نکتری کی بیع کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ تم نکتری پھینکو جہاں تک نکتری پہنچے گی میں اتنی زمین تمہیں فلاں قیمت میں دے دوں گا۔ یہ بھی منع ہے۔

باب: ۲۳- مادہ جانور کے پیٹ کا بچہ یا

اس کے تھنوں میں دودھ خریدنا اور غوطہ لگانے والے کے غوطے سے حاصل ہونے

والی چیز خریدنے کی ممانعت کا بیان

(المعجم ۲۴) - بِأَبِ النَّهْيِ عَنْ شِرَاءِ مَا

فِي بَطْنِ الْأَنْعَامِ وَضُرُوعِهَا وَضَرْبَةِ

الْعَائِصِ (النحفة ۲۴)

۲۱۹۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کے پیٹ کے بچے خریدنے سے منع فرمایا جب تک وہ پیدائہ ہو جائیں اور ان کے تھنوں میں موجود (دودھ) کو خریدنے سے منع فرمایا مگر ماپ کر اور غلام کو خریدنے سے منع فرمایا جب کہ وہ مفرور ہو اور غنیمت کی اشیاء خریدنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ تقسیم ہو جائیں اور صدقات کی اشیاء خریدنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ (مستحقین کے) قبضے میں آجائیں اور غوطہ مارنے والے کے غوطے (سے حاصل ہونے والی چیز کی پیشگی خریداری) سے منع فرمایا۔

۲۱۹۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَهْضَمُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْيَمَانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّبَاهِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ الْعَبْدِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بَطْنِ الْأَنْعَامِ حَتَّى تَضَعَ، وَعَمَّا فِي ضُرُوعِهَا. إِلَّا بِكَئِلٍ. وَعَنْ شِرَاءِ الْعَبْدِ وَهُوَ أَيْقٍ، وَعَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتَّى تُقَسَّمْ، وَعَنْ شِرَاءِ الصَّدَقَاتِ حَتَّى تُقْبَضَ، وَعَنْ ضَرْبَةِ الْعَائِصِ.

۲۱۹۶- [حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب في كراهية بيع المغانم حتى تقسم، ج: ۱۵۶۳ من حديث حاتم به، وقال: "غريب، محمد بن إبراهيم الباهلي مجهول (تقريب) وفي شيخه نظر"، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن أبي شيبة: ۴۳۵/۱۳ وغيره.

🌞 فائدہ: یہ سب صورتیں بیع غرر (دھوکے کی بیع) میں شامل ہیں البتہ دودھ کو ماپ کر خریداجائے تو اس میں غرر نہیں رہتا اس لیے وہ درست ہے۔

۲۱۹۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۲۱۹۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ کہ نبی ﷺ نے حاملہ کا حمل بیچنے سے منع فرمایا۔  
جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْحَبَلَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① [بَيْعُ حَبْلِ الْحَبَلَةِ] کا ایک مطلب یہ ہے کہ جانور کا بچہ پیدائش سے پہلے خرید اور بیچا جائے یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں غرر ہے۔ معلوم نہیں وہ بچہ مذکر ہوگا یا مؤنث صحیح ہوگا یا عیب دار۔ ② اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز خرید کر ادائیگی کی میعاد کسی جانور کے بچہ دینے تک مقرر کی جائے۔ یہ مجہول مدت ہے اس لیے یہ بھی منع ہے۔ ③ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ فلاں حاملہ جانور سے پیدا ہونے والا بچہ جب بڑا ہو کر بچہ دے گا وہ جانور میں بیچتا ہوں یا کسی دوسری چیز کی رقم کی ادائیگی اس وقت ہوگی۔ اس میں بھی غرر اور مدت نامعلوم ہے۔ معلوم نہیں اس حاملہ جانور سے مذکر پیدا ہوگا یا مؤنث اور مؤنث ہوا تو اس سے کب بچہ پیدا ہوگا۔ ④ ادھار کی ادائیگی کے لیے مدت کا واضح تعین ہونا چاہیے پھر اگر مقروض آدمی اس وقت ادا نہ کر سکے تو مزید مہلت مانگ لے۔ یا مدت کا تعین کیا ہی نہ جائے مقروض اپنی سہولت کے مطابق ادا کر دے۔ مقروض کو اس طرح سہولت دینا بہت فضیلت والا عمل ہے تاہم مقروض اس سہولت کی وجہ سے قرض کی ادائیگی سے بے نیاز نہ ہو جائے بلکہ قرض خواہ کے حق میں دعا کرتا رہے اور ادائیگی کے لیے مقدور بھر کوشش کرتا رہے۔ اس میں تساہل یا کوتاہی نہ کرے۔

(المعجم ۲۵) - بَابُ بَيْعِ الْمَوَائِدَةِ باب: ۲۵- نیلامی والی بیع کا بیان

(التحفة ۲۵)

۲۱۹۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۲۱۹۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت  
حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَخْضَرُ ہے کہ ایک انصاری آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں  
ابْنُ عَمَّالَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍِ الْحَقَّيْ، عَنْ حاضر ہو کر (مالی تعاون کا) سوال کیا۔ آپ ﷺ نے

۲۱۹۷- [صحیح] أخرجه النسائي: ۲۹۳/۷، البيهقي، بيع حبل الحبله، ح: ۴۶۲۷ من حديث سفيان به، وله شواهد عند البخاري وغيره.

۲۱۹۸- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب ما تجوز فيه المسألة، ح: ۱۶۴۱ من حديث عيسى بن يونس به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۲۱۸.

أَنَسَ بِنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهُ. فَقَالَ: «لَكَ فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ؟» قَالَ: بَلَى. جَلَسَ نَلْبَسُ بَعْضُهُ وَنَبَسُ بَعْضُهُ. وَقَدَحَ نَشْرَبُ فِيهِ الْمَاءَ. قَالَ: «اِئْتِنِي بِهِمَا» قَالَ، فَأَتَاهُ بِهِمَا. فَأَخَذَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ. ثُمَّ قَالَ: «مَنْ يَشْتَرِي هَذَيْنِ؟» فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا أَخَذَهُمَا بِدِرْهَمٍ. قَالَ: «مَنْ يَرِيدُ عَلَي دِرْهَمٍ؟» مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. قَالَ رَجُلٌ: أَنَا أَخَذَهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ. فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ وَأَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ، فَأَعْطَاهُمَا الْأَنْصَارِيَّ، وَقَالَ: «اشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَامًا فَأَنْبِذْهُ إِلَى أَهْلِكَ. وَاشْتَرِ بِالْآخَرِ قَدُومًا، فَأُتِنِي بِهِ» فَقَعَلَ. فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَشَدَّ فِيهِ عُودًا بِبِيَدِهِ وَقَالَ: «أَذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَلَا أَرَاكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا» فَجَعَلَ يَحْتَطِبُ وَيَبِيعُ. فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمٍ. فَقَالَ: «اشْتَرِ بِبَعْضِهَا طَعَامًا وَبِبَعْضِهَا ثَوْبًا». ثُمَّ قَالَ: «هَذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَجِيءَ وَالْمَسْأَلَةُ نَكْثَةٌ فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِذِي فَقْرٍ مُذْقِعٍ، أَوْ لِذِي غُرْمٍ مُفْطِعٍ، أَوْ دِمٍ مُوجِعٍ».

فرمایا: ”کیا تمھارے گھر میں تمھاری کوئی چیز موجود ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں! ایک کبل ہے۔ ہم آدھا نیچے بچھاتے ہیں اور آدھا اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔“ وہ انھیں لے کر حاضر ہوا تو اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: ”یہ دونوں چیزیں کون خریدتا ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: میں انھیں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے دو تین بار فرمایا: ”ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: میں انھیں دو درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے اسے دونوں چیزیں دے کر دو درہم لے لیے اور اس انصاری صحابی کو دے دیے اور فرمایا: ”ایک درہم کا کھانے پینے کا سامان لے کر گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کا کھانا خرید کر میرے پاس لاؤ۔“ اس نے ایسے ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کھانا لے کر اس میں اپنے ہاتھ سے دستہ لگایا اور فرمایا: ”جاؤ (جنگل سے) ایندھن کی لکڑیاں لایا کرو (اور بیچ کر ضروریات پوری کرو) اور پندرہ دن تک میں تمھیں نہ دیکھوں۔“ وہ ایندھن لا کر بیچنے لگا۔ (اس کے بعد) وہ حاضر ہوا تو اس کے پاس دس درہم (جمع ہو چکے) تھے۔ آپ نے فرمایا: ”کچھ رقم کا کھانے کا سامان خرید لو اور کچھ رقم کا کپڑا خرید لو۔“ پھر فرمایا: ”یہ کام (محنت سے روزی کمانا) تیرے لیے اس بات سے بہت بہتر ہے کہ تو قیامت کے دن آئے تو مانگنے کی وجہ سے تیرا چہرہ داغ دار ہو۔ مانگنا صرف اس کے لیے جائز

نیجی ہوئی چیز واپس لے لینے کا بیان ہے جسے مفلسی خاک نشیں کر دئے یا جو انتہائی مقروض ہو یا جو خون کی وجہ سے پریشان ہو۔ (جس سے قتل سرزد ہو گیا ہو اور وہ دیت ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو)۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جہاں تک ہو سکے محنت کر کے روزی کمانا اور سوال سے بچنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی آدمی صبح کے وقت اپنی پیٹھ پر ایندھن اٹھا لائے (اسے بیچ کر حاصل ہونے والی رقم سے) صدقہ کرے اور لوگوں سے (مانگنے سے) مستغنی ہو جائے یہ اس کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ کسی (غنی) آدمی سے مانگے وہ چاہے اسے کچھ دے چاہے نہ دے۔“ (صحیح مسلم، الزکاة، باب کراهة المسألة للناس، حدیث: ۱۰۳۲) ② جس شخص کے لیے سوال سے بچنا ممکن ہو پھر بھی وہ مانگے تو قیامت کے دن اسے سزا ملے گی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے حتیٰ کہ (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) وہ قیامت کے دن اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کے چہرے پر گوشت بالکل نہیں ہوگا۔“ (صحیح مسلم، حدیث: ۱۰۴۰) ③ مصیبت زدہ مالی تعاون کے لیے اپیل کر سکتا ہے لیکن گداگری کو پیشہ بنانا حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوال کرنا صرف تمیں میں سے کسی ایک آدمی کے لیے جائز ہے۔ ایک وہ شخص جس نے (کسی کے معاملات درست کرنے کے لیے) قرض لیا (جو اس کی طاقت سے بڑھ کر تھا) اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے حتیٰ کہ اتنی رقم حاصل کر لے پھر رک جائے۔ ایک وہ شخص جس پر ایسی آفت آئی کہ سارا مال تباہ ہو گیا۔ اس کے لیے مانگنا جائز ہے حتیٰ کہ زندگی کا سہارا (ضروریات پوری کرنے کے لیے کسی روزگار کا ذریعہ) پالے۔ ایک وہ شخص جو فقر و فاقہ کا شکار ہو گیا حتیٰ کہ اس کی قوم کے تین عقل مند (معتبر) افراد یہ کہہ دیں کہ فلاں شخص واقعی فاقہ کشی کا شکار ہے۔“ (صحیح مسلم، الزکاة، باب من تحل له المسألة، حدیث: ۱۰۳۳)



## (المعجم ۲۶) - بَابُ الْإِقَالَةِ (التحفة ۲۶)

باب: ۲۶۔ نیجی ہوئی چیز واپس لے لینا

۲۱۹۹ - حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْخَطَّابِ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا عَفَا اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۲۱۹۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی مسلمان کی بیعت واپس کر لے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔“

۲۱۹۹ - [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في فضل الإقالة، ح: ۳۴۶۰ من حديث الأعمش به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وابن حزم وابن دقيق العيد \* علته عن عنة الأعمش، تقدم، ح: ۱۷۸، وله شواهد ضعيفة.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للآلبانی، رقم: ۱۳۳۳، والصحيحة للآلبانی، رقم: ۲۶۱۳، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱/۳۰۲، ۴۰۱) لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ ② اگر سودا کرتے وقت اختیار دیا جائے، یعنی ایک آدمی دوسرے کو کہہ دے کہ اگر تم چاہو تو سودا ختم کر سکتے ہو تو جتنی مدت مقرر کی ہے اس مدت کے اندر بیع صحیح کرنے کا اختیار ہے۔ ③ اگر شرط نہ ہوئی ہو پھر خریدار خریدی ہوئی چیز واپس کرنا چاہے یا بیچنے والا اسی قیمت پر واپس لینا چاہے تو دوسرے فریق کو چاہیے کہ اس کا مطالبہ تسلیم کر کے چیز یا رقم واپس کر دے۔ یہ بہت ثواب کا کام ہے۔ ④ بندہ دوسروں سے جس طرح کا سلوک کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے اسی طرح کا سلوک کرتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: [إِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحِمَاءَ] (صحیح مسلم، الحناظر، باب البكاء على الميت، حدیث: ۹۲۳) ”اللہ تعالیٰ اپنے رحم کرنے والے بندوں ہی پر رحم کرتا ہے۔“

(المعجم ۲۷) - بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُسْعَرَ  
(التحفة ۲۷)

۲۲۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ وَحُمَيْدٍ وَثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : غَلَا السَّعْرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ غَلَا السَّعْرُ ، فَسَعَّرْ لَنَا . فَقَالَ : «إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ . إِنِّي لَا رَجُو أَنْ أُلْقَى رَبِّي وَلَيْسَ أَحَدٌ يَطْلُبُنِي بِمَظْلَمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ» .

۲۲۰۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک بار اشیاء کے) بھاؤ چڑھ گئے۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بھاؤ چڑھ گئے ہیں آپ (اشیاء کے) بھاؤ مقرر کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ بھاؤ مقرر کرنے والا ہے وہی تنگی کرنے والا فراخی کرنے والا اور رازق ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں جب اپنے رب سے ملوں گا تو کوئی شخص جان و مال کے بارے میں ظلم کی بنا پر مجھ سے کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں ہوگا۔“

## ۱۲- ابواب التجارات

۲۲۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: عَلَا السَّعْرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالُوا: لَوْ قَوَّمتْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَفَارِقَكُمْ وَلَا يَطْلُبَنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ بِمَظْلَمَةٍ ظَلَمْتُهُ».

خرید و فروخت میں نرم رویہ اختیار کرنے کا بیان

۲۲۰۱- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں بھاؤ چڑھ گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کاش آپ قیسیں مقرر فرما دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے امید ہے کہ میں تم سے جدا ہوں گا تو کوئی شخص مجھ سے کسی ظلم کی تلافی کا طلب گار نہیں ہوگا جو ظلم میں نے اس پر کیا ہو۔“



فوائد و مسائل: ① تجارت کے معاملات طلب و رسد کے قوانین معیشت کے مطابق خود کار طریقے سے چلتے رہنا ملکی معیشت کے لیے مفید ہے۔ حکومت کو ان میں دخل اندازی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ② اگر تاجر ناجائز طور پر زیادہ منافع کے لالچ میں عوام کی ضروریات کا خیال نہ رکھیں تو حکومت سرکاری گوداموں سے سستا غلہ فراہم کر کے اس کا توز کر سکتی ہے۔ ③ حکومت کو چاہیے کہ تاجروں کے حقوق کے ساتھ ساتھ عوام کی ضروریات کا بھی خیال رکھے۔ جب ایک علاقے میں ضرورت کی کسی چیز کی کمی ہو جائے تو دوسرے علاقے سے لاکروہاں مہیا کی جائے۔ ④ تاجروں کو چاہیے کہ زیادہ نفع کے لالچ میں عوام پر ظلم نہ کریں۔

باب (المعجم ۲۸) - بَابُ السَّمَاخَةِ فِي الْبَيْعِ

(النسخة ۲۸)

باب ۲۸- خرید و فروخت میں نرم رویہ

اختیار کرنا

۲۲۰۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي

الْبَلْخِي أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُثَيْبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُثَيْبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ فَرُّوخٍ قَالَ: قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَدْخَلَ اللَّهُ الْجَنَّةَ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا، بَانِعًا وَمُشْتَرِيًا».

۲۲۰۲- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو جنت میں داخل کر دیا۔ وہ بیچتے وقت بھی نرمی کرتا تھا اور خریدتے وقت بھی۔“

۲۲۰۱- [صحیح] أخرجه أحمد: ۸۵/۳، والخطيب في تاريخه: ۵۵۱/۹ من طريقين عن الجريري عن أبي نضرة به نحوه، والحديث السابق شاهد له.

۲۲۰۲- [صحیح] أخرجه النسائي: ۳۱۸/۷، البيهقي، حسن المعاملة والرفق في المطالبة، ح: ۴۷۰۰ من حديث إسماعيل ابن عليه به \* عطاء بن فروخ لم يلق عثمان رضي الله عنه، قاله ابن المديني، والحديث الآتي شاهد له.

۲۲۰۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ بْنُ دِينَارٍ الْأَحْمَصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا أَبُو عَسَانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَجِمَ اللَّهُ عَبْدًا سَمَحًا إِذَا بَاعَ. سَمَحًا إِذَا اشْتَرَى. سَمَحًا إِذَا اقْتَضَى».

۲۲۰۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت نرمی کرتا ہے، خریدتے وقت نرمی کرتا ہے اور جب تقاضا کرتا ہے تو نرمی کرتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کو نرمی پسند ہے کیونکہ اس سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے، جب کہ درستی سے ایسے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں جو امن و امان کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔ ② لوگوں میں زیادہ جھگڑے لین دین کے معاملات میں ہوتے ہیں جب ایک شخص کی غلطی کو دوسرا برداشت کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا اور فریقین میں سے ہر ایک اپنا فائدہ مد نظر رکھتا ہے اس لیے ان معاملات میں تحمل و برداشت کی ضرورت زیادہ ہے۔ ③ بیچنے میں نرمی یہ ہے کہ قیمت میں مناسب رعایت دی جائے ادھار لینے والے کو مہلت دی جائے اگر خریدار نامناسب حد تک رعایت طلب کرے تو جھگڑنے کی بجائے نرمی سے معذرت کر لی جائے۔ اگر وہ خریدی ہوئی چیز واپس کرنا چاہے تو واپس لے لی جائے۔ ④ خریدنے میں نرمی یہ ہے کہ قیمت میں نامناسب حد تک رعایت کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ اگر خریدی جانے والی چیز میں کوئی معمولی عیب ہو تو نظر انداز کر دیا جائے حتیٰ الامکان نقد ادائیگی کی جائے۔ اگر دکاندار نامناسب رویہ اختیار کرے تو اس کے جواب میں تلخ کلامی نہ کی جائے۔ ⑤ تقاضا سے مراد اپنا حق طلب کرنا ہے مثلاً: قرض کی واپسی کا مطالبہ۔ اور پیشگی قیمت ادا کرنے کی صورت میں خریدی ہوئی چیز مقررہ وقت پر مہیا کرنے کا مطالبہ۔ ⑥ تقاضا میں نرمی کا مطلب ہے دوسرے کے جائز عذر کو تسلیم کرتے ہوئے مناسب مہلت دینا۔ اور مطالبہ کرتے ہوئے اس کی عزت نفس کا خیال کرنا اور تلخ کلامی یا گالی گلوچ سے پرہیز کرنا۔ ⑦ خوش اخلاقی بہت بڑی نیکی ہے۔ ⑧ خوش اخلاق تاجر کے کاروبار میں برکت ہوتی ہے۔

باب: ۲۹- قیمت کے بارے میں

(المعجم ۲۹) - بَابُ السُّؤْمِ (التحفة ۲۹)

بات چیت کرنا

۲۲۰۴۔ حضرت قیلہ ام بنی انمار رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے کسی عمرے کے دوران میں مروہ کے قریب حاضر خدمت ہوئی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں خرید و فروخت کرنے والی عورت ہوں۔ میں جب کوئی چیز خریدنا چاہتی ہوں تو میں جو (قیمت ادا کرنا) چاہتی ہوں اس سے کم پر بات کرتی ہوں پھر بڑھتے بڑھتے اس قیمت تک پہنچ جاتی ہوں جو میرا (اصل) ارادہ ہوتا ہے۔ اور جب میں کوئی چیز بیچنا چاہتی ہوں تو میں جو (قیمت وصول کرنا) چاہتی ہوں اس سے زیادہ کی بات کرتی ہوں پھر کم کرتے کرتے اس قیمت تک پہنچ جاتی ہوں جو میرا ارادہ ہوتا ہے۔ (کیا یہ جائز ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیلہ! ایسے نہ کیا کرو۔ جب کوئی چیز خریدنا چاہو تو وہی قیمت پیش کرو جو تمہارا ارادہ ہے خواہ تمہیں وہ چیز (اس قیمت پر) ملے یا نہ ملے۔“ اور فرمایا: ”جب تم کوئی چیز بیچنا چاہو تو وہی قیمت طلب کرو جو تمہارا ارادہ ہے پھر خواہ (اس قیمت پر) گاہک کے رضامند ہونے پر فروخت کرو یا نہ کرو۔“

۲۲۰۴۔ حَدَّثَنَا يَغْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ حُثَيْمٍ، عَنْ قَيْلَةَ أُمِّ بَنِي أَنْمَارٍ قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ عَمَرِهِ عِنْدَ الْمَرْوَةِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَبِيعُ وَأَشْتَرِي. فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَتَبَاعَ الشَّيْءِ سَمْتُ بِهِ أَقْلَ مِمَّا أُرِيدُ. ثُمَّ زِدْتُ، ثُمَّ زِدْتُ حَتَّى أَتْلُغَ الَّذِي أُرِيدُ. وَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَ الشَّيْءِ سَمْتُ بِهِ أَكْثَرَ مِنَ الَّذِي أُرِيدُ. ثُمَّ وَضَعْتُ حَتَّى أَتْلُغَ الَّذِي أُرِيدُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَفْعَلِي يَا قَيْلَةُ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَبْتَاعِي شَيْئًا فَاسْتَأْمِي بِهِ الَّذِي تُرِيدِينَ. أُعْطِيتِ أَوْ مُنِعْتَ». فَقَالَ: «إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَبِيعِي شَيْئًا فَاسْتَأْمِي بِهِ الَّذِي تُرِيدِينَ. أُعْطِيتِ أَوْ مُنِعْتَ».



۲۲۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک غزوے میں نبی ﷺ کے

۲۲۰۴۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۳/۲۵ من حديث يعلى به، وهو لثين الحديث كما في التريب \* وقال الذهبي في الكاشف: "قيلة أم بني أنمار صحابية، عنها عبد الله بن عثمان بن خثيم مرسلًا"، وقال البوصيري: "مقطع".

۲۲۰۵۔ أخرجه مسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح: ۱۱۲/۷۱۵ من حديث الجريري به مختصرًا، وعلقه البخاري، ح: ۲۷۱۸.



أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةٍ. فَقَالَ لِي: «أَتَبِيعُ نَاصِحَكَ هَذَا بِدِينَارٍ، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَكَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ نَاصِحُكَ إِذَا أَتَيْتَ الْمَدِينَةَ. قَالَ: «فَتَبِعَهُ بِدِينَارَيْنِ، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَكَ». قَالَ: فَمَا زَالَ يَرِيدُنِي دِينَارًا دِينَارًا وَيَقُولُ، مَكَانَ كُلِّ دِينَارٍ: «وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَكَ» حَتَّى بَلَغَ عَشْرِينَ دِينَارًا. فَلَمَّا أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ أَخَذْتُ بِرَأْسِ النَّاصِحِ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «يَا بِلَالُ أَغْطِيهِ مِنَ الْغَنِيمَةِ عَشْرِينَ دِينَارًا»، وَقَالَ: «انْطَلِقْ بِنَاصِحِكَ فَادْهَبْ بِهِ إِلَى أَهْلِكَ».

میرا تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ”کیا تم اپنا یہ اونٹ مجھے ایک دینار کے عوض فروخت کرتے ہو؟ اللہ تمہاری مغفرت کرے گا۔“ میں نے کہا: اللہ کے رسول! جب میں مدینہ پہنچ جاؤں گا تو یہ اونٹ آپ کا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اسے میرے ہاتھ دو دینار کے عوض فروخت کرتے ہو؟ اللہ تمہاری مغفرت کرے گا۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک ایک دینار کا اضافہ فرماتے رہے اور ہر دینار کے اضافے کے ساتھ فرماتے: ”اللہ تمہاری مغفرت کرے گا۔“ حتیٰ کہ میں دینار تک پہنچ گئے۔ جب میں مدینہ منورہ پہنچ گیا تو میں نے اونٹ کو اس کے سر سے پکڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا: ”بلال! اسے مال غنیمت میں سے بیس دینار دے دو۔“ (رقم کی ادائیگی کے بعد) آپ نے مجھ سے فرمایا: ”اپنا اونٹ لے لو اور اسے اپنے گھر لے جاؤ۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے اور ان کی چھ یا نو بیٹیاں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بہنیں ان کی زیر کفالت تھیں۔ (صحیح البخاری، المغازی، باب ۱۰۸۵۲) ② ان تفسلاً..... حدیث: (۳۰۵۲) اس لیے رسول اللہ ﷺ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خاص طور پر خبر گیری فرماتے تھے۔ ③ اگر خریدار محسوس کرے کہ بیچنے والا اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے اپنی چیز کی قیمت جائز حد سے بہت کم طلب کر رہا ہے تو احسان کا تقاضا ہے کہ اسے پوری قیمت دی جائے۔ ④ قیمت پہلے وصول کر کے سامان بعد میں خریدار کے حوالے کرنا جائز ہے اگرچہ وہ چیز اس وقت بھی بیچنے والے کے پاس موجود ہو لیکن اس شرط میں خریدار اور فروخت کار دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ ⑤ مستحق پر اس انداز سے احسان کرنا کہ بظاہر وہ کاروباری معاملہ معلوم ہو اور ممنون احسان شخص شرمندگی محسوس نہ کرے بہت عالی ظرفی ہے۔

۲۲۰۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى: أَنَّ أَبَا الرَّبِيعِ بْنَ حَبِيبٍ، عَنْ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ السَّوْمِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ. وَعَنْ ذَيْحِ ذَوَاتِ الدَّرِّ.

۲۲۰۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سورج طلوع ہونے سے پہلے (کسی چیز کا) سونے سے اور دودھ دیتا جانور ذبح کرنے سے منع فرمایا۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْإِيمَانِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ (التحفة ۳۰)

باب: ۳۰- خرید و فروخت کے وقت قسمیں کھانا مکروہ ہے

۲۲۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ سِتَّانٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلُمُهُمُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاقَةِ يَمْنَعُهُ ابْنُ السَّبِيلِ. وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَا أَخْذَهَا بِكَذَا وَكَذَا. فَصَدَّقَهُ، وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ. وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا، لَا يَبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا. فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَقِفْ لَهُ».

۲۲۰۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ انھیں پاک کرے گا“ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ آدمی جس کے پاس صحرائیں (چشمے وغیرہ کا) پانی اس کی ضرورت سے زائد ہے اور وہ مسافر کو اس کے استعمال سے منع کرتا ہے۔ (دوسرا) وہ آدمی جس نے عصر کے بعد کسی کے ہاتھ سودا بیچا اور اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ اس نے اتنی قیمت میں اسے خریدا ہے۔ خریدار نے اسے سچ سمجھ لیا حالانکہ حقیقت اس کے خلاف تھی۔ اور (تیسرا) وہ آدمی جو کسی امام (اسلامی حکمران) کی بیعت کرتا ہے اور وہ صرف حصول دنیا کے لیے اس کی بیعت کرتا ہے اگر امام اسے دنیا کا

۲۲۰۶- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل: ۹۹۵/۳ (ترجمة الربيع بن حبيب) من حديث عبيد الله بن موسى به، وقال: "هذه الأحاديث... ليست بالمحفوظة" لا نوفل مستور (تقريب)، والحديث ضعفه البوصيري.

۲۲۰۷- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان غلط تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية وتنفيذ السلعة بالحلف... الخ، ح: ۱۰۸ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

خرید و فروخت کے وقت قسمیں کھانے کی کراہت کا بیان  
 مال) دے دے تو وفا کرتا ہے اور اگر امام اسے دنیا کا  
 مال نہ دے تو وہ بیعت پر قائم نہیں رہتا (امام کی اطاعت  
 نہیں کرتا۔)

🌞 فوائد مسائل: ① کلام نہ کرنے اور نظر نہ کرنے سے مراد رحمت سے کلام کرنا اور رحمت کی نظر کرنا ہے ورنہ  
 اللہ تعالیٰ ہر نیک و بد سے حساب تو ضرور لے گا اور اس کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ بھی نہیں ہو سکتی۔ ارشاد نبوی  
 ہے: ”تم میں سے ہر شخص سے اس کا رب (براہ راست) ہم کلام ہوگا اس کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان  
 نہیں ہوگا“ (صحیح البخاری، التوحید، باب کلام الرب تعالیٰ يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم،  
 حدیث: ۵۱۳، وصحیح مسلم، الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمره.....، حدیث: ۱۰۱۶)  
 ② پاک نہ کرنے سے مراد گناہ معاف نہ کرنا ہے۔ ③ پیاسے کو پانی پلانا بڑی نیکی ہے خاص طور پر جہاں پانی  
 آسانی سے نہ ملتا ہو وہاں دوسرے کو پانی پلا دینا بہت بڑے ثواب کا باعث ہے۔ ④ صحرا میں پانی کا چشمہ اللہ کا  
 فضل ہے کسی کا اس پر قبضہ کر کے بیچ رہنا اور ضرورت مندوں کو پانی لینے سے روکنا انتہائی کم ظرفی ہے۔  
 ⑤ جھوٹی قسم کھانا گناہ ہے۔ عصر کے بعد جھوٹی قسم کھانا زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اور پھر اتنا بڑا گناہ چند بیویوں کے  
 متوقع مفاد کے لیے کیا گیا ہے کیونکہ یہ بات یقینی نہیں کہ گاہک اس کی جھوٹی قسم سے متاثر ہو کر اس سے سودا خرید  
 ہی لے گا۔ ایسی صورت میں جھوٹی قسم انتہائی بری حرکت ہے اس لیے اس کی سزا بھی شدید ہے۔ ⑥ مسلمان  
 خلیفہ کی بیعت اسلامی سلطنت کے تحفظ اور ترقی کے لیے کی جاتی ہے اور اس میں تمام مسلمانوں کا دینی اور دنیوی  
 فائدہ ہے۔ ایسے عظیم عمل میں دنیا کو سامنے رکھنا اور دنیا کا مال نہ ملنے پر بیعت توڑ کر بغاوت کرنا اس بات کی  
 دلیل ہے کہ اس شخص کو آخرت کی کوئی پروا نہیں اور دنیا کے ذاتی مفاد کے لیے وہ مسلمانوں کا اجتماعی مفاد خطرے  
 میں ڈال سکتا ہے۔ ایسی حرکت کی برائی حجاج وضاحت نہیں۔ ⑦ کفر و شرک سے کم تر کبیرہ گناہ بھی ایسے شدید  
 ہو سکتے ہیں جن کی وجہ سے جہنم کا طویل اور شدید عذاب برداشت کرنا پڑے تاہم دائمی عذاب صرف کافر اور  
 شرک اکبر کے مرتکب شرک ہی کے لیے ہے۔

۲۲۰۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ

نے فرمایا: ”تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن  
 کلام نہیں فرمائے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ انہیں  
 پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“  
 میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہیں؟ وہ تو

۲۲۰۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ  
 وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ  
 عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ  
 خُرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ  
 ﷺ. ح. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

ناکام رہے اور بہت خسارے میں رہے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنا تہبند (ٹخنوں سے نیچے تک) لٹکانے والا (کوئی چیز) دے کر احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی رغبت دلانے والا۔“

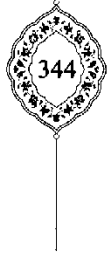
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلُمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» فَقُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا. قَالَ: «الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمَنَانُ عَطَاءَهُ، وَالْمُتَّقِ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مرد کے لیے تہبند شلوار اور پتلون وغیرہ کو اتنا نیچے تک رکھا حرام ہے جس سے ٹخنے چھپ جائیں۔ جس عمل کی اتنی سخت سزا مقرر ہے اسے محض کمزور قرار دینا درست نہیں۔ ② تہبند کو اتنا نیچے رکھنا اس لیے حرام ہے کہ وہ تکبر کا مظہر ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”اپنا تہبند آدھی پنڈلی تک اونچا رکھ اگر یہ نہ ہو تو ٹخنوں تک اونچا رکھ اور (اس سے نیچے تک) تہبند لٹکانے سے اجتناب کر کیونکہ یہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں۔“ (سنن ابی داؤد، اللباس، باب ماجاء فی إسبال الإزار، حدیث: ۴۰۸۳) ③ مومن جب کسی سے نیکی کرے تو اس کی نیت اللہ کی رضا کا حصول ہونا چاہیے۔ ④ اللہ کے نام کی جھوٹی قسم کھانا اللہ کے مقدس نام کے احترام کے منافی ہے۔ اور اللہ کے نام کی بے حرمتی کبیرہ گناہ ہے۔

۲۲۰۹- حضرت ابوقادہ حارث بن ربیع انصاری

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فروخت کرتے وقت قسم کھانے سے اجتناب کرو یہ سودے میں رغبت پیدا کرتی ہے (جس سے پہلے پہل سودا زیادہ بکنا ہے) پھر برکت کو ختم کر دیتی ہے۔“

۲۲۰۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ح. وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مَعْبُدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِيَّاكُمْ وَالْحَلْفَ فِي الْبَيْعِ. فَإِنَّهُ يُتَّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ».



۱۲۔ ابواب التجارات ————— کھجور کے بار آور درخت کی اور مال والے غلام کی فروخت کا بیان

فوائد و مسائل: ① کئی قسمیں بھی کم سے کم ہی کھانا مناسب ہے۔ سامان بیچنے کے لیے بلا ضرورت قسمیں کھاتے چلے جانا اچھی عادت نہیں۔ ② حدیث کے الفاظ: [فَإِنَّهُ يُنْفِقُ ثُمَّ يَمْحَقُ] کا یہ مطلب بھی ہے کہ پہلے پہلے سودا زیادہ کرتا ہے کیونکہ لوگ اس کی قسموں سے متاثر ہو جاتے ہیں بعد میں جب حقیقت کھل جاتی ہے کہ قسمیں کھانا تو اس کی عادت ہے تو پھر اس سے متاثر نہیں ہوتے بلکہ اس کا کاروبار پہلے سے بھی کم ہو جاتا ہے اور لوگ اس سے سوالینے سے اجتناب کرنے لگتے ہیں۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ بَاعَ  
کباب اور مال والے غلام کی فروخت

۲۲۱۰۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ. قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ نَبِيُّ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے بار آور کیا ہوا کھجور کا  
عَنْ ابْنِ عَمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ اشْتَرَى نَخْلًا قَدْ أُبْرِثَ فَتَمَرَّتْهَا لِلْبَّائِعِ. إِلَّا أَنْ يَسْتَرْطِ الْمُبْتَاعُ» درخت خریدتا تو اس (درخت) کا پھل بیچنے والے کا ہے  
الا یہ کہ خریدار شرط کر لے (کہ میں درخت پھل سیت خرید رہا ہوں)۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عَمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ۔ امام ابن ماجہ نے محمد بن رمح کے واسطے سے بھی  
نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

فوائد و مسائل: ① درختوں کا پھل اس وقت بننا شروع ہوتا ہے جب پھول کے نرمے کا زردانہ مادہ حصے کی ڈنڈی کے سرے تک پہنچ جائے۔ عام درختوں میں ایک ہی پھول میں نر اور مادہ حصے ہوتے ہیں اس طرح مادہ پھول آسانی سے بار آور ہو جاتا ہے جو بعد میں پھل بن جاتا ہے۔ بعض پودوں میں نر پھول الگ ہوتے ہیں اور مادہ پھول الگ۔ ان میں حشرات اور ہوا کے ذریعے سے نر پھول کا زردانہ مادہ پھول تک پہنچ جاتا ہے اور پھل بننا شروع ہو جاتا ہے۔ کھجور کے درخت میں نر پھول ایک درخت پر لگتے ہیں اور مادہ پھول دوسرے درخت پر۔ ان میں اگر ہوا اور حشرات کے ذریعے سے بار آوری پر اعتماد کیا جائے تو پھل بہت کم لگتا ہے اس لیے نر درخت کے پھول لے کر مادہ درخت پر چڑھ کر اس کے پھولوں پر چڑھ کے جاتے ہیں۔ اس طرح پھل زیادہ لگتا ہے۔

۲۲۱۰۔ أخرجه البخاري، باب من باع نخلاً قد أبرث أو أرضاً مزروعةً بإجارة، ح: ۲۲۰۴، ومسلم، البيوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح: ۱۵۴۳ من حديث مالك به، وأخرجه البخاري، ح: ۲۲۰۶ من حديث الليث به، ومسلم، ح: ۱۵۴۳ عن ابن رمح وغيره.

۱۲- أبواب التجارات ————— کھجور کے بار آور درخت کی اور مال والے غلام کی فروخت کا بیان

عربی میں اسے تأبیر کہتے ہیں۔ ① تأبیر ایک مشقت طلب کام ہے اور اس پر پیداوار کی مقدار کا انحصار ہے اس لیے اگر تأبیر کے بعد درخت بیجا جائے تو بیچنے والے کی محنت ضائع جاتی ہے چنانچہ سودا کرتے وقت یہ وضاحت ہونی چاہیے کہ صرف درخت بیجا جا رہا ہے یا اس کا پھل بھی۔ اگر وضاحت نہ کی گئی ہو تو صرف درخت فروخت ہوگا اس کا پھل بدستور بیچنے والے کی ملکیت رہے گا البتہ آئندہ سالوں میں جب خریدار تأبیر کرے گا تو پھل کا مستحق بھی وہی ہوگا۔

۲۲۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أُنْبَأَنَا  
اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ : وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ :  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، جَمِيعًا عَنْ ابْنِ  
شِهَابِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
عُمَرَ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ :  
«مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبْرِثَ فَمَرَّتْهَا لِلَّذِي  
بَاعَهَا . إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُتَبَاعُ . وَمَنْ ابْتَاعَ  
عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ ، فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ . إِلَّا أَنْ  
يَشْتَرِطَ الْمُتَبَاعُ» .

۲۲۱۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کھجور کے درخت  
بیچے جب کہ ان کی تاخیر ہو چکی تھی تو ان کا پھل بیچنے  
والے کا ہے سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط کر  
لے۔ اور جس نے کوئی غلام خریدا جس کے پاس کچھ مال  
تھا تو اس کا مال بیچنے والے کا ہے سوائے اس صورت  
کے کہ خریدار شرط کر لے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① غلام کو اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے بعض اوقات مال کی ضرورت ہوتی ہے اور مالک  
مناسب مقدار میں رقم اس کے تصرف میں دے دیتا ہے۔ یا مالک اپنا دل خوش کرنے کے لیے یا غلام کی خدمت  
پر خوش ہو کر اس کی حوصلہ افزائی کے لیے کوئی زیور پہنا دیتا ہے تو یہ مال مالک ہی کا رہتا ہے جب غلام بیجا جائے  
گا تو یہ مال ساتھ نہیں جائے گا۔ ② اگر خریدار وضاحت کرے کہ میں مال سمیت غلام خرید رہا ہوں یا پھل  
سمیت درخت خرید رہا ہوں تو ظاہر ہے قیمت میں اس لحاظ سے اضافہ ہو جائے گا۔ اس صورت میں شرط کے  
مطابق مال یا پھل خریدار کا ہوگا۔ ③ خرید و فروخت کے دوران میں ان معاملات کی وضاحت ہو جانی ضروری  
ہے جن کی وجہ سے بعد میں اختلافات اور جھگڑے پیدا ہو سکتے ہیں۔

۲۲۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ : ۲۲۱۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۲۱۱- أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح: ۲۳۷۹،  
ومسلم، البيوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح: ۸۰/۱۵۴۳ من حديث الليث به، أخرجه مسلم من حديث سفيان  
ابن عيينة به مختصراً.

۲۲۱۲- [مسند صحیح] أخرجه أحمد: ۷۸/۲ عن محمد بن جعفر به، وهو في السنن الكبرى للنسائي ۴۴

۱۲- أبواب التجارات ..... پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت کا بیان

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ بَاعَ نَخْلًا وَبَاعَ عَبْدًا جَمَعَهُمَا [جَمِيعًا]».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کھجور کے درخت بیچے اور غلام بیچے.....“ نافع رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دونوں جملے اکٹھے (ایک جملے کی صورت میں) روایت کیے۔

🌞 فوائد و مسائل: یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت سالم رضی اللہ عنہ (بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے بھی روایت کی ہے اور حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے بھی۔ سالم نے حدیث الگ الگ دو جملوں کی صورت میں بیان کی ہے۔ ① جس نے کھجور کے درخت بیچے..... الخ ② جس نے کوئی غلام بیچا..... الخ، جب کہ حضرت نافع نے ایک جملے کی صورت میں حدیث بیان کی یعنی یوں فرمایا: ”جس نے کھجور کے درخت بیچے اور غلام بیچا (تو ان کا پھل اور اس کا مال بیچنے والے کا ہے)۔“ (دیکھیے: (انجاء الحاجہ حاشیہ، منن ابن ماجہ، از عبدالغنی دہلوی رحمہ اللہ)

۲۲۱۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ خَالِدٍ التَّمِيمِيُّ أَبُو الْمُعَلَّسِ: حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سَلِيمَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَقَبَةَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَنْزِلِ النَّحْلِ لِمَنْ أَتَرَهَا. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُتَبَاعُ. وَأَنْ مَالَ الْمَمْلُوكِ لِمَنْ بَاعَهُ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُتَبَاعُ.

۲۲۱۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ کھجور کے درختوں کا پھل تاہیر کرنے والے کا ہے سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط کر لے۔ اور غلام کا مال بیچنے والا کا ہے سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط کر لے۔

🌞 فائدہ: دیکھیے، فوائد حدیث: ۳۲۱۱۔

(المعجم ۳۲) - بَابُ التَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صِلَاحُهَا (التحفة ۳۲)

باب: ۳۲- پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت

۲۲۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ

۲۲۱۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

ح: ۴۹۸۲، أطول منہ.

۲۲۱۳- [إسناده ضعيف] أخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۳۲۶، ۳۲۷ من حديث الفضيل به مطولاً \* إسحاق أرسل عن عبادة وهو مجهول الحال (تقريب).

۲۲۱۴- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ۷/ ۲۶۲، البيهقي، بيع الثمر قبل أن يبدو صلاحه، ح: ۴۵۲۳ من حديث

۱۲۔ أبواب التجارات ..... پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت کا بیان

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”پھل اس وقت تک نہ بیچو  
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَةَ جَبْ تَكْ اِنْ كَا صَحَّحْ هُوْنَا ظَاهِرْ نَهْ بُوَا جَاءَ۔“ نبی ﷺ نے  
حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا. نَهَى الْبَائِعَ بیچنے والے اور خریدنے والے (دونوں) کو منع فرمایا۔  
وَالْمُشْتَرِيَ۔

🌞 فوائد و مسائل: ① درختوں پر لگا ہوا پھل خریدنا اور بیچنا درست ہے۔ ② جب درختوں پر پھول آتے ہیں تو  
محسوس ہوتا ہے کہ پھل بہت زیادہ لگے گا لیکن ان میں سے بہت سے پھول جھڑ جاتے ہیں۔ آندھی سے بھی  
بہت سے پھل جو ابھی بن رہے ہوتے ہیں اور بہت چھوٹے ہوتے ہیں مگر جاتے ہیں اس کے بعد بسا اوقات  
بارش سے بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ جو پھل ان سب آفتوں سے بچ جاتے ہیں خریدنے والے کو اصل میں وہی  
ملے ہیں اس لیے بارش کا پھل اس وقت بیچنا چاہیے جب یہ مراحل گزر جائیں اور واضح اندازہ ہو سکے کہ اس قدر  
پھل حاصل ہونے کی توقع ہے۔ اسی بات کو حدیث میں ”پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے“ سے تعبیر کیا گیا  
ہے ③ جو پھل کچے بھی استعمال ہوتے ہیں انھیں بھی اس وقت بیچنا اور خریدنا چاہیے جب وہ قابل استعمال  
ہو جائیں یا اس کے قریب ہو جائیں۔ ④ اگر پھل اس وقت بیچا گیا جب عام طور پر وہ خطرات کی زد سے باہر  
ہو جاتا ہے لیکن خلاف توقع بارش آندھی یا زلزلے وغیرہ سے نقصان ہو گیا تو بیچنے والے کو چاہیے کہ خریدار کو  
قیمت میں مناسب حد تک رعایت دے۔

۲۲۱۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ  
يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ  
ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا  
تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ»۔

۲۲۱۶۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ سے روایت ہے نبی ﷺ  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ نے پھل بیچنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ ان کی درستی ظاہر

«الليث به، وله طرق عند البخاري ومسلم وغيرهما عن نافع عن ابن عمر به نحو المعنى.

۲۲۱۵۔ آخره مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ۱۵۳۸ من حديث ابن وهب به.

۲۲۱۶۔ آخره البخاري، البيوع، باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب أو الفضة، ح: ۲۱۸۹ من حديث ابن جريج به مطولاً.



۱۲۔ ابواب التجارات ————— آئندہ سالوں کی فصل بیگی فروخت کرنے اور فصل پر آفت کے آجانے کا بیان

عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ  
الْثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ.

۲۲۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے پھلوں کی فروخت سے منع فرمایا حتیٰ کہ ان کا رنگ بدل جائے اور انگوروں کی فروخت سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہو جائیں اور غلے (گندم اور جو وغیرہ) کی فروخت سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ سخت ہو جائے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مختلف اجناس کا قابل فروخت ہونا مختلف انداز سے ظاہر ہوتا ہے۔ ② باغ کے پھل جب کپے ہوتے ہیں تو سبز ہوتے ہیں بعد میں آہستہ آہستہ ان کا اصلی رنگ ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت ان کے ضائع ہونے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ اس وقت ان پھلوں کو بیچنا درست ہے۔ رنگ بدلنے سے اصل مقصد بھی ہے کہ اتنے بڑے ہو جائیں کہ موسمی خطرات سے نکل آئیں۔ ③ گندم وغیرہ کی بالیوں میں دانے نرم و نازک ہوتے ہیں بعد میں آہستہ آہستہ سخت ہو جاتے ہیں۔ اس وقت ان کے ضائع ہونے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ کھیت میں کتنی پیداوار ہوگی۔ اس وقت کھڑی فصل بیچنا جائز ہے، اس سے پہلے نہیں۔ ④ پھل یا فصل کی صلاحیت ظاہر ہونے کے بعد بھی فروخت کرنے کے بعد اگر کوئی آفت آجائے مثلاً: آندھی طوفان وغیرہ جس سے فصل تباہ ہو جائے تو فروخت کرنے والے کو چاہیے کہ قیمت وصول نہ کرے اگر وصول کر لی ہے تو واپس کر دے۔ (دیکھیے، حدیث: ۲۲۱۹) ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود معتبر صحیح، قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجہ بتحقیق الدکتور بشار عواد، رقم: ۲۲۱۷، والإرواء للألبانی، رقم: ۱۳۶۳، ۱۳۶۶، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۷/۱۲)

(المعجم ۳۳) - بَابُ بَيْعِ الثَّمَارِ سَنِينَ  
باب: ۳۳۔ آئندہ سالوں کی فصل (بیگی) فروخت کرنا اور فصل پر آفت کا آجانا  
(وَالْبَاحِثَةُ) (التحفة ۳۳)

۲۲۱۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ح: ۳۳۷۱ من حديث حماد بن سلمة به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۲۲۸، وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي \* لم أجد تصريح سماع حميد الطويل، تقدم، ح: ۸۶۶، فالسند معلق.

۱۲۔ أبواب التجارات ..... آئندہ سالوں کی فصل بیٹگی فروخت کرنے اور فصل پر آفت کے آجانے کا بیان

۲۲۱۸۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی سال کا (آئندہ پیدا ہونے والا) پھل فروخت کرنے سے منع فرمایا۔  
عَنْ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ السَّنِينِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① کئی سال کی بیج سے مراد یہ ہے مثلاً: آئندہ دو تین سال کا پھل پہلے ہی بیج کر قیمت وصول کر لے یہ منع ہے۔ ② اس کی ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آئندہ سالوں میں پیداوار کیسی ہوگی، ہوگی بھی یا نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پھل آ کر تباہ ہو جائے اور خریدار کی رقم ضائع ہو جائے۔ اس لحاظ سے یہ بیج غرر (دھوکے کی بیج) میں شامل ہے۔ ③ بیج غرر کی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۱۹۳ تا ۲۱۹۷۔

۲۲۱۹۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص (باغ کا) پھل فروخت کرے پھر اس پر آفت آجائے تو اس (بیچنے والے) کو چاہیے کہ اپنے بھائی کے مال سے کچھ نہ لے (اس کی قیمت وصول نہ کرے)۔ وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال کس وجہ سے لیتا ہے؟“  
أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ؟“

🌞 فوائد و مسائل: ① رقم مال کے بدلے لی جاتی ہے۔ جب باغ کا پھل بیچا گیا اس وقت پھل قابل استعمال نہیں تھا۔ گویا خریدار نے وصول نہیں کیا بلکہ یہ صرف وعدہ ہے کہ پھل تمہیں ملے گا، پھر جب پھل ضائع ہو گیا تو خریدار کو کچھ نہیں ملا جب کہ رقم وہ بیٹگی ادا کر چکا ہے یا ادا کرنے کا وعدہ کر چکا ہے۔ اس طرح وہ صرف رقم ادا کرے گا اور وصول کچھ نہیں کرے گا یہ ناجائز ہے۔ ② ”وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال کس وجہ سے لیتا ہے؟“ اس میں یہی اشارہ ہے کہ مال لے کر اس کے عوض کیا دیا ہے؟ ظاہر ہے کہ مال کے بدلے خریدار کو کچھ نہیں ملا تو

۲۲۱۸۔ أخرجه مسلم، المساقاة، باب وضع الجوانح، ح: ۱۷/۱۵۵۴ من حديث سفيان بن عيينة به لفظ: "أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِوَضْعِ الْجَوَانِحِ"، والمعنى واحد.

۲۲۱۹۔ أخرجه مسلم، المساقاة، باب وضع الجوانح، ح: ۱۴/۱۵۵۴ من حديث ابن جريج به بألفاظ مختلفة، والمعنى واحد.

پھر قیمت کس چیز کی لے رہا ہے؟ یعنی اس صورت میں قیمت نہ لی جائے اگر لے لی گئی ہو تو واپس کر دی جائے۔

(المعجم ۳۴) - بَابُ الرَّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ باب: ۳۴- جھکنا تولنا چاہیے (التحفة ۳۴)

۲۲۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ مُحَمَّدٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ . قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرُفَةُ الْعَبْدِيِّ بَرًّا مِنْ هَجَرَ . فَجَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . فَسَاوَمَنَا سَرَاوِيلٌ . وَعِنْدَنَا وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ . فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا وَزَّانُ زِنْ وَأَرْجِنْ» .

۲۲۲۰- حضرت سؤید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اور حضرت مخرفہ عبدی رضی اللہ عنہ (کے شہر) سے کپڑا لائے۔ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم سے ایک شلوار کا سودا کیا۔ ہمارے پاس ایک تولے والا تھا جو اجرت پر تولتا تھا۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ”اے تولے والے! وزن کر اور جھکنا تول۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① کپڑے کی تجارت شرعاً جائز ہے۔ ② درآمد اور برآمد کا کاروبار جائز ہے۔ ③ شلوار ایک اچھا لباس ہے۔ ④ ماپنے تولنے کی اجرت لینا جائز ہے اور اسی طرح ہر وہ کام جس میں جسمانی محنت ہو اور وہ شرعی لحاظ سے جائز ہو اس کی مزدوری لینا درست ہے۔ ⑤ تولتے وقت جھکنا تولنا حسن اخلاق میں شامل ہے لیکن کم تول کر دینا بددیانتی اور کبیرہ گناہ ہے۔

۲۲۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ . قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ . قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكًا، أَبَا صَفْوَانَ،

۲۲۲۱- حضرت ابوصفوان بن عیسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے ہجرت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ ایک پاجامہ فروخت کیا۔ آپ نے (اس کی قیمت کے طور پر سونا، چاندی یا غلہ) مجھے

۲۲۲۰- [صحیح] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في الرجحان في الوزن والوزن بالأجر، ح: ۳۳۳۶ من حديث سفيان الثوري به، وصححه الترمذي، ح: ۱۳۰۵، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۴۴۴، وابن الجارود «سفيان تابعه قيس بن الربيع، والحديث الآتي شاهده» .

۲۲۲۱- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، البيهقي، الباب السابق، ح: ۳۳۳۷ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم: ۳۱، ۳۰، ۲/ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي .

ابْنُ عُمَيْرَةَ قَالَ: بَعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تُولَ كَرِ عَطَا فَرَمَا يَا اُور جھٹکا ہوا تول۔  
رَجُلٌ سَرَاوِيلَ قَبْلَ الْهَجْرَةِ. فَوَزَنَ لِي،  
فَأَرْجَحَ لِي.

🌞 فوائد و مسائل: ① سَرَاوِيل کا ترجمہ شلوار یا جامد دونوں طرح درست ہے۔ مختلف علاقوں میں اس کی شکل و صورت میں فرق کی بنا پر اس کا نام بھی مختلف ہو سکتا ہے۔ ② خرید و فروخت میں حسن اخلاق کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

۲۲۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوا».

۲۲۲۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم تول تو تولو جھٹکا ہوا تولو۔“

(المعجم ۳۵) - بَابُ التَّوْقِي فِي الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ (التحفة ۳۵)

۲۲۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرٍ ابْنُ الْحَكَمِ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلٍ بْنُ حُوَيْلِدٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنِي يَزِيدُ التَّخَوِيُّ أَنَّ عِكْرِمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ كَانُوا مِنْ أَجْبَثِ النَّاسِ كَيْلًا. فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ ﴿وَيَلِّ الْمُطَفِّفِينَ﴾ [المطففين: ۱] فَأَحْسَنُوا الْكَيْلَ

۲۲۲۳- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو (مدینے کے) لوگوں کا ماپ انتہائی برا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَيَلِّ الْمُطَفِّفِينَ﴾ ”ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔“ تو انھوں نے اچھے طریقے سے ماپنا شروع کر دیا۔

۲۲۲۲- [استادہ صحیح] أخرجه الضياء في المختارة (كما في كنز العمال، ح: ۹۴۴۲)، وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبَخَارِيِّ".

۲۲۲۳- [استادہ حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، التفسير، سورة المطففين، ح: ۱۱۵۹۰ عن محمد بن عقیل به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۷۷۰، والحاكم: ۳۳/۲، والذهبي، وحسنه البوصيري.

بَعْدُ ذَلِكَ .

🌞 فوائد و مسائل: ① کبیل کا مطلب ٹوپے وغیرہ سے کسی چیز کی مقدار معلوم کرنا ہے۔ اہل عرب غلہ وغیرہ تولنے کے بجائے ماپ کر خرید بیچ لیتے تھے۔ ہمارے ہاں دیہات میں یہ رواج باقی ہے۔ مائعات (تیل) پٹرول وغیرہ) تو ہر جگہ ماپ کر ہی فروخت ہوتی ہیں۔ ② اہل مدینہ کا ماپ برا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ماپتے وقت بہت بے احتیاطی کرتے تھے جس سے باہمی ہوئی چیز وصول کرنے والے کو نقصان ہوتا تھا۔ ③ جان بوجھ کر کم ماپنا یا کم تولنا بڑا گناہ ہے لیکن احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے کسی کا نقصان ہو جانا بھی بری بات ہے۔ ④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کے احکام اور نبی ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے تھے بلکہ فوراً عمل کرتے تھے۔ مسلمانوں کا یہی رویہ ہونا چاہیے۔

(المعجم ۳۶) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغَشِّ باب: ۳۶- دھوکا دینے کی ممانعت کا بیان

(النحفة ۳۶)

۲۲۲۴- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا . فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ . فَإِذَا هُوَ مَغْشُوشٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ» .

۲۲۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو غلہ فروخت کر رہا تھا۔ آپ نے اس (غلے) میں ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ اس میں دھوکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① عالم اور حکمران کو عوام کے حالات سے براہ راست آگاہی حاصل کرنا اور ان کی غلطیوں پر بروقت تنبیہ کرنا ضروری ہے۔ ② غلے میں دھوکا یہ تھا کہ بارش میں کچھ غلہ بھیک گیا تھا۔ غلے کے مالک نے خشک غلہ اوپر کر دیا اس طرح گیلانے چھپ گیا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم 'الإيمان' باب قول النبي ﷺ من غشنا فليس منا' حدیث: ۱۰) ③ دھوکے کی کئی صورتیں ہیں وہ سب حرام ہیں مثلاً: جھوٹ کو چرب زبانی سے چ ثابت کرنے کی کوشش کرنا باطل کو حق کے رنگ میں پیش کرنا، سودے کا عیب ظاہر نہ کرنا اور اچھے مال میں ادنیٰ اور نکال مال ملا کر عمدہ مال کی قیمت وصول کرنا۔ وغیرہ۔ ④ ”ہم میں سے نہیں۔“ کا مطلب ہے کہ وہ مومنوں کے طریقے پر نہیں۔ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں [فَلَيْسَ مِنِّي] ”وہ مجھ سے نہیں“ اس کا بھی یہی

۲۲۲۴- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب النهي عن الغش، ح: ۳۴۵۲ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه الحاكم: ۹، ۸/۲، على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، أخرجه مسلم، ح: ۱۰۲ وغيره عن إسماعيل بن جعفر عن العلاء به نحو المعنى .

مطلب ہے کہ وہ میرے طریقے پر نہیں، میرے امتی کو یہ حرکت زیب نہیں دیتی، اس لیے ہر مسلمان کو ہر قسم کی دھوکا دہی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑤ امتحان میں ناجائز ذرائع، انقل وغیرہ اختیار کرنا، یا متحن کا طالب علم کو اس کے استحقاق سے زیادہ نمبر دے دینا بھی دھوکے میں شامل ہے۔ اس سے مستحق افراد کی حق تلفی ہوتی ہے۔

۲۲۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۲۲۵- (نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام) حضرت  
حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، ابوالحرء (ہلال بن حارث رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، انہوں  
عَنْ [أَبِي] دَاوُدَ، عَنْ أَبِي الْحَمْرَاءِ قَالَ: نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے  
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِجَنَابَاتِ رَجُلٍ عِنْدَهُ گزرے جس کے پاس ایک برتن میں کھانے کی چیز  
طَعَامٌ فِي وَعَاءٍ. فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ. فَقَالَ: (گندم یا کھجور وغیرہ تھی)۔ آپ نے اس میں ہاتھ ڈالا  
«لَعَلَّكَ غَشَّيْتَ. مَنْ غَشَّيْنَا فَلَيْسَ مِنَّا». پھر فرمایا: ”شاید تو نے دھوکا کیا ہے۔ جس نے ہمیں  
دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، گویا یہ قصہ صحیح نہیں تاہم ”جس نے ہمیں دھوکا دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔“ یہ  
جملہ دوسری صحیح سند سے ثابت ہے، جیسے صحیح مسلم میں مروی ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الإيمان، باب قول  
النبی ﷺ من غشنا فليس منا، حدیث: ۱۰۱)

(المعجم ۳۷) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ باب: ۳۷- کھانے کی چیز (غذہ وغیرہ خرید کر)  
قَبْلَ مَا لَمْ يُقْبَضْ (التحفة ۳۷) قبضے میں لینے سے پہلے (دوسروں کو)  
فروخت کر دینے کی ممانعت کا بیان

۲۲۲۶- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: ۲۲۲۶- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ نَبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص غذائی جنس خریدے تو وہ  
عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنِ ابْتَنَعَ طَعَامًا، اسے پوری طرح وصول کرنے سے پہلے نہ بیچے۔“  
فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

۲۲۲۵- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الدلاوي في الكنى: ۱/ ۲۵، وأبو نعيم الأصبهاني (كما في تهذيب الكمال،  
ق/ ۱۶۰۰) من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به \* وأبو داود هو الأعمى كما في 'فتح الباب في الكنى  
والألقاب' (لابن مندة، ص: ۲۸۰) وغيره، وانظر، ح: ۱۴۸۵ للجرح فيه.  
۲۲۲۶- أخرجه البخاري، البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي، ح: ۲۱۲۶، ۲۱۳۶، ومسلم، البيوع، باب  
بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ۱۵۲۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۶۴۰.

۲۲۲۷۔ حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وَحَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ مُعَاذٍ الصَّرِيرُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

۲۲۲۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص غذائی جنس خریدے تو وہ اسے پوری طرح وصول کرنے سے پہلے نہ بیچے۔“

قَالَ أَبُو عَوَانَةَ، فِي حَدِيثِهِ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَ الطَّعَامِ.

ابو عوانہ اپنی روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میری رائے میں ہر چیز کا حکم غذائی اجناس والا ہی ہے۔

۲۲۲۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتَّى يَجْرِيَ فِيهِ الصَّاعَانِ. صَاعُ الْبَائِعِ وَصَاعُ الْمُشْتَرِي.

۲۲۲۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کھانے کی چیز (غلو وغیرہ) فروخت کرنے سے منع فرمایا جب تک اسے دو پیمانے نہ ماپ لیں: بیچنے والے کا پیمانہ اور خریدنے والے کا پیمانہ۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص غلو وغیرہ خریدے تو اسے چاہیے کہ اسے وہاں سے اٹھالے پھر دوسری جگہ جا کر فروخت کرے۔ ② بعض لوگ سووے پر سودا کرتے چلے جاتے ہیں اور نفع لے لیتے ہیں جب کہ سامان سُور میں پڑا ہوتا ہے اسے دیکھتے بھی نہیں کہ یہ کتنی قیمت تک کا ہے درست ہے یا خراب ہے اس کا جتنا وزن بتایا جا رہا ہے پورا ہے یا نہیں۔ اس کا نقصان آخر میں خریدنے والے کو ہوتا ہے جو اسے اپنے استعمال کے لیے خریدتا ہے اور اس وجہ سے جھگڑے ہوتے ہیں۔ ③ بغیر دیکھے خرید و فروخت کی صورت میں ایسے لوگ

۲۲۲۷۔ أخرجه البخاري، البيهقي، باب بيع الطعام قبل أن يقبض وبيع ما ليس عندك، ح: ۲۱۳۵، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ۱۵۲۵ من حديث عمرو بن دينار، بالفاظ متقاربة.

۲۲۲۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۸/۳ من حديث محمد بن أبي ليلى، به، وانظر، ح: ۸۵۴ لعلته، وله شاهد عند البيهقي: ۳۱۶/۵ من حديث أبي هريرة رضي الله عنه \* فيه هشام بن حسان، تقدم، ح: ۱۶۷۶، ولم أجد تصريح سماعه، وباقي السند صحيح، وهو حسن بالشواهد.

خریدتے ہیں جنہیں ضرورت نہیں ہوتی۔ اور وہ بغیر محنت کے نفع لے لیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ چیز صارفین تک پہنچی ہو کر پہنچتی ہے۔ اور مال کے مالک (کسان) کو بہت کم قیمت ملتی ہے۔ ⑤ دو بیانیوں سے ماپنے کا مطلب ہے کہ پہلے ماپ کر خریدا جائے پھر بیچتے وقت دوبارہ ماپ کر خریدار کے حوالے کیا جائے۔ تولنے والی چیز کو اسی طرح دوبارہ تولنا جانا چاہیے اور گنتی جانے والی چیز بھی گنت کر وصول کی جائے اور پھر بیچتے وقت گنت کر گاہک کے حوالے کی جائے تاکہ کسی مقام پر کسی سے دھوکا نہ ہو۔ ⑥ مال چیک کر کے خریدنے اور چیک کر کے فروخت کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ مال کی اصل کیفیت خریدار کے سامنے آ جاتی ہے۔ اس کا معیار یا عیب وغیرہ سامنے آ جاتا ہے جس سے ہر شخص کو اس کی جائز قیمت ملتی ہے۔

(المعجم ۳۸) - بَابُ بَيْعِ الْمُجَارَافَةِ باب: ۳۸- (بغیر ماپے تولے) اندازے سے بیچنا

(التحفة ۳۸)

۲۲۲۹- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: ۲۲۲۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ انھوں نے فرمایا: ہم لوگ قافلوں سے غلہ ماپے تولے  
نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَشْتَرِي الطَّعَامَ بغیر خرید لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کو بیچنے  
مِنَ الرُّكْبَانِ جَرَا فَا. فَهَمَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ سے منع فرمایا حتیٰ کہ اس کی جگہ سے منتقل کر لیں۔  
نَبِيعُهُ حَتَّى نَنْقُلَهُ مِنْ مَكَانِهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ غلہ اندازے سے خریدنا درست ہے، لیکن ماپ کر لینا بہتر ہے۔  
② چیز کو خریدنے کے بعد اپنی ملکیت میں لے لینا اور وہاں سے اٹھا لینا چاہیے بعد میں فروخت کرنا چاہیے۔

۲۲۳۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ ۲۲۳۰- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
الرَّقْيُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ ہے انھوں نے فرمایا: میں بازار میں کھجوریں بیچتا کرتا تھا۔  
لَهْبَعَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ سَعِيدٍ میں (گاہک کو) کہتا: میں نے اپنے اس پیانے سے ماپا  
ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: ہے کہ یہ اس قدر (اتنے وزن) ہے۔ میں اس ماپ کی بنا  
كُنْتُ أَبِيعُ التَّمْرَ فِي السُّوقِ. فَأَقُولُ: كِلْتُ پر کھجوریں اس کے حوالے کرتا اور اپنا منافع لے لیتا، پھر

۲۲۲۹- أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ۳۴/۱۵۲۶ من حديث عبدالله بن نعيم به.

۲۲۳۰- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶۲/۱ عن يحيى بن إسحاق ثنا ابن لهيعة ثنا موسى بن وردان به \* ويحيى من قدماء أصحاب ابن لهيعة كما في التهذيب: (۳۶۱/۲)، ترجمة حفص بن هاشم) وتابعه ابن المبارك وغيره عن ابن لهيعة به، وله شاهد عند مسلم من حديث ابن عمر رضي الله عنهما به.



۱۲۔ أبواب التجارات ..... بازاروں میں آنے جانے کا بیان

فِي وَسْقِي هَذَا كَذَا. فَأَذْفَعُ أَوْ سَاقِ الثَّمَرِ  
بِكَيْلِهِ وَأَخْذُ شَيْئِي. فَدَخَلَنِي مِنْ ذَلِكَ  
شَيْءٌ. فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِذَا  
سَمَّيْتَ الْكَيْلَ فِكَيْلُهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ماپ کر خریدی ہوئی چیز بیچتے وقت بھی ماپ کر ہی دینی چاہیے تاکہ شک و شبہ نہ رہے اور  
گاہک مطمئن ہو جائے۔ ② جس مسئلے میں شک ہو عالم سے دریافت کر لینا چاہیے۔

(المعجم ۳۹) - بَابُ مَا يُزْجَى فِي كَيْلِ  
الطَّعَامِ مِنَ الْبَرَكَةِ (التحفة ۳۹)

باب: ۳۹۔ کھانے کی چیز ماپ لینے  
میں برکت کی اُمید ہے

۲۲۳۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:  
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ  
ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْيَحْصِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
بُسَيْرٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
يَقُولُ: «كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارِكْ لَكُمْ فِيهِ».

۲۲۳۱- حضرت عبداللہ بن سمر مازنی رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ  
سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”اپنا کھانا (غلہ وغیرہ) ماپ  
لیا کرو اس میں تمہارے لیے برکت ہوگی۔“

۲۲۳۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ  
سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارٍ الْيَحْصِي: حَدَّثَنَا  
بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ  
ابْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمُقَدَّامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبٍ،  
عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كِيلُوا  
طَعَامَكُمْ يُبَارِكْ لَكُمْ فِيهِ».

۲۲۳۲- حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی  
ﷺ نے فرمایا: ”اپنا کھانا (غلہ وغیرہ) ماپ لیا کرو اس  
میں تمہارے لیے برکت ہوگی۔“

(المعجم ۴۰) - بَابُ الْأَسْوَاقِ وَدُخُولِهَا  
(التحفة ۴۰)

باب: ۴۰۔ بازاروں میں آنا جانا

۲۲۳۱- أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۱/ ۱۵۱ من حديث إسماعيل (وغیره) به، وإسناده حسن، وله شواهد  
عند البخاري (في صحيحه، ح: ۲۱۲۸) وغیره، انظر الحديث الآتي.

۲۲۳۲- [صحیح] أخرجه أحمد: ۵/ ۴۱۴ من حديث بقية، حدثني بحير بن سعد به، أخرجه البخاري، ح: ۲۱۲۸  
من حديث ثور عن خالد بن معدان عن المقدم بن معدي كرب به، ولم يذكر أبا أيوب.

۲۲۳۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ وَعَلِيُّ [ابن] الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْبَرَادِ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ [السَّاعِدِيِّ]: حَدَّثَهُمَا أَنَّ أَبَاهُ الْمُنْذِرَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى سُوقِ النَّبِيطِ. فَتَنَظَّرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: «لَيْسَ هَذَا لَكُمْ سُوقٌ» ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى سُوقٍ. فَتَنَظَّرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: «لَيْسَ هَذَا لَكُمْ سُوقٌ» ثُمَّ رَجَعَ إِلَى هَذَا السُّوقِ فَطَافَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: «هَذَا سُوقُكُمْ. فَلَا يُتَقَصَّنَ وَلَا يُضَرَّبَنَّ عَلَيْهِ خَرَجٌ».

۲۲۳۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ الْعُرُقِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عُبَيْسُ بْنُ مَبُومٍ: حَدَّثَنَا عَوْنُ الْعَقِيلِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ التَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ غَدَا إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ، غَدَا بِرَأْيَةِ الْإِيمَانِ. وَمَنْ غَدَا إِلَى السُّوقِ، غَدَا بِرَأْيَةِ الْإِيلَاسِ».

بازاروں میں آنے جانے کا بیان

۲۲۳۳- حضرت ابواسید (مالک بن ربیعہ ساعدی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوق النبیط میں تشریف لے گئے اسے دیکھا اور فرمایا: ”یہ تمہارا بازار نہیں۔“ پھر ایک اور بازار میں تشریف لے گئے اسے دیکھا تو فرمایا: ”یہ بھی تمہارا بازار نہیں۔“ پھر اس بازار میں تشریف لائے اور اس میں گھومے پھرے پھر فرمایا: ”یہ تمہارا بازار ہے۔ اسے کم نہ کیا جائے اور اس پر ٹیکس (خراج) نہ لگایا جائے۔“

۲۲۳۴- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جو شخص صبح کے وقت فجر کی نماز کے لیے جاتا ہے وہ ایمان کا جھنڈا لے کر جاتا ہے۔ اور جو شخص صبح صبح بازار جاتا ہے وہ ایلئس کا جھنڈا لے کر جاتا ہے۔“

۲۲۳۳- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في الأحاد والمثاني: ۳/ ۴۵۴، ح: ۱۹۰۸ عن إبراهيم بن المنذر به، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف" [إسحاق لين الحديث، والزبير بن المنذر بن أبي أسيد مستور (تقريب)].

۲۲۳۴- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الكبير: ۶/ ۲۵۵، ح: ۶۱۴۶ من حديث عبيس به، وقال البوصيري في عبيس: "هو متفق على تضعيفه"، وقال الهيثمي: "هو ضعيف متروك".

۲۲۳۵- حَدَّثَنَا يَشْرُبُنُ مُعَاذِ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، مَوْلَى آلِ الزُّبَيْرِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ جِئْتُكَ السُّوقَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُجِيبِي وَيُجِيبُ، وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ. بِيَدِهِ الْخَيْرُ كُلُّهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ- كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفٍ حَسَنَةٍ، وَمَعَآ عَنْهُ أَلْفَ أَلْفٍ سَيِّئَةٍ. وَبَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۲۲۳۵- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُجِيبِي وَيُجِيبُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ كُلُّهُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ اس کیلئے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، اور وہ زندہ رہنے والا ہے جسے موت نہیں اسی کے ہاتھ میں تمام کی تمام بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ (ایک ملین) نیکیاں لکھتا ہے اور دس لاکھ گناہ معاف فرماتا ہے۔ اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر فرماتا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جائز ضرورت کے لیے بازار میں جانا جائز ہے۔ ② جہاں کا ماحول اللہ سے غفلت کا ہو وہاں اللہ کو یاد کرنا بہت ثواب کا کام ہے۔ ③ سنت کے مطابق ادا کیا جانے والا بظاہر معمولی نیک کام بھی اللہ کے ہاں بہت مقام رکھتا ہے۔ ④ مسنون اذکار کا اہتمام کرنا چاہیے اور خود ساختہ اذکار سے بچنا چاہیے۔ ⑤ اس حدیث پر عمل کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ روایت بعض کے نزدیک حسن ہے۔

(المعجم ۴۱) - بَابُ مَا يُرْجَى مِنَ الْبَرَكَةِ  
في الْبُكُورِ (التحفة ۴۱)

باب: ۴۱- صبح کام کرنے میں برکت کی امید ہے

۲۲۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت صخر بن وداعہ غامدی رضی اللہ عنہ

۲۲۳۵- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا دخل السوق، ح: ۳۴۲۹ من حديث حماد به \* وعمره ضعيف كما في التفریب، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ۳۴۲۸، وفيه أزهر بن سنان وهو ضعيف (نق)، وللحديث شواهد ضعيفة عند الحاكم: ۵۳۸/۱، ۵۳۹، وابن السني وغيرهما.

۲۲۳۶- [إسناده حسن] أخرجه سعيد بن منصور في مثله، ح: ۲۳۸۲ عن هشيم به، ومن طريقه أخرجه أبو داود، ح: ۲۶۰۶، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ حَبِيدٍ، عَنْ صَخْرٍ الْقَامِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا».

سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! میری امت کے لیے صبح کا وقت بابرکت بنادے۔“

قَالَ: وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا، بَعَثَهُمْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ.

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب کوئی فوجی دستہ یا لشکر روانہ فرماتے تو صبح کے وقت روانہ فرماتے تھے۔

قَالَ: وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا. فَكَانَ يَبْعُثُ تِجَارَتَهُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ فَأَنْزَى وَكَثُرَ مَالُهُ.

حضرت عمارہ بن حدید رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت صخر رضی اللہ عنہ تاجر تھے وہ اپنا تجارتی قافلہ صبح کے وقت روانہ فرمایا کرتے تھے چنانچہ وہ خوشحال ہو گئے اور ان کا مال زیادہ ہو گیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صبح کا وقت بابرکت ہے لہذا اسے مفید کاموں میں صرف کرنا چاہیے، غفلت اور نیند میں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ ② صبح جلدی دکان کھولنا تاجر کے لیے باعث برکت ہے۔

۲۲۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الثُّمَالِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الزُّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا يَوْمَ الْخَمِيسِ».

۲۲۳۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! میری امت کے لیے جمعرات کی صبح میں برکت عطا فرما۔“

۲۲۳۸- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ

۲۲۳۸- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۲۳۷- [إسناده ضعيف] أخرجه الحافظ المزي في تهذيب الكمال، ق: ۱۲۸۰/۳ من حديث أبي مروان به، وقال البوصيري: "لهذا إسناده ضعيف" \* محمد بن ميمون لم أجد من وثقه، وقال صاحب التهذيب في حديثه: "منكر".

۲۲۳۸- [صحيح] أخرجه الخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق: ۳۱۸/۱ من حديث يعقوب بن حميد ثنا إسحاق بن جعفر عن محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر يعني عن عبد الله بن عمر عن نافع به، وهو الصواب، وكذا أخرجه الطبراني في الصغير وغيره عن إسماعيل بن أبي أويس عن محمد بن عبد الرحمن الجدعاني به \* الجدعاني وأبوہ ضعيفان كما في التهذيب وغيره، وانظر، ح: ۲۲۳۶.

كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ  
بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْمُحْسِنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ  
أَبِي بَكْرٍ الْجَدْعَانِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَأُمْتِي فِي  
بُكُورِهَا».

(المعجم ۴۲) - بَابُ بَيْعِ الْمُصْرَاةِ

(التحفة ۴۲)

باب: ۴۲- جس جانور کا دودھ روکا گیا ہو

اس کی فروخت کا بیان

۲۲۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،  
وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ  
عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ  
سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ  
قَالَ: «مَنِ ابْتَاعَ مُصْرَاةً، فَهُوَ بِالْخِيَارِ  
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ. فَإِنْ رَدَّهَا، رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ  
نَمْرِ، لَا سَمْرَاءَ» يَعْنِي الْجَنْطَةَ.

۲۲۳۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی  
ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایسا جانور خریداجس کا دودھ  
روکا گیا تھا تو اسے تین دن تک اختیار ہے (کہ سودا قائم  
رکھے یا ختم کر دے) اگر وہ جانور کو واپس کرے تو اس  
کے ساتھ ایک صاع کھجوریں بھی دے، گندم نہ دے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① بعض لوگ جب دودھ دینے والا جانور بیچنا چاہتے ہیں تو دو تین دن پہلے اس کا دودھ  
دوہنا بند کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے تھنوں میں دودھ خوب جمع ہو جاتا ہے اور بڑے بڑے تھن دیکھ کر خریدار  
سمجھتا ہے کہ یہ گائے، بھینس، بکری یا اونٹنی زیادہ دودھ دینے والی ہے۔ اس طرح وہ زیادہ قیمت دے کر اسے  
خرید لیتا ہے۔ یہ ایک قسم کا دھوکا ہے۔ اور دھوکا دینا حرام ہے۔ ② اس بیع کو فسخ کرنے کے لیے تین دن کی  
مدت مقرر کی گئی ہے کیونکہ پہلے دن دودھ دوہنے سے تو اس دھوکے کا علم نہیں ہوتا۔ دوسرے دن دودھ کم ہونے  
پر یہ سوچا جاسکتا ہے کہ شاید ماحول کی تبدیلی یا چارے میں کمی بیشی کی وجہ سے ہے۔ جب تیسرے دن بھی دودھ  
کم ہوگا تو اس کا مطلب ہے کہ دودھ واقعی روکا گیا تھا اور اس طرح دھوکے کا ارتکاب ہوا ہے۔ ③ واپسی کے  
وقت ایک ٹوپا کھجوریں دینے کا حکم اخلاقی بنیاد پر ہے تاکہ سودا فسخ ہونے پر اگر بیچنے والے کو ناراضی محسوس ہو تو  
اس کا کسی حد تک مداوا ہو جائے۔ یہ اس دودھ کی قیمت نہیں جو تین دن تک استعمال کیا گیا۔ خریدار نے اگر  
دودھ پیا ہے تو جانور کو چارہ بھی کھلایا ہے اور اس کی لازمی ضروریات کا خیال بھی رکھا ہے۔ ④ بعض حضرات

نے اس حدیث کو فقہی اصولوں کے خلاف قرار دے کر ناقابل عمل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: جب کوئی چیز استعمال کر لی گئی ہو تو اس کا متبادل یا تو ویسی اور اتنی ہی چیز ہو سکتی ہے یا اس کی قیمت جبکہ بھجوریں نہ تو دودھ کی مثل ہیں نہ اس کی قیمت کیونکہ دودھ کم زیادہ ہوتا ہے اور ہر مقدار کی قیمت ایک صاع بھجوریں نہیں ہو سکتیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فقہی اصول قرآن و حدیث کی نصوص سے اخذ کیے جاتے ہیں، نصوص کو فقہی اصولوں پر نہیں پرکھا جاتا کیونکہ قرآن و حدیث اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات ہیں اور فقہی اصول انسانی ذہن کی کاوشوں کا نتیجہ اس کے علاوہ یہ حدیث فقہی اصولوں کے خلاف بھی نہیں اس کی وضاحت یہ ہے کہ خریدار نے جو دودھ استعمال کیا ہے اس کی مقدار پر اختلاف ہو سکتا ہے۔ خریدار کم مقدار کا دعویٰ کرے گا جبکہ بیچنے والا زیادہ مقدار کا۔ جب مقدار ہی متین کرنا مشکل ہے تو اس کی مثل یا قیمت کا تعین کیسے ہو سکتا ہے؟ اس جھگڑے کے حل کے لیے نبی ﷺ نے ایک اوسط مقدار متین کر دی ہے کہ دودھ کم ہو یا زیادہ ایک صاع بھجوریں وصول کر لی جائیں اور اصل مطلب سے کمی بیشی کو نظر انداز کر دیا جائے۔ گویا یہ بذات خود ایک قانون ہے جو ان خاص حالات کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ اسے عام حالات کے عام قوانین پر قیاس کرنا درست نہیں۔ ⑤ کہا جاتا ہے کہ فقیر راوی اگر کوئی ایسی حدیث روایت کرے جو قیاس کے خلاف ہو تو اس کی یہ روایت قبول ہوگی لیکن اگر کوئی غیر فقیر صحابی خلاف قیاس حدیث روایت کرے تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہ اصول بھی محل نظر ہے کیونکہ حدیث کی صحت کا دار و مدار راوی کے حافظے اور ثقاہت پر ہے نہ کہ تفقہ اور قوت استنباط پر اس کے علاوہ یہ حدیث صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی نہیں جنہیں غیر فقیر قرار دینے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے بلکہ یہی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو بالاتفاق فقیر ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ فقہی کا دار و مدار حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتوے پر ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، البیوع، باب النہی للبائع أن لا یحفل

الإبل والبقر والغنم و کل محفلة حدیث: ۲۱۳۹)

۲۲۴۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنُ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَنْبَلِيُّ: حَدَّثَنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرٍ النَّبَخِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ بَاعَ مُحْفَلَةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ ۲۲۴۰ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! جس نے دودھ روکا ہوا جانور خرید لیا اسے تین دن تک (واپس کرنے کا) اختیار ہے۔ اگر وہ واپس کرے تو اس کے ساتھ اس کے دودھ کا دگنا ادا کرے۔“ یا فرمایا: ”اس کے دودھ کے مثل گندم ادا کرے۔“

۲۲۴۰ - [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيهقي، باب من اشترى مصراة فكرهها، ح: ۳۴۴۶ من حديث عبدالواحد به \* صدقة وجميع ضعيفان، ضعفهما الجمهور، راجع التهذيب وغيره.

أَيَّامٍ . فَإِنْ رَدَّهَا ، رَدَّ مَعَهَا مِثْلِي لَبْنِهَا أَوْ قَالَ مِثْلَ لَبْنِهَا قَمَحًا .

۲۲۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا الْمُسْعُودِيُّ عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ أَبِي الضُّحَى ، عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ : أَشْهَدُ عَلَى الصَّادِقِ الْمَضْذُوقِ أَبِي الْقَاسِمِ ؓ أَنَّهُ حَدَّثَنَا ، قَالَ : «يَبِيعُ الْمَصَفَلَاتِ خِلَابَةً . وَلَا تَجُلُ الْخِلَابَةُ لِمُسْلِمٍ» . [قَالَ ابْنُ مَاجَةٍ : يَغْنِي الْخَدِيعَةَ]

(المعجم ۴۳) - بَابُ الْخَرَاجِ بِالضَّمَانِ (التحفة ۴۳)

۲۲۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ . قَالَا : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَّافٍ بْنِ إِيمَاءٍ بْنِ رَحْصَةَ الْغَفَارِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى أَنَّ خَرَاجَ الْعَبْدِ بِضَمَانِهِ .

۲۲۴۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ :

۲۲۴۳- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت

۲۲۴۱- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه أحمد: ۴۳/۱ عن وكيع به .

۲۲۴۲- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيهقي، باب فيمن اشترى عبداً فاستعمله ثم وجد به عيباً، ح: ۳۵۰۹، ۳۵۰۸ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه الترمذي، ح: ۱۲۸۵، وابن الجارود، ح: ۶۲۷، وابن حبان، ح: ۱۱۲۵ وغيرهم .

۲۲۴۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيهقي، الباب السابق، ح: ۳۵۱۰ من حديث مسلم الزنجي به، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۲۶، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۲۶، والحاكم، ۱۵/۲، والذهبي، وأعله الترمذي .

۲۲۴۱- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ سچ بولنے والے اور جنھیں سچی خبریں دی گئیں (یعنی ابوالقاسم (رسول اللہ ﷺ) نے ہمیں حدیث سنائی اور فرمایا: ”ان مادہ جانوروں کی فروخت دھوکا ہے جن کا دودھ روکا گیا ہو۔ اور مسلمان کے لیے دھوکا بازی حرام ہے۔“

باب: ۴۳- فائدہ اسی کو ملے گا جو نقصان برداشت کرنے کا ذمہ دار ہے

۲۲۴۲- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ جاری فرمایا کہ غلام کا فائدہ اس (کے نقصان) کی ذمہ داری کے ساتھ ہے۔

۲۲۴۳- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الرَّزَّازِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا اشْتَرَى عَبْدًا فَأَسْتَعْلَهُ. ثُمَّ وَجَدَ بِهِ غَيِبًا فَرَدَّهُ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ قَدْ اسْتَعْلَ غُلَامِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْخَرَجُ بِالْضَّمَانِ».

ہے کہ ایک آدمی نے ایک غلام خرید اور اس سے مزدوری کروائی پھر اس غلام میں عیب معلوم ہوا تو اسے واپس کر دیا۔ بیچنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرے غلام سے مزدوری کروائی ہے (لہذا وہ آدمی مجھے دلوائی جائے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فائدہ (نقصان کی) ذمے داری کے ساتھ ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر کوئی آدمی دینے والی چیز خریدی جائے اور پھر واپس کر دی جائے تو جتنے دن وہ چیز خریدار کے پاس رہی ہے اور اس نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے واپسی کے وقت اس فائدے کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا جائے گا۔ اس قانون سے صرف دودھ دینے والا جانور مستثنیٰ ہے جس کو واپس کرتے وقت ایک صاع کھجوریں ساتھ دی جائیں گی۔ ② اگر خریدار کے پاس جانور مر جائے یا کوئی دوسری چیز خراب ہو جائے یا تباہ ہو جائے تو یہ نقصان خریدار برداشت کرے گا اس لیے اگر خریدار کو اس سے کوئی آدمی ہوتی ہے تو وہ بھی خود رکھے گا خریدی ہوئی چیز واپس کرتے وقت اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بیچنے والے کو واپس نہیں کرے گا۔ ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سند ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہی روایت سنن ابی داود (۳۵۱۰) میں بھی ہے وہاں پر ہمارے فاضل محقق نے اس کی بابت یوں لکھا ہے کہ یہ روایت سند ضعیف ہے البتہ ساقیہ روایت (۳۵۰۹) اس سے کفایت کرتی ہے لہذا مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک بھی سند ضعیف ہونے کے باوجود متناصح اور قابل عمل ہے علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو دیگر محققین نے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن ابن ماجہ للألبانی، رقم: ۱۸۳۶، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۷۲/۳۰، ۲۷۳/۳۰)

(المعجم ۴۴) - بَابُ عَهْدَةِ الرَّقِيقِ باب: ۴۴- غلام (کے عیب) کی ذمے داری (التحفة ۴۴)

۲۲۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، إِنَّ شَاءَ اللَّهُ، عَنْ

۲۲۴۳- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غلام کی ذمے داری تین دن تک ہے۔“

۲۲۴۴- [مسندہ ضعیف] أخرجه الطبراني في الكبير ۷/ ۲۱۰، ح: ۶۸۷۴ من حديث محمد بن عبد الله بن نمير (وغیره) به، وانظر، ح: ۴۲۹، ۱۷۵، لعلیہ، وله شاهد ضعیف، انظر الحديث الآتي.



سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَهْدَةُ الرَّقِيقِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ».

۲۲۴۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا عَهْدَةَ بَعْدَ أَرْبَعٍ».

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے غلام خرید یا پھر اسے غلام میں کوئی عیب معلوم ہو گیا تو اگر تین دن کے اندر اسے عیب معلوم ہو گیا اور اس نے واپس کرنا چاہا تو یہ ہو سکتا ہے تین دن کے بعد واپس نہیں کر سکتا تاہم اس باب کی مذکورہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔ اخلاقی طور پر ہر بیچنے والے کا اخلاقی فرض ہے کہ غلام یا جانور کا عیب نہ چھپائے بلکہ بیان کر دے۔ اور اگر خریدار عیب معلوم ہونے پر غلام یا جانور کو واپس کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ واپس لے لے۔

(المعجم ۴۵) - بَابُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا فَلْيَبَيِّنْهُ (التحفة ۴۵)

باب: ۴۵- جو شخص عیب دار چیز بیچے تو اس کا عیب بیان کرے

۲۲۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: أَنَّهُمْ لَمْ يَصْحَ لَهُ سَمَاعٌ مِنْ عَقِبَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ. وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ أَخِيهِ يَبِعًا، فِيهِ عَيْبٌ، إِلَّا بَيَّنَّهُ لَهُ».

۲۲۴۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في عهدته الرقيق، ح: ۳۵۰۶، ۳۵۰۷ من حديث الحسن به، وقال المنذري: "هذا منقطع، فإن الحسن لم يصح له سماع من عقبة".

۲۲۴۶- أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ۱۴۱۴ من حديث يزيد ابن أبي حبيب به مطولاً بالفاظ مختلفة، والمعنى واحد.

فوائد و مسائل: ① ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کا خیر خواہ ہونا چاہیے۔ ② سودے میں اگر کوئی عیب ہو تو اسے بیان کر دینا چاہیے، ہو سکتا ہے جس مقصد کے لیے وہ خریدنا چاہتا ہے اس کے لیے وہ عیب اہمیت نہ رکھتا ہو۔ ③ ملکی چیز کے لیے اعلیٰ چیز کی قیمت طلب نہیں کرنی چاہیے۔ ④ عیب بیان کرنا دیا ننداری کا جز ہے اور مسلمان کی ایک اہم خوبی دیانت داری ہے۔

۲۲۴۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مَكْحُولٍ وَ سَلِيمَانَ ابْنِ مُوسَى، عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْفَعِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يَبَيْتْهُ، لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللَّهِ، وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ».

۲۲۴۷- حضرت واہب بن اسفیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جس شخص نے بتائے بغیر عیب دار چیز بیچ دی وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں مبتلا رہے گا اور فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے۔“



(المعجم ۴۶) - بَابُ التَّهْيِ عَنِ التَّفْرِيقِ  
بَيْنَ السَّبْيِ (التحفة ۴۶)

باب: ۴۶- (بہا قریبی رشتے دار) غلاموں کو ایک دوسرے سے جدا کرنا منع ہے

۲۲۴۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا أُتِيَ بِالسَّبْيِ، أَعْطَى أَهْلَ النَّبْتِ جَمِيعًا. كَرَاهِيَةً أَنْ يَفْرَقَ بَيْنَهُمْ.

۲۲۴۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں جب غلام حاضر کیے جاتے تو آپ ایک گھر کے سب افراد (ایک شخص کو) عطا فرماتے ان کے درمیان جدائی ڈالنا پسند نہ فرماتے۔

۲۲۴۷- [سناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۲/ ۵۴، ۵۵، ح: ۱۲۹ من حديث عبد الوهاب به باختلاف السند، وتابعه موسى بن أيوب عنده، ح: ۱۵۷ باختلاف السند \* بقية عنعن، وعبد الوهاب بن الضحاك متروك، وفيه علة أخرى.

۲۲۴۸- [سناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن أبي شيبة: ۷/ ۱۹۲، ح: ۲۸۵۶ عن وكيع به، وانظر، ح: ۳۵۶. لعلته.

۱۲۔ ابواب التجارات۔ غلام کی خرید و فروخت سے متعلق احکام و مسائل

۲۲۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۲۲۴۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْ حَمَّادٍ: أَنَبَانَا الْحَجَّاجُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: وَهَبَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غُلَامَيْنِ أَخَوَيْنِ. فَبَعْتُ أَحَدَهُمَا. فَقَالَ: «مَا فَعَلَ الْغُلَامَانِ؟» قُلْتُ: بَعْتُ أَحَدَهُمَا. قَالَ: «رَدَّهُ».

فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے دو غلام عطا فرمائے جو آپس میں بھائی تھے۔ میں نے ان میں سے ایک بیچ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان دو غلاموں کا کیا حال ہے؟“ میں نے کہا: میں نے ان میں سے ایک بیچ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے واپس لے لو۔“

۲۲۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَرَ بْنِ النَّجَّاحِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى: أَنَبَانَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عِمْرَانَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا. وَبَيْنَ الْأَخِ وَبَيْنَ أَخِيهِ.

۲۲۵۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو ماں بیٹے میں یا بھائی بھائی میں جدائی ڈالے۔

باب: ۴۷۔ غلاموں کو خریدنا

(المعجم ۴۷) - بَابُ شِرَاءِ الرَّقِيقِ

(التحفة ۴۷)

۲۲۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: ۲۲۵۱۔ حضرت عبد المجید بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۲۴۹۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۰۲/۱ عن عفان وغيره، والترمذي، ح: ۱۲۸۴ عن ابن مهدي، كلهم عن حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، أخرجه أبو داود، ح: ۲۶۹۶ من طريق آخر عن الحكم به بلفظ آخر، وقال: "ميمون لم يدرك علياً، وللحديث شواهد ضعيفة عند البيهقي: ۱۲۷/۹، وغيره، وصححه الحاكم".

۲۲۵۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۲۸/۹ من حديث عبيد الله بن موسى به، وقال: "إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع هذا لا يحتج به"، وانظر، ح: ۱۰۶۹، والسند ضعفه البوصيري.

۲۲۵۱۔ [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في كتابة الشروط، ح: ۱۲۱۶ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن غريب"، وعلقه البخاري قبل، ح: ۲۰۷۹ بصيغة التمريض، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۲۸، المتفق، وحسنه الحافظ في الفتح: ۳۵۰/۱۲ \* عباد بن ليث مختلف فيه، وتابعه المنهال بن بحر عند الحافظ في تعلق التعلق: ۲۱۹/۳ وغيره.

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ لَيْثٍ، صَاحِبُ  
الْكَرَّاسِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ وَهْبٍ  
قَالَ: قَالَ لِي الْعَدَاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هُوْدَةَ:  
أَلَا تَقْرَأُكَ كِتَابًا كَتَبَهُ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟  
قَالَ، قُلْتُ: بَلَى. فَأَخْرَجَ لِي كِتَابًا. فَإِذَا  
فِيهِ: «هَذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ  
هُوْدَةَ [مِنْ] مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. اشْتَرَى  
مِنْهُ عَبْدًا أَوْ أَمَةً. لَا دَاءَ وَلَا غَائِلَةَ وَلَا  
خَبْثَةَ. بَيْعَ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ».

ہے کہ مجھ سے حضرت عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے ایک تحریر نہ پڑھاؤں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمائی تھی؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے مجھے تحریر نکال کر دکھائی۔ اس میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے: ”یہ اس چیز کی دستاویز ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ (رضی اللہ عنہ) نے محمد رسول اللہ ﷺ سے خریدی۔ اس نے نبی ﷺ سے ایک غلام یا ایک ایسی لونڈی خریدی ہے جسے کوئی بیماری نہیں، کوئی بری عادت نہیں اور نہ حرام کا مال ہے۔ یہ بیع ایک مسلمان کی ایک مسلمان سے ہوئی ہے۔“



نوائد و مسائل: ① قیمتی چیز کی خرید و فروخت کے وقت تحریر لکھ لینی چاہیے۔ ② ”غلام یا لونڈی خریدی۔“ یعنی تحریر میں غلام کا لفظ تھا یا لونڈی کا۔ یہ شک عباد بن لیث کی طرف سے ہے جو امام ابن ماجہ کے استاد کے استاد ہیں۔ ③ [غائلة] کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسے بھاگ جانے چوری یا زنا کرنے کی یا ایسی کوئی دوسری بری عادت نہیں اور یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ چوری کا مال نہیں اور یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ بیچنے والا غلام کا عیب نہیں چھپا رہا۔ ④ [خبثہ] کا مطلب حرام بھی بیان کیا گیا ہے اور اخلاقی خرابی بھی۔ ⑤ مسلمان کی مسلمان سے بیع کا مطلب یہ ہے کہ یہ بیع ان تمام اصول و ضوابط کے تحت شمار ہوگی جو اسلامی قوانین میں موجود ہیں۔

۲۲۵۲- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کوئی لونڈی خریدے تو یہ دعا پڑھے: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ] ”اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور جن عادات پر تو نے اسے پیدا کیا ہے ان کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور اس کے

۲۲۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمْ الْجَارِيَةَ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا

عَلَيْهِ. وَلْيَدْعُ بِالْبَرْكََةِ. وَإِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمْ بَعِيرًا فَلْيَأْخُذْ بِذُرْوَةِ سِنَامِهِ وَلْيَدْعُ بِالْبَرْكََةِ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذَلِكَ. شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور جن عادات پر تو نے اسے پیدا کیا ہے ان کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اور برکت کی دعا کرے۔ اور جب کوئی شخص اونٹ خریدے تو اس کی کوبان کی بلندی پر ہاتھ رکھ کر برکت کی دعا کرے اور وہی الفاظ پڑھے۔

🌞 فائدہ: دیکھیے حدیث: ۱۹۱۸ کے فوائد۔

باب: ۳۸۔ بیع صرف کا بیان اور جن چیزوں

کے دست بدست تبادلے میں بھی کمی

بیشی جائز نہیں

(المعجم ۴۸) - بَابُ الصَّرْفِ وَمَا لَا يَجُوزُ

مُقَاضَاةً يَدًا بِيَدٍ (التحفة ۴۸)

۲۲۵۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سو نے کا سونے سے تبادلہ سود ہے مگر جب دست بدست ہو (جب سود نہیں) گندم کا گندم سے تبادلہ سود ہے سوائے اس کے کہ دست بدست ہو جو کا جو سے تبادلہ سود ہے مگر جب دست بدست ہو کھجور کا کھجور سے تبادلہ سود ہے الا یہ کہ دست بدست ہو۔“

۲۲۵۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّضْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① خوردنی اشیاء کی اگر عرض ایک ہو اور قسمیں مختلف ہوں تو ان کا ایک دوسرے سے تبادلہ دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے: (۱) دونوں طرف سے برابر مقدار میں چیز دی جائے، مثلاً: ایک صاع کھجوروں کے بدلے میں ایک صاع دوسری قسم کی کھجوریں لی جاسکتی ہیں لیکن ایک صاع کے بدلے میں دو صاع کھجوریں لینا یا دینا درست نہیں۔ (۲) تبادلہ نقد ہونا چاہیے یعنی مجلس میں دونوں طرف سے چیز وصول کر لی جائے۔ ② سونے

۲۲۵۳۔ أخرجه البخاري، البيهقي، باب ما يذكر في بيع الطعام والحكرة، ح: ۲۱۳۴، ومسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقداً، ح: ۱۵۸۶ من حديث سفیان (وغیره) به.

چاندی کا بھی یہی حکم ہے۔ سونے کے بدلے میں سونا دست بدست اور برابر وزن میں لیا دیا جانا چاہیے۔ ⑤ اگر جس مختلف ہو تو وزن اور مقدار میں کمی بیشی جائز ہے مثلاً: گندم کے بدلے جو یا سونے کے بدلے میں چاندی کے تبادلے میں مقدار برابر ہونا ضروری نہیں تاہم تبادلہ دونوں طرف سے فوری ادائیگی کی صورت میں ہونا ضروری ہے۔ ⑥ اگر ایک شخص کے پاس ادنیٰ قسم کی گندم ہے اور وہ اعلیٰ گندم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کا جائز طریقہ یہ ہے کہ اپنی گندم نقد رقم کے عوض فروخت کر دی جائے پھر ان پیسوں سے مطلوبہ گندم خرید لی جائے۔

۲۲۵۴- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حضرت مسلم بن ہیدار اور حضرت عبداللہ بن عبید اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: (کسی سفر میں) ایک منزل پر حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی کسی گرجا یا (یہود کے) معبد میں باہم ملاقات ہو گئی۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے (حاضرین کو) حدیث سناتے ہوئے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے چاندی کے بدلے میں چاندی کی سونے کے بدلے میں سونے کی گندم کے بدلے میں گندم کی جو کے بدلے میں جو کی اور کھجور کے بدلے میں کھجور کی ایک روایت کے مطابق: اور نمک کے بدلے میں نمک کی خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا۔ اور ہمیں جو کے بدلے میں گندم یا گندم کے بدلے میں جو کی دست بدست بیع کرنے کا حکم دیا جیسے ہم چاہیں (مقدار کی کمی بیشی کے ساتھ)۔

۲۲۵۴- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ خَالِدٍ بْنُ خِدَاشٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُثَيْمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّ مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَاهُ قَالَ: جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَمُعَاوِيَةَ. إِمَّا فِي كَنِيسَةٍ وَإِمَّا فِي بَيْعَةٍ. فَحَدَّثَهُمْ عِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَقَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ، وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ، وَالْتَّمْرِ بِالتَّمْرِ، قَالَ أَحَدُهُمَا: وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ. وَلَمْ يَقُلْهُ الْآخَرُ وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الْبُرَّ بِالشَّعِيرِ، وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ، كَيْفَ شِئْنَا.



فائدہ: بعض علماء کے نزدیک یہ حکم صرف مندرجہ ذیل اشیاء کے لیے ہے: سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک۔ دوسرے علماء کے نزدیک جن اشیاء کا ذکر حدیث میں نہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ ایک جنس کی اشیاء کا (اچھی بری قسم کی وجہ سے) کمی بیشی کے ساتھ باہم تبادلہ نہیں ہونا چاہیے۔

۲۲۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُثَيْدٍ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ، وَمَثَلًا بِمِثْلٍ».

۲۲۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”چاندی کے بدلے میں چاندی، سونے کے بدلے میں سونا، جو کے بدلے میں جو اور گندم کے بدلے میں گندم برابر برابر (تبادلہ) ہونا چاہیے۔“

۲۲۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَزِرُّنَا تَمْرًا مِنْ تَمْرِ الْجَمْعِ. فَتُسَبِّدُ بِهِ تَمْرًا هُوَ أَطْيَبُ مِنْهُ وَتَزِيدُ فِي السَّعِيرِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَصْلُحُ صَاعُ تَمْرٍ بِصَاعَيْنِ، وَلَا دِرْهَمٌ بِدِرْهَمَيْنِ. وَالذَّرْهَمُ بِالذَّرْهَمِ وَالذِّينَارُ بِالذِّينَارِ. [وَلَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا إِلَّا وَزْنًا]».

۲۲۵۶- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمیں ادنیٰ قسم کی کھجوریں عنايت فرماتے۔ ہم ان کے بدلے میں ان سے بہتر کھجوریں زیادہ نرخ پر خرید لیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک صاع کھجوروں کا دو صاع سے تبادلہ یا ایک درہم کا دو درہموں سے تبادلہ جائز نہیں۔ درہم کے بدلے میں دو درہم اور دینار کے بدلے میں دو دینار ہوتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان سوائے وزن کی کمی بیشی کے کوئی فضیلت نہیں۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① کھجور کا کھجور کے ساتھ تبادلہ وزن کی کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں۔ اسی طرح دوسری اشیاء اگر ایک جنس سے ہوں تو ان کا باہمی تبادلہ وزن کی کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ② دور نبوی میں مختلف قسم کے درہم و دینار رائج تھے لیکن ہر درہم دوسرے درہم کے برابر ہی سمجھا جاتا تھا، اسی طرح ایک قسم کا دینار دوسری قسم کے دینار کے برابر ہی سمجھا جاتا تھا، اس لیے ان کے وزن کے معمولی فرق کو نظر انداز کر دیا گیا۔ ③ روپے کے پرانے نونوں کا تبادلہ یا بڑے نوٹ کا چھوٹے نونوں سے تبادلہ برابری کی سطح پر ہونا چاہیے۔ سو روپے کے نئے نونوں کے بدلے میں پرانے نونوں کی صورت میں ایک سو دس روپے دینا یا ایک سو روپے کے نوٹ کے بدلے میں روپے روپے والے نوٹ یا سکے کم وصول کرنا جائز نہیں کیونکہ بازار میں خرید و فروخت کے لیے نئے اور

۲۲۵۵- أخرجه مسلم، الماقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقداً، ح: ۱۵۸۸/۸۴ من حديث فضيل به.

۲۲۵۶- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الخلط من التمر، ح: ۲۰۸۰، ومسلم، الماقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل، ح: ۱۵۹۵ من حديث يحيى (ابن أبي كثير) عن أبي سلمة به.

پرانے نوٹ یا سکے کی قدر میں کوئی فرق نہیں۔

(المعجم ۴۹) - بَابُ مَنْ قَالَ لَا رَبَّآ إِلَّا فِي

النَّبِيَّةِ (التحفة ۴۹)

باب: ۳۹- (ان لوگوں کے دلائل) جو کہتے ہیں کہ

سود صرف ادھار میں ہوتا ہے

۲۲۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: الدَّرْهَمُ بِالْدِّينَارِ وَالْدِّينَارُ بِالْدِّينَارِ. فَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ: قَالَ: أَمَا إِنِّي لَقِيتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ هَذَا الَّذِي تَقُولُ فِي الصَّرْفِ، أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَمْ شَيْءٌ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ فَقَالَ: مَا وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَلَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وَلَكِنْ أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّبِيَّةِ».

۲۲۵۷- حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ درہم کے بدلے میں درہم اور دینار کے بدلے میں دینار ہوتا ہے۔ میں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو (اس کے برعکس) دوسری بات کہتے سنا ہے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ملا تھا۔ میں نے انھیں کہا: آپ صرف (درہم و دینار کے تبادلے) کے بارے میں جو کچھ فرماتے ہیں کیا یہ مسئلہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے یا اللہ کی کتاب میں (اس کے بارے میں) کچھ دیکھا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: میں نے یہ مسئلہ نہ اللہ کی کتاب میں پایا ہے نہ اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے لیکن مجھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”سود صرف ادھار میں ہوتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① سونے کا چاندی سے یا چاندی کا سونے سے تبادلہ دست بدست ہونا چاہیے۔ ② مختلف

ممالک کی کرنسی کا تبادلہ بھی موجود شرح کے مطابق ہاتھوں ہاتھ ہونا چاہیے۔ اگر کوئی کہے کہ میرے پاس امریکی ڈالر ہیں اور میں ان کے بدلے میں سودی ریال لینا چاہتا ہوں دوسرا شخص کہے کہ مجھے ڈالر دے دو میں ان کے بدلے میں اتنے ریال تمھیں کل دے دوں گا یہ درست نہیں۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث کو حجت سمجھتے تھے اور جو حدیث رسول اللہ ﷺ سے براہ راست نہ سنی ہو بلکہ کسی دوسرے شخص کے واسطے سے پہنچے اس پر عمل کرنا بھی ضروری سمجھتے تھے۔ ④ سود صرف ادھار میں ہوتا ہے یہ اس صورت میں ہے جب تبادلہ کی جانے والی اشیاء



مختلف اجناس سے تعلق رکھتی ہوں مثلاً: سونا اور چاندی یا گندم اور کھجوریں۔ ان کا باہمی تبادلہ کی پیشی کے ساتھ درست ہے۔ ایک گرام سونے کے بدلے میں دس چندرہ گرام چاندی کا تبادلہ یا ایک من گندم کے بدلے میں دو من جو کا تبادلہ جائز ہے بشرطیکہ دونوں طرف سے نقد ادائیگی ہو۔ ایک ہی چیز کا تبادلہ کی پیشی کے ساتھ نقد بھی درست نہیں۔ ایک من اچھی گندم کے بدلے میں دو من ہلکی قسم کی گندم لینا دینا جائز نہیں اگرچہ دونوں طرف سے گندم فوراً ادا کر دی جائے۔

۲۲۵۸۔ حضرت ابو جوزاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (براہ راست) سنا کہ وہ بیع صرف کا حکم دیتے تھے (اسے جائز کہتے تھے) اور ان سے یہ قول روایت کیا جاتا تھا: پھر مجھے خبر ملی کہ انھوں نے اس قول سے رجوع کر لیا ہے چنانچہ میں ان سے مکہ جا کر ملا اور عرض کیا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے (صرف کے جواز سے) رجوع کر لیا ہے۔ انھوں نے فرمایا: ہاں! وہ قول میری اپنی رائے تھی۔ اور یہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بیع صرف سے منع فرمایا ہے۔

۲۲۵۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدَدَةَ: أَنَّ

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّبِيعِيِّ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَأْمُرُ بِالصَّرْفِ. يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ. وَيُحَدِّثُ ذَلِكَ عَنْهُ. ثُمَّ بَلَغَنِي أَنَّهُ رَجَعَ عَنْ ذَلِكَ. فَلَقِيْتُهُ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجَعْتَ. قَالَ: نَعَمْ. إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ رَأْيًا مِنِّي. وَهَذَا أَبُو سَعِيدٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الصَّرْفِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① بیع صرف کا مطلب: سونے کا چاندی سے یا چاندی کا سونے سے یا ایک ملک کی کرنسی کا دوسرے ملک کی کرنسی سے تبادلہ ہے۔ ② ایک ملک کی کرنسی ایک جنس ہے دوسرے ملک کی کرنسی دوسری جنس ہے اگرچہ ان کا نام ایک ہی ہو مثلاً: پاکستانی روپیہ اور بھارتی روپیہ الگ الگ جنسیں ہیں۔ ③ اس پر اتفاق ہے کہ مختلف اجناس کی کرنسی کے تبادلے میں ایک طرف سے نقد ادائیگی اور دوسری طرف سے ادائیگی کا وعدہ ناجائز ہے بلکہ دونوں طرف سے نقد ادائیگی شرط ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اگر جنس ایک ہو تو ان میں کی پیشی نہ کی جائے۔ ④ مسئلے میں غلطی معلوم ہونے پر رجوع کر لینا عالم کی شان ہے۔

باب: ۵۰۔ سونے کا چاندی سے تبادلہ

(المعجم ۵۰) - بَابُ صَرْفِ الذَّهَبِ

بِالْوَرِقِ (التحفة ۵۰)

۲۲۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۲۵۹- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاندی کے بدلے میں سونا لینا سو ہے سمیع مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَّثَانِ يَقُولُ: مَرَّ جَبْدٌ بِدَسْتٍ هِيَ (پھر نہیں)۔“  
سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبَاً، إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ: الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ. احْفَظُوا. ابو بکر بن ابوشیبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چاندی کے بدلے میں سونا یاد رکھو۔

🌞 فوائد و مسائل: ① سونے چاندی کا باہمی تبادلہ دونوں طرف سے فوری ادائیگی کی شرط سے جائز ہے۔ ② اگر یہ شرط مفقود ہو تو سونے کا چاندی سے تبادلہ شرعاً منع ہے۔ ③ حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا ”یاد رکھو“ اس امر کی طرف توجہ دلانے کے لیے تھا کہ مختلف اجناس کے تبادلے میں بھی بعض صورتیں ممنوع ہیں لہذا ان کا خیال رکھا جائے۔



۲۲۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَّثَانِ قَالَ: أَقْبَلْتُ أَقُولُ: مَنْ يَضْطَرِّفُ الدَّرَاهِمَ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَرْنَا ذَهَبَكَ. ثُمَّ اثْبِتْنَا، إِذَا جَاءَ خَازِنَتْنَا، نُعْطِكَ وَرِقْلَكَ. ۲۲۶۰- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے (کسی مجلس میں) آکر کہا: ہمیں (دیناروں کے) بدلے میں درہم کون دے گا؟ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ انھوں نے فرمایا: ہمیں اپنا سونا دکھاؤ پھر جب ہمارا خزانچی آئے گا تو ہمارے پاس آنا ہم آپ کو آپ کی چاندی (درہموں کی صورت میں) ادا کر دیں گے۔

فَقَالَ عُمَرُ: كَلَّا، وَاللَّهِ، لَنُعْطِيَنَّهٗ وَرِقَّهُ أَوْ نَتَرَدُّهُ إِلَيْهِ ذَهَبَهُ. فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْوَرِقُ بِالذَّهَبِ رِبَاً، إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! ایسے نہیں ہو سکتا آپ اسے چاندی (ابھی) ادا کریں یا اس کا سونا اسے واپس کر دیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

”سونے کے بدلے میں چاندی (لینا یا دینا) سود ہے مگر دست بدست جائز ہے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اس کے باوجود انھیں مسئلہ معلوم نہیں تھا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضاحت فرمائی اس لیے کسی کے بہت بڑا عالم ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو اسے معلوم نہ ہو یا جس میں اس سے غلطی کا صدور ممکن نہ ہو۔ ② اگر ایک آدمی سے غلطی ہو جائے تو دوسرے آدمی کو چاہیے کہ اسے بتا دے کہ صحیح مسئلہ اس طرح ہے۔ ③ تاکید کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔ ④ کسی کو ایک کام کا حکم دینے کے لیے یا منع کرنے کے لیے قسم کے لفظ سے کہنا جائز ہے۔

۲۲۶۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ  
إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ  
أَبِيهِ الْعَبَّاسِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ شَافِعٍ، عَنْ عُمَرَ  
ابْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِ،  
عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْدِّينَارُ  
بِالدِّينَارِ، وَالْدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، لَا فُضِّلَ  
بَيْنَهُمَا. فَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِوَرِقٍ،  
فَلْيُضْطَرْفِهَا بِذَهَبٍ. وَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ  
بِذَهَبٍ، فَلْيُضْطَرْفِهَا بِالْوَرِقِ. وَالصَّرْفُ  
هَاءُ وَهَاءُ».

۲۲۶۱۔ حضرت عمر بن محمد بن علی بن ابی طالب اپنے والد (حضرت محمد بن خنیفہ رضی اللہ عنہ) سے اور وہ ان کے دادا (اور اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دینار کے بدلے میں دینار ہے اور درہم کے بدلے میں درہم۔ ان میں کوئی کمی بیشی (جائز) نہیں۔ جس کو چاندی کی ضرورت ہو وہ سونے کے بدلے میں اسے حاصل کر لے اور جسے سونے کی ضرورت ہو وہ چاندی کے عوض بتادلہ کر کے لے لے۔ اور صرف (درہم و دینار کا باہمی تبادلہ) ہاتھوں ہاتھ ہوتا ہے۔“

(المعجم ۵۱) - بَابُ اقْتِضَاءِ الذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ وَالْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ (التحفة ۵۱)

باب: ۵۱۔ چاندی کے بدلے میں سونا اور سونے کے بدلے میں چاندی وصول کرنا

۲۲۶۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

۲۲۶۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۲۶۱۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ۱۸۳/۷، ۱۸۴، ح: ۶۳۴۳ من حديث إبراهيم بن محمد به، وقال البوصيري: 'لهذا إسناده ضعيف' \* عباس بن عثمان لا يعرف حاله (تقريب).

۲۲۶۲۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ح: ۳۳۵۵، ۳۳۵۴ من حديث سماك به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۲۸، وابن الجارود، ح: ۶۵۵، والحاكم ۴۴/۲، على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

انہوں نے فرمایا: میں اونٹ بیچا کرتا تھا۔ میں چاندی کے بدلے میں سونا سونے کے بدلے میں چاندی درہموں کے بدلے میں دینار اور دیناروں کے بدلے میں درہم لے لیا کرتا تھا، پھر میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب ایک چیز لے اور دوسری دے تو اپنے ساتھی سے جدا نہ ہو جب تک معاملہ صاف نہ ہو جائے۔“

حَبِيبٌ، وَ شَفِيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحِمَّانِيُّ. قَالُوا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ الطَّنَافِيسِيِّ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ أَوْ سِمَاكٌ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا سِمَاكٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ أبيعُ الْإِبِلَ. فَكُنْتُ أَخْذُ الذَّهَبَ مِنَ الْفِضَّةِ، وَالْفِضَّةَ مِنَ الذَّهَبِ. وَالذَّنَانِيرَ مِنَ الدَّرَاهِمِ، وَالذَّرَاهِمَ مِنَ الدَّنَانِيرِ. فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «إِذَا أَخَذْتَ أَحَدَهُمَا وَأَعْطَيْتَ الْآخَرَ، فَلَا تُفَارِقْ صَاحِبَكَ وَبَيْتَكَ وَبَيْتَهُ لَبْسٍ».

یہ روایت ایک دوسری سند سے سعید بن جبیر کے شاگردوں سے شک کے بغیر ساک بن حرب کے واسطے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِسْحَاقَ: أَتْبَانَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

🌞 فائدہ: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کا سودا دیناروں میں طے ہوا تھا خریدار نے اس روز کی شرح تبادلہ کے مطابق اتنے دیناروں کے درہم ادا کر دیے تو یہ جائز ہے جبکہ پوری ادائیگی اسی مجلس میں کر دی جائے۔

(المعجم ۵۲) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ الدَّرَاهِمِ وَالذَّنَانِيرِ (التحفة ۵۲)

۲۲۶۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا رائج سکہ بلا ضرورت توڑنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۲۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَ هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ. قَالُوا: أَتْبَانَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ

مُحَمَّدُ بْنُ قُضَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كَثْرِ سِكَّةِ الْمُسْلِمِينَ الْجَائِزَةِ بَيْنَهُمْ. إِلَّا مِنْ بَاسٍ.

🌟 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے تاہم یہ بات صحیح ہے کہ سونے کی اشرفی یا چاندی کا روپیہ جو صحیح ہو اور اس سے بازار میں خرید و فروخت ہو سکتی ہو اسے پگھلا کر سونے یا چاندی کی ڈلی بنالینا جائز نہیں کیونکہ اس سے عام مسلمانوں کی پوری ہونے والی ایک ضرورت کے پورا ہونے میں خلل واقع ہوتا ہے، البتہ کوئی معقول وجہ ہو مثلاً: وہ سکہ کھٹا ہو تو اسے توڑ کر پگھلایا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۵۳) - بَابُ بَيْعِ الرُّطْبِ بِالثَّمَرِ  
(الحفۃ ۵۳)

۲۲۶۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَاسْحَاقُ بْنُ سَلِيمَانَ. قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، مَوْلَى الْأَشْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ زَيْدًا، أَبَا عَاشٍ، مَوْلَى ابْنِي زُهْرَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ اشْتِرَاءِ الْبَيْضَاءِ بِالثَّمَرِ. فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: أَتَيْتُهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْبَيْضَاءُ. فَتَهَانِي عَنْهُ وَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَيَلَّ عَنْ اشْتِرَاءِ الرُّطْبِ بِالثَّمَرِ فَقَالَ: «أَيَنْقُصُ الرُّطْبُ، إِذَا يَسَّ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَتَهَى عَنْ ذَلِكَ.

۲۲۶۴ - قبیلہ: بنو زہرہ کے مولیٰ حضرت ابو عیاش زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے جو کوسلت کے عوض خریدنے کا مسئلہ پوچھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان میں بہتر جنس کون سی ہے؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: (میں نے کہا): جو۔ تو سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے اس تادلے سے منع فرمادیا اور فرمایا: میں نے خود سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے خشک کھجور کے عوض تازہ کھجور خریدنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”کیا تازہ کھجور خشک ہو کر (وزن میں) کم ہو جاتی ہے؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس بیع سے منع فرمادیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① سُئِلَ (بغیر چھلکے کے جو) ایک خاص غلہ ہے جو چھلکا نہ ہونے کے لحاظ سے گندم سے مشابہ ہے۔ اور طبعی خواص کی بنا پر جو سے مشابہ ہے۔ بہر حال اسے جو ہی کی جنس سے شمار کیا جاتا ہے۔ ② خشک کھجور اور تازہ کھجور کا باہم تبادلہ ممنوع ہے اگرچہ دست بدست ہی ہو۔ ③ خشک کھجور اور تازہ کھجور بظاہر ایک ہی جنس ہے اس لیے اس کی اقسام کا تبادلہ جائز ہونا چاہیے لیکن منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بظاہر ہم وزن ہونے کے باوجود حقیقت میں ہم وزن نہیں۔

(المعجم ۵۴) - بَابُ الْمَزَابَةِ وَالْمُحَاوَلَةِ

(التحفة ۵۴)

۲۲۶۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَنَّ أَبَا  
الْلَيْثِ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ  
الْمَزَابَةِ. وَالْمَزَابَةُ أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ تَمْرَ  
حَاطِطِهِ، إِنْ كَانَتْ نَخْلًا، بِتَمْرِ كَيْلًا. وَإِنْ  
كَانَتْ كَرْمًا، أَنْ يَبِيعَهُ بِزَيْبٍ كَيْلًا. وَإِنْ  
كَانَتْ زَرْعًا أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ. نَهَى عَنْ  
ذَلِكَ كُلِّهِ.

۲۲۶۵ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بیع مزایہ سے منع  
فرمایا۔  
مزایہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے باغ کا پھل  
اس انداز سے فروخت کرے کہ کھجور کے درختوں کا پھل  
خشک کھجوروں کے عوض ماپ کر بیچے۔ اور انگور کی بیلوں  
کا پھل کشمش کے عوض ماپ کر بیچے اور کھیت (کی  
فصل) غلے کے عوض ماپ کر فروخت کرے۔ رسول اللہ  
ﷺ نے ان سب صورتوں سے منع فرمایا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① بیع مزایہ ممنوع ہے۔ ② بیع مزایہ کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کھجور کے باغ کا پھل  
خریدے اور اس کے عوض مقررہ مقدار میں کھجوریں ادا کرے۔ یا مثلاً یوں کہے: اس کھیت میں جو فصل تیار ہو رہی  
ہے وہ سب میں پچاس من گندم کے عوض خریدتا ہوں۔ یہ درست نہیں کیونکہ یہ معلوم نہیں کھیت سے جو گندم  
حاصل ہوگی وہ پچاس من سے کم ہوگی یا زیادہ۔ کھیت کی فصل کے بارے میں اس قسم کا معاہدہ حائلہ کہلاتا ہے  
جبکہ باغ کے پھل کے بارے میں یہی معاملہ مزایہ کہلاتا ہے۔ ③ امام مالک رحمہ اللہ نے مزایہ میں اس صورت کو  
بھی شامل کیا ہے کہ کسی بغیر مائی تولی چیز کے بارے میں کہا جائے کہ اس کی مقدار یہ ہے مثلاً: گندم کا یہ ڈھیر دس  
من کا ہے۔ یا اس برتن میں میرے اندازے کے مطابق پچاس لٹریں تیل ہے۔ یا میں کہتا ہوں کہ مالٹوں کی اس  
ڈھیری میں دوسو مالٹے ہیں اگر مقدار کم ہوئی تو اپنے پاس سے پوری کروں گا، اور اگر زیادہ ہوئی تو جتنی زیادہ



## ۱۲- أبواب التجارات

بیع عرایا سے متعلق احکام و مسائل

ہوئی وہ میری ہوگی۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ صورت بیع نہیں بلکہ دھوکے اور قمار (جوئے) پر مبنی ایک معاملہ ہے۔ (موطا امام مالک، البیوع، باب ما جاء في المزانة والمحاقلة ۱/۱۱۸)

۲۲۶۶- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمَزَانَةِ.

۲۲۶۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزانہ سے منع فرمایا۔

۲۲۶۷- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ الشَّرِي: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَلِيجٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمَزَانَةِ.

۲۲۶۷- حضرت رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزانہ سے منع فرمایا۔

(المعجم ۵۵) - بَابُ بَيْعِ الْعَرَايَا بِعَرَضِهَا تَمَرًا (الحنفة ۵۵)

باب: ۵۵- عَرَّيَّة کو اس کے اندازے کے مطابق خشک کھجور کے عوض فروخت کرنا

۲۲۶۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

۲۲۶۸- حضرت عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے حضرت زید بن ثابت رحمہ اللہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرایا کے بارے میں رخصت دی ہے۔

۲۲۶۶- أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزانة... الخ، ح: ۱۵۳۶/۸۵ من حديث حماد بن زيد به.

۲۲۶۷- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، البيوع، باب في التشديد في ذلك، ح: ۳۴۰۰ من حديث أبي الأحوص به \* طارق بن عبد الرحمن وثقه الجمهور، وحديثه لا يزل عن درجة الحسن.

۲۲۶۸- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المزانة، وهي بيع النمر بالنمر وبيع الزبيب بالكرم، وبيع العرايا، ح: ۲۱۸۴، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالنمر إلا في العرايا، ح: ۱۵۳۹ من حديث الزهري به.

۲۲۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ

الْلَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ،  
عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ:  
حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
أَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا.

جانوروں کی خرید و فروخت سے متعلق احکام و مسائل

۲۲۶۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے  
بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عریہ کو اس کے اندازے  
کے برابر خشک کھجور کے عوض فروخت کرنے کی  
اجازت دی۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عریا کا یہ  
مطلب ہے کہ آدمی کھجور کے چند درختوں کا تازہ پھل  
اندازے سے اپنے گھر کی خشک کھجوروں کے عوض  
خرید لے۔

قَالَ يَحْيَى: الْعَرِيَّةُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ  
تَمْرَ التَّخْلَاطِ بِطَعَامِ أَهْلِهِ رُطْبًا،  
بِخَرْصِهَا [تَمْرًا].

فوائد و مسائل: ① عام قانون یہی ہے کہ کھجور کے بدلے میں کھجور کا تبادلہ دست بدست اور برابر برابر ہونا  
چاہیے لیکن ”عریا“ کا مسئلہ اس عام قانون سے مستثنیٰ ہے۔ ② امام مالک رحمہ اللہ نے عریا کی تفسیروں کی ہے:  
”عریہ یہ ہوتا ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو کھجور کا ایک درخت (پھل کھانے کے لیے) دیتا ہے پھر اس کے (بار  
بار) باغ میں آنے سے تکلیف محسوس کرتا ہے تو اس کے لیے اجازت ہے کہ وہ (اسے دیا ہوا وہ) درخت خشک  
کھجوروں کے عوض خرید لے۔ (صحیح البخاری، البيوع، باب تفسير العرياء، قبل حديث: ۲۱۹۲) اس کا  
طریقہ یہ ہے کہ درخت کے پھل کا اندازہ لگایا جائے کہ خشک ہو کراتے من ہوگا پھر اتنے من خشک کھجوریں اسے  
دے کر درخت واپس لے لیا جائے۔ اس صورت میں خشک کھجوروں کے عوض تازہ کھجوریں (درخت پر لگی  
ہوئی) خریدی گئی ہیں اور خشک کھجوریں ماپ تول کر دی گئی ہیں۔ یہ جائز ہے بشرطیکہ ان کی مقدار پانچ وسق (بیس  
من) سے کم ہو۔



(المعجم ۵۶) - بَابُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ

باب: ۵۶- حیوان کی حیوان سے

نَسِيبَةً (التحفة ۵۶)

ادوار بیع کرنا

۲۲۷۰- حضرت سرہ بن جبئہ رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۲۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۲۲۶۹- أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح: ۲۳۸۰،  
ومسلم، البيوع، الباب السابق، ح: ۶۱/۱۵۳۹ من حديث يحيى بن سعيد به.

۲۲۷۰- [صحیح] أخرجه أبو داود، البيوع، باب في الحيوان بالحيوان نسيبة، ح: ۳۳۵۶ من حديث قتادة به،  
وصححه الترمذي، ح: ۱۲۳۷، وابن الجارود، ح: ۶۱۱، رواه شعبه عن قتادة به، كما في أربع نسخ من سنن الإمام  
السناني رحمه الله، وانظر، ح: ۲۱۸۳، وله شواهد عند ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۱۳ وغيره.



۱۲۔ أبواب التجارات — جانوروں کی خرید و فروخت سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ فَكَّادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حیوان کی حیوان سے ادھار بیع سے منع فرمایا۔

۲۲۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَأَبُو خَالِدٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا بَأْسَ بِالْحَيَوَانِ، وَاحِدًا بِأَنْثَيْنِ، يَدَا يَبِيدَ وَكَرِهَهُ نَسِيئَةً.

۲۲۷۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک جانور کا دو جانوروں سے دست بدست تبادلہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔“ اور نبی ﷺ نے (اس قسم کا تبادلہ) ادھار کے ساتھ ناپسند فرمایا۔

🌞 نوآمد و مسائل: ① جانور کا جانور سے تبادلہ جائز ہے۔ ② جانور کا جانور سے تبادلہ دونوں طرف سے فوری ادائیگی کی صورت میں ہوتا چاہیے۔ ③ جانور کا جانور سے تبادلہ کرنے میں برابری ضروری نہیں بلکہ اعلیٰ نسل کی ایک گائے کے عوض ادنیٰ قسم کی دو گائیں دی جاسکتی ہیں یا اچھی نسل کی ایک بکری دے کر ادنیٰ قسم کی دو بکریاں لی جاسکتی ہیں۔ ④ مذکورہ روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے البتہ سابقہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۳۳/۲۲، ۲۳۵، والصحيحة: رقم: ۲۳۱۶)

(المعجم ۵۷) - بَابُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ  
مُتَّفَاضِلًا يَدَا يَبِيدَ (التحفة ۵۷)

باب: ۵۷۔ جانور کا جانور سے نقد بہتھ  
کی بیشی کے ساتھ تبادلہ

۲۲۷۲۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عُرْوَةَ. حَدَّثَنَا أَبُو عَمَرَ حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: خَرِيدًا.

۲۲۷۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو سات غلاموں کے عوض خرید لیا۔

۲۲۷۱۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ما جاء في كراهية بيع الحيوان بالحيوان نسيئة، ح: ۱۲۳۸ من حديث حجاج بن أرطاة به، وقال: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ"، والحديث السابق يعني عنه.

۲۲۷۲۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الخراج، باب ما جاء في سهم الصفي، ح: ۲۹۹۷ من حديث حماد به، وصححه البوصيري، وأصله متفق عليه.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ. قَالَ:  
حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ  
أَنْسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى صَفِيَّةَ بِسَبْعَةِ  
أَرُؤْسٍ.

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: مِنْ دُخِيَّةِ الْكَلْبِيِّ. عبد الرحمن بن مہدی رحمہ اللہ نے اس حدیث میں یہ  
الفاظ بھی بیان فرمائے: حضرت دحیہ کلبی رحمہ اللہ سے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت صفیہ رحمہا اللہ اپنے قبیلے کے سردار کی بیٹی تھیں۔ جنگی قیدی بن کر مسلمانوں کے قبضے  
میں آئیں۔ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حضرت دحیہ کلبی رحمہ اللہ کے حصے میں آئیں۔ رسول اللہ ﷺ کو مشورہ دیا گیا  
کہ وہ سردار کی بیٹی اس لیے ان کا آپ کے پاس ہونا زیادہ مناسب ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں  
حضرت دحیہ رحمہ اللہ سے خرید لیا۔ ② غلاموں اور لونڈیوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔ ③ غلاموں اور لونڈیوں کی  
خرید و فروخت کے بنیادی احکام و مسائل وہی ہیں جو جانوروں کی خرید و فروخت کے لیے ہیں لیکن غلام چونکہ  
انسان ہوتے ہیں اس لیے ان کے بعض مسائل الگ ہیں جن کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔ ④ غلام اور  
لونڈی کو آزاد کرنا ثواب ہے بالخصوص جبکہ وہ مسلمان ہوں اور نیک ہوں۔



(المعجم ۵۸) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الرِّبَا باب: ۵۸- سود کا گناہ بہت بڑا ہے

(التحفة ۵۸)

۲۲۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:  
حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، عَنْ حَمَادِ بْنِ  
سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الصَّلْتِ،  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
«أَتَيْتُ، لَيْلَةَ أُسْرِي يَبِي، عَلَى قَوْمٍ يُطُونُهُمْ  
كَالْبُيُوتِ، فِيهَا الْحَيَاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ  
بُطُونِهِمْ. فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيلُ؟  
قَالَ: هَؤُلَاءِ أَكَلَتْهُ الرِّبَا».

۲۲۷۳- حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس رات مجھے معراج ہوئی“  
(اس سفر کے دوران میں) میرا گزرا یہ افراد کے پاس  
سے ہوا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے بڑے)  
تھے ان (پیٹوں) میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو ان  
کے ان کے پیٹوں کے باہر سے نظر آ رہے تھے۔ میں نے  
کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ سود  
کھانے والے ہیں۔“

۲۲۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سود کے ستر گناہ ہیں جن میں  
 عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سب سے ہلکا گناہ اس قدر (بڑا) ہے جیسے کوئی شخص اپنی  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الزَّيْلُ سَبْعُونَ حُبًّا. ماں سے نکاح کرے۔“  
 أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ».

🌟 فوائد و مسائل: ① سود کسی بھی معاشرے کی تباہی کے لیے بہت بڑا سبب ہے اور اس کے معاشی اور  
 معاشرتی نقصانات کے بے شمار پہلو ہیں اس لیے فرمایا گیا کہ یہ گناہ اکیلا ہی ستر گناہوں کے برابر ہے۔ اور گناہ  
 بھی قسم قسم کے۔ ② زنا کبیرہ گناہ ہے اور اس کی شاعت ہر دور کے مہذب معاشروں میں مسلم رہی ہے اسی  
 طرح محرم خواتین خصوصاً ماں اور بہن کا احترام ہر مہذب معاشرے میں تسلیم کیا جاتا ہے لہذا ماں سے جنسی تعلق  
 قائم کرنا اتنا برا کام ہے جس سے زیادہ قابل نفرت گناہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا، لیکن سود اس سے بھی زیادہ برا اور  
 قابل نفرت جرم ہے۔ ③ سب سے ہلکا گناہ اتنا برا اور قابل نفرت ہے تو دوسرے اہمتر قسم کے گناہوں کا اندازہ  
 لگایا جاسکتا ہے کہ کتنے برے ہوں گے۔ ④ اسلامی معاشرے کا سب سے نمایاں وصف ہمدردی اور خیر خواہی  
 ہے جب کہ سود اس کے بالکل برعکس ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر مقروض قرض ادا کرنے کی طاقت نہ  
 رکھتا ہو تو اسے اصل قرض بھی معاف کر دیا جائے، لیکن سود خور اصل قرض معاف کرنے کے بجائے سود چھوڑنے  
 کے لیے بھی تیار نہیں، مقروض اگر قرض کے ذریعے سے مطلوبہ فائدہ حاصل نہ بھی کر سکے، مثلاً: قرض لے  
 کر تجارت کرے تو اسے خواہ نفع نہ بھی ہو سود خور اپنا سود وصول کرنے کو حاضر ہو جاتا ہے حالانکہ اس صورت میں  
 مقروض اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی مدد کی جائے نہ کہ اسے مزید پریشان کیا جائے اس لیے اسلامی  
 معاشرے میں سود کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ قرآن کی روشنی میں ایسا معاشرہ اسلام دشمن معاشرہ ہے۔

۲۲۷۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت  
 الصَّيْرَفِيُّ، أَبُو حَفْصٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”سود کے ہتر دروازے ہیں۔“  
 عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ إِبرَاهِيمَ، عَنْ

۲۲۷۴۔ [حسن] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، أبو معشر هو نجيب بن عبد الرحمن متفق على تضعيفه"، وله  
 شاهد قوي عند ابن الجارود، ح: ۶۴۷، وانظر الحديث الآتي.

۲۲۷۵۔ [حسن] أخرجه الحاكم ۳۷/۲ من حديث عمرو بن علي به بلفظ: "الربا ثلاثة وسبعون باباً أيسرها مثل أن  
 ينكح الرجل أمه وإن أرى الربا عرض الرجل المسلم"، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وقال  
 البرصيري: "هذا إسناد صحيح".

مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْرَبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ بَابًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① سود کی بہت سی قسمیں ہیں لہذا ملین دین میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے کہ سود کا لین دین نہ ہو جائے۔ ② علمائے کرام کو چاہیے کہ کاروبار کی موجودہ صورتوں کا شرعی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لے کر مسلمان عوام کی رہنمائی کریں تاکہ وہ نادانستہ طور پر سود خوری کا ارتکاب نہ کر لیں۔

۲۲۷۶- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْرَبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ بَابًا».

۲۲۷۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: «إِنَّ آخِرَ مَا نَزَلَتْ آيَةُ الرَّبَا. وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قُضِيَ وَلَمْ يُفَسِّرْهَا لَنَا. فَدَعَا الرَّبَا وَالرَّبِيئَةَ».

۲۲۷۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: «إِنَّ آخِرَ مَا نَزَلَتْ آيَةُ الرَّبَا. وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قُضِيَ وَلَمْ يُفَسِّرْهَا لَنَا. فَدَعَا الرَّبَا وَالرَّبِيئَةَ».



🌞 فوائد و مسائل: ① حلال و حرام کے مسائل میں سود کے مسائل آخر میں نازل ہوئے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے سود کی تشریح فرمائی اور اس کی مختلف رائج صورتوں سے واضح طور پر منع فرما دیا اس کے باوجود بعض صورتیں ایسی ہو سکتی ہیں جو بعد میں ایجاد ہوں اور علماء کو ان کے بارے میں قیاس کرنا پڑے اس لیے علماء کو ان معاملات کا ہر ایک بنی سے جائزہ لے کر واضح فتویٰ جاری کرنا چاہیے۔ ③ جب کوئی تجارتی معاملہ ایسا ہو کہ اس کے جائز یا ناجائز ہونے میں شک ہو تو اس سے پرہیز کرنا چاہیے جب تک علمائے کرام سے واضح رہنمائی نہ لے لی جاتی۔ ④ تجارت کے علاوہ دوسرے معاملات میں بھی مشکوک کام سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح اور حسن قرار دیا ہے نیز صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ سب سے آخر میں سود کی آیت ہی نازل ہوئی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، التفسير، حديث: ۳۵۴۳) لہذا اس روایت سے اور اس کے ہم معنی دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۶۱/۱) و سنن ابن ماجہ بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ۲۲۷۶

۲۲۷۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر سود دینے والے پر اس کے گواہوں پر اور اس کی تحریر لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

۲۲۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ .

🕌 نوآمد و مسائل: ① سود کی تمام صورتیں حرام اور اللہ کی لعنت کا باعث ہیں۔ ② جس طرح سود لینا کبیرہ گناہ ہے اسی طرح سود دینا بھی کبیرہ گناہ ہے لہذا سود کی بنیاد پر قرض لینا بھی حرام ہے خواہ یہ سود بٹکوں سے لیا جائے یا کاروباری افراد سے۔ ③ حرام کام میں کسی بھی انداز سے تعاون کرنا حرام ہے۔ اور تعاون کرنے والا برابر کا گناہ گار ہے۔

۲۲۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا جس میں کوئی شخص سود کھائے بغیر نہیں رہے گا۔ جو شخص سود نہیں کھائے گا اسے بھی اس کا گرد و غبار تو پہنچ ہی جائے گا۔“

۲۲۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُثَيْبٍ : حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي خَيْرَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا آكَلُ الرِّبَا . فَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ ، أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ .»

۲۲۷۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سود کے ذریعے سے مال

۲۲۷۹۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

۲۲۷۷۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في آكل الربا وموكله، ح: ۳۳۳۳ من حديث سماك به، وصححه الترمذي، ح: ۱۲۰۶، وابن حبان، ح: ۱۱۱۲، وللحديث شواهد كثيرة جداً .

۲۲۷۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في اجتناب الشبهات، ح: ۳۳۳۱ من حديث سعيد به، وانظر، ح: ۷۱ لعلته \* والحسن لم يسمع من أبي هريرة رضي الله عنه عند الجمهور، قاله المنذري في الترغيب: ۱/۳ .

۲۲۷۹۔ [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ۳۷/۲ من حديث عمرو بن عون به، وصححه، ووافقه الذهبي، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات" .

۱۲۔ أبواب التجارات۔ بیع سلف اور بیع سلم سے متعلق احکام و مسائل

أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ زُكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ  
ابْنِ عَمِيلَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ  
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا  
كَانَ عَاقِبَتُهُ إِلَى قِلَّةٍ».

🌞 فوائد و مسائل: ① حرام روزی میں برکت نہیں ہوتی۔ ② اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی اس آیت  
مبارک سے بھی ہوتی ہے: ﴿يُمَحِّضُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرِيهِ الصَّدَقَاتِ﴾ (البقرة: ۲۶۷) ”اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا  
ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔“

باب: ۵۹۔ بیع سلف مقررہ ماپ اور  
مقررہ وزن کے ساتھ مقررہ مدت  
کے لیے ہونی چاہیے

(المعجم ۵۹) - بَابُ السَّلَفِ فِي كَيْلٍ  
مَعْلُومٍ وَوزنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ  
(النسخة ۵۹)

۲۲۸۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ (مدینہ منورہ) تشریف  
لائے تو لوگ دو دو تین تین سال پہلے رقم دے کر  
کھجوریں خرید لیتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو  
شخص کھجوروں کی بیع سلف کرے تو اسے چاہیے کہ  
معلوم ماپ اور معلوم تول کے ساتھ معلوم مدت کے  
لیے بیع سلف کرے۔“

۲۲۸۰۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ، عَنْ ابْنِ  
عَبَّاسٍ قَالَ: فَلِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي  
الثَّمَرِ، السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ. فَقَالَ: «مَنْ  
أَسْلَفَ فِي ثَمَرٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ  
وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ، إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ».

🌞 فوائد و مسائل: ① چیز کی قیمت پیشگی وصول کر لینا اور چیز بعد میں مقررہ وقت پر ادا کرنا بیع سلم اور بیع سلف  
کہلاتا ہے۔ ② اس بیع کے جواز کے لیے ضروری ہے کہ بیچی اور خریدی جانے والی چیز کی مقدار ’نوعیت‘ مطلوبہ  
چیز کی ادائیگی اور وصولی کا وقت اور دوسرے ایسے معاملات کا پہلے سے تعین کر لیا جائے جن میں اختلاف ہونے  
کا خطرہ ہے۔ ③ بیع سلف میں یہ ضروری نہیں کہ بیچنے والے کے پاس وہ چیز اس وقت موجود ہو بلکہ جب غالب  
امکان ہو کہ وعدے کے وقت تک بیچنے والا وہ چیز حاصل کر لے گا اور مقررہ وقت پر خریدار کے حوالے کر سکے گا تو

۲۲۸۰۔ أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، وسلم، المسافة، باب  
السلم، ح: ۱۶۰۴ من حديث سفيان به.

یہ کافی ہے۔ ⑤ بیع سلف میں قیمت کا تعین بھی پہلے ہی ہوتا ہے جب رقم ادا کی جاتی ہے۔

۲۲۸۱- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: فلاں لوگ مسلمان ہو گئے ہیں ان کا تعلق یہود سے ہے اور وہ بھوکے ہیں (ان کے پاس خوراک موجود نہیں) مجھے خطرہ ہے کہ وہ (بھوک کی وجہ سے) مرتد ہو جائیں گے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی کے پاس (کچھ مال) موجود ہے؟“ ایک یہودی نے کہا: میرے پاس اتنی مقدار ہے (اس نے چیز کا نام بھی لیا تھا) اس نے غالباً کہا: تین سو دینار۔ (اور کہا کہ میں اس کے عوض) فلاں بھاء سے فلاں باغ سے (وصول کروں گا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فلاں بھاء سے اتنی مدت کے ادھار پر لیکن فلاں باغ سے نہیں (باغ کے تعین کی شرط نہ لگائیں)۔“

۲۲۸۱- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ

كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْرَةَ بْنِ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ بَنِي فَلَانٍ اسْلَمُوا، لِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ وَإِنَّهُمْ قَدْ جَاعُوا. فَأَخَافُ أَنْ يَرْتَدُّوا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ عِنْدَهُ؟» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ: عِنْدِي كَذَا وَكَذَا لَشَيْءٍ قَدْ سَمَاهُ أَرَاهُ قَالَ ثَلَاثُمِائَةٍ دِينَارٍ بِسَعْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ خَائِطِ بَنِي فَلَانٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بِسَعْرِ كَذَا وَكَذَا إِلَى أَجَلٍ كَذَا وَكَذَا، وَلَيْسَ مِنْ خَائِطِ بَنِي فَلَانٍ».

۲۲۸۲- حضرت عبداللہ بن ابوجمال یا ابوجمال سے

روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن شداد اور حضرت ابورزہ رضی اللہ عنہ کا بیع سلم کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ انھوں نے مجھے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ میں نے (ان کی خدمت میں حاضر

۲۲۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ. قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ يَحْيَى: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: عَنْ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ: امْتَرَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ

۲۲۸۱- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ۲۲۲/۵، ح: ۵۱۴۷، وأبو يعلى، ح: ۷۴۹۶ وغيرهما من طرق عن الوليد حدثنا محمد بن حمزة به، ولم يصرح بالسماع المسلسل، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۲۱۰۵، والحاكم: ۶۰۵/۳، وتعبه الذهبي، وضعفه البوصيري، وله طريق ضعيف عند الدارقطني في المؤلفات والمختلف: ۱۳۸۸/۳.

۲۲۸۲- [صحیح] أخرجه أبوداود، البيهقي، باب في السلف، ح: ۳۴۶۵ عن محمد بن بشار به، وهو في صحيح البخاري، السلم، ح: ۲۲۴۲، ۲۲۴۵، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵.

وَأَبُو بَرْزَةَ فِي السَّلَمِ. فَأَرْسَلُونِي إِلَى عَبْدِ اللَّهِ  
ابْنِ أَبِي أَوْفَى. فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى  
عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَهْدِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي  
الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّيْبِ وَالْتَمَرِ، عِنْدَ  
قَوْمٍ، مَا عِنْدَهُمْ.

ہو کر) ان سے دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: ہم لوگ  
رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اور حضرت ابوبکر اور  
حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ مبارک میں گندم جو، مٹی اور  
کھجور ان لوگوں سے پیشگی رقم وے کر خرید لیتے تھے جن  
کے پاس (اس وقت) وہ چیزیں نہیں ہوتی تھیں۔

فَسَأَلْتُ ابْنَ أَبِي زَيْ. فَقَالَ: وَمِثْلَ ذَلِكَ.

انھوں نے فرمایا: میں نے عبدالرحمن بن ابی زید رضی اللہ عنہ  
سے بھی یہ مسئلہ پوچھا تو انھوں نے بھی یہی فرمایا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① بیع سلم اور بیع سلف ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ② بیع سلم جائز ہے۔ ③ کسی مسئلے میں  
اختلاف ہو جائے تو اپنے سے بڑے عالم سے مسئلہ پوچھ لینا چاہیے۔ ④ جب صحیح مسئلہ معلوم ہو جائے تو  
اختلاف ختم کر دینا چاہیے۔



(المعجم ۶۰) - بَابُ مَنْ أَسْلَمَ فِي شَيْءٍ  
فَلَا يَصْرِفُهُ إِلَى غَيْرِهِ (التحفة ۶۰)

باب: ۶۰۔ کسی چیز کی بیع سلم کر کے  
اس کی جگہ دوسری چیز نہ لے

۲۲۸۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
نُصَيْرٍ: حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا زِيَادُ  
ابْنُ خَيْثَمَةَ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ  
أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا  
أَسْلَفْتَ فِي شَيْءٍ، فَلَا تَصْرِفْهُ إِلَى غَيْرِهِ».

۲۲۸۳ - حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو کسی چیز کی بیع سلف  
کرے تو اسے دوسری چیز (کی بیع) سے تبدیل نہ کر۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُجَاعُ  
ابْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَطِيَّةَ،  
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
فَذَكَرَ مِثْلَهُ. وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدًا.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہی روایت شجاع بن ولید  
کے دوسرے شاگرد عبد اللہ بن سعید کی سند سے بھی اسی  
طرح بیان کی لیکن اس میں زیاد بن خثیمہ اور عطیہ کے  
درمیان سعد کا واسطہ بیان نہیں کیا۔

۲۲۸۳ - [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيهقي، باب السلف يحول، ح: ۳۴۶۸ من حديث أبي بدر شجاع به،  
السند الأول، وحسنه الترمذي في العلل الكبير، وضعفه الحافظ ابن حجر (تلخيص: ۲۵/۳) وغيره، وانظر، ح: ۳۷،  
لعلته.





نبی ﷺ نے ایک آدمی سے جو ان اونٹ قرض لیا اور فرمایا: ”جب زکاة کے اونٹ آئیں گے، ہم تجھے (ایک اونٹ) ادا کر دیں گے۔“ جب اونٹ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بورافع! اس شخص کو اس کا جو ان اونٹ ادا کر دو۔“ لیکن مجھے چار دانت یا اس سے زیادہ عمر والا اونٹ ہی ملا۔ میں نے نبی ﷺ کو (صورت حال سے) آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا: ”وہی دے دو، بہترین لوگ وہ ہوتے ہیں جو اچھے طریقے سے (قرض) ادا کرتے ہیں۔“

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْرًا وَقَالَ: «إِذَا جَاءَتْ إِبِلُ الصَّدَقَةِ فَضَيْنَاكَ» فَلَمَّا قَدِمَتْ قَالَ: «يَا أَبَا رَافِعٍ أَفْضِ هَذَا الرَّجُلَ بَكْرَهُ» فَلَمْ أَجِدْ إِلَّا رَبَاعِيًا فَصَاعِدًا فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَعْطِهِ. فَإِنْ خَيْرَ النَّاسِ أَحْسَنَهُمْ قَضَاءً».



نوائد و مسائل: ① ادھار خرید و فروخت جائز ہے۔ ② رباعی سے مراد وہ اونٹ ہے جس کے دودھ کے چار دانت ٹوٹ چکے ہوں اس کی عمر سات سال ہوتی ہے۔ ③ جانور جس قسم کا لیا ہو اس سے بہتر واپس کرنا جائز ہے بشرطیکہ پہلے سے یہ شرط طے نہ ہوئی ہو بلکہ ادا کرنے والا اپنی خوشی سے ادا کرے دوسرے کی طرف سے مطالبہ نہ ہو۔



۲۲۸۶۔ حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے عرض کیا: مجھے میرا اونٹ ادا فرما دیجیے۔ نبی ﷺ نے اسے بڑی عمر کا اونٹ عطا فرمایا تو اس نے کہا: اللہ کے رسول! اس کی عمر تو میرے اونٹ سے زیادہ ہے (اور یہ زیادہ قیمتی ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین لوگ وہ ہوتے ہیں جو اچھے طریقے سے (قرض) ادا کریں۔“

۲۲۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ هَارِثٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْعُرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: إِفْضِنِي بَكْرِي. فَأَعْطَاهُ بَعِيرًا مُسَيَّنًا. فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَسْنُ مِنْ بَعِيرِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَيْرُ النَّاسِ خَيْرُهُمْ قَضَاءً».

(المعجم ۶۳) - بَابُ الشَّرَکَةِ وَالْمُضَارَبَةِ باب: ۶۳۔ شراکت اور مضاربت کا بیان

(التحفة ۶۳)

**فائدہ:** شراکت مالی فوائد حاصل کرنے اور اسے بڑھانے میں باہمی تعاون کا نام ہے۔ اس طرح ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ تجارت وغیرہ میں شراکت کے جواز کے دلائل کتاب و سنت میں موجود ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لِيَبْغِيَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ﴾ (ص: ۲۸، ۲۹) ”اور بلاشبہ اکثر حصے دار (اور شریک ایسے ہوتے ہیں کہ) ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں۔“ یہ آیت کریمہ شراکت کے جواز پر دلالت کرتی اور شریک کو دوسرے شریک پر ظلم کرنے سے روکتی ہے۔ شراکت کے جواز پر احادیث رسول میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں دو شریکوں (حصے داروں) کا تیرا ہوں جب تک ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی خیانت نہ کرے۔ جب کوئی خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔“ (سنن أبی داود، البیوع، باب فی الشرکۃ، حدیث: ۳۸۳۸) اس حدیث میں جہاں شراکت کے جواز کا بیان ہے وہاں ایک دوسرے کی خیانت نہ کرنے کی بھی تاکید ہے۔ شراکت کی شروط و قیود بھی ہیں جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ مال شامل ہونا چاہیے۔ حرام یا حرام کی آمیزش سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ دوسرے اگر اموال میں خرید و فروخت کی ذمہ داری مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے تو شراکت میں کافر کے حصے دار ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ اس صورت میں سودی کاروبار یا حرام مال شامل ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔ اور مضاربت ضرب سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی زمین میں تجارت کی خاطر سفر کرنے کے ہیں، اور شرعی مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص مال فراہم کرے اور دوسرا اس میں کاروبار کرے جبکہ منافع طے شدہ حصوں کے مطابق دونوں میں تقسیم ہو۔ مضاربت کی صحت کی شرط یہ ہے کہ کام کرنے والے کا نفع میں حصہ مقرر ہو۔ کاروبار کی یہ صورت بالاجماع جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مضاربت ہوتی تھی اور آپ نے اسے قائم رکھا۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی نیز قیاس اور حکمت ہی بھی مضاربت کے جواز کی متقاضی ہے کیونکہ لوگوں کو اس کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے علاوہ ازیں روپیہ پیسہ تجارت اور کاروبار کرنے ہی سے تو بڑھتا ہے۔ (ماخوذ از ملخص الفقہی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: الموسوعة الفقهیہ: ۳۵/۳۸، والمغنی والشرح الكبير: ۱۴/۵، والملخص الفقہی: ۱۰۲-۹۵/۲)

۲۲۸۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَ أَبُو بَكْرٍ ابْنَا حضرت سائب بن صفی مخزومی رحمہ اللہ سے

۲۲۸۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الأدب، باب فی کراهیۃ المراء، ح: ۴۸۳۶ من حدیث سفیان الثوری بہ  
مجاہد لم یسمعه من السائب رضی اللہ عنہ بل سمعه من قائد، والقائد لم أجد له ترجمة، وهو علة الخبر.

أَبِي شَيْبَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْرَافِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ قَائِدِ السَّائِبِ، عَنْ السَّائِبِ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: كُنْتُ شَرِيكِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَكُنْتُ خَيْرَ شَرِيكِ. كُنْتُ لَا تُدَارِيَنِي وَلَا تُمَارِيَنِي.

روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے کہا: آپ زمانہ جاہلیت میں میرے شریک تھے تو آپ بہترین شریک تھے۔ آپ نہ مجھ سے مقابلہ کرتے تھے نہ جھگڑا کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① کاروبار میں شراکت جائز ہے۔ ② جاہلیت میں کاروبار کے جو طریقے رائج تھے ان میں سے وہی ممنوع ہیں جن سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمادیا باقی صورتیں جائز ہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ بعثت سے پہلے بھی بہترین اخلاق و کردار سے متصف تھے۔ ④ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔

۲۲۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلَمُ بْنُ جُنَادَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: اشْتَرَكْتُ أَنَا وَسَعْدُ وَعَمَّارٌ، يَوْمَ بَدْرٍ، فِيمَا نُصِيبُ. فَلَمْ أَجِءْ أَنَا وَلَا عَمَّارٌ بِشَيْءٍ، وَجَاءَ سَعْدُ بِرَجُلَيْنِ.

۲۲۸۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے دن حاصل ہونے والے مال غنیمت میں شراکت کی۔ میں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کچھ نہ لائے جب کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ (کفار کے) دو آدمی (گرفتار کر کے) لے آئے۔ (جو ہم تینوں کے مشترک غلام ہوئے۔)

۲۲۸۹۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ الْبَرَارُ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ

۲۲۸۹۔ حضرت صالح بن صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین چیزوں میں

۲۲۸۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في الشركة على غير رأس المال، ح: ۳۳۸۸ من حديث سفيان الثوري به \* أبو إسحاق تقدم، ح: ۴۶، وأبو عبيدة لم يدرك أباه، انظر، ح: ۱۶۷۸، ۱۶۰۶.

۲۲۸۹۔ [إسناده ضعيف جداً] أخرجه العقيلي: ۸۰/۳ من حديث نصر بن القاسم به، وقال في عبد الرحيم: "مجهول بالنقل، حديثه غير محفوظ" \* ونصر مجهول (تقريب: ۵۲۲)، وصالح مجهول الحال (تقريب: ۲۳۰)، والحديث ضعفه البوصيري، والحافظ في بلوغ المرام، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات (۲/۲۴۸، ۲۴۹)، وقال: "موضوع"، وقال البخاري في نصر: "حديثه موضوع"، وقال الذهبي: "إسناده مظلم والتمن باطل".

ابن داؤد، عَنْ صَالِحِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ فِيهِنَّ الْبَرَكَةُ. أَلْبَيْعُ إِلَى أَجَلٍ، وَالْمَقَارَضَةُ وَأَخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ، لِلْبَيْتِ، لَا لِلْبَيْعِ».

☀️ **فائدہ:** مقارضہ کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ایک کسی کو قرض دینا، دوسرا مضاربت کے طریقے پر کاروبار میں شریک ہونا، یعنی ایک شخص کی رقم ہو اور دوسرا کام کرے اور نفع ان کے درمیان طے شدہ نسبت سے تقسیم کیا جائے۔ یہ کاروبار جائز ہے۔

(المعجم ۶۴) - بَابُ مَا لِلرَّجُلِ مِنْ مَالٍ  
وَلَدَهُ (التحفة ۶۴)

باب: ۶۴ - آدمی کا اپنی اولاد کے مال سے کما حصہ ہے؟

۲۲۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :  
 حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ  
 عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ  
 مِنْ كَسْبِكُمْ . وَإِنْ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ» .

۲۲۹۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا بہترین کھانا وہ ہے جو  
 تمہاری کمائی سے (حاصل) ہو۔ اور تمہاری اولاد بھی  
 تمہاری کمائی ہے۔“

۲۲۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا بہترین کھانا وہ ہے جو تمہاری کمائی سے (حاصل) ہو۔ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی سے۔“

فائدہ: دیکھئے حدیث: ۲۱۳۷ کے فوائد۔

۲۲۹۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا  
عِيسَى بْنُ يُونُسَ : حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ  
إِسْحَاقَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّدِ ، عَنْ جَابِرِ  
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ

۲۲۹۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے  
پاس کچھ مال ہے اور میری اولاد بھی ہے۔ اور میرا باپ  
میرا سارا مال لے لینا چاہتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

۲۲۹۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس کچھ مال ہے اور میری اولاد بھی ہے۔ اور میرا باپ میرا سارا مال لے لینا چاہتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

٢٢٩٠- [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء أن الوالد يأخذ من مال ولده، ح: ١٣٥٨ من حديث يحيى بن زكريا بن أبي زائدة به، وقال: حسن صحيح، وصححه الذهبي، وهو مخرج في نيل المقصود، ح: ٣٥٢٨، وتخريج مسند الحميدي، ح: ٢٤٧.

٢٢٩١- [صحيح] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٤/١٥٨ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه البوصيري، وابن التركماني في الجوهر النقي: ٧/٤٨١، والبخاري، ولم يصب من أعله، وله شواهد، انظر الحديث الآتي.

لِي مَالًا وَوَلَدًا. وَإِنْ أَبِي يُرِيدُ أَنْ يَجْتَاحَ مَالِي. فَقَالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ».

”تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ ہی کا ہے۔“

۲۲۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أُنْبَأَنَا حَجَّاجٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي اجْتَاحَ مَالِي. فَقَالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ» وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ نَسَبِكُمْ. فَكُلُّوا مِنْ أَمْوَالِكُمْ».

۲۲۹۲- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میرے والد نے میرا سارا مال لے لیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔“ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: ”تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی میں سے ہے اس لیے ان کے مال سے کھالیا کرو۔“

باب: ۶۵- عورت اپنے خاوند کے مال سے کیا لے سکتی ہے؟

(المعجم ۶۵) - بَابُ مَا لِلْمَرْأَةِ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا (التحفة ۶۵)

۲۲۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَغُلَيْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ أَبُو عَمْرٍو الضَّرِيرُ. قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَجِيعٌ، وَلَا يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي، إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ، وَهُوَ لَا يَعْلَمُ. فَقَالَ: «خُذِي مَا يَكْفِيكَ وَوَلَدُكَ بِالْمَعْرُوفِ».

۲۲۹۳- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (میرے شوہر) حضرت ابوسفیان پیسہ سنبھال کر رکھنے والے آدمی ہیں۔ وہ مجھے اتنا (خرچ) نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو سوائے اس کے کہ میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال میں سے کچھ لے لوں (تب گزارہ ہو سکتا ہے) تو آپ نے فرمایا: ”اتالے لو جو تمہیں اور تمہاری اولاد کو مناسب حد تک کافی ہو۔“



۲۲۹۲- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۰۴ من حديث حجاج (ابن أرقطاة) به، وتابعه حبيب المعلم عند أبي داود، ح: ۳۵۳۰ وغيره، وله طرق، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۹۵.

۲۲۹۳- أخرجه مسلم، الأفضية، باب قضية هند، ح: ۱۷۱۴ من حديث وكيع، وغيره به.

۱۲۔ ابواب التجارات۔ خاوند کے مال سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① بیوی بچوں کی جائز ضروریات پوری کرنا خاوند کا فرض ہے۔ ② مسئلہ دریافت کرتے وقت حقیقت حال واضح کرنے کے لیے کسی کا عیب بیان کیا جائے تو یہ نغیبت میں شامل نہیں اس لیے جائز ہے۔ ③ جائز ضروریات پوری کرنے کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر اس کا مال استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ④ ”مناسب حد“ کا تعین حالات ماحول خاوند کی مالی حالت اور ضرورت کی نوعیت کو مد نظر رکھ کر کیا جاسکتا ہے۔

۲۲۹۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ وَقَالَ أَبِي فِي حَدِيثِهِ: إِذَا أَطْعَمَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا، غَيْرَ مُفْسِدَةٍ، كَانَ لَهَا أَجْرُهَا. وَلَهُ مِثْلُهُ بِمَا اكْتَسَبَ. وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ. وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْئًا».

۲۲۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عورت (گھر کے حالات میں) خرابی کیے بغیر خاوند کے گھر سے خرچ کرے (روایت کے راوی محمد بن عبد اللہ نے کہا) میرے باپ نے اپنی حدیث میں بیان کیا: جب کھانا کھلائے تو اسے اس (کے عمل) کا ثواب ملے گا اور مرد کو اس کی کمائی ہونے کی وجہ سے اتنا ہی ثواب ملے گا اور عورت کو (فی سبیل اللہ) خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور (مال کی حفاظت اور خرچ کے ذمہ دار) خزانچی کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ ان کے ثواب میں (ایک دوسرے کے ثواب کی وجہ سے) کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① گھر میں کما کر لانا مرد کا فرض ہے۔ ② اگرچہ کمائی مرد کی ہوتی ہے تاہم عورت کو خرچ کرنے کا پورا اختیار حاصل ہے۔ ③ عورت کو خرچ کرتے وقت یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ مال فضول ضائع نہ کیا جائے اور ناجائز کاموں میں خرچ نہ کیا جائے اور وہاں خرچ نہ کیا جائے جہاں خاوند پسند نہ کرتا ہو کیونکہ اس سے گھر کے مالی حالات میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور آپس کے تعلقات بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ ④ خزانچی سے مراد وہ شخص ہے جو مالک کی اجازت سے گھر کی ضروریات کے لیے خرچ کرتا ہے خواہ وہ ملازم ہو یا گھر کا کوئی فرد مثلاً: چھوٹا بھائی یا بیٹا وغیرہ۔ ⑤ خازن کو یہ ثواب اس وقت ملے گا جب وہ خوشی سے خرچ کرے اگر وہ صرف حکم کی تعمیل کے طور پر کسی مستحق کو دیتا ہے لیکن دل میں ناراضی محسوس کرتا ہے کہ میرا مال کیوں یہاں خرچ کرتا ہے تو اسے ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

۲۲۹۴۔ أخرجه البخاري، الزكاة، باب أجر الخادم إذا تصدق بأمر صاحبه غير مفسد، ح: ۱۴۳۷، ۱۴۳۹ من حديث الأعمش به، ومسلم، الزكاة، باب أجر الخازن الأمين والمرأة إذا تصدقت من بيت زوجها... الخ، ح: ۱۰۲۴ من حديث محمد بن عبد الله بن نمير به.

۲۲۹۵۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۲۳۹۵۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”عورت اپنے گھر کی کوئی چیز خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔“ حاضرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کھانا بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ تو ہمارا عمدہ مال ہے۔“

۲۲۹۵۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنِي شَرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الطَّعَامَ؟ قَالَ: «ذَلِكَ مِنْ أَفْضَلِ أَمْوَالِنَا».

فوائد و مسائل: ① عورت کو صدقہ وغیرہ کرنے کے لیے خاوند سے اجازت لینی چاہیے۔ ② طعام (کھانے کی چیز) سے مراد تیار شدہ کھانا روٹی سالن وغیرہ بھی ہو سکتا ہے اور غلہ یعنی گندم جو اور چاول وغیرہ بھی۔ ③ اگر مرد کی عادت اور حالات کی وجہ سے عورت کو یقین ہو کہ فلاں صدقے سے یا کسی مستحق کی مدد کرنے سے خاوند ناراض نہیں ہوگا تو الگ سے اجازت لینا ضروری نہیں تاہم جس چیز کے بارے میں یہ خیال ہو کہ اسے خرچ کرنا خاوند پسند نہیں کرے گا تو ضرور پوچھ لینا چاہیے مثلاً: اگر عورت کوئی زیور صدقہ کرنا چاہتی ہے یا ایک بڑی رقم کسی کو دینا چاہتی ہے تو اجازت لینا ضروری ہے۔

(المعجم ۶۶) - بَابُ مَا لِلْعَبْدِ أَنْ يُعْطِيَ وَيَتَصَدَّقَ (التحفة ۶۶)

باب: ۶۶۔ غلام کیا کچھ دے سکتا ہے اور صدقہ کر سکتا ہے؟

۲۲۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ۲۳۹۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ غلام کی دعوت قبول کر لیا کرتے تھے۔“

۲۲۹۶۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُسْلِمٍ الْمَلَانِيَّ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ.

۲۲۹۵۔ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ما جاء في نفقة المرأة من بيت زوجها، ح: ۶۷۰ من حديث إسماعيل به، وقال: حديث حسن، وأصله في سنن أبي داود، ح: ۳۵۶۵، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۲۳.

۲۲۹۶۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب آخر [في سنة عبادة المريض وشهود الجنائز]، ح: ۱۰۱۷ من حديث مسلم الأعمور الملائي به، وقال: 'مسلم الأعمور يضعف'.



۱۲- أبواب التجارات ..... کھیت اور باغ وغیرہ سے گزرتے ہوئے بغیر اجازت کے کھانے سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ پوری حدیث سنن ابن ماجہ ہی میں کتب الزہد میں آئے گی۔ (دیکھیے)

(حدیث: ۴۷۸)

۲۲۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت آبی اللہم رحمہ اللہ کے آزاد کردہ غلام  
حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ قَالَ : حضرت عمیر رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا:  
كَانَ مَوْلَايَ يُعْطِينِي الشَّيْءَ فَأُطْعِمُ مِنْهُ . میرے آقا مجھے (کھانے کی) کوئی چیز دیتے تو میں  
انھوں نے مجھے مارا۔ میں نے یا انھوں نے مجھے منع کیا۔ یا فرمایا:  
فَمَنْعَنِي، أَوْ قَالَ : فَضَرَنِي . فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ (دوسروں کو) کھلا دیتا۔ انھوں نے مجھے منع کیا۔ یا فرمایا:  
ﷺ، أَوْ سَأَلَهُ . فَقُلْتُ : لَا أَتْنِيهِ أَوْ لَا (انھوں نے مجھے مارا۔ میں نے یا انھوں نے مجھے منع کیا۔ یا فرمایا:  
أَدْعُهُ فَقَالَ : «لَا جُرْ بَيْنَكُمَا» . (اس صورت حال کے متعلق) دریافت کیا۔ میں  
نے کہا: میں تو اس کام سے باز نہیں آؤں گا۔ یا (کہا): میں  
یہ کام ترک نہیں کروں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا:  
”ثواب تم دونوں کو ملے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رحمہ اللہ اپنے غلاموں کا اس طرح خیال رکھتے تھے جس طرح اولاد کا خیال رکھا  
جاتا ہے اس لیے حضرت آبی اللہم رحمہ اللہ اپنے غلام کو کھانے کے لیے عمدہ چیزیں دے دیتے تھے۔ ② حضرت  
آبی اللہم رحمہ اللہ کا اپنے غلام کو اس سخاوت سے منع کرنا شفقت کی بنا پر تھا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ جو چیز انھیں دی جاتی  
ہے وہ خود کھائیں۔ ③ حضرت عمیر رحمہ اللہ جذبہ سخاوت کی بنا پر اپنی چیز دوسروں کو دے دیتے تھے، رسول اللہ ﷺ  
نے ان کا یہ جذبہ پسند فرمایا۔ ④ ثواب میں شراکت اس وجہ سے ہے کہ سخاوت حضرت عمیر رحمہ اللہ کی تھی لیکن مال  
حضرت آبی اللہم رحمہ اللہ کا تھا۔

(المعجم ۶۷) - بَابُ مَنْ مَرَّ عَلَى مَا شِئَتْ  
[قَوْم] أَوْ حَائِطٍ، هَلْ يُصِيبُ مِنْهُ؟ باب: کیا کسی کے مویشیوں یا باغ کے  
پاس سے گزرتے ہوئے کچھ لیا جاسکتا ہے؟

(التحفة ۶۷)

۲۲۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : بنو غنم قبیلہ کے ایک فرد حضرت عباد بن  
حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ شریعہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک

۲۲۹۷- أخرجه مسلم، الزكاة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، ح: ۱۰۲۵ عن ابن أبي شيبة به .

۲۲۹۸- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الجهاد، باب في ابن السبيل يأكل من التمر ويشرب من اللبن إذا مر به،  
ح: ۲۲۲۱ عن محمد بن بشر به، وصححه الحاكم ۴/ ۱۳۳، والذهبي .

۱۲- أبواب التجارات ..... کھیت اور باغ وغیرہ سے گزرتے ہوئے بغیر اجازت کے کھانے سے متعلق احکام و مسائل

ابْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ جَعْفَرِ بْنِ إِيَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ سُرْحَبِيلَ، رَجُلًا مِنْ بَنِي عُبَيْرٍ قَالَ: أَصَابَنَا عَامٌ مَخْمَصَةٌ. فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ. فَأَتَيْتُ حَائِطًا مِنْ حَيْطَانِهَا. فَأَخَذْتُ سَبْلًا فَمَرَكْتُهُ وَأَكَلْتُهُ وَجَعَلْتُهُ فِي كِسَائِي. فَجَاءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ. فَضَرَبَنِي وَأَخَذَ ثَوْبِي. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ لِلرَّجُلِ: «مَا أَطْعَمْتَهُ إِذْ كَانَ جَائِعًا أَوْ سَاعِيًا. وَلَا عَلَّمْتَهُ إِذْ كَانَ جَاهِلًا» فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَرَدَّ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ. وَأَمَرَ لَهُ يَوْسَى مِنْ طَعَامٍ أَوْ نِصْفٍ وَسَقَى.

سال ہمارے ہاں قحط پڑ گیا، میں مدینے آیا۔ وہاں ایک کھیت میں چلا گیا اور کچھ خوشے توڑ کر دانے نکال کر کھا لیے اور (کچھ دانے) اپنی چادر میں ڈال لیے۔ کھیت والے نے آ کر مجھے مارا اور میرا کپڑا چھین لیا۔ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی تو آپ نے اس آدمی سے فرمایا: ”وہ بھوکا یا تھکا ہوا تھا تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ وہ (مسئلے سے) ناواقف تھا تو نے اسے تعلیم نہیں دی۔“ نبی ﷺ کے حکم سے اس شخص نے کپڑا واپس کر دیا۔ اور آپ نے اسے ایک آدھ وق غلہ بھی دلوایا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ضرورت مند کسی کے کھیت یا باغ سے ضرورت کے مطابق تھوڑا بہت لے سکتا ہے، البتہ اتنا زیادہ لے لینا درست نہیں جو ساتھ لے جائے۔ ② غلطی کرنے والے کے حالات معلوم کر لیے جائیں تو اس کے ساتھ صحیح رویہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ ③ نبی اکرم ﷺ نے کھیت کے مالک کو سزا نہیں دی کیونکہ وہ حق پر تھا لیکن اس کے طرز عمل کو غلط قرار دیا۔ ④ غلطی کرنے والے کو صحیح عمل بھی بتانا چاہیے۔ نبی ﷺ نے واضح فرمایا کہ بھوکے آدمی کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے تھا اور اس کا کپڑا بھی واپس دلوایا۔ ⑤ مستحق آدمی کی مدد بیت المال سے کی جانی چاہیے۔ ⑥ کسی کی تھوڑی بہت چیز بلا اجازت لے لینا اس چوری میں شامل نہیں جس کی سزا تھک کاٹنا ہے۔ اس پر مناسب تعزیر کافی ہے اور خاص حالات میں معاف بھی کیا جاسکتا ہے۔

۲۲۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ۲۲۹۹- حضرت رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ. قَالَ: هَبْ أَنْهَوْنَ لِي فَرَمَايَا: جَبْ فِي لُكَا تَهَا تَوَيْسَ (ایک بار)

۲۲۹۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الجهاد، باب من قال إنه يأكل مما سقط، ح: ۲۶۲۲ من حديث معتمر به، وصححه الترمذي، ح: ۱۲۸۸ \* ابن أبي الحكم لم يوثقه غير الترمذي ولم يعرفه الذهبي، فهو "مستور" كما قال صاحب التريب.

۱۲۔ ابواب التجارات ————— کھیت اور باغ وغیرہ سے گزرتے ہوئے بغیر اجازت کے کھانے سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ  
ابْنَ أَبِي الْحَكَمِ الْغِفَارِيَّ قَالَ: حَدَّثَنِي  
جَدِّي عَنْ عَمِّ أَبِيهَا رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو  
الْغِفَارِيَّ قَالَ: كُنْتُ وَأَنَا غُلَامٌ أَزْمِي  
نَحْلَنَا، أَوْ قَالَ: نَحْلَ الْأَنْصَارِ. فَأَتَيْتُ بِي  
النَّبِيَّ ﷺ. فَقَالَ: «يَا غُلَامُ وَقَالَ ابْنُ  
كَاسِبٍ: فَقَالَ يَا بَنِي لِمَ تَزْمِي النَّحْلَ؟» قَالَ  
قُلْتُ: أَكُلُ. قَالَ: «فَلَا تَزْمِي النَّحْلَ. وَكُلْ  
مِمَّا يَسْقُطُ فِي أَصْفَلِهَا» قَالَ، ثُمَّ مَسَحَ  
رَأْسِي وَقَالَ: «اللَّهُمَّ أَشْبِعْ بَطْنَهُ».

۲۳۰۰۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تو کسی چرواہے (کے ریوڑ) کے پاس سے گزرے تو اس (چرواہے) کو تین بار آواز دے۔ اگر وہ تجھے جواب دے تو ٹھیک ہے (اس سے اجازت لے لے) ورنہ خرابی کیے بغیر (بکری کا دودھ حسب ضرورت) پی لے۔ جب تیرا گزر کسی باغ کے پاس سے ہو تو باغ والے کو تین بار آواز دے۔ اگر وہ اجازت دے تو بہتر ورنہ (باغ) کا پھل حسب ضرورت کھالے لیکن خرابی نہ کرنا۔“

۲۳۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:  
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ ابْنَ الْأَعْرَابِيِّ،  
عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ  
ﷺ قَالَ: «إِذَا أَتَيْتَ عَلَى رَاعٍ، فَتَادِهِ ثَلَاثَ  
مَرَّاتٍ. فَإِنْ أَجَابَكَ، وَإِلَّا فَاشْرَبْ فِي غَيْرِ أَنْ  
تُفْسِدَ. وَإِذَا أَتَيْتَ عَلَى حَائِطِ بُسْتَانٍ، فَتَادِ  
صَاحِبَ الْبُسْتَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَإِنْ  
أَجَابَكَ، وَإِلَّا فَكُلْ فِي أَنْ لَا تُفْسِدَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① کسی کے کھیت یا ریوڑ سے مالک کی اجازت کے بغیر کوئی چیز استعمال کرنا جائز نہیں۔  
② اگر مالک موجود نہ ہو تو بھی کوشش کی جائے کہ مالک کو بلا کر اس سے اجازت لے لی جائے۔ ③ اگر تین بار پکارنے کے بعد بھی مالک سے رابطہ نہ ہو سکے تو شدید ضرورت کے وقت بقدر ضرورت بلا اجازت بھی پھل یا

۲۳۰۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۱/۳ عن يزيد بن هارون به، وصححه الحاكم: ۱۳۲/۴ على شرط مسلم، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، فيه الجري، واسمه سعيد بن إبّاس، وقد اختلط بآخره، ويزيد بن هارون روى عنه بعد الاختلاط"، وانظر الحديث الآتي.

۱۲۔ أبواب التجارات ..... کھیت اور باغ وغیرہ سے گزرتے ہوئے بغیر اجازت کے کھانے سے متعلق احکام و مسائل

دودھ لیا جاسکتا ہے۔ ⑤ یہ اجازت محدود ہے۔ صرف وقتی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس اجازت سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اور وہ بھی اس وقت جب دوسرے جائز ذرائع سے کھانا حاصل کرنا ممکن نہ ہو۔ ⑥ خرابی سے مراد یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ چیز لے لی جائے یا پھل اتارتے وقت بے احتیاطی سے کپے پھل اتار کر ضائع کر دیے جائیں یا درختوں کو نقصان پہنچایا جائے یا دودھ لینے کے بجائے بکری یا اس کا بچہ ذبح کر لیا جائے۔ اس طرح کی تمام صورتیں ناجائز ہیں۔ ⑦ کوئی ضرورت مند جس شخص کی کوئی چیز استعمال کر لے اسے ثواب ملتا ہے خواہ اس کی اطلاع کے بغیر ہی استعمال کی گئی ہو۔ ارشاد نبوی ہے: ”جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا فصل کاشت کرتا ہے پھر اس میں سے کوئی پرندہ یا انسان یا جانور کچھ کھا لیتا ہے تو وہ اس شخص کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے۔“ (صحیح البخاری، الحرث والمزارعة، باب فضل الزرع والغرس إذا أكل منه.....، حدیث: ۲۳۴۰، وصحیح مسلم، المساقاة، باب فضل الغرس والزرع، حدیث: ۱۵۵۲) ⑧ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سند ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے لہذا حسب ضرورت اس حدیث کے مطابق عمل کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد: ۹۹/۱۷، والإرواء للألبانی، رقم: ۲۵۲۱، و المشكاة، رقم: ۲۹۵۳، التحقیق الثانی)

۲۳۰۱۔ حَدَّثَنَا هَدِیَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ،  
وَأَبُو بَنْدٍ حَسَّانُ الْوَاسِطِيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ  
سَلَمَةَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ  
الطَّائِفِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ، عَنْ نَافِعٍ،  
عَنِ ابْنِ عَمْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا  
مَرَّ أَحَدُكُمْ بِحَائِطٍ، فَلْيَأْكُلْ، وَلَا يَتَّخِذْ  
خُبْنَةً».

🌞 فوائد و مسائل: ① بھوک مٹانے کے لیے مجبوری کے وقت کسی کے باغ سے پھل کھایا جاسکتا ہے۔

۲۳۰۱۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ما جاء في الرخصة في أكل الثمرة للمار بها، ح: ۱۲۸۷، من حديث يحيى الطائفي به نحو المعنى، وقال: "غريب"، وطمع فيه يحيى بن معين وغيره، وقال البخاري: "يحيى بن مسلم يروي أحاديث عن عبيد الله، يهيم فيها" (حق: ۳۵۹/۹)، وقال النسائي: "ليس به بأس وهو منكر الحديث عن عبيد الله بن عمر" قلت: هو ضعيف الحديث عن عبيد الله، وحسن الحديث عن غير عبيد الله، وصحيح الحديث في رواية الحميدي عنه عن غير عبيد الله، وهو أعدل الأقوال فيه، وأخرج البيهقي بإسناد قوي عن عمر قال: "من مر منكم بحائط فليأكل في بطنه ولا يتخذ خبنة" وقال: "صحيح بإسناده جميعاً"، وراجع الفتح: ۹۰/۵.

## ۱۲- أبواب التجارات ..... مالک کی اجازت کے بغیر جانوروں کا دودھ لے لینے کی ممانعت کا بیان

⑤ ضرورت سے زائد پھل توڑنا اور کھانے کے بعد بچا ہوا ساتھ لے جانا جائز نہیں بلکہ یہ چوری میں شامل ہے۔ ⑥ اگر وہ ساتھ لے جائے تو اسے جرمانہ بھی ہوگا اور جسمانی سزا بھی دی جائے گی۔ سنن بیہقی کی روایت کے مطابق مالی جرمانہ یہ ہے کہ چوری شدہ مال کی قیمت سے دگنا وصول کیا جائے اور جسمانی سزا یہ ہے کہ چند کوڑے مارے جائیں دیکھیے: (مسبل السلام شرح بلوغ المرام، کتاب الحدود، باب حد السرقة، حدیث: ۱۱) ⑦ اگر چوری شدہ مال کی قیمت چوتھائی دینار (ایک ماشہ ایک رتی۔ تقریباً ایک گرام سونا) کے برابر ہو تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۵۸۵) ⑧ ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف کہا ہے لیکن تحقیق و تخریج میں اس پر کافی بحث کی ہے اور آخر میں قوی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت پیش کی ہے جو مذکورہ روایت کے ہم معنی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک مذکورہ روایت صرف سنداً ضعیف ہے معنی صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۶۸) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُصِيبَ مِنْهَا  
شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ صَاحِبِهَا (اللتفة ۶۸)  
باب: ۶۸- مالک کی اجازت کے بغیر  
جانوروں کا دودھ لے لینا منع ہے

۲۳۰۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (خطاب فرمانے کے لیے) کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”کوئی شخص کسی کے جانور کا دودھ بلا اجازت نہ لے۔ کیا تم میں سے کسی کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ کوئی اس کے کمرے میں آ کر اس کے غلہ محفوظ رکھنے کی جگہ کا دروازہ توڑے اور غلہ نکال کر لے جائے؟ لوگوں کے جانوروں کے تھنوں میں ان (مالکوں) کی خوراک محفوظ ہوتی ہے اس لیے کوئی آدمی کسی شخص کا جانور اس کی اجازت کے بغیر نہ دوے۔“

۲۳۰۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ [بْنُ] رُمْحٍ قَالَ: أَتَيْنَا اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَامَ فَقَالَ: «لَا يَخْلِيَنَّ أَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ رَجُلٍ بَغَيْرِ إِذْنِهِ. أَيْحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَوْتِيَ مَشْرُبَتُهُ فَيُكْسِرَ بَابَ خَزَائِنِهِ، فَيَنْتَقِلَ طَعَامُهُ؟ فَإِنَّمَا تَخْزَنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ. فَلَا يَحْتَلِيَنَّ أَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ امْرِئٍ بَغَيْرِ إِذْنِهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① خطبے میں روزہ مرہ کے اہم مسائل بیان کرنے چاہئیں۔ ② خطبہ کھڑے ہو کر دیا جائے۔ ③ مسئلہ کی وضاحت کے لیے مثالیں ذکر کی جائیں۔ ④ کسی دودھ دینے والے جانور کا دودھ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر نہ دینا منع ہے۔

۲۳۰۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ سَلِيطِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الطُّهَوِيِّ، عَنْ ذُهَيْلِ بْنِ عَوْفٍ بْنِ شِمَاخِ الطُّهَوِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، إِذْ رَأَيْنَا إِبِلًا مَضْرُورَةً بِعَصَاهِ الشَّجَرِ. فَتَبْنَا إِلَيْهَا. فَتَادَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ. فَقَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الْإِبِلَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. هُوَ قُوْتُهُمْ [وَيُؤْتِيهِمْ] بَعْدَ اللَّهِ. أَيْسَرُكُمْ لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى مَزَاوِدِكُمْ فَوَجَدْتُمْ مَا فِيهَا قَدْ ذَهَبَ بِهِ؟ أَتُرَوْنَ ذَلِكَ عَذْلًا؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «فَإِنَّ هَذَا كَذَلِكَ» قُلْنَا: أَفَرَأَيْتَ إِنْ اخْتَجْنَا إِلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ؟ فَقَالَ: «كُلْ وَلَا تَحْمِلْ. وَاشْرَبْ وَلَا تَحْمِلْ».

### (المعجم ۶۹) - بَابُ اتِّخَاذِ الْمَاشِيَةِ

(التحفة ۶۹)

۲۳۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: «اتَّخِذِي عَنَماً، فَإِنَّ فِيهَا بَرَكَةً».

موسیٰ پالے سے متعلق احکام و مسائل

۲۳۰۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک سفر میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (راستے میں ایک جگہ) ہمیں بکیر کے درختوں تلے کچھ تھن بندی اونٹنیاں نظر آئیں۔ ہم ان کے پاس جمع ہو گئے۔ (اس پر) ہمیں رسول اللہ ﷺ نے آواز دی تو ہم آپ کے پاس واپس آ گئے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ اونٹنیاں ایک مسلمان گھرانے کی ہیں۔ اللہ کے بعد یہی ان کے لیے خوراک کا ذریعہ اور برکت کا باعث ہیں۔ کیا تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تم اپنے توشہ دانوں کے پاس پہنچو تو دیکھو کہ ان میں جو کچھ تھا کوئی لے گیا ہے؟ کیا تم اسے انصاف سمجھتے ہو؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔“ ہم نے عرض کیا: اگر ہمیں کھانے پینے کی ضرورت ہو تو (ہم کیا کریں؟) آپ نے فرمایا: ”کھاؤ اور ساتھ نہ لے جاؤ پنی لو اور ساتھ نہ لے جاؤ۔“

### باب: ۶۹۔ موسیٰ پالنا

۲۳۰۳۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۰۵/۲ من طريق حجاج بن أرطاة به، والحديث ضعفه البخاري، والבוصري \* الحجاج تقدم، ح: ۴۹۶، ۱۱۲۹، وسليط، وذهيل مجهولان كما في التريب.

۲۳۰۴۔ [إسناده صحيح] أخرجه الخطيب: ۱۱/۴ من حديث هشام به بلفظ: "اتخذوها"، وصححه البوصيري، وله طريق آخر عند أحمد: ۳۴۳/۶، وفيه من لم يعرفه الهيثمي: ۶۶/۴.

۲۳۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ، يَرْفَعُهُ قَالَ: «الْأَيْلُ عِزٌّ لِأَهْلِهَا. وَالْعَنَمُ بَرَكَةٌ. وَالْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۲۳۰۵- حضرت عروہ بن جعد باری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اونٹ اپنے مالکوں کے لیے قوت کا باعث ہیں اور بکریاں برکت والی ہیں اور گھوڑوں کی پیشانی کے بالوں سے قیامت تک خیر کا تعلق قائم کر دیا گیا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اونٹ کے فوائد بہت زیادہ ہیں خاص طور پر صحرائی علاقوں میں اس کی اہمیت آج بھی قائم ہے۔ ② بکریاں زیادہ بچہ دیتی ہیں اور وہ جلد بڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ہر قسم کا چارہ اور درختوں کے پتے وغیرہ کھاتی ہیں اس لیے انھیں باعث برکت قرار دیا گیا ہے۔ ③ گھوڑوں کی برکت کی وضاحت دوسری حدیث میں ”ثواب اور غنیمت“ سے کی گئی ہے یعنی یہ جہاد میں کام آنے والے ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری: الجہاد والسير، باب: الجہاد ماضٍ مع البر والفاجر، حدیث: ۲۸۵۲) ④ جانور پالنا حلال روزی کا ایک ذریعہ ہے۔

۲۳۰۶- حَدَّثَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ النَّيْسَابُورِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ قُورَاسٍ، أَبُو هُرَيْرَةَ الصَّيْرَفِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا زُرَيْبٌ، إِمَامٌ مَسْجِدِ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «السَّاءُ مِنْ ذَوَابِّ الْجَنَّةِ».

۲۳۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بکری جنت کے جانوروں میں سے ہے۔“

۲۳۰۵- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الخيل معقود في نواصيها الخير إلى يوم القيامة، ح: ۲۸۵۰، ۳۱۱۹ وغيرهما، ومسلم، الإمامة، باب فضيلة الخيل وأن الخير معقود بنواصيها، ح: ۱۸۷۳ عن محمد بن عبد الله ابن نمير، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح على شرط الشيخين فقد احتجا بجمع رواه".

۲۳۰۶- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه ابن عدي في الكامل: ۱۰۹۴/۳ من حديث عصة به، وضعفه ابن الجوزي في الموضوعات ۱۷۴/۲، ح: ۱۱۰۲، والبوصيري، وقال: "زربي متفق على ضعفه"، وله طريق آخر مظلم عند الخطيب: ۴۳۵/۷.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حلال جانور ہے۔ اس کا گوشت اور دودھ مفید ہے، اس لیے بکریاں پالنا اور ان کا گوشت اور دودھ استعمال کرنا چاہیے۔ ② اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ان جانوروں میں سے ہے جنہیں اللہ کی راہ میں ذبح کیا جاتا ہے اور عید کے موقع پر ان کی قربانی دی جاتی ہے، جس کی وجہ سے جنت حاصل ہوتی ہے۔ ③ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ”زر بن ابی عبد اللہ“ ضعیف ہے، جس کی وجہ سے ہمارے فاضل محقق نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جب کہ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے الصحیحۃ میں صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحۃ، رقم: ۱۱۲۸)

۲۳۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَغْنِيَاءَ بِاتِّخَاذِ الْغَنَمِ. وَأَمَرَ الْفُقَرَاءَ بِاتِّخَاذِ الدَّجَاجِ. وَقَالَ: «عِنْدَ اتِّخَاذِ الْأَغْنِيَاءِ الدَّجَاجِ، يَأْذُنُ اللَّهُ بِهَلَاكِ الْقُرَى».

۲۳۰۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دولت مندوں کو بکریاں پالنے کا حکم دیا اور ناداروں کو مرغیاں پالنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: ”جب دولت مند مرغیاں پالے لگیں تو اللہ تعالیٰ بستیوں کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیتا ہے۔“

۲۳۰۷- [إسناده موضوع] أخرجه أبو سعيد بن الأعرابي في المعجم من طريق عثمان بن عبد الرحمن الحارثي به، وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ، عَلِيُّ بْنُ عُرْوَةَ تَرْكُوهُ، وَقَالَ ابْنُ حَبَانَ: يَضَعُ الْحَدِيثَ"، وقال الحافظ في التقریب: "متروك، وله لون آخر عند ابن الجوزي في الموضوعات، أخرجه العقيلي من طريق آخر فيه كذاب ومتروك".



(المعجم ۱۳) أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ (التحفة ۱۱)

فیصلہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - بَابُ ذِكْرِ الْقَضَاةِ (التحفة ۱)

باب ۱- قاضیوں کا ذکر

۲۳۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جسے لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا (جج) مقرر کیا گیا اسے (گویا) بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔“

۲۳۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ، فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ».

☀️ فوائد و مسائل: ① لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے لیکن یہ بہت نازک ذمہ داری ہے کیونکہ صحیح فیصلوں سے معاشرے میں امن و سکون قائم رہتا ہے اور غلط فیصلوں کا نتیجہ بد امنی اور فساد کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ ② غلط فیصلے سے کسی بے گناہ کی جان بھی جا سکتی ہے اور ایک آدمی کا حق دوسرے کو مل سکتا ہے اس لیے جج کو اپنی اس ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے صحیح فیصلے تک پہنچنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنا ضروری ہے۔ ③ ”بغیر چھری کے ذبح ہونے“ سے اس منصب کی نزاکت اور اس فریضے کی انجام دہی کی مشکل کی طرف اشارہ ہے اس کے باوجود معاشرے میں اس منصب کا وجود ضروری ہے اس لیے جس شخص میں صلاحیت موجود ہو اسے یہ ذمہ داری قبول کرنا اور اسے انصاف کے ساتھ کا حقہ ادا کرنا ضروری ہے۔

۲۳۰۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۳۰۸- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، القضاء، باب في طلب القضاء، ح: ۳۵۷۲ من حديث عبدالله بن جعفر به، وصححه الحاكم: ۹۱/۴، والذهبي، والعراقي، (تخريج الإحياء: ۳/۳۱۶)، وله شواهد.

۲۳۰۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، القضاء، باب في طلب القضاء والتسرع إليه، ح: ۳۵۷۸ من حديث

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قاضی کا منصب طلب کیا وہ اپنی جان کے حوالے کر دیا جاتا ہے اور جسے اس (منصب کو قبول کرنے) پر مجبور کیا گیا ایک فرشتہ نازل ہو کر اس کی رہنمائی کرتا ہے۔“

وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ بِلَالِ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ الْقَضَاءَ وَكَلَّ إِلَى نَفْسِهِ. وَمَنْ جَبَرَ عَلَيْهِ نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَسَدَّه».

۲۳۱۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن روانہ فرمایا تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے روانہ فرما رہے ہیں کہ ان کے فیصلے کروں حالانکہ میں جوان ہوں (تجربہ کار نہیں) مجھے تو معلوم نہیں فیصلہ کیسے کیا جاتا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ”اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو (صحیح بات پر) قائم فرما۔“ وہ فرماتے ہیں: اس کے بعد مجھے دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت کبھی شک پیش نہیں آیا۔

۲۳۱۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّة، عَنْ أَبِي الْبَحْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تَبْعَثُنِي وَأَنَا شَابٌّ أَقْضِي بَيْنَهُمْ، وَلَا أَذْرِي مَا الْقَضَاءُ؟ قَالَ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي. ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ اهْدِ قَلْبَهُ وَتَبَّ لِسَانَهُ» قَالَ: فَمَا شَكَكْتُ بَعْدُ فِي قَضَاءِ بَيْنَ اثْنَيْنِ.



🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳/۹۳۶۸، ۳۶۵، والإرواء للألبانی) رقم: ۲۶۰۰۰ بتاریخ ملک کے مختلف علاقوں اور شہروں میں قاضی مقرر کرنا مسلمانوں کے سربراہ (خلیفہ) کا فرض ہے۔ ② کسی منصب کے لیے اس شخص کو مقرر کرنا چاہیے جس میں اس سے متعلقہ فرائض انجام دینے کی اہلیت

❧ اسرائیل بہ، وأخرجه الترمذی، ح: ۱۳۲۳، وله طريق آخر عند الترمذی، ح: ۱۳۲۴، وحسنه، وفي الطريقين عبد الأعلى العلبي، وتقدم حاله، ح: ۱۵۵۴.

۲۳۱۰۔ [إسناده ضعيف] \* أبو البختري سعيد بن فيروز لم يسمع من علي، ولم يدركه قاله أبو حاتم الرازي، فالسند منقطع، وله شاهد عند أبي داود، ح: ۳۵۸۲، حسنه الترمذی، ح: ۱۳۳۱، وصححه الحاكم، والذهبي \* وفيه حش ابن المعتمر ضعفه الجمهور.

### ۱۳۔ ابواب الاحکام سے متعلق احکام و مسائل

موجود ہو۔ ⑤ اگر ایک شخص محسوس کرے کہ وہ ان فرائض کو ادا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا جو اس کے ذمے لگائے جا رہے ہیں تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ منصب قبول کرنے سے انکار کر دے۔ ⑥ اپنے بزرگ یا سربراہ کے سامنے اپنی کمزوری یا مشکلات بیان کرنا حکم عدولی میں شمار نہیں ہوتا۔ ⑦ جس شخص کو کئی ذمہ داری سونپی جائے اس کی مناسب رہنمائی کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے حق میں دعا کرنا بھی اس کے لیے بہت مفید ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الْحَيْفِ  
باب ۲۔ نا انصافی اور رشوت بڑا گناہ ہے  
وَالرَّشْوَةُ (التحفة ۲)

۲۳۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ  
الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ:  
حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ،  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا  
مِنْ حَاكِمٍ يَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ، وَمَلَكَ أَخَذَ بِقَفَاةٍ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ  
إِلَى السَّمَاءِ. فَإِنْ قَالَ أَلْفَهُ. أَلْفَاهُ فِي  
مَهْوَاةٍ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا».

۲۳۱۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی قاضی لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا ہے قیامت کے دن وہ اس حال میں حاضر ہوگا کہ ایک فرشتے نے اسے گدی سے پکڑ رکھا ہوگا پھر آسمان کی طرف سر اٹھائے گا اگر اللہ نے فرمایا: اسے پھینک دے تو فرشتہ اسے (جہنم کے) گڑھے میں پھینک دے گا (جس میں وہ) چالیس سال تک (گرتا چلا جائے گا)۔“

۲۳۱۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ:  
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عِمْرَانَ  
الْقَطَّانِ، عَنْ حُسَيْنٍ، يَعْنِي ابْنَ عِمْرَانَ،  
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
أَبِي أَوْفَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ

۲۳۱۲۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہوتا ہے جب تک وہ ظلم (بے انصافی) نہ کرے۔ جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیتا ہے۔“

۲۳۱۱۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۴۳۰ عن يحيى بن، وانظر، ح: ۱۱، لعلته، وضعفه البوصيري.

۲۳۱۲۔ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني من طريقين عن محمد بن بلال به، كما في تهذيب الكمال: ۶/ ۴۵۸، وأخرجه ابن عدي: ۶/ ۲۱۴۵ عن ابن صاعد عن أحمد بن سنان القطان به، إلا أنه قال: "حسين المعلم"، ومن طريقه أخرجه البيهقي: ۱۰/ ۸۸، والصاب: "حسين بن عمران" دون المعلم، وأخرجه الترمذي، ح: ۱۳۳۰، والبيهقي وغيرهما من حديث عمرو بن عاصم ثنا عمران القطان عن الشيباني عن ابن أبي أوفى به، ولم يكن في السند حسناً، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۵۴۰، والحاكم: ۴/ ۹۳، والذهبي.

## ۱۳۔ ابواب الاحکام

فیصلہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

اللَّهُ مَعَ الْقَاضِي، مَا لَمْ يَجْزُ. فَإِذَا جَارَ وَكَفَّلَهُ إِلَى نَفْسِهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① جب انسان صحیح کام کی نیت رکھتا ہو تو اسے اللہ کی طرف سے توفیق اور مدد حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح قاضی اگر صحیح فیصلہ کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی فرماتا ہے اور اس کے لیے حقیقت تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے اگر نیک نیتی کے باوجود غلطی بھی ہو جائے تو وہ غلطی معاف ہے۔ ② جب قاضی کا ارادہ بے انصافی کرنے کا ہو تو اللہ کی تائید و نصرت حاصل نہیں رہتی۔ اس کے نتیجے میں شیطان کو داد لگانے کا موقع مل جاتا ہے اور قاضی غلط فیصلہ کر کے ظلم کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ ③ ہر اچھا کام اللہ کی توفیق و عنایت سے ہوتا ہے اس لیے فرائض کی انجام دہی میں اللہ سے مدد مانگتے رہنا چاہیے۔

۲۳۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَثْبٍ، عَنْ خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي».

۲۳۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① رشوت دینے کی ضرورت تبھی پیش آتی ہے جب کوئی شخص غلط موقف پر ہونے کے باوجود اپنے حق میں فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح رشوت دینے والا حق دار کا حق بھی مارتا ہے اور قاضی کو بھی گناہ پر آمادہ کرتا ہے۔ یہ دگنا گناہ اسے اللہ کی رحمت سے محروم کر دیتا ہے۔ ② رشوت لینے والا دنیا کے معمولی سے مفاد کے لیے ایک بے گناہ پر ظلم کرتا ہے اور اس سے اس کا حق چھین لیتا ہے حالانکہ اسے مقرر ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ دوسروں کو ظلم سے روکے۔ اس لحاظ سے اس کا گناہ دوسرے ظالم سے کہیں زیادہ سنگین ہو جاتا ہے اس لیے وہ بھی اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ③ لعنت کا مطلب اللہ کی رحمت سے محروم ہونا اللہ کا کسی بندے کو اس کے کسی جرم کی وجہ سے اپنی رحمت سے محروم کرنا ہے۔ لعنت کا مطلب کسی کو یہ بدعا دینا بھی ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائے۔ ④ [راشی] رشوت دینے والے کو [مرتشی] رشوت لینے والے کو اور [رائش] ان دونوں کے درمیان معاملہ طے کرانے والے کو کہتے ہیں۔ یہ سب بڑے گناہ گار ہیں۔

(المعجم ۳) - بَابُ الْحَاكِمِ يَجْتَهِدُ  
فَيَصِيبُ الْحَقَّ (التحفة ۳)  
باب: ۳۔ حاکم کا اجتہاد کر کے صحیح فیصلہ کرنا

۲۳۱۳۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، والقضاء، باب في كراهية الرشوة، ح: ۳۵۸۰ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه الترمذي، ح: ۱۳۳۷، والحاكم: ۱۰۲/۴، والذهبي، وابن الجارود، ح: ۵۸۶.

۲۳۱۴- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ :  
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ :  
 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ  
 مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ  
 سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ  
 الْعَاصِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ  
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ  
 فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ. وَإِذَا حَكَمَ  
 فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ».

قَالَ يَزِيدُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا بَكْرٍ بْنَ عَمْرِو بْنِ  
 حَزْمٍ. فَقَالَ: هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ  
 أَبِي هُرَيْرَةَ.

یہی روایت ایک دوسری سند سے حضرت ابو ہریرہ  
 رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① اجتہاد کے لفظی معنی کوشش کرنا ہیں۔ یہاں یہ مطلب ہے کہ دلائل و شواہد کی روشنی میں  
 اخلاص کے ساتھ پیش آمدہ مسئلے میں صحیح موقف تک پہنچنے کے لیے پوری توجہ اور کوشش سے سوچ بچار کی جائے  
 اور یہ فیصلہ کرنے والے کا فرض ہے کہ اپنی طرف سے صحیح فیصلہ کرنے کی پوری کوشش کرے۔ ② اس کوشش اور  
 اجتہاد کے نتیجے میں صحیح بات سمجھ میں آ جانا اللہ کا فضل ہے جس کے نتیجے میں حق دار کو اس کا حق مل جاتا ہے یا  
 مسئلہ پوچھے والے کو صحیح مسئلہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اور مسلمان کو فائدہ پہنچانا ایک نیکی ہے لہذا اجتہاد کرنے والے کو  
 اس کا بھی ثواب ملتا ہے۔ یہ ثواب اللہ کی خاص رحمت ہے۔ ③ جس شخص سے اجتہاد میں غلطی ہو جائے اور اس  
 کے نتیجے میں کسی کو غلط مسئلہ بتایا جائے یا حق دار اپنے حق سے محروم ہو جائے تو اجتہاد کرنے والے قاضی یا عالم کو  
 گناہ نہیں ہوگا کیونکہ اس نے صحیح بات کو سمجھنے کی پوری کوشش کی ہے لہذا اسے اس کوشش کا ثواب بہر حال ملے  
 گا۔ ④ اگر بعد میں آنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ عالم سے مسئلہ معلوم کرنے میں غلطی ہوئی ہے تو انھیں اپنی تحقیق  
 کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اور غلطی کرنے والے عالم کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے کہ اس نے جان بوجھ  
 کر غلط مسئلہ نہیں بتایا۔

۲۳۱۴- أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، ج: ۷ ص ۲۵۲  
 من حديث ابن الهادي، ومسلم، الأفضية، باب بيان أجر الحاكم إذا اجتهد، فأصاب أو أخطأ، ج: ۱ ص ۱۷۱ من  
 حديث الدراوردي به.

۲۳۱۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ : حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ خَلِيفَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ ؛ قَالَ : لَوْلَا حَدِيثُ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ : « الْقَضَاءُ ثَلَاثَةٌ . اِثْنَانِ فِي النَّارِ ، وَوَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ . رَجُلٌ عَلِمَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ . وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ . وَرَجُلٌ جَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ » - لَقَلْنَا : إِنَّ الْقَاضِيَ إِذَا اجْتَهَدَ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ .

فیصلہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۳۱۵۔ حضرت ابو ہاشم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث نہ ہوتی جو انھوں نے اپنے والد (حضرت بریدہ بن حبیب السلمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قاضی تین (طرح کے) ہیں۔ دو جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ (ایک) وہ آدمی (ہے) جس نے حق معلوم کر لیا پھر اس کے مطابق فیصلہ دیا تو وہ جنت میں جائے گا۔ (دوسرا) وہ آدمی (ہے) جس نے (حق سے) لاعلم ہوتے ہوئے لوگوں میں فیصلہ کیا وہ جہنم میں جائے گا۔ (تیسرا) وہ آدمی (ہے) جس نے فیصلہ کرتے ہوئے ظلم سے کام لیا وہ بھی جہنم میں جائے گا۔“ (اگر یہ حدیث نہ ہوتی) تو ہم کہتے کہ قاضی جب اجتہاد سے کام لے (اپنی پوری کوشش کرے) تو وہ جنتی ہے۔



🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ان کے نزدیک یہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کی تحقیق میں کافی شافی بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء: ۸/۲۳۶، رقم: ۲۶۱۳) بنابرین حج کا عہدہ بہت بڑی ذمہ داری کا حامل ہے۔ ② حج کے لیے ضروری ہے کہ فیصلہ کرتے وقت اسے یقین ہو کہ صحیح بات یہ ہے پھر اس کے مطابق فیصلہ کرے۔ ③ سرسری سماعت کے بعد فیصلہ دے دینا جب کہ معاملے کی پوری طرح چھان بین کر کے حق معلوم نہ کیا گیا ہو جائز نہیں۔ ④ جب یقین ہو جائے کہ حق فلاں فریق کا ہے پھر فیصلہ دوسرے کے حق میں دے دیا جائے یہ ظلم ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔ اس نا انصافی کی وجہ بعض اوقات کوئی دینی مفاد ہوتا ہے۔ یہ مفاد رشوت میں شامل ہے جس کی وجہ سے لعنت پڑتی ہے۔ (دیکھیے: حدیث: ۲۳۱۳) ⑤ اجتہاد غلطی معاف ہونے کے باوجود حق تبدیل نہیں ہوتا اس لیے جب معلوم ہو جائے کہ غلطی ہو گئی ہے تو قاضی یا مجتہد کو اپنے پہلے فیصلے یا فتوے سے رجوع کر لینا چاہیے۔

۱۳۔ أبواب الأحكام فیصلہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۴) - بَاب: لَا يَحْكُمُ الْحَاكِمُ وَهُوَ

غَضْبَانُ (التحفة ۴)

۲۳۱۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتِ الْجَحْدَرِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَقْضِي الْقَاضِي بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانٌ».

قَالَ هِشَامُ، فِي حَدِيثِهِ: لَا يَنْتَبِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانٌ.

باب: ۴- فیصلہ کرنے والے کو غصے

کی حالت میں فیصلہ نہیں دینا چاہیے

۲۳۱۶- حضرت ابو بکرہ (تفج بن حارث بن کلدہ ثقفی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قاضی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے جب کہ وہ غصے میں ہو۔“

(استاد ہشام نے اپنی روایت میں یہ الفاظ بیان فرمائے ہیں: ”فیصلہ کرنے والے کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرے جب کہ وہ غصے میں ہو۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① غصے کی حالت میں انسان کی ذہنی حالت درست نہیں رہتی اور جذبات کی وجہ سے معاملات کے تمام پہلوؤں پر غور کرنا ممکن نہیں رہتا اس لیے خطرہ ہوتا ہے کہ اس حالت میں دیا ہوا فیصلہ درست نہیں ہوگا۔ ② نبی اکرم ﷺ اس بات سے معصوم تھے کہ جذبات یا غصے میں غلط فیصلہ دیں اس لیے نبی ﷺ نے بعض اوقات ایسی حالت میں بھی فیصلہ دیا ہے جب کہ کسی شخص کی کسی نامناسب بات کی وجہ سے نبی ﷺ ناراض محسوس فرما رہے تھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الأحكام، باب هل يقضي القاضي أوفيتي وهو غضبان؟، حديث: ۷۱۵۹)

باب: ۵- بیج کے فیصلہ کر دینے سے حرام

چیز حلال اور حلال چیز حرام نہیں ہو جاتی

(المعجم ۵) - بَاب: قَضِيَةُ الْحَاكِمِ لَا

تُجَلُّ حَرَامًا وَلَا تُحَرَّمُ حَلَالًا (التحفة ۵)

۲۳۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۳۱۷- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت

۲۳۱۶- أخرجه البخاري، الأحكام، هل يقضي القاضي أوفيتي وهو غضبان؟، ح: ۷۱۵۸، ومسلم، الأفضية، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، ح: ۱۷۱۷ من حديث عبد الملك به.

۲۳۱۷- أخرجه البخاري، الشهادات، باب من أقام البينة بعد اليمين، ح: ۶۹۶۷، ۶۹۶۸، ۷۱۶۹ من حديث ۴۱

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ. وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ الْحَنُّ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ. وَإِنَّمَا أَقْضِي لَكُمْ عَلَى نَحْوِ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْكُمْ. فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا، فَلَا يَأْخُذْهُ. فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ وَطْعَةً مِنَ النَّارِ. يَأْتِي بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میرے پاس اپنے تنازعات لے کر آتے ہو۔ اور میں ایک انسان ہی ہوں۔ شاید کوئی شخص اپنی دلیل کو دوسرے کی نسبت بہتر طور پر بیان کر سکتا ہو۔ اور میں تو جو کچھ تم (فریقین اور گواہوں) سے سنتا ہوں اسی کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں لہذا جس کو میں اس کے بھائی کے حق میں سے کوئی چیز دے دوں تو وہ اسے نہ لے۔ میں تو اسے آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔ قیامت کے دن وہ اسے لے کر حاضر ہوگا۔“



☀️ فوائد و مسائل: ① قاضی کو فریقین کے دلائل، گواہوں کی گواہی اور دیگر قرائن کی روشنی میں صحیح فیصلہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے باوجود اگر اس سے غلط فیصلہ ہو گیا تو اسے گناہ نہیں ہوگا۔ ② اگر ایک شخص کو معلوم ہے کہ اس معاملے میں میرا موقف درست نہیں لیکن قاضی اس کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہے تو اس سے اصل حقیقت میں فرق نہیں پڑتا لہذا اس کے لیے وہ چیز لینا جائز نہیں جسے قاضی اس کی قرار دے چکا ہے۔ ③ اس حدیث کی روشنی میں علمائے کرام نے یہ اصول بیان فرمایا ہے: ”قاضی کا فیصلہ ظاہر نافذ ہوتا ہے باطنا نہیں۔“ اس کا بھی مطلب ہے کہ قاضی کے فیصلے سے کسی دوسرے کی چیز حلال نہیں ہو جاتی، مثلاً: اگر جھوٹے گواہوں کی مدد سے یہ فیصلہ لے لیا جائے کہ فلاں عورت سے نکاح ہو چکا ہے تو مرد کے لیے اس عورت کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو زنا کا مرتکب ہوگا اور قیامت والے دن اسے اس کی سزا ملے گی۔ اسی طرح اگر قاضی یہ فیصلہ کر دے کہ فلاں عورت کو طلاق ہو چکی ہے جبکہ حقیقت میں مرد نے طلاق نہ دی ہو تو مرد اپنی اس بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم رکھنے پر اللہ کے ہاں مجرم نہیں ہوگا۔ ④ نبی اکرم ﷺ کو علم غیب حاصل نہیں تھا البتہ بعض معاملات میں وحی کے ذریعے سے آپ کو خبر دے دی جاتی تھی۔ ⑤ ناجائز طور پر حاصل کیا ہوا مال قیامت کے دن سزا کا باعث بھی ہوگا اور رسوائی کا سبب بھی جب مجرم سب لوگوں کے سامنے اپنے جرم کے ثبوت سمیت موجود ہوگا اور اسے اس کے مطابق سزا ملے گی۔

۲۳۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۳۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۴۴ ہشام بہ، ومسلم، الأفضیة، باب بیان أن حکم الحاکم لا یغیر الباطن، ح: ۱۷۱۳ عن ابن أبي شیبہ بہ۔  
 ۲۳۱۸۔ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۳۲/۲ عن محمد بن بشر بہ، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۹۷ من حدیث محمد بن عمرو، وقال البوصیری: "هذا إسناده صحيح".



رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو شخص ایک انسان ہوں۔ شاید تم میں سے ایک شخص اپنی دلیل کو دوسرے کی نسبت بہتر طور پر بیان کر سکتا ہو لہذا جس کو اس کے بھائی کے حق میں سے ایک ٹکڑا کاٹ کر دے دوں تو میں اسے (جہنم کی) آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ. وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ الْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ. فَمَنْ قَطَعَتْ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ قِطْعَةً. فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ.

🌟 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ بھی شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرنے اور فیصلہ کرنے کے مکلف تھے۔ ② کسی کے حق سے ٹکڑا کاٹ کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ جتنا حق دار کا حق تھا اسے پورا نہیں دیا گیا بلکہ کچھ حصہ غلطی سے دوسرے کو دے دیا گیا۔ واللہ اعلم۔

باب ۶: کسی کی چیز کا دعویٰ کرنا  
اور اس کے بارے میں جھگڑنا

(المعجم ۶) - بَابُ مَنْ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ  
وَخَاصَّمَ فِيهِ (التحفة ۶)

۲۳۱۹- حضرت ابوذر (جندب بن جنادہ غفاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جو شخص اس چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں تو وہ ہم میں سے نہیں اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالینا چاہیے۔“

۲۳۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ بْنِ سَعِيدٍ، أَبُو عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَعْمَرٍ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدَّيْلَمِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا، وَلَيْسُوا مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ».

🌟 فوائد و مسائل: ① ”ہم میں سے نہیں۔“ کا مطلب یہ ہے کہ اس کا یہ عمل مسلمانوں کا عمل نہیں اور اس کا ایمان کامل نہیں۔ ② ”جہنم میں ٹھکانا بنالینا چاہیے۔“ کا مطلب یہ ہے کہ اسے یقین ہونا چاہیے کہ وہ جہنم میں جائے گا لہذا اس سے بچنے کے لیے اسے اس گناہ سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور اگر یہ گناہ ہو گیا ہے تو حق دار کو



الْبَصْرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفَرًا: "اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے کی بنا پر چیز دے دی جائے تو لوگ دوسرے افراد کے جان و مال پر دعوے کر دیں لیکن قسم کھانا مدعا علیہ بِنَعْتِ النَّاسِ بِدَعْوَاهُمْ، ادَّعَى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ. وَلَكِنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ".

🌟 فوائد و مسائل: ① آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ گواہی پر ہوتا ہے۔ اس میں گواہ کا قابل اعتماد ہونا ضروری ہے اس لیے خرید و فروخت کے موقع پر گواہ بنالینا ضروری ہے خاص طور پر جب کہ سودا قیمتی ہو یا ادھار کی رقم اتنی زیادہ ہو جس کے ادا ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں جھگڑا ہونے کا امکان ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ﴾ (البقرة: ۲۸۲) "اور اپنے مردوں میں سے دو مرد گواہ مقرر کرلو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کرو۔" ② جب کسی مقدمے میں مدعی گواہ پیش نہ کر سکے تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی اور وہ اللہ کی قسم کھا کر اپنے موقف کے برحق ہونے کی گواہی دے گا۔ ③ مدعی کی قسم پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا اس کے لیے گواہ پیش کرنا ہی ضروری ہے۔

۲۳۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ. قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ. فَجَحَدَنِي. فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ لَكَ بَيْنَهُ؟» قُلْتُ: لَا. قَالَ لِلْيَهُودِيِّ: «اٰخِلِفْ» قُلْتُ: إِذَا

۲۳۲۲۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: زمین کا ایک کلا میری اور یہودی کی مشترکہ ملکیت تھا۔ اس نے میرا حصہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "کیا تیرے پاس کوئی گواہ ہے؟" میں نے کہا: نہیں۔ نبی ﷺ نے یہودی سے کہا: "قسم کھا۔" میں نے کہا: وہ تو (جھوٹی) قسم کھا کر میرا مال لے لے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے

۴۴، وسلم، الأقضية، باب اليمين على المدعى عليه، ح: ۱۷۱۱ من حديث ابن وهب به.

۲۳۲۲۔ أخرجه البخاري، المساقاة، باب الخصومة في البئر والقضاء فيها، ح: ۲۳۵۶، ۲۳۵۷. الخ، من حديث الأعمش به، وسلم، الإيمان، باب وعيد من انقطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ۱۳۸ عن ابن نمير به.

يَخْلِفُ فِيهِ فَيَذْهَبُ بِمَا لِي. فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُورَةَ الْاٰنِ: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتُرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَآٰمٰنٰهُمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا.....﴾ ”بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالنے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں“ اللہ تعالیٰ نہ تو آخرِ الایۃ۔

ان سے بات چیت کرے گا نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے۔ ② کسی کی چیز ناجائز طور پر حاصل کرنے کے لیے اس پر جھوٹا دعویٰ کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ③ قاضی گواہوں اور شواہد کی بنا پر اپنی سمجھ کے مطابق فیصلہ کرنے کا مکلف ہے۔ اگر اس نے اپنی سمجھ کے مطابق قرآن و حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے صحیح فیصلہ کرنے کی کوشش کی ہے تو وہ گناہ گار نہیں خواہ وہ فیصلہ حقیقت میں غلط ہی ہو لیکن اگر مدعی کو معلوم ہے کہ یہ دعویٰ جھوٹا ہے تو اس کے لیے کسی کی چیز لینا ناجائز نہیں خواہ اس کے حق میں فیصلہ ہو گیا ہو۔ ④ اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمت اور خوشنودی سے بات نہیں کرے گا بلکہ غضب کے ساتھ زجر و توبیخ کے طور پر یا محاسبہ کے لیے بات کرے گا۔ ⑤ کلام کرنا اللہ کی صفت ہے۔ وہ جب چاہتا ہے جس سے چاہتا ہے جیسے چاہتا ہے کلام فرماتا ہے تاہم اس کی کوئی صفت مخلوق کی صفت سے مشابہ نہیں۔ ⑥ جن لوگوں کی نیکیاں زیادہ ہوں گی اور گناہ کم اور معمولی ہوں گے اللہ ان کے گناہ معاف کر کے انھیں پاک و صاف کر دے گا جب کہ عادی مجرم اور بعض کبیرہ گناہوں کے مرتکب اس معافی سے محروم رہیں گے۔



(المعجم ۸) - بَابُ مَنْ خَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ

فَاجِرَةٌ لِّیَقْطَعَ بِهَا مَالًا (النحفة ۸)

باب: ۸۔ کوئی مال (ناجائز طور پر) حاصل کرنے

کے لیے جھوٹی قسم کھانا (کبیرہ گناہ ہے)

۲۳۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِيسِيُّ قَالَا:

حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ وَأَبُو مَعَاوِيَةَ. قَالَا: حَدَّثَنَا

الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ

۲۳۲۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی قسم کھائی جب کہ وہ قسم کھاتے ہوئے گناہ (جھوٹ) کا ارتکاب کر رہا ہے اور اس (جھوٹی قسم) کے ذریعے سے کسی مسلمان کے مال کا کچھ حصہ حاصل کرتا ہے جب اللہ

خَلَفَ عَلَى بَيْمِنٍ، وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، يَنْقَطِعُ  
بِهَا مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ  
غَضَبَانٌ».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① جھوٹی قسم بڑا گناہ ہے خاص طور پر جب کہ مقصد کسی کا مال چھیننا ہو۔ ② غیر مسلم کا مال ناجائز طور پر حاصل کرنا بھی جرم ہے لیکن ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا مال ناجائز طریقے سے لے لے کر یہ اور بھی بڑا گناہ اور جرم ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بعض گناہ گاروں پر ناراضی کا اظہار بھی فرمائے گا۔ ④ غضب اللہ کی صفت ہے اس پر ایمان رکھنا چاہیے۔ اور اللہ کے غضب سے بچنے کے لیے نیکیاں کرنی چاہئیں اور گناہوں سے بچنا چاہیے۔

۲۳۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :  
حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ  
مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَخَاهُ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ  
كَعْبٍ أَنَّ أَبَا أَمَامَةَ الْحَارِثِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَنْقَطِعُ رَجُلٌ حَقَّ  
امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِبَيْمِنِهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ  
الْحَنَّةَ وَأَوْجَبَ لَهُ النَّارَ». فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ  
الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا؟  
قَالَ: «وَلَوْ كَانَ سِوَاكَأٍ مِنْ أَرَاكِ».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی فرض ہے۔ ② شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کی وجہ سے بھی جہنم کی سزا مل سکتی ہے لہذا ان سے بھی زیادہ سے زیادہ اجتناب کرنے کی کوشش ضروری ہے۔ ③ شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں سے جہنم واجب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے جہنم میں ضرور جانا پڑے گا سزا جھگٹنے کے بعد اس کو نجات مل سکتی ہے۔ اور اگر اس گناہ سے بڑی کوئی نیکی موجود ہو تو اس کی وجہ سے بھی نجات ہو سکتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے خاص فضل سے بھی اسے معاف کر سکتا ہے لیکن شرک اکبر اور ایسے کفریہ کام جو اسلام سے خارج کر دیتے ہیں ان کی سزا دائمی جہنم ہے۔ ④ بعض گناہ بظاہر معمولی ہوتے ہیں لیکن اللہ کی نظر میں وہ بہت بڑے ہوتے ہیں اس لیے ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا چاہیے۔ ⑤ اللہ کے

نام کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے اور معمولی سی چیز کے لیے اس کا ارتکاب اور بھی زیادہ برا ہے۔

(المعجم ۹) - **بَابُ الْيَمِينِ عِنْدَ مَقَاطِعِ**  
**الْحُقُوقِ (التحفة ۹)**  
 باب ۹- حقوق میں اختلاف  
 کے موقع پر قسم کھانا

۲۳۲۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میرے اس منبر کے پاس گناہ والی (جھوٹی) قسم کھائی اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اگرچہ تازہ مسواک کے لیے (قسم کھائی) ہو۔“

۲۳۲۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى. قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ يَمِينٍ آثِمَةٍ، عِنْدَ مَنْبَرِي هَذَا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. وَلَوْ عَلَى سِوَالِكِ أَخْضَرَ».



۲۳۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس منبر کے پاس جو بھی بندہ یا بندی گناہ والی (جھوٹی) قسم کھائے گا خواہ تازہ مسواک کے لیے کھائے اس کے لیے جہنم واجب ہو جائے گی۔“

۲۳۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَزَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ. قَالَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ ابْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ فَرْوَحَ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: وَهُوَ أَبُو يُوسُفَ الْقُفُؤِي، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَحْلِفُ عِنْدَ هَذَا الْمَنْبَرِ عَبْدٌ، وَلَا أَمَةٌ، عَلَى يَمِينٍ آثِمَةٍ، وَلَوْ عَلَى سِوَالِكِ رُطْبٍ، إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ».

۲۳۲۵- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الأيمان والنذور، باب ما جاء في تعظيم اليمين عند منبر النبي ﷺ ح: ۳۲۴۶ من حديث هاشم به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۹۲، وابن الجارود، ح: ۱۲۷، والحاكم: ۱۹۷، ۲۹۶/۴، والذهبي، وله شواهد كثيرة.

۲۳۲۶- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵۱۸، ۳۲۹/۲، عن الضحاك به، وصححه البوصيري، والمنذري في الترغيب والترهيب: ۲/۶۲۵، والحاكم: ۲۹۷/۴، على شرط الشيخين، وقال الذهبي: "صحيح".

☀️ فوائد و مسائل: ① باہمی اختلاف اور جھگڑے کے فیصلے کے لیے قسم لینا اور قسم کھانا جائز ہے بشرطیکہ جی قسم ہو گناہ صرف جھوٹی قسم کھانے میں ہے۔ ② کسی عام جگہ گناہ کرنے کی نسبت احترام والی جگہ گناہ کرنا زیادہ برا ہے اور اس کی سزا بھی زیادہ سخت ہوگی۔ ③ مسجد دوسرے مقامات سے زیادہ احترام کی مستحق ہے۔ ④ تمام مساجد میں سے سب سے زیادہ احترام والی مسجدیں تین ہیں: مسجد حرام، جس میں کعبہ شریف ہے، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔ ⑤ مسجد میں منبر کے قریب کی جگہ زیادہ تقدس کی حامل ہے، خصوصاً مسجد نبوی میں منبر کے قریب کی جگہ کو ”جنت کا باغیچہ“ فرمایا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”میرے گھر (حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا) اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔“ (صحیح البخاری؛ فضل الصلاة في مسجد مكة و المدينة؛ باب فضل ما بین القبر و المنبر؛ حدیث: ۱۱۹۵، وصحیح مسلم؛ الحج؛ باب ما بین القبر و المنبر؛ روضة من رياض الجنة؛ حدیث: ۱۳۹۰) ⑥ اس مقام پر جھوٹی قسم کھانا انتہائی بری حرکت اور بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے خاص طور پر جب کہ قسم کسی معمولی چیز کے لیے ہو تو اور بھی بری بات ہے۔

باب: ۱۰- اہل کتاب سے کس طرح

قسم لی جائے؟

(المعجم ۱۰) - بَاب: بِمَا يُسْتَحْلَفُ أَهْلُ

الْكِتَابِ (التحفة ۱۰)

۲۳۲۷- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی عالم کو بلایا اور فرمایا: ”میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی۔“

۲۳۲۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَاءِ الْيَهُودِ. فَقَالَ: «أَنْشُدْكَ بِالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَةَ عَلَى مُوسَى».

۲۳۲۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے، رسول اللہ ﷺ نے دو یہودیوں سے فرمایا: ”میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی۔“

۲۳۲۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُجَالِيدٍ: أَنَّ أَبَا عَامِرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَهُودِيَيْنِ: أَنْشُدْتُكُمَا بِاللَّهِ الَّذِي

۲۳۲۷- أخرجه مسلم، الحدود، باب رجم اليهود، أهل الذمة في الزننى، ح: ۱۷۰۰ من حديث أبي معاوية به، وانظر، ح: ۲۵۵۸.

۲۳۲۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الحدود، باب في رجم اليهوديين، ح: ۴۴۵۲ من حديث أبي أسامة به، وانظر، ح: ۱۱ لعلته.

أَنْزَلَ التَّوْرَةَ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو بعض محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے مذہب میں بھی جھوٹی قسم کھانا حرام ہے اس لیے ضرورت کے وقت ان سے قسم لی جاسکتی ہے۔ ② غیر مسلموں سے بھی اللہ ہی کی قسم لی جائے۔ ③ یہود و تورات کا ادب کرتے اور اس پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اس لیے ان کے عقیدے کے مطابق قسم لی جاسکتی ہے لیکن ایسے الفاظ سے جو اسلامی عقیدے کے بھی خلاف نہ ہوں۔

(المعجم ۱۱) - بَاب: الرَّجُلَانِ يَدْعِيَانِ  
السَّلْعَةَ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ (التحفة ۱۱)  
باب: ۱۱- جب دو آدمی کسی چیز (کی ملکیت) کے دعوے دار ہوں اور ان میں سے کسی

کے پاس گواہی نہ ہو

۲۳۲۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :  
حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ  
أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ خِلَاسٍ ، عَنْ أَبِي  
رَافِعٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا  
دَابَّةً . وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ . فَأَمَرَهُمَا النَّبِيُّ  
ﷺ أَنْ يَسْتَهْمَا عَلَى الْيَمِينِ .  
۲۳۲۹ - حضرت ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ دو  
آدمیوں نے ایک جانور کے بارے میں دعویٰ کیا  
اور ان کے درمیان (فیصلہ کرنے والی) کوئی گواہی  
موجود نہ تھی تو نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ قسم کھانے  
کے لیے قرعہ اندازی کر لیں۔ (پھر جس کا قرعہ نکلے وہ  
قسم کھالے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہی روایت سنن ابی داود  
میں بھی ہے وہاں پر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث سنداً تو ضعیف ہے لیکن دیگر بہت سے شواہد کی بنا پر صحیح ہے دیکھیے:  
(سنن ابوداؤد (أردو) مطبوعہ دارالسلام حدیث: ۳۶۱۶) علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو دیگر محققین نے بھی صحیح قرار دیا  
ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے  
لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۳/۵۲۵-۱۲/۲۲۸، والإرواء: ۸/۲۷۵، وسنن ابن  
ماجہ بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ۲۳۲۹) ② اصل قانون یہی ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے ورنہ مدعا  
علیہ قسم کھائے۔ ③ حدیث میں مذکور صورت میں دونوں فریق مدعی بھی ہیں اور مدعا علیہ بھی۔ ایسی صورت میں  
دونوں قسم کھانے کا حق رکھتے ہیں لہذا قرعہ اندازی سے فیصلہ کر لیا جائے کہ کون قسم کھائے۔ ④ بعض معاملات  
میں قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔



۱۳- أبواب الأحكام فیصلہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۳۳۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا [سَعِيدٌ] عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بَرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اخْتَصَمَ إِلَيْهِ رَجُلَانِ، بَيْنَهُمَا دَابَّةٌ. وَلَيْسَ لِرَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَجَعَلَهَا بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ.

(المعجم ۱۲) - بَابُ مَنْ سُرِقَ لَهُ شَيْءٌ، فَوَجَدَهُ فِي يَدِ رَجُلٍ، اشْتَرَاهُ (التحفة ۱۲)

۲۳۳۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَفِيَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَفْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا ضَاعَ لِلرَّجُلِ مَتَاعٌ، أَوْ سُرِقَ لَهُ مَتَاعٌ، فَوَجَدَهُ فِي يَدِ رَجُلٍ يَبِيعُهُ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ. وَيرجع المشتري على البائع بالثمن».

باب: ۱۲- اگر کسی کی کوئی چیز چوری ہو جائے پھر وہ اس شخص کے ہاں ملے جس نے اسے خریدا ہوا

۲۳۳۱- حضرت سرہ بن جناب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا چوری ہو جائے پھر اسے وہ چیز اس شخص کے ہاتھ میں ملے جو اسے فروخت کر رہا ہے تو وہ (مالک) اس چیز کا زیادہ حق رکھتا ہے اور خریدار بیچنے والے سے اپنی قیمت وصول کر لے۔“

باب: ۱۳- جانور جو (کھیتی) خراب کر دیں اس کا فیصلہ

۲۳۳۲- حضرت حرام بن سعد بن حمصہ رضی اللہ عنہ سے

(المعجم ۱۳) - بَابُ الْحُكْمِ فِيمَا أَفْسَدَتْ الْمَوَاشِي (التحفة ۱۳)

۲۳۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ

۲۳۳۰- [حسن] أخرجه أبو داود، الأضحية، باب الرجلين يدعيان شيئاً وليس بينهما بينة، ح: ۳۶۱۳ من حديث قتادة به، رواه شعبة عن قتادة به (السنن الكبرى للبيهقي: ۲۵۷/۱۰، والمسند للإمام أحمد: ۴/۴۰۲)، وله شواهد كثيرة جداً.

۲۳۳۱- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۵۱/۶ من حديث أبي معاوية ثنا الحجاج بن أرطاة به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۴۹۶، ۱۱۲۹ لعلته.

۲۳۳۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، البيوع، باب المواشي تفسد زرع قوم، ح: ۳۵۷۰ من حديث ابن شهاب

روایت ہے کہ حضرت براء بن عازب بن حارث رضی اللہ عنہ کی ایک اونٹنی لوگوں کے کھیت چر جایا کرتی تھی۔ وہ کچھ لوگوں کے باغ میں جاگھسی اور اسے خراب کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واقعہ عرض کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ مال (باغ وغیرہ) کی حفاظت دن کے وقت (باغ کے) مالکوں کی ذمہ داری ہے۔ اور رات کو جانور جو کچھ خراب کریں اس کی تلافی جانوروں کے مالکوں کے ذمہ ہے۔

الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ ابْنَ مُحْيِصَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ، كَانَتْ ضَارِبَةً، دَخَلَتْ فِي حَائِطِ قَوْمٍ، فَأَفْسَدَتْ فِيهِ. فَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهَا. فَقَضَى أَنَّ حِفْظَ الْأَمْوَالِ عَلَى أَهْلِهَا بِالنَّهَارِ. وَعَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِيِّ مَا أَصَابَتْ مَوَاشِيَهُمْ بِاللَّيْلِ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے یہ روایت براء بن عازب سے بیان فرمائی کہ آل براء کی ایک اونٹنی نے کسی کی کھیتی وغیرہ خراب کر دی تو آپ نے مذکورہ حدیث کی مثل ہی فیصلہ فرمایا۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ عَفَّانَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عِيسَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحْيِصَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ نَاقَةً لِآلِ الْبَرَاءِ أَفْسَدَتْ شَيْئًا. فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، بِمِثْلِهِ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض دیگر محققین نے شواہد کی بنیاد پر اسے مرسل صحیح اور بعض نے حسن قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۹۷/۳۹ - ۹۸، والصحيحة للآلباني، رقم: ۲۳۸) بتا بریں باغ یا کھیت میں دن کے وقت عام طور پر کام ہوتا ہے اور مالک اپنے باغ اور کھیت میں موجود ہوتے ہیں اس لیے اگر کسی کا جانور آ جائے تو وہ اسے آسانی سے روک سکتے ہیں لہذا وہی اپنے مال کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ ② رات آرام کے لیے ہے اور جانور بھی باڑوں میں بند ہوتے ہیں اس لیے اگر رات کے وقت کوئی جانور کسی کے کھیت یا باغ میں جاگھے تو یہ جانور کے مالک کی بے پروائی اور غلطی ہے اس لیے اسے چاہیے کہ نقصان پورا کرے اس کے برعکس دن میں نقصان ہو جانے والے یا کھیت والے کی کوتاہی ہے جانور کا مالک ذمہ دار نہیں۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ كَسَرَ

شَيْئًا (التحفة ۱۴)

باب ۱۳۔ جو (کسی کی) کوئی چیز توڑ ڈالے

اس کا فیصلہ کیا ہے؟

۲۳۳۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُوءَةَ قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ : أَخْبِرِيْنِي عَنْ خُلُقِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . قَالَتْ : أَوْ مَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ : ﴿وَأَنَّكَ لَعَلَّ خُلُقِي عَظِيمٌ﴾ ؟ [القلم : ۴] قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَ أَصْحَابِهِ . فَصَنَعَتْ لَهُ طَعَامًا . وَصَنَعَتْ لَهُ حَفْصَةً طَعَامًا . قَالَتْ : فَسَبَقْتَنِي حَفْصَةً . فَقُلْتُ لِلْجَارِيَةِ : انْطَلِقِي فَأَكْفِيْنِي قَضَعَتَهَا . فَلِحَقَّتْهَا وَقَدْ هَمَّتْ أَنْ تَضَعَ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَكْفَأْتُهَا فَأَنْكَسَرَتِ الْقَضَعَةُ ، وَانْتَشَرَ الطَّعَامُ . قَالَتْ فَجَمَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا فِيهَا مِنْ الطَّعَامِ عَلَى النَّطْعِ . فَأَكَلُوا . ثُمَّ بَعَثَ بِقَضَعَتِي . فَدَفَعَهَا إِلَيَّ حَفْصَةً . فَقَالَ : «خُذُوا طَرَفًا مَكَانَ طَرَفِكُمْ وَكُلُوا مَا فِيهَا» قَالَتْ فَمَا رَأَيْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

۲۳۳۳۔ حضرت قیس بن وہب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: کیا تو قرآن نہیں پڑھتا؟ (جس میں یہ ارشاد ہے: ﴿وَأَنَّكَ لَعَلَّ خُلُقِي عَظِيمٌ﴾) ”آپ یقیناً عظیم اخلاق کے حامل ہیں۔“ (اس کے بعد ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے) فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ کے لیے کھانا تیار کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پہلے تیار کر لیا۔ میں نے خادمہ سے کہا: جا کر ان کا پیالہ الٹ دو۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ابھی پیالہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھنے کا ارادہ ہی کر رہی تھیں کہ خادمہ نے انھیں جا لیا اور پیالہ الٹ دیا۔ پیالہ (گر کر) ٹوٹ گیا اور کھانا بکھر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پیالے کے ٹکڑے جمع کیے اور اس میں جو کھانا تھا وہ چمڑے کے دسترخوان پر جمع کیا اور سب نے کھایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے میرا پیالہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیج دیا اور وہ انھی کو دے دیا۔ اور فرمایا: ”اپنے برتن کی جگہ یہ برتن لے لو۔ اور اس میں جو کھانا ہے وہ بھی کھا لو۔“ (ام المؤمنین نے) فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ

مبارک پر نگلی کے آثار نظر نہیں آئے۔

۲۳۳۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے، انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ ایک اور ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ایک پیالے میں کھانا بھیجا۔ انھوں نے لانے والی کے ہاتھ پر ہاتھ مارا تو پیالہ گر کر ٹوٹ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے دونوں ٹکڑے لے کر ایک دوسرے سے ملائے اور اس (ٹوٹے ہوئے پیالے) میں کھانا ڈالنے لگے اور فرمایا: ”تمہاری ماں کو غیرت آگئی تھی۔ کھانا کھا لو۔“ چنانچہ انھوں نے کھانا کھایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس زوجہ محترمہ کے ہاں تشریف فرما تھے وہ اپنا پیالہ لائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ صحیح سالم پیالہ کھانا لانے والی کو دے دیا اور ٹوٹا ہوا ان کے گھر رہنے دیا جنھوں نے وہ توڑا تھا۔

۲۳۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ. فَأُرْسِلَتْ أُخْرَى بِقِصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ. فَضَرَبَتْ يَدَ الرَّسُولِ. فَسَقَطَتِ الْقِصْعَةُ فَانْكَسَرَتْ. فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكَسْرَتَيْنِ فَصَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى. فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ وَيَقُولُ: «عَارَتْ أُمُّكُمْ. كُلُوا» فَأَكَلُوا. حَتَّى جَاءَتْ بِقِصْعَتِهَا، الَّتِي فِي يَدَيْهَا. فَدَفَعَ الْقِصْعَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الرَّسُولِ، وَتَرَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي يَدِ النَّبِيِّ فَكَسَرَهَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① ہمایوں کا ایک دوسرے کے ہاں کھانا وغیرہ بھیجنا ایک اچھی عادت ہے، خاص طور پر

جب کوئی نئی اور عمدہ دُش تیار کی جائے تو کچھ نہ کچھ ہمایوں کے ہاں بھیج دینا چاہیے۔ ② سوکنوں کی باہمی رقابت ایک فطری اور معروف چیز ہے، لہذا خاوند کو چاہیے کہ اسے برداشت کرے کیونکہ اسے مکمل طور پر ختم کرنا ممکن نہیں۔ ③ اگر کوئی ایسی چیز کسی کے ہاتھ سے ضائع ہو جائے جس کا متبادل دستیاب ہو تو ضائع ہوئی والی چیز کے بدلے میں دیسی ہی چیز مالک کو دی جائے۔ ④ بیویوں میں انصاف کا تعلق صرف جیب خرچ یا شرب باشی کے معاملات سے نہیں بلکہ روزمرہ کے معاملات میں بھی سب کے ساتھ انصاف کا یکساں سلوک کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ الرَّجُلِ يَصْغُ خَشْبَةً

باب: ۱۵۔ ہمسائے کی دیوار پر لکڑی

عَلَى جِدَارِ جَارِهِ (التحفة ۱۵)

(شہتیر وغیرہ) رکھنا

۲۳۳۴۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيهقي، باب فيمن أفسد شيئاً يغرم مثله، ح: ۳۵۶۷، والسنائي، ح: ۳۴۰۷ عن محمد بن المثنى به، وأخرجه البخاري، والترمذي وغيرهما من طرق عن حميد به، وقال الترمذي، ح: ۱۳۵۹ "حسن صحيح"، وتابعه ثابت البناني عن أنس به: (قط: ۱۵۳/۴).

۲۳۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کسی سے اس کا ہمسایہ اس کی دیوار میں لکڑی گاڑنے کی اجازت طلب کرے تو (اسے چاہیے کہ) اسے منع نہ کرے۔“ (عبدالرحمان اعرج رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنا کی تو سامعین نے سر جھکا لیے چنانچہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں (اس حال میں) دیکھا تو فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمھیں اس حدیث سے اعراض کرتے محسوس کرتا ہوں؟ اللہ کی قسم! میں اس (حدیث) کو تمھارے کندھوں پر ماروں گا۔

۲۳۳۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يُبْلَغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: «إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشْبَةً فِي جِدَارِهِ فَلَا يَمْنَعُهُ» فَلَمَّا حَدَّثَهُمْ أَبُو هُرَيْرَةَ طَاطَأُوا رُؤُوسَهُمْ. فَلَمَّا رَأَوْهُمْ قَالَ: مَا لِي أَرَأَيْتُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ. وَاللَّهِ لَا رُؤْيَى بَيْنَا أَكْتَنَّا فِيكُمْ.

🌞 فوائد و مسائل: ① دیوار میں لکڑی گاڑنے سے مراد یا تو کھوٹی وغیرہ گاڑنا ہے یا اس سے مراد دیوار پر شہتیر وغیرہ رکھ کر چھت ڈالنا ہے۔ ② کندھوں پر مارنے کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تم پسند کرو یا نہ کرو میں تمھیں یہ شرعی حکم سناتا ہوں گا اور تمھیں اس پر عمل کرنا پڑے گا۔ ③ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں جب تبلیغ میں غصے کا اظہار کرنا درست ہوتا ہے، یعنی جب یہ محسوس کیا جائے کہ سامعین پر غصے کا اثر زیادہ ہوگا تو یہ طریقہ بھی درست ہے لیکن اسے عام عادت بنالینا مناسب نہیں۔

۲۳۳۶- حضرت عکرمہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو مغیرہ کے دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک نے قسم کھالی کہ وہ اپنی دیوار پر (کسی کو) شہتیر نہیں رکھنے دے گا ورنہ غلام آزاد کرے گا۔ اس پر حضرت مجمع بن یزید رضی اللہ عنہ اور بہت سے دوسرے انصاری اصحاب آگئے اور انھوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی شخص اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار پر

۲۳۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ هِشَامَ بْنَ يَحْيَى أَخْبَرَهُ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَخَوَيْنِ مِنَ بَلْغَمِغِرَةَ اعْتَقَ أَحَدُهُمَا أَنْ لَا يَغْرِزَ خَشْبًا فِي جِدَارِهِ. فَأَقْبَلَ مُجَمِّعُ بْنُ يَزِيدَ وَرِجَالٌ كَثِيرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ. فَقَالُوا:

۲۳۳۵- أخرجه البخاري، المظالم، باب لا يمنع جار جاره أن يغرز خشبة في جداره، ح: ۲۴۶۳ من حديث الزهري به، ومسلم، المساقاة، باب غرز الخشبة في جدار الجار، ح: ۱۶۰۹ من حديث سفیان بن عیینة به. ۲۳۳۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۷۹/۳، ۴۸۰ من حديث ابن جريج (أخبرني عمرو بن دينار) به \* عكرمة ابن سلمة مجهول (تقريب)، وفيه علة أخرى، وأصل الحديث صحيح، انظر الحديث السابق.

### ۱۳۔ ابواب الأحکام۔ فیصلہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَمْنَعُ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ» فَقَالَ: يَا أَحْيَى إِنَّكَ مَقْضِي لَكَ عَلَيَّ. وَقَدْ حَلَفْتُ. فَأَجْعَلْ أَسْطُوْنَا دُونَ حَائِطِي أَوْ جِدَارِي. فَأَجْعَلْ عَلَيْهِ خَشَبَكَ.

شہتیر رکھنے سے منع نہ کرے۔“ اس (قسم کھانے والے) آدمی نے کہا: میرے بھائی! آپ کے حق میں میرے خلاف فیصلہ ہو گیا ہے (اور میں اسے قبول کرتا ہوں) لیکن میں نے قسم کھالی ہے تو آپ میری دیوار کے ساتھ ایک ستون بنالیں اور اس پر اپنا شہتیر رکھ لیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف اور معناً صحیح کہا ہے جیسا کہ انہوں نے تحقیق و تخریج میں ”اصل الحديث صحيح“ کہہ کر اس طرف اشارہ کیا ہے علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے، لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۸۷/۲۸۶/۲۵) وصحيح سنن ابن ماجه للالباني، رقم: ۱۹۰۵) بخاری میں اپنی ملکیت کی چیز کے بارے میں مشروط قسم کھانا جائز ہے مثلاً: اگر میں فلاں کام کروں تو میرا غلام آزاد ہے۔ ② ہمسائے کو مشترک دیوار پر شہتیر وغیرہ رکھ کر چھت ڈالنے سے منع کرنا جائز نہیں۔ ③ بزرگوں کو چاہیے کہ دو افراد میں پیدا ہونے والے باہمی اختلاف کو عدل و انصاف کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کریں۔ ④ صحابہ و تابعین کرام حدیث سن کر جھگڑا ختم کر دیتے تھے اور حدیث پر عمل کرتے تھے خواہ حدیث کا فیصلہ ان کے خلاف ہی ہو۔ ⑤ کوشش کرنی چاہیے کہ قسم کھانے والا اپنی قسم توڑنے پر مجبور نہ ہو بلکہ اپنی قسم پوری کر لے۔

۲۳۳۷۔ حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهْيَعَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَمْنَعُ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً عَلَى جِدَارِهِ».

۲۳۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار پر کلڑی رکھنے سے منع نہ کرے۔“

(المعجم ۱۶)۔ باب: إِذَا تَنَاجَرُوا فِي قَدْرِ الطَّرِيقِ (التحفة ۱۶) باب: ۱۶۔ راستے کی مقدار میں اختلاف ہو جائے تو (کیا کریں؟)

۲۳۳۷۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۵۵/۱ من حديث ابن لهيعة به، ولم أجد تصريح سماعه، وضعفه البوصيري، ولكن رواه أيوب وغيره عن عكرمة به، وله شواهد عند البخاري وغيره.

۲۳۳۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۳۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مَتْنَى بْنُ سَعِيدٍ  
 الضُّبَيْعِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ  
 أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
 «اجْعَلُوا الطَّرِيقَ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ».

۲۳۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، ۲۳۳۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
 وَمُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هِيَاجٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا  
 قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ  
 عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 ﷺ: «إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاجْعَلُوهُ  
 سَبْعَةَ أَذْرُعٍ».

☀️ نوٹ و مسائل: ① ”ہاتھ“ سے مراد پچے سے کہنی تک کا فاصلہ ہے جو دو ہاٹھ یعنی آٹھ گریڈ یا ڈیڑھ فٹ کے برابر ہے۔ سات ذراع کی مقدار ساڑھے تین گز یا ساڑھے دس فٹ کے برابر ہے۔ ② راستے سے مراد گلی کی چوڑائی بھی ہو سکتی ہے اور کھیتوں کے درمیان کھلا راستہ بھی۔ اس کی مقدار اتنی ہونی چاہیے کہ پیدل آدمی عورتیں اور گھوڑے گدھے یا خچر پر سوار آدمی سب آسانی سے گزر سکیں۔ ③ آج کا دور کاروں، بسوں وغیرہ کا دور ہے اس لیے ان کی مناسبت سے مناسب حد مقرر کی جاسکتی ہے۔ نئی آبادیوں کا نقشہ تیار کرتے وقت گلیوں اور سڑکوں کی چوڑائی اس سے کم نہ رکھی جائے۔ ④ بنجر زمین کو کاشت کرتے وقت بھی جہاں راستہ رکھا جائے اس کی مقدار اسی طرح مقرر کی جائے۔

(المعجم ۱۷) - بِبَابِ مَنْ بَنَى فِي حَقِّهِ مَا  
 يَضُرُّ بَعَاوِهِ (التحفة ۱۷)  
 باب: ۱۷۔ اپنی زمین میں ایسی عمارت  
 بنانا جس سے ہمسائے کو تکلیف ہو

۲۳۳۸۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، القضاء، باب في القضاء، ح: ۳۶۳۳ من حديث المثني به، وصححه الترمذي، ح: ۱۳۵۶، وابن الجارود، ح: ۱۰۱۸، ولم أجد تصريح سماع قتادة، ح: ۱۷۵، وله شواهد عند مسلم، ح: ۱۶۱۳ وغيره.

۲۳۳۹۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۳۵ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه شريك النخعي مع عنعته، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ۱۷۱ لعلته، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۱۶۱۳ وغيره.

۲۳۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ خَالِدٍ

۲۳۳۹۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت

الْثَّمِيرِيُّ، أَبُو الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا فَضْلُ بْنُ

ہے رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا: ”نہ (پہلے پہل) کسی کو

سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُثْبَةَ: حَدَّثَنَا

نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا جائز ہے نہ بدلے کے طور

إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عِبَادَةَ

پر نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا۔“

ابنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى أَنَّ:

«لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ».

۲۳۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

۲۳۴۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَتَانَا مَعْمَرٌ عَنْ جَابِرِ

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہ (پہلے پہل) کسی کو

الْحُجَفِيِّ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا جائز ہے نہ بدلے کے طور

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا ضَرَرَ وَلَا إِضْرَارَ».

فوائد و مسائل: ① مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

صحیح اور حسن قرار دیا ہے مثلاً: الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد کے محققین نے طویل بحث کے

بعد اسے ”حسن“ قرار دیا ہے نیز شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے الصحیحة اور الإرواء میں اسے صحیح قرار دیا ہے، دکتور

بشار عواد اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ سند ضعیف ہے اور متناہج ہے، لہذا مجموعی طور پر یہ روایت سنداً ضعیف

ہونے کے باوجود متناہج و معنا صحیح ہے جیسا کہ محققین کی جماعت نے کہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة

الحديثية مسند الإمام أحمد: ۵/۵۵، ۵۶، والصحيحة، رقم: ۲۵۰، والإرواء، رقم: ۸۹۲، وسنن ابن ماجه

بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ۲۳۴۰) ② کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کو تنگ

کرے یا تکلیف پہنچائے اس لیے باہمی معاملات انصاف اور حسن اخلاق کی بنیاد پر انجام دینے چاہئیں۔ ③

اگر کوئی شخص نقصان پہنچانے کی کوشش کرے یا تنگ کرے تو اس کے مقابلے میں اسے تنگ کرنا یا نقصان پہنچانا

درست نہیں بلکہ بزرگوں کے ذریعے سے پنچایت کے ذریعے سے یا شرعی عدالت کے ذریعے سے اس سے اپنا

جائز حق وصول کرنا یا اسے اس کی شرارت سے روکنا چاہیے۔ ④ عمارت اس انداز سے بنانا درست نہیں جس

سے مسایوں کو تکلیف ہو مثلاً: اس قدر بلند عمارت بنانا جس سے مسایوں کے گھر میں نظر پڑتی ہو یا اس انداز

۲۳۴۰۔ [ضعیف] أخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۵/۳۲۷ من حديث فضيل به، وانظر، ح: ۲۲۱۳

لعلته، وله شواهد كثيرة جداً، ولم يصح منها شيء.

۲۳۴۱۔ [إسناده ضعيف جداً] أخرجه أحمد: ۱/۳۱۳ عن عبد الرزاق به، وانظر، ح: ۳۵۶، لعلته، وانظر الحديث

السابق.





سے تغیر کرنا کہ راستہ رک جائے یا اتنا تنگ ہو جائے کہ گزرنے والوں کو مشکل ہوتی ہو۔ یہ سب منع ہے۔  
 ⑤ بہت سے ایسے مسائل جو نبی اکرم ﷺ کے بعد ظاہر ہوئے ان کو اس اصول کی روشنی میں حل کیا جاسکتا ہے کہ اگر ایک کام سے انفرادی یا اجتماعی نقصان ہوتا ہو یا عوام کو تکلیف پہنچتی ہو تو اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے، نیز حکومت ان کاموں پر پابندی بھی لگا سکتی ہے۔

۲۳۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنبَأَنَا  
 اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ،  
 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ  
 لُؤْلُؤَةَ، عَنْ أَبِي صِرْمَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ  
 ﷺ قَالَ: «مَنْ ضَارَّ أَضَرَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ  
 شَأَقَ شَقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ».

۲۳۴۲- حضرت ابوصرمہ (مالک بن قیس انصاری)  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو  
 (کسی کو) نقصان پہنچائے گا، اللہ اس کا نقصان کر دے گا  
 اور جو کسی کو مشکل میں ڈالے گا، اللہ اس پر سختی کرے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے بھی اس کے دیگر شواہد کا تذکرہ کیا ہے لیکن ان کے ضعف اور صحت کی طرف اشارہ نہیں کیا، بہر حال مذکورہ روایت دیگر شواہد کی وجہ سے قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۵/۳۴، والإرواء للالباني، رقم: ۸۹۲) ② مسلمانوں کو ایک دوسرے کے آرام و راحت کا خیال رکھنا چاہیے اور کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ ③ ”اللہ تعالیٰ اس کا نقصان کر دے گا یا سختی کرے گا“ اس سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیامت میں اس کو سزا دے گا اور اس سے سختی سے حساب لے گا۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں ہی اسے اس کی سزائیں مل جائیں گی کہ وہ اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر مشکلات میں گھر جائے گا اور نقصان اٹھائے گا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ: الرَّجُلَانِ يَدْعِيَانِ  
 فِي خُصْمٍ (التحفة ۱۸)

باب: ۱۸- جب دو آدمی ایک جھوٹری  
 پر دعویٰ رکھتے ہوں تو؟

۲۳۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ،

۲۳۴۳- نمران بن حارثہ اپنے والد (حضرت

۲۳۴۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في القضاء، ح: ۳۶۳۵ من حديث الليث به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۹۴۰ \* لؤلؤة مولاة الأنصار، ونقلها الترمذي، والهيثم في المجمع: ۱۷۸/۱۰، ولحديثها شواهد كثيرة.

۲۳۴۳- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲/ ۲۶۰ من حديث أبي بكر بن عياش به، وقال: ۴۴

وَعَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الزَّوَاطِي. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ دَهْمِ بْنِ قُرَّانٍ، عَنْ يَمْرَانَ بْنِ جَارِيَّةٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ قَوْمًا اخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي خُصْمٍ كَانَ بَيْنَهُمْ. فَبَعَثَ حُذَيْفَةَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ. فَقَضَى لِلَّذِينَ يَلِيهِمُ الْقَيْمُطُ. فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَهُ فَقَالَ: «أَصَبْتُ وَأُخْسَنْتُ».

جاریہ بن ظفر (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ایک جھوٹری کے بارے میں نبی ﷺ کی خدمت میں دعویٰ کیا۔ وہ (جھوٹری) دونوں فریقوں کے استعمال میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو ان کا فیصلہ کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت حذیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے ان لوگوں کے حق میں فیصلہ دیا جن کی طرف سر کنڈے کا نرم حصہ تھا۔ جب وہ واپس نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو (اس فیصلے کی) خبر دی تو آپ نے فرمایا: ”تو نے درست (فیصلہ) کیا اور اچھا فیصلہ کیا۔“

🌞 فائدہ: جناب زہیر شادیش ”ضعیف ابن ماجہ“ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: [خصص] سر کنڈے کی جھوٹری کو کہتے ہیں۔ اس کا نرم حصہ اسی طرف ہوتا ہے جدر دھاگے اور رسیاں وغیرہ ہوں۔ کھجور کے پتے اور چمکا مالک کی طرف ہوتا ہے اور تخت اور کھردرا حصہ دوسری طرف ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے (ملکیت کا دعویٰ کر کے) زیادتی کی تھی کیونکہ اس نے اپنی شہتیریاں وغیرہ کھر دے حصے کی طرف رکھی تھیں.....“



(المعجم ۱۹) - بَابُ مَنِ اشْتَرَطَ الْخُلَاصَ  
باب ۱۹۔ قبضہ دلوانے کی شرط لگانا  
www.KitaboSunnat.com (التحفة ۱۹)

۲۳۴۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حضرت سرہ بن جندب (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب ایک چیز دو آدمیوں کے ہاتھ فروخت کر دی جائے تو پہلے کے ہاتھ بچتا ہی معتبر ہوگا۔“  
۲۳۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا بَاعَ الْبَيْعُ مِنْ رَجُلَيْنِ، فَالْبَيْعُ لِلأَوَّلِ».

🔴 الدارقطني: ۲۲۸/۴ لم يروه غير دهم بن قران، وهو ضعيف، وقد اختلف في إسناده، وقال الحافظ في الإصابة: ۲۱۸/۱، ت: ۱۰۴۸ 'ولا يعرف له رواية إلا من طريق دهم ودهم ضعيف جدًا' انتهى \* وتمران مجهول (تقريب)، وأبو بكر بن عيَّاش ضعفه الجمهور، ولم يخرج عنه البخاري إلا متابعة.

۲۳۴۴۔ [ضعيف] تقدم، ح: ۲۱۹۰.

۱۳۔ ابواب الأحکام فیصلہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ: فِي هَذَا الْحَدِيثِ إِنْطَالُ الْخَلَاصِ.  
ابوالولید نے کہا: اس حدیث سے (دوسرے خریدار کی طرف سے) قبضہ دلوانے کی شرط ناجائز ثابت ہوتی ہے۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ الْقَضَاءِ بِالْفَرْعَةِ

باب: ۲۰۔ قرعہ اندازی کے ذریعے سے فیصلہ کرنا

(التحفة ۲۰)

۲۳۴۵۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّادُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَ لَهُ سِتَّةُ مَمْلُوكِينَ. لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ. فَأَعْتَقَهُمْ عِنْدَ مَوْتِهِ. فَجَزَّاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرْقَى أَرْبَعَةً.

فوائد و مسائل: ① غلام آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ وفات کے قریب مناسب وصیت کرنا اچھی بات ہے۔ ② وفات کے قریب اپنے پورے مال کو صدقہ کر دینا جائز نہیں زیادہ سے زیادہ کل ترکے کے تیسرے حصے تک صدقہ کیا جاسکتا ہے اس سے بھی کم رکھا جائے تو بہتر ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۷۰۸) ③ صحابی نے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا جب کہ انھیں صرف دو غلام آزاد کرنے کا حق تھا۔ اب ہر غلام پر حق رکھتا تھا کہ اسے ان دو غلاموں میں شمار کیا جائے جو آزاد کیے جاسکتے ہیں۔ نبی ﷺ کے فیصلے سے معلوم ہوا کہ جب ایک سے زیادہ دعوی دار ایک چیز پر برابر حق رکھتے ہوں تو فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے سے کیا جاسکتا ہے۔ ④ اسلام میں غلامی جائز ہے بشرطیکہ اس طریقے سے غلام بنایا گیا ہو جو شرعی طور پر جائز ہے ورنہ کسی آزاد شخص کو انوار کر کے غلام بنالینا بہت بڑا گناہ ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت؛ بچہ ہو یا بڑا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۳۴۳)

۲۳۴۶۔ حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ

۲۳۴۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۳۴۵۔ أخرجه مسلم، الأيمان، باب من أعتق شركاً له في عبد، ح: ۱۶۶۸ من حديث أبي قلابة به.

۲۳۴۶۔ [ضعيف] تقدم، ح: ۲۳۲۹.

### ۱۳۔ ابواب الأحکام

فیصلہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

الْعَتَكِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ،  
عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلَيْنِ تَدَارَعَا فِي بَيْعٍ لِنَسٍّ  
لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيْتَةً. فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
أَنْ يَسْتَهْمَا عَلَى الْيَمِينِ. أَحَبُّ ذَلِكَ أَمْ كَرِهًا.  
انھوں نے فرمایا: ایک سو دے میں دو آدمیوں کا جھگڑا  
ہو گیا۔ ان میں سے کسی کے پاس ثبوت نہیں تھا (گواہی  
وغیرہ یا کوئی اور قرینہ) تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا  
کہ قرعہ ڈال کر قسم کھالیں، خواہ انھیں (قسم کھانا) پسند ہو  
یا ناپسند ہو۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح

قرار دیا ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔ (دیکھیے: حدیث: ۲۳۲۹) چونکہ معاملات میں اختلاف کا فیصلہ گواہی کی  
بنیاد پر ہوتا ہے اس لیے جس شخص کا حقیقت کا علم ہوا ہے چاہے کہ گواہی دینے میں پس و پیش نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا: ﴿وَلَا تَتَّخِذُوا الشَّهَادَةَ﴾ (البقرة: ۲۸۳) ”گواہی مت چھپاؤ۔“ ② جب مدعی گواہ پیش نہ کر سکے  
یا اس کے گواہ قابل قبول نہ ہوں تو مدعا علیہ سے قسم لی جاتی ہے۔ ③ حدیث میں مذکور صورت میں دونوں افراد کو  
مدعی بھی قرار دیا جاسکتا ہے اور دونوں مدعا علیہ بھی سمجھ جاسکتے ہیں۔ اب کون مدعا علیہ بن کر قسم کھائے اس کا فیصلہ  
قرعہ اندازی سے ہوگا۔

۲۳۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۳۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ  
الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ  
ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ.  
رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر میں تشریف لے جاتے تو  
اپنی ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) میں قرعہ ڈالتے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو خصوصی اجازت عطا فرمائی تھی جس کی بنا پر نبی ﷺ کے

لیے یہ فرض نہیں تھا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان باری کی پابندی فرمائیں (دیکھیے: سورۃ احزاب آیت:  
۵۱) اس کے باوجود نبی ﷺ پورا انصاف فرماتے تھے۔ اس میں امت کے لیے سبق ہے کہ بیویوں اور اولاد میں  
انصاف کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھیں۔ ② اگر کوئی چیز برابر کا حق رکھنے والوں میں کسی ایک ہی کو دی جاسکتی ہو تو  
اس کا فیصلہ قرعہ اندازی سے کرنا چاہیے تاکہ کسی کو شکایت نہ ہو۔ ③ عورت کسی ضرورت کی بنا پر گھر سے باہر  
جاسکتی ہے اور سفر بھی کر سکتی ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ خاندان یا کوئی محرم رشتے دار موجود ہو۔

۲۳۴۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: ۲۳۴۸۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۳۴۷۔ [صحیح] تقدم، ح: ۱۹۷۰۔

۲۳۴۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب من قال بالقرعة إذا تنازعا في الولد، ح: ۲۲۷۰ من ۴۴

انہوں نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے تو ان کی خدمت میں تین مرد حاضر کیے گئے جنہوں نے ایک عورت سے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا۔ (اب اس عورت کے بچے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا تھا) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں سے پوچھا: کیا تم دونوں اس (تیسرے) شخص کے حق میں بچے کا اقرار کرتے ہو؟ ان دونوں نے کہا: نہیں۔ پھر دو آدمیوں (دوسرے اور تیسرے) سے فرمایا: کیا تم تسلیم کرتے ہو کہ بچہ اس (پہلے) کا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ (اسی طرح تیسرے اور پہلے کو مخاطب کر کے پوچھا) حضرت علی جب بھی (کوئی سے) دو سے سوال کرتے: کیا تم تسلیم کرتے ہو کہ بچہ اس (تیسرے ساتھی) کا ہے؟ تو دونوں کہتے: نہیں! چنانچہ آپ نے ان (تینوں) کے درمیان قرعہ ڈالا اور جس کے نام کا قرعہ نکلا بچہ اسی کا قرار دے دیا اور اس کے ذمے دو تہائی دیت ڈال دی۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ کھل کر بیٹے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔

أُنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنَّ أَبَا النَّوْثُرِيَّ، عَنْ صَالِحِ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ خَيْرِ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: أَتَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَهُوَ بِالْيَمَنِ، فِي ثَلَاثَةِ [قَدْ] وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طَهْرٍ وَاحِدٍ. فَسَأَلَ اثْنَيْنِ. فَقَالَ: أَتَقْرَانِ لِهَذَا بِالْوَلَدِ؟ فَقَالَا: لَا. ثُمَّ سَأَلَ اثْنَيْنِ. فَقَالَ: أَتَقْرَانِ لِهَذَا بِالْوَلَدِ؟ فَقَالَا: لَا. فَجَعَلَ كُلُّمَا سَأَلَ اثْنَيْنِ: أَتَقْرَانِ لِهَذَا بِالْوَلَدِ؟ قَالَا: لَا. فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ. وَالْحَقُّ الْوَلَدَ بِالَّذِي أَصَابَتْهُ الْفُرْعَةُ. وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلُثِي الدِّيَةِ. فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَصَحَّحَكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

🌞 نوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجہ بتحقیق الذکور بشرار عواد؛ رقم: ۲۳۳۸؛ وصحیح سنن أبی داود (مفصل) للآلبانی؛ رقم: ۱۹۲۳، ۱۹۲۴) زمانہ جاہلیت میں عورتوں سے ناجائز تعلقات کا عام رواج تھا جب کہ بعض عورتیں طوائف کا پیشہ بھی اختیار کر لیتی تھیں۔ ایسی عورتوں کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو اس کے کئی دعویدار ظاہر ہو جاتے تھے۔ حدیث میں مذکور واقعہ میں بھی ممکن ہے کہ ان افراد نے اس بچے کی ماں سے اسلام قبول کرنے سے پہلے تعلق قائم کیا ہو لیکن جھگڑا مسلمان ہونے کے بعد پیدا ہوا ہو۔ ② مشترکہ چیز کے دعویداروں

میں کوئی ایک اگر اپنے دعوے یا اپنے حصے سے دست بردار ہو جائے تو چیز دوسرے کو مل جائے گی۔ اگر تین دعویداروں میں سے دو آدمی تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جائیں تو چیز اسے دے دی جائے گی۔ ⑤ یہ بچہ اگر چہ آزاد تھا لیکن پیش آمدہ صورت میں بیویوں مدعی اس میں شریک تھے لہذا ہر مدعی کو اس کے تہائی حصے کا مالک قرار دیا گیا۔ اب چونکہ زعمہ چیز کو حصے کر کے تقسیم کرنا ممکن نہیں اس لیے ضروری تھا کہ ہر ایک کو اپنے حصے کی قیمت ملے۔ کسی جانور وغیرہ کے متعلق بھی یہ طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے کہ جس شخص کو وہ چیز ملے وہ دوسروں کو ان کے حصوں کی قیمت ادا کر دے۔ ⑥ آزاد انسان قابل فروخت نہیں لہذا اس کی کوئی قیمت نہیں لیکن قتل خطا وغیرہ کی صورت میں اس کی دیت سوا دت مقرر کی گئی ہے لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مقدار کو اس کی قیمت کا متبادل قرار دے دیا۔ ⑦ جب کوئی ایسا مسئلہ پیش آجائے جس کے بارے میں قرآن و حدیث سے کوئی نص معلوم نہ ہو تو اجتہاد اور قیاس کی روشنی میں فیصلہ دیا جاسکتا ہے لیکن نص کی موجودگی میں قیاس جائز نہیں۔ ⑧ اگرچہ کثرت سے ہٹنے کی عادت بنالینا مستحسن نہیں تاہم کوئی خوشی یا تعجب کی بات ہو جائے تو ہنس پڑنا عالم یا بزرگ کی شان کے خلاف بھی نہیں۔

### باب: ۲۱۔ قیافہ شناسی کا بیان

### (المعجم ۲۱) - بَابُ الْقَافَةِ (التحفة ۲۱)

۲۳۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس بہت خوش خوش تشریف لائے اور آپ فرما رہے تھے: ”عائشہ! تمہیں نہیں معلوم کہ آج مجز مد لہجی میرے پاس آیا تو اس نے اسامہ اور زید (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا کہ وہ چادر اوڑھے (لیٹے) ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے سر چھپا رکھے تھے اور ان کے پاؤں نظر آرہے تھے تو اس (مجز) نے کہا: یہ پاؤں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔“

۲۳۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُورًا وَهُوَ يَقُولُ: «يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرَيَ أَنَّ مُجْزَرًا الْمُدَلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأَى أَسَامَةَ وَزَيْدًا، عَلَيْهِمَا قُطِيفَةٌ، فَقَدْ غَطَّيَا رُؤُوسَهُمَا وَقَدْ بَدَتْ أَقْدَامُهُمَا. فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ، بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ».

🌞 فوائد و مسائل: ① قیافہ شناس انھیں کہتے ہیں جو چہرے مہرے اور ظاہری جسمانی کیفیات سے بعض

چیزوں کا اندازہ لگالیتے ہیں خاص طور پر دو افراد کے درمیان نسبی تعلق کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں چور کی تلاش میں پاؤں کے نشان سے مدد لے کر مشکوک آدمی کو پہچان لینے والے کھوجی بھی انہی میں شامل ہیں۔ ① جاہلیت میں جب کسی بچے کے بارے میں اختلاف ہو جاتا تھا کہ یہ کس مرد کا ہے تو قیافہ شناسوں سے فیصلہ کرایا جاتا تھا۔ اس حدیث سے دلیل لی گئی ہے کہ اب بھی بعض معاملات میں ان سے مدد لی جاسکتی ہے۔ ② اب اس قسم کا معاملہ اس انداز سے صرف اس صورت میں حل کیا جاسکتا ہے جب کسی غیر مسلم یا بدکار عورت سے ایک سے زیادہ مردوں نے تعلق قائم کیا ہو اور اس کے نتیجے میں بچہ پیدا ہو جائے اس کے بعد وہ سب مسلمان ہو جائیں یا تو بہرے کے پاک دامنی کی زندگی گزارنا شروع کر دیں تو ان کا فیصلہ قیافہ یا قرعہ سے کیا جاسکتا ہے۔ عام حالات میں زانی سے نسب کا تعلق ثابت نہیں ہوتا۔ ارشاد نبوی ہے: ”بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔“ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۰۰۶) یعنی بچے کی نسبت عورت کے خاوند کی طرف کی جائے گی وہ اس کا قانونی والد ہوگا۔ وراثت وغیرہ کا تعلق اس قانونی والد سے ہوگا، ناجائز تعلق والے اس شخص سے نہیں جس سے اصل میں بچہ پیدا ہوا ہے۔ ③ حضرت زید رضی اللہ عنہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا، ان کا رنگ گورا تھا، ان کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہ کا رنگ سانولا تھا، اس پر بعض منافقوں نے نامناسب باتیں کیں۔ جب قیافہ شناس نے کہا کہ ان دو افراد کا آپس میں نسبی تعلق ہے، یعنی وہ باپ بیٹا ہیں تو منافقوں کا پردہ پیچھا ڈام توڑ گیا، اس لیے رسول اللہ ﷺ کو بہت خوش ہوئی۔ ④ مجاز مذہبی نے اپنے نبی میں مہارت کا اظہار کرنے کے لیے یہ بات کہی تھی کہ اگرچہ یہ دونوں شخص بظاہر مختلف رنگ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے اجنبی محسوس ہوتے ہیں لیکن میں اپنے تجربے کی روشنی میں کہتا ہوں کہ یہ باپ بیٹا ہیں۔ نبی ﷺ کو اس سے خوش ہوئی کہ اب تو ایسی گواہی مل گئی ہے جس کو یہ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں اس طرح اس صحابی سے وہ طعن دور ہو گیا جس کے ذریعے وہ مسلمانوں کو پریشان کرتے تھے۔

۲۳۵۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ قریش ایک کاہن عورت کے پاس گئے اور اسے کہا: ہمیں یہ بتا کہ مقام ابراہیم پر جس شخص کا نشان ہے ہم میں سے کس کا نشان قدم اس سے زیادہ ملتا ہے؟ اس نے کہا: اگر تم ہمارے ریشمی زمین پر ایک چادر کھینچ کر (اسے بالکل ہموار کر دو پھر) اس (ریت) پر چلو تو

۲۳۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قُرَيْشًا أَتَوْا امْرَأَةً كَاهِنَةً. فَقَالُوا لَهَا: أَخْبِرِينَا أَشْبَهَنَا أَثَرًا بِصَاحِبِ الْمَقَامِ. فَقَالَتْ: إِنْ أَنْتُمْ جَرَرْتُمْ كِسَاءَ عَلَى

میں تمہارے سوال کا جواب دے دوں گی۔ انھوں نے چادر کھینچی پھر لوگ اس (ہموار ریت) پر چلے۔ اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک کے نشان کو دیکھ کر کہا: یہ صاحب اس (ابراہیم علیہ السلام) سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد تقریباً بیس سال یا (کم و بیش) جتنا اللہ نے چاہا اتنا عرصہ گزرا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو (نبوت عطا فرما کر) مبعوث فرما دیا۔

هَذِهِ السَّنَةُ، ثُمَّ مَشَيْتُمْ عَلَيْهَا: أَنْبَأْتُكُمْ. قَالَ، فَجَرُّوا كِسَاءً. ثُمَّ مَشَى النَّاسُ عَلَيْهَا. فَأَبْصَرْتُ أَثَرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَتْ: هَذَا أَقْرَبُكُمْ إِلَيْهِ شَبْهًا. ثُمَّ مَكَثُوا بَعْدَ ذَلِكَ عَشْرِينَ سَنَةً، أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ.

باب: ۲۲- بچے کو ماں باپ میں سے جس کے پاس چاہے رہنے کا اختیار دینا

(المعجم ۲۲) - بَابُ تَخْيِيرِ الصَّبِيِّ بَيْنَ أَبَوَيْهِ (التحفة ۲۲)

۲۳۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بچے کو اس کے والد اور والدہ کے درمیان انتخاب کا موقع دیا اور فرمایا: ”اے تیری والدہ ہے اور یہ تیرا والد ہے (تو جس کے ساتھ چاہے چلا جا۔)“

۲۳۵۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَيَّرَ غُلَامًا بَيْنَ أَبِيهِ وَأُمِّهِ. وَقَالَ: «يَا غُلَامُ هَذِهِ أُمُّكَ وَهَذَا أَبُوكَ».

۲۳۵۲- حضرت عبدالحمید بن سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان

۲۳۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي عَثْمَانَ

۲۳۵۱- [صحیح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء في تخيير الغلام بين أبويه إذا افتراق، ح: ۱۳۵۷ من حديث سفیان به، وقال: "حسن صحيح"، وأخرجه أبوداود، ح: ۲۲۷۷ من حديث ابن جريج أخبرني زياد به، وإسناده صحيح.

۲۳۵۲- [حسن] أخرجه النسائي: ۱۸۵/۶، الطلاق، إسلام أحد الزوجين وتخيير الولد، ح: ۳۵۲۵ من حديث عثمان البتي به، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، عبدالحميد وأبوه وجده لا يعرفون"، وأخرجه أبوداود، ح: ۲۲۴۴ من حديث عبدالحميد بن جعفر (ابن عبدالله بن الحكم بن رافع الأنصاري) عن أبيه عن جده رافع بن سنان به، وصححه الحاكم: ۲/۲۰۶، ۲۰۷، ووافقه الذهبي، وسنده صحيح إن ثبت سماع جعفر من جده لأمه رافع، والله أعلم.



### ۱۳۔ أبواب الاحکام..... فیصلہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

النَّبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَبَايَهُ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. أَحَدُهُمَا كَافِرٌ وَالْآخَرُ مُسْلِمٌ. فَخَيَّرَهُ فَتَوَجَّهَ إِلَى الْكَافِرِ. فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اهْدِهِ» فَتَوَجَّهَ إِلَى الْمُسْلِمِ. فَقَضَى لَهُ بِهِ.

کے والدین نے نبی ﷺ کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا، ان میں سے ایک کافر تھا اور ایک مسلمان تھا۔ نبی ﷺ نے بچے کو اختیار دیا تو وہ کافر کی طرف مائل ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! اسے ہدایت دے۔“ تو وہ مسلمان کی طرف مائل ہو گیا، چنانچہ نبی ﷺ نے اس (مسلمان) کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مرد اور عورت میں سے اگر ایک مسلمان ہو جائے اور دوسرا کفر پر اصرار کرے تو ان کے درمیان جدائی ہو جاتی ہے۔ اور عورت کو حق حاصل ہو جاتا ہے کہ عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کر لے۔ ② اگر عورت دوسری جگہ نکاح کرنے کی بجائے خاوند کے مسلمان ہونے کا انتظار کرے تو جب وہ مسلمان ہوگا ان دونوں کے لیے دوبارہ ازدواجی تعلق قائم کرنا جائز ہوگا۔ دیکھیے: (مسند ابن ماجہ، حدیث: ۲۰۰۹) ③ جب کسی وجہ سے مرد اور عورت میں جدائی ہو جائے، یعنی طلاق ہو یا نکاح ٹوٹ جائے تو بچے کو اختیار دیا جائے وہ جس کے ساتھ چاہے رہے۔ یا قاضی معاملات کو دیکھ کر فیصلہ کرے کہ بچے کا فائدہ کس کے ساتھ رہنے میں ہے اس کے مطابق فیصلہ دے دے۔

### (المعجم ۲۳) - بَابُ الصُّلْحِ (التحفة ۲۳) باب: ۲۳۔ صلح کا بیان

۲۳۵۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۳۵۳- حضرت عمرو بن عوف النصارى رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”مسلمانوں کے درمیان صلح درست ہے سوائے اس صلح کے جو کسی حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال کرے۔“

۲۳۵۳- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ. إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا، أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا».

۲۳۵۳۔ [صحیح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما ذكر عن رسول الله ﷺ في الصلح بين الناس، ح: ۱۳۵۲ من حديث كثير به، وقال: "حسن صحيح"، وقال الذهبي في ميزان الاعتدال: ۴۰۷/۳، وأما الترمذي فروى من حديثه: الصلح جائز بين المسلمين وصححه، فلهذا لا يعتمد العلماء على تصحيح الترمذي، وانظر، ح: ۱۶۵ لعلته، ولكن كثيرا لم ينفرد به، وأخرجه أبو داود، ح: ۳۵۹۴ من حديث الوليد بن رباح عن أبي هريرة به مثله، وإسناده حسن، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۳۷، ۶۳۸ وابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۹۹.

🌞 فوائد و مسائل: ① جب دو افراد یا گروہوں میں اختلاف ہو جائے تو اختلاف شدید نہ ہونے دیا جائے بلکہ جلد از جلد صلح کرانے کی کوشش کی جائے۔ ② صلح کا یہ مطلب ہے کہ جھگڑا ختم کرنے کے لیے اپنے حق سے کم پر راضی ہو جائے۔ یہ بہت ثواب کا کام ہے۔ ③ صلح میں ایسی شرط نہیں رکھی جاسکتی جو شریعت کے واضح حکم کے خلاف ہو۔ ایسی شرط رکھنا یا اس پر عمل کرنا حرام ہے۔

(المعجم ۲۴) - بَابُ الْحَجْرِ عَلَى مَنْ يُفْسِدُ مَالَهُ (التحفة ۲۴)

باب: ۲۴۔ نادان پر مالی پابندی لگانا

۲۳۵۴۔ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فِي عَقْدَتِهِ ضَعْفٌ، وَكَانَ يَبِيعُ، وَأَنَّ أَهْلَهُ أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ احْجُرْ عَلَيْهِ. فَدَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ. فَتَهَاهُ عَنْ ذَلِكَ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ. فَقَالَ: «إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ: هَا. وَلَا خِلَافَةَ».

۲۳۵۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک صاحب تھے ان کی عقل کمزور تھی۔ اور وہ خرید و فروخت کرتے تھے (تو دھوکا کھا جاتے تھے) ان کے گھر والوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان پر پابندی لگا دیجئے۔ نبی ﷺ نے انھیں طلب فرمایا اور خرید و فروخت سے منع کر دیا انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں خرید و فروخت سے صبر نہیں کر سکتا تو آپ نے فرمایا: ”جب تو خرید و فروخت کرے تو کہہ دیا کر: ”دھوکا نہ کرنا۔“



🌞 فوائد و مسائل: [لا خلابہ] ”دھوکا نہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس بیع میں تم نے مجھ سے دھوکا کیا تو معلوم ہونے پر میں بیع فسخ کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ ① انھیں دھوکا اس لیے لگ جاتا تھا کہ ایک بار سر میں شدید زخم آنے کی وجہ سے ان کی عقل متاثر ہو گئی تھی۔ ② جس شخص کی عقل درست نہ ہو اسے خرید و فروخت سے حکماً روکا جاسکتا ہے اور اس کی بیع کو کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے اس کے بعد جو شخص اس سے لین دین کرے گا وہ خود ذمہ دار ہوگا کیونکہ وارث اس کے لین دین کو کالعدم قرار دینے کا حق رکھتے ہیں۔

۲۳۵۴۔ [صحیح] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ما جاء في من يخدع في البيع، ح: ۱۲۵۰ من حديث عبد الأعلى به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۶۸، والحاكم: ۱۰۱/۴، على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وانظر، ح: ۱۷۵، ۴۲۹، لعلته، ولكن له شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما، راجع الموطأ: ۲/۶۸۵، (وسنن أبي داود، ح: ۳۵۰۰، ۳۵۰۱، نيل المصنوع بتحقيق).

۲۳۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۳۵۵- جناب محمد بن یحییٰ بن حبان رحمہ اللہ سے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانٍ قَالَ: هُوَ جَدِّي مُنْقَذُ بْنُ عَمْرٍو. وَكَانَ رَجُلًا قَدْ أَصَابَتْهُ آفَةٌ فِي رَأْسِهِ فَكَسَّرَتْ لِسَانَهُ. وَكَانَ لَا يَدْعُ عَلَى ذَلِكَ التَّجَارَةَ. وَكَانَ لَا يَزَالُ يُعِينُ. فَأَتَى الشَّيْءَ عَلَيْهِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ. فَقَالَ لَهُ: «إِذَا أَنْتَ بَايَعْتَ قَوْمًا لَا خِلَافَةَ لَهُمْ فِي كُلِّ سَلْعَةٍ اتَّبَعْتَهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَ لَيَالٍ. فَإِنْ رَضِيتَ فَأَمْسِكْ، وَإِنْ سَخِطْتَ فَأَرْذُذْهَا عَلَى صَاحِبِهَا».

روایت ہے انھوں نے کہا: وہ میرے پردادا حضرت منقذ بن عمرو رحمہ اللہ تھے۔ ان کے سر میں شدید زخم آیا تھا (جو دماغ کی جھلی تک پہنچا) اس سے ان کی زبان میں بھی لکنت پیدا ہو گئی تھی اس کے باوجود وہ تجارت ترک نہیں کرتے تھے اور ان سے ہمیشہ دھوکا ہو جاتا تھا چنانچہ انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال عرض کی تو آپ نے فرمایا: ”جب تم لین دین کرو تو کہہ دیا کرو: دھوکا نہیں پھر تم جو چیز بھی خریدو اس میں تمہیں تین دن تک (واپس کرنے کا) اختیار ہوگا، اگر پسند آئے تو رکھ لو تا پسند ہو تو اس کے مالک کو واپس کر دو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① [آئمہ] سر میں آنے والے اس زخم کو کہتے ہیں جو دماغ کی بیرونی جھلی تک جا پہنچے۔ ② کم عقل آدمی بھی خرید و فروخت کر سکتا ہے تاہم اسلامی سلطنت کا انفراس پر پابندی لگانے کا حق رکھتا ہے۔ ③ [لاخلابة] ”دھوکا نہیں“ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس تنبیہ کے باوجود اگر تم نے مجھے دھوکا دے کر چیز کی بہت کم قیمت دی یا بہت زیادہ قیمت لے لی تو تم تصور وار گئے جاؤ گے۔ ④ جب سودا طے پا جائے کے بعد کوئی مدت متعین کر لی جائے تو اس مدت میں بیع ختم کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

(المعجم ۲۵) - بَابُ تَفْلِيسِ الْمُعْتَمَدِ وَالتَّبَعِ عَلَيْهِ لِقَرْمَانِيهِ (التحفة ۲۵)

باب: ۲۵- مفلس آدمی کو دیوالیہ قرار دے کر اس کا مال بیچ کر قرض خواہوں کو ادائیگی کرنا

۲۳۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۳۵۶- حضرت ابو سعید خدری رحمہ اللہ سے روایت

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ عِيَّاضِ

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے (باغ کے) پھل خریدے جن میں اسے

۲۳۵۵- [حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۱۸، ۱۷/۸ من حديث عبد الأعلى قال: نا محمد بن إسحاق قال حدثني محمد بن يحيى بن حبان به، وفي سماعه من جده نظر، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما من غير تعين حبان بن منقذ أو منقذ بن عمرو رضي الله عنهما.

۲۳۵۶- أخرجه مسلم، المساقاة، باب استحباب الرضخ من اللذين، ج: ۱۵۵۶ من حديث الليث به.

## ۱۳۔ ابواب الاحکام

فیصلہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

بہت خسارہ ہوا اور وہ بہت مقروض ہو گیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے صدقہ دو۔“ لوگوں نے اے صدقہ دیا لیکن اس سے اس کا پورا قرض ادا نہیں ہو سکتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا: ”تمہیں جو کچھ ملتا ہے لے لو اس کے سوا تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔“

ابن عبد اللہ بن سعید، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي ثَمَارٍ ابْتَاغَهَا. فَكَثُرَ ذَنْبُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ» فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ. فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ ذَنْبِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ، وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ» يَغْنِي الْغُرَمَاءَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① جس شخص پر اتنا زیادہ قرض ہو جائے کہ وہ ادا کرنے سے قاصر ہو تو صدقات سے اس کی مدد کرنی چاہیے۔ ایسے شخص کو زکاۃ بھی دی جاسکتی ہے۔ ② اگر قرض زیادہ ہو اور دوسروں کی امداد سے بھی اتنی رقم جمع نہ ہو کہ قرض ادا ہو سکے تو جتنا کچھ موجود ہو وہی قرض خواہوں میں ان کے قرضوں کی نسبت سے تقسیم کر دیا جائے مثلاً: کسی کے پاس کل قرضوں سے نصف رقم ہو تو ہر قرض خواہ کو اس کے قرض سے نصف رقم دے دی جائے۔ ③ ممکن حد تک وصول ہو جانے کے بعد دیوالیہ سے مزید مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔

۲۳۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۲۳۵۷۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قرض خواہوں کے ہاتھ سے چھڑایا پھر انہیں یمن میں عامل (گورنر یا زکاۃ وصول کرنے کا ذمے دار) مقرر فرما دیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرا مال دے کر مجھے چھڑایا پھر مجھے عامل بنادیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ بْنُ هُرْمِزٍ، عَنْ سَلَمَةَ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَلَعَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ مِنْ عَرَمَائِهِ. ثُمَّ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْيَمَنِ. فَقَالَ مُعَاذٌ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَخْلَصَنِي بِمَالِي ثُمَّ اسْتَعْمَلَنِي.

(المعجم ۲۶) - بَابُ مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهُ بَعَيْنِهِ

عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ (النحفة ۲۶)

باب ۲۶۔ جسے دیوالیہ کے پاس اپنی چیز

جوں کی توں مل جائے (اس کا کیا حکم ہے؟)

۲۳۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۳۵۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۳۵۷۔ [إسناده ضعيف] \* عبدالله بن مسلم بن هرمز ضعيف كما في التقريب، وسلمة الحكي قال البوصيري: "لا يعرف حاله"، وضعفه البوصيري.

۲۳۵۸۔ أخرجه البخاري، الاستقراض، باب: إذا وجد ماله عند مفلس في البيع والقرض والوديعة فهو أحق به، ۴۴

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے دیوالیہ قرار دیے گئے شخص کے پاس اپنی چیز جوں کی توں مل گئی تو یہ شخص دوسروں کی نسبت اس چیز کا زیادہ حق رکھتا ہے۔“

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّكَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، جَمِيعاً عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ».

۲۳۵۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے اپنی کوئی چیز بیچی وہ چیز اسے دیوالیہ قرار دیے ہوئے شخص کے پاس بیچ نہ لائی گئی جب کہ اس نے ابھی اس کی قیمت میں سے کچھ بھی وصول نہیں کیا تھا تو وہ اس (بیچنے والے) کی ہے۔ اور اگر اس نے قیمت کا کچھ حصہ وصول کر لیا ہو تو وہ بھی دوسرے قرض خواہوں کے حکم میں ہے۔“

۲۳۵۹۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُثْبَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ سِلْعَةً، فَأَذْرَكَ سِلْعَتَهُ بِعَيْنَيْهَا عِنْدَ رَجُلٍ، وَقَدْ أَفْلَسَ، وَلَمْ يَكُنْ قَبْضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئاً، فَهِيَ لَهُ. وَإِنْ كَانَ قَبْضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئاً، فَهُوَ أَسْوَأُ لِلْعَرْمَاءِ».

❦ فوائد و مسائل: ① جب کسی شخص پر قرض اتنا زیادہ ہو جائے کہ وہ اسے ادا کرنے سے قاصر ہو تو اسے دیوالیہ قرار دینا شروع ہے۔ ② دیوالیہ کے گھر کا اسباب بیچ کر قرض خواہوں کا قرض واپس کیا جائے گا۔ ③ اگر دیوالیہ کے پاس قرض خواہ کی کوئی چیز موجود ہو تو اس کی دوسورتیں ہیں: (ا) اگر دیوالیہ نے اس کی قیمت بالکل ادا نہیں کی تو قرض خواہ اپنی چیز وصول کر لے گا اور یوں سمجھا جائے گا کہ یہ چیز بیچی اور خریدی ہی نہیں گئی۔ (ب) اگر

مقروض نے اس چیز کی کل قیمت یا کچھ قیمت ادا کر دی ہے تو اب یہ مقروض (دیوالیہ) کی ملکیت ہے۔ اسباب قرض خواہوں میں تقسیم کرتے ہوئے اگر یہ چیز اس قرض خواہ کے حصے میں آ جائے تو بھی ٹھیک ہے، نہیں تو جس کے حصے میں چلی جائے وہ لے لے گا۔ یہ قرض خواہ دوسرے قرض خواہوں سے اس چیز کا زیادہ حق نہیں رکھتا۔

۲۳۶۰- حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اور وہ مدینہ منورہ میں قاضی (جج) تھے۔ انھوں نے فرمایا: ہمارا ایک ساتھی دیوالیہ ہو گیا۔ ہم اس کے معاملے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا: ایسے ہی شخص کے بارے میں نبی ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے: ”جو شخص فوت ہو جائے یا دیوالیہ ہو جائے تو سامان کا مالک اپنے سامان کا زیادہ مستحق ہے جب وہ اس کے پاس بعینہ مل جائے۔“

۲۳۶۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ

الْحِزَامِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْلٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي الْمُعْتَمِرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ رَافِعٍ، عَنْ ابْنِ خُلْدَةَ الزُّرْقِيِّ، وَكَانَ قَاضِيًا بِالْمَدِينَةِ قَالَ: جِئْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي صَاحِبٍ لَنَا قَدْ أَفْلَسَ. فَقَالَ: هَذَا الَّذِي قُضِيَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ: «أَيُّمَا رَجُلٍ مَاتَ أَوْ أَفْلَسَ، فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أَحَقُّ بِمَتَاعِهِ. إِذَا وَجَدَهُ بِعَيْنِهِ».

۲۳۶۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے پاس کسی (قرض خواہ) کا مال بعینہ موجود ہو تو قرض خواہ نے اس سے کچھ وصول کیا ہو یا نہ کیا ہو (ہر حال میں) وہ دوسرے قرض خواہوں کی طرح ہی ہے۔“

۲۳۶۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارٍ الْحَمَصِيُّ: حَدَّثَنَا الْيَمَانُ بْنُ عَدِيٍّ: حَدَّثَنِي الزَّيْدِيُّ مُحَمَّدُ ابْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّمَا أَمْرِيءٍ مَاتَ وَعِنْدَهُ مَالٌ أَمْرِيءٍ»

۲۳۶۰- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في الرجل يفلس فيجد الرجل متاعه بعينه عنده، ح: ۳۵۲۳ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۳۴، والحاكم: ۵۰/۲، والذهبي \* أبو المعتمر لم يعرفه ابن عبد البر، ووثقه ابن حبان، وابن الجارود، والحاكم وغيرهم، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

۲۳۶۱- [حسن] أخرجه الدارقطني: ۲۹/۳ من حديث عمرو بن عثمان به، وقال: "اليمان بن عدي ضعيف الحديث"، وقال: ۲۲۹/۴: "خالفه إسماعيل بن عياش عن الزبيدي، وموسى بن عقبة، واليمان بن عدي وإسماعيل بن عياش ضعيفان"، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

بَعِثْنِيهِ، اِقْتَضَى مِنْهُ شَيْئًا أَوْ لَمْ يَقْتَضِ، فَهُوَ  
أُسْوَةٌ لِلْعَرَمَاءِ».

🌞 فائدہ: اگر فوت ہونے والے نے کسی سے نقد رقم قرض لی ہو اور اسے استعمال کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو جس شخص نے یہ رقم قرض دی تھی وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ پوری کی پوری رقم مجھے ملنی چاہیے کیونکہ یہ وہی نوٹ ہیں جو اس نے مجھ سے لیے تھے بلکہ یہ قرض خواہ بھی دوسرے قرض خواہوں کی طرح ہی ہے۔ اگر اوروں کو پورا قرض ملے گا تو اسے بھی اس کا پورا قرض مل جائے گا۔ اور اگر اس کا قرض ترکے سے زیادہ ہونے کی وجہ سے دوسرے قرض خواہوں کو اصل قرض سے کم وصول ہو رہا ہے تو اسے بھی اسی نسبت سے کم ادائیگی کی جائے گی۔ اس معاملے میں نقد رقم کا حکم دوسرے سامان کا نہیں جو اگر بعینہ موجود ہو تو قرض خواہ اسے لے لیتا ہے جیسے حدیث: ۲۳۵۹ کے فائدہ: ۳ (۱) میں بیان کیا گیا ہے۔

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**



## شہادت (گواہی) کی تعریف و مشروعیت اس سے متعلق چند احکام اور اس کی بعض اقسام کا بیان

\* تعریف: کسی شخص نے جو دیکھا یا سنا اس کو صحیح طور پر بیان کرنا ”شہادت“ (گواہی دینا) ہے۔  
\* شہادت کی مشروعیت: گواہی قرآن و سنت سے ثابت امر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر رحمت کرتے ہوئے گواہی کو مشروع فرمایا ہے تاکہ لوگوں کے اختلافات اور خصومات کا فیصلہ اس کی روشنی میں کیا جاسکے اسی لیے گواہی کو چھپانا اور اسے حق طور پر بیان نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس سے حقدار پر ظلم ہوتا ہے اور ظالم کی تائید ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ﴾ ”اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ جو اسے چھپائے گا یقیناً اس کا دل گناہ گار ہوگا۔“ (البقرة: ۲۸۳)

رسول اکرم ﷺ شہادت کی خوبی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:  
[أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهُدَاءِ؟ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَ لَهَا] ”کیا میں تمہیں اچھے گواہ کی خبر نہ دوں؟ وہ ہے جو سوال سے پہلے گواہی پیش کر دے۔“ (صحیح مسلم، الأقضية، باب بیان خیر الشہود، حدیث: ۱۷۱۹)

### \* شہادت کے چند اہم احکام:

- ① گواہی صرف اسی چیز کی دی جائے جو آنکھوں سے دیکھی یا کانوں سے سنی ہو۔ غیر یقینی گواہی نہ دی جائے۔
- ② گواہ کے امین اور دیانتدار ہونے کی شہادت دو عادل شخص دیں گے۔
- ③ جھوٹے گواہ کی تادیب ضروری ہے تاکہ وہ آئندہ دیگر لوگوں کے لیے نمونہ بنے۔

### \* گواہی کی بعض اقسام:

- ① زنا کے ثبوت کے لیے چار مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔
- ② دیگر امور میں دو عادل گواہ کافی ہیں۔
- ③ اموال کے معاملات میں ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی بھی درست ہے۔
- ④ احکام میں ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔
- ⑤ عورتوں کے بعض مخصوص مسائل میں ایک عورت کی گواہی بھی قابل قبول ہوگی، مثلاً: رضاعت کا اقرار کرنا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ

### گواہی سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۲۷) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الشَّهَادَةِ لِمَنْ لَمْ يُسْتَشْهَدْ (الصححة ۲۷)

باب: ۲۷۔ جس سے گواہی طلب نہ کی جائے اس کا گواہی دینا مکروہ ہے

447

۲۳۶۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو بْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ».

۲۳۶۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کون لوگ بہتر ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے زمانے کے (مومن) افراد پھر جو ان سے متصل ہوں گے، پھر جو ان سے متصل ہوں گے، پھر ایسے لوگ آجائیں گے جن کی گواہی ان کی قسم سے پہلے اور ان کی قسم ان کی گواہی سے پہلے آئے گی۔“

فوائد ومسائل: ① ”قرن“ سے مراد ایک زمانے کے لوگ، یعنی ایک نسل کے لوگ ہوتے ہیں۔ یہاں قرن اول سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ان سے متصل لوگوں سے مراد تابعین عظام اور ان سے متصل لوگوں سے مراد تبع تابعین حضرات ہیں۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کے افضل ترین افراد ہیں ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کا صحابی افضل ترین تابعی سے افضل ہے۔ ③ صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا مقام بعد کے تمام افراد سے بلند ہے۔ ④ گواہی اور قسم بہت اہم اور نازک ذمہ داری ہے۔ جھوٹی گواہی کی وجہ سے لوگوں کے فیصلے غلط ہوتے

۲۳۶۲- أخرجه البخاري، الشهادات، باب: لا يشهد على شهادة جور إذا شهد، ح: ۲۶۵۲، ۳۶۵۱، ۶۶۵۸ وغيره، ومسلم، فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ح: ۲۵۳۳ من حديث منصور به.

ہیں جن کی وجہ سے کسی کا حق دوسرے کو مل جاتا ہے اور حق وار محروم رہ جاتا ہے۔ اسی طرح جھوٹی قسم کی وجہ سے جھوٹ پر اعتبار کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں بہت سی نا انصافیاں واقع ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ جھوٹی قسم کھانا اللہ کی شان میں گستاخی بھی ہے۔ ⑤ قسم اور گواہی ایک دوسرے سے جلدی آنے کا مطلب یہ ہے کہ انھیں اس کی اہمیت اور نزاکت کا احساس نہیں ہوگا، لہذا بلا تکلف سچی جھوٹی قسمیں کھائیں گے، خاص طور پر گواہی دیتے وقت جھوٹی قسمیں کھانے میں پاک محسوس نہیں کریں گے۔ یہ بہت بری عادت ہے۔

۲۳۶۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ . قَالَ : خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فِينَا مِثْلَ مَقَامِي فِيكُمْ فَقَالَ : « أَحْفَظُونِي فِي أَصْحَابِي . ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ . ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ . ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَمَا يُسْتَشْهَدُ . وَيَخْلِفَ وَمَا يُسْتَخْلَفُ » .

۲۳۶۳ - حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ میں ہم سے خطاب فرمایا: آپ نے اس میں فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے اندر اسی طرح کھڑے ہوئے تھے جس طرح میں تمہارے اندر کھڑا ہوں، پھر فرمایا: ”میرے صحابہ کے بارے میں میرا خیال رکھنا، پھر ان لوگوں کے بارے میں جو ان (صحابہ) سے متصل ہوں گے (یعنی تابعین)، پھر ان لوگوں کے بارے میں جو ان (تابعین) سے متصل ہوں گے (یعنی تبع تابعین)، اس کے بعد جھوٹ عام ہو جائے گا حتیٰ کہ آدمی گواہی دے گا، حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ اور وہ قسم کھائے گا، حالانکہ اس سے قسم نہیں لی جائے گی۔“



🌞 فوائد: ① ”میرا خیال رکھنا“ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ سے تعلق کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سے محبت اور ان کا احترام قائم رکھنا۔ ② تابعین اور تبع تابعین بھی قابل احترام ہیں، لہذا ان سے محبت اور ان کا احترام ضروری ہے۔ ③ صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں خیر غالب اور شر مغلوب تھا۔ عام لوگوں میں اخلاق و کردار کی وہ خرابیاں نہیں تھیں جو بعد میں ظاہر ہوئیں۔ ان زمانوں میں جو فکری غلطیاں پیدا ہوئیں ان میں بھی وہ شدت نہیں تھی جو بعد کے لوگوں میں پیدا ہوگئی۔ ④ گواہی طلب نہ کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ گواہ گواہی دیتے کو

۲۳۶۳ - [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۶/۱، والنسائي في الكبرى، عن جرير (ابن عبد الحميد) به، وتابعه جرير بن حازم عند النسائي في الكبرى وغيره (وصححه ابن حبان)، وقال أبو داود الطيالسي في مسنده: أخبرنا شعبة عن عبد الملك بن عمير قال: سمعت جابر بن سمرة قال: خطبنا عمر بالجابية به... الخ كما في مسند الفاروق لابن كثير: ۵۵۴/۲، وللأثر شواهد كثيرة جداً تبلغ حد التواتر.

تیار ہوں گے لیکن وہ اخلاقی طور پر کمزور ہونے کی وجہ سے قابل اعتماد نہیں ہوں گے اس لیے انھیں گواہ کے طور پر قبول اور پسند نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کی قسموں پر بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ ① مسلمان کو چاہیے کہ ایسے برے لوگوں میں شمار ہونے سے بچنے کی کوشش کرے جن کی پیش گوئی احادیث میں کی گئی ہے اور اپنے کردار کو بہتر سے بہتر بنائے تاکہ اس کی گواہی اور قسم قابل اعتماد ہو۔

(المعجم ۲۸) - **بَابُ الرَّجُلِ عِنْدَهُ الشَّهَادَةُ**  
لَا يَعْلَمُ بِهَا صَاحِبُهَا (التحفة ۲۸) باب: ۲۸ - اگر آدمی کے پاس ایسی گواہی موجود ہو جس کا متعلقہ فرد کو علم نہ ہو

۲۳۶۴- حضرت زید بن خالد جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا: ”بہترین گواہ وہ ہے جو گواہی کا مطالبہ کیے جانے سے پہلے ہی گواہی دے دے۔“

۲۳۶۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُعْفِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ: أَخْبَرَنِي أَبِي بْنُ عَبَّاسٍ بْنُ سَهْلٍ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَمْرٍو بْنُ حَزْمٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُعْفِيَّ يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «خَيْرُ الشُّهُودِ مَنْ أَدَّى شَهَادَتَهُ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا».

🌞 **نوائذ و مسائل:** ① پچھلے باب سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہی اس کو دینی چاہیے جس سے مطالبہ کیا جائے جب کہ اس باب میں مطالبہ کرنے سے پہلے گواہی دینے والے کو بہترین گواہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ دونوں باتیں ہی درست ہیں۔ دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق اور جمع کی صورت یہ ہے کہ پہلی صورت اس وقت ہے جب گواہی دینے والے کا خیال ہو کہ مجھ پر اعتبار نہیں کیا جائے گا یا یہ خیال ہو کہ دوسرے گواہ موجود ہیں لہذا اگر میں گواہی نہ دوں تو کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی۔ اس حدیث میں ایسے گواہ کا ذکر ہے جس کے گواہی نہ دینے کی وجہ سے کسی کی حق تلفی کا خطرہ ہے کیونکہ اور گواہ موجود نہیں یا قابل اعتماد نہیں۔ ② جب مدعی کو معلوم نہ ہو کہ فلاں

## أبواب الشهادات

گواہی سے متعلق احکام و مسائل

میرے حق میں گواہی دے سکتا ہے تو وہ اس سے درخواست نہیں کر سکتا کہ وہ میرے حق میں گواہی دے اس صورت میں مسلمان کی غیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اسے اس کا حق دلانے کے لیے اس سے تعاون کرتے ہوئے گواہی دی جائے یہ بہت ثواب کا کام ہے۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ الْإِشْهَادِ عَلَى الدُّيُونِ

باب: ۲۹ - قرض پر گواہ بنانا

(الصحفة ۲۹)

۲۳۶۵- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ

۲۳۶۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

الْجُبَيْرِيُّ، وَ جَبِيلُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ.

ہے کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْعُجْلِيُّ:

إِذَا تَدَايَيْنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ”اے مومنو!

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ

جب تم ایک مقررہ مدت تک قرض لو یا دو“ حتی کہ

أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: تَلَا

آپ اس آیت پر پہنچے: ﴿فَإِنْ آمَنَ بِعُضْغُمُ

هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

بَعْضُكُم مِّنَ الْآيَةِ﴾ ”اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے مطمئن ہو

تَدَايَيْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى حَتَّى بَلَغَ:

(تو جسے امانت دی گئی ہے وہ اسے ادا کرے۔“ تو

﴿فَإِنْ آمَنَ بِعُضْغُمُ بَعْضُكُم﴾ [البقرة: ۲۸۲-

فرمایا: اس نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔

۲۸۳] فَقَالَ: هَذِهِ نَسَخْتُ مَا قَبْلَهَا.



🌞 فوائد و مسائل: ① یہ موقوف حدیث ہے یعنی صحابی کا قول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں۔ صحابی کے قول

کے مقابلے میں اگر مرفوع حدیث نہ ہو تو موقوف حدیث سے دلیل لی جاسکتی ہے۔ ② ”منسوخ“ سے

اصطلاحی منسوخ مراد نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ پہلی آیت میں ہر قرض کو تحریر میں لانے کا حکم ہے لیکن جب گروی

رکھ کر قرض لیا جائے تو یہ پہلے حکم میں شامل نہیں اسی طرح جب باہمی اعتماد کی بنا پر امانت رکھی جاتی تو یہ بھی پہلے

حکم میں شامل نہیں اور اسے تحریر کرنا ضروری نہیں۔ ③ یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ اعتماد کی صورت میں جس

طرح تحریر ضروری نہیں اسی طرح گروی رکھنا بھی ضروری نہیں تاہم پھر بھی تحریر کر لینا بہتر ہے۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ مَنْ لَا تَجُوزُ شَهَادَتُهُ

باب: ۳۰ - کسی کی گواہی قبول نہیں؟

(الصحفة ۳۰)

۲۳۶۵- [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ۵۷۰ / ۲، وأبو داود في النسخ والمنسوخ، والطبرانی، ومن طريقه المعزى في تهذيب الكمال: (۲ق / ۸۶۳) من حديث محمد بن مروان به، وقواه ابن كثير في تفسيره، وهذا اجتهاد من أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، والله أعلم.

گواہی سے متعلق احکام و مسائل

۲۳۶۶- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ، وَلَا مَحْذُودٍ فِيهِ إِلَّا سَلَامٌ، وَلَا ذِي غَمْرٍ عَلَى أَخِيهِ».

۲۳۶۶- حضرت عمرو بن شعيب اپنے والد (حضرت شعیب بن محمد) سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خیانت کرنے والے مرد اور عورت کی گواہی قبول نہیں اور نہ اس کی جیسے اسلام (لانے کے بعد کسی جرم کی سزا) میں حد لگائی گئی ہو اور نہ اپنے بھائی سے عداوت رکھنے والے کی گواہی قبول ہے۔“


**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دے کر کہا ہے کہ اس حدیث کی اصل صحیح ہے، نیز سنن ابوداؤد میں عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جلدہ سے مروی روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ (دیکھیے: سنن ابوداؤد (اردو) طبع دارالسلام، حدیث: ۳۶۰۰، ۳۶۰۱) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک قابل عمل اور قابل حجت ہے، علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے، لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۱/۳۰۰، والإرواء للآلبانی، رقم: ۲۶۶۹)

و سنن ابن ماجہ بتحقیق الذکور بشار عواد: حدیث: ۲۳۶۲ ② امانت میں خیانت کرنے والا قابل اعتماد نہیں ہوتا، لہذا عدالت میں اس کی گواہی قبول نہیں۔ ① ”حد“ بعض خاص جرائم کی سزاؤں کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی طرف سے مقرر کی گئی ہیں۔ عدالت کو ان میں کمی بیشی کا حق نہیں۔ ان کے علاوہ دیگر سزاؤں کو ”تعزیر“ کہتے ہیں جن میں حالات کے مطابق تبدیلی کی جاسکتی ہے۔ ② جب یہ ثابت ہو جائے کہ گواہ نے جس کے خلاف گواہی دی ہے اس سے اس کی پہلے سے ناراضی ہے تو یہ بات گواہی کو مشکوک بنادیتی ہے، ممکن ہے کہ وہ پرانی دشمنی کی وجہ سے اس کے خلاف گواہی دے کر اپنا بدلہ لینا چاہتا ہو۔ ③ بھائی سے مراد بی بی بھائی، یعنی مسلمان ہے۔ اس میں حقیقی بھائی بھی شامل ہے کیونکہ مسلمان ہونے کی صورت میں وہ بھی دینی بھائی ہے۔

۲۳۶۷- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: ۲۳۶۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٢٣٦٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠٨ عن يزيد بن هارون وغيره به، وانظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩ لعلته، وله شواهد ضعيفة، وأصل الحديث صحيح بلفظ: "لا تجوز شهادة خائن ولا خاتنة ولا زان ولا زانية ولا ذي عمر على أخيه" أخرجه أبو داود، ح: ٣٦٠١ وغيره، وسنده قوي كما قال الحافظ في التلخيص: ٤/ ١٩٨، وللحديث شواهد.

٢٣٦٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، القضاء، باب شهادة البدوي على أهل الأمصار، ح: ٣٦٠٢ من حديث ١١

## أبواب الشهادات

گواہی سے متعلق احکام و مسائل

انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ فرما رہے تھے: ”ہمستی والے کے خلاف خانہ بدوش کی گواہی قبول نہیں۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ بَذُوِّي عَلَى صَاحِبِ قَرْيَةٍ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس کی وجہ یہ ہے کہ خانہ بدوش دین و اخلاق اور کردار کے لحاظ سے عموماً کم تر ہوتے ہیں کیونکہ انھیں علماء کے پاس بیٹھنے اور دین سیکھنے کا موقع نہیں ملتا، اس لیے ان سے زیادہ امکان یہی ہے کہ وہ گواہی صحیح نہ دیں گے۔ ② گواہ کا قابل اعتماد ہونا ضروری ہے۔

باب: ۳۱- ایک گواہ اور مدعی کی قسم کی بنا پر فیصلہ کرنا

(المعجم ۳۱) - بَابُ الْقَضَاءِ بِالشَّاهِدِ وَالْيَمِينِ (التحفة ۳۱)

۲۳۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مدعی کی) قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔

۲۳۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ [الْمَدَنِيُّ]، أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الزُّهْرِيُّ، وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ شُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ.

۲۳۶۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (مدعی کی) قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔

۲۳۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ

ابن وهب به، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۰۹.

۲۳۶۸- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في اليمين مع الشاهد، ح: ۱۳۴۳ عن يعقوب بن إبراهيم به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۰۷، والحديث مخرج في نيل المقصود، ح: ۳۶۱۰، وأخرجه أبو داود من حديث الدراوردي به.

۲۳۶۹- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في اليمين مع الشاهد، ح: ۱۳۴۴ عن محمد بن بشار به.



مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَىٰ بِالْبَيْتَيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ.

۲۳۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَكِّيُّ: أَخْبَرَنِي قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضَىٰ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالشَّاهِدِ وَالْبَيْتَيْنِ.

۲۳۷۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور (مدعی کی) قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔

۲۳۷۱- حضرت سرق (بن اسد جہنی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کی گواہی اور مدعی کی قسم کو درست قرار دیا۔

۲۳۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ أَبَانَ جُونَيْرَةَ بْنُ أَشْمَاءَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، مَوْلَى الْمُتَّبِعِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ، عَنْ سُرْقٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَجَارَ شَهَادَةَ الرَّجُلِ وَبَيِّنَ الطَّلِيلَ.

🌟 نوآند و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس حدیث کی اصل سابقہ روایت ہے اور وہ اس کی شاہد بھی ہے اور صحیح بھی ہے علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی مذکورہ روایت کو ناقابل روایت کی وجہ سے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود ناقابل روایت کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألبانی: ۳۰۵/۸، وسنن ابن ماجہ بتحقیق الدکتور بشار عواد، رقم: ۲۳۷۱) ② دعویٰ ثابت کرنے کے لیے دو قابل اعتماد گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ ③ اگر دومر گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی معتبر ہے (سورہ بقرہ: آیت: ۲۸۳) ④ اگر مدعی کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو مدعا علیہ اپنا موقف صحیح ہونے پر قسم کھائے گا اس طرح مدعا علیہ کے حق

۲۳۷۰- أخرجه مسلم، الأفضیة، باب وجوب الحكم بشاهد وبيمين، ح: ۱۷۱۲ من حديث سيف به.

۲۳۷۱- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ۱۶۶/۷، ح: ۶۷۱۷ من حديث جويرية بن أسماء (في الأصل المطبوع: إسماعيل وهو خطأ) به، وضعفه البوصيري لجهالة تابعيه، ولأصل الحديث شاهد صحيح تقدم قبله، وفيه غنية عن مثل هذه الرواية المجهولة.



## ابواب الشهادات

گواہی سے متعلق احکام و مسائل

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم (حساب کتاب کے موقع پر) اپنی جگہ سے حرکت نہیں کریں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کر دے گا۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَاتِ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَنْ تَزُولَ قَدَمَا شَاهِدِ الزُّورِ حَتَّى يُوجِبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ».

باب: ۳۳- اہل کتاب کی ایک دوسرے کے بارے میں گواہی

(المعجم ۳۳) - بَابُ شَهَادَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ (التحفة ۳۳)

۲۳۷۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل کتاب کی ایک دوسرے کے بارے میں گواہی کو معتبر قرار دیا۔

۲۳۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ مُجَالِيدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَجَازَ شَهَادَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ، بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

الحاکم: (۹۸/۴)، ووافقه الذہبی: سدید ضعیف وشيخه محمد بن الفرات كذاب كما قال الإمام أحمد، ومحمد بن عبد الله بن عمار وغيرهما، وقال ابن حزم: "ضعيف بالانفاق"، والحديث ضعفه البوصيري، وللحديث شاهد ضعيف جدًا عند أبي نعيم في حلية الأولياء: (۲۶۴/۷).

۲۳۷۴- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۶۵/۱۰ من حديث أبي خالد به، وقال: هو مما أخطأ فيه، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف من أجل مجالد بن سعيد"، وانظر، ح: ۱۱، وفيه علة أخرى ذكرها البيهقي كما تقدم في كلامه.

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

## ہبہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، اس کی مشروعیت اور اس سے متعلق چند اہم احکام

\* لغوی معنی: ہبہ: وَهَبَ، يَهَبُ، هِبَةً سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں: ”کسی کو کوئی چیز بغیر عوض کے دینا۔“

\* اصطلاحی تعریف: [الْتَمَلْتُ بِمَا عَوَضَ] ”کسی شخص کا اپنا مال و متاع کسی کو تبرعاً (بغیر کسی معاوضے کے) دے دینا ہبہ کہلاتا ہے۔“

\* ہبہ کی مشروعیت: ہبہ شرعاً مستحب ہے کیونکہ یہ ایک ایسی نیکی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ترغیب دلائی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ (آل عمران ۹۲:۳) ”تم ہرگز اچھائی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ نہ کرو۔“ نیز فرمایا: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾ (المائدة ۲:۵) ”نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کیا کرو۔“ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی عملاً اپنی امت کو ہبہ دینے اور لینے کی تعلیم دی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: [كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُتَيْبُ عَلَيْهَا] (صحیح البخاری، الهبة و فضلها والتحريض علیها، باب المكافأة فی الهبة، حدیث: ۲۵۸۵)

”رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول کرتے تھے اور اس پر بدلہ بھی دیتے تھے۔“

\* ہبہ کے چند اہم احکام:

- ① اگر والد اپنی اولاد کو کوئی چیز ہبہ کرنا چاہے تو ساری اولاد میں برابری کرنا ضروری ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: [فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ] (صحیح البخاری، الہبۃ و فضلہا والتحریض علیہا، باب الإشهاد فی الہبۃ، حدیث: ۲۵۸۷) ”اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں عدل و انصاف کرو۔“
- ② کوئی چیز ہبہ کر کے واپس لینا حرام ہے۔ نبی ﷺ نے اس فعل کی شاعت بیان کرتے ہوئے فرمایا: [الْعَائِدُ فِي هَبَّتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوذُ فِي قَيْئِهِ] (صحیح البخاری، الہبۃ و فضلہا والتحریض علیہا، باب ہبۃ الرجل لامرأته... حدیث: ۲۵۸۷ کے بعد) ”ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کھا لیتا ہے۔“
- ③ والد اپنا ہبہ واپس لے سکتا ہے۔
- ④ ہبہ سے عوض کی تمنا رکھنا بھی غلط ہے، اس امید پر ہبہ کرنا کہ دوسرا شخص بھی اسے کوئی چیز ہبہ کرے گا، یہ درست نہیں ہے۔



(المعجم ۱۴) أَبْوَابُ الْهَبَاتِ (التحفة . . .)

ہبہ سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - بَابُ الرَّجُلِ يَنْحُلُ وَلَدَهُ

(التحفة ۳۴)

۲۳۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: انْطَلَقَ بِهِ أَبُوهُ يَحْمِلُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: اَشْهَدُ أَنِّي قَدْ نَحَلْتُ الثُّعْمَانَ مِنْ مَالِي كَذَا وَكَذَا. قَالَ: «فَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتُ مِثْلَ الَّذِي نَحَلْتُ الثُّعْمَانَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَأَشْهَدُ عَلَى هَذَا غَيْرِي». قَالَ: «أَلَيْسَ يَشْرُكَ أَنْ يَكُونُوا لَكَ فِي الْبَرِّ سَوَاءٌ؟» قَالَ: بَلَى. قَالَ: «فَلَا إِذَا».

۲۳۷۵- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد (حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ) انھیں اٹھائے ہوئے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: گواہ رہیں کہ میں نے نعمان کو اپنے مال میں سے فلاں فلاں چیز ہبہ کر دی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے اپنے سارے بیٹوں کو ویسی چیز دی ہے جیسی نعمان کو دی ہے؟“ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اس (ہبہ) پر میرے سوا کسی اور کو گواہ بنا لو۔“ پھر فرمایا: ”کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ وہ سب تم سے برابر حسن سلوک کریں؟“ بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”جی ہاں (پسند ہے)۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تب (اس طرح) نہیں (کرنا چاہیے)۔“

۲۳۷۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا نَعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رِوَايَةٍ

۲۳۷۵- أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الهبة للولد، ح: ۲۵۸۷، ۲۶۵۰، ومسلم، الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة، ح: ۱۶۲۳ من حديث عامر الشعبي به.

۲۳۷۶- أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الهبة للولد، ح: ۲۵۸۶، ومسلم، الهبات، الباب السابق، ح: ۱۶۲۳ من حديث الزهري به.

## ۱۴- أبواب الهبات

ہر سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا شُعْبَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَخْبَرَاهُ عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ غُلَامًا. وَأَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُسْهِدُهُ. فَقَالَ: «أَكُلْ وَلَدَكَ نَحْلَتُهُ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَارْذُدْهُ».

ہے کہ ان کے والد نے انھیں ایک غلام ہبہ کیا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو اس پر گواہ بنالیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو یہی کچھ دیا ہے؟“ انھوں نے کہا: جی نہیں۔ آپ نے فرمایا ”پھر اسے واپس لے لو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اولاد سے برابر سلوک کرنا چاہیے۔ روزمرہ کی ضروریات میں برابری یہ ہے کہ ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق دیا جائے مثلاً: جس بچے کو لباس کی ضرورت ہو اسے لباس میا کیا جائے۔ جسے علاج کی ضرورت ہو اس کا علاج کرایا جائے۔ اس کے علاوہ عطیات میں برابری ضروری ہے۔ ② وراثت میں لڑکے اور لڑکی کے حصے میں فرق ہے لیکن عطیے میں یہ فرق نہیں۔ ③ خرید و فروخت کی طرح قیمتی چیز ہبہ کرتے وقت بھی گواہ بنالینا مناسب ہے۔ ④ اولاد سے برابر حسن سلوک کا یہ فائدہ ہے کہ سب بچوں کے دل میں والدین کی محبت برابر ہوگی لہذا وہ بھی برابر احترام اور خدمت کرنے کی کوشش کریں گے۔ ⑤ شرعی حکم بیان کر کے اس کی حکمت بھی بیان کر دینے کا یہ فائدہ ہے کہ مسائل مطمئن ہو جاتا ہے اور خوشی سے اس پر عمل کرتا ہے۔ ⑥ والدین اپنی اولاد کو ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتے ہیں۔ ⑦ اگر لاعلمی میں کوئی ایسا کام ہو جائے جو شرعاً ممنوع ہو تو اس کی ہر ممکن تلافی کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ مَنْ أَعْطَى وَلَدَهُ ثُمَّ رَجَعَ فِيهِ (التحفة ۳۵)

لینا (جائز ہے)

۲۳۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ. قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عَمَرَ. يَرْفَعَانِ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

۲۳۷۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”آؤی کے لیے جائز نہیں کہ (کوئی کسی کو) کوئی چیز دے کر واپس لے لے سوائے والد کے جو کچھ وہ اپنی اولاد کو دیتا ہے (اسے واپس لے سکتا ہے)۔“

۲۳۷۷- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ما جاء في كراهية الرجوع في الهبة، ح: ۱۲۹۹، ۲۱۳۲، عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۹۴، وابن حبان، والحاكم، ۴۶/۲، والذهبي.



«لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعْطِيَ النِّعْطَةَ ثُمَّ يَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ يَمْنَاهُ يُعْطِي وَلَدَهُ».

۲۳۷۸- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ: حضرت عمرو بن شعيب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ عَامِرِ وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ)  
الْأَحْوَلِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:  
عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَرْجِعُ "کوئی شخص اپنے بہہ سے رجوع نہ کرے مگر والد اپنی  
أَحَدُكُمْ فِي هَبَّتِهِ، إِلَّا الْوَالِدُ مِنْ وَلَدِهِ". اولاد سے (واپس لے سکتا ہے)۔»

🌟 فوائد و مسائل: ① کسی کو تجھے کے طور پر کوئی چیز دے کر واپس لینا جائز نہیں خواہ وہ تجھ معمولی ہو یا قیمتی۔  
② والد اپنی اولاد کو دی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے۔ ③ والدہ کا بھی یہی حکم ہے۔ ④ بعض علماء نے "نانا" نانی اور دادا دادی کو بھی اسی حکم میں شامل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

### باب ۳- عمری کا بیان

(المعجم ۳) - بَابُ الْعُمَرَى (التحفة ۳۶)

۲۳۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمری کچھ نہیں۔ جس کو  
مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عمر بھر کے لیے کوئی چیز دی گئی وہ اسی کی ہوگی۔"  
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا عُمَرَى. فَمَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا، فَهُوَ لَهُ».

🌟 فوائد و مسائل: ① اہل عرب بعض اوقات کسی پراحسان کرتے ہوئے اسے کہہ دیتے تھے: "میں تمہیں اپنے اس گھر میں زندگی بھر رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔" مطلب یہ ہوتا تھا کہ تمہاری وفات کے بعد یہ گھر دوبارہ مجھے یا میرے وارثوں کو مل جائے گا۔ اسے عمری کہتے تھے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے عمری کو عام بہہ کے حکم میں کر دیا۔ اب ایک چیز جسے دے دی گئی وہ اسی کی ہوگی۔ اس پر یہ شرط لگانا درست نہیں کہ تمہارے مرنے کے بعد مجھے واپس مل جائے گی۔

۲۳۷۸- [صحیح] أخرجه النسائي: ۶/ ۲۶۶، ۲۶۵، الهبة، رجوع الوالد فيما يعطي ولده... الخ، ح: ۳۷۱۹ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه عبد الوارث، وإبراهيم بن طهمان عن عامر الأحول به (السنن الكبرى للنبيهي: ۶/ ۱۷۹).

۲۳۷۹- [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ۶/ ۲۷۷ من طرق عن محمد بن عمرو به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

۲۳۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: ۲۳۸۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جس نے کسی شخص کو عمری کے طور پر کچھ دیا تو وہ اس (وصول کرنے والے) کا اور اس کے بچوں کا ہے۔ عمری کرنے والے کی بات سے اس میں اس کا حق ختم ہو گیا وہ چیز اس کی ہے جسے عمر بھر کے لیے دی گئی اور اس کی اولاد کے لیے ہے۔“

۲۳۸۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۲۳۸۱- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عمری کو وارث کے لیے قرار دیا۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ الْعُمْرَى لِلْوَارِثِ.

فائدہ: جو چیز کسی کو عمر بھر کے لیے دی گئی وہ وفات کے بعد وہ دینے والے کو واپس نہیں ملے گی بلکہ جس طرح مرنے والے کی باقی جائیداد اس کے وارثوں میں تقسیم ہوگی اس انداز سے ملنے والی چیز بھی ترکے میں شامل ہو کر اس کے وارثوں میں تقسیم ہو جائے گی کیونکہ شرعاً یہ چیز ہبہ کے حکم میں ہے لہذا وہ وصول کرنے والے کی جائز ملکیت شمار ہوگی۔

(المعجم ۴) - بَابُ الرُّقْبَى (التحفة ۳۷)

باب: ۴- رقبی کا بیان

۲۳۸۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: ۲۳۸۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنہوں نے عبدُ الرَّزَّاقِ: اُنہوں نے جُریج سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رقبی کچھ نہیں جسے رقبی

۲۳۸۰- أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب ما قيل في العمرى والرقبى، ح: ۲۶۲۵ من حديث أبي سلمة به، ومسلم، الهبات، باب العمرى، ح: ۱۶۳۵ عن محمد بن ربيع به.

۲۳۸۱- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في الرقبى، ح: ۳۵۵۹ من حديث عمرو بن دينار به، وصححه ابن حبان، وهو مخرج في مسند الحميلي، ح: ۳۹۹ بتحقيق.

۲۳۸۲- [صحيح] أخرجه النسائي: ۶/۲۷۳، العمرى، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جابر في العمرى، ح: ۳۷۶۳ من حديث عبد الرزاق به، وهو في مصنف عبد الرزاق: ۹/۱۹۶، ح: ۱۶۹۲۰ بطوله \* ابن جريج صرح بالسماع، وحبيب لم يسمع لهذا الحديث من ابن عمر رضي الله عنه، والحديث صحيح بشواهده، راجع نيل المقصود، ح: ۳۵۵۶ وغيره.

کے طور پر کوئی چیز دی گئی وہ زندگی میں بھی اور مرنے پر بھی اسی کی ہے۔“

عَطَاءٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي قَابِطٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا رُقْبَى. فَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ، حَيَاتُهُ وَمَمَاتُهُ».

راوی نے بیان کیا: رقبئی کا مطلب دوسرے سے یہ کہنا ہے: یہ چیز اس کی ہے جو ہم دونوں میں سے بعد میں فوت ہو۔

قَالَ: وَالرُقْبَى أَنْ يَقُولَ هُوَ لِلْآخِرِ: مِئِي وَمِنْكَ مَوْتًا.

۲۳۸۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمری اس شخص کے حق میں جاری ہوگا جسے عمری کے طور پر دیا گیا۔ اور رقبئی اس شخص کے حق میں جاری ہوگا جسے رقبئی کے طور پر دیا گیا۔“

۲۳۸۳- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ زَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ. ح. وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْعُمْرَى جَائِزَةٌ لِمَنْ أَعْمَرَهَا. وَالرُقْبَى جَائِزَةٌ لِمَنْ أُرْقِبَهَا».

🌟 فوائد و مسائل: ① رقبئی کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہیں مثلاً: یہ مکان دیتا ہوں۔ اگر تم پہلے فوت ہوئے تو مکان مجھے واپس مل جائے گا اور اگر میں پہلے فوت ہوا تو مکان تمہارا رہے گا۔ ② عمری اور رقبئی میں فرق یہ ہے کہ عمری میں صرف لینے والے کی عمر کا لحاظ ہوتا تھا کہ جب تک وہ زندہ رہے اس مکان میں رہے گا خواہ دینے والے سے پہلے فوت ہو یا بعد میں۔ جب بھی لینے والا فوت ہوگا مکان دینے والے کو یا اس کے وارثوں کو واپس مل جائے گا۔ رقبئی میں یہ شرط ہوتی تھی کہ صرف اس صورت میں واپس ملے گا اگر لینے والا پہلے فوت ہو۔ اگر دینے والا پہلے فوت ہو تو مکان لینے والے ہی کا ہو جاتا تھا۔ ③ عمری اور رقبئی دونوں کا رواج عرب میں اسلام سے پہلے موجود تھا۔ اسلام میں ان دونوں کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ ④ ہبہ کرنا جائز ہے۔ اگر عمری یا رقبئی والی شرط رکھ کر کسی کو کچھ دیا جائے تو وہ ہبہ ہی شمار ہوگا اور یہ شرط خلاف شریعت ہونے کی وجہ سے کالعدم ہوگی۔ ⑤ اگر کوئی شخص کسی غریب کی مدد کرنا چاہتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ مکان وغیرہ اس کی ملکیت میں رہے تو اسے عاریتاً کچھ مدت کے لیے دینا چاہیے۔ مدت ختم ہونے پر ضرورت محسوس کی جائے تو مدت میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

## (المعجم ۵) - بَابُ الرُّجُوعِ فِي الْهَبَةِ

باب: ۵- ہبہ کر کے واپس لینا

(التحفة ۳۸)

۲۳۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ خَلَّاسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مَثَلَ الَّذِي يَعُوذُ فِي عَطِيَّتِهِ، كَمَثَلِ الْكَلْبِ. أَكَلَ، حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءً. ثُمَّ عَادَ فِي قَيْتِهِ، فَأَكَلَهُ».

۲۳۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا عطیہ واپس لینا ہے وہ کتے کی طرح ہے جو کھاتا رہتا ہے جب سیر ہو جاتا ہے تو بے وقوفی کر دیتا ہے پھر اپنی قے کو دوبارہ کھانے لگ جاتا ہے۔“

۲۳۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالََا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْعَائِدُ فِي هَبَّتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْتِهِ».

۲۳۸۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہبہ کر کے واپس لینے والا اپنی قے کو واپس پیٹ میں ڈالنے والے کی طرح ہے۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① ہبہ کا مطلب کسی کو کوئی چیز بلا معاوضہ دے دینا ہے۔ اس کا مقصد محض اللہ کی رضا کا حصول اور ایک مومن سے حسن سلوک ہوتا ہے لہذا اسے واپس لینا اپنی نیکی کا احکام کرنے کے برابر ہے۔ اور جان بوجھ کر نیکی ضائع کرنا بہت بری بات ہے۔ ② ہبہ کا ایک فائدہ مسلمانوں کی باہمی محبت و احترام میں اضافہ بھی ہے۔ ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینے سے نہ صرف یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے بلکہ باہمی محبت و احترام میں بھی کمی آ جاتی ہے اس طرح فائدے سے نقصان زیادہ ہو جاتا ہے۔ ③ کتے کے عمل سے تشبیہ دینے کا مقصد اس کام سے نفرت دلانا ہے۔ ④ والد و اولاد کو عطیہ دے کر واپس لے سکتا ہے کیونکہ اولاد کی ملکیت اس کی اپنی

۲۳۸۴- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/ ۴۳۰، ۴۹۲ من حديث عوف الأعرابي به، وقال البوصيري: "منقطع، خلاص بن عمرو الهجري لم يسمع من أبي هريرة شيئاً" قلت: تابعه محمد بن سيرين عن أبي هريرة به عند أحمد: ۲/ ۴۹۲ وغيره، فالحديث صحيح.

۲۳۸۵- أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب: لا يحل لأحد أن يرجع في هبه وصدقه، ح: ۲۶۲۱ من حديث شعبه به، ومسلم، الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة بعد القبض إلا ما وهبه لولده وإن سفل، ح: ۱۶۲۲ من حديث محمد بن بشار به.

ملکیت کے حکم میں ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۳۷۷)

۲۳۸۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنا ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی  
طرح ہے جو اپنی قے کو دوبارہ کھاتا ہے۔“

۲۳۸۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
يُوسُفَ الْعَمَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ:  
حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ  
ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْعَائِدُ فِي  
هَبَّتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْتِهِ».

باب: ۶- جوابی تحفے کی امید میں تحفہ دینا

(المعجم ۶) - بَابُ مَنْ وَهَبَ هِبَةً رَجَاءً  
تَوَابِهَا (التحفة ۳۹)

۲۳۸۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدمی اپنے ہبہ (تحفے) کا  
زیادہ حق رکھتا ہے جب تک اسے اس کا بدلہ (جوابی تحفہ)  
نہ دیا جائے۔“

۲۳۸۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،  
وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا  
وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ  
مُجْمَعٍ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَمْرِو  
ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الرَّجُلُ أَحَقُّ بِهَبَّتِهِ مَا لَمْ  
يُثَبِّ مِنْهَا».

باب: ۷- عورت کا خاندان کی اجازت  
کے بغیر عطیہ دینا

(المعجم ۷) - بَابُ عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ  
رَوْحِهَا (التحفة ۴۰)

۲۳۸۸- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے  
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا۔ اس

۲۳۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ الرَّقِّي،  
مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا

۲۳۸۶- [صحیح] \* العرمري مستور (تقریب)، و عبد الله بن عمر العمري ضعيف عابد (تقریب) في غير نافع،  
وانظر، ح: ۱۲۹۹، ۳۶۶، ولحديثه شواهد صحيحة، انظر الحديث السابق.

۲۳۸۷- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۴۷۴/۶ عن وكيع به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف  
إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع" وانظر، ح: ۱۰۶۹، ۲۲۵۰.

۲۳۸۸- [صحیح] \* المثنی لم یفرده به بل تابعه داود بن أبي هند، وحبيب المعلم عن عمرو به، أخرجه أبو داود،  
ح: ۳۵۴۶ وغيره، وصححه الحاكم: ۴۷/۲، والذهبي.

میں آپ نے فرمایا: ”عورت کو خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف جائز نہیں جب کہ وہ اس کی عصمت کا مالک ہو (جب تک نکاح قائم ہو)۔“

مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْمُشَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ، فِي خُطْبَةٍ خَطَبَهَا: «لَا يَجُوزُ لِمَرْأَةٍ فِي مَالِهَا، إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا، إِذَا هُوَ مَلَكَ عِصْمَتَهَا».

🌞 فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۲۹۴ کے فوائد۔

۲۳۸۹- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک صاحب حضرت عبداللہ بن یحییٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی دادی یعنی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت خیرہ رضی اللہ عنہا اپنا زیور لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں یہ صدقہ کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف کرنا درست نہیں۔ کیا تم نے کعب سے اجازت لی ہے؟“ انھوں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خاوند حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیج کر دریافت فرمایا: ”کیا تم نے خیرہ کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنا زیور صدقہ کر دے؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے صدقہ وصول فرمایا۔

۲۳۸۹- حَدَّثَنَا حُرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى رَجُلٌ مِنْ وَلَدِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، امْرَأَةً كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنْتَ جَدَّتُهُ خَيْرَةَ، فَقَالَتْ: إِنِّي تَصَدَّقْتُ بِهَذَا. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَجُوزُ لِلْمَرْأَةِ فِي مَالِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا. فَهَلِ اسْتَأْذَنْتِ كَعْبًا؟» قَالَتْ: نَعَمْ. فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، زَوْجِهَا فَقَالَ: «هَلِ أَدْنَيْتِ لَخَيْرَةَ أَنْ تَتَصَدَّقَ بِحُلِيِّهَا؟» فَقَالَ: نَعَمْ. فَقَبِلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْهَا.



🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

اسے صحیح کہا ہے۔ دکتور بشار عواد اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس سے پہلے والی روایت اس کی شاہد ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔  
 تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة، رقم: ۷۷۵، ۸۲۵، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد)  
 حدیث: ۲۳۸۹ (۱) عورت اپنے مال میں سے صدقہ دینا چاہے تو بہتر ہے کہ خاوند سے اجازت لے لے۔  
 (۲) امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر عورت سمجھ دار ہو تو خاوند کے موجود ہوتے ہوئے بھی وہ کسی کو صدقہ دے سکتی ہے، یعنی خاوند سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ اور انھوں نے دلیل کے طور پر چار احادیث ذکر کی ہیں۔  
 ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”خرج کر اور گن مت ورنہ اللہ بھی تجھے گن کر دے گا۔ اور سنبھال کر نہ رکھ ورنہ اللہ بھی (تجھے دینے کے بجائے) سنبھال کر رکھ لے گا۔“ رسول اللہ ﷺ نے انھیں یہ نہیں فرمایا کہ اپنے شوہر حضرت زبیر بن عوام سے پوچھ لیا کرو۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب هبة المرأة لغير زوجها، وعنتها إذا كان لها زوج فهو جائز إذا لم تكن سفیهة... حدیث: ۲۵۹۰) لیکن یہ جواز اس وقت ہے جب عورت کو یہ معلوم ہو کہ خاوند کو میرے صدقہ کرنے پر اعتراض نہیں ہوگا یا اتنی مقدار پر وہ اعتراض نہیں کرے گا۔ اور وہ اتنی ہی مقدار صدقہ کرتی ہے جس پر خاوند معترض نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۵) أَبْوَابُ الصَّدَقَاتِ (التحفة ...)

### صدقہ و خیرات سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - بَابُ الرُّجُوعِ فِي الصَّدَقَةِ

(التحفة ۴۱)

۲۳۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :  
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ  
زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ  
الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «لَا تُعَدُّ  
فِي صَدَقَتِكَ».

۲۳۹۰- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے صدقے سے  
رجوع نہ کرو۔“ یعنی کسی کو صدقہ دے کر واپس نہ لو۔

۲۳۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ  
إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ :  
حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ : حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ،  
مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ  
الْمُسَيَّبِ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَبَّاسِ  
قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «مَثَلُ الَّذِي  
يَتَصَدَّقُ ثُمَّ يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ، مَثَلُ الْكَلْبِ  
يَقِيءُ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ».

۲۳۹۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص صدقہ دے کر اپنا  
صدقہ واپس لے لیتا ہے اس کی مثال کتے کی سی ہے جو  
تے کرتا ہے پھر پلٹ کر اپنی تے کھا لیتا ہے۔“

۲۳۹۰- أخرجه البخاري، الزكاة، باب هل يشتري صدقته؟ ... الخ، ح: ۱۴۹۰، ۲۶۲۳، ۳۰۰۳، ومسلم،

الهيئات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به ممن تصدق عليه، ح: ۱۶۲۰ من حديث زيد بن أسلم به.

۲۳۹۱- [صحيح] تقدم، ح: ۲۳۸۵.

🌞 فوائد و مسائل: ① صدقہ کرنا بہت بڑی نیکی ہے اور صدقہ کر کے واپس لینا اسے کالعدم کرنے کے مترادف ہے اور اپنی نیکی ضائع کرنا بہت بری بات ہے۔ ② کتے سے تشبیہ دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت برا کام ہے اس لیے اس سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ۲) - بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ  
فَوَجَدَهَا تَبَاعُ هَلْ يَشْتَرِيهَا (التحفة ۴۲)

باب ۲: صدقہ کی ہوئی چیز بک رہی ہو تو  
کیا صدقہ دینے والا اسے خرید سکتا ہے؟

۲۳۹۲ - حَدَّثَنَا تَعِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ  
الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ،  
عَنْ شَرِيكِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ  
عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ. يَغْنِي عَنْ أَبِيهِ،  
عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ أَنَّهُ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ عَلَى عَهْدِ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَأَبْصَرَ صَاحِبَتَهَا يَبِيعُهَا  
بِكَنْسَرٍ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ.  
فَقَالَ: «لَا تَبْتَغِ صَدَقَتَكَ».

۲۳۹۲ - حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں  
نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک گھوڑا  
صدقہ کیا۔ پھر (بعد میں) انھوں نے دیکھا کہ اس کا  
مالک (جسے وہ گھوڑا صدقہ کے طور پر دیا گیا تھا) اسے کم  
قیمت پر بیچ رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی  
خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق مسئلہ دریافت کیا تو  
آپ نے فرمایا: ”اپنا صدقہ مت خریدو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① خریدنا اگرچہ واپس لینا نہیں ہے لیکن اس سے ظاہری طور پر مشابہت رکھتا ہے اس لیے  
اس سے بھی منع کر دیا گیا تاکہ یہ صدقہ واپس لینے کا ایک حیلہ نہ بن جائے۔ ② صدقہ کی ہوئی چیز واپس  
خریدنے کی خواہش سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دل اس میں اٹکا ہوا ہے۔ یہ مناسب نہیں بلکہ اللہ کی راہ میں جو  
کچھ دے دیا، اب دوبارہ حصول کی خواہش کیوں کی جائے۔ ③ صدقہ کی ہوئی چیز جب سستی مل رہی  
ہو تو جتنی رقم کم خرچ کی، گویا اتنی رقم صدقہ دے کر اپنی چیز واپس لے لی اس لیے یہ جائز نہیں۔

۲۳۹۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ:  
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ

۲۳۹۳ - حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ ان کا ایک گھوڑا جس کا نام غمر یا غمرہ تھا، انھوں

۲۳۹۲ - أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۱/ ۱۶۸ من حديث شريك القاضي به، وفيه عمر بن عمرو بن عمر بن  
عبدالله بن عمر عن أبيه... الخ، ولعله تصحيف، وللحديث شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث زيد  
ابن أسلم عن أبيه عن عمر به.

۲۳۹۳ - [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۱۶۶ عن يزيد به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح" \* عبدالله بن  
عامر هو ابن ربيعة أو ابن كريبز وكلاهما ثقات، والله أعلم.

نے وہ (بطور صدقہ کسی کو) سواری کے لیے دے دیا۔ بعد میں انھوں نے اس کے ایک پیچھے یا پیچھے کو بکنا دیکھا تو نبی ﷺ نے انھیں اس (کو خریدنے) سے منع کر دیا۔

التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَامِرٍ، عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ يُقَالُ لَهُ عَمْرٌ أَوْ عَمْرَةٌ. فَرَأَى مُهْرًا أَوْ مُهْرَةً مِنْ أَفْلَانِهَا يُبَاعُ، يُسَبُّ إِلَى فَرَسِهِ، فَتَنَهَى عَنْهَا.

باب ۳- صدقہ میں دی ہوئی چیز وراثت میں مل جائے تو (کیا علم ہے؟)

(المعجم ۳) - بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ وَرَثَهَا (التحفة ۴۳)

۲۳۹۳- حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت بریدہ بن حبیب السہمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی صدقہ کے طور پر دی تھی۔ اب والدہ فوت ہو گئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے تجھے اجر دے دیا اور وہ (لونڈی) وراثت کے طور پر تیرے پاس واپس آگئی۔“

۲۳۹۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ. وَإِنِّهَا مَاتَتْ. فَقَالَ: «أَجْرُكَ اللَّهُ، وَرَدَّ عَلَيْكَ الْخَيْرَاتُ».

۲۳۹۵- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میں نے اپنی والدہ کو اپنا ایک باغ دے دیا تھا۔ (اب) وہ فوت ہو گئی ہیں اور میرے علاوہ کوئی وارث چھوڑ کر نہیں گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا صدقہ درست ہو گیا اور تیرا باغ تیری ملکیت میں

۲۳۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أُعْطِيتُ أُمِّي حَقِيقَةً لِي. وَإِنِّهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَتْرِكْ وَارِثًا.

۲۳۹۴- [صحیح] تقدم من حديث عبدالرزاق عن سفیان الثوري به، ح: ۱۷۵۹.

۲۳۹۵- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۸۵/۲ من حديث عبيد الله (ابن عمرو الرقي) به وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح إلى عمرو بن شعيب، ومن يحتج بعمر بن شعيب عن أبيه عن جده فالإسناده صحيح عنده" قلت: احتج به الجمهور كما حققته في جزء خاص وهو مذكور في تخريج مسند الحميدي.

غَيْرِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَجَبَتْ وَاپس آگیا۔»  
صَدَقْتُكَ، وَرَجَعْتُ إِلَيْكَ حَدِيثُكَ».

🌞 نوآمد و مسائل: ① ماں باپ کو صدقہ دیا جاسکتا ہے۔ ② ماں باپ کو صدقہ میں دی ہوئی چیز اگر ترکہ بن کر صدقہ کرنے والے کو مل جائے تو یہ صدقہ واپس لینے میں شامل نہیں کیونکہ وفات اور استحقاق میراث میں انسان کے ارادہ و کوشش کو دخل نہیں۔ ③ مندرجہ بالا صورت میں صدقہ کا ثواب ختم نہیں ہوگا۔

(المعجم ۴) - (بَابُ مَنْ وَقَفَ) (التحفة ۴۴) باب: ۳۔ وقف کرنے کا بیان

۲۳۹۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو خیر میں زمین ملی تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشورہ طلب کرتے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے خیر میں ایسا مال ملا ہے کہ میری نظر میں اس سے عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا تو آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم چاہو تو اصل زمین اپنے پاس رکھو اور اس (کی پیداوار) کو صدقہ کرو۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے ایسے ہی کیا اور یہ (شرط لگا دی) کہ اصل زمین نہ بیچی جائے گی نہ (کسی کو) ہبہ کی جائے گی اور نہ (کسی کو) وراثت کے طور پر دی جائے گی۔ آپ نے وہ زمین غریبوں کے لئے رشتہ داروں کے لئے اللہ کی راہ میں مسافروں اور مہمانوں کے لیے صدقہ کر دی۔ جو اس کا انتظام کرے اس پر گناہ نہیں کہ اس میں سے مناسب حد تک کھائے یا دوست کو کھلائے لیکن اس سے مال نہ کمائے۔

۲۳۹۶۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَرْضاً بِخَيْبَرَ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْذَنَهُ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ مَالاً بِخَيْبَرَ. لَمْ أَصِبْ مَالاً قَطُّ هُوَ أَنَفْسُ عِنْدِي مِنْهُ. فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ؟ فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا» قَالَ: فَعَمِلَ بِهَا عُمَرُ عَلَى أَنْ لَا يُبَاعَ أَصْلُهَا وَلَا يُوهَبَ وَلَا يُورَثَ. تَصَدَّقَ بِهَا لِلْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالصَّنْفِ. لَا جُنَاحَ عَلَيَّ مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَهَا بِالْمَعْرُوفِ، أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقاً. غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ.

۲۳۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ

۲۳۹۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

۲۳۹۶۔ أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في الوقف، ح: ۲۷۳۷، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ومسلم، الوصية، باب الوقف، ح: ۱۶۳۲ من حديث ابن عون به.

۲۳۹۷۔ [صحیح] أخرجه النسائي: ۶/ ۲۳۲ من حديث سفيان بن عيينة به، الطريق الأول \* سفيان تابعه ❁

الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْمَائَةَ سَهْمٍ، الَّتِي بِخَيْبَرٍ، لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهَا. وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِحْسِنِ أَصْلَهَا، وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا».

ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! خیر میں مجھے جو سو حصے ملے ہیں مجھے اس سے پیارا (اور بہتر) مال کبھی نہیں ملا۔ میرا ارادہ ہے کہ انھیں صدقہ کر دوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اصل (زمین) کو روک رکھو اور اس کا پھل فی سبیل اللہ (صدقہ) قرار دے دو۔“

قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: فَوَجَدْتُ هَذَا الْحَدِيثَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ فِي كِتَابِي، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: فَذَكَرْتُ حَوْهَ.

۲۳۹۷۔ (۴) (امام ابن ماجہ کے استاذ) ابن ابی عمر نے کہا کہ یہی حدیث میری کتاب میں ایک دوسری جگہ سفیان، عن عبد اللہ، عن نافع عن ابن عمر کی سند سے حضرت عمر سے اسی طرح مروی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① وقف شرعاً درست ہے۔ ② وقف کسی کی ملکیت نہیں ہوتا، البتہ وقف کرنے والا اس کا انتظام خود کرنے کا حق رکھتا ہے۔ ③ وقف سے حاصل ہونے والی آمدنی میں سے وقف قائم رکھنے کے ضروری اخراجات نکال کر باقی مال نیکی کے ان کاموں میں خرچ ہوگا جن کے لیے وقف کیا گیا ہے۔ ④ وقف کا منتظم اپنی خدمات کے عوض مناسب تنخواہ لے سکتا ہے لیکن یہ تنخواہ بہت زیادہ نہ ہو۔ ⑤ مال نہ کمانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے اپنے لیے ذریعہ آمدنی نہ بنالے اور جائز حد سے زیادہ مالی فوائد حاصل نہ کرے۔

(المعجم ۵) - بَابُ الْعَارِيَةِ (التحفة ۴۵) باب: ۵۔ وقتی طور پر (عاریتاً) چیز مانگ لینا

۲۳۹۸۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا

۲۳۹۸۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا

❖ عبدالعزیز بن محمد الدراوردی وغیرہ، والسند الآتی شاهد له.

۲۳۹۷ (۴)۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۱۴/۲، ۱۵۷، ۱۵۷، من طريقين آخرين عن عبدالله بن عمر العمري به، وإسناده قوي، انظر، ح: ۱۲۹۹، ۱۲۹۸.

۲۳۹۸۔ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ماجاء في أن العارية مؤداة، ح: ۱۲۶۵ من حديث إسماعيل به باختلاف يسير، وقال: "حسن غريب"، وأخرجه أبوداود، ح: ۳۵۶۵ مطولاً، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۲۳، وله طريق آخر عند ابن حبان في صحيحه.

۱۵۔ أبواب الصدقات..... عاریتاً چیلنے سے متعلق احکام و مسائل

شَرَحِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمُنْحَةُ مُرْدُودَةٌ».

ہے: ”عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے اور دودھ کے لیے لیا ہوا جانور واپس کیا جائے۔“

۲۳۹۹۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشَقِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمُنْحَةُ مُرْدُودَةٌ».

۲۳۹۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے اور دودھ کے لیے لیا ہوا جانور واپس کیا جائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”عاریتاً“ سے مراد یہ ہے کہ کسی سے کوئی چیز اس غرض سے لی جائے کہ استعمال کے بعد بچہ واپس کر دی جائے گی۔ ② ”منحۃ“ سے مراد وہ دودھ والا جانور ہے جو کسی کو اس شرط پر دیا جائے کہ جب وہ دودھ دینا بند کر دے تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔ اس دوران میں منحہ لینے والا اس کا دودھ استعمال کرتا رہے کیونکہ یہ بھی ایک لحاظ سے عاریتاً ہی ہے۔ ③ عاریتاً لینے والے کا فرض ہے کہ اس چیز کو اس انداز سے استعمال کرے کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچے تاکہ واپسی پر مالک اس سے اسی طرح فائدہ حاصل کر سکے جس طرح پہلے فائدہ حاصل کرتا تھا۔

۲۴۰۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ. ح. وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمُنْحَةُ مُرْدُودَةٌ».

۲۴۰۰۔ حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاتھ نے جو کچھ (قرض یا عاریت کے طور پر) لیا، وہ اس کے ذمے رہتا ہے

۲۳۹۹۔ [صحیح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين ۱/۳۶۰، ۳۶۱، حديث: ۶۲۱ من حديث هشام بن عمار به، وأخرجه الدارقطني: ۶۹/۴ من طريق آخر عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات" قلت: سعيد بن أبي سعيد الساحلي - غير المقبري - مجهول كما في التقريب، وانظر نيل المصنوع، ح: ۵۱۱۵، والحديث السابق شاهد له.

۲۴۰۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ما جاء في أن العارية مؤدّاة، ح: ۱۲۶۶ من حديث ابن أبي عدي به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۲۴، والحاكم على شرط البخاري: ۴۷/۲، ووافقه الذهبي \* سعيد تقدم، ح: ۴۲۹، وقادة تقدم، ح: ۱۷۵ وكلاهما مدلسان وعنعنا.

جَمِيعًا عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ حَتَّى كَرِئَةَ اَدَاكَرَءَ۔  
الْحَسَنُ، عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ: «عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذْتَ حَتَّى تُؤَدِّيَهُ».

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہ بات حق ہے کہ قرض امانت اور عاریتاًلی ہوئی چیز کی واپسی فرض ہے اس کے دلائل قرآن مجید اور دیگر صحیح احادیث میں موجود ہیں مثلاً: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لَا يُخَالِفُهمْ وَعَهْدُهُمْ رَاعُونَ﴾ (المؤمنون ۸: ۷۳) ”اور جو لوگ اپنی امانتوں اور وعدوں کا خیال رکھتے ہیں۔“ (یعنی مومن کامیاب ہیں۔) اور دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۴۰۱)

(المعجم ۶) - بَابُ الْوَدِيعَةِ (النحفة ۴۶)

۲۴۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الجَّهْمِ  
الْأَنْطَاطِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ، عَنْ  
[الْمُسْنَى]، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ  
أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
«مَنْ أَوْدَعَ وَدِيعَةً، فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ».

🌞 نوادہ و مسائل: ① کسی کو جو چیز حفاظت کے لیے دی جاتی ہے اسے ودیعة کہتے ہیں۔ ② کسی کی امانت کی حفاظت کرنا اور جان بوجھ کر اس میں خیانت نہ کرنا مومنوں کی صفت ہے۔ ③ اگر امانت سنبھالنے والے کی غفلت کی وجہ سے چیز ضائع ہو جائے تو اس کا بدلہ ادا کرنا چاہیے اور اگر اس کے ضائع ہونے میں اس کی غفلت کا دخل نہ ہو تو وہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔ ④ مذکورہ روایت کو بعض محققین نے حسن قرار دیا ہے۔ مزید دیکھیے: (الإرواء، رقم: ۱۵۴۷ و الصصحیحہ، رقم: ۲۳۱۵)

(المعجم ۷) - بَابُ الْأَمِينِ يَتَجَرُّ فِيهِ قَيْرِئُجْ  
(النحفة ۴۷)

باب: ۷۔ امانت کی رقم سے تجارت کر کے نفع کمانا

۲۴۰۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عروہ بن ابو جعد باریق ؓ سے

۲۴۰۱ - [إسناده ضعيف] وقال البوصري: "لهذا إسناده ضعيف لضعف المشئي وهو ابن الصباح، والراوي عنه قلت: هما ضعيفان على الراجح، ورواه ابن لهيعة فيما ذكره البيهقي، وضعف ابن لهيعة مشهور بعد ثبوت السند إليه من غير رواية العبادة، ورواه يزيد بن عبد الملك نحوه بإسناد ضعيف ۞ ويزيد ضعيف أيضاً، فالحديث غير حسن. ۲۴۰۲ أخرجه البخاري، المناقب، باب ۲۸، ح: ۳۶۴۲ من حديث سفيان به، إلا أنه قال: شبيب بن غرقدة ۞

روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں بکری خریدنے کے لیے ایک دینار دیا۔ اس نے دو بکریاں خرید لیں پھر ایک بکری ایک دینار کی بیچ دی اور نبی ﷺ کی خدمت میں دینار بھی پیش کر دیا اور بکری بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں برکت کی دعا فرمائی۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ شَيْبِ بْنِ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ شَاةً. فَأَشْتَرَى لَهُ شَاتَيْنِ. فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِدِينَارٍ وَشَاةٍ. فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْبَرَكَةِ.

راوی کہتے ہیں (اس کے بعد ان کی یہ حالت تھی کہ) اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی انھیں نفع مل جاتا۔

قَالَ: فَكَانَ لَوْ اشْتَرَى الثَّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ.

۲۳۰۲- (۴) حضرت عروہ بن ابو جعد باریقی رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں انھوں نے فرمایا: باہر سے مال تجارت آیا تو نبی ﷺ نے مجھے ایک دینار دیا..... اس کے بعد پورا واقعہ بیان فرمایا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ الْحَجْرِيِّ، عَنْ أَبِي لَبِيدٍ لِمَا زَاةَ بَنِي زُبَّارٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ قَالَ: قَدِمَ جَلَبٌ، فَأَعْطَانِي النَّبِيُّ ﷺ دِينَارًا. فَذَكَرْتُ نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① کسی کی طرف سے کوئی چیز خریدنا یا بیچنا درست ہے۔ اسے ”وکالت“ کہتے ہیں۔ اور جو دوسرے کا نمائندہ بن کر کوئی چیز خریدنا یا بیچتا ہے اسے ”وکیل“ کہتے ہیں۔ ② امانت کی رقم ذاتی استعمال میں لانا درست ہے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ مالک کے طلب کرنے پر رقم فوراً ادا کی جاسکے گی۔ ③ جب کوئی شخص کسی کام میں تعاون کرے تو اس کو دعا دینا اور اس کا شکر یہ ادا کرنا چاہیے۔ ④ اگر امانت کی رقم سے تجارت میں نقصان ہو جائے تو وہ تجارت کرنے والے کا نقصان ہوگا، امانت پوری ادا کرنی پڑے گی، اسی طرح اگر نفع ہو تو وہ بھی تجارت کرنے والے کا ہے، وہ اپنی مرضی سے بطور ہدیہ رقم کے مالک کو کچھ رقم پیش کر دے تو اسے قبول کرنا جائز ہے۔

❖ قال: سمعت الحیّ يتحدّثون عن عروہ به... الخ، انظر الروایة الآتیة.

۲۴۰۲ (۴) [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيهقی، باب فی المضارب یخالف، ح: ۳۳۸۵ من حدیث سعید بن

زید به.





۲۴۰۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ،  
 عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْأُظْلَمُ مَظْلُ الْعَنِيِّ.  
 وَإِذَا تُبِيعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”دولت والے“ سے مراد وہ مقروض ہے جس کے پاس قرض ادا کرنے کے لیے رقم یا کوئی اور چیز موجود ہے اگرچہ عرف عام کے مطابق وہ غریب ہی شمار ہوتا ہو ② جب قرض ادا کرنے کی استطاعت ہو تو قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ ہے سوائے اس کے کہ پہلے سے قرض کی ادائیگی کے لیے ایک خاص مدت کا تعین ہوا ہو اور یہ مہلت ابھی باقی ہو اس صورت میں بھی مقررہ وقت سے پہلے ادا کرنا افضل ہے۔ مال منول کا مطلب ادائیگی کی طاقت ہونے کے باوجود مزید مہلت طلب کرنا ہے اور یہ ظلم ہے۔ ③ حوالہ کا مطلب یہ ہے کہ مقروض قرض خواہ سے کہے: ”فلاں آدمی کے پاس جاؤ وہ تمہیں رقم ادا کر دے گا۔“ جس کے پاس جانے کو کہا گیا ہے اگر وہ صاحب استطاعت ہے اور امید ہے کہ ادا کر دے گا تو قرض خواہ کو اس سے رابطہ کرنا چاہیے اگر وہ ادائیگی سے انکار کرے تو دوبارہ اصل مقروض سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ ④ جس کے پاس جانے کا کہا گیا ہے اگر اس کی ظاہری حالت ایسی نہیں کہ وہ قرض ادا کرنے کے قابل معلوم ہوتا ہو تو قرض خواہ مقروض کی بات ماننے سے انکار کر سکتا ہے اور اس سے مطالبہ کر سکتا ہے کہ تم خود اس سے یا کسی اور سے وصول کر کے مجھے رقم دو۔

۲۴۰۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
 حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”دولت والے کا مال منول  
 نافع، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: کرنا ظلم ہے اور اگر تجھے کسی مال دار آدمی کا حوالہ دیا

۲۴۰۳- أخرجه البخاري، الحوالات، باب الحوالة، وهل يرجع في الحوالة، ح: ۲۲۸۷، ومسلم، المساقاة، باب تحريم مظل الغني وصحة الحوالة واستحباب قبولها إذا أحيل على مليء، ح: ۱۵۶۴ من حديث مالك عن أبي الزناد من حديث أبي الزناد به، أخرجه النسائي، ح: ۴۶۹۲ من حديث سفيان بن عيينة به.

۲۴۰۴- [صحیح] أخرجه أحمد: ۷۱/۲ من حديث هشيم: أنا يونس بن عبيد به مطولاً، وعلته أن يونس لم يسمع من نافع شيئاً، فالسند منقطع كما قال البوصيري، ولكن له شواهد صحيحة، وبها صح الحديث.

ﷺ: «مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ. وَإِذَا أُجِلَّتْ عَلَى جَائٍ تَوْقُولُ كَرٍّ»  
مَلِيٍّ فَأَتْبَعَهُ».

(المعجم ۹) - بَابُ الْكَفَالَةِ (التحفة ۴۹) باب: ۹- مقرض کی ضمانت دینا

۲۴۰۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنِي شَرَحِبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَائِيُّ: قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الزَّعِيمُ غَارِمٌ، وَالذَّيْنُ مَقْضِيٌّ».

۲۳۰۵- حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”ضمانت دینے والے پر تاوان ہوگا اور قرض ادا کیا جائے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر ایک شخص دوسرے کی ضمانت دے کہ وہ یہ قرض ادا کر دے گا اور وہ مطالبے پر یا مقررہ وقت پر ادا نہ کرے تو ضامن کو چاہیے کہ اپنے پاس سے قرض خواہ کو قرض ادا کر دے بعد میں مقرض سے وصول کر لے۔ ② قرض ادا کرنا ہر حال میں ضروری ہے حتیٰ کہ اگر مقرض فوت ہو جائے تو اس کے ترکے میں سے قرض ادا کیا جائے گا۔ اگر ترکے سے قرض ادا نہ ہو سکے تو اس کے وارث ادا کریں گے۔ ③ تاوان کا مطلب یہ ہے کہ اگر مقرض قرض نہ دے تو ضامن اپنے پاس سے رقم دے کر یہ ذمہ داری پوری کرے۔



۲۴۰۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَزِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَزِمَ غَرِيمًا لَهُ بِعَشْرَةِ دَنَانِيرٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ أُعْطِيكَهُ. فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ لَا أَفَارِقُكَ حَتَّى تَقْضِيَنِي أَوْ تَأْتِيَنِي

۲۳۰۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کے ذمے دوسرے کے دس دینار تھے۔ وہ ہر وقت مقرض کے ساتھ رہنے لگا۔ مقرض نے کہا: تجھے دینے کو میرے پاس کچھ نہیں۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں تجھے نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ تو میرا قرض ادا کرے یا کوئی ضامن پیش کرے۔ وہ اسے کھینچ کر نبی ﷺ کی خدمت

۲۴۰۵- [حسن] تقدم، ح: ۲۳۹۸ ببعضه، وهذا طرف منه.

۲۴۰۶- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في استخراج المعادن، ح: ۳۳۲۸ من حديث الدراوذي به، وانظر نيل المصنوع، ح: ۳۵۳ لثوريق عمرو بن أبي عمرو رحمه الله.

بِحَمِيلٍ. فَجَرَّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «كَمْ تَسْتَظِرُّهُ؟» فَقَالَ: شَهْرًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَأَنَا أَحْمِلُ لَهُ» فَجَاءَهُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مِنْ أَيْنَ أَصَبْتَ هَذَا؟» قَالَ: مِنْ مَعْدِنٍ. قَالَ: «لَا خَيْرَ فِيهَا» وَصَافَهَا عَنْهُ.

میں لے آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو اسے کتنے عرصے کی سہلت دیتا ہے؟“ اس نے کہا: ایک مہینے کی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”میں اس کی ذمہ داری اٹھاتا (ضمانت دیتا) ہوں۔“ مقرض نبی ﷺ کے فرمائے ہوئے وقت پر حاضر ہو گیا۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تجھے یہ مال کہاں سے ملا؟“ اس نے کہا: ایک کان سے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس میں کوئی بھلائی نہیں۔“ اور خود اس کا قرض ادا کر دیا۔

🌟 فوائد و مسائل: ① قرض خواہ مقرض پر قرض کی ادائیگی کے لیے زور دے سکتا ہے۔ ② آپس میں جھگڑنے سے بہتر ہے کہ حاکم کے سامنے معاملہ پیش کر دیا جائے۔ ③ اگر ایسی صورت ممکن ہو جس میں فریقین کے لیے سہولت ہو اور کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو تو حاکم کو چاہیے کہ وہ صورت اختیار کرنے کا مشورہ دے۔ ④ مقرض کو مہلت دینا اس سے ہمدردی اور کارِ ثواب ہے۔ ⑤ ضمانت طلب کرنا اور ضمانت دینا شرعاً جائز ہے۔ ⑥ کان سے ملنے والی چیز حلال ہے لیکن بہتر تھا کہ وہ محنت کر کے کماتا اور اس سے قرض ادا کرتا۔ ⑦ ضامن کی طرف سے ادائیگی مقرض کی طرف سے ادائیگی شمار ہوگی اور مقرض بری الذمہ ہو جائے گا۔

۲۴۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَنَبَى بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا. فَقَالَ: «صَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ. فَإِنَّ عَلَيْهِ دَيْنًا» فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: «إِنَّا أَتَكْفُلُ بِهِ». قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِالْوَفَاءِ؟» قَالَ: بِالْوَفَاءِ. وَكَانَ الَّذِي عَلَيْهِ ثَمَانِيَّةٌ عَشَرَ أَوْ تِسْعَةً عَشَرَ دِرْهَمًا.

۲۴۰۷- حضرت ابو قتادہ (حارث بن ربیع النضاری) ﷺ سے روایت ہے، (انھوں نے فرمایا:) نبی ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ اس کی نماز جنازہ ادا فرمائیں تو آپ نے فرمایا: ”تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو (میں نہیں پڑھوں گا) اس پر قرض ہے۔“ حضرت ابو قتادہ ﷺ نے عرض کیا: میں اس کی ذمہ داری اٹھاتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(ذمہ داری) پوری کرو گے؟“ انھوں نے کہا: پوری کروں گا۔ اور اس کا قرض اٹھارہ یا انیس درہم تھا۔

## ۱۵۔ ابواب الصدقات

قرض سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① امام کے لیے جائز ہے کہ کسی بڑے گناہ کے مرتکب کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دے تاکہ دوسروں کو تنبیہ ہو لیکن موجودہ حالات میں یہ کام کسی بڑے عالم ہی کو کرنا چاہیے جس کا عوام پر اثر ہو۔ عام ائمہ مساجد کی یہ پوزیشن نہیں کہ ان کے نماز جنازہ ادا نہ کرنے سے عوام اثر قبول کریں بلکہ منفی اثرات زیادہ ہونے کا امکان ہے تاہم دوسرے مناسب طریقے سے تنبیہ ضرور کر دیں۔ ② کبیرہ گناہ کے مرتکب کو بھی بلا جنازہ دفن نہیں کرنا چاہیے۔ ③ میت کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری اٹھالینا درست ہے بلکہ یہ اس پر اور اس کے لواحقین پر احسان ہے۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ مَنِ اَدَّانَ دَيْنًا وَهُوَ

باب: ۱۰۔ جو شخص قرض لے اور

يَتَوَي قَضَاءَهُ (التحفة ۵۰)

اس کا ارادہ ادا کرنے کا ہو!

۲۴۰۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۴۰۸ - حضرت عمران بن حذیفہ رضی اللہ عنہ امام المؤمنین

حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں

زِيَادِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ هِنْدٍ، عَنِ ابْنِ حُذَيْفَةَ،

کہ وہ قرض لیا کرتی تھیں۔ ان کے گھر کے کسی فرد نے

هُوَ عُمَرَانُ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ مَيْمُونَةَ قَالَتْ:

اس کو نامناسب سمجھتے ہوئے عرض کیا: آپ ایسا نہ کیا

كَانَتْ تَدَّانُ دَيْنًا. فَقَالَ لَهَا بَغْضُ أَهْلِهَا:

کریں۔ انھوں نے فرمایا: کیوں نہ لوں؟ میں نے اپنے

لَا تَفْعَلِي. وَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا قَالَتْ: بَلَى.

نبی اور اپنے محبوب ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ”جوإِنِّي سَمِعْتُ نَبِيَّيَ وَخَلِيلِي ﷺ يَقُولُ: «مَا

مسلمان قرض لیتا ہے اور اللہ کو اس کے بارے میں یہ علم

مِنْ مُسْلِمٍ يَدَّانُ دَيْنًا، يَعْلَمُ اللَّهُ مِنْهُ أَنَّهُ يُرِيدُ

ہوتا ہے کہ وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ

أَدَاءَهُ، إِلَّا آذَاهُ اللَّهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا».

اس کا قرض دنیا ہی میں اتار دیتا ہے۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① ضرورت کے وقت قرض لینا جائز ہے تاہم اجتناب بہتر ہے۔ ② قرض لیتے وقت یہ

نیت ہونی چاہیے کہ اسے جلد از جلد ادا کیا جائے گا۔ ③ ایسی نیت رکھنے والوں کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے اور وہ

آسانی کے ساتھ قرض ادا کر دیتے ہیں بشرطیکہ وہ ادائیگی کے لیے خلصانہ کوشش کریں اور اس میں کوتاہی نہ

کریں۔ ④ اللہ تعالیٰ کے ہاں حسن نیت کی بہت اہمیت ہے ⑤ اگر کوئی شخص قرض ادا کرنے سے پہلے فوت

ہو گیا تو وارثوں کا فرض ہے کہ قرض ادا کریں اگر ادائیگی نہ کی گئی تو قیامت کو نیکیوں کی صورت میں ادائیگی کرنی

پڑے گی۔

۲۴۰۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُهَيْلَانَ مَوْلَى الْأَسْلَمِيِّينَ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «كَانَ اللَّهُ مَعَ الدَّائِنِ حَتَّى يَقْضِيَ دَيْنَهُ . مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِمَا يَكْرَهُهُ اللَّهُ» .

۲۴۰۹- حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قرض لینے والے کے ساتھ ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ قرض ادا کر دے جبکہ (قرض) اس کام کے لیے نہ ہو جو اللہ کو ناپسند ہے۔“

قَالَ : فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ يَقُولُ لِحَازِنِهِ : اذْهَبْ فَخُذْ لِي بِدَيْنٍ . فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَيْتَ لَيْلَةً إِلَّا وَاللَّهِ مَعِيَ . بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اپنے خازن سے کہا کرتے تھے: جاؤ! میرے لیے قرض لے آؤ۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سننے کے بعد میں پسند نہیں کرتا کہ میں کوئی رات (اس طرح) گزاروں کہ اللہ میرے ساتھ نہ ہو۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ادائیگی کی نیت رکھتے ہوئے قرض لینا جائز ہے۔ ② نیت نیک ہو تو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ ③ قرض اچھے کام کے لیے لینا چاہیے۔ شادی اور غنی کی فضول غیر اسلامی رسوم یا بسنت اور ساگرہ جیسی کافرانہ تقریبات میں بغیر قرض لیے خرچ کرنا بھی گناہ ہے۔ ان کے لیے قرض لینا تو مزید گناہ ہوگا ایسی رسوم سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے۔ ④ سود پر قرض لینا کسی حال میں جائز نہیں۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ مَنِ اِذَا نَ دَيْنًا لَمْ يَنْوَ  
قَضَاءَهُ (التحفة ۵۱)

باب: ۱۱- جو شخص قرض لے اور اس کی نیت قرض واپس کرنے کی نہ ہو!

۲۴۱۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ صَبِيحٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُهَيْلَانَ مَوْلَى الْأَسْلَمِيِّينَ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «كَانَ اللَّهُ مَعَ الدَّائِنِ حَتَّى يَقْضِيَ دَيْنَهُ . مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِمَا يَكْرَهُهُ اللَّهُ» .

۲۴۰۹- [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۲۳/۲ من حديث ابن أبي فديك به، وقال: "صحيح الإسناد"، وقال الذهبي: صحيح، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات"، وقال الحافظ في الفتح: ۵۴/۵ "إسناده حسن". \* سعيد بن سفيان وثقه ابن حبان، والحاكم، واختلف قول الذهبي والعسقلاني فيه، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، ولحديثه شواهد كثيرة.

۲۴۱۰ [حسن] \* يوسف وعبد الحميد ضعيفان كما سيأتي، ح: ۲۴۱۰ (۴)، وشعيب مستور، ولم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شاهد حسن يأتي بعده.

قرض لیتا ہے اور اس کا پختہ ارادہ ہوتا ہے کہ اسے واپس نہیں کرے گا وہ اللہ کو چور بن کر ملے گا۔“

صُهَيْبُ الْخَيْرِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ زِيَادٍ ابْنُ صَيْفِيٍّ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَمْرِو: حَدَّثَنَا صُهَيْبُ الْخَيْرِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ يَدِينُ دِينًا، وَهُوَ مُجْمِعٌ أَنْ لَا يُؤْفِقَهُ إِيَّاهُ، لَقِيَ اللَّهَ سَارِقًا».

۲۳۱۰- (۴) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ صَيْفِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ صُهَيْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

سے نبی ﷺ سے اسی مضمون کی حدیث بیان کی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جو شخص قرض لیتا ہے اور ادائیگی میں نال مثل کرتا ہے اور اس کا مقصد ہوتا ہے کہ واپس نہ کرے ایسا شخص قانونی طور پر چور قرار نہیں دیا جاسکتا اس لیے اسے قیامت کو سزا ملے گی۔ ② اللہ تعالیٰ دلوں کے حالات جانتا ہے اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ کسی کو دھوکا نہ دے۔ انسان کو دھوکا دینا ممکن ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔



۲۴۱۱- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَيْثِ، مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ

۲۳۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص لوگوں کا مال اسے ضائع کرنے کے ارادے سے لیتا ہے اللہ اسے تباہ کر دے گا۔“

۲۴۱۰ (۴) [حسن] أخرجه العقيلي في الضعفاء: ٤٥١/٤ من حديث إبراهيم بن المنذر به \* يوسف بن محمد ضعفه البخاري، والعقيلي، وذكره الذهبي في ديوان الضعفاء، ووثقه ابن حبان، وأبو حاتم، وضعفه راجح، وشيخه لين الحديث كما في التقريب، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه الطبراني في الأوسط: ٥٠٦/٢، ح: ١٨٧٢، ١١٩/٧، ح: ٦٤٠٩ بإسناد حسن عن ميمون (ابن جابان) الكردي عن أبيه به مطولاً نحو المعنى، وقال الهيثمي في المجموع: ١٣٢/٤ ”ورجاله ثقات“، فالحديث حسن، وحسنه البوصيري، وقال المنذري: ”ورواته ثقات“ (الترغيب: ٦٠٢/٢).

۲۴۱۱- أخرجه البخاري، الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس، باب من أخذ أموال الناس يريد أداءها أو إنلافها، ح: ٢٣٨٧ من حديث ثور به.

إِنلَا فَهَا، أَتَلَفَهُ اللَّهُ.

🌟 فوائد و مسائل: ① ضائع کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اسے واپس نہیں کرنا چاہتا، مالک کے لحاظ سے یہ مال تباہ ہو گیا کیونکہ اسے واپس نہیں ملے گا۔ ② حرام طریقے سے حاصل کیے ہوئے مال میں برکت نہیں ہوتی۔ ③ ایسے جرم کی سزا دنیا میں بھی مل سکتی ہے کہ اس شخص پر ایسے حالات آجائیں کہ وہ مفلس ہو جائے اور آخرت میں بھی سزا مل سکتی ہے کہ اس کے اعمال ضائع ہو جائیں یا قرض خواہ کو دے دیے جائیں اور وہ خود جہنم میں چلا جائے۔ یہ بہت بڑی تباہی ہے۔

### (المعجم ۱۲) - بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الدِّينِ

باب: ۱۲- قرض ادا نہ کرنے پر وعید

(التحفة ۵۲)

۲۴۱۲- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: ۲۴۱۲- رَسُولُ اللَّهِ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کی جان اس حال میں اس کے جسم سے نکلی کہ وہ تین چیزوں سے پاک تھا، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا: تکبر سے، مال غنیمت کی خیانت سے اور قرض سے۔“

عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ فَارَقَ الرُّوحَ الْجَسَدَ، وَهُوَ بَرٌّ مِنْ ثَلَاثٍ، دَخَلَ الْجَنَّةَ مِنْ الْكَبِيرِ وَالْغُلُولِ وَالذَّيْنِ».

🌟 فوائد و مسائل: ① حدیث میں مذکور تینوں گناہ بہت بڑے گناہ ہیں۔ ② کبیرہ گناہوں کا مرتکب اگر اللہ نے پہلے پہل معاف نہ کیے، جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا حتیٰ کہ جہنم میں اپنے گناہوں کی سزا بھگت لے۔ یہ سزا

۲۴۱۲- [صحیح] أخرجه الترمذي، السير، باب ما جاء في الغلول، ح: ۱۵۷۳ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۶۷۶، وقال محمد بن هارون الروياني في مسنده: ۴۰۴/۱، ح: ۶۱۲: "أنا أبو الخطاب: نا يزيد بن زريع: نا سعيد بن أبي عروبة: نا قتادة به، وتابعه أبو عوانة عن قتادة به (هق: ۱۰۱/۹)، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۲۶/۲، ووافقه الذهبي، وتابعهما همام، وأبان (مسند أحمد: ۲۷۶/۵)، وشعبة (أحمد: ۵/۲۸۱، ۲۸۲)، أطراف المسند: ۱/۶۶۸ عن قتادة به، ورواية شعبة عن قتادة محمولة على السماع كما هو مقرر في الأصول وحقته في "التأسيب في مسئلة التدليس" وروى الحاكم في تاريخ نسابور بإسناد صحيح عن شعبة قال: "كنيتكم تدليس ثلاثة: الأعمش وأبي إسحاق وقتادة" ومن طريقه أخرجه محمد بن طاهر المقدسي في "مسألة التسمية، ص: ۴۷، وسالم مرمي بالتدليس ولا يثبت عنه".

سیکڑوں سال طویل بھی ہو سکتی ہے جب کہ جہنم کی ایک سیکنڈ کی سزا بھی ناقابل برداشت ہے۔ ⑤ نبی اکرم ﷺ نے تکبر کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے: [الْكِبْرُ بَطْرُ الْحَقِّ وَغَمَطُ النَّاسِ] (صحیح مسلم، الإيمان، باب تحریم الکبر و بیانہ، حدیث: ۹۱) ”تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جانا ہے۔“ ⑥ مال غنیمت مسلمانوں کا مشترک حق ہوتا ہے۔ جب تقسیم کر کے ہر مجاہد کو اس کا حصہ دے دیا جائے تو وہ ان کی جائز ملکیت بن جاتا ہے۔ تقسیم سے پہلے معمولی سی چیز لینا بھی حرام ہے اسی طرح قوم کی اجتماعی ملکیت میں ناجائز تصرف کرنا یا اسے نقصان پہنچانا بھی کبیرہ گناہ ہے جیسے قومی خزانے کے مال کو اپنی ضروریات پر خرچ کر لینا۔ مسجد مدرسہ یا کسی دینی یاد دنیاوی تنظیم کا فنڈ انہی مصارف پر خرچ ہونا چاہیے جن کے لیے وہ اکٹھا کیا جاتا ہے اگر کوئی عہدے دار ان کے علاوہ کسی اور مصرف میں خرچ کرتا ہے تو یہ خیانت ہے۔ ⑦ قرض جان بوجھ کر ادا نہ کرنا بھی انتہائی بڑا گناہ ہے لہذا اس سے بھی اجتناب کرنا فرض ہے۔

۲۴۱۳- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کی روح اس کے قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے حتیٰ کہ اس کی طرف سے (قرض) ادا کر دیا جائے۔“  
مُعَلَّقَةٌ بِدِينِهِ، حَتَّى يَقْضَى عَنْهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① لٹکنے کا مطلب ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس پر ادائیگی کی ذمہ داری باقی رہتی ہے اور وہ ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا اس لیے اسے پریشانی رہتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملتی۔ ② مالی حقوق میں نیابت درست ہے یعنی اگر کسی کی طرف سے ادائیگی کر دی جائے تو قرض وغیرہ ادا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے ہاں بھی اس ذمہ داری سے سبک دوش ہو جاتا ہے۔ ③ فوت ہونے والے کا ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے اس کا قرض ادا کرنا چاہیے۔ اگر ترکہ کم ہو تو وارث اپنے پاس سے قرض ادا کریں۔

۲۴۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَعْلَبَةَ بْنِ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۴۱۳- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنايز، باب ما جاء أن نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه، ح: ۱۰۷۹ من حديث إبراهيم بن سعد، وقال: 'هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ'، وللحديث طرق، صحح بعضها ابن حبان، ح: ۱۱۵۸ وغيره.

۲۴۱۴- [صحیح] إسناده حسن، وله شاهد عند أحمد: ۷۰/۲، وصححه الحاكم: ۲۷/۲، والذهبي، وله طريق آخر عند أحمد: ۸۲/۲.





سَوَاءٌ : حَدَّثَنَا عَمِّي مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ ، عَنْ  
حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ ، عَنْ مَطَرِ الْوَرَّاقِ ، عَنْ  
نَافِعٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ : «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ أَوْ دَرَهَمٌ قُضِيَ  
مِنْ حَسَنَاتِهِ . لَيْسَ ثَمَّ دَيْنٌ وَلَا دَرَهَمٌ» .

🌞 فوائد و مسائل : ① اگر وارث قرض ادا نہ کریں تو میت پر اس کی ذمہ داری باقی رہتی ہے جس کی وجہ سے اسے قیامت کے دن مشکل پیش آئے گی۔ ② حقوق العباد کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ ③ نیکیوں سے ادائیگی کی صورت یہ ہے کہ جس قدر قرض ہوگا اس کے مطابق مقروض کی نیکیاں قرض خواہ کو دے دی جائیں گی، اگر مقروض کے پاس نیکیاں نہ ہوں یا اس کے قرض سے کم ہوں تو قرض خواہ کے اس قدر گناہ مقروض کے سر ڈال دیے جائیں گے۔ ④ نیکیاں کر لینے کے بعد ان کو ضائع ہونے سے بچانا چاہیے اور ایسے اعمال سے پرہیز کرنا چاہیے جن سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں مثلاً: ظلم، حسد کسی کے ساتھ نیکی کر کے اسے احسان جتانا وغیرہ۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ  
ضَيَّاعًا فَعَلَى اللَّهِ وَعَلَى رَسُولِهِ  
(التحفة ۵۳)

باب ۱۳- جو شخص قرض یا چھوٹے بچے چھوڑ  
جائے تو (ادائیگی یا نگہداشت) اللہ اور اس کے  
رسول کے ذمہ ہے

۲۴۱۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ  
السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ :  
أَخْبَرَنِي يُونُسُ ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ  
أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
كَانَ يَقُولُ ، إِذَا تَوَقَّيَ الْمُؤْمِنُ فِي عَهْدِ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ الدِّينُ فَيَسْأَلُ : «هَلْ  
تَرَكَ لِدِينِهِ مِنْ قَضَاءٍ؟» فَإِنْ قَالُوا : نَعَمْ -  
صَلَّى عَلَيْهِ . وَإِنْ قَالُوا : لَا - قَالَ : «صَلُّوا  
عَلَى صَاحِبِكُمْ» . فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَى

۲۴۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جب کوئی مومن  
مقروض ہو کر فوت ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے بارے  
میں پوچھتے اور فرماتے: ”کیا اس نے اپنے قرض کی  
ادائیگی کا سامان چھوڑا ہے؟“ اگر لوگ کہتے: ہاں تو  
آپ اس کا جنازہ پڑھاتے اور اگر لوگ کہتے: نہیں تو  
آپ فرماتے: ”اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔“ جب اللہ  
تعالیٰ نے اپنے نبی کو فتوحات (اور غنیمتیں) عطا فرمائیں تو  
آپ نے فرمایا: ”میں مومنوں سے ان کی جانوں سے

## ۱۰۔ ابواب الصدقات

قرض سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولُهُ الْفَتْوحُ قَالَ: «أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ. فَمَنْ تُوْفِّي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَعَلَيْي قَضَاؤُهُ. وَمَنْ تَرَكَ مَالًا، فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ».

بھی زیادہ تعلق رکھتا ہوں اس لیے جو کوئی مقروض فوت ہوگا تو اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمے ہے اور جو کوئی مال چھوڑ کر فوت ہو جائے گا تو وہ مال اس کے وارثوں کا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ کا مقروض شخص کا جنازہ نہ پڑھنا تنبیہ کے لیے تھا۔ ② اسلامی حکومت کو ایسے مقروض افراد کی مالی امداد کرنی چاہیے جو قرض ادا کرنے کے قابل نہیں۔ ③ اگر کوئی شخص مقروض فوت ہو جائے جب کہ اس کے وارث نادر ہوں اور ادائیگی کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ قرض خرابیوں کو بیت المال سے ادائیگی کرے۔ ④ ناداروں، یتیموں اور کام نہ کر سکنے والے افراد کی کفالت اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ⑤ مزید فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۴۰۷۔

۲۴۱۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جو کوئی قرض یا چھوٹے بچے چھوڑ جائے تو اس کی ادائیگی اور ان کی نگہداشت میرے ذمے ہے۔ اور میں مومنوں سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں (یا ان کا زیادہ ذمے دار ہوں)۔“

۲۴۱۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ. وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَعَلَيْي وَإِلَيَّ، وَأَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① [ضَيَاعًا] سے مراد وہ افراد ہیں جنہیں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً: چھوٹے بچے، بوڑھے اور معذور افراد جو اپنی روزی کا بندوبست نہیں کر سکتے۔ ② اسلامی ریاست ایک فلاحی ریاست ہوتی ہے جس میں غریب اور نادار افراد کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ ③ نبی ﷺ کا امت سے جو تعلق ہے وہ دوسرے تمام تعلقات سے زیادہ قوی، اہم اور عظیم ہے۔ جس طرح امت کے ہر فرد پر نبی ﷺ سے محبت آپ کا احترام اور آپ کی اطاعت فرض ہے اسی طرح نبی ﷺ بھی امت کے ہر فرد کا خیال رکھتے تھے۔ اب یہ فرض مسلمان حکمرانوں پر عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی ضروریات اور منافع پر عوام خصوصاً مستحق افراد کے فائدے اور ضروریات کو ترجیح دیں۔

باب: ۱۴۔ تنگ دست مقروض کو

باب ۱۴۔ (المعجم ۱۴) - بَابُ إِنْظَارِ الْمُعْسِرِ

مہلت دینا

(التحفة ۵۴)

۲۴۱۶۔ [صحیح] أخرجه أبوداود، الخراج، باب في أرواق الذرية، ح: ۲۹۵۴ من حديث سفیان الثوري به، وصححه ابن حبان، وأخرجه مسلم، ح: ۸۶۷ من طريق آخر عن جعفر بن محمد به.

۲۴۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ»  
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسے آسانی عطا فرمائے گا۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① اسلام میں معاشرے کے افراد میں باہمی تعلقات مضبوط کرنے کی بہت اہمیت ہے۔  
 ② تنگ دست مقروض پر آسانی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے سختی کے ساتھ مطالبہ نہ کیا جائے اسے مزید مہلت دی جائے یا قرض معاف کر دیا جائے۔ ③ نیکوں کا بدلہ آخرت میں تو ملتا ہی ہے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اچھا بدلہ عطا فرماتا ہے اسی طرح گناہوں کی وجہ سے جس طرح آخرت میں سزا ملتی ہے دنیا میں بھی اس کے برے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ ④ اسلام کی اخلاقی تعلیمات پر عمل کرنے سے دنیا میں امن قائم ہوتا ہے جس کے فوائد نیکی کرنے والے کو بھی پہنچتے ہیں۔

۲۴۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ نَفْعِ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ بُرَيْدَةَ [الْأَسْلَمِيِّ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ. وَمَنْ أَنْظَرَهُ بَعْدَ جَلِّهِ كَانَ لَهُ مِثْلُهُ، فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ»  
 حضرت بریدہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی تنگ دست کو مہلت دیتا ہے اسے ہر روز صدقے کا ثواب ملتا ہے۔ اور جس نے واجب الادا ہونے کے بعد مزید مہلت دی اسے بھی یہی ثواب ملتا ہے (یعنی) ہر روز صدقے کا ثواب ہوتا ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① مہلت دینے کا مطلب یہ ہے کہ قرض دیتے وقت مناسب مدت کا تعین کیا جس میں مقروض آسانی سے قرض ادا کر سکے۔ ② مقررہ مدت ختم ہونے کے بعد سختی سے مطالبہ کرنے کی بجائے مزید مہلت دے دینا مزید ثواب کا باعث ہے۔

۲۴۱۷- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ۲۶۹۹ من حديث أبي معاوية به مطولاً والأعمش صرح بالسماع عنده.

۲۴۱۸- [صحيح] أخرجه أحمد: ۳۵۱/۵ عن عبدالله بن نمير به \* نفع كذاب متروك كما تقدم، ح: ۱۴۸۵، ولحديثه شاهد صحيح عند أحمد: ۳۶۰/۵، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۲/۲۲۹، ووافقه الذهبي، وإسناده صحيح على شرط مسلم فقط.

۲۴۱۹۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّؤَرَقِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي الْيَسْرِ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُطْلَهُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ، فَلْيَنْظُرْ مُعْسِرًا، أَوْ لِيَضَعُ عَنْهُ».

۲۴۱۹۔ نبی ﷺ کے صحابی حضرت ابو یسر (کعب بن عمرو سلمیؓ) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے سائے میں جگہ دے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قیامت کے دن بعض لوگوں کو عرش کے سائے میں جگہ ملے گی۔ اللہ کے سائے سے اس کے عرش کا سایہ مراد ہے۔ ② عرش کے سائے میں جگہ ملنا بہت بڑے شرف کی بات ہے کیونکہ اس وقت اور کسی چیز کا سایہ نہیں ہوگا جب کہ سورج کی دھوپ انتہائی تیز ہوگی جس کی وجہ سے لوگ اپنے اپنے گناہوں کے مطابق پینے میں غرق ہوں گے۔ ③ ایک حدیث میں بعض دوسرے اعمال بھی بیان ہوئے ہیں جن کا ثواب عرش کا سایہ ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا: انصاف کرنے والا حکمران، وہ جوان جو رب کی عبادت میں بڑا ہوا، وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں اٹکا رہتا ہے، وہ دوسرا جو صرف اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں اسی حالت میں باہم ملے اور اسی حالت میں ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں وہ مرد جس سے کسی خوبصورت اور صاحب منصب عورت نے (گناہ کا) مطالبہ کیا تو اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ مرد جس نے چھپا کر صدقہ دیا حتیٰ کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہوا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا، اور وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے۔“ (صحیح البخاری، الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة و فضل المساجد، حدیث: ۶۶۰، و صحیح مسلم، الزکاة، باب فضل إخفاء الصدقة، حدیث: ۱۰۳۱) ④ قرض معاف کر دینا بہت ثواب کا کام ہے اگر یہ ممکن نہ ہو تو مہلت دینا تو آسان ہے۔

۲۴۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حضرت حذیفہ (بن یمانؓ) سے روایت

۲۴۱۹۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۴۲۷/۳ عن إسماعيل بن إبراهيم به، وأصله في صحيح مسلم، الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، ح: ۳۰۰۶ من طريق آخر عن أبي اليسر به، وبه صح الحديث (وعبد الرحمن بن معاوية الزرقى ضعيف على الراجح).

۲۴۲۰۔ أخرجه البخاري، الاستقراض، باب حسن التفاضي، ح: ۲۳۹۱، ومسلم، المساقاة، باب فضل إنظار المعسر والتجاوز في الاقتضاء من الموسر والمعسر، ح: ۱۵۶۰ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رُبْعِيَّ ابْنَ جِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: «أَنَّ رَجُلًا مَاتَ. فَقِيلَ لَهُ: مَا عَمِلْتَ؟ فِيمَا ذَكَرَ أَوْ ذُكِرَ قَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَتَجَوَّزُ فِي السَّكَّةِ وَالنَّقْدِ، وَأَنْظُرُ الْمُعْسِرَ. فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ».

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اسے کہا گیا: تو نے کون سا (نیک) عمل کیا ہے؟ اسے یاد آ گیا یا یاد دلایا گیا تو اس نے کہا: میں سکے اور نقدی میں چشم پوشی کرتا تھا اور تنگ دست کو (قرض کی ادائیگی میں) مہلت دے دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔“

قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: أَنَا قَدْ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① لین دین میں نرمی کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ② وفات کے بعد تین مشہور سوالوں (تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟) کے علاوہ بھی بعض معاملات کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ ③ سکے میں چشم پوشی کا مطلب یہ ہے کہ سکے کی معمولی خرابی کو نظر انداز کر دیتا تھا جب کہ عام لوگ اس کی وجہ سے سکے قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے جس طرح آج کل گھسا ہوا سکہ یا پھٹا ہوا نوٹ قبول کرنے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ ④ اللہ کے ہاں حسن اخلاق کی بہت قدر و قیمت ہے۔ ⑤ مقررہ قرض کی ادائیگی میں مزید مہلت دے دینا بہت بڑی نیکی ہے۔ ⑥ بعض اوقات ایک نیکی انسان کی نظر میں معمولی ہوتی ہے لیکن وہ بخشش کا ذریعہ بن جاتی ہے اس لیے چھوٹی چھوٹی نیکیوں کی طرف بھی پوری توجہ دینی چاہیے۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ حُسْنِ الْمُطَالَبَةِ وَأَخْذِ الْحَقِّ فِي عَقَابٍ (التحفة ۵۵) باب: ۱۵- اچھے طریقے سے مطالبہ کرنا اور حق کی وصولی میں گناہ سے اجتناب کرنا

۲۴۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَلَفٍ الْعَسْفَلَانِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبِي مَرْثَمٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ

۲۳۲۱- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اپنا حق طلب کرے اسے چاہیے کہ شرافت سے طلب کرے پورا ادا ہو یا ادھر اور۔“

نَافِع، عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ طَالَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ وَافٍ، أَوْ غَيْرِ وَافٍ».

۲۴۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حق والے (قرض خواہ) سے فرمایا: ”اپنا حق شرافت سے وصول کرو پورا ادا ہو یا ادھورا۔“

۲۴۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمِّلِ بْنِ الصَّبَّاحِ الْقَيْمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ [مُحَبِّبٍ] الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ السَّائِبِ الطَّائِفِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَامِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِمَصَاحِبِ الْحَقِّ: «خُذْ حَقَّكَ فِي عَفَافٍ وَافٍ، أَوْ غَيْرِ وَافٍ».



🌞 فوائد و مسائل: ① قرض واپس مانگتے وقت جب مقروض ادا کرنے سے انکار کرے یا بہانہ بازی کرے مزید مہلت کا طالب ہو تو غصہ ا جانا فطری بات ہے لیکن غصے پر قابو پانا بہت بڑی نیکی ہے۔ ② عفاف (گناہ سے اجتناب یا شرافت) کا مطلب یہ ہے کہ نرمی اور شفقت سے مطالبہ کرے۔ گالی گلوچ تک نوبت نہ پہنچنے دے۔ وہی مال وصول کرے جو اس کے لیے لینا حلال ہے۔ ③ مقروض کو بھی چاہیے کہ قرض خواہ کے احسان کا خیال کرتے ہوئے اچھے طریقے سے بات کرے۔ وقت پر قرض ادا کرے۔ نہ کر سکے تو مزید مہلت طلب کرے اور معذرت کرے۔ ④ [وَافٍ أَوْ غَيْرِ وَافٍ] اگر عفاف کی صفت بنایا جائے تو عفاف کے مکمل یا غیر مکمل ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر غصہ ا جائے تو بھی حد سے نہ بڑھے اگر پوری طرح عفاف پر عمل نہیں ہو سکا تو جہاں تک ہو سکے اس کا خیال کرے۔ مسلمان بھائی کے احترام کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھے۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ  
(التحفة ۵۶)

۲۴۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۴۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۴۲۲۔ [حسن] أخرجه الحاكم: ۳۳، ۳۲/۲ من حديث أبي همام محمد بن محبوب به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح على شرط البخاري" قلت: "عبد الله بن يامين مجهول الحال وليس من رجال البخاري، وله شواهد عند ابن أبي شيبة: ۷/۲۵۱ وغيره، والحديث السابق شاهد له".

۲۴۲۳۔ أخرجه البخاري، الوكالة، باب الوكالة في قضاء الديون، ح: ۲۳۰۶ من حديث شعبة به، ومسلم، المساقاة، باب جواز اقتراض الحيوان واستحباب توفيته خيراً مما عليه، ح: ۱۶۰۱ عن محمد بن بشر به.

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ. ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : رَوَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي قُرْضٍ لَمْ يَكُنْ فِيهِ رِبَا وَلَا فَرْسُ لَوْ كُنَّا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ : سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّ خَيْرَكُمْ وَأَوْفَى خَيْرِكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً».

۲۴۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَهِيحَةَ ﷺ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْلَفَ مِنْهُ، حِينَ غَزَا حُنَيْنًا، ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ أَلْفًا. فَلَمَّا قَدِمَ قَضَاهَا إِتَاءَهُ. ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : «بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ. إِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْوَفَاءُ وَالْحَمْدُ».

فوائد و مسائل: ① ضرورت کے وقت قرض لینا جائز ہے۔ ② اچھے طریقے سے ادائیگی کا مطلب یہ ہے کہ بروقت ادائیگی کی جائے۔ ③ یہی چیز لی ہو اس سے بہتر ادا کرنا بھی حسن اخلاق میں شامل ہے، لیکن اگر یہ پہلے سے طے ہو اور قرض خواہ اس کا مطالبہ کرے تو یہ سود ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔ ④ قرض ادا کرتے وقت قرض خواہ کو دعائیں دینا اور اس کا شکریہ ادا کرنا بھی اچھے طریقے سے ادائیگی میں شامل ہے۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ : لِصَاحِبِ الْحَقِّ بَابُ : ۱۷- قرض خواہ کو (سخت بات کہنے کا) حَقٌّ ہے سُلْطَانُ (التحفة ۵۷)

۲۴۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى : رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ ﷺ فِي قُرْضٍ لَمْ يَكُنْ فِيهِ رِبَا وَلَا فَرْسُ لَوْ كُنَّا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ : سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّ خَيْرَكُمْ وَأَوْفَى خَيْرِكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً».

۲۴۲۴- [إسناده حسن] أخرجه النسائي، البيهقي، الاستقراض، ح: ۴۶۸۷ من حديث إسماعيل بن أحمد: ۳۶/۴ عن وكيعة بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عبد الله وثقه أبو داود، وابن حبان، وأبو من رجال البخاري، وثوقه أيضًا ابن حبان، فحديثهما لا ينزل عن درجة الحسن، وقال العراقي: "إسناده حسن" (اتحاف السادة المتقين: ۱۱۴/۵).

۲۴۲۵- [ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل حش بن المعتمر، وانظر، ح: ۲۳۱۰، ولبعضه شاهد عند

ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ سے قرض واپس مانگنے آیا کسی اور مالی حق کا مطالبہ کرنے آیا۔ اس نے کچھ (نامناسب) الفاظ کہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی تادیب کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رک جاؤ“ قرض والے کو اپنے ساتھی (مقرض) پر اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ادائیگی نہ کر دے۔“

الصُّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنْشٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يَطْلُبُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ بِدَيْنٍ، أَوْ بِحَقٍّ. فَتَكَلَّمَ بِبَعْضِ الْكَلَامِ. فَهَمَّ صَحَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ إِنْ صَاحِبَ الدَّيْنِ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى صَاحِبِهِ، حَتَّى يَقْضِيَهُ».

۲۴۲۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک بدو (عربی) نبی ﷺ سے اپنے کسی قرض کا تقاضا کرنے آیا جو آپ کے ذمے تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سخت لہجے میں بات کی حتیٰ کہ یہاں تک کہہ دیا: اگر آپ ادا نہیں کریں گے تو میں آپ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کروں گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے ڈانٹا اور کہا: تجھ پر افسوس! کیا تجھے معلوم نہیں تو کس سے مخاطب ہے؟ اس نے کہا: میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم نے حق والے کا ساتھ کیوں نہ دیا؟“ پھر نبی ﷺ نے حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا: ”اگر تمہارے پاس کھجوریں ہیں تو ہمیں قرض دے دو ہماری کھجوریں آئیں گی تو ہم تمہارا قرض ادا کر دیں گے۔“ انھوں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے رسول! میں تم کی تعمیل

۲۴۲۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَرِيمٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عُمَانَ، أَبُو شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ، أَطْنَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ الْأَعْمَشِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَاءَ أَغْرَابِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَتَقَضَّاهُ دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ. فَاسْتَدَّ عَلَيْهِ، حَتَّى قَالَ لَهُ: «أُخْرِجْ عَلَيْكَ إِلَّا قَضَيْتَنِي. فَانْتَهَرَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا: وَيَحَكَ تَذَرِي مَنْ تُكَلِّمُ؟ قَالَ: إِنِّي أَطْلُبُ حَقِّي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلَّا مَعَ صَاحِبِ الْحَقِّ كُنْتُمْ؟» ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَقَالَ لَهَا: «إِنْ كَانَ عِنْدَكَ ثَمَرٌ فَأَقْرِضِينَا حَتَّى يَأْتِيَنَا ثَمَرُنَا فَنَقْضِيكَ» فَقَالَتْ: نَعَمْ. يَا أَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: فَأَقْرِضْتُهُ. فَقَضَى



البيزار: (كشف: ۱۰۴/۲، ح: ۱۳۰۷)، وإسناده حسن.

۲۴۲۶۔ [حسن] وصححه البوصيري، وإسناده ضعيف لعليّ بن إحداهما شك الراوي، وانظر، ح: ۱۷۸، وله شاهد حسن عند أحمد: ۲۶۸/۶ من حديث محمد بن إسحاق قال: حدثني هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة به مطولاً، وتابعه يحيى بن عمير عن هشام به عند البيهقي: ۲۰/۶، وهو صدوق كما في الكاشف: ۳/۳۲۲.



الْأَعْرَابِيَّ وَأَطْعَمَهُ. فَقَالَ: أَوْفَيْتَ. أَوْفَى اللَّهُ لَكَ. فَقَالَ: «أُولَئِكَ خِيَارُ النَّاسِ. إِنَّهُ لَا فُدْسَتْ أُمَّةٌ لَا يَأْخُذُ الضَّعِيفُ فِيهَا حَقَّهُ غَيْرَ مُتَعَتِّعٍ».

کروں گی۔ انھوں نے آپ کو (کھجوریں) قرض دے دیں۔ نبی ﷺ نے اعرابی کا قرض ادا کیا اور اسے کھانا کھلایا۔ اس نے کہا: آپ نے مجھے پورا حق دے دیا اللہ آپ کو پورا دے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے لوگ بہترین ہوتے ہیں۔ وہ قوم پاک نہیں ہوتی جس میں کمزور کو پریشان کیے بغیر اس کا حق نہ دیا جائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قرض خواہ کو سختی کا حق حاصل ہے لیکن افضل یہی ہے کہ تقاضا کرنے میں بھی نرمی کی جائے اور مقرر قرض کو مناسب مہلت دے دی جائے۔ (دیکھیے: حدیث: ۲۳۲۱، ۲۳۱۷) ② جاہلوں کے غلط رویے کا جواب سختی سے نہ دیا جائے بلکہ برداشت کیا جائے۔ ③ حق دار کو اس کا حق اور قرض خواہ کو اس کا قرض بن مانگے ادا کرنا چاہیے۔ یہ انتظار نہ کیا جائے کہ وہ جب مانگے گا تب دے دیں گے۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ الْحَبْسِ فِي الدِّينِ

باب: ۱۸۔ قرض (کی عدم ادائیگی) کی وجہ

وَالْمَلَا زِمَةَ (التحفة ۵۸)

سے قید کرنا اور ساتھ رہنا

۲۴۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا وَبَرُّ بْنُ أَبِي ذُلَيْلَةَ الطَّائِفِيُّ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ بْنِ [مُسَيْكَةَ]، قَالَ وَكِيعٌ وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْ يَأْجِدُ يُجِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتُهُ».

۲۴۲۷- حضرت عمرو بن شریذ رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت شریذ ثقفی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ادائیگی کی طاقت رکھنے والا مال منول کرے تو اس کی بے عزتی کرنا اور اسے سزا دینا جائز ہو جاتا ہے۔“

قَالَ عَلِيُّ الطَّنَافِيسِيُّ: يَعْنِي عِرْضَهُ شِكَايَتَهُ، وَعُقُوبَتُهُ سِجْنَتُهُ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد) علی بن محمد طنافسی رحمہ اللہ نے فرمایا: بے عزتی کرنے سے مراد اس کی شکایت کرنا اور سزا سے مراد قید کرنا ہے۔

۲۴۲۷- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في الدين هل يحبس به، ح: ۳۶۲۸ من حديث وبرة، والنسائي، البيوع، مطل الغني، ح: ۴۶۹۳، ۴۶۹۴ من حديث وكيعة به، وعلقه البخاري في صحيحه، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۶۴، والحاكم: ۱۰۲/۴، والذهبي وقال الحافظ في الفتح: "وإسناده حسن".

☀️ نوآمد و مسائل: ① قرض بروقت ادا کرنا ضروری ہے۔ معقول عذر کے بغیر تاخیر جائز نہیں۔ ② اگر مقرض وقت پر قرض ادا نہ کرے تو اس کے خلاف حکمران یا قاضی سے شکایت کی جاسکتی ہے۔ حاکم اور قاضی کا فرض ہے کہ حق دار کو اس کا حق دلوائیں۔ ③ اگر مقرض واقعی قرض ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے مزید مہلت دی جائے یا قرض معاف کر دیا جائے یا بیت المال سے اس کی مدد کی جائے۔ بیت المال کا نظام موجود نہ ہونے کی صورت میں دوسرے لوگوں کا فرض ہے کہ زکوٰۃ و صدقات کے ذریعے سے اس کی مدد کریں۔ ④ جن جرائم میں حد نہیں ان میں مجرم کو تعزیر کے طور پر قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔

۲۴۲۸۔ حَدَّثَنَا هَدِيثُهُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ : حَدَّثَنَا الْهَرْمَاسِيُّ بْنُ حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِعَرِيمٍ لِي . فَقَالَ لِي : «الزَّيْمَةُ» . ثُمَّ مَرَّ بِي آخِرَ النَّهَارِ فَقَالَ : «مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ يَا أَخَا بَنِي تَمِيمٍ ؟»

۲۴۲۸۔ حضرت ہرماس بن حبیب رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت حبیب بن ثعلبہ) سے اور وہ ہرماس کے دادا (حضرت ثعلبہ بنی غنم رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: میں اپنے ایک مقروض کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ”(یہ جہاں جائے) اس کے ساتھ رہو۔“ پھر نبی ﷺ شام کے وقت میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”اے بنی تميم کے بھائی! تمہارے قیدی کا کیا بنا؟“

۲۴۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَبَيْحَى بْنُ حَكِيمٍ ، قَالَا : حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ : أَنبَأَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ ، عَنْ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنُ أَبِي حَذْرَفٍ ذَيْنَا لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ . حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا ، حَتَّى سَمِعَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۲۴۲۹۔ حضرت کعب بن مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے مسجد میں حضرت عبداللہ بن ابوحذرفہ رحمہ اللہ سے ان کے ذمے اپنے قرض کی واپسی کا تقاضا کیا۔ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں ان کی آوازیں سن لیں۔ نبی ﷺ باہر نکل کر ان کے پاس تشریف لائے اور حضرت کعب رحمہ اللہ کو آواز دی انھوں نے کہا: ”اللہ کے رسول! میں حاضر

۲۴۲۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، القضاء، الباب السابق، ح: ۳۶۲۹ من حديث النضر به \* هرماس بن حبيب، وأبو جهمولان كما حققته في نيل المقصود، بسر الله لنا طبعه.

۲۴۲۹۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب التقاضي والملازمة في المسجد، ح: ۴۵۷، ومسلم، المساقاة، باب استحباب الرضع من الدين، ح: ۱۵۵۸ من حديث عثمان بن عمر به.

وَهُوَ فِي بَيْتِهِ . فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا . فَنَادَى كَعْبًا . فَقَالَ : لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ : «دَعُ مِنْ دَيْنِكَ هَذَا» وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الشَّطْرِ . فَقَالَ : قَدْ فَعَلْتُ . قَالَ : «فَمَ قَافِضِهِ» .

ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”اپنے قرض میں سے اتنا معاف کر دو۔“ اور ہاتھ سے نصف کا اشارہ کیا (آدھا قرض چھوڑ دو)۔ انھوں نے کہا: میں نے معاف کیا۔ نبی ﷺ نے (ابن ابی حذرہ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ”اٹھو اس کا قرض ادا کرو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قرض خواہ مقروض سے قرض کی واپسی کا تقاضا کر سکتا ہے۔ ② دو آدمیوں میں کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو صلح کر ادینی چاہیے خاص طور پر وہ شخص جس کو جھگڑنے والوں پر کسی قسم کی فضیلت حاصل ہو اور اس کی بات مانی جاتی ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جھگڑا ختم کرائے۔ ③ صلح کے لیے صاحب حق اپنا کچھ حق چھوڑ دے تو بہت ثواب کی بات ہے۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ الْقَرْضِ (الصفحة ۵۹)

باب: ۱۹- قرض دینا

495

۲۴۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَلْفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ : حَدَّثَنَا يَعْلَى : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يُسَيْرٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ رُومِيٍّ قَالَ : كَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ أَدْنَانَ يَقْرِضُ عِلْقَمَةَ أَلْفَ دِرْهَمٍ إِلَى عَطَائِهِ . فَلَمَّا [خَرَجَ عَطَاؤُهُ] تَقَاضَا مَا مِنْهُ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ ، فَقَضَاهُ . فَكَأَنَّ عِلْقَمَةَ غَضِبَ . فَمَكَثَ أَشْهُرًا ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ : أَقْرِضْنِي أَلْفَ دِرْهَمٍ إِلَى عَطَائِي . قَالَ : نَعَمْ . وَكَرَامَةً . يَا أُمَّ عُبَيْةَ هَلُمِّي تِلْكَ الْخَرِيطَةَ الْمَخْتُومَةَ الَّتِي عِنْدَكَ . فَجَاءَتْ

۲۴۳۰- حضرت قیس بن روی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت سلیمان بن ادنان رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہا کو ان کا وظیفہ (تنخواہ) ملنے تک کی مدت کے لیے ایک ہزار درہم قرض دیا۔ جب انھیں وظیفہ ملا تو انھوں (سلیمان) نے ان سے سختی سے (قرض کی واپسی کا) تقاضا کیا۔ علقمہ رضی اللہ عنہا نے ادائیگی کر دی لیکن انھیں ناراضی محسوس ہوئی (کہ اتنی سختی سے تقاضا کیا ہے) چند ماہ ٹھہر کر وہ (پھر) ان کے پاس آئے اور کہا: مجھے تنخواہ ملنے تک ایک ہزار درہم قرض دے دیں۔ انھوں نے کہا: ہاں! (میں بڑی خوشی سے آپ کا احترام

۲۴۳۰- [ضعیف] أخرجه البيهقي: ۳۵۳/۵ من حديث سليمان بن يسير به مختصراً، وقال في سليمان: "قال البخاري: وليس بالقوي"، وقيس مجهول كما في التقريب، والسند ضعفه البوصيري، وأخرجه أحمد: ۴۱۲/۱ بإسناد حسن عن ابن أذنان به نحو المعنى \* وابن أذنان مستور لم أجد فيه توثيقاً يعتمد عليه، أخرجه البيهقي من طريق آخر عن ابن مسعود نحوه مرفوعاً، وقال: "نقده به عبدالله بن الحسين أبو حريز قاضي سجستان، وليس بالقوي" بإسناد غريب عن أنس رفعه: قرض الشيء خيراً من صدقته، وفيه نظر من أجل تمام.

بِهَا. فَقَالَ: أَمَّا وَاللَّهِ إِنَّهَا لَدَرَاهِمُكَ الَّتِي قَصَّيْتَنِي. مَا حَرَكْتُ مِنْهَا دِرْهَمًا وَاحِدًا. قَالَ: فَلِلَّهِ أَبُوكَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ بِي؟ قَالَ: مَا سَمِعْتُ مِنْكَ. قَالَ: مَا سَمِعْتُ مِنِّي؟ قَالَ: سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّتَيْنِ إِلَّا كَانَ كَصَدَقَتِهَا مَرَّةً».



قَالَ: كَذَلِكَ أَنَّبَانِي ابْنُ مَسْعُودٍ.

۲۴۳۱- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ:

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنُ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَأَيْتُ لَيْلَةً أُسْرِيَ بِي عَلَى

قرض سے متعلق احکام و مسائل

کرتے ہوئے (آپ کو قرض دیتا ہوں، پھر اپنی بیوی سے کہا): اے ام عتبہ! تمہارے پاس جو ہر بند قسمل ہے وہ لے آؤ۔ وہ لے آئیں تو (علقمہ سے) کہا: قسم ہے اللہ کی! یہ آپ کے وہی درہم ہیں جو آپ نے مجھے ادا کیے تھے۔ میں نے ان میں سے ایک درہم بھی ادھر ادھر نہیں کیا۔ علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا خوب! آپ نے مجھ سے جو سلوک کیا اس کی کیا وجہ؟ انھوں نے کہا: (اس کی وجہ وہ حدیث تھی) جو میں نے آپ سے سنی۔ انھوں نے کہا: آپ نے مجھ سے کون سی حدیث سنی؟ سلیمان نے کہا: میں نے آپ (علقمہ) کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان دوسرے مسلمان کو دو بار قرض دیتا ہے وہ ایک بار اتنا صدقہ کرنے کے برابر ہو جاتا ہے۔“

علقمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (واقعی) اسی طرح حدیث سنائی تھی۔

۲۴۳۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا: صدقے کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا۔ میں نے کہا: اے جبریل! کیا وجہ ہے کہ قرض صدقے سے بھی زیادہ فضیلت کا حامل ہے؟ انھوں نے کہا: اس لیے کہ سائل

۲۴۳۱- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه ابن عدي في الكامل: ۸۸۳/۳ من حديث هشام بن خالد به، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف"، وقال ابن حبان في هذا الحديث: "ليس بصحيح" \* خالد بن يزيد تكلم فيه فيما يروي عن أبيه، وقال ابن معين: "لم يرض أن يكذب علي أبيه حتى كذب علي أصحاب رسول الله ﷺ (تهذيب)، ولبعض حديثه شاهد عند الطبراني: ۲۹۷/۸، ح: ۷۹۷۶، والبيهقي في شعب الإيمان: ۳/۲۸۴، ح: ۳۵۶۴، وإسناده ضعيف، ولعلته انظر الحديث الآتي".

بَابُ الْحِجَةِ مَكْتُوبًا: الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا. وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةِ عَشَرَ. فَقُلْتُ: يَا جَبْرِيلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ؟ قَالَ: لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ. وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ.

(بعض اوقات) سوال کرتا ہے حالانکہ اس کے پاس (اس کی ضرورت کا مال) موجود ہوتا ہے جبکہ قرض لینے والا ضرورت (اور مجبوری) کی حالت ہی میں قرض لیتا ہے (کیونکہ قرض کی واپسی تو ضروری ہے اس لیے مجبوری کے وقت ہی لیا جاتا ہے)۔

۲۴۳۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ حُمَيْدٍ الصَّبِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ الْهِنَائِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: الرَّجُلُ مِمَّا يُقْرِضُ أَخَاهُ الْمَالَ فَيُهْدِي لَهُ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَقْرِضَ أَحَدُكُمْ قَرْضًا فَأَهْدِ لَهُ، أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّائِيَةِ، فَلَا يَرْكَبْهَا وَلَا يَتَبَلَّهْ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَبْلَ ذَلِكَ».

۲۴۳۳- حضرت یحییٰ بن ابواسحاق ہنائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ایک آدمی اپنے بھائی کو مال بطور قرض دیتا ہے پھر وہ (مقرض) اسے کچھ تحفہ دے دیتا ہے (کیا یہ مناسب ہے؟) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب (کسی کو) قرض دے پھر (مقرض) اسے تحفہ دے یا سواری کے لیے جانور پیش کرے تو (قرض خواہ کو چاہے کہ) وہ اس پر سواری نہ کرے اور نہ وہ (تحفہ) قبول کرے سوائے اس کے کہ ان دونوں میں پہلے سے (تحفے تحائف کا) یہ سلسلہ جاری ہو۔“

باب: ۲۰- فوت شدہ کی طرف سے

قرض کی ادائیگی

(المعجم ۲۰) - بَابُ آدَاءِ الدَّيْنِ عَنْ

الْمَيِّتِ (التحفة ۶۰)

۲۴۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَخْبَرَنِي

۲۴۳۳- حضرت سعد بن اطول جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا بھائی فوت ہو گیا اس نے تین سو درہم

۲۴۳۲- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۵۰/۵ من حديث هشام به، ونقل عن المعمرى أن قوله: يحيى بن أبي إسحاق الهنائي وهم، أخرجه من طريق سعيد بن منصور لنا إسماعيل به، وفيه يزيد بن أبي يحيى \* عقبه بن حميد ليس شامياً ورواية إسماعيل عن غير الشاميين ضعيفة، وانظر، ح: ۵۹۵.

۲۴۳۳- [حسن] أخرجه أحمد: ۷/۵ عن عفان به، وصححه البوصيري، وقال: "عبد الملك ذكره ابن حبان في الثقات"، ولحديثه شاهد عند أحمد، والبيهقي: ۱۰/۱۴۲، وإسناده حسن.

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبُو جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ الْأَطْوَلِ أَنَّ أَخَاهُ مَاتَ وَتَرَكَ ثَلَاثِمِائَةَ دِرْهَمٍ. وَتَرَكَ عِيَالًا. فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْفِقَهَا عَلَى عِيَالِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ أَخَاكَ مُحْتَبَسٌ بِدَيْنِهِ. فَأَقْضِ عَنْهُ». فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَدَيْتُ عَنْهُ إِلَّا دِينَارَيْنِ، ادْعَتْهُمَا امْرَأَةٌ وَلَيْسَ لَهَا بَيْتَةٌ. قَالَ: «فَأَعْطِهَا فَإِنَّهَا مُحِقَّةٌ».

(ترکہ) چھوڑ اور بال بچے بھی چھوڑے۔ میں نے چاہا کہ یہ مال اس کے بیوی بچوں پر خرچ کروں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا بھائی اپنے قرض کی وجہ سے قید ہے اس لیے اس کا قرض ادا کرو۔“ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا (سارا) قرض ادا کر دیا ہے سوائے دو دینار کے۔ ایک عورت ان کا دعویٰ کرتی ہے لیکن اس کے پاس کوئی ثبوت (گواہی وغیرہ) نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے دے دو وہ سچی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① بیوی بچوں پر خرچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مال ان کے حوالے کر دیا جائے یا اس سے ان کی ضروریات پوری کی جائیں کیونکہ مرنے والے کے ترکے میں سے بیوی کا حصہ مقرر ہے جو باقی بچے وہ بچوں کا ہے۔ ② وراثت میں بعض افراد کا حصہ مقرر ہے۔ انھیں حصہ دینے کے بعد باقی مال قریبی رشتے داروں کو ملتا ہے۔ انھیں ”عصبہ“ کہتے ہیں۔ عصبہ افراد میں بیٹا بھائی پر مقدم ہے۔ ③ ترکے کی تقسیم قرض کی ادائیگی کے بعد ہوتی ہے۔ ④ عورت کا یہ دعویٰ تھا کہ مرنے والے کے ذمے اس کے دو دینار تھے۔ حضرت سعد بن اطول رضی اللہ عنہ اپنے اطمینان کے لیے گواہی طلب کرتے تھے عورت کے پاس گواہی نہ تھی اس قسم کی مشکلات سے بچنے کے لیے حکم دیا گیا ہے کہ قرض کا لین دین تحریر میں لانا چاہیے اور گواہ بھی مقرر کیے جائیں۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے معلوم ہو گیا کہ عورت کا دعویٰ درست ہے اس لیے نبی ﷺ نے اسے دو دینار دلوادیے۔ ⑥ قرض ادا نہ ہونے کی صورت میں فوت ہونے والے کو اللہ کے ہاں قید کیا جاتا ہے لیکن یہ قید صرف جنت میں داخلے سے رکاوٹ ہے اس کی وجہ سے وہ جہنم کا مستحق نہیں بن جاتا۔ واللہ اعلم۔

۲۴۳۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَاهُ تُوْفِيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسَقَا لِرَجُلٍ

۲۳۳۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد (حضرت عبد اللہ بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ) فوت ہوئے تو ان کے ذمے ایک یہودی کا تیس وسق غلہ قرض تھا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے مہلت مانگی تو اس نے مہلت دینے سے انکار کر دیا

۲۴۳۴۔ أخرجه البخاري، الاستقراض، باب إذا قاض أو جازفه في الدين تمرًا بتمر أو غيره، ح: ۲۳۹۶ من حديث هشام به، وأبو داود، ح: ۲۸۸۴ عن طريق شعيب به.

مِنَ الْيَهُودِ. فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ. فَأَبَى أَنْ يُنْظَرَهُ: فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِيَسْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ. فَجَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِي لَهُ عَلَيْهِ. فَأَبَى عَلَيْهِ. فَكَلَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَبَى أَنْ يُنْظَرَهُ. فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّخْلَ. فَمَسَى فِيهَا. ثُمَّ قَالَ لِحَابِرٍ: «جُدْ لَهُ فَأَوْفِ بِهِ الَّذِي لَهُ» فَجَدَّ لَهُ، بَعْدَ مَا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثَلَاثِينَ وَسَقًا. وَفَضَلَ لَهُ اثْنَا عَشَرَ وَسَقًا. فَجَاءَ جَابِرٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِي كَانَ. فَوَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَائِبًا. فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَاءَهُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدْ أَوفَاهُ. وَأَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ الَّذِي فَضَلَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَخْبِرْ بِذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ» فَذَهَبَ جَابِرٌ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ عَلِمْتُ جِبْنَ مَسَى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، لَيْسَ بِرَكْنٍ اللَّهُ فِيهَا.

تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ یہودی سے ان کی سفارش کرویں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے تشریف لے جا کر یہودی سے بات چیت کی (اور یہ پیش کش کی) کہ ان پر جو قرض ہے اس کے بدلے وہ ان کی کھجوروں کا سارا پھل لے لے تو اس (یہودی) نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو مہلت دینے کا کہا تو اس نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے اور درختوں کے درمیان چلے پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”پھل اتارو اور اسے اس کا حق پورا دے دو۔“ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد انھوں نے پھل اتار کر تیس دن کھجوریں اس (یہودی) کو دے دیں اور بارہ دن کھجوریں بیچ گئیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی خبر دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ موجود نہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو جابر رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر اطلاع دی کہ انھوں نے اس (یہودی) کو پوری ادائیگی کر دی ہے اور جو مقدار بیچ گئی تھی وہ بھی بتائی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمر بن خطاب کو بھی یہ بات بتاؤ۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انھیں یہ بات بتائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ اس (باغ) میں چل رہے تھے تو مجھے اسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس پھل میں ضرور برکت عطا فرمائے گا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد غزوہ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ ② حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد پر اور بھی بہت سے لوگوں کا قرض تھا۔ ان کے بارے میں دوسری احادیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ یہودی ان قرض خواہوں میں سے ایک تھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الاستقراض وأداء الديون.....) باب إذا قضى دون حقه أو حله فهو جائز، حدیث: (۲۳۹۵) ③ اس یہودی کے سوا دوسرے قرض خواہوں کو ادا مانگی کرتے وقت خود نبی ﷺ نے ماپ کر ہر ایک کو اس کا قرض ادا کیا تھا۔ (صحیح البخاری، الاستقراض.....) باب الشفاعة في وضع الدين، حدیث: (۲۴۰۵) ④ کھانے پینے کی چیزوں میں یہ برکت رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے جو متعدد مواقع پر ظاہر ہوا۔ ⑤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان اتنا زیادہ تھا کہ انھیں معجزہ ظاہر ہونے سے پہلے ہی یقین ہو گیا کہ یہ واقعہ یوں پیش آئے گا۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت اور شان کا اظہار ہوتا ہے۔ ⑥ ”وقت“ ساٹھ صاع کے برابر ہوتا ہے جس کی کل مقدار ہمارے یہاں کے اعتبار سے تقریباً چار من بنتی ہے۔

(المعجم ۲۱) - بَابُ ثَلَاثٍ مِّنْ اَدَانٍ فِيْهِنَّ  
قَضَى اللّٰهُ عَنْهُ (التحفة ۶۱)  
باب: ۲۱- تین کاموں کے لیے قرض لینے  
والے کا قرضہ اللہ تعالیٰ ادا فرمائے گا



۲۴۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رَشِيدُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ وَأَبُو أَسَامَةَ وَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ أَنْعَمٍ، قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ: [و] حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ ابْنِ أَنْعَمٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ عَبْدِ الْمُعَافِرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الدَّيْنَ يُقْضَى مِنْ صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا مَاتَ إِلَّا مَنْ تَدَيَّنَ فِي ثَلَاثٍ خِلَالٍ: الرَّجُلُ تَضَعُفُ قُوَّتُهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَسْتَدِينُ يَتَّقَوِي بِهِ لِعَدْوِ اللَّهِ وَعَدْوِهِ. وَرَجُلٌ يَمُوتُ عِنْدَهُ مُسْلِمٌ، لَا يَجِدُ مَا يَكْفِيهِ وَيُؤَارِيهِ إِلَّا

۲۴۳۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن مقرض سے قرض وصول کیا جائے گا جب وہ (مقرض ہو کر) فوت ہو جائے مگر جو شخص تین کاموں کے لیے قرض لیتا ہے (وہ اس سے مستثنیٰ ہے)۔ وہ شخص جس کی اللہ کے راستے میں (جہاد کرنے کی) قوت کم ہو جاتی ہے تو وہ اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کا مقابلہ کرنے کی طاقت حاصل کرنے کے لیے قرض لیتا ہے۔ (دوسرا) وہ شخص جس کے پاس کوئی مسلمان فوت ہوتا ہے اور اس کے پاس قرض لیے بغیر اس کے کفن و دفن کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور (تیسرا) وہ شخص جسے اپنے بے نکاح رہنے کی صورت میں (گناہ میں ملوث ہونے کا خطرہ محسوس کر کے) اللہ



۱۵۔ أبواب الصدقات۔ قرض سے متعلق احکام و مسائل

بَدِينٍ۔ وَرَجُلٌ خَافَ اللَّهَ عَلَى نَفْسِهِ  
 الْعُزْبَةُ، فَيَنْكُحُ نَحْشِيَّةً عَلَى دِينِهِ. فَإِنَّ اللَّهَ  
 يَفْضِي عَنْ هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.»  
 سے خوف آتا ہے وہ اپنے دین (میں خرابی) کے ڈر  
 سے (قرض لے کر) نکاح کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت  
 کے دن ان (تین قسم کے افراد) کا قرض ادا کر دے گا۔“



**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

## رہن کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، مشروعیت اور اس سے متعلق چند ضروری احکام

\* لغوی معنی: لغت میں رہن سے مراد [الْثَّبُوتُ وَالِدْوَامُ] کسی چیز کا ثابت اور دائمی ہونا ہے جیسے کہا جاتا ہے: [ماءٌ رَهِينٌ] یعنی ٹھہرا ہوا پانی۔ یا اس کے معنی [الْحَبْسُ وَاللَّزُومُ] ہیں یعنی کسی چیز کا محبوس اور لازمی ہونا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ﴾ (المائدہ: ۷۴: ۳۸) ”ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے۔“ یعنی محبوس ہے۔ اور اس کا اطلاق اس چیز پر بھی ہوتا ہے جسے بطور ضمانت قرض خواہ کے حوالے کیا جاتا ہے۔

\* اصطلاحی تعریف: [الْمَالُ الَّذِي يُجْعَلُ وَثِيْقَةً بِالَّذِيْنَ لِيَسْتَوْفِيَ مِنْ ثَمَنِهِ اِنْ تَعَلَّزَ اِسْتِيفَاءً هُوَ مِمَّنْ هُوَ عَلَيْهِ] ”رہن وہ مال ہے جو قرض حاصل کرنے کے لیے بطور ضمانت دیا جاتا ہے تاکہ عدم ادائیگی کی صورت میں قرض دینے والا اپنا حق اس مال میں سے وصول کر لے۔“

\* رہن کی مشروعیت: رہن قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنَ مَقْبُوضَةً﴾ (البقرہ: ۲۰۳) ”اگر تم سفر میں ہو اور (قرض کی دستاویز) لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی چیز قبضے میں کر لیا کرو۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا گروی کے متعلق عمل بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: [رَهْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ دِرْعًا لَهُ عِنْدَ يَهُودِيٍّ فِي

۱۶۔ أبواب الرهون ..... رہن کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، مشروعیت اور اس سے متعلق چند ضروری احکام

الْمَدِينَةِ فَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِ] (صحيح البخاري، البيوع، باب شراء النبي ﷺ بالنسيئة، حديث: ۲۰۶۹، ومسند أحمد: ۳/۱۳۳، واللفظ له) ”رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھ کر اپنے گھر والوں کے لیے جو (بطور قرض) حاصل کیے۔“

\* گروی رکھنے کے چند ضروری احکام: ① راہن (رہن رکھنے والا) وہ شخص ہے جو اپنی کوئی چیز رہن رکھ کر کسی سے قرض پر رقم حاصل کرتا ہے۔

② مرتہن وہ شخص ہے جو کوئی چیز قبضے میں لے کر قرض کی رقم ضرورت مند کو دیتا ہے۔

③ مرہون یا رہن وہ چیز (مکان، دوکان یا سواری وغیرہ) ہے جو بطور ضمانت مرتہن کی تحویل میں دے دی جائے۔

④ قرض لینے کے ساتھ گروی رکھی جانے والی چیز مرتہن کے حوالے کرنا ضروری ہے الا یہ کہ مرتہن خود واپس کر دے۔

⑤ جن چیزوں کی فروخت جائز نہیں ان کا گروی رکھنا بھی درست نہیں۔

⑥ مدت ختم ہونے پر قرض واپس کیا جائے گا ورنہ مرتہن گروی چیز میں سے اپنا حق وصول کرے گا۔

⑦ رہن مرتہن کے پاس بطور امانت ہوتا ہے اگر اس کی زیادتی یا غفلت سے وہ ضائع ہوا تو وہ ضامن ہوگا۔

⑧ رہن کو مرتہن کے علاوہ کسی دوسرے امانتدار شخص کے پاس بھی رکھا جاسکتا ہے۔

⑨ اگر قرض کی مقدار میں اختلاف ہو جائے تو راہن قسم کھائے گا یا مرتہن ثبوت مہیا کرے گا۔

⑩ اگر رہن کی واپسی میں اختلاف ہو جائے تو بھی مرتہن ثبوت دے گا جبکہ راہن قسم کھائے گا۔

⑪ مرتہن گروی رکھی ہوئی سواری یا جانور پر خرچ کر کے اس سے فائدہ لے سکتا ہے۔

⑫ گروی رکھی ہوئی چیز کی آمدنی اجرت اور نسل وغیرہ میں اضافہ راہن کا ہے۔

⑬ اگر راہن فوت ہو جائے تو دیگر قرض خواہوں سے پہلے مرتہن کا حق دیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۶) أَبْوَابُ الرُّهُونِ (التحفة ...)

رہن (گروی رکھی ہوئی چیز) سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - [بَابُ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ] (التحفة ۶۲)  
باب: ۱- حدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

۲۴۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۴۳۶- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک یہودی سے غلام ادھار خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس رہن رکھی۔  
حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ، وَرَهْنَهُ ذِرْعَهُ.

۲۴۳۷- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: ۲۴۳۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھ کر اس سے اپنے گھر والوں کے لیے جو حاصل کیے۔  
حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقَدْ رَهَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذِرْعَهُ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِالْمَدِينَةِ. فَأَخَذَ لِأَهْلِهِ مِنْهُ شَعِيرًا.

۲۴۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۴۳۸- حضرت اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ کی زرہ  
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامٍ، عَنْ

۲۴۳۶- أخرجه البخاري، البيوع، باب شراء الطعام إلى أجل، ح: ۲۲۰۰ من حديث حفص به، ومسلم، المساقاة، باب الرهن وجوازه في الحضرة كالسفر، ح: ۱۶۰۳ عن ابن أبي شيبة.  
۲۴۳۷- أخرجه البخاري، البيوع، باب شراء النبي ﷺ بالنسيئة، ح: ۲۰۶۹ من طريق هشام به.  
۲۴۳۸- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۵۳/۶ عن وكيع به، وحسنه البوصيري، وانظر، ح: ۱۴۹۶ لحال شهر بن حوشب رحمه الله.

## ۱۶- ابواب الرهن

رہن سے متعلق احکام و مسائل

شَهِيرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوْفِيَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِطَلْعَامٍ.

ایک یہودی کے پاس غلے کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی۔

۲۴۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجَمْعِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ خَبَابٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَاتَ وَدِرْعُهُ رَهْنٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ، بِثَلَاثِينَ ضَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

۲۴۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔

🌞 نوامد و مسائل: ① رہن کا مطلب ہے کہ کسی کے پاس اپنی کوئی چیز بطور ضمانت رکھ کر اس سے قرض یا ادھار لینا۔ ضرورت کے وقت اس طرح قرض لینا یا دینا جائز ہے۔ ② قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿وَأِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنَ مَقْبُوضَةً﴾ (البقرة: ۲۸۳) ”اگر تم سفر میں ہو اور تمہیں (قرض کا لین دین) لکھنے والا نہ ملے تو رہن قبضے میں رکھ لیا کرو۔“ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رہن کا معاملہ سفر کے ساتھ خاص ہے۔ حدیث سے واضح ہو گیا کہ حضر میں بھی گروی رکھنا جائز ہے۔ ③ غیر مسلموں سے لین دین کرنا جائز ہے۔ یہ ان سے دلی دوستی نہ رکھنے کے منافی نہیں۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے پاس غنائم وغیرہ کا جو مال آتا تھا اس کا پانچواں حصہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی ضروریات پر خرچ کرنے کی اجازت تھی تاہم رسول اللہ ﷺ یہ بھی عام مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ فرما دیتے تھے اس لیے رہن شدہ زرہ واپس لینے کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲) - بَابُ: الرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَتَحْلُوبٌ (التحفة ۶۳)

باب ۲۰- رہن کے جانور پر سواری کرنا اور اس کا دودھ پینا

۲۴۴۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۲۴۴۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سواری کا جانور جب رہن رکھا جائے تو اس پر سواری کی جائے گی اور دودھ دینے

۲۴۳۹- [حسن] وصححه صاحب الزوائد، وانظر تخریج النہایة فی الفتن والملاحم، ح: ۲۴۹ لحال ہلال بن خباب رحمہ اللہ.

۲۴۴۰- أخرجه البخاری، الرهن فی الحضرة، باب الرهن مرکوب ومحلوب، ح: ۲۵۱۱، ۲۵۱۲ من حدیث زکریاہ.



حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصَمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَمَنْ كُنْتُ خَصَمُهُ خَصَمْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي، ثُمَّ عَذَرَ. وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكْلَ ثَمَنَهُ. وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا، فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُوفِهِ أَجْرَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین شخص ایسے ہیں جن کے خلاف قیامت کے دن میں خود مدعی ہوں گا اور جس کے خلاف میں مدعی ہوں گا میں اس سے مقدمہ جیت جاؤں گا (لہذا یہ تین افراد ضرور سزا پائیں گے)۔ (ایک) وہ شخص جو اللہ کا نام لے کر عہد کرے پھر عہد شکنی کرے (دوسرا) وہ جو کسی آزاد انسان کو (غلام بنا کر) بیچ ڈالے اور اس کی قیمت کھالے اور (تیسرا) وہ شخص جو کسی کو مزدور رکھے پھر اس سے پورا کام لے کر اس کو اجرت

پوری نہ دے۔“

🌞 نوادہ و مسائل: ① مذکورہ گناہوں کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور یہ بہت بڑے گناہ ہیں۔ ② عہد شکنی ویسے بھی کبیرہ گناہ ہے اور اسے منافق کی علامتوں میں ذکر کیا گیا ہے اس کے ساتھ جب اللہ کے احترام کو ملحوظ نہ رکھنے کا گناہ بھی مل جائے تو گناہ اور بھی بڑا ہو جاتا ہے۔ ③ غلام کو آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ آزاد آدمی کو اغوا کر کے غلام بنالینا اس کے بالکل برعکس عمل ہے اس لیے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ④ اگر کسی کو اغوا کر کے غلام بنالیا جائے تو ممکن ہے کہ وہ بھی مجرم کو اپنی غلطی کا احساس ہو اور وہ اسے آزاد کر دے لیکن جب اسے بیچ دیا گیا تو اب اس کا آزاد ہونا بہت مشکل ہے اس لیے یہ گناہ اور بڑا ہو جاتا ہے۔ ⑤ کسی سے اجرت پر کام لینا ایک دو طرفہ معاہدہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کام کرے گا اور دوسرا اس کے بدلے اسے مقررہ رقم ادا کرے گا۔ کام مکمل ہو جانے کے بعد کارکن کے لیے تو معاہدہ توڑنا ممکن نہیں رہتا البتہ کام لینے والا ظلم کرتے ہوئے اس کا حق مار سکتا ہے۔ اس کی مجبوری کی وجہ سے یہ ایک بڑا جرم بن جاتا ہے کیونکہ اس میں ظلم بھی ہے عہد شکنی بھی ہے اور حرام کھانا بھی ہے۔ ⑥ قیامت کی سزا اور رسوائی سے بچنے کے لیے کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ ⑦ اسلام میں عدل و انصاف کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اسلامی معاشرہ وہی ہے جو عدل و انصاف پر کاربند ہو۔ ⑧ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر عدل و انصاف کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ ان کا معاشرہ اسلامی بن سکے۔



۲۴۴۳- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ ۲۴۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ سَعِيدٍ عَطِيَّةٌ ۲۴۴۳- ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مزدور کو اس کا پسینہ خشک

الجمهور في غير عبدالله بن عمر، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن أبدًا، انظر، ح: ۲۳۰۱.

۲۴۴۳- [صحیح] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۲۳۸، لعلته، وله شاهد عند الطحاوي في مشكل الآثار: ۱۴۲/۴، وإسناده صحيح، وبه صح الحديث.



## ۱۶- أبواب الرهون ..... مزدوری سے متعلق احکام و مسائل

السَّلَامِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ، قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مزدور کو مزدوری کا حق ختم ہونے کے فوراً بعد ادا کر دینی چاہیے۔ ② کسی جائز وجہ کے بغیر ٹال مٹول کر نا بہت بڑا گناہ ہے۔

(المعجم ۵) - بَابُ إِجَارَةِ الْأَجِيرِ عَلَى طَعَامٍ بَطْنِيهِ (الشفعة ۶۶)

باب: ۵- پیٹ بھر کھانے کے عوض مزدور رکھنا

۲۴۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْجُمَيْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْبَةَ بْنَ [الثَّدْر] يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَ ﴿طَسْرَةً﴾. حَتَّى إِذَا بَلَغَ قِصَّةَ مُوسَى قَالَ: «إِنَّ مُوسَى ﷺ أُجِرَ نَفْسَهُ ثَمَانِي سِنِينَ، أَوْ عَشْرًا، عَلَى عَفْوٍ فَرَجِهَ وَطَعَامٍ بَطْنِيهِ».

۲۴۴۳- حضرت عتبہ بن نذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے سورہ طسّم (قصص) تلاوت فرمائی تھی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے تک پہنچے (آیت ۲۸-۲۷) تو فرمایا: ”موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ دس سال پاک دامنی اور پیٹ بھر روٹی کے عوض مزدوری کی۔“

🌞 فائدہ: ”پاک دامنی“ کی شرط سے مراد نکاح کا وعدہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

۲۴۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ ۲۴۴۵- حضرت حیان (بن بسطام ہذلی رضی اللہ عنہ) سے

۲۴۴۴- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۷/۱۳۵، ح: ۳۳۳ من طريق محمد بن المصنف به، وضعفه البوصيري، وإسناده ضعيف جدًا، منها ضعف مسلمة بن علي، فإنه متروك، انظر، ح: ۳۵۱.

۲۴۴۵- أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۳/۵۴، وابن سعد: ۴/۳۲۶، والبيهقي: ۶/۱۲۰، وأبو نعيم في الحلية: ۱/۳۷۹ من طرق عن سليم به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح موقوف" \* حيان بن بسطام وثقه ابن حبان، ولحديثه شاهد صحيح عند ابن سعد، وشاهد آخر عند أبي نعيم في حلية الأولياء، وابن عساكر في تاريخ دمشق، وفيه ابن لهيعة المدلس.

عَمَرُو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ. سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَشَأْتُ بَيْتِي، وَهَاجَرْتُ مِسْكِينَ، وَكُنْتُ أَجِيرًا لِابْنَةِ غَزْوَانَ بَطْعَامَ بَطْنِي وَعَقَبَةَ رَجُلِي. أَحْطَبَ لَهُمْ إِذَا نَزَلُوا. وَأَحْذُو لَهُمْ إِذَا رَكِبُوا. فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ الدِّينَ قَوَامًا، وَجَعَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ إِمَامًا.

روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا انھوں نے فرمایا: میں نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اور مفلسی کی حالت میں ہجرت کی۔ میں پیٹ بھر کھانے اور (سفر کے دوران میں) اپنی باری پر سواری کی شرط پر بنت غزدان کا نوکر تھا۔ (سفر کے دوران میں) جب وہ لوگ (کسی منزل پر) ٹھہرتے تو میں ان کے لیے ایندھن جمع کر کے لایا کرتا تھا اور جب وہ سوار ہو کر چلتے تو میں خدی خوانی کرتا (تا کہ اونٹ تیز چلیں)۔ اللہ کا شکر ہے جس نے دین کو سہارا (اور ترقی کا باعث) بنایا اور ابو ہریرہ کو (وہابی اور نیادی طور پر) امام (عالم اور گورنر) بنادیا۔



(المعجم ۶) بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَقِي كُلَّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ وَيَشْتَرِي جِلْدَةً (التحفة ۶۷)

۲۴۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنْشٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَصَابَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ خَصَاصَةٌ. فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا. فَخَرَجَ يَنْتَمِسُ عَمَلًا يُصِيبُ فِيهِ شَيْئًا لِيُقَيِّتَ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. فَأَتَى بُسْتَانًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ. فَاسْتَقَى لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ دَلْوًا. كُلُّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ. فَخَيَّرَهُ الْيَهُودِيُّ

۲۴۴۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کو فاقہ آ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو وہ کسی کام کی تلاش میں نکلے تا کہ اس کے ذریعے سے کچھ (اجرت) ملے جس سے وہ رسول اللہ ﷺ کو کھانا کھلائیں۔ وہ ایک یہودی کے باغ میں جا پہنچے اور اس کے لیے ایک ڈول پانی نکالا۔ یہودی نے آپ کو اختیار شرط پر سترہ ڈول پانی نکالا۔ یہودی نے آپ کو اختیار دیا کہ سترہ بچہ گجوریں جن کر لے لیں۔ وہ ان (گجوروں)

۱۶۔ ابواب الرہون۔ مزدوری سے متعلق احکام و مسائل  
مِنْ تَمْرِهِ، سَبْعَ عَشْرَةَ عَجْوَةً. فَجَاءَ بِهَا إِلَى كَوَلِ كَرِ اللَّهِ كَيْ نَبِيٍّ لِّلَّهِ.

۲۴۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ أَذْلُو الدَّلُوَ بِتَمْرَةٍ. وَأَشْتَرِطُ أَنَّهَا جَلِدةٌ.

۲۴۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں ایک کھجور کے بدلے میں ایک ڈول پانی نکالتا تھا اور یہ شرط لگا لیتا تھا کہ وہ عمدہ ہوگی۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سند اضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے، بائیں کام شروع کرنے سے پہلے اجرت کا تعین کر لینا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للذہبی: ۳۱۳/۵-۳۱۵) ② مزدوری کے کام یا اس کی اجرت کے بارے میں مناسب شرطیں مقرر کر لینا جائز ہے۔

۲۴۴۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِي أَرَى لَوْنَكَ مُتَكْفِفًا؟ قَالَ: «الْخَمَصُ» فَأَنْطَلَقَ الْأَنْصَارِيُّ إِلَى رَحْلِهِ. فَلَمْ يَجِدْ فِي رَحْلِهِ شَيْئًا. فَخَرَجَ يَطْلُبُ. فَإِذَا هُوَ بِيَهُودِيٍّ يَسْقِي نَخْلًا. فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ لِلْيَهُودِيِّ: أَشَقِي نَخْلَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: كُلْ دَلُوَ بِتَمْرَةٍ. وَأَشْتَرِطُ الْأَنْصَارِيُّ أَنْ لَا يَأْخُذَ خِدْرَةً وَلَا تَارِزَةً وَلَا حَشَقَةً. وَلَا يَأْخُذَ إِلَّا

۲۴۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: انصار میں سے ایک صاحب نے آکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدلا ہوا کیوں محسوس ہو رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بھوک (کی وجہ سے) ہے۔“ انصاری صحابی اپنے گھر گئے، گھر میں انھیں (کھانے کی) کوئی چیز نہ ملی۔ وہ (کام کی) تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ دیکھا کہ ایک یہودی کھجور کے درختوں کو پانی دے رہا تھا۔ انصاری صحابی نے یہودی سے کہا: کیا میں تمہارے درختوں کو پانی دے دوں؟ اس نے کہا: ہاں (دے دو) اور کہا: ہر ڈول کا معاوضہ ایک کھجور ہوگی۔ انصاری نے

۲۴۴۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه البزار في البحر الزخار: ۳۱۲/۲، ح: ۷۳۸ من حديث سفیان الثوري به، وانظر، ح: ۱۶۲، ۴۶، لعلتي، وصححه البوصيري.

۲۴۴۸۔ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۲۶۰ لحال عبد الله بن سعيد المقبري.

جِلْدَةً. فَاسْتَقْبَىٰ بَنَحْوٍ مِنْ صَاعَيْنِ. فَجَاءَ بِهِ  
إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

شرط لگائی کہ وہ کالی، سوکھی اور خراب کھجور نہیں لیں گے بلکہ عمدہ کھجور ہی لیں گے۔ انھوں نے (باغ کو) پانی دے کر اس کے عوض تقریباً دو صاع کھجوریں حاصل کر لیں اور انھیں لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(المعجم ۷) - بَابُ الْمُرَاعَةِ بِالثَّلْثِ  
وَالرُّبْعِ (التحفة ۶۸)

باب: ۷- پیداوار کے تیسرے اور  
چوتھے حصے کے عوض کاشت کرنا

۲۴۴۹- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا  
أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،  
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ  
قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ  
وَالْمُرَابَةِ. وَقَالَ: «إِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةً: رَجُلٌ  
لَهُ أَرْضٌ، فَهُوَ يَزْرَعُهَا. وَرَجُلٌ مُنِيعٌ أَرْضًا،  
فَهُوَ يَزْرَعُ مَا [مُنِيعٌ]. وَرَجُلٌ اسْتَكْرَى أَرْضًا  
يَذْهَبُ أَوْ فِضَّةً».

۲۴۴۹- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مرابہ سے منع فرمایا، اور ارشاد فرمایا: ”تین طرح کے افراد کاشت کر سکتے ہیں: ایک وہ آدمی جس کی زمین ہے وہ اسے کاشت کرتا ہے، دوسرا وہ جسے کچھ زمین (تختے کے طور پر) دی گئی وہ اس زمین کو کاشت کر سکتا ہے جو اسے دی گئی تیسرا وہ جو سونے یا چاندی کے عوض زمین کرائے پر لیتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① محاقلہ اور مرابہ کی تشریح کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۲۶۵ کا فائدہ نمبر: ۲- ② جس طرح غریب آدمی کی مدد کے لیے نقد رقم دی جاسکتی ہے اسی طرح اسے زمین کا ٹکڑا بھی دیا جاسکتا ہے تاکہ وہ کاشت کر کے رزق حلال حاصل کرے اور یہ اس کے لیے آمدنی کا مستقل ذریعہ بن جائے۔ ③ زمین بٹائی پر لینا یا دینا جائز ہے اس میں رقم اور مدت کا تعین وضاحت سے ہو جانا چاہیے تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔ ④ سونے چاندی سے مراد نقد رقم ہے کیونکہ اس دور میں سونے کا سکہ (دینار) اور چاندی کا سکہ (درہم) رائج تھے۔

۲۴۵۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ  
ابْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ

۲۴۵۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

انھوں نے فرمایا: ہم خبرہ پر عمل کرتے تھے اور اس میں

۲۴۴۹- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في التشديد في ذلك، ح: ۳۴۰۰ من حديث أبي الأحوص به طارق هذا وثقه الجمهور، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

۲۴۵۰- أخرجه مسلم، البيهقي، باب كراء الأرض، ح: ۱۵۴۷ من حديث شفيان به.

عَبِيْنَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كُنَّا نَخَابِرُ وَلَا تَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا. حَتَّى سَمِعْنَا رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْهُ. فَتَرَ كُنَّا لِقَوْلِهِ. كرويا۔

حرج نہیں سمجھتے تھے حتیٰ کہ ہم نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ فرمان سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے تو ان کی بات سن کر ہم نے مخابرہ ترک کر دیا۔

**فوائد و مسائل:** ① [مخابرہ] کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی کی زمین ہو اور دوسرا اس میں کاشت کاری کرے اور ان کے درمیان یہ معاہدہ ہو جائے کہ پیداوار میں سے اتنا حصہ کاشت کار کا ہے اور اتنا حصہ زمین دار کا۔ اس کی جائز صورت یہ ہے کہ کل پیداوار میں سے حصہ مقرر کیا جائے مثلاً: کل پیداوار کا نصف کاشت کار کا ہوگا اور نصف زمین کے مالک کا یا ایک حصہ مزارع کا ہوگا اور دوسرے زمیندار کے۔ ممنوع صورت یہ ہے کہ کھیت کے فلاں حصے کی پیداوار مزارع کی ہوگی اور فلاں حصے کی پیداوار زمیندار کی۔ (دیکھئے 'حدیث: ۲۳۵۸) ② ضرورت سے زائد زمین بغیر کسی معاوضے کے کسی ضرورت مند کو کاشت کے لیے دے دینا افضل ہے، یعنی مالک اس کی پیداوار میں سے کچھ نہ لے۔ یہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کرتے تھے۔

۲۴۵۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: كَانَتْ لِرَجُلٍ مِّنَّا فُضُولٌ أَرْضِينَ يُؤَاجِرُونَهَا عَلَى الثَّلْثِ وَالرُّبْعِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ فُضُولٌ أَرْضِينَ فَلْيَزِرْغَهَا أَوْ لِيَزِرْغَهَا أَخَاهُ. فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ».

۲۳۵۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم میں سے کچھ افراد کے پاس (ضرورت سے) زائد زمینیں تھیں، وہ انھیں تہائی یا چوتھائی پیداوار کے عوض بٹائی پر دیتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس کے پاس زائد زمین ہو تو وہ اسے خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کرنے دے، اگر وہ ایسے نہیں کرنا چاہتا تو اپنی زمین اپنے پاس رکھے۔"

**فائدہ:** "اپنے پاس رکھے" اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین خالی پڑی رہنے دے۔ اور ظاہر ہے کہ خالی پڑی رہنے کی صورت میں زمین سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ تو کیا یہ بہتر نہیں کہ کسی کو فائدہ اٹھانے دے۔ یہ سخاوت اور افضل عمل کی ترغیب ہے۔

۲۴۵۱- أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضاً في الزراعة والنمر، ح: ۲۳۴۰، ۲۶۳۲، ومسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ۸۹/۱۵۳۶ من حديث الأوزاعي به.

۲۴۵۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ  
الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ:  
حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ  
أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ  
أَرْضٌ فَلْيَزْرِعْهَا، أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ. فَإِنْ أَبِي  
فَلْيَمْسِكْ أَرْضَهُ».

۲۳۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس زمین ہے تو  
وہ اسے کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کے لیے  
(بلا معاوضہ) دے دے اگر وہ ایسے نہیں کرنا چاہتا تو  
اپنی زمین اپنے پاس رکھے۔“

### (المعجم ۸) - بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ

(التحفة ۶۹)

۲۴۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا  
عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَ أَبُو أَسَامَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ  
عُبَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَوْ قَالَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ،  
عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُكْرِي أَرْضًا  
لَهُ، مَزَارِعًا. فَأَتَاهُ إِنْسَانٌ فَأَخْبَرَهُ عَنْ رَافِعِ  
ابْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ  
الْمَزَارِعِ. فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ وَذَهَبَتْ مَعَهُ  
حَتَّى أَتَاهُ بِالْبَلَاطِ. فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ. فَأَخْبَرَهُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ.  
فَتَرَكَ عَبْدُ اللَّهِ كِرَاءَهَا.

۲۳۵۳۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: (حضرت رافع رضی اللہ عنہ  
کے پاس) گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ گیا۔ انھوں  
نے مقام بلاط پر ان سے ملاقات کی اور یہ مسئلہ دریافت  
کیا تو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ  
ﷺ نے کھیتوں کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے  
چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے زمین کرائے پر دینی ترک  
کردی۔



۲۴۵۲۔ أخرجه البخاري، الحث والمزارعة، الباب السابق، ح: ۲۳۴۱، ومسلم، البيوع، الباب السابق، ح: ۱۵۴۴ من حديث أبي توبة به.

۲۴۵۳۔ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ۱۵۴۷ من حديث عبيد الله بن عمر به، وذكره البخاري معلقاً، ح: ۲۲۸۶ مختصراً، وقد أخرجه البخاري، ح: ۲۳۴۴، ۲۲۸۶، ومسلم وغيرهما من طرق عن نافع به.

🌞 فوائد و مسائل: ① کرائے پر دینے کا مطلب یہ ہے کہ کاشتکار سے ایک مقررہ رقم پر معاہدہ ہو جائے۔ وہ کاشت کرے اور پیداوار حاصل ہونے پر مقررہ رقم زمین کے مالک کو دے دے باقی اس کی اپنی آمدنی ہے۔ ② کرایہ نہ لینا اور کاشتکار کو بلا معاوضہ کاشت کرنے دینا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ممانعت افضل صورت کی ترغیب کے لیے ہے ویسے زمین کا کرایہ لینا جائز ہے۔ (دیکھیے، حدیث: ۲۳۵۶) زمانہ جاہلیت میں مزارعت کی بعض ایسی صورتیں رائج تھیں جو اسلام میں ممنوع ہیں۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔ (دیکھیے، حدیث: ۲۳۵۸-۲۳۶۰) ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشکوک معاملات میں احتیاط سے کام لیتے تھے اور ایسے کام سے پرہیز کرتے تھے جس میں کسی قسم کا شبہ ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص شیعہ والی چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا۔“ (صحیح البخاری، الإیمان، باب فضل من استبرأ لدينه، حدیث: ۵۲، وصحیح مسلم، المساقاۃ، باب أخذ الحلال و ترك الشبهات، حدیث: ۱۵۹۹)

۲۳۵۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ”جس کے پاس زمین ہو تو وہ اسے کاشت کرے یا کسی سے کاشت کرائے اور اسے کرائے پر نہ دے۔“

۲۴۵۴- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنُ كَثِيرٍ بْنُ دِينَارٍ الْجُمُصِيُّ: حَدَّثَنَا صُمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ ابْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: «خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرَعْهَا، وَلَا يُؤَاجِرْهَا».

۲۳۵۵- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے محافلہ سے منع فرمایا۔

۲۴۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَحْبُوحٍ: حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي شَفِيَّانَ، مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ.

۲۴۵۴- أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ۱۵۳۶ من حديث مطربه.

۲۴۵۵- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المزينة وهي بيع التمر بالتمر وبيع الزبيب بالكرم وبيع العرايا، ح: ۲۱۸۶، ومسلم، البيوع، الباب السابق، ح: ۱۵۴۶/۱۰۵ من حديث مالك به.

## ۱۶- أبواب الرهون

وَالْمُحَاقَلَةُ اسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ.

(المعجم ۹) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي كِرَاءِ

الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

(التحفة ۷۰)

۲۴۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَتَيْنَا

الْيَبْتُ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ

ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ

طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ لَمَّا سَمِعَ إِكْتِسَارَ

النَّاسِ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ، قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ

إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا مَنَحَهَا أَحَدُكُمْ

أَخَاهُ» وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كِرَائِهَا.

۲۴۵۷- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ

الْعَبْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَتَيْنَا مَعْمَرًا

عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأَنْ يَمْنَحَ

أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَرْضَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ

عَلَيْهَا كَذَا وَكَذَا» لِشَيْءٍ مَعْلُومٍ.

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ الْحَقْلُ. وَهُوَ بِلِسَانِ

الْأَنْصَارِ الْمُحَاقَلَةُ.

۲۴۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:

زمین کرائے پر دینے سے متعلق احکام ومسائل

اور محاقلة کا مطلب ہے زمین کرائے پر دینا۔

باب: ۹- خالی زمین کو سونے چاندی (رقم)

کے عوض کرائے پر دینا

۲۳۵۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ انھوں نے جب لوگوں کو بھائی پر زمین دینے کے

بارے میں بہت باتیں کرتے سنا (کہ یہ منع ہے) تو فرمایا:

سبحان اللہ! اللہ کے رسول ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا: ”آدمی

اپنے بھائی کو زمین کیوں نہیں دے دیتا؟“ آپ نے

کرائے پر دینے سے منع نہیں فرمایا تھا۔

۲۳۵۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا اپنے بھائی کو

(کاشت کے لیے بلا معاوضہ) اپنی زمین دے دینا اس

بات سے بہتر ہے کہ اس پر اتنی چیز یعنی مقرر مقدار

وصول کرے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس معاملے

کو حقل کہتے ہیں۔ اور انصار کی بولی میں یہی محاقلة

کہلاتا ہے۔

۲۳۵۸- حضرت حنظلہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۴۵۶- أخرجه البخاري، الحثرت والمزارعة، باب: ح: ۲۳۳۰، ۲۳۴۲، ۲۳۴۴، ومسلم، البيوع، باب الأرض

تمنع، ح: ۱۲۱/۱۵۰۰ من حديث عمرو بن دينار به.

۲۴۵۷- أخرجه مسلم، البيوع، باب الأرض تمنع، ح: ۱۲۲/۱۵۰۰ من حديث عبد الرزاق به.

۲۴۵۸- أخرجه البخاري، الحثرت والمزارعة، باب ما يكره من الشروط في المزارعة، ح: ۲۳۳۲، ومسلم،

البيوع، باب كراء الأرض بالذهب والورق، ح: ۱۵۴۷ من حديث سفیان بن عیینة به.



ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: ہم اس شرط پر زمین کرائے پر دیتے تھے کہ جو کچھ اس ٹکڑے میں پیدا ہووے تیرا ہے اور جو کچھ اس ٹکڑے میں پیدا ہووے میرا ہے تو ہمیں پیداوار کے عوض (اس انداز سے) زمین کرائے پر دینے سے منع کر دیا گیا۔ چاندی (مقرر رقم) کے عوض زمین کرائے پر دینے سے منع نہیں کیا گیا۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَعْقِبَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَبِيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعَ ابْنَ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ عَلَى أَنَّ لَكَ مَا أَخْرَجَتْ هَذِهِ، وَلِي مَا أَخْرَجَتْ هَذِهِ. فَهَيَّئَا أَنْ نُكْرِيَهَا بِمَا أَخْرَجَتْ. وَلَمْ نَتَّه أَنْ نُكْرِي الْأَرْضَ بِالْوَرِقِ.

(المعجم ۱۰) - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمَزَارَعَةِ

(التحفة ۷۱)

۲۴۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَّاشِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهِ ظَهْرٍ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا رَافِقًا. فَقُلْتُ: مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَهُوَ حَقٌّ. فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا تَصْنَعُونَ بِمَحَالِكِكُمْ؟». قُلْنَا: نَوَاجِرُهَا عَلَى الثَّلَاثِ وَالرَّبْعِ وَالْأَوْسَقِ مِنَ الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ. فَقَالَ: «فَلَا تَفْعَلُوا. إِزْرِعُوهَا أَوْ أَزْرِعُوهَا».

۲۴۵۹- حضرت ابو نجاشی (عطاء بن صہبہ الصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے انھوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو اپنے چچا حضرت ظہیر (بن رافع بن عدی الصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے سنا کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع فرما دیا جس میں ہمارے لیے آسانی تھی۔ میں نے کہا: جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہی درست ہے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے کھیتوں کے ساتھ کیا کرتے ہو؟“ ہم نے کہا: ہم انھیں (پیداوار کے) تیسرے حصے یا چوتھے حصے کے عوض یا گندم اور جو کے چند وسق (مقررہ مقدار) کے عوض کرائے پر دے دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے نہ کیا کرو، خود کاشت کرو یا کسی کو کاشت کے لیے دے دو۔“

۲۴۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى :

أَبْنَانَا عَبْدَ الرَّزَّاقِ: أَبْنَانَا الثَّوْرِيُّ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَسِيدِ بْنِ ظَهْرٍ، ابْنِ أَخِي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كَانَ أَحَدُنَا إِذَا اسْتَعْنَى عَنْ أَرْضِهِ أَعْطَاهَا بِالثَّلْثِ وَالرُّبْعِ وَالنِّصْفِ. وَاسْتَرْطَ ثَلَاثَ جَدَاوِلَ وَالْقَصَارَةَ وَمَا يَنْقَبِي الرِّبْعِ. وَكَانَ الْعَيْشُ إِذْ ذَاكَ شَدِيدًا. وَكَانَ يَعْمَلُ فِيهَا بِالْحَدِيدِ، وَمِمَّا شَاءَ اللَّهُ. وَيُصِيبُ مِنْهَا مَنَفَعَةً، فَأَتَانَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَاكُمْ عَنْ أَمْرِ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا. وَطَاعَةُ اللَّهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ أَنْفَعُ لَكُمْ. إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ، وَيَقُولُ: «مَنْ اسْتَعْنَى عَنْ أَرْضِهِ فَلَيْمَنَحَهَا أَخَاهُ، أَوْ لِيَدَعُ».

۲۳۶۰- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: ہم میں سے کسی کو جب اپنی زمین کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ اسے تہائی چوتھائی یا نصف پیداوار کے عوض (کسی کو کاشت کے لیے) دے دیتا اور شرط لگا لیتا کہ ندی کے قریب والی زمین (کی پیداوار) میں سے تین چوتھائی اور گاہی ہوئی گندم کی (گاہے جانے سے بچ رہنے والی) بالیاں اور (پانی کی چھوٹی) نالی سے سیراب ہونے والی زمین (کی پیداوار) اس کی ہوگی۔ اس زمانے میں گزران بہت مشکل تھی اور زمین میں لوہے (کے آلات کستی اور پھاڑے وغیرہ) سے اور جسے اللہ کو منظور ہوتا سے کام ہوتا تھا۔ وہ اس سے کچھ نفع کما لیتا تھا۔ پھر ہمارے پاس حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے تمہیں ایک کام سے منع فرما دیا ہے جس میں (بظاہر) تمہارا فائدہ تھا۔ (لیکن) اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں تمہارا زیادہ فائدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ تمہیں محافلہ سے منع فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں: ”جس کو زمین کی ضرورت نہ ہو تو وہ اپنے بھائی کو عطیہ کے طور پر دے دے یا رہنے دے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نصف یا چوتھائی پیداوار کی جو شرط منع ہے وہ اس طرح

ہے کہ زمین کے کسی خاص ٹکڑے کی پیداوار زمین کے مالک کے لیے ہو۔ مالک عموماً ایسا ٹکڑا منتخب کرتا تھا جو آبی گزرگاہ یا پانی کی نالی وغیرہ کے قریب واقع ہوتا اس لیے اس میں پیداوار زیادہ ہونے کی توقع ہوتی تھی۔

② کھیت کی کل پیداوار میں سے نصف تہائی یا چوتھائی پیداوار کی شرط لگانا جائز ہے۔ ③ بٹائی کی بجائے زمین عاریتاً دے دینا افضل ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل دنیا کے ظاہری مفاد سے زیادہ اہم ہے کیونکہ ارشاد نبوی کی تعمیل میں آخرت کا فائدہ ہے۔

۲۴۶۱- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُثَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُيَيْبَةَ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمَّارٍ بْنِ يَاسِرٍ، عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. أَنَا، وَاللَّهِ، أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْهُ. إِنَّمَا أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ ﷺ. وَقَدْ اقْتَتَلَا. فَقَالَ: «إِنْ كَانَ هَذَا شَأْنَكُمْ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ» فَسَمِعَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَوْلَهُ: «فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ».

۲۳۶۱- حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی غلطی معاف فرمائے۔ قسم ہے اللہ کی! یہ حدیث مجھے ان سے زیادہ معلوم ہے۔ دو آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو آپس میں لڑ پڑے تھے۔ تب آپ نے فرمایا: ”اگر تم لوگوں کا یہی حال ہے تو کھیت بٹائی پر نہ دیا کرو۔“ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اتنا جملہ سن لیا: ”کھیت بٹائی پر نہ دیا کرو۔“

### باب ۱۱- تہائی اور چوتھائی حصے پر مزارعت کی اجازت

(المعجم ۱۱) - بَابُ الرَّخْصَةِ فِي الْمَزَارَعَةِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبْعِ (التحفة ۷۲)

۲۴۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَتَانَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: قُلْتُ لِبَطَّوْسٍ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَوْ تَرَجَحْتُ هَذِهِ الْمُخَابِرَةُ، فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْهُ. فَقَالَ: أَتَى عَمْرُو إِبْنِي أُعْيَيْبَةَ وَأَعْطَيْهِمْ. وَإِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخَذَ النَّاسَ عَلَيْهَا عِنْدَنَا. وَإِنَّ أَعْلَمَهُمْ يَغْنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا وَلَكِنْ قَالَ: «لَأَنْ يَمْنَحَ

۲۳۶۲- حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت طاؤس (بن کیسان) رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوعبدالرحمن! کاش آپ بخاریہ (بٹائی) پر زمین دیتا (چھوڑ دیں کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ انھوں نے فرمایا: اے عمرو! میں ان کی مدد کرتا ہوں اور انھیں دیتا ہوں۔ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ہمارے ہاں اس پر عمل کرایا ہے اور ان کے بڑے عالم یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے

۲۴۶۱- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في المزارعة، ج: ۳۳۹۰ من حديث عبد الرحمن بن إسحاق بن أبي عبيدة وثقه ابن معين وغيره وتعديله راجح، والوليد وثقه أبو زرعة، والمعلبي، وابن شاهين وغيرهم.

۲۴۶۲- أخرجه من حديث عمرو بن دينار به، وانظر، ج: ۲۴۵۶.

## ۱۶۔ ابواب الرهون۔

مزارعت کی جائز صورتوں کا بیان

أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا منع نہیں فرمایا لیکن یہ فرمایا تھا: ”کوئی اپنے بھائی کو آجراً معلوماً“۔  
 (بلا معاوضہ زمین) دے دے تو یہ اس پر مقرر معاوضہ لینے سے بہتر ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① عالم سے مسئلہ پوچھنے میں احترام پوری طرح ملحوظ رکھنا چاہیے۔ ② عالم کو چاہیے کہ مسئلہ پوچھنے والے کو وضاحت سے مسئلہ سمجھا کر مطمئن کرے۔ اپنے موقف کی تائید میں اپنے سے بڑے عالم کا حوالہ دیا جاسکتا ہے جس طرح تابعی حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ نے دو صحابیوں حضرت معاذ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حوالہ دیا اس سے عام مسائل کو زیادہ اطمینان ہو جاتا ہے۔ ③ مقرر معاوضہ سے مراد متعین رقم کا معاہدہ ہے۔

۲۴۶۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَكْرَى الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، عَلَى الثَّلَاثِ وَالرُّبْعِ فَهُوَ يَعْمَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِكَ هَذَا۔ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (انھوں نے فرمایا) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عمرؓ اور چوتھائی کی شرط پر زمین کرائے پر دی۔ اور آج تک اسی پر عمل ہوتا آ رہا ہے۔

۲۴۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ الْأَرْضَ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ خَرَجاً مَعْلُوماً»۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تو یہی فرمایا تھا: ”اگر کوئی اپنے بھائی کو زمین بلا معاوضہ دے دے تو یہ کام اس کے لیے مقرر کردہ ٹھیکہ لینے سے بہتر ہے۔“

🌞 فائدہ: زمین کو بیائی یا حصے پر دینا حرام یا ناجائز نہیں لیکن اگر بلا عوض دے دے تو بہتر ہے۔

۲۴۶۳۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، رجاله ثقات"، قلت: طاؤس لم يسمع من معاذ شيئا كما قال ابن المديني وغيره، انظر جامع التحصيل للعلاني ص: ۲۰۱ وغيره.

(المعجم ۱۲) - بَابُ اسْتِئْجَارِ الْأَرْضِ

باب: ۱۲- زمین غلے کے عوض

بِالطَّعَامِ (التحفة ۷۳)

کرائے پر دینا

۲۴۶۵- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ:

۲۳۶۵- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ

ہے انھوں نے فرمایا: لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے

أَبِي عُرْوَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ

میں محافلہ کرتے تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ پھر ان

ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا

کے ایک چچا (حضرت ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ) نے آ کر

نُحَاقِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَعَمَ أَنَّ

انھیں کہا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”جس کے پاس

بَعْضَ عُمُومَتِي أَنَاهُمْ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

زمین ہو تو وہ اسے غلے کی مقرر مقدار کے عوض

ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ، فَلَا يَكْرِيهَا بِطَعَامٍ

کرائے پر نہ دے۔“

مُسْمًى».



فائدہ: یہ اس وقت کی بات ہے جب تہائی چوتھائی یا غلے کی مقرر مقدار کے عوض زمین کرائے پر دینے کی

صرف ایک ہی صورت مروج تھی جس میں پانی کی نالیوں کے کنارے اور آبی گزرگاہوں وغیرہ کے قریب

واقع زمین کے ٹکڑے کی پیداوار مالک کے لیے مختص تھی۔ حدیث میں مذکور اسی صورت کو ممنوع قرار دیا گیا

ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۱۳) - بَابُ مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ

باب: ۱۳- کسی کی زمین میں بلا اجازت

قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ (التحفة ۷۴)

کاشت کرنا

۲۴۶۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ

۲۳۶۶- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت

زُرَّاءَ: حَدَّثَنَا شَرِيكَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کچھ لوگوں کی

عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ

زمین میں ان کی اجازت کے بغیر فصل کاشت کر لی تو

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ

اسے اس فصل میں سے کچھ نہیں ملے گا اور اس کا خرچ

۲۴۶۵- أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالطعام، ح: ۱۵۴۸ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

۲۴۶۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، البيوع، باب في زرع الأرض بغير إذن صاحبها، ح: ۳۴۰۳ من حديث

شريك القاضي به، ولم أجد تصريح سماعه، وتابعه قيس بن الربيع عند البيهقي: ۱۳۶/۶، والحديث حسنه

الترمذي، ح: ۱۳۶۶، والبخاري \* عطاء لم يسمع من رافع رضي الله عنه (خطابي)، وأبو إسحاق عنن، تقدم،

ح: ۴۶، وفيه علة أخرى، انظر، ح: ۱۰۳۹، وله شواهد.

## ۱۶۔ أبواب الرهون

مساقاة سے متعلق احکام و مسائل

يَغْيَرُ إِذْنَهُمْ، فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ، اسے واپس کر دیا جائے گا۔  
وَتُرَدُّ عَلَيْهِ التَّفَقُّةُ.

🌞 نوادہ مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۳۸-۱۳۹/۲۵ والإرواء للألبانی: رقم: ۱۵۱۹ والضعيفة: ۱۳۱/۱) حدیث: (۸۸) ② جس طرح کسی کو کاشت کے لیے بلا معاوضہ زمین عاریتاً دے دینا بڑے ثواب کا کام ہے اسی طرح کسی کی زمین پر اس کی اجازت کے بغیر فصل کاشت کر لینا بڑا گناہ ہے۔ اگر ایک آدمی دوسرے کی زمین میں بلا اجازت کاشت کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ وہ پیداوار زمین کے مالک کو دے دی جائے۔ ③ اس صورت میں کاشت کرنے والے کو صرف اس کا خرچ واپس کیا جائے گا مثلاً: بیج اور کھاد کی قیمت یا اگر کرائے پر ٹریکٹر لے کر ہل چلایا ہے تو ٹریکٹر کا کرایہ وغیرہ۔ اس کی محنت کا اسے کوئی معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔ یہ اس کی سزا ہے کہ اسے نہ فصل ملے اور نہ اس کی محنت کا معاوضہ۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ مُعَامَلَةِ النَّخِيلِ  
وَالكُرْمِ (التحفة ۷۵)

باب: ۱۴۔ کھجوروں اور انگوروں کا معاملہ  
(کھجور اور انگور کے باغ بٹائی پر دینا)

۲۴۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ  
وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ وَ إِسْحَاقُ بْنُ  
مَنْصُورٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ  
الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ، عَنْ نَافِعٍ،  
عَنِ ابْنِ عَمْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ  
خَيْبَرَ بِالشَّطْرِ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْ تَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ.

۲۴۶۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ:  
حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ ابْنِ أَبِي ثَلَيْلٍ، عَنِ الْحَكَمِ

۲۴۶۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے پھلوں اور غلے کی نصف پیداوار کے عوض (کاشت کاری کا) معاوضہ فرمایا۔

۲۴۶۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے رہنے والوں

۲۴۶۷- أخرجه البخاري، الحث والمزارعة، باب إذا لم يشترط السنين في المزارعة، ح: ۲۳۲۹، ومسلم، المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع، ح: ۱۵۵۱ من حديث يحيى القطان به.

۲۴۶۸- [صحيح] إسناده ضعيف لعلل وضعفه البوصيري، أخرجه أحمد: ۱/۲۵۰ من حديث هشيم به، ولكن الحديث السابق شاهد له.

۱۶- أبواب الرهون - مادہ کھجور میں زر کھجور کا پیوند لگانے سے متعلق احکام و مسائل  
ابن عُبَيْثَةَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْطَى خَبِيرَ أَهْلِهَا عَلَى النَّصْفِ نَخْلَهَا وَأَرْضَهَا.

۲۴۶۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت  
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْأَعْمَرِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَبِيرَ أَغْطَاهَا عَلَى النَّصْفِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس قسم کے معاہدے کو مساقاۃ کہتے ہیں کہ باغ میں جو پھل پیدا ہوگا اس میں سے اتنا حصہ (مثلاً: آدھا یا تہائی) کاشت کار کو ملے گا۔ کھیتوں کے بارے میں یہی معاہدہ مزارعت کہلاتا ہے۔  
② غیر مسلموں کی جو زمین جنگ کے بعد مسلمانوں کے قبضے میں آئے وہ اسلامی سلطنت کی ملکیت ہوتی ہے۔ اسے آباد کرنے کے لیے مسلمانوں سے بھی معاہدہ کیا جاسکتا ہے غیر مسلموں سے بھی تاہم وہ کاشت کرنے والے کی ملکیت نہیں بن جاتی۔ ③ کاشت کار معاہدے کے مطابق حکومت کو پیداوار ادا کرے گا اور اپنا حصہ وصول کرے گا۔ اگر مسلمان کاشت کار کے حصے میں اتنا غلہ آیا ہے جس پر زکاۃ فرض ہوتی ہے (بیس من یا زیادہ) تو وہ اس کی زکاۃ (عشر) بھی ادا کرے گا۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ تَلْقِيحِ النَّخْلِ

(التحفة ۷۶)

۲۴۷۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي نَخْلٍ. فَرَأَى قَوْمًا يُلْقِحُونَ النَّخْلَ. فَقَالَ: «مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟» قَالُوا:

۳۳۷۰- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھجوروں کے ایک باغ میں سے گزرا تو آپ نے دیکھا کہ لوگ کھجوروں کو پیوند لگا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟“ میں نے کہا: زر درخت (کے گائے) سے لے کر مادہ درخت کے

۲۴۶۹- [صحیح] إسناده ضعيف لضعف مسلم الأعور، تقدم، ح: ۲۲۹۶، ولكن الحديث: (۲۴۶۷) شاهد له.

۲۴۷۰- أخرجه مسلم، الفضائل، باب وجوب اعتزال ما قاله شرعاً... الخ، ح: ۲۳۶۱ من حديث سمك به.

يَأْخُذُونَ مِنَ الذَّكَرِ فَيَجْعَلُونَهُ فِي الْأُنْثَى  
قَالَ: «مَا أَظُنُّ ذَلِكَ يُغْنِي شَيْئًا». فَبَلَّغَهُمْ  
فَتَرَكُوهُ. فَتَرَلُّوا عَنْهَا. فَبَلَّغَ النَّبِيُّ ﷺ  
فَقَالَ: «إِنَّمَا هُوَ الظَّنُّ. إِنْ كَانَ يُغْنِي شَيْئًا  
فَاصْطَعُوهُ. فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ. وَإِنَّ الظَّنَّ  
يُخْطِئُ وَيُصِيبُ. وَلَكِنْ مَا قُلْتُ لَكُمْ: قَالَ  
اللَّهُ- فَلَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ».

(پھولوں کے خوشے کے) اندر رکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے خیال میں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ ارشاد معلوم ہوا تو یہ کام چھوڑ کر درختوں سے اتر آئے۔ نبی ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا: ”یہ تو (میرا) خیال تھا۔ اگر اس سے فائدہ ہوتا ہے تو کر لیا کرو۔ میں تو تم جیسا انسان ہی ہوں اور (انسان کا) خیال غلط بھی ہو سکتا ہے اور صحیح بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن میں جس مسئلہ میں تمہیں یوں کہوں: اللہ نے فرمایا تو میں اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔“



نوائد و مسائل: ① دنیوی معاملات میں ہر وہ کام جائز ہے جس سے منع نہ کیا گیا ہو لیکن عبادت میں صرف وہی کام جائز ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ خود ساختہ رسوم اور اعمال کو ثواب کا باعث قرار دینا درست نہیں بلکہ یہ اعمال بدعت ہیں جن کا ارتکاب گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک انسان تھے اس لیے دنیا کے معاملات میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی رائے کو وہ اہمیت نہیں دی جو ایک پیشے سے متعلق ماہر آدمی کی رائے کو دی۔ ② نبی کے لیے ضروری نہیں کہ وہ ہر پیشے اور ہر فن کی باریکیوں سے واقف ہو البتہ جن معاملات کا تعلق شریعت کی تبلیغ و توضیح سے ہوتا ہے ان میں نبی کو اللہ کی طرف سے مکمل رہنمائی ملتی ہے۔ ③ سچا نبی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اور جس شخص سے جھوٹ کا ارتکاب ثابت ہو جائے وہ نبوت کے دعوے میں سچا نہیں ہو سکتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے دنیوی معاملات میں صریح جھوٹ بولا اور عوام کو دھوکا دیا مثلاً: اس نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ کے بارے میں اعلان کیا کہ وہ پچاس اجزاء پر مشتمل ہوگی۔ لیکن پہلی جلد شائع ہونے کے طویل عرصہ بعد دوسری جلد شائع کی جس کو چار حصوں میں تقسیم کیا اس کے بعد مزید کوئی جلد شائع نہ ہو سکی تو کہہ دیا کہ پانچ حصوں کی اشاعت سے پچاس حصوں کا وعدہ پورا ہو گیا ہے اس کے علاوہ اس نے متعدد جھوٹ بولے اور جھوٹے دعوے کیے جس کی تفصیل شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری دہلوی کی کتاب ”کذبات مرزا“ وغیرہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔



۲۴۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو کچھ (لوگوں کی) آوازیں سنائی دیں تو آپ نے  
حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ



فرمایا: ”یہ آواز کیسی ہے؟“ عرض کیا گیا: لوگ کھجوروں کو بیوند لگا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر وہ ایسے نہ کریں تو بھی درست ہے۔“ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سال بیوند نہ لگائے تو پھل بہت خراب آیا۔ انھوں نے نبی ﷺ سے یہ صورت حال عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہاری دنیا کا کوئی معاملہ ہو تو اسے خود (اپنے تجربات اور رائے کی روشنی میں) انجام دے لیا کرو۔ اگر تمہارے دین کا معاملہ ہو تو میری طرف رجوع کیا کرو۔“

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. وَهَشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ أَصْوَاتًا. فَقَالَ: «مَا هَذَا الصَّوْتُ؟» قَالُوا: النَّخْلُ يُؤِيرُونَهَا. فَقَالَ: «لَوْ لَمْ يَفْعَلُوا لَصَلَحَ» فَلَمْ يُؤِيرُوا عَامِيذَ. فَصَارَ شَيْصًا. فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ، فَشَأْنُكُمْ بِهِ. وَإِنْ كَانَ مِنْ أُمُورِ دِينِكُمْ، فَإِلَيَّ».

باب: ۱۶۔ تین چیزوں میں تمام مسلمان شریک ہیں

(المعجم ۱۶) - بَابُ: الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ (الصفحة ۷۷)

۲۴۷۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں: پانی، گھاس اور آگ میں۔ اور ان کی قیمت لینا حرام ہے۔“

۲۴۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خِرَاشٍ بْنُ حَوْشَبٍ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ الْقَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْمَاءِ وَالْكَلِّ وَالنَّارِ. وَتَمَنُّهُ حَرَامٌ».

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد) حضرت ابوسعید (عبداللہ بن سعید بن حصین) رحمہ اللہ نے فرمایا: پانی سے مراد جاری پانی (دریا، نہر، ندی وغیرہ) ہے۔

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: يَعْني الْمَاءُ الْجَارِي.

🌞 فوائد و مسائل: ① پانی سے مراد دریا اور چشمے وغیرہ کا پانی ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی فصل کو پانی دے کر

۲۴۷۲۔ [إسناده ضعيف جدًا] وقال الحافظ في التلخيص: ٦٥/٣، وفيه عبدالله بن خراش متروك، وقد صححه ابن السكن، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، عبدالله بن خراش ضعفه أبو زرعة، والبخاري، والنسائي، وابن حبان وغيرهم"، وانظر متن الحديث الآتي فإنه يعني عنه.

دوسروں کے لیے چھوڑ دے۔ اگر کسی نے تالاب بنا کر اس میں اپنے جانوروں کے لیے پانی جمع کیا ہے اپنی ضرورت کے لیے اپنے خرچ سے کنواں کھدوایا یا ملک لگوا یا ہے تب بھی افضل یہی ہے کہ کسی کو پانی سے منع نہ کرے البتہ اسے یہ حق ہے کہ پہلے اپنی ضرورت پوری کرے۔ ⑤ خود روزگھاس اور ایندھن کی کٹڑی کو ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق کاٹ کر استعمال کر سکتا ہے البتہ کاٹنے کے بعد وہ کاٹنے والے کی ملکیت ہو جائے گی چنانچہ وہ اسے فروخت کر سکتا ہے۔ ⑥ حدیث میں مذکور تین چیزوں میں تمام مسلمان برابر کا حق رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی ملکیت کے غیر مسلم بھی انھیں استعمال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کا نام اس لیے لیا گیا ہے کہ وہ اکثریت میں ہوتے ہیں اس لیے ان میں جھگڑا اور اختلاف پیدا ہونے کا امکان زیادہ ہے۔

۲۴۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین چیزوں سے روکا نہ جائے پانی، گھاس اور آگ سے۔“

۲۴۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثٌ لَا يُمْتَنَعْنَ: الْمَاءُ وَالْكَلَّا وَالنَّارُ».

۲۴۷۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی چیز کو روک رکھنا حلال نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی، نمک اور آگ کو۔“ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یہ پانی جو ہے اس (کی اہمیت) کو ہم نے جان لیا۔ نمک اور آگ کا کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اے حمیراء! جس نے (کسی کو) آگ دی اس نے گویا وہ سارا کھانا صدقہ کیا جو اس آگ سے تیار ہوا اور جس

۲۴۷۴- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَجِلُّ مِنْهُ؟ قَالَ: «الْمَاءُ وَالْمِلْحُ وَالنَّارُ» قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْمَاءُ قَدْ عَرَفْتَاهُ. فَمَا بَالُ الْمِلْحِ وَالنَّارِ؟ قَالَ: «يَا حَمِيرَاءُ مَنْ أَعْطَى



۲۴۷۳- [صحیح] وصححه ابن حجر في التلخیص: ۶۵/۳، ح: ۱۳۰۴، والبوصیری، وابن الملقن، ح: ۳۱۰، وقال ابن کثیر (الواقعة: ۴۰۷۳/۴/۳۱۸) 'إسناد جيد'، قلت: ابن عیینة عنین، وانظر، ح: ۲۱۱۳، ولحدیثه شواهد، منها ما أخرجه أبوداود، ح: ۳۴۷۷، بلفظ: 'المسلمون شركاء في ثلاث: في الماء والكلأ، والنار'، وإسناده صحيح.

۲۴۷۴- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصیری، وانظر، ح: ۱۱۶ لضعف ابن جعدان، وتلميذه مجهول (تقريب) \* وعلي بن غراب مدلس، وله شاهدان ضعيفان جدًا.

نے نمک دیا اس نے گویا وہ سب کچھ صدقہ کر دیا جو اس نمک سے درست ہوا۔ اور جس نے کسی مسلمان کو اس جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی پایا جاتا ہے تو اس نے گویا ایک غلام آزاد کیا۔ اور جس نے مسلمان کو وہاں پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں پایا جاتا تو اس نے اسے زندہ کر دیا۔“

نَارًا، فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقُ بِجَمِيعِ مَا أُتَصَّحَتْ بِكَ النَّارُ. وَمَنْ أَغْطَى مِلْحًا، فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقُ بِجَمِيعِ مَا طَبَّيْتُ بِكَ الْمِلْحُ. وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ، حَيْثُ يُوجَدُ الْمَاءُ، فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَقَبَةً. وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ، حَيْثُ لَا يُوجَدُ الْمَاءُ، فَكَأَنَّمَا أَحْيَاهَا.﴾

((المعجم ۱۷) - بَابُ إِفْطَاعِ الْأَنْهَارِ

وَالْعُيُونِ (التحفة ۷۸)

باب: ۱۷- ندیاں اور چشمے جاگیر کے

طور پر دینا

۲۴۷۵- حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نمک کی کان طلب کی جسے ”سد مارب“ کا نمک کہا جاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ انھیں عطا فرمادی۔ اس کے بعد حضرت اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے زمانہ جاہلیت میں نمک کا وہ ذخیرہ دیکھا ہے وہ ایسے علاقے میں ہے جہاں (پینے کا) پانی نہیں پایا جاتا۔ جو شخص وہاں جاتا ہے (حسب ضرورت) نمک لے لیتا ہے۔ وہ مسلسل حاصل ہونے والے پانی کی طرح ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے نمک کی وہ جاگیر واپس طلب فرمائی۔ انھوں نے کہا: میں اس شرط پر واپس کرتا ہوں کہ آپ اسے میری طرف سے صدقہ قرار دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۲۴۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا قُرْجُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ عَلْقَمَةَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِيضَ بْنِ حَمَالٍ: حَدَّثَنِي عَمِّي نَابِثُ ابْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِيضَ بْنِ حَمَالٍ، [عَنْ أَبِيهِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَبِيضَ بْنِ حَمَالٍ أَنَّهُ اسْتَفْطَعَ الْمِلْحَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ مِلْحُ سَدِّ مَارِبٍ. فَأَقْطَعَهُ لَهُ. ثُمَّ إِنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسِ التَّمِيمِيِّ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي قَدْ وَرَدْتُ الْمِلْحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ بَارِضٌ لَيْسَ بِهَا مَاءٌ. وَمَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ. وَهُوَ مِثْلُ الْمَاءِ الْعِدِّ. فَاسْتَفْطَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبِيضَ بْنَ حَمَالٍ فِي قَطِيعَتِهِ فِي الْمِلْحِ. فَقَالَ: قَدْ أَقْلْتُكَ مِنْهُ عَلَى أَنْ

## ۱۶- ابواب الرهون

پانی سے متعلق دیگر احکام و مسائل

تَجْعَلُهُ مِنِّي صَدَقَةً. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "وہ تیری طرف سے صدقہ ہے۔ وہ مسلسل حاصل ہوئے والے پانی کی طرح ہے۔ جو وہاں جائے گا اس میں سے لے لے گا۔" وَرَدَهُ أَخَذَهُ.

قَالَ فَرَجٌ: وَهُوَ الْيَوْمَ عَلَى ذَلِكَ. مَنْ حَضَرَ فَرَجَ بْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَظَرَ فِيهِ وَهُوَ آجُزٌ نَكَحَ اِسِي طَرَحَ هـ۔ جو کوئی وہاں جاتا ہے (حسب ضرورت نمک) لے لیتا ہے۔

قَالَ: فَقَطَعَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَرْضًا وَنَخْلًا، رَاوِي كَهْتَا هـ۔ نبی ﷺ نے جب ان سے نمک کا بِالْجُرْفِ جُرْفٌ مُرَاد، مَكَانُهُ حِينَ أَقَالَهُ مِنْهُ. ذخیرہ واپس لیا تو اس کے بدلے میں انھیں جرف مراد کے مقام پر زمین کا ٹکڑا اور کھجوروں کا باغ عطا فرمایا۔



فوائد و مسائل: ① اسلامی حکومت کا سربراہ کسی مسلمان کو اس کے کسی خاص کارنامے پر انعام کے طور پر زمین کا ٹکڑا دے سکتا ہے اسے جاگیر کہتے ہیں۔ ② جاگیر میں ایسی چیز نہیں دینی چاہیے جس کی عام لوگوں کو ضرورت ہو۔ ③ سد ماب کے مقام پر سمندری نمک حاصل ہوتا تھا جسے کوئی بھی شخص لے کر اپنی ضرورت پوری کر سکتا تھا اور دوسرے مقام پر لے جا کر فروخت کر سکتا تھا۔ حضرت ابیض رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ انھیں اس کے ملکیت حقوق دے دیے جائیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ درخواست قبول فرمائی۔ ④ رعیت کا کوئی شخص اگر ایک مفید تجویز پیش کرے تو اسے قبول کر لینا چاہیے خواہ اس کے لیے حکمران کو ساقبہ فیصلہ تبدیل کرنا پڑے۔ ⑤ حضرت ابیض رضی اللہ عنہ نے واپس کرنے کی بجائے صدقہ کر دیا اس طرح واپسی سے مسلمانوں کا جو فائدہ مطلوب تھا وہ بھی حاصل ہو گیا اور صدقے کا ثواب بھی مل گیا۔ ⑥ وقف کسی کی ملکیت نہیں ہوتا اس سے ہر شخص کو فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ⑦ حضرت فرج بن سعید رضی اللہ عنہ حضرت ابیض رضی اللہ عنہ کے پوتے کے پوتے تھے جو امام مالک کے ہم عصر تھے۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ التَّهْنِي عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ باب: ۱۸- پانی فروخت کرنے کی ممانعت

(النحفة ۷۹)

۲۴۷۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۴۷۶- حضرت ایاس بن عبد مرنی رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۴۷۶- [صحیح] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في بيع فضل الماء، ح: ۳۴۷۸ من حديث عمرو بن دينار به، وصححه الترمذي، ح: ۱۲۷۱، وابن الجارود، ح: ۵۹۴، وابن دقيق العيد، والحاكم: ۶۱، ۴۴/۲، على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

## ۱۶- أبواب الرهون

پانی سے متعلق دیگر احکام و مسائل

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ: سَمِعْتُ إِيَّاسَ ابْنَ عَبْدِ الْمُزَنِيِّ، وَرَأَى نَاسًا يَبِيعُونَ الْمَاءَ، فَقَالَ: لَا تَبِيعُوا الْمَاءَ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَبَاعَ الْمَاءُ.

ہے کہ انھوں نے کچھ لوگوں کو پانی فروخت کرتے دیکھا تو فرمایا: پانی نہ بیچو میں نے رسول اللہ ﷺ کو پانی فروخت کرنے سے منع کرتے سنا ہے۔

۲۴۷۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَإِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، قَالَ: [حَدَّثَنَا وَكِيعٌ:] حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ.

۲۴۷۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (ضرورت پوری کرنے کے بعد) بیچا ہوا پانی فروخت کرنے سے منع فرمایا۔

529

فوائد و مسائل: ① دریاؤں اور ندی نالوں سے آنے والا پانی انسان کو بلا قیمت حاصل ہوتا ہے جس سے کاشت کاری کی جاتی ہے لہذا اس پر سب لوگوں کا حق ہے۔ ② پانی کے راستے میں جس کی زمین پہلے آتی ہو اسے حق ہے کہ پہلے اپنی فصل کو پانی دے۔ مناسب حد تک پانی دے کر دوسرے آدمی کی زمین کے لیے پانی چھوڑ دینا چاہیے جیسے باب ۲۰ میں آ رہا ہے۔ ③ جب پانی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جائے تو وہاں جا کر مناسب قیمت پر بیچا جاسکتا ہے جس طرح جنگل سے بلا قیمت لکڑی لا کر شہر میں بیچی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ مَنَعِ فَضْلِ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَالُ (التحفة ۸۰)

باب: ۱۹- گھاس بچانے کے لیے ضرورت سے زائد پانی سے روکنے کی ممانعت

۲۴۷۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يُمْنَعُ أَحَدُكُمْ فَضْلَ مَاءٍ، لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَالُ».

۲۴۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کو زائد پانی سے منع نہیں کرنا چاہیے تاکہ اس کے ذریعے سے گھاس روک لے۔“

۲۴۷۷- أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم بيع فضل الماء الذي يكون بالفلاة ويحتاج إليه... الخ، ح: ۱۵۶۵ من حديث وكيع به.

۲۴۷۸- أخرجه البخاري، المساقاة، باب من قال: إن صاحب الماء أحق بالماء حتى يروي... الخ، ح: ۶۹۶۲، ۲۳۵۳، ومسلم، المساقاة، الباب السابق، ح: ۱۵۶۶ من حديث أبي الزناد به.

۲۴۷۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے  
 حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَارِثَةَ، عَنْ  
 عُمَرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 ﷺ: «لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ، وَلَا يُمْنَعُ نَفْعُ  
 الْبَيْرِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر کوئی شخص ایسی جگہ کنواں کھودے جو کسی کی ملکیت نہیں تو وہ اس کنویں کا اور ایک حد  
 تک اس کے قریب کی زمین کا مالک ہو جاتا ہے تاہم اسے دوسروں کو اس پانی سے استفادہ کرنے سے منع نہیں  
 کرنا چاہیے۔ ② اس زمین کے قریب اگر گھاس وغیرہ اگی ہوئی ہو اور وہاں لوگوں کے جانور چرتے ہوں تو وہ  
 جانور پانی پینے اس کنویں پر آئیں گے اسے ان جانوروں کو پانی پینے سے منع نہیں کرنا چاہیے۔ ③ جانوروں کو  
 پانی پینے سے روکنے کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس طرح وہ جانور دوسرے مقام پر چریں گے اور یہاں کی  
 گھاس اس کے جانوروں کے کام آئے گی۔ یہ خود غرضی ہے اور مسلمانوں کی مشترک گھاس پر قبضہ کرنے کا حیلہ  
 ہے اس لیے منع ہے۔



(المعجم ۲۰) - بَابُ الشَّرْبِ مِنَ الْأُودِيَةِ  
 وَمِقْدَارِ حَبْسِ الْمَاءِ (التحفة ۸۱)

باب: ۲۰- وادیوں سے آنے والے پانی  
 کا استعمال کیسے کیا جائے اور پانی کس قدر  
 روکنا چاہیے؟

۲۴۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ  
 اللَّيْثُ بْنَ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ  
 ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ  
 رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ  
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي  
 يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ. فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ:  
 ۲۳۸۰- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت  
 ہے کہ ایک انصاری آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت  
 میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف حرہ کے ندی نالوں کے  
 بارے میں شکایت پیش کی وہ اس سے کھجوروں کے  
 باغات سیراب کرتے تھے۔ انصاری نے کہا: پانی گزر کر  
 (میری زمین میں) آنے دیجیے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے

۲۴۷۹- [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۵۲، ۱۵۳ من حديث حارثة به، وقال: "حارثة لهذا ضعيف"، وضعفه  
 البوصيري من أجله، ولكنه لم ينفرد به، وأخرج الحاكم: ۶۱، ۶۲ وغيره من طريق محمد بن أبي الرجال عن عمرة  
 به، وصححه الحاكم، والذهبي، وإسناده حسن.

۲۴۸۰- [صحيح] تقدم، ح: ۱۵.

سَرَّحَ الْمَاءَ يَمْرًا. فَأَبَى عَلَيْهِ. فَاخْتَصَمَا  
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
«إِسْتِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ»  
فَعَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أُنْ  
كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ؟ فَكَلَوْنَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ  
ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَا زُبَيْرُ اسْتِ، ثُمَّ اخْسِ  
الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجُدْرِ» قَالَ: فَقَالَ  
الرُّبَيْرُ: وَاللَّهِ إِنِّي لَا أُحْسِبُ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ  
فِي ذَلِكَ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى  
يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا  
فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا  
تَسْلِيمًا﴾. [النساء: ۶۵]

پانی سے متعلق دیگر احکام و مسائل  
انکار کیا، چنانچہ وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر رسول اللہ  
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے  
(دونوں کے بیانات سن کر) فرمایا: ”زبیر! (اپنے باغ  
کو) پانی دے کر اپنے ہمسائے (کے باغ) کی طرف  
پانی چھوڑ دیا کرو۔“ انصاری کو (اس فیصلے سے)  
ناگواری محسوس ہوئی تو اس نے کہا: اللہ کے رسول!  
(آپ نے ان کے حق میں فیصلہ دیا ہے) کیونکہ وہ آپ  
کی چھو بھی کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک  
کا رنگ تبدیل (ہو کر سرخ) ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا:  
”اے زبیر! (باغ کو) پانی دو پھر پانی روک رکھو حتیٰ کہ وہ  
منڈیروں تک پہنچ جائے۔“ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان  
کرتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم!  
میرے خیال میں یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی  
ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ  
فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ  
حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ ”چنانچہ  
(اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ ایمان والے نہیں  
ہو سکتے جب تک آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ  
مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے  
دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی محسوس نہ کریں اور وہ  
اسے دل و جان سے مان لیں۔“

فوائد و مسائل: ① جس طرف سے پانی آ رہا ہو اس طرف کے باغ اور کھیت کو پہلے پانی لینے کا حق ہے۔  
② نبی اکرم ﷺ نے پہلے جو فیصلہ دیا تھا اس میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا جائز حق دینے کے ساتھ ساتھ فریق  
ثانی کی ضرورت کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو تھوڑا سا ایذا کرنے کا مشورہ دیا تھا اس انداز کی صلح  
شرعاً درست ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا دوسرا فرمان انصاف کے مطابق فیصلہ تھا جس میں انصاری کو دی گئی  
رعایت واپس لے لی گئی اس میں اس کو ایک لحاظ سے سزا دیتے ہوئے انصاف کو قائم رکھا گیا۔ ④ غصے کی

حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے تاہم رسول اللہ ﷺ معصوم تھے وہ غصے کی حالت میں بھی غلط فیصلہ نہیں دیتے تھے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ پر ایمان میں صرف ظاہری اطاعت شامل نہیں بلکہ دل کی پوری آمادگی سے اطاعت اور ہر قسم کے شک و شبہ سے مکمل اجتناب ضروری ہے۔ ⑥ کسی اختلافی مسئلے میں جب حدیث نبوی آجائے تو اسے تسلیم کرنا فرض ہے۔ ⑦ قرآن مجید کی طرح حدیث نبوی کی تعمیل بھی فرض ہے۔ ⑧ کھجور کے درخت کے ارد گرد پانی کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے جسے تھالہ کہتے ہیں۔ درخت کا تھالہ بھر جائے تو پانی دوسرے درخت کی طرف چھوڑ دیا جائے۔ کھیت میں پانی دینے کے لیے اتنا پانی روکنا چاہیے کہ پاؤں کے نیچے تک پانی کھڑا ہو جائے جیسے کہ اگلی حدیث میں صراحت ہے۔ ⑨ ”آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات اس حکم میں داخل ہیں۔

۲۴۸۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ۲۴۸۱- حضرت ثعلبہ بن ابی مالک قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے وادی مہرور کے سیلابی پانی کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ اوپر والا نیچے والے سے (پانی لینے کا) زیادہ حق رکھتا ہے۔ اوپر والا (کھیت کو) ٹخنوں تک پانی دے، پھر اپنے سے نیچے والے کی طرف پانی چھوڑ دے۔

۲۴۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنْبَأَنَا ۲۴۸۲- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے



فائدہ: اوپر والے سے مراد وہ شخص ہے جس کی زمین میں سیلابی پانی پہلے پہنچتا ہے۔ اور نیچے والے سے مراد وہ شخص ہے جس کی زمین میں پانی بعد میں پہنچتا ہے۔ کھیت میں جب اتنا پانی جمع ہو جائے کہ آدمی کے نیچے تک پہنچ جائے تو اسے چاہیے کہ دوسرے کو اپنا کھیت پہنچے دے۔

۲۴۸۱- [حسن] وقال البوصيري: "إسناد حديثه ضعيف، زكريا بن منظور متفق على ضعفه" \* شيخه مستور، وأخرج ابن أبي عاصم في الأحاد والمثنائي: ۴/ ۲۱۵ ح: ۲۲۰۰، والطبراني في الكبير: ۲/ ۸۶ ح: ۱۳۸۷ من حديث يعقوب بن حميد بن كاسب عن إسحاق بن إبراهيم (ابن سعيد الصواف المدني) مولى مزينة عن صفوان بن سليم عن ثعلبة بن نحو المعنى \* وإسحاق لين الحديث كما في التقريب، وضعفه أبو زرعة، وأبو حاتم وغيرهما كما في التهذيب وغيره، فإسناد ضعيف، وله طريق آخر عند الطبراني، ح: ۱۳۸۶، وفيه محمد بن إسحاق، وهو صدوق مدلس وعمن، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ۳۶۳۸ وغيره، وانظر الحديث الآتي.

۲۴۸۲- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، القضاء، باب في القضاء، ح: ۳۶۳۹ عن أحمد بن عبد الله به.



روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وادی مہرور کے سیلابی پانی کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ آدی پانی روکے حتیٰ کہ ٹخنوں تک پانی پہنچ جائے پھر وہ (دوسرے کے لیے) پانی چھوڑ دے۔

الْمُعِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي سَبِيلِ مَهْرُورٍ، أَنْ يُمْسِكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسِلَ الْمَاءَ.

۲۳۸۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیلاب کے پانی سے سمجھوروں کے باغ کو سینچنے کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ اوپر والا نیچے والے سے پہلے پانی لے اور پانی ٹخنوں تک چھوڑا جائے پھر پانی اس سے متصل نیچے والے کی طرف چھوڑ دیا جائے اسی طرح (سلسلہ جاری رہے) حتیٰ کہ باغ ختم ہو جائیں یا پانی ختم ہو جائے۔

۲۴۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغَلَّسِ: حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سَلِيمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقَبَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى، فِي شَرْبِ النَّخْلِ مِنَ السَّبِيلِ، أَنَّ الْأَعْلَى فَلَا عَلَى يَسْرَبُ قَبْلَ الْأَسْفَلِ، وَيَتْرَكَ الْمَاءَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسِلُ الْمَاءَ إِلَى الْأَسْفَلِ الَّذِي يَلِيهِ، وَكَذَلِكَ، حَتَّى تَنْقَضِيَ الْحَوَاطِطُ أَوْ يَفْنَى الْمَاءُ.

(المعجم ۲۱) - بَابُ قِسْمَةِ الْمَاءِ

(التحفة ۸۲)

باب: ۲۱- پانی کی تقسیم

۲۳۸۴- حضرت عمرو بن عوف مزی نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی پلانے کے دن پہلے گھوڑوں کو پلایا جائے (اونٹوں اور بکریوں سے پہلے گھوڑوں کو پانی پلایا جائے)۔“

۲۴۸۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْجَرَّامِيُّ: أَنَّ أَبَا الْجَعْدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ الْمَزْنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَبْدَأُ الْخَيْلُ يَوْمَ وَرْدِهَا».

۲۴۸۴- [ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، إسماعيل بن يحيى لم يدرك عباد بن الصامت قاله البخاري".

۲۴۸۴- [إسناده ضعيف جداً] وضعفه البوصيري، وانظر، ج: ۱۶۵ لحال كثير بن عبد الله العوفي المزني، وفيه علة (نعري).

۲۴۸۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تقسیم زمانہ جاہلیت میں ہو چکی ہے وہ جس طرح تقسیم ہوگی ہے اسی طرح رہے گی۔ اور جو تقسیم اسلام کے زمانے میں ہوگی وہ اسلام کے طریقہ تقسیم کے مطابق ہوگی۔“

۲۴۸۵- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُّ قَسْمٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَهُوَ عَلَى مَا قُسِمَ. وَكُلُّ قَسْمٍ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ، فَهُوَ عَلَى قَسْمِ الْإِسْلَامِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مالی معاملات میں جو لین دین کسی شخص نے اسلام قبول کرنے سے پہلے کیا ہوا اس کی غلطیاں معاف ہیں اور اس کی ملکیت جائز سمجھی جائے گی۔ ② اسلام قبول کرنے سے پہلے مشترک چیز کو غیر اسلامی رواج کے مطابق تقسیم کیا گیا ہو تو اسلام قبول کرنے کے بعد اس کی دوبارہ تقسیم نہیں کی جائے گی۔ ③ اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمان اسلامی قوانین کا پابند ہے لہذا کوئی بھی تقسیم یا تجارت یا کوئی اور معاملہ جو بھی ہوا اسے اسلامی قوانین کی روشنی میں پرکھا جائے گا اور خلاف شریعت معاملات کو کالعدم قرار دیا جائے گا۔ ④ اسلام سے پہلے کسی غیر اسلامی لین دین کا معاملہ ہوا ہو لیکن ادائیگی نہ ہوئی ہو تو معاملے کو اسلامی قانون کی روشنی میں طے کیا جائے گا مثلاً: اگر سود پر قرض دیا تھا پھر اسلام قبول کر لیا تو اب وہ سود وصول نہیں کر سکتا صرف اصل رقم وصول کر سکتا ہے۔



(المعجم ۲۲) - بَابُ حَرِيمِ الْبُئْرِ

باب: ۲۲- کنویں سے متعلق رتبہ

(التحفة ۸۳)

۲۴۸۶- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

۲۴۸۶- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۴۸۵- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الفرائض، باب فيمن أسلم على ميراث، ح: ۲۹۱۴ من حديث موسى به، وقواه ابن عبد الهادي، والضياء المقدسي، وله شواهد كثيرة جدًا.

۲۴۸۶- [حسن] أخرجه الدارمي: ۲۷۳/۲ من حديث إسماعيل بن مسلم المكي به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۳۰۱ لعلته، وأخرج البيهقي: ۱۵۵/۶ بإسناد صحيح عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: حريم البئر أربعون ذراعًا من جوانبها، كلها لأعطان الإبل والغنم وابن السبيل أول شارب، ولا يمنع فضل ماء ليمنع به الكلاء، قلت: أبو الحسن علي بن محمد بن علي المقرئ الأسفراييني، شيخ البيهقي المعروف بابن السقا "الإمام الحافظ الناقد القاضي... من أولاد أئمة الحديث... حدث عنه البيهقي وجماعة" (سير أعلام النبلاء: ۱۷/۳۰۶، ۳۰۷)، وصححه له البيهقي كثيرًا، انظر السنن الكبرى: ۴/۴۸، ۲۴۹، ۵۴/۱۰، ۱۹۷/۲۰۹، ۲۱۰ فحديثه صحيح، وشيخه "المحدث الثقة الرجال أبو محمد الحسن بن محمد بن إسحاق بن أزهر الأسفراييني والد..."

شُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُنْثَرِيِّ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْمَكِّيُّ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْفَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَفَرَ بُئْرًا فَلَهُ أَرْبَعُونَ ذِرَاعًا عَطَا لِمَا شِئِهِ».

فوائد مسائل: ① اونٹوں کو پانی پلایا جاتا ہے تو ایک دفعہ پانی پی کر وہ کنویں کے قریب بیٹھ جاتے ہیں پھر کچھ وقت کے بعد دوبارہ پانی پیتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے کنویں کے قریب جگہ مختص کی جاتی ہے۔ ② جو شخص ایسی جگہ کنواں کھودتا ہے جو کسی کی ملکیت نہیں تو وہ کنواں اور اس کے قریب کی چالیس ہاتھ جگہ اس کی ملکیت ہو جاتی ہے۔

۲۴۸۷- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي الصُّغْدِيِّ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ صُقَيْرٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعِ أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حَرِيمُ الْبُئْرِ مَذْرُؤُهَا».

۲۴۸۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کنویں کا حریم (متعلقہ رقبہ) اس کے رے کی لمبائی کے برابر ہوتا ہے۔“

فائدہ: رے کی لمبائی سے مراد یہ ہے کہ پانی کس قدر گہرا ہے اور ڈول کے ساتھ کتنا لمبا رسا کنویں میں لٹکایا جائے تو پانی تک پہنچتا ہے، یعنی کنویں کے قریب کی اتنی جگہ کنویں کا حریم ہے۔ ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور نیچے تحقیق و تخریج میں اس کے شواہد ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ مذکورہ روایت ان شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہے لہذا مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

① ابی نعیم (النبلاء: ۵۰/۱۶)، وشيخه يوسف بن يعقوب القاسبي من كبار الثقات، ترجمته في تاريخ بغداد: ۱۴/ ۳۱۰-۴۱۲، والنبلاء: ۱۴/ ۸۵ وغيرهما، وفوقه ثقات، قال سند صحيح، والحديث بهذا الشاهد حسن.

۲۴۸۷- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "لهذا إسناده ضعيف، ثابت بن محمد انقلب على ابن ماجه، وصوابه محمد بن ثابت كما ذكره الذهبي في الكاشف، وقد ضعفه، ومنصور بن صُقَيْرٍ متفق على ضعفه"، وانظر الحديث الآتي، ح: ۲۴۸۹.

۲۴۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنِ خَالِدٍ  
التُّمَيْرِيُّ، أَبُو الْمُغَلَّسِ: حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ  
سَلِيمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقَبَةَ: أَخْبَرَنِي  
إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عَبْدِ بْنِ  
الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي النَّخْلَةِ  
وَالنَّخْلَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ لِلرَّجُلِ [فِي النَّخْلِ].  
فَيَحْتَلِفُونَ فِي حُقُوقِ ذَلِكَ. فَقَضَى أَنَّ لِكُلِّ  
نَخْلَةٍ مِنْ أُولَئِكَ مِنَ الْأَشْجَلِ، مَبْلَغُ جَرِيدِهَا  
حَرِيمٌ لَهَا.

۲۴۸۹- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ  
الصُّعَدِيُّ: حَدَّثَنَا مَصُورُ بْنُ صُقَيْرٍ: حَدَّثَنَا  
ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ ابْنِ عَمَرَ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حَرِيمُ النَّخْلَةِ مَدُّ  
جَرِيدِهَا».

۲۴۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:  
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ  
ابْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ

۲۳۸۸- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر کھجوروں کے باغ میں ایک دو یا تین درخت کسی دوسرے شخص کے ہوں اور ان میں اختلاف ہو جائے (کہ کس کی کتنی زمین ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ دیا کہ ہر درخت کی جڑ سے لے کر جہاں تک اس کی شاخیں پہنچتی ہیں وہ اس درخت کا رقبہ ہے۔

۲۳۸۹- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھجور کے درخت کا حريم اس کی شاخوں کے پھیلاؤ تک ہے۔“

۲۳۹۰- حضرت سعید بن حرith رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی گھریا زمین کا ٹکڑا (کھیت یا باغ وغیرہ) فروخت کیا اور اس کی

سَعِيدُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ بَاعَ دَارًا أَوْ عَقَارًا فَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهُ فِي مِثْلِهِ كَانَ قَمِينَ أَنْ لَا يُبَارَكَ فِيهِ».

قیمت کو اس جیسی چیز میں خرچ نہ کیا تو وہ اس لائق ہے کہ اس میں برکت نہ دی جائے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَخِيهِ سَعِيدِ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

۲۳۹۰- (۴) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے یہ روایت نبی ﷺ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

۲۴۹۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَعَمْرُو ابْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ النَّخَعِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مُمُونٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ حُدَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ حُدَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ بَاعَ دَارًا وَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهَا، لَمْ يُبَارَكَ لَهُ فِيهَا».

۲۳۹۱- حضرت حذیفہ بن یمان رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مکان بچا اور اس کی قیمت کو اس جیسی چیز میں خرچ نہ کیا تو اسے اس میں برکت حاصل نہیں ہوگی۔“

۲۴۹۰ (۴) [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ۱/ ۲۸۴ من حديث عبيد الله بن عبد المجيد أبي علي الحنفي به، وهو الصواب \* إسماعيل بن إبراهيم به مهاجر ضعيف (تقريب)، ولكن تابعه أبو حمزة التسكري محمد بن ميمون، وهو ثقة فاضل، انظر السنن الكبرى للبيهقي: ۶/ ۳۴، والسند إليه ضعيف من أجل محمد بن موسى بن حاتم، وعبد الملك بن عمير مدلس، انظر، ح: ۲۱۱۸، ولكنه صرح بالسماع (المعرفة والتاريخ ليعقوب بن سفيان الفارسي: ۱/ ۲۹۴) في رواية إسماعيل عنه، وله شواهد.

۲۴۹۱- [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۸/ ۳۲۸ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وضعفه البوصيري من أجل يوسف بن ميمون (المخزومي)، ولكن تلميذه أبو مالك النخعي أضعف منه لأنه متروك، وانظر، ح: ۱۹۱۵، ولم ينفرد به، رواه شعبة عن يزيد بن أبي خالد عن أبي عبيدة به، أخرجه البخاري في التاريخ والبيهقي: ۶/ ۳۳، ۳۴ وغيرهما، وسنده ضعيف، انظر، ح: ۱۸۰۷، وفيه علة أخرى.

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

## شفعہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، اس کی مشروعیت نیز مشروعیت شفعہ کی حکمت

\* لغوی معنی: [شفعه] شَفَعٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی: جوڑا، اضافہ، زیادتی اور تقویت دینے کے ہیں۔ اسی طرح اس میں اَلضَّم، یعنی ایک چیز کو دوسری کے ساتھ ملانے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔

\* اصطلاحی تعریف: [شفعه] کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے: [اِسْتَحْقَاقُ شَرِيكَ أَخَذَ مَبِيعَ شَرِيكِه بِشَمْنِه] ”ایک شریک کا اپنے شریک کی فروخت کردہ چیز کو اس کی طے شدہ قیمت پر لینے کا حق شفعہ کہلاتا ہے۔“

\* شفعہ کی مشروعیت: شفعہ حدیث رسول اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: [قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالشَّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقَسَّمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ، وَصُرِفَتِ الطَّرِيقُ، فَلَا شَفْعَةَ] (صحیح البخاری) ”شفعة“ باب الشفعة فیما لم یقسم فإذا وقعت الحدود فلا شفعة“ حدیث: (۲۳۵۷) ”نبی ﷺ نے غیر منقسم جائیداد میں شفعے کا فیصلہ دیا، لیکن جب حد بندی ہو جائے اور راستے جدا جدا ہو جائیں تو پھر شفعے کا حق باقی نہیں رہتا۔“ علمائے کرام کا شفعے کی

مشروعیت پر اتفاق ہے۔

✽ مشروعیت شفعہ کی حکمت: دین اسلام عدل و انصاف پر مبنی ایک الہامی مذہب ہے جس میں تمام قوانین و احکام انسانوں کی بھلائی اور ان کی فلاح کے لیے ہیں۔ تمام قوانین کی بنیاد حکمت و دانائی پر ہے۔ ہر شخص کے حقوق و فرائض متعین کر دیے گئے ہیں تاکہ لوگ آپس میں محبت و مودت اور اتفاق و اتحاد سے رہیں۔ کوئی شخص اپنے حقوق میں حد سے تجاوز کرے نہ فرائض میں کوتاہی برتے، اس طرح اسلام نے انسانی باہمی ربط کو مضبوط رکھنے کے لیے بے شمار تعلیمات سے نوازا ہے۔ انہی تعلیمات میں سے ایک اہم چیز حق شفعہ ہے۔ اگر دو شریکوں میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہے تو اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے فروخت کرنے سے قبل اپنے ساتھی کو خریدنے کی دعوت دے تاکہ کسی تیسرے شخص کے خریدنے سے اسے نقصان نہ پہنچے اور ان کے درمیان عداوت و دشمنی کی فضا پیدا نہ ہو نیز دونوں شریکوں کے درمیان الفت و محبت کے جذبات برقرار رہیں لہذا اگر شریک وہ جائیداد خرید لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے تیسرے شخص کو بیچنا درست ہوگا اس طرح اسلام نے [لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ] کا عملی نمونہ پیش کیا ہے۔



(المعجم ۱۷) أَبْوَابُ الشُّفْعَةِ (التحفة . . .)

## شفعہ سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱- زمین بیچتے وقت شریک کو اطلاع دینا

(المعجم ۱) - بَاب: مَنْ بَاعَ وَبَاعًا فَلْيُؤْذِنْ شَرِيكَهُ (التحفة ۸۶)

۲۳۹۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کا کھجوروں کا باغ ہو یا زمین ہو تو وہ اسے نہ بیچے جب تک اپنے شریک کو پیش کش نہ کرے۔“

۲۴۹۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ نَخْلٌ أَوْ أَرْضٌ فَلَا يَبِيعُهَا حَتَّى يَغْرِضَهَا عَلَى شَرِيكَهِ».

۲۳۹۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کے پاس زمین ہو اور وہ اسے بیچنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کو (خریدنے کی) پیش کش کرے۔“

۲۴۹۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَالْعَلَاءُ بْنُ سَالِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ أَبَا شَرِيكَ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَأَرَادَ يَبِيعَهَا، فَلْيَغْرِضَهَا عَلَى جَارِهِ».

🌟 فوائد و مسائل: ① جب دو آدمی ایک زمین یا مکان کے مشترک طور پر مالک ہوں اور ایک آدمی اپنا حصہ

۲۴۹۲- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيهقي، الشركة في النخل، ح: ۴۷۰۴ من حديث سفيان به \* سفيان بن عيينة، وأبو الزبير صرحا بالسماع عند الحميدي (ح: ۱۲۸۱ بتحقيقي)، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۴۱، وأخرجه مسلم، ح: ۱۶۰۸ من طريقين آخرين عن أبي الزبير به نحو المعنى.

۲۴۹۳- [صحيح] وصححه البوصيري، وفيه علة قاذحة، انظر، ح: ۱۷۱، والحديث السابق شاهد له.

فروخت کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ پہلے اپنے اس ساتھی کو بتائے جو اس کے ساتھ شریک ہے اگر وہ مناسب قیمت پر خریدنے پر رضامند ہو تو ٹھیک ہے ورنہ وہ کہہ دے کہ میں نہیں خریدنا چاہتا جسے چاہو فروخت کر دو۔  
 ② اگر راستے جدا جدا ہیں اور شرائط یا حصہ نہیں بھی ہے، محض ہمسائیگی ہے تو پھر بھی ہمسایہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ مکان یا زمین بیچتے وقت اسے بتایا جائے تاکہ وہ چاہے تو خرید لے۔ ③ شفعہ کے قانون کی بنیاد باہمی ہمدردی پر ہے کیونکہ عموماً ہمسائے کو اس قطعہ زمین کے خریدنے سے اجنبی کی نسبت زیادہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جب کہ بیچنے والے کے لیے ہمسائے کے ہاتھ بیچنا یا اجنبی کے ہاتھ فروخت کرنا برابر ہے لہذا اگر ہمسائے کو زیادہ فائدہ حاصل ہو جائے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ الشَّفْعَةِ بِالْجَوَارِ باب: ۳- ہمسائیگی کی وجہ سے شفعہ کا حق

(التحفة ۸۷)

۲۴۹۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَتَبْنَا عَبْدَ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْجَارُ أَحَقُّ بِشَفْعَةِ جَارِهِ، يَنْتَظِرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا، إِذَا كَانَ طَرِيقَهُمَا وَاحِدًا».

۲۴۹۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمسایہ اپنے ہمسائے کے شفعہ کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ اگر (ہمسایہ) غیر حاضر ہو تو اس (کے شفعہ) کا انتظار کیا جائے جب کہ ان دونوں کا راستہ ایک ہو۔“

۲۴۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْجَارُ أَحَقُّ بِشَفْعِهِ».

۲۴۹۵- حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہمسایہ اپنے قریب کی جگہ (مکان یا زمین) کا زیادہ حق دار ہے۔“

۲۴۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ

۲۴۹۶- حضرت شرید بن سويد ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے

۲۴۹۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في الشفعة، ح: ۳۵۱۸ من حديث هشيم به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۳۶۹.

۲۴۹۵- أخرجه البخاري، الحليل، باب في الهبة والشفعة، ح: ۶۹۷۷ من طريق سفیان به مطولاً.

۲۴۹۶- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيهقي، ذكر الشفعة وأحكامها، ح: ۴۷۰۷ من حديث حسين المعلم به.



عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ شَرِيدِ بْنِ شُوَيْدٍ قَالَ: مَسَايِلِي هِيَ (اس کا کیا حکم ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مساویہ اپنے قریب کی جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔“  
قَسَمَ، وَلَا شَرِيكَ إِلَّا الْجَوَارُ؟ قَالَ: «الْجَارُ أَحَقُّ بِشَقِيهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یعنی مسایلی کی بنا پر وہ دوسروں کی نسبت اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ زمین یا مکان فروخت کرتے وقت پہلے اس سے پوچھا جائے تاکہ اگر وہ خریدنا چاہے تو خرید لے تاہم مالک اگر ہمسائے سے پوچھے بغیر کسی اور کے ہاتھ فروخت کر دے تو قانونی طور پر ہمسایہ محض مسایلی کی بنا پر حق شفعہ نہیں رکھتا جیسا کہ حدیث ۲۳۹۹ میں اس کی وضاحت موجود ہے، نیز دیکھیں حدیث: ۲۳۹۹ کے فوائد: ② اگر زمین یا مکان کی فروخت کے موقع پر شریک ہمسایہ موجود نہ ہو تو اس کے آنے پر اسے شفعے کا حق دیا جائے گا۔

(المعجم ۳) - بَابُ: إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فَلَا شَفْعَةَ (التحفة ۸۸)

باب: ۳- حد بندی ہو جانے کے بعد شفعہ نہیں ہوتا

۲۴۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقَسَمَ. فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ، فَلَا شَفْعَةَ.

۲۳۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر تقسیم شدہ چیز (زمین یا مکان) میں شفعے کا فیصلہ فرمایا۔ جب حد بندی ہو جائے تو پھر کوئی شفعہ نہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ الطَّهْرَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنے دوسرے استاد محمد بن حماد طہرانی کے واسطے سے بھی یہ روایت نبی ﷺ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

قَالَ أَبُو عَاصِمٍ: سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلٌ. وَأَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مُتَّصِلٌ.  
(حدیث کے راوی) ابو عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: سعید بن مسیب کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل ہے۔ اور ابوسلمہ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت متصل ہے۔

۲۴۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّرِيكُ أَحَقُّ بِسَقَمِهِ مَا كَانَ».  
۲۴۹۸۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شریک اپنے قریب کی (مشترک) جگہ کا زیادہ حق دار ہے جو کچھ بھی ہو۔“

۲۴۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّمَا جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقَسَّمْ. فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطَّرِيقُ، فَلَا شُفْعَةَ.  
۲۴۹۹۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہر اس چیز میں شفعہ مقرر کیا ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو۔ جب حد بندی ہو جائے اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو پھر کوئی شفعہ نہیں۔



🌞 نوائد و مسائل: ① مشترک چیز میں اگر ایک شریک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہے تو پہلے اپنے دوسرے شریکوں کو بتائے تاکہ اگر وہ خریدنا چاہیں تو خرید لیں۔ ② یہ حق زمین یا مکان میں بھی ہے اور دوسری کسی بھی مشترک چیز میں بھی۔ ③ جب مشترک چیز تقسیم کر لی جائے اور مکان یا زمین کو تقسیم کر کے ہر شخص کا حصہ مقرر ہو جائے کہ یہاں تک فلاں کا حصہ ہے اور اس سے آگے فلاں کا حصہ ہے تو شراکت ختم ہو جاتی ہے صرف ہمسائیگی باقی رہ جاتی ہے اس صورت میں جو شخص پہلے شریک تھا وہ ہمسائیگی کی بنیاد پر شفعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ④ بعض احادیث میں جو پڑوسی کے حق شفعہ کا ذکر ہے تو اس سے مراد مطلق پڑوسی نہیں بلکہ صرف وہ پڑوسی مراد ہے جو راستے یا زمین وغیرہ میں شریک ہوا اگر ایسا نہ ہو تو پھر پڑوسی بھی شفعہ کا حق دار نہیں ہے اس لیے کہ جب یہ فرما دیا گیا کہ حد بندی اور راستے الگ الگ ہو جانے کے بعد حق شفعہ نہیں تو پھر محض پڑوسی ہونا پڑوسی کے حق شفعہ کا جواز نہیں بن سکتا۔

## باب ۴ - بَابُ طَلَبِ الشَّفْعَةِ

باب ۴- حق شفعہ کا مطالبہ

(التحفة ۸۹)

۲۵۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّفْعَةُ كَحَلِّ الْعُقَالِ».

۲۵۰۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شفعہ اونٹ کی رسی کھولنے کی طرح ہے۔“ (جس طرح رسی کھلنے سے اونٹ فوراً آزاد ہو جاتا ہے، اسی طرح شفعے کا دعویٰ فوری طور پر قابل قبول ہے۔ جو نبی زمین یا مکان کی فروخت کی خبر ملے تو دعویٰ کرے بعد میں یہ دعویٰ قابل قبول نہیں ہے۔)

۲۵۰۱- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا شَفْعَةَ لِشَرِيكِ عَلَى شَرِيكِ إِذَا سَبَقَهُ بِالْشَّرَاءِ. وَلَا لِصَغِيرٍ، وَلَا لِغَائِبٍ».

۲۵۰۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک شریک کو دوسرے شریک پر شفعے کا حق نہیں جب وہ اس سے پہلے خرید لے۔ نہ چھوٹے (نا بالغ) بچے کو حق شفعہ حاصل ہے نہ غیر حاضر کو۔“

🌟 فائدہ: شریک پر شریک کے شفعے کا دعویٰ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی چیز میں تین افراد شریک ہوں اور ان میں سے ایک آدمی دوسرے کا حصہ خرید لے تو تیسرے کو شفعے کا دعویٰ کرنے کا حق حاصل نہیں، لیکن یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

۲۵۰۰- [مسند ضعیف جداً] أخرجه البيهقي: ۱۰۸/۶ من حديث محمد بن الحارث به، وقال: "محمد بن الحارث البصري متروك ومحمد بن عبدالرحمن البيلماني ضعيف ضعفهما يحيى بن معين وغيره من أئمة أهل الحديث"، والحديث ضعفه البوصيري وغيره.

۲۵۰۱- [مسند ضعیف جداً] أخرجه ابن عدي: ۲۱۸۵، ۲۱۸۸/۶ من حديث محمد بن الحارث به، وضعفه البوصيري، وانظر الحديث السابق لعلته.

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۸) أَبْوَابُ اللَّقْطَةِ (التحفة . . .)

گم شدہ چیز ملنے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - بَابُ ضَلَّةِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ  
وَالْفَتَمِ (التحفة ۹۰)  
۲۵۰۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى :  
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ ،  
عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
الشَّخِيرِ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :  
« ضَلَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ » .

باب ۱: گم شدہ اونٹ، گائے اور بکری کا حکم  
۳۵۰۲ - حضرت عبداللہ بن شحیر عامری رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کا گم شدہ  
جانور (جنہم کی) آگ کا شعلہ ہے۔“

547

فوائد و مسائل: ① [ضالۃ] سے مراد وہ جانور ہے جو اپنے ریوڑ سے الگ ہو کر گم ہو گیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ  
کس کا ہے۔ اس پر بغیر کرنا جائز نہیں۔ ② بے جان چیز (مثلاً: رقم وغیرہ) گری پڑی مل جائے تو اسے [لُفَطَه] کہتے ہیں۔ اس کا بیان اگلے باب میں آ رہا ہے۔

۲۵۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا  
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ :  
۲۵۰۳ - حضرت منذر بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے انھوں نے فرمایا: میں مقام یوازین پر اپنے والد

۲۵۰۲ [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/۲۵ عن يحيى بن سعيد قال: ثنا حميد يعني الطويل: ثنا الحسن به . . . الخ،  
وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۷۱، والبوصيري، والضياء المقدسي في المختارة \* الحسن تابعه قتادة عند  
أبي نعيم في الحلية: ۳۳/۹ وقبله الطبراني في الأوسط: ۲/۳۲۹، ح: ۱۵۷۰ رواه شعبة عنه، والسند صحيح إليه،  
وللمحدث شواهد كثيرة.

۲۵۰۳ [صحیح] أخرجه النسائي في الكبرى: ۳/۴۱۶، ح: ۵۸۰۰ من حديث يحيى بن سعيد به \* والضحاك لم  
يوثقه غير ابن حبان، وسقط ذكره من سند أبي داود، ح: ۱۷۲۰، وله شاهد عند مسلم في صحيحه، ح: ۱۷۲۵، وبه  
صح الحديث.

حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ خَالُ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي بِالنَّوْازِجِ. فَرَأَى الْبَقْرَ. فَرَأَى بَقْرَةً أَنْكَرَهَا. فَقَالَ: مَا هَذِهِ؟ قَالُوا: بَقْرَةٌ لَحِقَتْ بِالْبَقْرِ. قَالَ: فَأَمَرَ بِهَا فَطُرِدَتْ حَتَّى تَوَارَتْ. ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُؤْوِي الضَّالَّةُ إِلَّا ضَالٌّ».

(حضرت جریر بن عبد اللہ بن جریہؓ کے ساتھ تھا کہ گائیں (چراگاہ سے واپس) آئیں۔ انھیں (ریوز میں) ایک گائے نظر آئی جو انھیں اجنبی محسوس ہوئی (محسوس ہوا کہ ہماری نہیں) تو انھوں نے فرمایا: یہ کیسی گائے ہے؟ حاضرین نے کہا: (کسی کی) گائے (ہماری) گایوں کے ساتھ مل کر آگئی ہے۔ حضرت جریرؓ کے حکم سے اس کو ہانک دیا گیا حتیٰ کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی، پھر انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ”بھٹکے ہوئے (گم شدہ) جانور کو (اپنے ریوز میں) وہی جگہ دیتا ہے جو بھٹکا ہوا (گمراہ) ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حکم بڑے جانوروں مثلاً: اونٹ اور گائے وغیرہ کے بارے میں ہے۔ چھوٹے جانور (بھینڑ بکری وغیرہ) کو پکڑ لینا چاہیے تاکہ بگل میں کوئی بھینڑ یا وغیرہ نہ کھا جائے جیسے اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ② یہ توضیح اس شخص کے لیے ہے جو جانور کو اس لیے پکڑتا ہے کہ اس کا اعلان نہ کرے بلکہ قبضہ کر لے اگر وہ جانور کے مالک کی تلاش کا راہ راہہ رکھتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ سے آئی ہے: ”جو بھٹکے ہوئے جانور کو جگہ دیتا ہے وہ گمراہ ہے جبکہ اس کا اعلان نہ کرے۔“ (صحیح مسلم، اللقطة، باب فی لقطة الحاج، حدیث: ۱۷۲۵)

۲۵۰۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ الْعَلَاءِ الْأَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الرَّحْمَنِ. عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُتَّبِعِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ. فَلَقِيتُ رَبِيعَةَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۲۵۰۴- حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ سے گم شدہ اونٹ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ناراض ہو گئے اور آپ کے رخسار مبارک (غصے سے) سرخ ہو گئے اور فرمایا: ”تجھے اس سے کیا غرض؟ اس کے پاس جوتے بھی ہیں اور مشک بھی۔ وہ پانی (کے چشموں) پر جائے گا (اور پانی



قَالَ: سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَعَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجَنَّتْهُ فَقَالَ: «مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا الْجِذَاءُ وَالشَّقَاءُ. تَرُدُّ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ. حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا». وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ: «خُذْهَا. فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذُّبِّ». وَسُئِلَ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ: «إِعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ، وَإِلَّا فَاخْطُلِهَا بِمَا لِكَ».

نی لیا کرے گا) اور درختوں کے پتے کھا تارے گا حتیٰ کہ اس کا مالک اس تک پہنچ جائے۔“ رسول اللہ ﷺ سے گم شدہ بکری کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اے پکڑ لے۔ وہ تیری ہے یا حیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی۔“ اور رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اس کی تھیلی کو اور بندھن کو پہچان لے اور ایک سال تک اس کا اعلان کر! اگر کوئی اسے پہچان لے (تو بہتر ہے) ورنہ اسے اپنے مال میں ملا لے۔“

🌞 نوآمد مسائل: ① گم شدہ اونٹ کو قبضے میں لینا جائز نہیں کیونکہ وہ اپنی حفاظت اور دیکھ بھال کے لیے کسی کا محتاج نہیں۔ ② ”اس کے پاس اس کے جوتے موجود ہیں۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بلا خوف و خطر لمبا فاصلہ طے کر سکتا ہے اس لیے ممکن ہے کہ خود ہی چل کر اپنے مالک کے پاس پہنچ جائے یا مالک اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ ③ اس کی مشک اس کے پاس ہے یعنی اس کا معدہ پانی کو ذخیرہ کر لیتا ہے جب کبھی کسی چشمے پر پہنچے گا تو پانی سے پیٹ بھر لے گا اسے پانی پینے کے لیے مالک کی ضرورت نہیں۔ ④ بکری اپنی حفاظت نہیں کر سکتی اگر تم اسے نہیں پکڑو گے تو کوئی اور پکڑ لے گا اگر کسی نے نہ پکڑا تو بھیڑیا کھا جائے گا اس لیے گم شدہ بکری نظر آ جائے تو اسے پکڑ لو تا کہ بھیڑیے سے محفوظ رہے۔ اور ممکن ہے کبھی اس کا مالک آ جائے تو اسے دے دی جائے۔ ⑤ لُقْطَہ (گری پڑی چیز) سے مراد وہ قیمتی چیز ہے جو مالک سے اس کی غفلت کی وجہ سے کہیں گر جائے مثلاً: نقد رقم یا ہاتھ کی گھڑی وغیرہ۔ ایسی معمولی چیز جس کے گم ہو جانے کی پروا نہیں کی جاتی وہ جسے ملے لے سکتا ہے۔ ⑥ عِفَاص سے مراد وہ تھیلی، بٹوہ اور پرس وغیرہ ہے جس میں نقد رقم رکھی جاتی ہے۔ وِکَاء سے مراد وہ دوری یا تکی وغیرہ ہے جس سے تھیلی کا منہ باندھا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس چیز کی علامتیں یاد رکھی جائیں جو شخص تلاش کرتا ہوا آئے اگر وہ صحیح نشانیاں بتا دے کہ اس قسم کا بٹوہ ہے، فلاں رنگ اور فلاں ڈیزائن ہے اس میں تقریباً اتنی رقم ہے جس میں سے اتنی رقم بڑے نوٹوں کی صورت میں ہے تو ایسی علامتیں بتانے سے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ گم شدہ چیز اس کی ہے لہذا وہ چیز اسے واپس کر دینی چاہیے۔ ⑦ ایک سال تک مناسب حد تک مالک کی تلاش کے بعد اعلان کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اب جسے وہ چھوٹی ہے اسے استعمال کر سکتا ہے تاہم اگر بعد میں بھی مالک آ جائے تو ویسی چیز یا اس کا بدل ادا کر دینا چاہیے۔

۲۵۰۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو کسی کی گم شدہ چیز ملے تو اسے چاہیے کہ ایک یا دو معتبر آدمیوں کو گواہ بنالے۔ پھر اس میں تبدیلی نہ کرے اور نہ اسے چھپائے۔ بعد ازاں اگر اس کا مالک آجائے تو وہ (مالک) اس کا زیادہ حق دار ہے ورنہ وہ اللہ کا مال ہے جسے وہ چاہتا ہے دے دیتا ہے۔“

۲۵۰۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ خَالِدِ الْحَذَاءِ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِيَّاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «مَنْ وَجَدَ لِقِطَّةً فَلْيُشْهِدْ ذَا عَدْلٍ أَوْ ذَوَيْ عَدْلٍ. ثُمَّ لَا يُعْيِرْهُ وَلَا يَكْتُمْ. فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا، فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا. وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① گواہ بنانے کا فائدہ یہ ہے کہ بعد میں کوئی شخص آکر یہ دعویٰ نہ کرے کہ یہ چیز تو میری ہے لیکن اس میں خیانت کی گئی ہے مثلاً: وہ تھیلی کی علامات پوری بتا دیتا ہے اور جب اسے وہ تھیلی دی جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اس میں سے کچھ رقم نکال لی گئی ہے تو گواہ اس کی تردید کریں گے کہ رقم اتنی ہی تھی۔ ② ”وہ اللہ کا مال ہے۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو یہ مال دے دیا ہے اب (ایک سال کے بعد) اس کے لیے اس کا استعمال جائز ہو گیا ہے۔ ③ اسلام میں دیانت داری کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ گم شدہ چیز مالک کو واپس کرنا دیانت داری کا مظہر ہے۔ اس میں دوسرے کی خیر خواہی بھی ہے اور حرام یا مشکوک رزق سے اجتناب بھی۔ یہ سب صفات ایک مومن میں ہونا ضروری ہیں۔



۲۵۰۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ عَفْلَةَ قَالَ : خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ. حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعُدَيْبِ، انْتَقَطَتْ سَوْطًا. فَقَالَ لِي : اَلْقُوْهُ. فَأَبَيْتُ. فَلَمَّا قَدِمْنَا

۲۵۰۶- حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں حضرت زید بن صوحان اور حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ جب ہم مقام عدیب پر پہنچے تو مجھے کسی کا گرا ہوا کوزہ ملا۔ ان دونوں حضرات نے کہا: اسے پھینک دو۔ میں نے (پھینکنے سے) انکار کر دیا۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو

۲۵۰۵- [استادہ صحیح] أخرجه أبو داود، اللقطة، باب التعريف باللقطة، ح: ۱۷۰۹ من حديث خالد الحذاء به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۶۹.

۲۵۰۶- أخرجه البخاري، كتاب في اللقطة، باب إذا أخبر رب اللقطة بالعلامة دفع إليه، ح: ۲۴۳۷، ۲۴۲۶، ومسلم، اللقطة، باب معرفة العفاس والوكاء... الخ، ح: ۱۷۲۳ من حديث سلمة بن كهيل به.

الْمَدِينَةِ أَتَيْتُ أَبِيَّ بْنَ كَعْبٍ. فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ. فَقَالَ: أَصَبْتَ. انْقَطَعَتْ مِائَةٌ دِينَارٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَسَأَلْتُهُ. فَقَالَ: «عَرَفْتُهَا سَنَةً. فَعَرَفْتُهَا. فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يَعْرِفُهَا. فَسَأَلْتُهُ. فَقَالَ: «عَرَفْتُهَا. فَعَرَفْتُهَا. فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يَعْرِفُهَا. فَقَالَ: «إِعْرِفْ وِعَاءَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَدَدَهَا، ثُمَّ عَرَفْتُهَا سَنَةً. فَإِنْ جَاءَ مَنْ يَعْرِفُهَا. وَإِلَّا، فَهِيَ كَسْبِيلٍ مَالِكَ».

میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا (تاکہ مسئلہ معلوم ہو جائے) انھوں نے فرمایا: تو نے صحیح کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں مجھے (کسی کے گرے ہوئے) سودینار ملے تھے چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”ایک سال تک ان کا اعلان کرو۔“ میں نے اعلان کیا تو کوئی اس رقم کو پہچان کر لینے والا نہ ملا۔ میں نے پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اس کا اعلان کرو۔“ میں پھر اعلان کرتا رہا لیکن مجھے کوئی اس رقم کو پہچان کر لینے والا نہ ملا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی تھیلی بندھن اور تعداد یاد رکھو پھر ایک سال تک اعلان کرو اگر کوئی اس کو پہچانے والا آگیا (تو ٹھیک) ورنہ وہ تمھارے (دوسرے) مال کی طرح (حلال مال) ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① عام قیمتی چیز کے لیے اعلان کی مدت ایک سال ہے جب کہ زیادہ قیمتی چیز کا اس سے زیادہ مدت تک اعلان کرنا بہتر ہے۔ ② معمولی چیز جس کے گم ہونے کی زیادہ پروا نہیں کی جاتی اس کا اعلان نہ کرنا درست ہے۔ ③ اعلان ایسے متعدد مقامات پر کرنا چاہیے جہاں سے توقع ہو کہ اگر مالک تلاش میں وہاں آیا ہوا ہو تو خود سن لے گا یا اگر اس نے آس پاس کے لوگوں سے پوچھا ہوگا تو ان میں سے کوئی نہ کوئی سن کر بتا دے گا کہ فلاں شخص کا مال گم ہوا ہے۔ ④ آج کل اخبار اور ریڈیو میں اعلان کرنا بھی درست ہے۔ جب مالک آئے تو اس سے اعلان کا خرچ وصول کر کے اس کی گم شدہ رقم وغیرہ اسے دے دے۔ ⑤ ایک سال کے اعلان کے باوجود اگر مالک نہ آیا تو یہ اعلان کافی ہے اور رقم کو استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن اگر بعد میں کبھی مالک آجائے تو بھی اسے اتنی رقم ادا کرنی چاہیے جیسا کہ آئندہ حدیث میں صراحت ہے۔

۲۵۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ: ح. وَحَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ

۲۵۰۷- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے (کسی کی گم شدہ) اٹھائی ہوئی

چیز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اس کا ایک سال تک اعلان کر۔ اگر اسے کوئی پہچان لے تو وہ اسے دے دے۔ اگر نہ پہچانی جائے تو اس کی تھیلی اور بندھن کی پہچان رکھ اور اسے استعمال کر لے۔ (بعد میں) اگر اس کا مالک آجائے تو وہ (رقم) اسے ادا کر دینا۔“

يَخْي: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّحَّاحُ بْنُ عُمَانَ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنِي سَالِمُ أَبُو النَّضْرِ، عَنْ [بُسْرِ] بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَمِلَ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ: «عَرَفُهَا سَنَةً، فَإِنْ اغْتَرِفَتْ، فَأَدَّهَا. فَإِنْ لَمْ تُعْتَرَفْ، فَأَعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوَعَاءَهَا ثُمَّ كُلْهَا. فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا، فَأَدَّهَا إِلَيْهِ».

باب: ۳- چوہا بل سے جو کچھ نکالے  
اسے اٹھا لینا جائز ہے

(المعجم ۳) - بَابُ الْبَقَاطِ مَا أَخْرَجَ الْجُرْدُ (التحفة ۹۲)

۲۵۰۸- حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا نے حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ وہ ایک دن قضائے حاجت کے لیے بقیع کے قبرستان کی طرف گئے۔ (اس زمانے میں) لوگوں کی حالت یہ تھی کہ آدمی دو تین دن میں ایک بار قضائے حاجت کے لیے جاتا۔ (تب بھی) اس طرح میٹگنیاں کرتا جس طرح اونٹ میٹگنیاں کرتے ہیں۔ وہ ایک کھنڈر میں چلے گئے۔ وہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک چوہا نظر آیا۔ اس نے بل میں سے ایک دینار نکالا پھر بل میں گیا اور ایک اور دینار نکال لایا حتیٰ کہ اس نے (ایک ایک کر کے) سترہ دینار نکالے۔ پھر ایک سرخ کپڑے کا ٹکڑا نکال لایا۔

۲۵۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عُمَةَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الرَّمَعِيُّ: حَدَّثَنِي عَمِّي قُرَيْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أُمَّهَا كَرِيمَةَ بِنْتَ الْمُقْدَادِ بْنِ عَمْرِو أَخْبَرَتْهَا عَنْ ضَبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمُقْدَادِ بْنِ عَمْرِو أَنَّهُ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى الْبَقِيعِ، وَهُوَ الْمَقْبُرَةُ، لِحَاجَتِهِ. وَكَانَ النَّاسُ لَا يَذْهَبُ أَحَدُهُمْ فِي حَاجَتِهِ إِلَّا فِي الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ. فَإِنَّمَا يَبْعَرُ كَمَا تَبْعَرُ الْإِبِلُ. ثُمَّ دَخَلَ حَرَبَةً. فَبَيْنَا هُوَ جَالِسٌ لِحَاجَتِهِ، إِذْ رَأَى جُرْدًا أَخْرَجَ مِنْ جُحْرِ دِينَارًا. ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ آخَرَ.



حَتَّى أَخْرَجَ سَبْعَةَ عَشَرَ دِينَارًا. ثُمَّ أَخْرَجَ طَرَفَ خِرْقَةٍ خُمْرَاءَ.

حضرت مقدار کہتے ہیں: میں نے کپڑے کو اٹھا کر دیکھا تو مجھے اس میں بھی ایک دینار ملا۔ یہ سب اٹھا رہ دینار ہو گئے۔ میں انھیں لے کر (کھنڈرے) باہر آ گیا اور انھیں لا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور ان دیناروں کے ملنے کا واقعہ عرض کیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کی زکاۃ لے لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انھیں لے جاؤ! ان میں کوئی زکاۃ نہیں (کیونکہ میں دینار کا نصاب پورا نہیں ہوا)۔ اللہ تجھے ان میں برکت دے۔“ پھر فرمایا: ”شاید تو نے بل میں ہاتھ ڈالا ہوگا؟“ میں نے کہا: نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ عزت بخشی!

راوی نے کہا: ان کی وفات تک وہ دینار ختم نہ ہوئے۔

باب: ۳۔ جسے مدون خزانہ ملے (وہ کیا کرے؟)

۲۵۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مدون خزانے میں پانچواں حصہ (زکاۃ فرض) ہے۔“

قَالَ الْمُقْدَادُ: فَسَلَّلْتُ الْخِرْقَةَ، فَوَجَدْتُ فِيهَا دِينَارًا. فَتَمَمْتُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ دِينَارًا. فَخَرَجْتُ بِهَا حَتَّى أَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرَهَا. فَقُلْتُ: خُذْ صَدَقَتَهَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «ارْجِعْ بِهَا. لَا صَدَقَةٌ فِيهَا. بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا». ثُمَّ قَالَ: «لَعَلَّكَ أَتْبَعْتَ يَدَكَ فِي الْجُحْرِ؟» قُلْتُ: لَا. وَالَّذِي أَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ.

قَالَ: فَلَمْ يَنْ أَخْرِجُهَا حَتَّى مَاتَ.

(المعجم ۴) - بَابُ مَنْ أَصَابَ رِكَازًا

(النخبة ۹۳)

۲۵۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَكِّيُّ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «فِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ».

۲۵۱۰- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۲۵۱۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مدون خزانے میں پانچواں حصہ (زکاۃ) ہے۔“

الْجَهْضُمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ».

🌞 فائدہ: [رکاز] سے مراد زمین میں مدون خزانہ ہے جس کا مالک معلوم نہ ہو سکے اور غالب امکان ہو کہ مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے سے پہلے کا ہے۔ اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال کو ادا کیا جائے گا اور یہ ادا کیل فوراً ہوگی۔ ایک سال پورا ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ باقی مال اس کی ملکیت ہوگا جسے ملا۔ موجودہ دور میں بعض ملکوں میں حکومت کا پورے مال پر قبضہ کر لینا خلاف شریعت ہے۔

۲۵۱۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَابِتٍ

۲۵۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا اس نے زمین خریدی تو اسے زمین میں سونے کا بھرا ہوا ایک ماٹ (بڑا مٹکا) ملا۔ اس نے (بیچنے والے سے) کہا: میں نے تجھ سے زمین خریدی ہے سونا نہیں خریدا۔ (اس لیے یہ سونا تم لے لو)۔ اس نے کہا: میں نے تجھے زمین بیچی اور جو کچھ اس میں تھا (وہ بھی ساتھ ہی بک گیا) اس لیے سونا تمھارا ہے۔ (چنانچہ وہ ایک تیسرے) آدمی کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے تو اس نے کہا: کیا تمھاری کوئی اولاد ہے؟ ایک نے کہا: میرا ایک لڑکا ہے۔ اور دوسرے نے کہا: میری ایک لڑکی ہے۔ اس (فیصلہ کرنے والے) نے کہا: لڑکے کا نکاح

الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْخَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ. سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ اشْتَرَى عَقَارًا، فَوَجَدَ فِيهَا جَرَّةً مِنْ ذَهَبٍ. فَقَالَ: اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ، وَلَمْ أَشْتَرِ مِنْكَ الذَّهَبَ. فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّمَا بَعْتُكَ الْأَرْضَ بِمَا فِيهَا. فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ. فَقَالَ: أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: لِي غُلَامٌ. وَقَالَ الْآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ. قَالَ: فَأَنْكِحَا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ. وَتُؤَيِّقَمَا عَلَى

۲۵۱۰- [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۱۴/۱ من طريق إسرائيل به، ورواه عن أبي أحمد أيضًا كما في أطراف المسند: ۲۰۷/۳، وصححه البوصيري، ولكن سنده ضعيف، انظر، ح: ۱۷۱ لعله، والحديث السابق شاهد له، وبه صح الحديث.

۲۵۱۱- [إسناده حسن] \* حيان بن بسطام وثقه ابن حبان، والبوصيري، انظر، ح: ۲۴۴۵.

أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ، وَلَيْتَصَدَّقًا» .

لڑکی سے کر دو۔ وہ دونوں اس مال میں سے اپنی ذات پر بھی خرچ کریں اور صدقہ بھی کریں۔“

**فوائد و مسائل:** ① سابقہ امتوں کے واقعات بطور عبرت و نصیحت بیان کیے جاسکتے ہیں بشرطیکہ وہ قرآن مجید یا صحیح احادیث سے ثابت ہوں۔ ضعیف، من گھڑت اور موضوع روایات سے وعظ و خطبات کو مزین کرنا جائز نہیں۔ ② گزشتہ امتوں کے شرعی مسائل میں سے صرف ان مسائل پر عمل کیا جاسکتا ہے جو ہماری شریعت کے منافی نہ ہوں۔ ③ خرید و فروخت میں دیانت داری اور ایک دوسرے کی خیر خواہی باعث برکت ہے۔ ④ اختلافی معاملے میں ایسی صورت اختیار کر لینا بہت اچھی بات ہے جس پر دونوں فریق راضی ہوں۔ ⑤ مدفون خزانہ اس شخص کی جائز ملکیت ہے جسے وہ ملے بشرطیکہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کس نے دفن کیا تھا۔ ⑥ مدفون خزانہ پورے کا پورا اپنی ذات پر خرچ نہیں کرنا چاہیے۔ ہماری شریعت میں اس کے لیے پانچویں حصے کی حد مقرر ہے، یعنی بیس فی صد بطور زکاۃ ادا کر کے باقی ذاتی استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**



## عتق (آزادی) کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، نیز آزاد کرنے کی مشروعیت و حکمت اور اس کی اقسام

\* لغوی معنی: [الْعَتَقَ] سے مراد [زَوَّالَ الْمَلِكِ وَ ثُبُوْتُ الْحُرِّيَّةِ] ”ملکیت کا خاتمہ اور آزادی کا حاصل ہونا ہے۔“ امام ازہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [عَتَقَ، عَتَقَ الْفَرَسَ] سے مشتق ہے۔ یہ اس وقت بولتے ہیں جب گھوڑا سبقت لے جائے۔ یا [عَتَقَ الْفَرَسُ إِذَا طَارَ] جب چوزہ اڑ جائے تو اسے [عَتَقَ] سے تعبیر کرتے ہیں۔ آزادی کو بھی [عَتَقَ] اسی لیے کہتے ہیں کہ غلام آزادی حاصل کرنے کے بعد جہاں چاہے جاسکتا ہے۔

\* اصطلاحی تعریف: مملوک غلام کو آزاد کرنا، کرانا اور اسے غلامی کی ذلت سے نکالنا [عَتَقَ] ”آزادی“ کہلاتا ہے۔

\* آزاد کرنے کی مشروعیت: اللہ تعالیٰ نے غلاموں کو آزادی دلانے کے لیے مختلف کفارات میں ان کی قید لگائی ہے، علاوہ ازیں غلاموں کے آزاد کرانے کی فضیلت بیان کر کے ان کو آزاد کرنے کی ترغیب دی ہے، لہذا فرمایا: ﴿فَكَ رَقَبَةٍ﴾ (البقرہ: ۱۷۶) ”مگر دن آزاد کرنا ہے۔“ جبکہ نبی ﷺ فرماتے

۱۹۔ ابواب العتق۔ عتق کی لغوی و اصطلاحی تعریف، مشروعیت، حکمت اور اس کی اقسام

ہیں: [مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ إِرْبٍ مِنْهَا إِرْبًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَعْتِقُ بِالْيَدِ الْيَدَ وَالرِّجْلَ الرَّجْلَ، وَ بِالْفَرْجِ الْفَرْجَ] (إرواء الغلیل، کتاب العتق، حدیث: ۱۷۴۲) ”جو شخص کسی مومن غلام کو آزاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک عضو کے عوض آزاد کرنے والے کے ایک ایک عضو کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے یہاں تک کہ ہاتھ کے بدلے میں ہاتھ پاؤں کے بدلے میں پاؤں اور شرم گاہ کے بدلے میں شرم گاہ آزاد کر دیتا ہے۔“

\* آزاد کرنے کی حکمت: انسان کو غلامی کی ذلت و رسوائی سے نجات دلانا تاکہ وہ اپنی جان اور منافع کا مالک بن جائے نیز اپنے ارادے کے ساتھ اپنی جان اور منافع کا فیصلہ کر سکے۔

\* آزادی کی اقسام: غلام کی آزادی تین طرح سے ہو سکتی ہے:

- ① تدبیر: مالک کا غلام کو یہ کہنا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے۔ یہ تدبیر کہلاتا ہے۔
- ② مکاتبت: اگر مالک غلام کو آزاد کرنے کے لیے کچھ مال لینا طے کر لے اور غلام کما کر وہ مال قسطوں میں ادا کر دے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ اس عمل کو مکاتبت کہتے ہیں۔
- ③ ام ولد: وہ لونڈی جس کا مالک اس سے ہم بستری کرے اور اس سے اولاد ہو جائے تو وہ آزاد ہو جاتی ہے جیسے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت کے بعد آزاد ہو گئی تھیں۔



(المعجم ۱۹) أَبْوَابُ الْعَتَقِ (التحفة ...)

غلام آزاد کرنے سے متعلق احکام و مسائل

باب ۱- مدبر غلام کا حکم

(المعجم ۱) - بَابُ الْمُدَبِّرِ (التحفة ۹۴)

۲۵۱۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدبر غلام فروخت کیا۔

۲۵۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَاعَ الْمُدَبِّرَ.

۲۵۱۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمارے قبیلے کے ایک آدمی نے ایک غلام کو مدبر قرار دے دیا۔ اس کے پاس اس غلام کے علاوہ کوئی مال نہیں تھا۔ نبی ﷺ نے اس (غلام) کو فروخت کر دیا۔ اسے قبیلہ بنو عدی کے ایک شخص ابن نھام (رضی اللہ عنہ) نے خرید لیا۔

۲۵۱۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذَبَرَ رَجُلٌ مِنَّا غُلَامًا. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ. فَبَاَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ. فَاشْتَرَاهُ ابْنُ [الْحَمَامِ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَدِيٍّ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مدبر سے مراد وہ غلام ہے جسے اس کا مالک یہ کہہ دے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ (فتح الباری: ۵۳۱/۳) ② جب تک آقا زندہ ہے مدبر غلام ہی رہتا ہے اور اس پر غلاموں والے سب

۲۵۱۲- أخرجه البخاري، البيهقي، باب بيع المدبر، ح: ۲۲۳۰ عن عبد الله بن نمير به.

۲۵۱۳- أخرجه البخاري، البيهقي، باب بيع المدبر، ح: ۲۲۳۱، ومسلم، الأيمان، باب جواز بيع المدبر،

ح: ۹۹۷ بعد حديث: ۱۶۶۸ من حديث سفیان به.

## ۱۹۔ أبواب العتق ..... غلام آزاد کرنے سے متعلق احکام و مسائل

احکام لاگو ہوتے ہیں۔ ⑤ مجبوری کی حالت میں مدبر غلام کی اس شرط آزادی کو کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ آزاد کرنے والے کے پاس اور کوئی مال نہیں تھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ وہ محتاج تھا۔ (صحیح البخاری، البیوع، باب بیع المزایدة، حدیث: ۲۱۳۱) اس کے علاوہ مقروض بھی تھا۔ (فتح الباری، البیوع، باب بیع المدبر، بحوالہ إسماعیلی) ⑥ آزاد کرنے والے اس صحابی کا نام ”ابو مذکور رضی اللہ عنہ“ بیان کیا گیا ہے۔ (سنن أبی داود، العتق، باب فی بیع المدبر، حدیث: ۳۹۵۵) ⑦ خریدنے والے صحابی کا نام حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔ (صحیح البخاری، البیوع، باب بیع المزایدة، حدیث: ۲۱۳۱) انہی کو ”ابن نعام“ کہا جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جنت میں ان کے حکمکار نے کی آواز سنی تھی۔ (حاشیہ صحیح مسلم، از محمد فواد عبدالباقی، الأیمان، باب جواز بیع المدبر) ⑧ اس غلام کا نام یعقوب (رضی اللہ عنہ) تھا۔ (سنن أبی داود، العتق، باب فی بیع المدبر، حدیث: ۳۹۵۷) وہ غلام تبلیٰ تھا۔ (صحیح مسلم، الأیمان، باب جواز بیع المدبر، حدیث: ۹۹۷) ⑨ غلام کی قیمت آٹھ سو درہم ادا کی گئی تھی۔ (صحیح البخاری، الأحکام، باب بیع الإمام علی الناس أموالهم وضياعهم، حدیث: ۷۱۸۶)

۲۵۱۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۲۵۱۳ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ظَبْيَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : میں (سے آزاد ہوتا) ہے۔ “  
”الْمَدْبُرُ مِنَ الثَّلَاثِ“ .

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ : سَمِعْتُ عُثْمَانَ، يَعْنِي ابْنَ أَبِي شَيْبَةَ، يَقُولُ : هَذَا خَطَأٌ . يَعْنِي حَدِيثُ :   
امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے حضرت عثمان بن ابی شیبہ رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا: یہ حدیث، یعنی مدبر تیسرے حصے میں ہے، غلط ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ . امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث کو کوئی اصل نہیں۔

(المعجم ۲) - بَابُ أَمْهَاتِ الْأَوْلَادِ باب: ۲- جس لونڈی سے مالک کی اولاد ہو جائے (اس کا کیا حکم ہے؟) (التحفة ۹۵)

۲۵۱۴ - [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ۳۱۴ / ۱۰ من طريق علي بن ظبيان به، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، ورجع عن رفعه في رواية الشافعي، والموقوف هو الصحيح، وللمرفوع شاهد ضعيف جدًا عند البيهقي وغيره، وله شاهد مرسل ضعيف أيضًا .

۱۹- ابواب العتق ..... غلام آزاد کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۵۱۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّمَا رَجُلٍ وَلَدَتْ أُمُّهُ مِنْهُ، فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ ذُبْرِ مَنْهُ».

۲۵۱۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے ہاں اس کی لونڈی سے اولاد ہوگی تو وہ (لونڈی) اس کی وفات کے بعد آزاد ہے۔“

۲۵۱۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ، بَعْنِي النَّهْشَلِيُّ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ذُكِرَتْ أُمُّ إِبْرَاهِيمَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: «أَعْتَقَهَا وَلَدَهَا».

۲۵۱۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں (رسول اللہ ﷺ کے بیٹے) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ کا ذکر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے بیٹے نے اسے آزاد کروادیا۔“

۲۵۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: كُنَّا نَبِيعُ سَرَارِينَا وَأَمَهَاتِ أَوْلَادِنَا، وَالنَّبِيُّ ﷺ فِينَا حَيًّا. لَا تَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا.

۲۵۱۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم اپنی لونڈیوں اور امہاتِ اولاد کو بیچ دیا کرتے تھے جب کہ نبی ﷺ زندہ تھے۔ ہم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

۲۵۱۵- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة ۴۳۶/۶ عن شريك به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۱۶۲۸.

۲۵۱۶- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۴۶/۱۰ من طريق ابن أبي سيرة به، وقال: "أبو بكر بن أبي سيرة ضعيف لا يحتج به، إلا أنه قد روى عن غيره عن حسين بهذا اللفظ"، وأخرجه ابن سعد: ۲۱۵/۸، والبيهقي وغيرهما من طرق عن حسين به، وانظر، ح: ۱۶۲۸ ل حاله، وللحديث طريق آخر ضعيف، وأخطأ من صححه.

۲۵۱۷- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۲۱/۳ عن عبد الرزاق به، وتابعه عبد المجيد عند الشافعي (السنن المأثورة: ۲۹۳، ح: ۲۸۶)، وصححه البوصيري، وله شاهد عند الحاكم: ۱۸/۲، ۱۹، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

## ۱۹۔ ابواب العتق

غلام آزاد کرنے سے متعلق احکام و مسائل

🌞 **فوائد و مسائل:** ① ام ولد کسی شخص کی اس لوطی کو کہتے ہیں جس سے مالک کی اولاد پیدا ہو جائے خواہ ایک ہی بچہ یا بچی پیدا ہو۔ ”ام ولد“ کی جمع ”امہات اولاد“ ہے۔ ② جب آقا اپنی لوطی سے جنسی تعلق قائم کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد آزاد ہوتی ہے۔ ③ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: ”امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب (کتاب العتق) باب ام الولد میں دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔ ان میں سے کسی میں بھی مسئلے کی صریح دلیل موجود نہیں۔ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں سلف (صحابہ کرام) میں قوی اختلاف موجود تھا اگرچہ متاخرین میں ممنوع ہونے پر اتفاق ہو گیا حتیٰ کہ امام ابن حزم اور ان کے متبعین اہل ظاہر بھی ام ولد کو بیچنے کی ممانعت کے قائل ہو گئے لہذا دوسرا قول شاذ ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ (فتح الباری) باب مذکورہ بالا)

(المعجم ۳) - **بَابُ الْمُكَاتَبِ** (التحفة ۹۶) باب ۳: غلام سے آزادی کے

معاہدے کا بیان

۲۵۱۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَوْنُهُ: الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ. وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ. وَالتَّائِبُ الَّذِي يُرِيدُ التَّعَفُّفَ».

۲۵۱۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے تمام آدمیوں کی مدد اللہ نے اپنے ذمے لے لی ہے۔ اللہ کے راستے میں جنگ کرنے والا وہ مکاتب جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ نکاح کرنے والا جس کا مقصد پاک و امن رہنا ہے۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① [مُكَاتَبٌ] ایک معاہدہ ہے جو غلام اور اس کے آقا کے درمیان ہوتا ہے کہ ایک متعین مدت میں غلام اتنی رقم کم کرے آقا کو دے دے گا۔ جب رقم کی ادائیگی مکمل ہو جائے گی تو غلام آزاد ہو جائے گا۔ ② کما کر آزادی حاصل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غلام آزاد ہونے کے بعد بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر باعزت زندگی گزار سکے گا خاص طور پر جب کہ وہ وعدے کی پاسداری کا ارادہ بھی رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانی مہیا فرمادیتا ہے اور اپنے غلوں اور محنت کی بدولت وہ آزادی حاصل کر لیتا ہے۔ ③ غلام کو آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ وہ اگر مکاتب کے طور پر ہوتا بھی بڑی نیکی ہے لیکن اگر بلا معاوضہ آزاد کر دیا جائے تو

۲۵۱۸ - [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ما جاء في المجاهد والتائب والمكاتب وعون الله إياهم، ح: ۱۶۵۵ من حديث ابن عجلان به، وقال: "حديث حسن"، وأخرجه أحمد: ۴۳۷/۲ عن يحيى (القطان) عن ابن عجلان قال حدثني سعيد عن أبي هريرة به... الخ.

اس نیکی کا درجہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ ⑤ جہاد اگر غلوص نیت سے ہو تبھی اسے فی سبیل اللہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگر جہاد کے دوران میں شرعی آداب کو ملحوظ رکھا جائے تو اللہ کی نصرت و تائید ضرور حاصل ہوتی ہے۔ ⑥ پاک و امنی اسلامی معاشرے کا ایک نمایاں وصف ہے جس کو قائم رکھنے کا ایک بڑا ذریعہ نکاح ہے اگرچہ نکاح کے اور بھی فوائد ہیں لیکن بے حیائی سے بچاؤ اور پاک و امنی کا حصول اس کا بنیادی مقصد ہے۔

۲۵۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُسَيْرٍ وَ مُحَمَّدٌ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّمَا عَبْدٍ كُوتِبَ عَلَى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ، فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَ أُوقِيَّاتٍ، فَهُوَ رَقِيقٌ».

۲۵۱۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس غلام سے سو اوقیہ کے عوض مکاتبت کی گئی اور اس نے رقم ادا کر دی صرف دس اوقیہ اس کے ذمے رہ گئے تو وہ غلام ہی رہے گا۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① غلام اور آزاد کے لیے بہت سے شرعی مسائل ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس لیے جو شخص ابھی پوری آزادی حاصل نہیں کر سکا اس کے لیے وہ مسائل غلاموں والے ہی نافذ ہوں گے۔ ② جب مکاتب ادائیگی مکمل کر دے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے تب اس پر آزاد افراد کے قانون نافذ ہوں گے۔

۲۵۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ نُبَهَانَ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا كَانَ لِأَخْدَانٍ مَكَاتِبٌ، وَكَانَ عِنْدَهُ مَا

۲۵۲۰۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی عورت کا غلام مکاتب ہو اور اس کے پاس ادا کرنے (اور آزاد ہو جانے) کے لیے رقم موجود ہو تو مالک کو اس سے پردہ کرنا چاہیے۔“

۲۵۱۹۔ [حسن] أخرجه أحمد: ۱۷۸/۲ عن عبد الله بن نعيم به، وضعفه البوصيري \* الحجاج بن أوطاة لم ينفرد به، تابعه عباس الجريدي عند أبي داود، ح: ۳۹۲۷، والبيهقي: ۳۲۳/۱۰ في رواية التفتين، أو العلاء، الأول ثقة وهو الراجح والثاني مجهول، وللحديث شواهد حسنة عند أبي داود، ح: ۳۹۲۶، ۳۹۲۸ وغيره، فالحديث حسن، انظر الحديث الآتي.

۲۵۲۰۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، العتق، باب في المكاتب يؤدى بعض كتابته فيعجز أو يموت، ح: ۳۹۲۸ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه الترمذي، ح: ۱۲۶۱، وابن حبان، والحاكم: ۲/۲۱۹، والذهبي، قلت: نبهان وثقة الذهبي في الكاشف، والترمذي، وابن حبان، والجمهور، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن \* والزهري صرح بالسماع.

يُؤَدِّي، فَلْتَحْتَجِبَ مِنْهُ.

☀️ قائدہ: غلام ادائیگی مکمل ہونے تک آزاد کے حکم میں نہیں آتا، محض ادائیگی کی رقم موجود ہونے سے اس سے مالک کو پردہ لازم نہیں ہوگا جب تک ادائیگی نہ کر دے جبکہ مذکورہ حدیث حزم و احتیاط اور تورع پر محمول ہوگی جیسا کہ بعض ائمہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية: ۷۳/۲۴)

۲۵۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

۲۵۲۱- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ

سے روایت ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ان کی خدمت میں

هَشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ،

حاضر ہوئیں جب کہ ان کی مکاتبہ ہو چکی تھی۔ ان کے

زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ بَرِيرَةَ أَتَتْهَا وَهِيَ

مالکوں نے ان سے او قیہ پر مکاتبہ (آزادی) کا

مُكَاتِبَةٌ، قَدْ كَاتَبَهَا أَهْلُهَا عَلَى تِسْعِ

معاہدہ کیا تھا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے انھیں کہا: اگر

أَوَاقٍ. فَقَالَتْ لَهَا: إِنْ شَاءَ أَهْلُكَ عَدَدْتُ

تمہارے مالکوں کی مرضی ہو تو میں پوری رقم ایک باری

لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً، وَكَانَ الْوَلَاءُ لِي. قَالَ:

ادا کروں بشرطیکہ ولاء کا حق مجھے حاصل ہو۔ حضرت

فَأَتَتْ أَهْلَهَا. فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُمْ. فَأَبَوْا إِلَّا

بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مالکوں کے پاس جا کر اس بات کا

أَنْ تَشْرِطَ الْوَلَاءَ لَهُمْ. فَذَكَرْتُ عَائِشَةَ

تذکرہ کیا تو وہ نہ مانے مگر اس شرط پر کہ ولاء انھی کے

ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَتْ: «إِفْعَلِي» قَالَ:

لیے ہوگا (انھوں نے اصرار کیا کہ ولاء کا حق انھی کو

فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ. فَحَمِدَ اللَّهَ

حاصل ہوگا۔) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ

وَأَتْنِي عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: «مَا بَالُ رِجَالٍ

ﷺ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ

يَسْتَرْطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ.

نے فرمایا: ”معاہدہ کرلو“۔ پھر (اس کے بعد) نبی ﷺ

كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ،

نے کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کیا (اس میں) اللہ

وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ. كِتَابُ اللَّهِ أَحَقُّ.

کی حد و شمار کے بعد آپ نے فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ کچھ

وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ. وَالْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ».

لوگ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں۔

ہر وہ شرط جو اللہ کی کتاب میں نہیں وہ کالعدم ہے

اگرچہ سو شرطیں ہوں۔ اللہ کی کتاب سچی ہے اور اس کی

شرط زیادہ مضبوط ہے (جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔)

ولاء اس کی ہوتی ہے جو (رقم ادا کر کے) آزاد کرے۔“



**نوائد ومسائل:** ① حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی مکاتبت کی رقم نواذیہ کے بارے میں یہ طے پایا تھا کہ وہ قسطنطین میں ادا کی جائے گی، اور سال میں ایک اوقیہ ادا کرنا ہوگا۔ (صحیح البخاری، البيوع، باب إذا اشتراط في البيع شروطاً لاتحل، حدیث: ۲۱۲۸) ② رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی ناجائز شرط تسلیم کر لینے کا حکم دیا تاکہ وہ کہیں آزاد کرنے سے انکار نہ کر دیں۔ ③ خلاف شریعت شرط پر فریقین رضامندی کا اظہار کر دیں تب بھی وہ قانونی طور پر کالعدم ہی ہوتی ہے۔ ④ کتاب اللہ سے مراد اللہ کا نازل کردہ حکم ہے خواہ وہ قرآن مجید میں مذکور ہو یا رسول اللہ ﷺ نے قرآن کے علاوہ وحی کی بنیاد پر بیان فرمایا ہو۔ ⑤ غالباً رسول اللہ ﷺ اس سے پہلے یہ حکم بیان فرما چکے تھے اس لیے اس حکم کی بنیاد پر ان کی طے کردہ شرط کے کالعدم ہونے کا اعلان فرمادیا۔ ⑥ اہم مسئلہ غلطی اور وعظ میں بیان کرنا چاہیے تاکہ سب لوگوں کو اس کا علم ہو جائے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ نے غلطی پر تنبیہ فرمائی اور غلطی کرنے والے کا نام نہیں لیا تاکہ سب حاضرین کو معلوم ہو جائے کہ یہ عمل غلط ہے اور غلطی کرنے والے کی بے عزتی یا رسوائی کا بھی نہ ہو۔ ⑧ ولاء ایک تعلق کا نام ہے جو آزاد کرنے والے اور آزاد ہونے والے کے درمیان قائم ہوتا ہے اس کی وجہ سے آزاد ہونے والا آزاد کرنے والے کے خاندان کا فرد شمار ہوتا ہے۔ اگر آزاد کردہ غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث موجود نہ ہو تو اس کا ترکہ آزاد کرنے والے کو ملتا ہے۔ ⑨ اگر آزاد کرنے والا فوت ہو جائے تو آزاد کردہ غلام اس کا وارث نہیں ہوتا کیونکہ زیر مطالعہ حدیث میں ارشاد ہے: ”ولاء اس کی ہے جو آزاد کرے“ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴) - بَابُ الْعَتَقِ (التحفة ۹۷)

باب: ۴۔ آزاد کرنے کا بیان

۲۵۲۲- حضرت شریح بن سبط کندی رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت کعب بن جریج سے کہا: اے کعب بن مرہ! ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث سنائے اور احتیاط کیجیے (کہ حدیث میں کمی بیشی نہ ہو جائے)۔ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ”جس نے ایک مسلمان مرد کو آزاد کیا تو وہ جہنم سے (بچانے کے لیے) اس کا فدیہ بن جائے گا۔ اس (غلام) کی ہر ہڈی کے بدلے میں آقا

۲۵۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ شُرَحْبِيلَ ابْنِ السَّمْطِ قَالَ: قُلْتُ لِكَعْبِ بْنِ يَزِيدٍ: حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاحْتَدَرَ. قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا كَانَ فِكَائِهِ مِنَ النَّارِ. يُجْزَى كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ بِكُلِّ عَظْمٍ مِنْهُ. وَمَنْ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ

۲۵۲۲- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجهاد، ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل، ح: ۳۱۴۶ من

حديث أبي معاوية به، وأخرجه أبوداود، ح: ۳۹۶۷ من طريق آخر عن عمرو به، وقال: "سالم لم يسمع من شرجيل"، ولبعض الحديث شواهد صحيحة عند مسلم، ح: ۱۵۰۹، والحميدي ح: ۷۶۷ بتحقيق (وغيرهما).

۱۹۔ ابواب العتق۔ غلام آزاد کرنے سے متعلق احکام و مسائل

مُسْلِمَتَيْنِ، كَانَتَا فِكَاهَهُ مِنَ النَّارِ . يُجْزَىٰ  
آزاد کیا تو وہ جہنم سے اس کا فدیہ بن جائیں گی۔ ان  
دونوں کی دو ہڈیوں کے بدلے اس کی ایک ہڈی آزاد  
ہو جائے گی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ  
مذکورہ روایت کے بعض حصے کے شواہد صحیح مسلم (۱۵۰۹) میں ہیں نیز مذکورہ روایت سنن ابی داؤد میں بھی ہے وہاں  
ہمارے فاضل محقق اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے جبکہ سنن ابی داؤد ہی کی حدیث (۳۹۵۶)  
اس سے کفایت کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے فاضل محقق کے نزدیک بھی مذکورہ روایت کی کچھ نہ  
کچھ اصل ضرور ہے علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الإرواء، رقم: ۱۳۰۸) نیز  
مسند أحمد کے محققین نے بھی مذکورہ روایت کے بعض حصے کو صحیح قرار دیا ہے، یعنی حدیث کے آخری جملے  
[وَمَنْ أَعْتَقَ أَمْرَاتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ..... مِنْهُمَا عَظْمٌ مِنْهُ] کے علاوہ باقی روایت کو صحیح لغیرہ قرار دیا ہے لہذا  
اس ساری بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت کی کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:  
(الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد: ۲۹/۶۰۰، ۶۰۱) ② حضرت شرمیل رحمہ اللہ کو رسول اللہ ﷺ کی  
خدمت میں زیادہ عرصہ حاضر رہنے کا موقع نہیں ملا اس لیے انھوں نے دوسرے صحابی سے حدیث کا علم حاصل  
کیا۔ ③ صحابی باوجود صحابیت کا شرف حاصل ہونے کے، علم حاصل کرنے کے لیے شوق رکھتے اور اس کے لیے  
محنت کرتے تھے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ صحابہ کرام رحمہم اللہ کی اس مبارک عادت کی پیروی کرتے ہوئے دین کا علم  
حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ ④ غلام آزاد کرنا جہنم سے نجات کا باعث ہے۔ ⑤ لونڈی کو آزاد کرنا بھی  
عظیم ثواب کا باعث ہے۔

۲۵۲۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّانٍ :  
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ،  
عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي مُرَّاجٍ ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ :  
قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ ؟  
قَالَ : « أَنْفُسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا ، وَأَعْلَاهَا كَمَنَّا » .  
۲۵۲۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں  
نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا  
غلام (لونڈی) آزاد کرنا افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا: ”جو مالکوں کی نظر میں زیادہ عمدہ ہو اور جس کی  
قیمت زیادہ ہو۔“

۲۵۲۳۔ أخرجه البخاري، العتق، باب أي الرقاب أفضل، ح: ۲۵۱۸، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون الإيمان  
بالله تعالى أفضل الأعمال، ح: ۸۴ من حديث هشام مطولاً.

۱۹۔ أبواب العتق..... غلام آزاد کرنے سے متعلق احکام و مسائل

🌟 فوائد و مسائل: ① اللہ کی راہ میں عمدہ مال دینا افضل ہے اسی طرح قیمتی غلام یا لونڈی آزاد کرنا زیادہ افضل ہے۔ ② ”عمدہ“ سے مراد یہ ہے کہ اس کی خوبیوں کی وجہ سے مالک کے دل میں اس کی قدر زیادہ ہو ایسا غلام آزاد کرنے کو دل نہیں چاہتا جو مثلاً: ہنرمند، تیز اور اطاعت گزار ہو۔ اور ”قیمتی“ سے مراد وہ ہے جس کی ظاہری خوبیوں (ظاہری شکل و صورت، طاقت و راور صحت مند ہونا وغیرہ) کی وجہ سے اس کی زیادہ قیمت ملنے کی توقع ہو۔ ③ اگر کسی کو کوئی جانور صدقے کے طور پر دیا جائے تو اس صورت میں بھی عمدہ اور قیمتی جانور کا ثواب زیادہ ہوگا۔

(المعجم ۵) - بَابُ مَنْ مَلَكَذَا رَحِمَ  
مَحْرَمٌ فَهُوَ حُرٌّ (التحفة ۹۸)  
باب: ۵۔ محرم رشتہ رکھنے والا غلام ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جاتا ہے

۲۵۲۴۔ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَكْرِ الْبُرْسَانِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ وَغَاصِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سُمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَلَكَذَا رَحِمَ مَحْرَمٌ، فَهُوَ حُرٌّ».

۲۵۲۳۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی محرم رشتے دار کا مالک بن گیا تو (اس کا) وہ (رشتے دار) آزاد ہے۔“

۲۵۲۵۔ حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّامِلِيُّ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَهْمِ الْأَنْمَاطِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا صُمُرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ شُعْبَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ مَلَكَذَا رَحِمَ مَحْرَمٌ فَهُوَ حُرٌّ».

۲۵۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی محرم رشتے دار کا مالک بن گیا تو (اس کا) وہ (رشتے دار) آزاد ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① محرم رشتے دار کا مالک بننے کی مثال یہ ہے کہ دو بھائی غلام تھے ان میں سے ایک آزاد ہو

۲۵۲۴۔ [حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء فيمن ملك ذا رحم محرم، ح: ۱۳۶۵ عن عقبه بن مكرم به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۷۳، والحاكم ۲/ ۲۱۴، والذهبي كما في نيل المصنوع، ح: ۳۹۴۹، وانظر، ح: ۲۱۸۳.

۲۵۲۵۔ [حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، الباب السابق، ح: ۱۳۶۵ بغیر سند عن صمره به، وقال: "ولا يتابع صمره على هذا الحديث. وهو حديث خطأ عند أهل الحديث"، والحديث السابق شاهد له.

## ۱۹۔ أبواب العتق

غلام آزاد کرنے سے متعلق احکام و مسائل

گیا۔ اس نے دوسرے کو خرید لیا تو دوسرا بھائی محض اس کے خریدنے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا کیونکہ بھائی بھائی محرم رشتے دار ہیں، لہذا ایک بھائی دوسرے بھائی کا مالک نہیں بن سکتا۔ ماں بیٹے باپ بیٹی بہن بھائی، ماموں بھانجا، پھوپھی بھتیجا اور چچا بھتیجی وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ ① مالک اور مملوک خواہ دونوں مرد ہوں (جیسے باپ بیٹا) یا دونوں عورتیں (مثلاً: ماں بیٹی) یا ایک مرد اور ایک عورت ہو (جیسے خالہ بھانجا، یا ماموں بھانجی) تمام صورتوں میں مسئلہ یہی ہے۔ ② ملکیت خواہ خریدنے کی وجہ سے حاصل ہو یا ہبہ کے ذریعے سے یا وراثت کے ذریعے سے ہر حال میں اس غلام یا لونڈی کو آزادی حاصل ہو جائے گی۔ ③ شریعت اسلامی میں غلاموں کو آزاد کرنے کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور متعدد ایسے قوانین بنائے گئے ہیں جن سے غلامی ختم کرنے میں مدد ملے، مثلاً: ④ کسی آزاد کو اغوا کر کے غلام بنالینا حرام اور بہت بڑا جرم قرار دیا گیا۔ دیکھیے: (حدیث: ۲۳۳۲) ⑤ غلام آزاد کرنا بہت بڑی نیکی اور بڑے اجر و ثواب کا باعث قرار دیا گیا۔ دیکھیے: (حدیث: ۲۵۲۲) ⑥ غلاموں کو آزاد کرنے کی متعدد صورتیں شروع کی گئیں، مثلاً: مدبراً، ولد اور مکتب وغیرہ ⑦ محرم کی ملکیت کو آزادی کا باعث قرار دیا گیا۔ ⑧ آزاد مرد کی وہ اولاد جو لونڈی سے پیدا ہو اسے پیدا کنی آزاد قرار دیا گیا۔ ⑨ بعض گناہوں کا کفارہ غلام یا لونڈی کی آزادی کو قرار دیا گیا، مثلاً: قتلِ خطا اور نہلہار وغیرہ۔

(المعجم ۶) - **بَابُ مَنْ أَغْتَقَ عَبْدًا**  
وَأَشْتَرَطَ خِدْمَتَهُ (النفحة ۹۹)  
باب ۶۔ غلام کو آزاد کرتے ہوئے  
خدمت کی شرط لگانا

۲۵۲۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ  
الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيدِ  
ابْنِ [جُمَهَانَ]، عَنْ سَفِينَةَ، أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
قَالَ: أَعْتَقْتَنِي أُمُّ سَلَمَةَ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ أَنْ  
أَأْخُذَ النَّبِيَّ ﷺ، مَا عَاشَ.

۲۵۲۶ - حضرت ابو عبد الرحمن سفینہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: مجھے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آزاد کیا تھا اور یہ شرط لگادی تھی کہ جب تک رسول اللہ ﷺ زندہ رہیں میں نبی ﷺ کی خدمت کرتا رہوں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① بظاہر خدمت کی شرط لگانا آزاد کرنے کے منافی ہے کیونکہ آزاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اب اس پر آقا کی کوئی پابندی نہیں رہی، لیکن اس واقعے میں شرط ایسی ہے جو حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا کے لیے باعث شرف ہے۔ ② آزاد کرتے وقت کسی نیک کام کی شرط لگانا آزاد کرنے کے منافی نہیں بلکہ یہ آزاد ہونے والے کے لیے نیکی کا موقع مہیا کرنے کے مترادف ہے۔ ③ آزاد کرنے والا اپنی خدمت کی شرط نہیں لگا سکتا

۲۵۲۶۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، العتق، باب في العتق على شرط، ح: ۳۹۳۲ من حديث سعيد به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۷۶، والحاكم: ۲/۲۱۳، ۲۱۴، والذهبي .

البتہ کسی نیک آدمی یا بڑے عالم کی خدمت کی شرط لگانا جائز ہے۔ ⑤ ممکن ہے یہاں شرط سے مراد یہ ہو کہ ان سے وعدہ لے لیا۔

(المعجم ۷) - بَابُ مَنْ أَغْتَقَ شَرَكًا لَهُ فِي عَبْدٍ (التحفة ۱۰۰)

باب: ۷- مشترک غلام میں سے جو اپنا حصہ آزاد کر دے

۲۵۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَغْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ، أَوْ شَقِصًا، فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ مِنْ مَالِهِ، إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ، اسْتَشْعِيَ الْعَبْدُ فِي قِيَمَتِهِ، غَيْرَ مَشْفُوقٍ عَلَيْهِ».

۲۵۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے غلام میں سے اپنا حصہ یا فرمایا: ایک حصہ آزاد کر دیا تو اگر اس کے پاس مال ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنا مال خرچ کر کے (دوسرے شریکوں کو ان کا حصہ دے کر) اسے آزادی دلائے۔ اگر اس (آزاد کرنے والے) کے پاس (اتنا) مال نہ ہو تو غلام سے اس کی قیمت کے لیے مزدوری کرائی جائے گی لیکن اس پر (اس کی طاقت سے) زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔“

فوائد و مسائل: ① ایک غلام ایک سے زیادہ افراد کا مشترک مملوک ہو سکتا ہے مثلاً: ایک شخص کے پاس ایک غلام تھا وہ فوت ہوا تو اس کے دو بیٹے اس کے وارث ہو گئے یہ دونوں اس کی ملکیت میں برابر کے شریک ہیں۔ یا چند افراد نے رقم ملا کر غلام خرید لیا تو یہ ان کی مشترک ملکیت ہو گا۔ ② مشترک غلام کا ایک مالک اپنا حصہ آزاد کر دے تو باقی حصہ خود بخود آزاد نہیں ہو گا۔ ③ اس صورت میں آزاد کرنے والے کو چاہیے کہ غلام کی جائز قیمت میں سے اس کے شریکوں کا جو حصہ ہے انھیں ادا کر کے غلام کے باقی حصے بھی خرید کر آزاد کر دے تاکہ غلام کی آزادی مکمل ہو جائے۔ ④ دوسری صورت یہ ہے کہ اس آدھے غلام کو موقع دیا جائے کہ وہ کما کر اپنی آدھی قیمت اپنے اس مالک کو ادا کر دے جس نے اپنے حصے کا آدھا غلام آزاد نہیں کیا۔ ⑤ اس غلام پر جلد ادائیگی کے لیے ناجائز سختی کرنا منع ہے بلکہ جس طرح مقروض کو مہلت دی جاتی ہے اسے بھی مناسب مہلت دی جائے۔

۲۵۲۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ :

غلام آزاد کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۵۲۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگا کر اس (آزاد کرنے والے) کے ذمے ڈالی جائے گی۔ اگر اس کے پاس اتنا مال ہو جس سے اس (غلام) کی قیمت ادا ہو سکے تو وہ شریکوں کو ان کے حصے (نقد رقم کی صورت میں) ادا کرے گا اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا ورنہ (غلام کا) جتنا (حصہ) آزاد ہو گیا ہو گیا۔“

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَرَ : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكَاءَ لَهُ فِي عَبْدٍ، أُقِيمَ عَلَيْهِ بِقِيَمَةِ عَدْلٍ . فَأَعْطِيَ شُرَكَاءَهُ حَصَصَهُمْ إِنْ كَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ، وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ . وَإِلَّا، فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ» .



فوائد و مسائل: ① انصاف کے ساتھ قیمت لگانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اندازہ کیا جائے کہ اس زمانے میں اس جگہ پر یہ غلام کتنی قیمت میں فروخت ہو سکتا ہے، مثلاً: اگر وہ آدمی غلام کا مالک تھا اور غلام کی قیمت کا اندازہ سو دینار رہے تو وہ پچاس دینار اپنے دوسرے شریک یا شریکوں کو ادا کر کے باقی آدھا غلام بھی خرید کر آزاد کر دے۔ ② مذکورہ مثال میں اگر آزاد کرنے والا پچاس دینار ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو یہ غلام آدھا آزاد سمجھا جائے گا اور آدھا غلام لہذا اگر وہ قتل ہو جائے تو آدھی دیت (پچاس اونٹ) لی جائے گی اور غلام کی قیمت سے آدھی رقم بھی لی جائے گی۔ اور جن معاملات میں اس طرح کی تقسیم ممکن نہیں تو اسے غلام ہی تصور کیا جائے گا جس طرح نامکمل ادا ہو گئی کرنے والے مکاتب کا حکم ہے۔ واللہ اعلم۔



(المعجم ۸) - بَابُ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ

باب: ۸- مال رکھنے والے غلام

(التحفة ۱۰۶)

کو آزاد کرنا

۲۵۲۹- حَدَّثَنَا حَزْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى :

۲۵۲۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے ایسا غلام آزاد کیا جس کے پاس کچھ مال تھا تو غلام کا مال بھی اس غلام کا ہے الا یہ کہ مالک اس کے مال کی شرط لگاے تو پھر

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ : أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهْيَعَةَ . ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ : أَنَّ أَبَا الْثَنَنِ الْكَلْبِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ، فَفِي الْمَالِ حَصَصُهُ» .

۲۵۲۸- أخرجه البخاري، العتق، باب إذا أعتق عبداً بين اثنين أو أمة بين الشركاء، ح: ۲۵۲۲، ومسلم، العتق، باب من أعتق شركاء له في عبد، ح: ۱۵۰۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بيحيى): ۷۷۲/۲ .

۲۵۲۹- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، العتق، فمن أعتق عبداً وله مال، ح: ۳۹۶۲ من حديث ابن وهب به .

جَمِيعًا، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَسَّجِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ، فَمَالَ الْعَبْدِ لَهُ. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ السَّيِّدُ مَالَهُ، فَيَكُونَ لَهُ».

وَقَالَ ابْنُ لِهَيْعَةَ: إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ السَّيِّدُ.

(حدیث کے دوسرے راوی) ابن لہیعہ نے (اپنی

روایت میں) [إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ السَّيِّدُ] کی بجائے

[إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ السَّيِّدُ] کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

(جبکہ مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① عام طور پر غلام کے تصرف میں جو مال ہوتا ہے وہ آقا ہی کا ہوتا ہے جو وہ اسے اس کے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں دیتا ہے۔ اس صورت میں جب غلام آزاد ہوگا تو مالک کا جو مال اس کے تصرف میں تھا وہ مالک ہی لے گا۔ ② بعض اوقات ایسا ہو سکتا ہے کہ آقا غلام کو اجازت دے کہ محنت مزدوری کر کے جتنی رقم حاصل ہو اس میں سے اتنی رقم روزانہ مجھے دے دیا کرو باقی تم جس طرح چاہو استعمال کرو اس صورت میں غلام کی جمع کی ہوئی بچت غلام کی ملکیت ہوگی۔ اور اگر غلام کو آزاد کیا گیا تو یہ رقم وہ اپنے پاس رکھے گا آقا کو واپس نہیں کرے گا۔ ③ اگر آقا آزاد کرتے وقت یوں کہے کہ میں تجھے اس شرط پر آزاد کرتا ہوں کہ تمہارے پاس جو مال ہے وہ مجھے دو گے تو وہ ادا کرنا پڑے گا۔

۲۵۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَمِيُّ: حَدَّثَنَا

الْمُطَّلِبُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ

إِبْرَاهِيمَ، عَنْ جَدِّهِ عَمِيرٍ وَهُوَ مَوْلَى ابْنِ

مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ لَهُ: يَا عَمِيرُ إِنِّي أَعْتَقْتُكَ

عَتَقًا هَنِئًا. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

«أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ غُلَامًا، وَلَمْ يُسَمِّ مَالَهُ،

۲۵۳۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ

غلام حضرت عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ

رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے عمیر! میں تجھے دل کی خوشی سے

آزاد کرتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد

سنا ہے: ”جس شخص نے کسی غلام کو آزاد کیا اور اس کے

مال کا ذکر نہ کیا تو وہ مال اس کا ہے۔“ تو مجھے بتادو کہ کون

کون سا مال تمہارا ہے؟

۲۵۳۰- [إسناده ضعيف] \* إسماعيل بن إبراهيم بن عمير وجده مجهولان كما في التقريب، لم يوثقهما غير ابن

حبان، وتوثيق مسلمة لا شيء، لأن مسلمة مجروح في نفسه، والأول ضعفه ابن الجارود وغيره.

۱۹۔ ابواب العقی ..... غلام آزاد کرنے سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ لَمْ لَهُ. فَأَخْبِرْنِي مَا مَالُكَ؟

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْمُطَّلِبُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ لَجَدِّي. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا روایت محمد بن عبد اللہ بن نمیر کے واسطے سے بھی اسی طرح بیان کی ہے۔

(المعجم ۹) - بَابُ عَقِّي وَلَدِ الزَّوْنَا

(التحفة ۱۰۲)

۲۵۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي يَزِيدَ الضُّبِّيِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ سَعْدٍ، مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ وَلَدِ الزَّوْنَا. فَقَالَ: «الْعُلَانِ أَجَاهِدَ فِيهِمَا، خَيْرٌ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ وَلَدَ الزَّوْنَا».

۲۵۳۱- نبی ﷺ کی آزاد کردہ حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ناجائز تعلق کے نتیجے میں پیدا ہونے والے (غلام) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”ناجائز بچے کو آزاد کرنے سے تو جو توں کا وہ جوڑا بہتر ہے جنھیں ہمیں کر میں جہاد کروں۔“



(المعجم ۱۰) - بَابُ مَنْ أَرَادَ عَقِّي رَجُلٍ وَأَمْرَأَتِهِ فَلْيَبْدَأْ بِالرَّجُلِ (التحفة ۱۰۳)

باب: ۱۰۔ جو شخص کسی مرد اور اس کی بیوی کو آزاد کرنا چاہے وہ مرد کو پہلے آزاد کرے

۲۵۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ. ح. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ خَلْفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

۲۵۳۲- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کا ایک غلام تھا اور ایک لونڈی تھی جو آپس میں میاں بیوی تھے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ان دونوں کو آزاد کرنا چاہتی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو انھیں آزاد کرے تو عورت سے پہلے

۲۵۳۱- [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۴/ ۴۱ من حديث إسرائيل به، وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادُ ضَعِيفٍ أَبُو بَرْزِيلَةَ الضُّبِّيُّ مَجْهُولٌ كَمَا فِي التَّقْرِيبِ وَغَيْرِهِ، وَقَالَ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ سَعِيدٍ: "مَنْكَرُ الْحَدِيثِ".

۲۵۳۲- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطلاق، باب في المملوكين يعقنان معاً هل تخير امرأته؟، ح: ۲۲۳۷ من حديث عبيد الله به \* عبيد الله بن عبد الرحمن وثقه الجمهور، وقال ابن عدي: "حسن الحديث يكتف حديثه".



ابن مَوْهَب، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ  
عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَ لَهَا غُلَامٌ وَجَارِيَةٌ، رَوْحٌ.  
فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُعْتِقَهُمَا.  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ أُعْتَقْتَهُمَا، فَأَبْدَيْ  
بِالرَّجُلِ قَبْلَ الْمَرْأَةِ».



**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

**www.KitaboSunnat.com**

## حد کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، نیز حدود کی چند اقسام

\* لغوی معنی: حدود حد کی جمع ہے اور لغت میں حد سے مراد [المنع] ہے، یعنی منع کرنا، اسی لیے چوکیدار کو [حَدَّاد] کہتے ہیں، یعنی منع کرنے والا۔ اسی سے گناہوں کی سزا کو حدود کہا جاتا ہے کیونکہ وہ گناہوں کے ارتکاب سے منع کرتی ہیں۔ حد کے اصل معنی [الْحَاجِزُ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ] ”دو چیزوں کے درمیان حائل“ کے ہیں۔ ایک چیز کو دوسری سے ممتاز کرنے والی شے کو بھی حد کہتے ہیں، جیسے [حُدُودُ الْأَرْضِ] زمین کی حدود [حُدُودُ الدَّارِ] گھر کی حدود وغیرہ۔

\* اصطلاحی تعریف: [عُقُوبَةُ مُقَرَّرَةٌ لِأَجْلِ حَقِّ اللَّهِ] ”اللہ تعالیٰ کے حق کے لیے مقرر سزا کو حد کہتے ہیں۔“

\* حدود کی چند اقسام: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جرائم کی حدود بیان کی ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں: ◉ قتل۔ ◉ چوری۔ ◉ زنا۔ ◉ بغاوت و ارتداد۔ ◉ تہف۔

ان کے دلائل قرآن و سنت میں اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ.

(المعجم ۲۰) أَبْوَابُ الْخُدُودِ (التحفة ۱۲)

## شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل

باب ۱- مسلمان کو صرف تین جرائم کی وجہ سے سزائے موت دی جاسکتی ہے

(المعجم ۱) - بَاب: لَا يَجِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ (التحفة ۱)

۲۵۳۳- حضرت ابوالامہ اسعد بن ہبل بن حنیف

۲۵۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدَدَةَ: أَنَّنَا

رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے (باغی) لوگوں کو جھکا کر دیکھا تو آپ نے سنا کہ وہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو) قتل کرنے کی باتیں کر رہے ہیں چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مجھے قتل کرنے کے عہد و بیان کر رہے ہیں۔ (آخر) وہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”تین میں سے کسی ایک وجہ کے بغیر مسلمان آدمی کا خون کرنا جائز نہیں۔ (ایک) وہ شخص جس نے شادی شدہ ہو کر زنا کا ارتکاب کیا تو اسے رجم کیا جائے گا۔ (دوسرا) وہ شخص جس نے قصاص کے علاوہ کسی کو قتل کیا اور (تیسرا) وہ شخص جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا۔“ اللہ کی قسم! میں نے نہ جاہلیت میں زنا کیا تھا نہ اسلام لانے کے بعد کیا ہے۔ اور میں نے کسی مسلمان فرد کو قتل نہیں کیا۔ اور اسلام لانے کے بعد مرتد بھی نہیں ہوا۔

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ. فَسَمِعَهُمْ وَهُمْ يَذْكُرُونَ الْقَتْلَ فَقَالَ: إِنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُونِي بِالْقَتْلِ؟ فَلَيْمَ يَقْتُلُونِي؟ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَجِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: رَجُلٌ زَنَى وَهُوَ مُحْصَنٌ فَرَجِمَ. أَوْ رَجُلٌ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ. أَوْ رَجُلٌ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهِ» فَوَاللَّهِ مَا زَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا فِي إِسْلَامٍ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا مُسْلِمَةً، وَلَا ارْتَدَدْتُ مِنْذُ اسْلَمْتُ.

🌟 **فوائد و مسائل:** ① یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام کا ہے جب مختلف شہروں سے کثیر تعداد میں باغی مدینہ طیبہ آ کر جمع ہو گئے تھے اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ کر خنک بنی کوشش کرتے رہے کہ انھیں سمجھا بچھا کر مطمئن کر دیا جائے تاکہ وہ بغاوت سے باز آ جائیں اور مدینہ منورہ کی مقدس زمین پر خون ریزی نہ ہو۔ اس موقع پر آپ نے وہ بات فرمائی تھی جو اس روایت میں بیان کی گئی ہے۔ ② مسلمان کو ناحق قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ③ مذکورہ بالا اسباب کے علاوہ ہر قتل ناحق ہے۔ ان صورتوں میں بھی قتل کرنا عام آدمی کا کام نہیں بلکہ اسلامی حکومت یا شرعی عدالت ہی کسی کی سزائے موت کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ ④ زنا کا جرم بہت سنگین ہے۔ اس کے باوجود اگر مجرم غیر شادی شدہ ہو تو اسے سزائے موت نہیں دی جاسکتی بلکہ سو کوڑے مارنے کی سزا دی جائے اور قاضی مناسب سمجھے تو کوڑوں کی سزائے بعد ایک سال کے لیے اسے شہر بدر بھی کر سکتا ہے۔ ⑤ شادی شدہ مرد یا عورت اگر زنا کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا رجم ہے یعنی اسے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ ⑥ جو مسلمان اسلام ترک کر کے کوئی دوسرا مذہب اختیار کر لے اسے مرتد کہتے ہیں اس کی سزا بھی موت ہے لیکن اگر وہ توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کر لے تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یمن میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ ایک آدمی کو گرفتار کر کے رکھا ہوا ہے۔ وجہ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایک یہودی تھا جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کے فوری قتل کا مطالبہ کیا چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ (صحیح البخاری، استنابہ المرتدین والمعاندین وفتاھم، باب حکم المرتد والمتردة و استنابہم، حدیث: ۶۹۴۳) حافظ ابن حجر نے شرح میں مسند احمد کے حوالے سے یہی واقعہ ذکر کیا ہے۔ اس روایت میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ہم تقریباً دو مہینے سے اسے اسلام قبول کرنے کا کہہ رہے ہیں.....“ (فتح الباری: ۱۲/۳۳۳) ⑦ اس واقعے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عظیم مقام اور عصمت و عفت کے لحاظ سے ان کا اعلیٰ و ارفع کردار واضح ہوتا ہے۔

۲۵۳۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ مَشْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، وَهُوَ ابْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَمُوتُ عَبْدٌ إِلَّا بِمَا كَسَبَ»

۲۵۳۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان آدمی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں اسے قتل کرنا حلال نہیں سوائے تین افراد کے: جان کے بدلے میں جان

شادی شدہ زانی اور اپنے دین کو چھوڑ کر (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جانے والا۔“

(المعجم ۲) - بَابُ الْمُتَرَدِّ عَنْ دِينِهِ

578

۲۵۳۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اسے قتل کر دو۔“

۲۵۳۶- حضرت بنہر بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ) سے اور وہ ان کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا جو اسلام لانے کے بعد مشرک ہو جائے حتیٰ کہ وہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں سے ملے۔“

۲۵۳۶- [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكاة، باب من سأل بوجه الله عز وجل، ج ۲: ۲۵۶۹ من حديث بهزبه.

۲۰۔ أبواب الحدود۔ شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① دین تبدیل کرنے سے مراد اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنا ہے۔ کسی یہودی کا عیسائی ہو جانا بجوی کا یہودی ہو جانا اس میں شامل نہیں۔ ② مرتد کے لیے توبہ کی گنجائش ہے۔ اگر وہ توبہ کر کے کافروں سے تعلق ختم کر لے تو اس کی توبہ قبول ہے اس صورت میں اسے سزائے موت نہیں دی جائے گی۔

(المعجم ۳) - بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُودِ

باب: ۳۔ حدیں جاری کرنا

(الصفحة ۳)

۲۵۳۷۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سِنَانٍ ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ ، عَنْ أَبِي شَجْرَةَ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «إِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ، خَيْرٌ مِنْ مَطَرٍ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ، فِي بِلَادِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ» .

۲۵۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی مقرر کردہ حدوں میں سے ایک حد جاری کرنا اللہ عزوجل کی زمین میں چالیس راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔“

۲۵۳۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ : أَنْبَأَنَا عِيسَى بْنُ يَزِيدَ أَطْنَهُ عَنْ جَرِيرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ

۲۵۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمین میں ایک (مجرم کو) حد لگانا زمین والوں کے لیے چالیس دن بارش برسنے سے بہتر ہے۔“

۲۵۳۷۔ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري ، قلت : سعيد بن سنان الحنفي الحمصي متروك ، ورماء الدارقطني وغيره بالوضع ، كما في التقريب .

۲۵۳۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي ، قطع السارق ، الترغيب في إقامة الحد ، ح : ۴۹۰۸ من حديث ابن المبارك به • وجري بن يزيد البجلي ضعيف كما في التقريب وغيره ، وأخرج ابن حبان (موارد) ، ح : ۱۵۰۷ من طريق (محمد بن الحسن) ابن قتيبة (الاستقلائي / وثقه الدارقطني ، والذهبي وغيرهما) عن (محمد) ابن قدامة (المصيصي / وثقه الدارقطني ، وابن حبان وغيرهما) حدثنا ابن علية عن يونس بن عبيد عن عمرو بن سعيد عن أبي زرعة به . . . الخ ، وإسناده ضعيف لعل ، منها تدليس يونس بن عبيد ، وروى الطبراني في الصغير : ۲ / ۷۲ عن محمد بن عبد الصمد بن أبي الجراح المقرئ المصيصي حدثنا محمد بن قدامة الجوهري حدثنا إسماعيل ابن علية عن يونس بن عبيد عن جرير بن يزيد عن أبي زرعة به الخ ، وقال : "نقد به محمد بن قدامة" ، ورواه عمرو بن زرارة (وهو ثقة) عن ابن علية عن يونس عن جرير عن أبي زرعة عن أبي هريرة به موقوفًا ، أخرجه النسائي ، وللهديث شاهد ضعيف عند الطبراني في الأوسط : ۳۸۴ / ۵ ، ح : ۴۷۶۲ ، وقال الهيثمي في أحاديثه : "زريق ابن السخت ولم أعرفه" (۶ / ۲۶۳) ، وفيه عفا بن جبير الطائي بنظر فيه ، ومع ذلك حسنه المنذري ، والعراقي .

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حَدَّ يَعْمَلُ بِهِ فِي الْأَرْضِ،  
خَيْرٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُنْظَرُوا أَزْبَعِينَ  
صَبَاحًا».

☀️ فوائد و مسائل: ① ”حد“ سے مراد خاص جرائم کی وہ سزائیں ہیں جو اللہ کی طرف سے مقرر کر دی گئی ہیں مثلاً: چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا یا قتل کی سزا قصاص۔ ان میں کی بیشی جائز نہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے جرائم کی سزا ”تعزیر“ کہلاتی ہے اس میں قاضی کی رائے کو دخل ہے وہ جرم کی نوعیت کے مطابق مناسب سزا دے سکتا ہے۔ ② حدود و تعزیرات کا مقصد یہ ہے کہ دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں اور اس جرم سے اجتناب کریں اس لیے حدود کے نفاذ سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے اور ملک میں انصاف اور امن ہر قسم کی برکات کا باعث ہے۔ ③ برکات کو بارش سے تشبیہ دی گئی ہے جو عرب کے صحرائی علاقے میں بہت بڑی نعمت اور رحمت شمار ہوتی ہے۔ ④ مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے دیگر شواہد کی بنا پر ان کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحيحة، رقم: ۳۳۱)



۲۵۳۹۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ  
الْبَهْزَمِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا  
الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ جَحَدَ آيَةَ مِنَ  
الْقُرْآنِ، فَقَدْ حَلَّ ضَرْبُ عُنُقِهِ. وَمَنْ قَالَ: لَا  
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا  
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَلَا سَبِيلَ لِأَحَدٍ عَلَيْهِ، إِلَّا أَنْ  
يُصِيبَ حَدًّا، فَيُقَامَ عَلَيْهِ».

۲۵۳۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قرآن مجید کی ایک بھی آیت کا انکار کیا تو اسے قتل کرنا حلال ہو گیا۔ اور جس نے کہا: اکیسے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو (اس اقرار کے بعد) کسی کو اس پر (قتل کرنے یا مال چھیننے کا) اختیار نہیں سوائے اس کے کہ وہ کسی حد دالے جرم کا ارتکاب کرے تو وہ حد اس پر جاری کی جائے گی۔“

۲۵۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ  
۲۵۴۰۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۵۳۹۔ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ۷۹۳/۲ من حديث حفص بن عمر العدني به مختصراً \* والعدني لقبه الفرخ، وهو ضعيف كما في التقریب وغيره، والحديث ضعفه البوصيري من أجله.

۲۵۴۰۔ [حسن] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ۳۲۰/۵ عن المفولوج به مطولاً، وأورده الضياء في المختارة، وفيه علة قاذحة، وهي عن عبيدة بن الأسود لأنه مدلس، مذكور في المرتبة الثالثة من طبقات المدلسين لابن حجر، وله شاهد عند البيهقي: ۱۰۳/۹، ۱۰۴، فيه منصور الخولاني، ولم أجده ل ترجمه، وشبهه غيلان بن



## ۲۰۔ أبواب العُدود۔ شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل

الْمَقْلُوجُ: حَدَّثَنَا عُيَيْدَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ أَبِي صَادِقٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَقِيمُوا حُدُودَ اللَّهِ فِي الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ. وَلَا تَأْخُذْكُمْ فِي اللَّهِ لَوْمَةٌ لَأَنِّم».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی حدیں قریب والے پر بھی نافذ کرو اور دور والے پر بھی۔ تمہیں اللہ (کے احکام کی تعمیل) کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت (ان پر عمل کرنے سے) رکاوٹ نہ بنے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قانون معاشرے کو صحیح رکھنے میں بھی کامیاب ہو سکتا ہے جب اس کا نفاذ ہر ایک پر یکساں ہو اور کوئی اس سے مستثنیٰ نہ ہو۔ ② قریب اور دور سے مراد یہی طور پر حکام سے قریب یا دور کا تعلق ہے۔ اسی طرح ہر وہ چیز جو غیر اسلامی معاشرے میں کسی مجرم کو قانون کے شکنجے سے بچا سکتی ہے، اسلامی معاشرے میں وہ بے اثر ہو جاتی ہے مثلاً: مال و دولت یا عہدہ و منصب وغیرہ۔ ③ انصاف کرتے وقت اور مجرم کو سزا دیتے وقت صرف اللہ کی رضا پیش نظر ہونی چاہیے۔ یہ فکریں ہونی چاہیے کہ لوگ رائے زنی، نکتہ چینی یا طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائیں گے۔

(المعجم ۴) - بَابُ مَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ  
الْحَدُّ (التحفة ۴)

باب: ۴۔ کس پر حد لگانا واجب نہیں؟

۲۵۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَطِيَّةَ الْقُرْظِيِّ يَقُولُ: عَرَضْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ. فَكَانَ مَنْ أَثْبَتَ قَتْلَ. وَمَنْ لَمْ يُثْبِتْ خَلِّي سَبِيلَهُ. فَكُنْتُ فِيمَنْ لَمْ يُثْبِتْ، فَخَلِّي سَبِيلِي.

۲۵۴۱- حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: یوقریظہ (کی سزا) کے دن ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے گئے تو جس کے (زیر ناف) بال اگ آئے تھے اسے قتل کر دیا گیا اور جس کے بال نہیں اگے تھے اسے چھوڑ دیا گیا۔ میں ان افراد میں سے تھا جن کے بال نہیں اگے تھے تو مجھے بھی چھوڑ دیا گیا۔

آنس، وثقہ ابن حبان، وللحدیث شواہد کثیرہ.

۲۵۴۱- [صحیح] أخرجه الترمذي، السير، باب ما جاء في النزول على الحكم، ح: ۱۵۸۴ من حديث وكيع به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۴۵، راجع نيل المصنوع، ح: ۴۴۰۴.

۲۵۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حضرت عطیہ قرظی رحمہ اللہ سے روایت ہے  
أَبْنَاءُ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ: انھوں نے (مذکورہ بالا واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا:  
ابن عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَطِيَّةَ الْفَرَزْطِيَّ: یہ میں تمھارے درمیان موجود ہوں۔  
يَقُولُ: فَهَذَا أَنَا ذَا بَيْنٍ أَظْهَرَكُمْ.

🌞 فوائد و مسائل: ① بنو قریظہ کا مسلمانوں سے یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف قریش کے کسی مدد نہیں کریں گے لیکن بنو نفیر کے سردار حبیب بن اخطب کے بہکانے سے بنو قریظہ کا سردار کعب بن اسد عہد شکنی پر آمادہ ہو گیا۔ اور بنو قریظہ نے جنگ خندق میں عملاً کفار کی مدد کی اور ایسی کارروائیاں کیں جس سے مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ ہوا۔ اس طرح قبیلہ بنو قریظہ عہد شکنی کا مرتکب ہوا۔ ② جنگ خندق سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کی بستی کا محاصرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا اور وہ ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہو گئے اور کہا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو فیصلہ کریں گے وہ ہمیں قبول ہوگا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ بنو قریظہ کے سب مردوں کو قتل کر دیا جائے عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کا مال اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: الریح الختم ص: ۵۹، ۵۹، ۵۹) ③ زیر ناف بال آگ آنا بلوغت کی علامت ہے۔ ④ نابالغ بچوں پر حد نافذ نہیں ہوتی البتہ مناسب تعزیر لگائی جا سکتی ہے۔



۲۵۴۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو مَعَاوِيَةَ وَأَبُو أُسَامَةَ قَالُوا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: عُرِضْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ، وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعِ عَشْرَةَ سَنَةً، فَلَمْ يُجِزْنِي. وَعُرِضْتُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسِ عَشْرَةَ سَنَةً، فَأَجَازَنِي.

۲۵۴۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جنگ احد کے موقع پر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو میری عمر چودہ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (جنگ میں شریک ہونے کی) اجازت نہ دی۔ اور غزوہ خندق کے موقع پر جب میں پندرہ سال کا تھا مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے (جنگ میں شریک ہونے کی) اجازت دے دی۔

۲۵۴۲۔ [صحیح] أخرجه النسائي: ۱۵۵/۶، الطلاق، باب متى يقع طلاق الصبي، ح: ۳۴۶۰ من حديث ابن عيينة به.

۲۵۴۳۔ أخرجه البخاري، الشهادات، باب بلوغ الصبيان وشهادتهم، ح: ۲۶۶۴ من حديث أبي أسامة من حديث عبيد الله بن عمر به، ومسلم، الإمارة، باب بيان سن البلوغ، ح: ۱۸۶۸ من حديث عبد الله بن نمير به.



حَدَّثَنَا وَيَكْبَعُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَ فَرَمَا: ”جہاں تک حد لگانے سے سعید بن ابی سعید، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بچاؤ کی گنجائش ملے حد رفع کرو“ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِدْفَعُوا الْحُدُودَ مَا وَجَدْتُمْ لَهُ مَدْفَعًا».

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق سمیت دیگر محققین نے ضعیف قرار دیا ہے تاہم بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ حد اس وقت نافذ کرنی چاہیے جب جرم اس انداز سے ثابت ہو جائے کہ شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔ حضرت معاذ بن مالک رضی اللہ عنہ سے زنا کا جرم سرزد ہو گیا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر اعتراف کر لیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھ لگایا ہوگا یا نگاہ ڈالی ہوگی۔“ جب انھوں نے صراحت سے اس غلطی کا اعتراف کیا جس کی سزا جرم ہے تب رسول اللہ ﷺ نے انھیں رجم کی سزا دی۔ (صحیح البخاری، الحدود، باب هل يقول الإمام للمقر لعلك لست أو غمرت، حدیث: ۶۸۲۳)

۲۵۴۶- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَثِيبٍ: أَنَّنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، سَتَرَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، كَشَفَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ حَتَّى يَنْقُصَهُ بِهَا فِي بَيْتِهِ».

۲۵۳۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی برہنگی چھپائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی برہنگی چھپائے گا۔ اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا پردہ فاش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا پردہ فاش کرے گا حتیٰ کہ اسے اس کے گھر کے اندر رسوا کر دے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سند ضعیف قرار دے کر کہا کہ حدیث نمبر: ۲۵۳۳ اور ۲۵۳۴ اس سے کفایت کرتی ہیں علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت

«استطعت»، وضعفه البوصيري، وقال ابن حجر في إبراهيم بن الفضل المخزومي متروك (تقريب)، وله شواهد ضعيفة عند الترمذي، ح: ۱۴۲۴، وابن عدي: ۲۳۳/۱، وغيرهما.

۲۵۴۶- [إسناده ضعيف] \* محمد بن عثمان بن صفوان الجمحي ضعيف كما في التقريب وغيره، وحديث: ۲۵۴۴، ۲۲۵، يعني عنه.

سداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني، رقم: ۲۳۳۱) برہنگی چھپانے سے ظاہری معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ جس کو کپڑے کی ضرورت ہو اسے کپڑا پہنا یا جائے اور کسی کو رسوا ہونے سے بچانا بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اگر کسی کے عیب کا علم ہو جائے تو دوسروں کو بتانے کی بجائے اسے تنہائی میں لصیحت کی جائے تاکہ وہ باز آ جائے۔ ⑤ کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کی کوشش کرنے والا خود ذلیل ہو کر رہتا ہے۔ ⑥ عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کسی کو رسوا کرتے وقت یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ مجھ میں یہ عیب نہیں اس لیے مجھے رسوائی کا اندیشہ نہیں۔ انسان کسی بھی لمحے اپنی کمزوری کا یا شیطان کے دوسوں کا شکار ہو کر گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرنی چاہیے۔

(المعجم ۶) - بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ باب: ۶۔ حد سے بچاؤ کے لیے سفارش کرنا (التحفة ۶)

۲۵۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: قریش بنو مخزوم کی اس خاتون کے معاملے میں بہت فکر مند ہوئے جس نے چوری کی تھی۔ انھوں نے کہا: اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کون عرض کر سکتا ہے؟ (آخر) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پیارے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سوا اور کون یہ جرأت کر سکتا ہے؟ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو اللہ کی ایک حد کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟“ پھر آپ اٹھے اور خطبہ ارشاد فرمایا (خطبہ میں) نبی ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے تباہ ہوئے کہ ان میں جب کوئی معزز (امیر) آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور (غریب) آدمی

۲۵۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنَّ أَبَا الْلَيْثِ بْنَ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ. فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَكَلَّمَهُ أَسَامَةُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ؟». ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا، إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكَوهُ. وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ. وَآيَمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ

بِئْسَتْ مُحَمَّدٌ سَرَقَتْ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا»۔ چوری کرتا تو اسے حد لگا دیتے۔ قسم ہے اللہ کی! اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ (ؓ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔“

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: سَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: قَدْ أَعَادَهَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ تَسْرِقَ. وَكُلُّ مُسْلِمٍ يَتَّبِعِي لَهُ أَنْ يَقُولَ هَذَا. راوی حدیث محمد بن رمح نے کہا: میں نے امام لیث بن سعد (ؒ) کو فرماتے ہوئے سنا وہ بیان کر رہے تھے: اللہ تعالیٰ نے انھیں (حضرت فاطمہ (ؓ) کو) چوری (جیسی نازیبا حرکت) سے محفوظ فرمایا تھا۔ اور ہر مسلمان کو یہی کہنا چاہیے (کہ حضرت فاطمہ (ؓ) سے اس قسم کی غلطی کا صدور ممکن نہیں لیکن قانون اعلیٰ اور اونی سب کے لیے برابر ہے۔)

فوائد و مسائل: ① جو مخروم کی اس خاتون کا نام فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد تھا جو حضرت ابوسلمہ (ؒ) کی بیٹی تھیں۔ یہ ابوسلمہ (ؒ) ام المومنین ام سلمہ (ؓ) کے پہلے شوہر تھے۔ (فتح الباری: ۱۰۸/۱۲) ② حضرت زید بن حارثہ (ؓ) رسول اللہ (ﷺ) کے آزاد کردہ غلام تھے جنھیں رسول اللہ (ﷺ) نے منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے منہ بولا بیٹا بنانے سے منع فرمادیا۔ حضرت اسامہ (ؓ) ان کے بیٹے تھے اور رسول اللہ (ﷺ) ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ ③ حضرت اسامہ (ؓ) کو رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں عرض کرنے کے لیے اس لیے منتخب کیا گیا ہے کہ وہ کم سن تھے اس لیے خیال تھا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے اگر سفارش نہ بھی مانی تو اسامہ (ؓ) سے ناراض نہیں ہوں گے کیونکہ وہ بچے تھے۔ ④ حدود کے نفاذ میں کسی کی رعایت جائز نہیں۔ ⑤ قانون کے نفاذ میں امیر اور غریب میں فرق کرنا اللہ کے غضب کا موجب ہے کیونکہ اس سے قانون کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ ⑥ جس غلطی میں متعدد افراد شریک ہوں اس کی شاعت سب کے سامنے ذکر کر دینی چاہیے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی تنبیہ ہو۔ ⑦ اپنی بات میں تاکید پیدا کرنے کے لیے قسم کھانا جائز ہے اگرچہ کسی کو اس پر شک نہ ہو البتہ بلا ضرورت قسم کھانا مکروہ ہے۔ اور جھوٹی قسم کھانا حرام اور بڑا گناہ ہے۔

۲۰۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۵۳۸۔ حضرت مسعود بن اسود (ؒ) سے روایت ہے

۲۰۴۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم في المستدرک: ۴/۳۷۹، ۳۸۰ (على تصحيح فيه) من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه، ووافقه الذهبي، والحديث في مصنف ابن أبي شيبة: ۹/۴۶۶، ۴۶۷ عن ابن نمير به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لنديس ابن إسحاق"، انظر، ح: ۱۲۰۹، والحديث السابق شاهد له، ولعله من أجله حسن الحافظ في الإصابة: ۳/۴۰۹.

انہوں نے فرمایا: جب اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کے گھر سے کبل چرایا تو ہم اس معاملے میں بہت فکر مند ہوئے۔ وہ قریش کی ایک عورت تھی۔ ہم بات کرنے کے لیے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے کہا: ہم اس کے جرمانے کے طور پر چالیس اوقیہ (چاندی) دے دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لیے یہی بہتر ہے کہ اسے (سزا دے کر گناہ سے) پاک کر دیا جائے۔“ ہم نے جب رسول اللہ ﷺ کی نرم گفتگو سنی تو ہم حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ سے بات کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو خطبہ دینے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”تم اللہ کی ایک حد (کے نفاذ کو روکنے) کے لیے اصرار کیوں کر رہے ہو جو اللہ کی ایک بندی پر آپڑی ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر اللہ کے رسول (ﷺ) کی بیٹی بھی وہ غلطی کرتی جو اس عورت نے کی ہے تو محمد (ﷺ) اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ رُكَّانَةَ، عَنْ أُمِّهِ عَائِشَةَ بِنْتِ مَسْعُودِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهَا قَالَ: لَمَّا سَرَقَتِ الْمَرْأَةُ تِلْكَ الْقُطِيفَةَ مِنْ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَغْطَمْنَا ذَلِكَ. وَكَانَتْ امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ. فَجِئْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ نُنْكَلِمُهُ. وَفَلَّطْنَا: نَحْنُ نَقْدِيهَا بِأَرْبَعِينَ أَوْقِيَةً. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «طَهَّرَ خَيْرٌ لَهَا» فَلَمَّا سَمِعْنَا لَيْنَ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَتَيْنَا أَسَامَةَ فَقُلْنَا: كَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَلِكَ، قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ: «مَا أَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَعَ عَلَى أَمَةٍ مِنْ إِمَاءِ اللَّهِ؟ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بَيْنَهُ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ تَزَلَّتْ بِالْيَدِ تَزَلَّتْ بِهِ، لَقَطَعْتُ مُحَمَّدًا بَدَهَا».

باب ۷۔ زنا کی حد

(المعجم ۷) - بَابُ حَدِّ الزَّوْنَا (التحفة ۷)

۲۵۴۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت زید بن خالد اور حضرت ثعلبہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے

۲۵۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَيْشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ

کر کہتا ہوں کہ ہمارا فیصلہ اللہ کے قانون کے مطابق کیجیے۔ اس کا مخالف (دوسرا آدمی) زیادہ سمجھ دار تھا اس نے کہا: (جی ہاں) ہمارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق کر دیجیے اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کہو“ اس نے کہا: میرا بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا اس نے اس کی بیوی سے بدکاری کر لی۔ میں نے سوکریاں اور ایک غلام اس کا فدیہ دے دیا۔ پھر میں نے اہل علم میں سے متعدد افراد سے (مسئلہ) پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اس کی بیوی کی سزا جرم ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”مقتوم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا۔ سو کبریاں اور غلام تم واپس لے لو۔ اور تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور (دوسرے صحابی سے فرمایا:) اُنہیں! اس شخص کی عورت کے پاس جاؤ، اگر وہ (اپنے جرم کا) اعتراف کر لے تو اسے سنگسار کرو دینا۔“

أَبِي هُرَيْرَةَ وَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ وَ شَيْبَةُ قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَأَتَانَا رَجُلٌ فَقَالَ: أُنْشِدُكَ اللَّهَ لَمَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ. فَقَالَ خَصْمُهُ، وَكَانَ أَفْقَهُ مِنْهُ: إِفْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ. وَائْذَنْ لِي حَتَّى أَهْوَلَ. قَالَ: «قُلْ» قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا. وَإِنَّهُ زَنَى بِامْرَأَتِي. فَأَفْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ. فَسَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. فَأَخْبَرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ. وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا الرَّجُلِ جَلْدَ مِائَةٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ. أَلْمِائَةُ الشَّاةِ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ. وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ. وَاغْذُ يَا أُنْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا. فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا».



(امام ابن ماجہ کے استاد) حضرت ہشام بن عمار نے فرمایا: حضرت اُنس رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس گئے (اور اس سے پوچھا) تو اس نے اعتراف کر لیا چنانچہ انھوں نے اسے سنگسار کر دیا۔

قَالَ هِشَامٌ: فَغَدَا عَلَيْهَا، فَأَعْتَرَفَتْ، فَرَجَمَهَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① کتاب اللہ سے مراد قرآن مجید اور حدیث شریف دونوں ہیں کیونکہ یہ دونوں اللہ کی طرف سے ہیں اس لیے ہم نے ”کتاب اللہ“ کا ترجمہ ”اللہ کا قانون“ کیا ہے۔ ② قتل وغیرہ کے مقدمات میں فریقین میں صلح ہو سکتی ہے خواہ دیت دینے کی شرط پر صلح ہو یا ویسے معاف کر دیا جائے۔ لیکن ”زنا“ کا مقدمہ قابل مصالحت نہیں۔ ③ غیر شادی شدہ زانی کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ ④ شادی



شدہ زانی کی سزا جرم یعنی سنگسار کرنا ہے۔ ⑤ زنا کا جرم جس طرح چشم وید گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے اسی طرح اقرا جرم سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

۲۵۵۰۔ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ

۲۵۵۰۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت

أَبُو بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خُذُوا عَنِّي. خُذُوا عَنِّي. قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا. الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جُلْدٌ مِائَةً وَتَغْرِبُ سَنَةً. وَالثَّيْبُ بِالْثَيْبِ جُلْدٌ مِائَةً وَالزَّجَمُ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے (اللہ کا حکم) حاصل کر لو۔ مجھ سے (اللہ کا حکم) حاصل کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک راستہ (اور قانون) مقرر کر دیا ہے۔ کنوارے لڑکے اور کنواری لڑکی کی سزا سو کوڑے مارنا اور ایک سال کے لیے جلاوطن کرنا ہے۔ اور شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کی سزا سو کوڑے مارنا اور سنگسار کرنا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ارشاد نبوی: ”اللہ نے ان کے لیے ایک راستہ مقرر کر دیا ہے۔“ سے اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے جس میں یہ حکم نازل ہوا تھا: ﴿وَالَّتِي يُاتَيْنِ الْفَاجِشَةَ مِنْ نَسَائِكُمْ فَاَسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاَنْشَبُوا شَهْدًا قَاتِلًا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّهِنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ (النساء: ۳۴) ”تمھاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں تو تم ان پر اپنے میں سے چار گواہ بٹھراؤ پھر اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو یہاں تک کہ موت ان کی عمریں پوری کر دے یا اللہ ان کے لیے کوئی اور راستہ نکال دے۔“ ② رسول اللہ ﷺ نے شادی شدہ زانیوں کو صرف سنگ ساری کی سزا دی کوڑے نہیں لگوائے۔ جیسا کہ حدیث: ۲۵۴۹ میں بیان ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوڑوں کی سزا سنگ ساری میں مدغم ہو گئی ③ غیر شادی شدہ کی سزا سو کوڑے مارنا ہے اس کے علاوہ ایک سال کے لیے وطن سے دور بھیجا ہے تاکہ ماحول تبدیل ہونے سے گناہ کی ترغیب ختم ہو جائے۔ آج کے دور میں سزائے قید کو جلا وطنی کا متبادل قرار دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ جیل کا ماحول جرائم کی حوصلہ افزائی کرنے والا نہ ہو۔

باب: ۸۔ بیوی کی لونڈی سے

(المعجم ۸) - بَابُ مَنْ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةٍ

بدکاری کرنے والے کی سزا

اَمْرًاؤُهُ (التحفة ۸)

## ۲۰۔ ابواب الحدود

شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل

۲۵۵۱۔ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ بِرَجُلٍ غَشَى جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ. فَقَالَ: لَا أَقْضِي فِيهَا إِلَّا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ، جَلَدْتُه مِائَةً. وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَوْثَتْ لَهُ، رَجَعْتُه.

۲۵۵۱۔ حضرت حبیب بن سالمؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت نعمان بن بشیرؓ کی خدمت میں ایک مرد پیش کیا گیا جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے مباشرت کی تھی۔ حضرت نعمانؓ نے فرمایا: میں اس کے بارے میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے۔ پھر فرمایا: اگر عورت نے مرد کو لونڈی سے مباشرت کی اجازت دی تھی تو میں اس (مرد) کو سو کوڑے لگواؤں گا۔ اور اگر اس نے اجازت نہیں دی تھی تو میں اسے سسکار کر دادوں گا۔

۲۵۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ حَسَّانٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَفَعَ إِلَيْهِ رَجُلٌ وَطِئَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ، فَلَمْ يَحُدَّهُ.

۲۵۵۲۔ حضرت سلمہ بن محببؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مرد پیش کیا گیا جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے مباشرت کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حد نہیں لگائی۔

☀️ **فائدہ:** بیوی کی ملوک لونڈی سے زنا کے بارے میں صحابہ کے اقوال مختلف ہیں۔ امام شوکانیؒ نے حضرت نعمان بن بشیرؓ کے فیصلے کو ترجیح دی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بیوی کی ملکیت میں شوہر کے تصرف کی وجہ سے ایک شہرہ موجود ہے اس لیے رجم نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (عون المعبود، شرح سنن أبي داود: ۹۹-۹۲/۱۲)

۲۵۵۱۔ [حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ما جاء في الرجل يقع على جارية امرأته، ح: ۱۴۵۱ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه أيوب بن مسكين عنده \* قتادة لم يسمع من حبيب بن سالم، سماعه من خالد بن عرفة، وكتب إليه حبيب، وتابعه أبو بشر عن خالد بن عرفة عن حبيب به . . . الخ، وخالد جهله أبو حاتم، والبخاري، ووثقه ابن حبان، والحديث الآتي شاهد له.

۲۵۵۲۔ [مسندہ حسن] أخرجه النسائي في الكبرى: ۴/ ۲۹۷، ح: ۷۲۳۰ من حديث عبد السلام به، وقال: "لا تصح هذه الأحاديث" (تحفة الاشراف: ۴/ ۵۲)، وأخرجه أبو داود، ح: ۴۴۶۰، ۴۴۶۱ من طريقين عن قتادة عن الحسن به، وأخرج البيهقي: ۸/ ۲۴۰ بإسناد صحيح عن الحسن قال: حدثني قبيصة بن حريث الأنصاري عن سلمة ابن محجب به بلفظ: "إن كان استكرهها فهي عتيقة وعليه مثلها وإن كان أتاها عن طيبة نفس منها ورضي فهي له وعليه مثل ثمنها لك (أي لزوجه) ولم يقم عليه حدًا" \* قبيصة وثقه العجلي، وابن حبان، وقال الحافظ في التريب "صدوق" انتهى، ولم يطن أحد فيه بحجة، فالسند حسن.

۲۵۵۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ لوگوں پر کچھ طویل عرصہ گزرنے پر کوئی شخص یہ بھی کہنے لگے گا: مجھے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) میں رجم کا ذکر نہیں ملتا۔ اس طرح وہ لوگ اللہ کا ایک فریضہ ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے۔ سنوار حق ہے جب کہ مرد شادی شدہ ہو اور گواہی ثابت ہو جائے یا حمل یا اعتراف موجود ہو۔ میں نے یہ آیت پڑھی ہے: ﴿الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَيْتَةَ﴾ ”بڑی عمر کا مرد اور بڑی عمر کی عورت جب بدکاری کریں تو انہیں ضرور رجم کر دو۔“ رسول اللہ ﷺ نے (اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو) رجم کی سزا دی تھی اور رسول اللہ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کی سزا دی۔

۲۵۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا شَفِيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ: لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ، حَتَّى يَقُولَ قَائِلٌ: مَا أَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللَّهِ. أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ إِذَا أَحْصِيَ الرَّجُلُ وَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ حَمْلٌ أَوْ اعْتِرَافٌ. وَقَدْ قَرَأْتُهَا: «الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَيْتَةَ» رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① رجم کا مطلب یہ ہے کہ اگر زنا کا مجرم مرد یا عورت شادی شدہ ہو تو اسے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ ② زنا کے مجرم کے لیے رجم کا حکم سابقہ شریعتوں میں بھی موجود تھا۔ بائبل کے موجودہ نسخوں میں بھی زانی کے لیے سزائے موت کا حکم موجود ہے۔ (دیکھیے، کتاب اجازات باب: ۲۰، فقرہ: ۱۰) ③ قرآن مجید میں بعض آیات یا ان کے احکام منسوخ ہوئے ہیں۔ زیر مطالعہ حدیث میں مذکور آیت کی تلاوت منسوخ ہے اور حکم باقی ہے۔ ④ زنا کا جرم تین طرح ثابت ہوتا ہے: (۱) چار چشم دید گواہوں کی گواہی سے۔ (۲) مجرم کے اقرار جرم سے۔ (۳) غیر شادی شدہ عورت کو حمل ہو جانے سے البتہ غیر شادی شدہ مجرم کو سنگسار نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے سوکڑوں کی سزا دی جائے گی۔

۲۵۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۵۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۵۵۳۔ أخرجه البخاري، الحدود، باب الاعتراف بالزنا، ج: ۶۸۲۹ من حديث شفيان به، ومسلم، الحدود،

باب رجم الثيب في الزنا، ج: ۱۶۹۱ من حديث أبي بكر بن أبي شيبة به.

۲۵۵۴۔ [استانده حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ما جاء في درء الحد، عن المعترف إذا رجع، ج: ۴۱۴۲۸

انھوں نے فرمایا: ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر کہا: میں نے زنا کیا ہے۔ رسول ﷺ نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ اس نے پھر (تیسری بار) کہا: میں نے زنا کیا ہے تو نبی ﷺ نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اس نے پھر (چوتھی بار) کہا: میں نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے منہ پھیرتے رہے حتیٰ کہ اس نے چار بار اقرار کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے رجم کیے جانے کا حکم دے دیا چنانچہ جب اسے پتھر لگے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ اسے ایک آدمی ملا جس کے ہاتھ میں اونٹ کے جبرے کی ہڈی تھی۔ اس نے وہی مار دی جس سے وہ گر گیا (اور جان دے دی)۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پتھر لگنے پر اس کے بھاگنے کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا؟“

حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ الْعَوَّامِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي زَنَيْتُ. فَأَعْرَضَ عَنْهُ. ثُمَّ قَالَ: إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ. فَأَعْرَضَ عَنْهُ. ثُمَّ قَالَ: إِنِّي زَنَيْتُ. فَأَعْرَضَ عَنْهُ. ثُمَّ قَالَ: قَدْ زَنَيْتُ. فَأَعْرَضَ عَنْهُ. حَتَّى أَقْرَأَ رُبْعَ مَرَّاتٍ. فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ. فَلَمَّا أَصَابَتْهُ الْحِجَارَةُ أَذْبَرَ يَسْتَدُّ. فَلَقِيَهُ رَجُلٌ بِيَدِهِ لَحْيٍ جَمَلٍ. فَضْرَبَهُ فَضْرَعَهُ. فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَرَأَاهُ حِينَ مَسَّهُ الْحِجَارَةُ. قَالَ: «فَهَلَّا تَرَكَتُمُوهُ».



**فوائد و مسائل:** ① اقرار سے زنا کا جرم ثابت ہو جاتا ہے۔ ② جرم کی سزا دینے کے لیے ضروری ہے کہ جرم کے ارتکاب کا یقین حاصل ہو جائے اور کسی قسم کا شبہ نہ رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے پوچھا تھا: ”کیا تجھے جنون کی شکایت تو نہیں؟“ اس نے کہا: جی نہیں۔ (صحیح البخاری، الحدود) باب لا یرجم المحنون والمحنونة“ حدیث: (۲۸۱۵) اس کے علاوہ اس سے پوچھا تھا: ”شاید تو نے بوسہ لیا ہو یا ہاتھ لگایا ہو یا (بری نیت سے) دیکھا ہو (اور تو اسے زنا کہہ کر سزا کا مطالبہ کر رہا ہو)۔“ اس نے کہا: نہیں اے اللہ کے رسول! (صحیح البخاری، الحدود) باب هل يقول الإمام للمعقر: لعلك لمست أو غمزت“ حدیث: (۲۸۴۳) ③ اس واقعہ سے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے کہ انھوں نے محض اللہ کے ڈر سے حد کے ذریعے سے جان دینا قبول کیا۔ ④ ضرورت کے موقع پر ایسے الفاظ بولنا جائز ہے جنہیں عام حالات میں حیا کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ ⑤ حدود کا نفاذ مسجد سے باہر کرنا چاہیے۔ ⑥ جو شخص خود اپنے جرم کا اقرار کرے اگر وہ

اس کے بعد اقرار سے منحرف ہو جائے تو اسے سزا نہیں دی جائے گی۔ اس واقعہ سے امام ترمذی نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے۔ (جامع الترمذی: الحدود، باب ماجاء فی درء الحد عن المعترف إذا رجع: حدیث: ۱۲۳۸)

۲۵۵۵۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخُصَّيْنِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَأَعْتَرَفَتْ بِالزَّوْنِ. فَأَمَرَ بِهَا فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا. ثُمَّ رَجَمَهَا. ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا.

۲۵۵۵۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر زنا کا اقرار کیا، رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کے کپڑے اچھی طرح باندھ دیے گئے، پھر آپ نے اسے سنگسار کیا، پھر اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① کپڑے جسم پر اچھی طرح سیٹ کر باندھ دینے کا مقصد یہ ہے کہ عورت کے جسم کی بے پردگی نہ ہو۔ ② جسے حد کی ہواں کا جنازہ پڑھنا چاہیے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن کرنا چاہیے۔

(المعجم ۱۰)۔ بَابُ رَجْمِ الْيَهُودِيَّ وَالْيَهُودِيَّةِ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰۔ یہودی مرد اور یہودی عورت کو سنگسار کرنا

۲۵۵۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَجَمَ يَهُودِيَيْنِ. أَنَا فِيمَنْ رَجَمَهُمَا. فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ يَشْتَرُهَا مِنَ الْحِجَارَةِ.

۲۵۵۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو یہودی افراد (ایک مرد اور ایک عورت) کو رجم کیا۔ رجم کرنے والوں میں میں بھی شامل تھا۔ میں نے اس (یہودی) کو دیکھا کہ وہ اس (عورت) کو پتھروں سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

۲۵۵۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ سَمْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: قَالَ: لَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ الْأَوْزَاعِيَّ عَلَى قَوْلِهِ عَنْ أَبِي الْمُهَاجِرِ، وَإِنَّمَا هُوَ أَبُو الْمُهَلَّبِ، وَحَدَّثَ أَبِي الْمُهَلَّبِ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، ح: ۱۶۹۶، وَغَيْرُهُ مِنْ طَرِيقِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْهُ.

۲۵۵۷۔ أخرجه مسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنى، ح: ۱۶۹۹ من حديث عبيد الله بن عمر به مطولاً، وأصله متفق عليه من حديث مالك عن نافع به.

۲۵۵۷۔ [صحیح] أخرجه النسائي في الكبرى: ۲۸۴/۴، ح: ۷۱۸۸ من حديث الأوزاعي به، وقال: لا نعلم أحداً تابع الأوزاعي على قوله عن أبي المهاجر، وإنما هو أبو المهلب، وحديث أبي المهلب أخرجه مسلم، ح: ۱۶۹۶، وغيره من طريق يحيى بن أبي كثير عن أبي قلابة عنه.

۲۵۵۷۔ [صحیح] أخرجه الترمذی، الحدود، باب ماجاء فی رجم أهل الكتاب، ح: ۱۴۳۷ من حديث شريك به، ۴۴

## ۲۰۔ ابواب الحدود

شرعی سزائوں سے متعلق احکام ومسائل

حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ يَسْمَاقِ بْنِ حَزْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَجَمَ يَهُودِيًّا كَوَسْطَارِ كِيَا۔ وَيَهُودِيَّةً۔

🌞 فوائد ومسائل: ① زنا سابقہ شریعتوں میں بھی جرم تھا اور یہود کے ہاں بھی اس کی سزا رجم ہے۔ ② اسلامی حکومت میں غیر مسلموں پر بھی اسلامی سزائیں نافذ ہوتی ہیں۔

۲۵۵۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِيَهُودِيٍّ مُحْتَمٍ مَجْلُودٍ. فَدَعَاهُمْ فَقَالَ: «هَٰكَذَا تَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمْ حَدَّ الزَّانِي؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَدَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَائِهِمْ فَقَالَ: «أَتَشُدُّكَ بِاللَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَةَ عَلَى مُوسَى، أَهَٰكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي؟» قَالَ: لَا. وَلَوْلَا أَنَّكَ تَشُدُّتَنِي لَمْ أُخْبِرَكَ. تَجِدُ حَدَّ الزَّانِي، فِي كِتَابِنَا، الرَّجْمَ. وَلَكِنَّهُ كَثُرَ فِي أَشْرَافِنَا الرَّجْمَ. فَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الشَّرِيفَ تَرَكْنَاهُ. وَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الضَّعِيفَ أَقَمْنَا عَلَيْهِ الْحَدَّ. فَقُلْنَا تَعَالَوْا فَلَنَجْتَمِعَ عَلَى شَيْءٍ نَقِيمُهُ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ. فَاجْتَمَعْنَا عَلَى التَّحْمِيمِ وَالْعَجَلِ، مَكَانَ الرَّجْمِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَخْبَا أَمْرَكَ،

۳۵۵۸۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک یہودی کے پاس سے گزرے جس کا منہ کالا کیا گیا تھا اور اسے کوڑے مارے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں بلایا اور فرمایا: ”کیا تمہیں اپنی کتاب میں زانی کی یہی سزا ملتی ہے؟“ انھوں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلایا اور فرمایا: ”میں تجھے اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی! کیا تم زانی کی یہی سزا (تورات میں) پاتے ہو؟“ اس نے کہا: نہیں۔ اور اگر آپ نے مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ کو (صحیح بات) نہ بتاتا۔ ہماری کتاب میں زانی کی سزا رجم ہی ہے لیکن ہمارے اشراف میں رجم (والا جرم) بہت زیادہ ہونے لگا تو (ہم) یوں کرنے لگے کہ جب ہم کسی معزز کو (اس جرم کا) ارتکاب کرتے ہوئے پکڑ لیتے تو اسے (سزا دیے بغیر) چھوڑ دیتے، اور جب کسی کمزور کو پکڑ لیتے تو اسے حد لگا دیتے۔ (اس لیے) ہم نے (آپس میں) کہا: آؤ

وقال: "حسن غريب" \* شريك القاضي عنعن، وهو مدلس كما في كتب المدلسين، والحديث السابق شاهد له.

۲۵۵۸۔ [صحیح] تقدم، ح: ۲۳۲۷ مختصراً.

إِذْ أَمَّا تُوهُ . وَأَمْرٌ بِهِ قَرْجَمَ .

ہم کسی ایسی سزا پر اتفاق کر لیں جو معزز اور کمزور (دونوں قسم کے مجرموں) کو دے سکیں چنانچہ ہم نے رجم کی بجائے منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے پر اتفاق کر لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! سب سے پہلے میں تیرے حکم کو زندہ کرتا ہوں جب کہ انھوں نے اس کو مردہ کر دیا ہے۔“ تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس مجرم کو سنگسار کر دیا گیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اللہ کے قوانین کو تبدیل کر کے اپنے بنائے ہوئے قوانین کو اللہ کے قوانین کہنا یہودیوں کی صفت ہے۔ مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ② جو رسم و رواج شریعت کے خلاف ہوں انھیں شریعت کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔ ③ بائبل کے موجودہ نسخوں میں بھی زنا کے مجرم کے لیے سزائے موت کا ذکر موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کتاب استثناء میں یہ حکم اس طرح درج ہے: ”اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے پکڑا جائے تو وہ دونوں مار ڈالے جائیں یعنی وہ مرد بھی جس نے اس عورت سے صحبت کی اور وہ عورت بھی۔ یوں تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دفع کرنا اگر کوئی کنواری لڑکی کسی شخص سے منسوب ہوگئی ہو اور کوئی دوسرا آدمی اسے شہر میں پا کر اس سے صحبت کرے تو تم ان دونوں کو اس شہر کے پھاٹک تک نکال لانا اور ان کو سنگسار کر دینا کہ وہ مر جائیں۔“ (استثناء باب: ۲۲، فقرہ: ۲۲۲۰-۲۳۲۲) ④ قانون کا نفاذ امیر غریب سب پر یکساں ہونا چاہیے۔ ⑤ صحیح مسئلہ چھاپ لینا یہودیوں کی عادت ہے۔ ⑥ غیر مسلم سے بھی غیر اللہ کی قسم لینا جائز نہیں بلکہ اس سے اللہ کی اس صفت کا ذکر کر کے قسم لی جائے جس کا وہ بھی قائل ہو۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ

باب ۱۱۔ جو بظاہر بدکار معلوم ہو

(التحفة ۱۱)

۲۵۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں کسی کو گواہی قائم ہوئے بغیر رجم کرتا تو فلاں عورت کو ضرور رجم کر دیتا۔ اس کی بات چیت چال و ڈھال اور اس کے پاس آنے جانے والوں کی وجہ سے وہ بظاہر مشکوک نظر آتی ہے۔“

۲۵۵۹۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ

الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ: «لَوْ كُنْتُ رَاجِعًا أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ، لَرَجَمْتُ فَلَانَةً. فَقَدْ ظَهَرَ مِنْهَا الرِّبَّةُ فِي مَنَاطِقِهَا وَهَيْئَتِهَا وَمَنْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا».

۲۵۶۰۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ (بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ)

سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے لعان کرنے والے مرد اور عورت کا ذکر کیا تو ابن شداد نے کہا: کیا یہ وہ عورت تھی جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”اگر میں کسی کو بغیر گواہی کے سنگسار کرتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا؟“ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (نہیں) وہ تو علانیہ فحش حرکات کرتی تھی۔

۲۵۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ

الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنِينَ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ شَدَّادٍ: هِيَ الَّتِي قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ كُنْتُ رَاجِعًا أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا» فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تِلْكَ امْرَأَةٌ أَغْلَتْ.



 فوائد و مسائل: ① سنگسار کرنا سخت ترین سزائے موت ہے لہذا یہ سزا اس وقت تک نہیں دی جاسکتی جب تک جرم کا ارتکاب بغیر کسی شک و شبہ کے ثابت نہ ہو جائے۔ ② جرم کے ثبوت کے لیے چار چشم دید مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا مجرم خود اعتراف جرم کر لے یا دیگر قرائن سے اس کا ثبوت مل جائے تب اسے سزا کی دی جاسکتی ہے۔ ③ مشکوک کردار کے افراد کو تنبیہ کی جاسکتی ہے یا مناسب تعزیر لگائی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا قَوْمًا

باب: ۱۲۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم

لوط (النصفۃ ۱۲)

۲۵۶۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے تم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم والا کام کرتے دیکھو تو قاتل اور مفعول دونوں کو قتل کرو۔“

۲۵۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ

وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۲۵۶۰۔ أخرجه البخاري، الحدود، باب من أظهر الفاحشة واللطخ والتهمة بغير بينة، ح: ۶۸۵۵، ومسلم، اللعان، ح: ۱۴۹۷ من حديث سفیان بن عیینة به.

۲۵۶۱۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الحدود، باب فمن عمل عمل قوم لوط، ح: ۴۶۶۲ من حديث عبد العزيز الدراوردي به، وصححه الضياء، وابن الجارود، ح: ۸۲۰، والحاكم، ۳۵۵/۴، والذہبی.



قَالَ: «مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلٌ قَوْمِ لُوطٍ، فَاقْتُلُوا الْقَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ».

۲۵۶۲- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ: أَخْبَرَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ شَهِيلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِي يَعْمَلُ عَمَلٌ قَوْمِ لُوطٍ. قَالَ: «ارْجُمُوا الْأَعْلَى وَالْأَسْفَلَ. ارْجُمُوهُمَا جَمِيعًا».

۲۵۶۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس شخص کے بارے میں جو حضرت لوط علیہ السلام کی (بدکار) قوم والی حرکت کرتا ہے فرمایا: ”اوپر والے اور نیچے والے کو سنگسار کر دو۔ ان دونوں کو سنگسار کر دو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مرد کا مرد سے جنسی عمل بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ اس کی شاعت عام زنا سے بھی بڑھ کر ہے۔ ② عام لوگ اس قسم کی بدکاری کو ”لواطت“ کا نام دیتے ہیں جو مناسب نہیں کیونکہ یہ لفظ حضرت لوط علیہ السلام جیسے پاکباز نبی کے نام سے بنایا گیا ہے حالانکہ وہ اس جرم سے اجتناب کی تبلیغ کرتے تھے۔ اور انھوں نے اپنی بدکار قوم کو اس گندی اور بری حرکت سے بڑی سختی سے منع کیا تھا اس لیے اسے ”قوم لوط کا عمل“ کہنا چاہیے یا ان لوگوں کے لیے شہر سدوم کی طرف نسبت کر کے ”سدومیت“ کہا جائے جیسا کہ انگریزی میں اسے اسی نام (Sodomy) سے موسوم کیا گیا ہے۔ اردو میں آج کل ”غیر فطری فعل“ کی اصطلاح بھی مستعمل ہے بہر حال اسے ”لواطت“ کا نام دینا مناسب نہیں۔ ③ اس جرم کی سزا موت ہے۔ اور اس میں شادی شدہ یا غیر شادی شدہ کا فرق نہیں۔

۲۵۶۳- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: [حَدَّثَنَا] الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: ۲۵۶۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اپنی امت پر جن گناہوں (میں مبتلا ہونے) کا خطرہ ہے ان میں سے سب سے زیادہ خطرہ قوم لوط کے عمل (میں مبتلا ہونے) کا ہے۔“

۲۵۶۲- [حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ما جاء في حد اللوطي، ح: ۱۴۵۶ من حديث عاصم به معلقاً من غير سند، وقال: "عاصم بضمت في الحديث من قبل حفظه"، والحديث السابق شاهد له.

۲۵۶۳- [إسناده ضعيف] أخرجه الهيثم بن خلف الدوري في "ذم اللواط" (۵۵) من حديث عبدالوارث به، وتابعه همام بن يحيى عند الترمذي، ح: ۱۴۵۷ وغيره، وحسنه الترمذي، وصححه الحاكم: ۳۵۷/۴، والذهبي ۵ القاسم ابن عبدالواحد روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان، والحاكم وغيرهما، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وابن عقيل ضعيف، تقدم، ح: ۳۹۰.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَخَوْفَ مَا  
أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي، عَمَلٌ قَوْمٍ لَوْطٍ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سند اضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے، لہذا مذکورہ روایت سے صحیح ہونے کی صورت میں درج ذیل مسائل کا استنباط کیا جاسکتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للآلبانی، رقم: ۲۳۵۰) ② رسول اللہ ﷺ نے امت کے بارے میں جن خطرات کا اظہار فرمایا ہے، ہمیں چاہیے کہ ان معاملات میں زیادہ احتیاط کریں۔ ③ اگر کوئی شخص اپنے لیے اس گناہ میں ملوث ہونے کا خطرہ محسوس کرے تو اسے فوراً درج ذیل احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں:

- ④ اگر وہ غیر شادی شدہ ہے تو جلد از جلد شادی کرے تاکہ فطری ضرورت کی تسکین کا جائز ذریعہ میسر آجائے۔
- ⑤ جو فرد فتنے کا باعث بن رہا ہے اس سے میل جول کم سے کم کر دے۔ ⑥ ایسے شخص کو نظر بھر کر نہ دیکھے نیز اس کے جسمانی محاسن کی طرف توجہ نہ کرے اور غرض بھر (نظر جھکا کر رکھنے) کا اہتمام کرے۔ ⑦ قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں سے ایسے مقامات کا مطالعہ کرے جن میں بدکاری کی شاعت اس کے گناہ اور اس پر اللہ کے عذاب نازل ہونے کا ذکر ہے۔ ⑧ اس بات پر غور کرے کہ اس جرم کا اگر عام لوگوں کو علم ہو گیا تو کس قدر بدنامی ہوگی اور یہ بھی غور کرے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا جرم پوشیدہ نہیں۔ ⑨ جذبات کو نگینت کرنے والی کہانیاں اور ناول پڑھنے اور اس قسم کی فلمیں اور ڈرامے وغیرہ دیکھنے سے اجتناب کرے۔ ⑩ فطری روزے زیادہ رکھے۔ ⑪ اللہ تعالیٰ سے پاک دامن کی دعائیں کرے وغیرہ۔ ⑫ اگر کوئی شخص اس گناہ میں ملوث ہو چکا ہے لیکن اس کا راز فاش نہیں ہوا تو اسے سوچنا چاہیے کہ اگر اب تک اللہ تعالیٰ نے پردہ رکھا ہے تو کسی موقع پر وہ اسے فاش بھی کر سکتا ہے پھر کتنی بدنامی اور ندامت ہوگی اور پھر قیامت کو جب سب کے سامنے یہ راز فاش ہوگا تو کس قدر رسوائی ہوگی۔ یہ سوچ کر فوراً توبہ کرے اور مذکورہ بالا احتیاطی تدابیر اختیار کرے۔



(المعجم ۱۳) - بَابُ مَنْ أَتَى ذَاتَ مَحْرَمٍ  
وَمَنْ أَتَى بِهَيْمَةٍ (النفع ۱۳)

باب: ۱۳۔ محرم خاتون سے ناجائز  
تعلق قائم کرنے اور جانور سے بد فعلی  
کرنے کی سزا

۲۵۶۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ  
۲۵۶۳ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

۲۵۶۴ - [صحیح] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ما جاء فيمن يقول للأخر يا مخنث، ح: ۱۶۶۲ من حديث ابن أبي فديك ببعضه، وقال: "إبراهيم بن إسماعيل يضعف في الحديث" وانظر، ح: ۱۰۳۲، ۲۵۶۱، ۲۵۶۲، بغنيان عنه، وفي الوقوع على ذات رحم شاهد يأتي، ح: ۲۶۰۷.

إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فَذْلِكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحَصِينِ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَأَقْتُلُوهُ. وَمَنْ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ فَأَقْتُلُوهُ، وَأَقْتُلُوا الْبَهِيمَةَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص محرم عورت سے بدکاری کرے تو اسے قتل کر دو۔ اور جو شخص کسی جانور سے بدفعلی کرے تو اسے بھی قتل کر دو اور اس جانور کو بھی ہلاک کر دو۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① سوتیلی ماں سے نکاح کرنے والے کے لیے سزائے موت ثابت ہے۔ (سنن ابن ماجہ) حدیث: ۲۶۰۷) کسی دوسری محرم عورت (مثلاً: بہن، بیٹی، بیعتی، بھانجی وغیرہ) سے نکاح کرنے والے کو بھی اس پر قیاس کیا جائے گا۔ ② جانور سے بدفعلی کرنے والے کی سزا بھی موت ہے۔ ③ جانور کو قتل کرنے میں کئی حکمتیں ہیں: (۱) دوسروں کے لیے عبرت۔ (۲) فحش عمل کی تشہیر سے بچاؤ تاکہ اس جانور کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اس کے جانور کے ساتھ فلاں نے بدفعلی کی تھی۔ (۳) اس جانور کا گوشت کھانے یا اس پر سواری کرنے سے اجتناب جس کے ساتھ ایسی حرکت کی گئی وغیرہ۔ ④ اگر یہ جانور بھرم کی ملکیت نہیں تو اسے قتل کر کے اس کی قیمت اس کے ترکے میں سے مالک کو ادا کی جائے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُودِ عَلَى

باب: ۱۴۔ لونڈیوں پر حد لگانا

الإِمَاءِ (التحفة ۱۴)

۲۵۶۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمَعْمَدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، وَشَيْبِلٍ قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. فَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْأَمَةِ تَزْنِي قَبْلَ أَنْ تُخْصَنَ. فَقَالَ: «إِجْلِدْهَا. فَإِنْ زَنَتْ

۲۵۶۵ - حضرت ابو ہریرہؓ حضرت زید بن خالد اور حضرت شعیب بن عبد اللہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک آدمی نے آپ سے اس لونڈی کے بارے میں سوال کیا جو شادی سے پہلے زنا کرے۔ تو آپ نے فرمایا: ”اسے کوڑے لگاؤ“ پھر اگر (دوبارہ) زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔“ پھر تیسری یا چوتھی بار فرمایا: ”پھر اسے فروخت کر دو“ خواہ

۲۵۶۵ - أخرجه البخاري، العنق، باب كراهية التطاول على الرقيق، وقوله عدي أو أمتي، ح: ۲۵۵۵ من حديث ابن عيينة مختصراً، ومسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنى، ح: ۱۷۰۴ من حديث الزهري به، وقول ابن عيينة: "وشبل"، وهم كما حققه النسائي وغيره، راجع التهذيب وغيره.

فَاجْلِدُهَا». ثُمَّ قَالَ: فِي الثَّلَاثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ: «فَبِعَهَا وَلَوْ يَحْتَلِّ مِنْ شَعْرٍ».

۲۵۶۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب لوٹری زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔“

۲۵۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، قَالَ: أُنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا زَنَّتِ الْأُمَةُ فَاجْلِدُوهَا. فَإِنْ زَنَّتْ فَاجْلِدُوهَا. فَإِنْ زَنَّتْ فَاجْلِدُوهَا. ثُمَّ بَيِّعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ».

(راوی نے کہا: [ضعیف] سے مراد سی ہے۔)

وَالضَّفِيرُ الْحَبْلُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① لوٹری یا غلام کو رجم کی سزا نہیں دی جاسکتی۔ ② لوٹری غلام اگر زنا کرے تو اسے پچاس کوڑے مارے جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً أَنْ يُنَكِّحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فِتْيَانِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ..... فَإِذَا أَحْصَيْتُمْ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (النساء: ۳۵) ”تم میں سے جو شخص آزاد مومن عورتوں سے نکاح کی قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ تمہاری ملکیت مومن لوٹریوں میں سے کسی لوٹری سے نکاح کر لے..... پھر جب وہ نکاح میں آ جائیں اور اس کے بعد وہ بدکاری کریں تو ان کی سزا آزاد عورتوں کی سزا کا نصف ہے۔ ③ لوٹری اور غلام کو سزائے موت نہ دینے میں یہ حکمت ہے کہ اس صورت میں آقا کا نقصان ہوتا ہے حالانکہ وہ جرم میں شریک نہیں۔ ④ غلام یا لوٹری کو جلاوطن نہیں کیا جاتا اسے جلاوطن کرنے کی صورت یہی ہے کہ اسے کسی اور ملک کے ہاتھ بیچ دیا جائے تاکہ اس کا ماحول تبدیل ہو اور وہ اس گناہ سے باز آ جائے۔

## باب حَدُّ الْقَذْفِ (المعجم ۱۵)

## باب: ۱۵- بدکاری کا جھوٹا الزام

(التحفة ۱۵)

لگانے کی سزا

۲۵۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: ۲۵۶۷- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
 حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عُمَرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ غَدْرِي، قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذَلِكَ وَتَلَا الْقُرْآنَ. فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ فَضْرَبُوا حَدَّهُمْ.

ہے انھوں نے فرمایا: جب میری براءت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر اس کا ذکر فرمایا اور قرآن (کی متعلقہ آیات) کی تلاوت فرمائی۔ جب منبر سے اترے تو دو مردوں اور ایک عورت کو (حد لگانے کا) حکم جاری فرمایا، چنانچہ انھیں حد لگائی گئی۔

🌟 فوائد و مسائل: ① ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین کی افترا پر دہائی کا واقعہ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر پیش آیا۔ اسے غزوہ مریسج بھی کہتے ہیں۔ مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق یہ واقعہ شعبان ۵ھ میں پیش آیا۔ (الرحیق المختوم ص: ۵۲۸ حاشیہ) ② اس الزام تراشی کا واقعہ اس طرح ہے کہ غزوہ مریسج سے واپسی کے سفر میں مسلمانوں نے ایک منزل پر قیام فرمایا۔ صبح کو روانگی کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خالی ہودن اہل قافلہ نے یہ سمجھ کر اونٹ پر رکھ دیا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا اس کے اندر موجود ہیں حالانکہ وہ اپنے ہار کی تلاش میں باہر گئی ہوئی تھیں۔ واپس آئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ آپ وہیں لیٹ گئیں اور سوچا کہ جب انھیں میری غیر موجودگی کا علم ہوگا تو خود ہی واپس آئیں گے۔ حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ کی یہ ذمے داری تھی کہ وہ قافلے سے پیچھے رہیں تاکہ قافلے والوں کی گری پڑی چیزیں سنبھال لیں۔ انھوں نے پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہوا تھا۔ جب انھیں تنہا سونے دیکھا تو ان اللہ..... پڑھا اور سمجھ گئے کہ قافلہ اعلیٰ میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کو چھوڑ کر آگے چلا گیا ہے۔ ام المومنین کی آنکھ کھلی تو انھوں نے فوراً پردہ کر لیا۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے اونٹ بٹھایا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا سوار ہو گئیں۔ صفوان رضی اللہ عنہ نے نکیل بکڑی اور بیدل چلتے ہوئے وہاں پہنچ گئے جہاں قافلے والے دو پہر کو آرام کے لیے ٹھہرے ہوئے تھے۔ منافقین نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر سوار دیکھا تو نازیبا باتیں شروع کر دیں منافقین کے اس بے بنیاد



رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے کوئی خاص سزا مقرر نہیں کی۔ یہ تو ہم لوگوں نے خود مقرر کر لی ہے۔

الرُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ، سَمِعَهُ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: مَا كُنْتُ أَدِي مِنْ أَقْمَتٍ عَلَيْهِ الْحَدَّ، إِلَّا شَارِبَ الْخَمْرِ. فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَسُنْ فِيهِ شَيْئًا. إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ جَعَلْنَاهُ نَحْنُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث: ۲۵۷۱ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے والے کو چالیس کوڑے لگوائے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مقدار کو ایک مقرر سزا تصور نہیں کیا بلکہ اسے ایک اندازے کی حیثیت دی ہے۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سزا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے مقرر کی تھی۔ یہ مقرر فرمائی۔ دیکھیے: (حدیث: ۲۵۷۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سزا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے مقرر کی تھی۔ یہ مشورہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا تھا اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختلاف نہ کر کے تائید فرمائی۔ (صحیح مسلم، الحدود، باب حد الخمر، حدیث: ۱۷۰۶)

۲۵۷۰۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَبِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ. ح. وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ، جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنَّعَالِ وَالْجَرِيدِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب نوشی کی سزا میں تعزیر کا پہلو پایا جاتا ہے جس میں کی بیشی کی گنجائش ہوتی ہے، یعنی اس کی حیثیت مقررہ حد کی نہیں جس میں تبدیلی جائز نہیں۔ ② دوسرے جرائم کی سزا میں صرف کوڑے مارے جاتے ہیں البتہ شراب نوشی کی سزا میں کوڑوں کی بجائے جوتے وغیرہ بھی مارے جاسکتے ہیں۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بعد میں اسی کوڑوں کے جواز پر اتفاق کر لیا اس لیے اب اسی کوڑوں کی

سزا دینا ہی درست ہے۔ ⑤ جریدہ کھجور کے درخت کی شاخ کو کہتے ہیں جس سے پتے اتار دیے گئے ہوں سزا دینے کے لیے اس قسم کی چھڑی استعمال کرنی چاہیے۔

۲۵۷۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت حُصَيْنُ بْنُ مَنْذَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ ولید بن عقیبہ کے خلاف (شراب نوشی کی) گواہی ملنے پر جب انھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے حاضر کیا گیا تو انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اپنے بچا کے بیٹے پر حد قائم کرو۔ حضرت علی نے انھیں کوڑے مارے اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے چالیس کوڑے مارے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مارے۔ یہ سب سزائیں سنت ہیں۔

۲۵۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدَّانَاجِ، سَمِعْتُ حُصَيْنَ ابْنَ الْمُنْذِرِ الرَّقَاشِيَّ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَبْرِوَزَ الدَّانَاجُ، قَالَ: حَدَّثَنِي حُصَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: لَمَّا جِيءَ بِالْوَلِيدِ بْنِ عَقْبَةَ إِلَى عُثْمَانَ، قَدْ شَهِدُوا عَلَيْهِ، قَالَ: لِعَلِّي: ذُنُوكَ ابْنُ عَمِّكَ، فَأَقِمَّ عَلَيْهِ الْحَدَّ. فَجَلَدَهُ عَلَيْهِ. وَقَالَ: جَلَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعِينَ. وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ. وَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِينَ. وَكُلُّ سُنَّةٍ.



🌞 فائدہ: خلفائے راشدین کا عمل سنت ہے اور اسے دلیل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا: ”میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرو۔“ (جامع الترمذی، العلم؛

باب ماجاء فی الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، حدیث: ۳۶۷۶)

(المعجم ۱۷) - باب: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ باب: ۱۷۔ کئی بار شراب پینے کی سزا مِرَارًا (التحفة ۱۷)

۲۵۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۵۷۱۔ أخرجه مسلم، الحدود، باب حد الخمر، ح: ۱۷۰۷ من حديث ابن عليه به، ومن حديث عبدالعزيز بن المختار به.

۲۵۷۲۔ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، ذكر الروايات المغلطات في شرب الخمر، ح: ۵۶۶۵ من

حديث شبابة، وأخرجه أبو داود، ح: ۴۸۸۴ من حديث ابن أبي ذئب، وصححه ابن الجارود، ح: ۸۳۱، وابن حبان، ۴۴



رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی نشہ کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر دوبارہ (یہ جرم) کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر (یہ جرم) کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔“ پھر چوتھی بار فرمایا: ”اگر پھر (یہ جرم) کرے تو اسے قتل کر دو۔“

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا سَكَرَ فَاجْلِدُوهُ. فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ. فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ. ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: «إِنْ عَادَ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ».

۲۵۷۳۔ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے

روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگ شراب پی لیں تو انھیں کوڑے مارو۔ پھر اگر (دوبارہ) پیئیں تو انھیں کوڑے مارو۔ اگر پھر (تیسری بار) پیئیں تو انھیں کوڑے مارو۔ اگر پھر (چوتھی بار) پیئیں تو انھیں قتل کر دو۔“

۲۵۷۳۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنِ أَبِي عُرْوَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ يَهْدَلَةَ، عَنْ ذُكْوَانَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُمْ. ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ. ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا فَاقْتُلُوهُمْ».

🕌 فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: پہلے یہ حکم تھا بعد میں (قتل کا حکم) منسوخ ہو گیا۔ امام محمد بن اسحاق نے محمد بن منکدر سے انھوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص شراب پیے اسے کوڑے لگاؤ اگر چوتھی بار پیے تو اسے قتل کر دو۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص پیش کیا گیا جس نے چوتھی بار شراب پی لی تھی تو آپ نے اسے مارا لیکن قتل نہیں کیا۔ زہری نے قبیسہ بن ذؤب کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے یہی بات روایت کی ہے فرمایا: چنانچہ قتل کا حکم منسوخ ہو گیا اور یہ رخصت حاصل ہو گئی (حکم نرم ہو گیا)۔ اکثر علماء کے نزدیک اس حدیث پر عمل ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق اس مسئلے میں ان میں نہ قدیم دور (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے) میں کوئی اختلاف تھا نہ بعد کے دور میں اختلاف ہوا.....“ (جامع الترمذی، الحدود، باب ما جاء من شرب الخمر فاجلدوه ومن عاد في الرابعة فاقتلوه، حدیث: ۱۳۴۳)

(المعجم ۱۸) - بَابُ الْكَبِيرِ وَالْمَرِيضِ

يَحِبُّ عَلَيْهِ الْحَدُّ (التحفة ۱۸)

باب: ۱۸۔ اگر عمر رسیدہ یا بیمار آدمی پر حد

واجب ہو جائے تو کیا کیا جائے؟

۲۰۷۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

إِسْحَاقَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّجِ،

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ [بْنِ حُنَيْفٍ،] عَنْ

سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: كَانَ بَيْنَ أَيْبَاتِنَا

رَجُلٌ مُخْدَجٌ ضَعِيفٌ. فَلَمْ يَرَعْ إِلَّا وَهُوَ عَلَى

أَمَةٍ مِنْ إِمَاءِ الدَّارِ يَحْبُثُ بِهَا. فَرَفَعَ شَأْنَهُ

سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ:

«اجْلِدُوهُ ضَرْبَ مِائَةِ سَوْطٍ» قَالُوا: يَا نَبِيَّ

اللَّهِ هُوَ أَضْعَفُ مِنْ ذَلِكَ. لَوْ ضَرْبَتْهُ مِائَةُ

سَوْطٍ مَاتَ. قَالَ: «فَخُذُوا لَهُ [عِشْكَالًا] فِيهِ

مِائَةُ شِمْرَاحٍ، فَاضْرِبُوهُ ضَرْبَةً وَاحِدَةً».

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا

الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ

يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

🌞 نوائد و مسائل: ① جس مجرم کی سزا موت نہیں بلکہ صرف کوڑے مارنا ہو اگر کوڑے مارنے سے اس کے

مر جانے کا خوف ہو تو سزا میں تخفیف کی جاسکتی ہے۔ ② زیادہ بوڑھا آدمی یا بیمار آدمی جس کے شفا یاب ہونے

کی امید نہ ہو اس کے لیے یہ حکم ہے۔ ③ جس بیمار کے شفا یاب ہونے کی امید ہو تو اس کی سزا کو شفا یاب

ہونے تک مؤخر کر دینا چاہیے۔

۲۰۷۴ - [صحیح] أخرجه ابن أبي عاصم في الأحاد والمثنائي: ۷/۴، ح: ۲۰۲۴ عن أبي بكر بن أبي شيبة به،

وأخرجه أحمد: ۵/۲۲۲ من طريق آخر عن ابن إسحاق به، وضعفه البوصيري من أجل عتنة ابن إسحاق، وله

شاهد صحيح عند أبي داود، ح: ۴۴۷۲، وصححه ابن الجارود، ح: ۸۱۷.



۲۰۔ ابواب الحدود۔ شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۹) - بَابُ مَنْ شَهَرَ السَّلَاحَ

باب: ۱۹- (جو کسی پر حملہ کرنے کے لیے)

تہیاء رکالے

(التحفة ۱۹)

۲۵۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ہمارے خلاف تہیاء رکھا یا وہ ہم میں سے نہیں۔“

۲۵۷۵- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ كَامِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ مُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، [عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَحَدَّثَنَا الْمُعْبِرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ، وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَمُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا».

۲۵۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ہم پر تہیاء رکھا یا وہ ہم میں سے نہیں۔“

۲۵۷۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ الْبَرَادِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا».

۲۵۷۷- حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ہم پر (حملہ کرنے کے لیے) تہیاء رکھا یا وہ ہم میں

۲۵۷۷- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ عَجَلَانَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَيُوسُفُ بْنُ مُوسَى وَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ الْبَرَادِ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ

۲۵۷۵- أخرجه مسلم، الإيمان، باب قول النبي ﷺ: من غشنا فليس منا، ح: ۱۰۱ من حديث ابن حازم به.

۲۵۷۶- أخرجه مسلم، الإيمان، باب قول النبي ﷺ: من حمل علينا السلاح فليس منا، ح: ۹۸ من حديث أبي أسامة به.

۲۵۷۷- أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: من حمل علينا السلاح فليس منا، ح: ۷۰۷۱ من حديث أبي أسامة به، ومسلم، الإيمان، الباب السابق، ح: ۹۹ من حديث عبد الله بن البراد به.

بُرَيْدٌ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى سَعْدٍ، عَنْ  
الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ  
شَهَرَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا».

🌞 نوائد و مسائل: ① مسلمانوں کو خوف زدہ کرنا بڑا گناہ ہے۔ ② کسی مسلمان کے خلاف لڑنا یا اس پر حملہ آور ہونا کبیرہ گناہ ہے۔ ③ ”ہم میں سے نہیں۔“ کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے طریقے پر نہیں یا اس کا یہ عمل ایک مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ مَنْ حَارَبَ وَسَعَى

فِي الْأَرْضِ فَسَادًا (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰۔ بغاوت اور فساد پھیلانے

کی سزا

۲۵۷۸- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ: حَدَّثَنَا  
حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَنَسًا مِنْ  
غُرَبَاءِ قَدِيمُوا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
فَاجْتَرَوْا الْمَدِينَةَ. فَقَالَ: «لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى  
دَوْدَ لَنَا، فَشَرِبْتُمْ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا»  
فَقَعَلُوا. فَارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ. وَقَتَلُوا  
رَاعِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وَاسْتَأْفَوْا دَوْدَ.  
فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي طَلَبِهِمْ. فَجِئَءَ  
بِهِمْ. فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ  
أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا.

۲۵۷۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ آئے۔ انھیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی تو آپ نے فرمایا: ”اگر تم ہمارے اونٹوں (کے ریوڑ) میں چلے جاؤ اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو (تو بہتر ہو جاؤ گے)۔“ انھوں نے ایسے ہی کیا۔ پھر (جب وہ صحت یاب ہو گئے تو) وہ اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو شہید کر دیا۔ اور آپ کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی گرفتاری کے لیے چند افراد بھیجے چنانچہ انھیں (گرفتار کر کے) لایا گیا تو آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور گرم سلاخیوں سے ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ اور انھیں حرہ میں چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ مر گئے۔

۲۵۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ: حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قَوْمًا أَغَارُوا عَلَى لِقَاحِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

۲۵۷۹- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹیاں لوٹ لیں تو نبی ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور لوہے کی گرم سلاخیوں سے ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

🌞 نوآمد وسائل: ① بیت المال کے جانوروں سے ضرورت مند مسلمان فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ② جن جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے ان کا پیشاب علاج کے طور پر پینا جائز ہے۔ ③ مرد کی سزا موت ہے۔ ④ ان مجرموں نے متعدد جرائم کا ارتکاب کیا تھا: (۱) اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے۔ (ب) ڈاکہ ڈالا۔ (ج) قتل کا ارتکاب کیا۔ (د) چرواہوں کی آنکھیں گرم سلاخیوں سے پھوڑ کر بری طرح قتل کیا تھا اس لیے قصاص کے طور پر ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔

(المعجم ۲۱) - بَابُ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ (التحفة ۲۱)

باب: ۲۱- جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہو قتل ہو گیا وہ شہید ہے

۲۵۸۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۲۵۸۰- حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کو (چور یا ڈاکو سے) بچانے کے لیے (اس کا مقابلہ کرتے ہوئے) قتل ہو گیا وہ شہید ہے۔“

۲۵۷۹- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف ومعاوية بن صالح على يحيى بن سعيد في هذا الحديث، ح: ۴۰۴۳ عن ابن المثنى وابن بشار به.

۲۵۸۰- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ۱۱۵/۷، تحريم الدم، من قتل دون ماله، ح: ۴۰۹۵ من طريق سفیان ابن عیینة به، وأخرجه أبوداود، ح: ۴۷۷۲ من طريق آخر عن طلحة به، وإسناده صحيح، وصححه الترمذی، ح: ۱۴۱۸، وللحديث طرق أخرى عند البخاري، ح: ۲۴۵۲، ۲۴۸۰، وغيره، راجع مسند الحميدي، ح: ۸۳ بتحقيقي.

## ۲۰۔ أبواب الحدود

شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل

۲۵۸۱۔ حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سَيَّانٍ الْجَزَرِيُّ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَتَى عِنْدَ مَالِهِ، فَقَتَلَ فِقَاتِلَ فَقْتِيلَ، فَهُوَ شَهِيدٌ».

۲۵۸۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے مال کے پاس کوئی آئے اور (اسے لینے کی کوشش کرے جب وہ بچتا چاہے تو) اس سے جنگ کی جائے تب وہ (حملہ آور سے) لڑے اور قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے۔“

۲۵۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ [الْمُطَّلِبِ]، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ ظُلْمًا فَقَتِلَ، فَهُوَ شَهِيدٌ».

۲۵۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس سے ظلم کے طور پر اس کا مال طلب کیا جائے وہ قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کی جان، اس کا مال اور اس کی عزت محفوظ رہے لہذا حملہ آور کے خلاف دفاع کرنا اس کا حق ہے۔ ② مال کی حفاظت کے لیے حملہ آور کے خلاف لڑنا جائز ہے تو عزت اور جان کی حفاظت کے لیے لڑنا بالاولیٰ جائز ہوگا۔ ③ دفاع کرنے والا قتل ہو جائے تو شہید ہے تاہم اس کا درجہ ایمان کی حفاظت یا اسلامی سلطنت کی حفاظت کے لیے جہاد کرتے ہوئے شہید ہونے والے سے کم ہے۔ ایسے شخص کو باقاعدہ غسل اور کفن دے کر دفن کیا جائے گا جب کہ معرکہ جہاد کے شہید کے لیے غسل اور کفن کی ضرورت نہیں۔

باب ۲۲۔ چور کی سزا (المعجم ۲۲) - بَابُ حَدِّ السَّارِقِ

(التحفة ۲۲)

۲۵۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الَّذِي أَتَى لِنَعْتِ فَرَمَاةٍ اس

۲۵۸۱۔ [صحیح] أخرجه ابن عدي: ۷/ ۲۷۲۶ من حديث شعبة عن أبي فروة يزيد بن سنان به، وقال: "لهذا حديث صالح"، وضعفه البوصيري من أجل يزيد بن سنان وأصاب، ولكن الحديث السابق شاهد له، وبه صح الحديث.

۲۵۸۲۔ [مسند احمد حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۲۴ عن أبي عامر به، وحسنه البوصيري.

۲۵۸۳۔ أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ۱۶۸۷ عن ابن أبي شيبة به.

أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ، يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتَقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتَقْطَعُ يَدُهُ».

ابو صالح، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «لعن الله السارق، يسرق البيضة فتقطع يده، ويسرق الحبل فتقطع يده».

🌞 فوائد و مسائل: ① معمولی چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا جیسے کہ اسی باب کی دوسری احادیث میں آ رہا ہے اس لیے اس حدیث کی تاویل کی گئی ہے۔ ② اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ معمولی چیز انڈیا رسی وغیرہ چراتا ہے اور پکڑا نہیں جاتا جس کی وجہ سے بڑے جرم کا حوصلہ ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ قیمتی چیز چرا کر ہاتھ کنوا بیٹھتا ہے۔ ③ اس حدیث کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ بیضہ سے مراد مرغی کا انڈا نہیں بلکہ لوہے کی ٹوپی (خود ہیلٹ) ہے اسے بھی عربی میں بیضہ کہتے ہیں اور وہ قیمتی چیز ہے۔ اور رسی سے مراد معمولی رسی نہیں بلکہ بڑا سا مراد ہے جو جہاز کے ٹنکر کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور وہ قیمتی چیز ہے۔ لیکن حدیث کے انداز کلام سے پہلا مفہوم راجح معلوم ہوتا ہے یعنی کتابدہ بخت ہے وہ شخص جو معمولی چوری کرتا ہے جس کے نتیجے میں آخر کار ہاتھ کٹنے تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ ④ چور کی سزا ہاتھ کاٹنا قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔ دیکھیے: (سورۃ المائدہ: آیت ۳۸)

۲۵۸۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۵۸۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ڈھال (کی چوری) کی وجہ سے (چور کا) ہاتھ کاٹا۔ اس (ڈھال) کی قیمت تین درہم تھی۔

۲۵۸۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۵۸۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ڈھال (کی چوری) کی وجہ سے (چور کا) ہاتھ کاٹا۔ اس (ڈھال) کی قیمت تین درہم تھی۔

۲۵۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: ۲۵۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاتھ صرف چوٹھائی دینار یا عمرہ اخبرتہ عن عائشہ قالت: قَالَ

۲۵۸۴۔ أخرجه مسلم، الحدود، الباب السابق، ح: ۱۶۸۶ عن ابن أبي شيبة به، وأخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما"، وفي كم يقطع؟، ح: ۶۷۹۵، ومسلم وغيرهما من حديث مالك عن نافع به.

۲۵۸۵۔ أخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما"، وفي كم يقطع؟، ح: ۶۷۸۹، ومسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ۱۶۸۴ من حديث إبراهيم بن سعد به.

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُقَطَّعُ الْيَدُ إِلَّا فِي رُبْعٍ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں درہم و دینار چلتے تھے۔ درہم چاندی کا سکہ تھا اور دینار سونے کا۔ ایک دینار بارہ درہم کے برابر سمجھا جاتا تھا اس لیے یہ دونوں حد میں ایک ہی مقدار کو ظاہر کرتی ہیں۔ ② اگر چرائی ہوئی چیز کی قیمت مذکورہ بالا مقدار سے کم ہو تو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا تاہم دوسری سزا جرمانے یا پائلی کی صورت میں دی جائے گی۔ ③ آج کل کاغذی سکے کو سونے کا متبادل قرار دیا جاتا ہے اس لیے چوتھائی دینار (ایک ماشہ ایک رتی = تقریباً ایک گرام سونا) یا اتنی قیمت کی کوئی چیز جرائے جانے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا دی جانی چاہیے۔



۲۵۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: (حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کرتے ہیں) نبی ﷺ نے فرمایا: چور کا ہاتھ و حال کی قیمت (کے برابر چوری کرنے کے جرم) میں کاٹا جائے گا۔  
حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الْمُخَرُّومِيُّ: حَدَّثَنَا وَهَبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو وَقْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تُقَطَّعُ يَدُ السَّارِقِ فِي ثَمَنِ الْمَجْنِ».

(المعجم ۲۳) - بَابُ تَغْلِيْقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ  
(التحفة ۲۳)

۲۵۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُو سَلَمَةَ الْجَوْبَارِيُّ يَحْيَى بْنُ (حضرت عبد اللہ بن حمیر بن عمارؓ سے روایت ہے) انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت فضالہ بن عبید اللہؓ سے (چور کے) گلے میں ہاتھ لگانے کے بارے میں

۲۵۸۶۔ [حسن] أخرجه أحمد: ۱/۱۶۹ من حديث وهب بن خالد به، وقال البوصري: "هذا إسناد فيه أبو واقد واسمه صالح بن محمد بن زائدة الليثي وهو ضعيف"، وأورده الضياء في المختارة لشاهد في الصحيح من حديث عائشة، وأخرج النسائي: ۸/۸۰، ح: ۴۹۴۶ بإسناد حسن عن عائشة مرفوعاً بلفظ: "يقطع يد السارق في ثمن المجن، وثمان المجن ربع دينار".

۲۵۸۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الحدود، باب في السارق تعلق يده في عنقه، ح: ۴۴۱۱ من حديث عمر ابن علي به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۴۴۷، وقال النسائي: ۸/۹۲، ۴۹۸۶. "الحجاج بن أوطاة ضعيف ولا يحتج بحديثه"، وانظر، ح: ۴۹۶، ۱۱۲۹.



سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: یہ سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا پھر وہ اس کی گردن میں لٹکادیا۔

خَلْفٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ عَطَاءٍ ابْنِ مَقْدَمٍ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ ابْنِ مُحَيَّرٍ قَالَ: سَأَلْتُ فَضَالَهَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيْقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ؟ فَقَالَ: السُّنَّةُ، قَطَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَ رَجُلٍ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ.

(المعجم ۲۴) - بَابُ السَّارِقِ يَعْرِفُ

(التحفة ۲۴)

باب: ۲۴- اگر چور (اپنے جرم کا) اعتراف کر لے (تو کیا حکم ہے؟)

۲۵۸۸- حضرت عبدالرحمن بن ثعلبہ النصارى اپنے والد (حضرت ثعلبہ بن عمرو بن عبیدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن سرہ بن حبیب بن عبد شمس (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے بنو قلاں کا ایک اونٹ چوری کیا ہے۔ مجھے (سزا دے کر گناہ سے) پاک کر دیجیے۔ نبی ﷺ نے ان لوگوں کو پیغام بھیجا (اور دریافت کیا) انھوں نے کہا: ہمارا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے چنانچہ نبی ﷺ نے اس کی بابت حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

۲۵۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ ثَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَمْرُو ابْنَ سَمُرَةَ بْنَ حَبِيبٍ بْنَ عَبْدِ شَمْسٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي سَرَقْتُ جَمَلًا لِبَنِي فُلَانٍ. فَطَهَّرَنِي. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّا افْتَقَدْنَا جَمَلًا لَنَا. فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فُقُطِعَتْ يَدُهُ.

حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اس کا ہاتھ (کٹ کر) گرا تو میں اسے دیکھ رہا تھا جب کہ (اس وقت) وہ (اپنے ہاتھ کو مخاطب کر کے) کہہ رہا تھا: اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے تجھ سے پاک کر دیا۔ (اے ہاتھ!) تو چاہتا تھا کہ میرے جسم کو جہنم میں لے جائے۔

قَالَ ثَعْلَبَةُ: أَنَا أَنْظَرُ إِلَيْهِ جِئْتُ وَقَعْتُ يَدَهُ وَهُوَ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي طَهَّرَ لِي مِنْكَ، أَرَدْتُ أَنْ تُدْخِلَنِي جَسَدِي النَّارَ.

۲۰۔ ابواب الحدود..... شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۲۵) - بَابُ الْعَبْدِ يَسْرِقُ

باب: ۲۵۔ جو غلام چوری کرے (اس کی سزا)

(النحفة ۲۵)

۲۵۸۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ فِيعُوهُ وَلَوْ يَنْشُ».

۲۵۸۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب غلام چوری کرے تو اسے بیچ ڈالو خواہ نصف اونچے کے عوض (فروخت ہو)۔“

۲۵۹۰- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلَّسِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ تَمِيمٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَفِيقِ الْخُمُسِ سَرَقَ مِنَ الْخُمُسِ، فَرَفَعَ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يَقْطَعْهُ وَقَالَ: «مَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، سَرَقَ بَعْضُهُ بَعْضًا».

۲۵۹۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کُھس کے غلاموں میں سے ایک غلام نے کُھس کے مال میں سے کچھ چرا لیا۔ اسے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ نہ کاٹا۔ اور فرمایا: ”اللہ کے مال (غلام) نے اللہ کا مال چوری کیا ہے۔“



(المعجم ۲۶) - بَابُ الْخَائِنِ وَالْمُنْتَهَبِ وَالْمُخْتَلَسِ (النحفة ۲۶)

باب: ۲۶۔ خیانت کرنے والے چھین کر اور اچک کر لے جانے والے کی سزا

۲۵۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۲۵۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

۲۵۸۹- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الحدود، باب بيع المملوك إذا سرق، ح: ۴۴۱۲ من حديث أبي عوانة به، وقال النسائي، ح: ۴۹۸۳ "عمر بن أبي سلمة ليس بالقوي في الحديث" قلت: هو حسن الحديث كما حققته في نيل المقصود.

۲۵۹۰- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي ۲۸۲/۸ من طريق أبي يعلى ثنا جبارة به، جبارة، تقدم، ح: ۷۴۰، وحجاج، تقدم، ح: ۱۳۱۵ وهما ضعيفان، والأول أضعف من الثاني.

۲۵۹۱- [صحيح] أخرجه أبو داود، الحدود، باب القطع في الخلسة والخيانة، ح: ۴۳۹۱-۴۳۹۳ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع عند الدارمي ۱۷۵/۲ وغيره، وصححه الترمذي، ح: ۱۴۴۸، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۵۰۲-۱۵۰۴ وغيرهما، ورواه عمرو بن دينار عن جابر به عند ابن حبان وغيره، وأعله أبو داود وغيره بعلّة غير قاطعة.

أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُقَطَّعُ الْخَائِنُ وَلَا الْمُتَنَهَّبُ وَلَا الْمُخْتَلِسُ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خیانت کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے نہ چھیننے والے کا اور نہ اچکنے والے کا۔“

۲۵۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَاصِمٍ بْنُ جَعْفَرٍ الْبُصَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ عَلَى الْمُخْتَلِسِ قَطْعٌ».

۲۵۹۲۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ”اچکنے والے کی سزا ہاتھ کاٹنا نہیں ہے۔“



🌞 نو آمد و مسائل: ① خیانت کا مطلب ہے مالک کی ظاہر خیر خواہی کا اظہار کرتے ہوئے اس کا مال خفیہ طور پر لے لینا۔ چھیننے کا مطلب ہے کسی سے زبردستی کوئی چیز لے لینا۔ اچکنے کا مطلب ہے کسی کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اچا تک چھین لینا۔ ② ہاتھ کاٹنے کی سزا چوری کے جرم پر دی جاتی ہے۔ مذکورہ جرائم چونکہ چوری میں شامل نہیں اس لیے ان کی سزا میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ ③ ہاتھ نہ کاٹنے کا مطلب مجرم کو معاف کرنا نہیں بلکہ اسے کوئی دوسری مناسب سزا دینا مراد ہے۔

(المعجم ۲۷) - بَاب: لَا يُقَطَّعُ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثْرٍ (التحفة ۲۷)

باب: ۲۷۔ پھل یا کھجور کا گودا چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا

۲۵۹۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۵۹۲۔ [صحیح] أخرجه المزي في تهذيب الكمال (ق: ۱۲۱۵/۳) من حديث محمد بن عاصم به، وصححه الحافظ في التلخيص: ۶۶/۴، ح: ۱۷۷۵، والבוصري، وفيه غنة الزهري، تقدم، ح: ۷۰۷، والحديث السابق شاذله.

۲۵۹۳۔ [صحیح] أخرجه النسائي ۷۸/۸، قطع السارق، باب مالا قطع فيه، ح: ۴۹۶۹ من حديث وكيع به، أخرجه أبوداود، ح: ۴۳۸۸ وغيره من طريق آخر عن يحيى بن سعيد به، وهو في الموطأ (يحيى): ۸۳۹/۲، وإسناده صحيح، وصححه ابن الجارود، ح: ۸۲۶، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۵۰۵.

## ۲۰۔ ابواب الحدود

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا قَطْعَ فِي نَمْرٍ وَلَا كَثْرٍ».

۲۰۹۴۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْمُقْبَرِيُّ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا قَطْعَ فِي نَمْرٍ وَلَا كَثْرٍ».

شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل  
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھل چرانے یا کھجور کا گودا چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔“

۲۵۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھل چرانے یا کھجور کا گودا چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔“

🌞 فوائد مسائل: ① پھل سے مراد درخت پر لگا ہوا پھل ہے۔ اگر کوئی شخص درخت پر سے پھل اتار کر کھالے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا ہاں معمولی مار پیٹ ہو سکتی ہے یا معاف کیا جاسکتا ہے۔ ② گودے سے مراد وہ نرم حصہ ہے جو کھجور کے درخت کے اندر پایا جاتا ہے۔ اہل عرب اسے کھاتے ہیں۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ مَنْ سَرَقَ مِنَ الْحَرْوِ  
(التحفة ۲۸)

۲۵۹۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ مَالِكِ [بْنِ] أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ نَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِءَاءَهُ، فَأَخَذَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ، فَجَاءَ بِسَارِقِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقَطَّعَ.

۲۵۹۵۔ حضرت عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں سو رہے تھے اور اپنی چادر سر کے نیچے رکھی ہوئی تھی۔ کسی نے ان کے سر کے نیچے سے چادر نکال لی۔ وہ چور کو پکڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ صفوان

۲۵۹۴۔ [صحیح] وضعفه البوصیری من أجل عبدالله بن سعيد، ح: ۲۶۰، وأخوه سعد بن الحديث (تقریب)، والحديث السابق شاهد له.

۲۵۹۵۔ [حسن] وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۸۳۴، ۸۳۵، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ۴۳۹۴، وصححه ابن الجارود، ح: ۸۲۸.

فَقَالَ صَفْوَانُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَمْ أَرِدْ هَذَا، ﷺ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ یہ نہیں تھا رِدَائِي عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (کہ اس کا ہاتھ کٹا دوں) میری چادر اس پر صدقہ ہے۔  
 «فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ»۔  
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اسے میرے پاس لانے سے پہلے کیوں (یہ صدقہ) نہ کیا؟“

🌞 فوائد و مسائل: ① محفوظ جگہ سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں عام طور پر انسان کسی چیز کو سنبھال کر رکھتا ہے۔ اور مختلف قسم کے اموال کے لیے ”محفوظ جگہ“ بھی مختلف ہوتی ہے مثلاً: جانوروں کے لیے ان کا بازار، کپڑوں کے لیے صندوق وغیرہ اور غلے کے لیے اس کے سکھانے کی جگہ حرز (محفوظ جگہ) ہے۔ ② گھر سے باہر ملک کی موجودگی ہی اس کے استعمال کی چیز کے لیے حرز ہے۔ ③ مالک چور کو معاف کر سکتا ہے۔ ④ حاکم کے سامنے معاملہ پیش ہونے کے بعد جرم معاف نہیں کیا جاسکتا، البتہ قتل کے مجرم کو مقتول کے وارث سزائے موت نافذ ہونے سے پہلے تک معاف کر سکتے ہیں۔

۲۵۹۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پھل (کی چوری) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”جو پھل خوشوں میں سے ( نکال کر) اٹھا کر لے جایا جائے تو (اس کا جرمانہ) اس کی قیمت اور اس کے ساتھ اتنی ہی رقم مزید (جرمانہ وصول کیا جائے گا۔) اور جو سکھانے کے میدان سے (لے جایا گیا) ہو تو وہ اگر ڈھال کی قیمت تک پہنچتا ہو تو اس کی سزا میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر اس نے کھایا ہے اور ساتھ نہیں لے گیا تو اسے کوئی سزا نہیں۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو بکری (رات کو) ہاڑے سے باہر رہ جائے (اور اسے کوئی چرا لے تو؟) رسول اللہ ﷺ

۲۵۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الثَّمَارِ فَقَالَ: «مَا أَحْذَرُ فِي أَكْمَامِهِ فَاحْتَمِلْ، فَتَمْنُهُ وَمِثْلُهُ مَعَهُ، وَمَا كَانَ فِي الْجِرَانِ، فَإِنَّ فِيهِ الْقَطْعُ إِذَا بَلَغَ ذَلِكَ ثَمَنُ الْمَجْنِّ، وَإِنْ أَكَلَ وَلَمْ يَأْخُذْ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ» قَالَ: الشَّاةُ الْحَرِيسَةُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «ثَمْنُهَا وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَالنَّكَالُ، وَمَا كَانَ فِي الْمَرَاكِ، فَإِنَّ فِيهِ الْقَطْعُ، إِذَا كَانَ مَا يَأْخُذُ مِنْ ذَلِكَ ثَمَنُ الْمَجْنِّ»۔

نے فرمایا: ”اس کی قیمت اور اس کے ساتھ اتنی ہی رقم مزید اور (جسمانی) سزا بھی۔ اور جو (بکری) باڑے میں سے چرائی جائے تو اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے جب کہ ڈھال کی قیمت تک پہنچتی ہو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① کسی کے باغ سے بلا اجازت پھل کھانا جائز نہیں، تاہم اس کی کوئی سزا نہیں۔ ② باغ سے پھل ساتھ لے جانا قابل سزا جرم ہے۔ ③ چوری کے نصاب سے کم مقدار کی چیز چرائی جائے تو اس کی سزا مالی جرمانہ ہے جس کی مقدار چرائی ہوئی چیز سے گنتی ہے۔ ④ مالی جرمانے کے ساتھ جرم کی نوعیت کے مطابق چند کوڑے بھی مارے جاسکتے ہیں۔ ⑤ محفوظ جگہ سے چرائی ہوئی چیز کے بدلے میں ہاتھ اس وقت کاٹا جائے گا جب اس کی قیمت چوتھائی دینار تک پہنچتی ہو، اس کو حدیث میں ڈھال کی قیمت کہا گیا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ڈھال کی اوسط قیمت یہی تھی۔

باب: ۲۹۔ چور کو (جرم سے انکار کرنے کی) تلقین کرنا

(المعجم ۲۹) - بَابُ تَلْقِينِ السَّارِقِ  
(التحفة ۲۹)

618

۲۵۹۷۔ حضرت ابو امیہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک چور پیش کیا گیا۔ اس نے اعتراف جرم کر لیا جب کہ اس کے پاس سامان نہ ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے خیال میں تو نے چوری نہیں کی۔“ اس نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ کی ہے)۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے خیال میں تو نے چوری نہیں کی۔“ اس نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ کی ہے)۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا“ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”کہہ! [أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ] ”میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔“ اس

۲۵۹۷۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمُنْذِرِ، مَوْلَى أَبِي ذَرٍّ، يَذْكُرُ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُتِيَ بِبَلَصٍّ، فَأَعْتَرَفَ اغْتِرَافًا، وَلَمْ يُوجَدْ مَعَهُ الْمَتَاعُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا إِخَالَكَ سَرَفْتُ» قَالَ: بَلَى، ثُمَّ قَالَ: «مَا إِخَالَكَ سَرَفْتُ» قَالَ: بَلَى، فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ. قَالَ [النَّبِيُّ ﷺ]: «قُلْ: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ» قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ. قَالَ:

۲۰۔ أبواب الحدود ..... شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل

«اللَّهُمَّ ثُبْ عَلَيْهِ» مَرَّتَيْنِ .  
نے کہا: [اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَ اَتُوبُ اِلَيْهِ] ”میں اللہ سے  
بخش طلب کرتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔“  
رسول اللہ ﷺ نے دوبار فرمایا: ”اے اللہ! اس کی توبہ  
قبول فرما۔“

(المعجم ۳۰) - بَابُ الْمُسْتَكْرِه  
باب: ۳۰۔ جسے (جرم کے ارتکاب پر زبردستی)  
مجبور کیا گیا ہو؟  
(التحفة ۳۰)

۲۵۹۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ  
الرَّقَاشِيُّ، وَ أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ، وَ عَبْدُ  
اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ  
سُلَيْمَانَ: أَنَّ أَبَانَا الْحَجَّاجَ بْنَ أَرْطَاةَ عَنْ  
عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَاثِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:  
اسْتَكْرَهَتْ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ  
ﷺ، فَذَرَأَ عَنْهَا الْحَدَّ، وَأَقَامَهُ عَلَى الَّذِي  
أَصَابَهَا. وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ جَعَلَ لَهَا مَهْرًا.

۲۵۹۸۔ عبد الجبار بن وائل نے اپنے والد (حضرت  
وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
کے زمانے میں ایک عورت سے زبردستی بدکاری کا  
ارتکاب کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حد سے بری  
کر دیا، اور اس شخص پر حد جاری کی جس نے اس سے  
بدکاری کی تھی۔ صحابی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ نبی ﷺ نے  
اس عورت کو مہر دلوا دیا تھا (یا نہیں۔)

(المعجم ۳۱) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِقَامَةِ  
الْحُدُودِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۳۱)  
باب: ۳۱۔ مسجد میں حد لگانے کی ممانعت  
کا بیان

۲۵۹۹۔ حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ:  
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ. ح: وَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ

۲۵۹۹۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسجدوں میں حدیں نہ

۲۵۹۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ما جاء في المرأة إذا استكرهت على الزنا، ح: ۱۴۵۳  
من حديث معمر بن سليمان به، وفيه علان، إحداهما ضعف الحجاج، تقدم، ح: ۴۹۶، ۱۱۲۹، ۲۵۸۷، والثانية  
الانقطاع بين عبد الجبار وأبيه، انظر، ح: ۸۵۵.

۲۵۹۹۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الديات، باب ما جاء في الرجل يقاتل ابنة يقات منه أم لا؟، ح: ۱۴۰۱  
من حديث إسماعيل به، تقدم، ح: ۳۰۱، وهو ضعيف كما في التلخيص الجبر: ۷۷/۴، ح: ۱۸۰۰، وغيره، وله  
شاهد ضعيف عند أبي داود، ح: ۴۴۹۰، وقال الحافظ: "ولا بأس بإسناده"، وللحديث طرق لم يصح منها شيء،  
انظر الحديث الآتي.

## ۲۰۔ ابواب الحدود

شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل

ابْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَارُ،  
جَمِيعاً عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو  
ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُقَامُ الْحُدُودُ  
فِي الْمَسَاجِدِ».

۲۶۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ لَهْيَعَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ  
أَنَّهُ سَمِعَ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبٍ [يُحَدِّثُ] عَنْ  
أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ  
جَلْدِ الْحَدِّ فِي الْمَسَاجِدِ.

۲۶۰۰۔ حضرت عمرو بن شعيب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد  
سے اور انھوں نے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو  
رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجدوں  
میں حد لگانے سے منع فرمایا۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مذکورہ باب کی دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ  
دیگر محققین نے انھیں حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألبانی: ۳۲۲/۲) مسجد ذکر الہی  
نماز اور وعظ و نصیحت کے لیے ہے۔ مار پیٹ اور سزا دینا مسجد کے اندر مناسب نہیں۔ ② اس ممانعت میں یہ  
حکمت ہے کہ جسے سزا دی جائے گی وہ چیخے چلائے گا اور حاضرین بھی باتیں کریں گے تو شور ہوگا۔ ہاتھ وغیرہ  
کانٹنے کی صورت میں مسجد میں خون گرے گا جو مسجد کی طہارت و صفائی کے منافی ہے اس لیے مسجد میں حد لگانے  
سے مسجد کا تقدس مجروح ہوتا ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۳۲) - بَابُ التَّعْزِيرِ (التحفة ۳۲)

۲۶۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا  
اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ،  
عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ  
سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرٍ

۲۶۰۱۔ حضرت ابو بردہ بن نيار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”اللہ کی مقرر کردہ  
حدوں میں سے کسی حد کے علاوہ کسی (مجرم) کو دس سے  
زیادہ کوڑے نہ مارے جائیں۔“

۲۶۰۰۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة"، وانظر، ج: ۳۳۰.

۲۶۰۱۔ أخرجه البخاري، الحدود، باب: كم التعزير والأدب، ج: ۶۸۴۸ من طريق الليث، ومسلم، الحدود،  
باب قدر أسواط التعزير، ج: ۱۷۰۸ من طريق بكير به.



## ۲۰۔ أبواب الحدود - شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل

ابن عبد اللہ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نَبَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا يُجْلَدُ أَحَدٌ فَوْقَ عَشْرِ جَلْدَاتٍ، إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ».

۲۶۰۲ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ ابْنِ كَثِيرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُعْزَرُوا فَوْقَ عَشْرَةِ أَسْوَاطٍ».

۲۶۰۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دس کوڑوں سے زیادہ تعزیر نہ لگاؤ۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سند اضعیف قرار دے کر کہا ہے کہ سابقہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے یعنی یہ روایت معنا صحیح ہے نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ روایت کو ماقبل روایت کی وجہ سے حسن قرار دیا ہے۔ ② سزا کی دو قسمیں ہیں: (۱) حد وہ سزا ہے جس کی مقدار شریعت نے مقرر کر دی ہے مثلاً: قتل کی سزا قصاص یا نقد کی سزا اسی (۸۰) کوڑے۔ اس میں کمی بیشی جائز نہیں۔ (۲) تعزیر وہ سزا ہے جس کی مقدار مقرر نہیں کی گئی بلکہ حاکم یا قاضی موقع محل کی مناسبت سے یا جرم کی شدت کے لحاظ سے مناسب مقدار کی سزا دے سکتا ہے خواہ وہ کوڑوں کی صورت میں ہو یا قید یا جرمانے کی صورت میں۔ ③ اگر تعزیر کوڑوں کی صورت میں ہو تو اس کے لیے یہ حد مقرر ہے تاہم جرم شدید ہونے کی صورت میں دوسری تعزیری سزا قید یا جرمانے وغیرہ کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۲۳) - بَابُ: الْحَدُّ كَفَّارَةً

باب: ۳۳ - حد لگنے سے گناہ معاف

(التحفة ۲۳)

ہو جاتا ہے

۲۶۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنْ أَبِي قَلْبَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ،

۲۶۰۳ - حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جس شخص سے حد کے قابل جرم سرزد ہو جائے پھر اسے جلدی

۲۶۰۲ - [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل عباد بن كثير، انظر، ح: ۱۶۶۲، وله شاهد عند الطبراني (الأوسط: ۸/۲۶۰، ح: ۷۵۲۴، ونصب الراية: ۳/۳۵۴)، والعقبلي: ۱/۶۵، وقال: 'إبراهيم بن محمد شامي مجهول، حديثه منكر غير محفوظ'، والحديث السابق يعني عنه.

۲۶۰۳ - أخرجه مسلم، الحدود، باب الحدود كفارات لأهلها، ح: ۱۷۰۹ من طريق خالد الحداء، به.

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَصَابَ مِنْكُمْ حَدًّا، فَعَجَلَتْ لَهُ عُقُوبَتُهُ، فَهُوَ كَفَّارَتُهُ. وَإِلَّا، فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ». معاملة اللہ کے سپرد ہے۔“

(دنیا ہی میں) سزا مل جائے تو یہ اس کا کفارہ بن جاتی ہے۔ ورنہ (اگر وہ دنیوی سزا سے بچ جائے تو) اس کا معامہ اللہ کے سپرد ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① کسی جرم پر دنیا میں اسلامی سزا مل جانے سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ ② ممکن ہے ایک آدمی مجرم ہو لیکن کسی کو اس کے جرم کا علم نہ ہو سکے یا عدالت میں اس پر جرم ثابت نہ ہو سکے تو اس شخص کے گناہ کی معافی یقینی نہیں۔ ③ معامہ اللہ کے سپرد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ممکن ہے توبہ کی وجہ سے یا کسی بڑی نیکی کی وجہ سے اس کا یہ گناہ معاف ہو جائے اور اس طرح وہ آخرت کی سزا سے بچ جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے قبر میں یا میدانِ حشر میں یا جہنم میں سزا برداشت کرنی پڑے اور اس کے بعد اسے معافی ملے۔

۲۶۰۴۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَمَّالُ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَصَابَ فِي الدُّنْيَا ذَنْبًا، فَعُوقِبَ بِهِ، فَإِنَّهُ أَعْدَلَ مِنْ أَنْ يَنْتَنِي عُقُوبَتُهُ عَلَى عَبْدِهِ. وَمَنْ أَذْنَبَ ذَنْبًا فِي الدُّنْيَا، فَسَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ أَكْرَمُ [مِنْ] أَنْ يَتُودَفِيَ شَيْءٌ قَدْ عَفَا عَنْهُ».

۲۶۰۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس سے دنیا میں کوئی گناہ سرزد ہو جائے پھر اسے (دنیا میں) اس کی سزا مل جائے تو اللہ تعالیٰ کے انصاف سے بعید ہے کہ اپنے بندے کو دوبارہ اس (گناہ) کی سزا دے۔ اور جس نے دنیا میں کوئی گناہ کیا پھر اللہ نے اس کا پردہ رکھ لیا تو اللہ کے کرم سے بعید ہے کہ جس گناہ کو معاف کر دیا ہے دوبارہ اس کی سزا دے۔“



باب: ۳۳۔ جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ

غیر مرد کو (مشغول) دیکھے

(المعجم ۳۴) - بَابُ الرَّجُلِ يَجِدُ مَعَ

أَمْرَاتِهِ رَجُلًا (التحفة ۳۴)

۲۶۰۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَدِينِيِّ أَبُو عُبَيْدٍ قَالَا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے

۲۶۰۴۔ [استادہ ضعیف] أخرجه الترمذي، الإیمان، باب ما جاء لا يزني الزاني وهو مؤمن، ح: ۲۶۲۶ من حديث حجاج به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه الحاكم: ۷/۱، والذهبي \* أبو إسحاق عن، تقدم، ح: ۱۰۳۹، ۴۶۰.

۲۶۰۵۔ أخرجه مسلم، اللعان، ح: ۱۴۹۸ من حديث الدراوردي به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَّازُ رَدِّي، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الرَّجُلُ يَجِدُ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا». قَالَ سَعْدٌ: بَلَى. وَالَّذِي أَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِسْمَعُوا مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① بدکاری کا ارتکاب کرنے والے مرد اور عورت کو جو شخص عین جرم کی حالت میں دیکھ لے تو اسے بھی یہ حق نہیں کہ انہیں قتل کر دے۔ ② اس صورت میں اسے چاہیے کہ تین مردوں کو گواہی میں شریک کرے حتیٰ کہ وہ چاروں انہیں جرم کی حالت میں دیکھ لیں۔ ③ گواہی مکمل ہونے پر عدالت ایسے مرد اور عورت کو مٹری سزا (رجم یا سوکڑوں کی سزا) دے گی۔ ④ گواہی کا یہ نصاب مقرر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اپنی کسی ناراضی کی وجہ سے کسی کو قتل کر دے اور بعد میں کہہ دے کہ میں نے اسے زنا کرتے دیکھا تھا۔ ⑤ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کسی سے ملوث دیکھتا ہے تو اس کے لیے طلاق اور لعان کا راستہ موجود ہے لہذا قانون ہاتھ میں لینا اور بیوی کو قتل کر دینا جائز نہیں۔ ⑥ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا کلام ان کی غیرت کا مظہر ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کے جذبہ غیرت کی تحسین فرمائی لیکن انہیں یہ اختیار نہیں دیا کہ مجرم کو خود ہی قتل کر دیں۔

۲۶۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۲۶۰۶۔ حضرت سلمہ بن محقق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب حدود کی آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو ثابت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو بہت غیرت مند آدمی تھے ان سے کسی نے کہا: اگر آپ اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کو پائیں تو کیا کریں گے؟ انہوں نے کہا: میں تو دونوں کو تلوار مار (کر قتل کر) دوں گا۔ کیا میں

۲۶۰۶۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في الرجم، ح: ۴۴۱۷ من حديث الفضل بن دلمہ به ۴۴۱۷. (ومن حديث وكيع تعليقاً، ح: ۴۴۱۷).

انتظار کروں کہ چار گواہ لے کر آؤں؟ اس وقت تو وہ (مجرم) اپنا کام کر کے چاکا ہوگا۔ اور اگر میں کہوں کہ میں نے ایسا ایسا معاملہ دیکھا ہے تو تم مجھے (بہتان کی) حد لگاؤ گے اور آئندہ کبھی میری گواہی قبول نہیں کرو گے۔ یہ بات نبی ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تکوار کی گواہی کافی ہے۔“ پھر فرمایا: ”میں نے مجھے ڈر ہے کہ نشے والے اور غیرت مند پے در پے قتل کرنے لگیں گے۔“

أَمْرًا لَكَ رَجُلًا، أَيَّ شَيْءٍ كُنْتَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: كُنْتُ ضَارِبَهُمَا بِالسَّيْفِ، أَنْتَظِرُ حَتَّى أَجِيءَ بِأَرْبَعَةٍ؟ إِلَى مَا ذَاكَ قَدْ قَضَى حَاجَتَهُ وَذَهَبَ. أَوْ أَقُولُ: رَأَيْتُ كَذَا وَكَذَا. فَتَضَرَّبُونِي الْحَدَّ وَلَا تَقْبَلُوا لِي شَهَادَةً أَبَدًا. قَالَ: فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «كَلِمَى بِالسَّيْفِ شَاهِدًا». ثُمَّ قَالَ: «لَا. إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَّبَعَ فِي ذَلِكَ السَّكَرَانُ وَالْغَيْرَانُ».

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام ابو زرعہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے: یہ علی بن محمد طنافسی کی حدیث ہے اور مجھ سے اس کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، يَعْني ابْنَ مَاجَةَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ: هَذَا حَدِيثٌ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيِّ. وَفَاتَنِي مِنْهُ.



باب: ۳۵۔ باپ کی وفات کے بعد سوتیلی ماں سے نکاح کرنے والے کی سزا

(المعجم ۳۵) - بَابُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً أَبِيهِ مِنْ بَعْلِهِ (التحفة ۳۵)

۲۶۰۷۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے ماموں (حضرت حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ) میرے پاس سے گزرے انھیں رسول اللہ ﷺ نے ایک جھنڈا اڑے کر (کسی کہم پر) روانہ فرمایا تھا۔ میں نے کہا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی طرف (اسے سزا دینے کے لیے) روانہ فرمایا ہے اس نے باپ کے

۲۶۰۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، ح: وَحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، جَمِيعًا عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ عَبْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مَرَّ بِي خَالِي، سَمَاءُ هُشَيْمٍ، فِي حَدِيثِهِ، الْحَارِثُ بْنُ عَمْرٍو وَقَدْ عَقَدَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ لَوَاءً. فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ

۲۰۔ ابواب الحدود۔ شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل

تُرِيدُ؟ فَقَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ. فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ.

مرنے کے بعد اس کی بیوی (اپنی سوتیلی والدہ) سے نکاح کر لیا ہے۔ نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کی گردن اڑا دوں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① کسی محرم خاتون سے نکاح کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ② اس جرم کی سزا یہ ہے کہ مجرم کو قتل کر دیا جائے۔ ③ حرام نکاح کی سزا نانا والی سزا (رجم) نہیں۔

۲۶۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ابْنُ أَخِي الْحُسَيْنِ الْجُعْفِيِّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مَنَازِلٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي كَرِيمَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً أَبِيهِ، أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَأَصْفِي مَالَهُ.

۲۶۰۸۔ حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی طرف بھیجا جس نے اپنے والد کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا (اور مجھے حکم دیا) کہ میں اسے قتل کر دوں اور اس کا مال ضبط کر لوں۔

🌞 فائدہ: قتل کرنا حد ہے اور مال ضبط کرنا تعزیر یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے اس پر حد اور تعزیر دونوں کو نافذ فرمایا۔

(المعجم ۳۶) - بَابُ مَنْ ادَّخَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ (التحفة ۳۶)

باب: ۳۶۔ اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا یا اپنے آزاد کرنے والے کے علاوہ کسی اور کو مولیٰ (آزاد کرنے والا)

قرار دینا

۲۶۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الصَّفِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

۲۶۰۹۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے باپ کے

۲۶۰۸۔ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ۲۴/۱۹ من حديث ابن إدريس به، على تصحيف فيه، وصححه البوصيري.

۲۶۰۹۔ [صحيح] \* محمد بن أبي الصفي مستور، وتابعه وهيب عند ابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۱۷، وغيره، وإسناده صحيح، وله شاهد عند مسلم في صحيحه، الحج، باب فضل المدينة... الخ، ح: ۱۳۷۰، وأصله في صحيح البخاري، ح: ۷۳۰۰، ۶۷۵۵، ۳۱۷۹، ۳۱۷۲، ۱۸۷۰.

## ۲۰۔ أبواب الحدود - شرعی سزاؤں سے متعلق احکام و مسائل

عُثْمَانُ بْنُ [حُثَيْمٍ]، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ انْتَسَبَ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

سوا کسی اور کی طرف نسبت کرے اور جو (غلام یا لونڈی) اپنے مولیٰ (آزاد کرنے والے) کے علاوہ کسی اور کو اپنا مولیٰ قرار دے اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔“

۲۶۱۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ التَّهْلُفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا وَأَبَا بَكْرَةَ، وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ أَذْنَابِي وَوَعَى قَلْبِي مُحَمَّدًا ﷺ [يَقُولُ]: «مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ».

۲۶۱۰۔ حضرت سعد اور حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں میں سے ہر ایک نے فرمایا: میرے کانوں نے حضرت محمد ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرتا ہے اس پر جنت حرام ہے۔“

 فوائد و مسائل: ① نسب کے ثبوت پر بہت سے معاملات کا انحصار ہے مثلاً: (۱) محرم اور نامحرم کی پہچان۔ (۲) وراثت کی تقسیم وغیرہ اس لیے شریعت اسلامیہ میں نسب کی حفاظت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ ⑤ آزاد کرنے والے اور آزاد ہونے والے کے درمیان جو تعلق قائم ہوتا ہے اسے ولاء کہتے ہیں اس پر بھی بعض شرعی مسائل کا انحصار ہے مثلاً: نسبی وراثت کی غیر موجودگی میں وراثت کی تقسیم وغیرہ۔ ⑥ نسب اور ولاء کا جو تعلق قدرتی طور پر قائم ہو گیا ہے اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اس لیے شریعت میں منہ بولے بیٹے یا بھائی وغیرہ جیسے مصنوعی رشتوں کی کوئی قانونی اور شرعی حیثیت نہیں۔ ⑦ باپ کے سوا کسی اور کو اپنا والد قرار دینا حرام ہے البتہ احترام کے طور پر کسی کو چچا کہہ دینا یا پیار سے کسی کو بیٹا کہہ دینا اس میں شامل نہیں۔ حرمت اس وقت ہے جب اس مصنوعی رشتے کو اصلی رشتے کا مقام دینے کی کوشش کی جائے۔ ⑧ آزاد کردہ غلام کے لیے جائز نہیں کہ کسی اور قبیلے سے تعلق قائم کرنے کے لیے اس قبیلے کے کسی فرد کو اپنا آزاد کرنے والا قرار دے۔ اس کی وجہ سے بعض شرعی معاملات میں مشکل پیش آ سکتی ہے اس کے علاوہ یہ ایک بڑی احسان فراموشی بھی ہے۔

۲۶۱۰۔ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان، ح: ۴۳۲۷ من حديث عاصم، ومسلم، الإيمان، باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم، ح: ۶۳ من حديث أبي معاوية من حديث عاصم الأحول به.

۲۶۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 أَنبَأَنَا شُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ»  
 ۲۶۱۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے والد کے سوا کسی اور کی طرف نسبت کرتا ہے تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کے فاصلے سے محسوس ہوتی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اصل باپ کے سوا کسی دوسرے آدمی کو اپنا باپ قرار دینا حرام ہے۔ ② جنت کی خوشبو نہ پانے کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا بلکہ جنت کے قریب بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ ③ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جہنم میں جائے گا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس کی کسی بڑی نیکی کی وجہ سے یا اپنی خاص رحمت سے اسے معاف فرما دے۔

(المعجم ۳۷) - بَابُ مَنْ نَفَى رَجُلًا مِنْ قَبِيلَتِهِ (التحفة ۳۷)  
 باب: ۳۷۔ کسی کو قبیلے سے خارج قرار دینا

۲۶۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت احمد بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُنْهَ الْفَدَى فِيهِ شَامِلٌ لَوْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ خَدْمَتُهُ فِي حَاضِرِهِ وَفَدَى لَوْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ خَدْمَتُهُ فِي غَايِبِهِ  
 حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ حَيَّانَ: أَنبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَقِيلِ بْنِ طَلْحَةَ السُّلَمِيِّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ هَيْصَمٍ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: أَتَيْتُ

۲۶۱۱۔ [صحیح] وصححه البوصيري، قلت: عبد الكريم الجزري لم ينفرد به، تابعه الحكم عند أحمد: ۱۹۴/۲، ۱۷۱ عن مجاهد به، والراجح سبعين عامًا، دون خمس مائة عام، والله أعلم.  
 ۲۶۱۲۔ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵/۲۱۱، ۲۱۲ من حديث حماد بن سلمة به، ومسلم بن هيصم، روى عنه جماعة، وذكره ابن حبان في الثقات، وأخرج عنه مسلم في صحيحه، وقال البوصيري: "لهذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي وَفْدٍ كِنْدَةَ، وَلَا يَرْوِيهِ إِلَّا أَفْضَلُهُمْ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَسْتُ مِنَّا؟ فَقَالَ: «نَحْنُ بَنُو النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ، لَا نَقْفُو أُمَّنًا، وَلَا نَنْتَهِي مِنْ آبِنَا».

قَالَ: فَكَانَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ يَقُولُ: لَا أَوْتَى بِرَجُلٍ نَقَى رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ، مِنْ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ، إِلَّا جَلَدْتُهُ الْخَدَّ.

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا جائے جو قریش کے کسی آدمی کو نضر بن کنانہ کی اولاد سے خارج قرار دے تو میں اسے (بہتان کی) حد لگاؤں گا۔

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ قبیلہ قریش سے ہیں۔ قریش فہر بن مالک کا لقب ہے۔ فہر کی اولاد ہی قریشی کہلاتی ہے۔ مالک کے والد (فہر کے دادا) کا نام نضر بن کنانہ ہے۔ (دیکھیے: الریثق المختوم ص: ۷۵)

② جب کسی کو یہ کہا جائے کہ یہ اس شخص سے نہیں جس کا بیٹا سمجھا جاتا ہے تو اس کا مطلب اس کی ماں پر زنا کی تہمت ہے لہذا یہ تو وہ شخص اپنا الزام ثابت کرے ورنہ اسے اسی (۸۰) کوڑے سے سزا ملے گی۔ ③ زنا کا الزام صریح الفاظ میں لگایا جائے یا اشارتاً دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہے۔

(المعجم ۳۸) - بَابُ الْمُخْتَبِينَ (التحفة ۳۸) باب: ۳۸۔ میخیزوں کا بیان

۲۶۱۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ الْجُرْجَانِيُّ: أَنَّ أَبَانَا عَبْدَ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ [يُسْرًا] بْنَ نُمَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَكْحُولًا يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَجَاءَهُ عُمَرُو بْنُ [قُرَّة] فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ كَتَبَ عَلَيَّ الشَّقَوَةَ. فَمَا أَرَانِي أُرْزَقُ إِلَّا مِنْ دُفْيٍ

۲۶۱۳- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ (ایک میخیز) عمرو بن قرہ آگیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ نے میری قسمت میں بدبختی لکھ دی (کہ میں میخیز ہوں)۔ میرے رزق کا ذریعہ صرف ہاتھ سے دف بجانا ہے تو آپ مجھے ایسے گانے کی اجازت دے دیجیے جس میں بے حیائی کی باتیں نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تجھے

۲۶۱۳- [استادہ موضوع] أخرجه الطبراني ۸/ ۶۰، ۶۱، ح: ۷۳۴۲ من حديث الحسن بن أبي الربيع به، وضعفه البوصيري، ونقل عن يحيى بن سعيد القطان قال في بشر بن نمير: كان ركنًا من أركان الكذب، ونقل عن أحمد قال في يحيى بن العلاء: "كان يضع الحديث".



اجازت نہیں دیتا۔ نہ تیری عزت کرتا ہوں۔ نہ (تیری درخواست قبول کر کے) تیری آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہوں۔ اللہ کے دشمن! تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ نے تجھے پاک اور حلال رزق دیا لیکن تو نے اللہ کے حلال کیے ہوئے کو چھوڑ کر اس کا حرام کیا ہوا رزق پسند کیا۔ اگر میں نے پہلے بھی تجھے (اس کام سے) منع کیا ہوتا تو (آج) میں تجھے سخت سزا دیتا۔ میرے پاس سے چلا جا اور اللہ کے آگے توبہ کر۔ سن لے! اگر تو نے یہ کام میرے منع کرنے کے بعد کیا ہوتا تو میں تیری سخت پٹائی کرتا اور تیرا سر موٹ کر تیری شکل بگاڑ دیتا اور تجھے تیرے خاندان سے نکال کر جلا وطن کر دیتا اور تیرا مال مدینے کے جوانوں کو لوٹ لینے کی اجازت دے دیتا۔“

عمر و اتنا ذلیل اور رسوا ہو کر گیا کہ اس کی حالت اللہ ہی جانتا ہے۔

جب وہ اٹھ گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ نافرمان لوگ ہیں۔ ان میں سے جو کوئی توبہ کیے بغیر مر جائے گا تو اللہ عز و جل اسے قیامت کو اسی حالت میں اٹھائے گا جیسے کہ وہ دنیا میں تھا یعنی محنت اور تنگ۔ اس کے پاس لوگوں سے جسم چھپانے کے لیے ایک جیترا بھی نہیں ہو گا۔ جب بھی (چلنے کے لیے) اٹھے گا بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔“

۲۶۱۳۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت

يَكْمِي. فَأَذَّنَ لِي فِي الْعَنَاءِ، فِي غَيْرِ فَاحِشَةٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا أَدْنُ لَكَ، وَلَا كَرَامَةٍ، وَلَا نِعْمَةٍ عَيْنٍ. كَذَبْتَ، أَيُّ عَدُوِّ اللَّهِ لَقَدْ رَزَقَكَ اللَّهُ طَيِّبًا حَلَالًا، فَأَحْزَنْتَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْكَ مِنْ رِزْقِهِ مَكَانَ مَا أَحَلَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ مِنْ حَلَالِهِ. وَلَوْ كُنْتُ تَقْدَمْتُ إِلَيْكَ لَفَعَلْتُ بِكَ وَفَعَلْتُ. قُمْ عَنِّي، وَتُبْ إِلَى اللَّهِ. أَمَا إِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ، بَعْدَ التَّقْدِمَةِ إِلَيْكَ، ضَرْبَتُكَ ضَرْبًا وَجِيعًا، وَحَلَقْتُ رَأْسَكَ مُثْلَةً، وَنَفَيْتُكَ مِنْ أَهْلِكَ، وَأَحْلَلْتُ سَبْلَكَ نَهْبَةً لِفَتَيَانِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ».

فَقَامَ عَمْرُو، وَبِهِ مِنَ الشَّرِّ وَالْخِزْيِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ.

فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَؤُلَاءِ الْعَصَاةُ. مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِغَيْرِ تَوْبَةٍ، حَسَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا كَانَ فِي الدُّنْيَا مُحَنَّنًا غُرْبَانًا لَا يَسْتِيرُ مِنَ النَّاسِ بِهَذْبَةٍ، كُلَّمَا قَامَ صُرِعَ».

۲۶۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَسَمِعَ مُحَنَّنًا وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: إِنْ يَفْتَحِ اللَّهُ الطَّائِفَ عَدَا، ذَلَّلْتُكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبَلُ بِأَرْبَعٍ وَتَذْبِرُ بِسِتْمَانٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ».

ہے کہ نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو سنا کہ ایک محنت حضرت عبداللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے کہہ رہا تھا: اگر کل اللہ تعالیٰ نے طائف میں فتح نصیب فرمادی تو میں تجھے ایک عورت دکھاؤں گا جو آتی ہے تو جسم میں چار مل پڑتے ہیں اور جاتی ہے تو آٹھ مل پڑتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”انھیں اپنے گھروں سے نکال دیا کرو۔“

 فوائد و مسائل: ① محنت سے مراد وہ انسان ہے جس کے صنفی اعضاء میں مردوں اور عورتوں دونوں سے مشابہت پائی جائے۔ ایسا شخص شادی شدہ زندگی گزارنے کے قابل نہیں ہوتا نہ بحیثیت مرد کے اور نہ بحیثیت عورت کے البتہ اگر ایک صنف سے مشابہت زیادہ ہو تو اسی صنف میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ ② عرب میں ایسے افراد مردانہ لباس پہنتے اور مردوں کی طرح گھر سے باہر کے کام کرتے ہیں۔ ③ ان میں جو شخص عورتوں کے خاص معاملات سے دلچسپی رکھتا ہو اس سے پردہ کرنا چاہیے۔ ④ ان میں سے جس شخص کو صنفی معاملات سے دلچسپی نہ ہو صرف کھانے پینے کا خیال ہو انھیں ﴿غَيْرِ أُولَى الْأَرْبَابَةِ مِنَ الرِّجَالِ﴾ (النور: ۳۱) یعنی ”خوابش نہ رکھنے والے مردوں“ میں شمار کیا جاسکتا ہے لہذا ان سے عورتوں پر پردہ فرض نہیں۔

لِلْمَكْتَبَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ

۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

لسبر.....1.7.53.2.....

